رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْن

بسعی عالی جناب معلی القاب خان بہادر مولوی سید ظہیر الدین صاحب وارثی نیوروی مد ظلہ

سوانح عمری شریف حضرت محبوب ربانی سیدنا و مولٰنا فانی فی اللہ و باقی باللہ حاجی سید وارث علی شاہ صاحب اعلی اللہ مقامہ

موسومہ

مشکوٰۃ حقانیت

المعروف

معارف وارثیہ

مولفہ

تقدس مآب فیوض انتساب عالیجناب مولوی شیخ فضل حسین صدیقی وارثی اٹاوی تغمدہ اللہ بالرحمۃ و المغفرۃ و السلام

باہتمام امیدوار رحمت ایزد منان محمد مراد علیخان قادری مالک مطبع

در مطبع اخلاقی واقع محلہ منڈی بانکی پور مطبوع گردید

معذرت باالتماس

یہ ایک تجربہ مستمرہ ہو کہ باوصف اہتمام بلیغ کوئی کتاب مطبوع غلطیون سے محفوظ نہین ہتی الاماشاء اللہ بیحد افسوس کے ساتھ مجھکو بھی اقرار کرنا پڑا کہ کامل چار ماہ کی ہمہ تن مصروفی اور غیر معمولی سعی نے بھی اس کتاب کو مستثنیات مین درنہ آنے دیا اور آخر ایک فہرست صحت اغلاط کی لگانی ہی پڑی گرچہ ضخامت کے اعتبار سے وبتقابل دیگر کتب مطبوعہ متکاثرہ فہرست ملحقہ چندان طویل متصور نہین ہو تاہم محض وجود اغلاط خود موجب ندامت ہو اور لہذا خواستگار معافی ہون۔

خوانندہ کتاب کو جب کسی غلطی پر گذر ہوتی ہو تو بعض جگہ بڑی دقت پیش آجاتی ہے جس سے جمعیت خاطر جاتی رہتی ہو۔ بار بار فہرست صحت اغلاط کی ورق گردانی سے دلچسپی نہین رہتی۔ مین نے تو چاہا تھا کہ پہلے اغلاط کی صحت موقع موقع پر کردیجاوے تب کتابین ہدیہ ناظرین کی جاوین تاکہ خوانندہ کو اس بنا پر کبھی زحمت اٹھانی نہ پڑے مگر شایقین کے بیتابانہ تقاضون نے بالکل مجبور کردیا۔

اسلیے نیازمندانہ التماس ہے

کہ براہ کرم تھوڑی تکلیف گوارا فرما کر معزز ناظرین اغلاط کی صحت بہ مطابقت فہرست ملحقہ بمواقع مخصوصہ ثبت فرمالیوین تب پڑھنا شروع کرین اور اس خادم القوم کی فروگذاشتون کو بنظر عفو ملاحظہ فرما کر مرہون منت فرمائین والسلام مع الاحترام فقط

التماس

خاکسار خادم القوم محمد مراد علیخان قادری عفی عنہ
(مالک مطبع اخلاقی - رمنہ - بانکی پور
پٹنہ جنکشن صوبہ بہار واڈریسہ)
۱۲- محرم الحرام ۱۳۳۸ھ

فہرست مضامین کتاب

تفصیلات مجموعہ تالیف

تفصیلات مجموعۂ تالیف

ڈاکٹر ناظر الدین [illegible]

تفصیلات مجموعہ تالیف

عنوانات — صفحات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرۂ قادریہ رزاقیہ وارثیہ

اللّٰھم صلِّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ بعددِ کُلِّ شیءٍ معلومٍ لک

اے خدا اپنے محمد مصطفےٰ کے واسطے ۔ حیدر و صفدر علی مشکل کشا کے واسطے

حضرتِ حسنین و عابد باقر و جعفر امام ۔ موسیِ کاظم شہ موسیٰ رضا کے واسطے

حضرتِ معروف کرخی و سری سقطی جنید ۔ شبلی و عبد العزیز پُر ضیا کے واسطے

عبدِ واحد بو الفرح طرطوسی حضرت بو الحسن ۔ بو سعید با سعادت پارسا کے واسطے

وارثِ ارثِ علی دستگیرِ بیکسان ۔ غوثِ اعظم افتخارِ اولیا کے واسطے

عبدِ رزاق و بنفشہ سید محمد پیشوا ۔ سید احمد صاحب جود و سخا کے واسطے

حضرتِ سید علی و خواجہ موسیٰ خطاب ۔ شاہِ دین سید حسن اہلِ صفا کے واسطے

شیخ ابو العباس و سیدنا بہاؤ الدین مست ۔ حضرتِ سید محمد پیشوا کے واسطے

ہادیِ برحق جلال و سرور بھکر فرید ۔ شاہِ ابراہیم شیخ باصفا کے واسطے

شیخ ابراہیم و سیدنا امان اللہ شاہ ۔ حضرتِ شاہ حسین مقتدا کے واسطے

حضرتِ شاہِ ہدایت عارف و کامل ولی ۔ سید عبد الصمد شاہِ ہدا کے واسطے

عبدِ رزاق و جناب سید اسمٰعیل شاہ ۔ سرورِ دین شاکر اللہ رہنما کے واسطے

شاہِ دین حضرت نجات اللہ فخرِ اولیا ۔ حاجیِ خادم علی مقتدا کے واسطے

حافظ و حاجی و آلِ مصطفےٰ وارث علی ۔ فخرِ عالم شاہِ تسلیم و رضا کے واسطے

جو پڑھیں پائیں مرادیں اور سبکی قبر میں ۔ کھول دے فردوس سے کھڑکی ہوا کے واسطے

جو اسے پڑھتا ہے پڑھتا ہو بصد ذوق و شوق ۔ انبیا کے اولیا کے اصفیا کے واسطے

اللّٰھم ثبت قدمی علی الصراط المستقیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ نصیریہ فخریہ وارثیہ

پڑھے جو روز بزرگانِ چشت کا شجرہ
وہ پائے فضلِ خدا سے بہشت کا ثمرہ

خدا بحرمت ارواح انبیا مدد دے
پئے محمدؐ و محمود و مصطفےٰ مدد دے

بحقِ حضرتِ مولا علیؓ پاک نہاد
امیرِ ملکِ عرب شاہِ لافتا مدد دے

برائے پنجتنؓ پاک و چار یارؓ نبی
بہ برکت ہمہ ارواح اولیا مدد دے

طفیلِ حضرت خوجہ حسنؒ شہِ بصری
بہ عبدؒ واحد سردار دوسرا مدد دے

پئے فضیلت شاہ فضیلؒ و ابراہیمؒ
سدید دینؒ حذیفہ نکار ہا مدد دے

امین دینؒ ہبیرہؒ و خواجہ ممشادؒ
بحضرت ابو اسحاقؒ با صفا مدد دے

بہ خواجہ ابی احمدؒ بہ بو محمدؒ شاہ
برائے ناصر دینؒ شاہِ اتقیا مدد دے

طفیلِ حضرت بو دودؒ و شاہ یوسف چشت
بروحِ اطہر حاجی شریفؒ با مدد دے

عمر خصال ابو بکر خو علی اوصاف
غنی صفات بہ عثمانؒ با حیا مدد دے

بخواجہ شہ ہند الولی معین الدین
حبیبِ حق گہر تاج اولیا مدد دے

بحقِ خواجہ با بختیار قطب الدینؒ
پئے فریدؒ شکر گنج با سخا مدد دے

بحقِ حضرت محبوب حق نظام الدینؒ
نصیر دینؒ چراغ رہ ہدا مدد دے

پئے جناب لی زمان کمال الدینؒ
سراج دینؒ نبیؐ شاہِ اصفیا مدد دے

بہ علم دینؒ و بہ راجن شہنشہ محمودؒ
جمال دینؒ جمن شاہِ حق نما مدد دے

پئے جناب محمد حسنؒ محمدؒ شاہ
برائے خواجہ یحییٰؒ شہ عطا مدد دے

طفیلِ حضرتِ شاہنشہ کلیم اللہؒ
نظامِ دین نبی معدنِ سخا مدد دے

بحقِ فخرِ دو عالم حضور فخر الدینؒ
بہ قطب دینؒ محمد شہ ہدا مدد دے

بحرمتِ شہ ارض و سما جمال الدینؒ
برائے شاہ عباد اللہؒ پیشوا مدد دے

طفیلِ حضرتِ شاہ بلندؒ و سیدنا
جناب حاجی خادم علیؒ بما مدد دے

بحقِ حضرتِ وارث علی شہ کونین
پناہِ جن و بشر حرز دوسرا مدد دے

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ ه اٰمِیْن اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

حامداً و مصلیاً

مولوی شیخ فضل حسین صدیقی وارثی اٹاوی قدس اللہ سرہٗ و نور اللہ مرقدہٗ مؤلف کتاب مستطاب شکر اللہ سعیہٗ نے جس تفحّص و تجسّس سے حالات وواقعات کو فراہم کیے اور ذرائع ومنافذ حصول کی جانچ و پرکھ مین جو کدو کاوش عمل مین لائی پھر اُن کے متعلق تحقیقات مین جیسی چھان بین کی اور امورِ اختلافیہ کو جس اتّقا و احتیاط کے ساتھ موازنہ کیا اور ردّ و قبولیت مین روایات کے جس طرح کی موشگافی و ریشہ دوانی و جواہر سنجی کی اور جس آزادانہ حق پسندی اور منصف مزاجی سے صدق و راستی کے پہلو کو مدّ نظر رکھا اور اِن مراحل کو سالہا سال مین کامیابی سے طے کر کے ایک ضخیم مجموعہ کو ابواب پر نشست و تقسیم کرنے و بعدہٗ برسون کی صرف اوقات و محنت شاقّہ سے اسقدر نفیس نسخہ تیار کرنے مین جس شدید عرق ریزی اور دماغ سوزی کے متحمل ہوئے کما حقّہٗ تحریر مین ضبط ہونا دشوار ہے۔

البتہ ذرِی ذرِی جھلک اُسکی جابجا "مقدمۂ کتاب" مین پائی جاتی ہے مگر مین یہ کہتا ہون کہ پوری کتاب اپنی خوبیون کی آپ ہی دلیل ہے۔ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب۔ ناظرین مُتفق ہین کہ تالیف لطیف اپنے رنگ مین دیگر کُتب منکاشرہ مُتضمّنہ حالات وارثیہ سے خاص طور پر ممتاز ہے۔ اور حال کے خاص وعام مذاق ونیز آیندہ کے متوقع مذاق کے اعتبار سے بہت ہی غنیمت اور قابلِ قدر ہے۔

علاوہ اور خوبیون کے ایک غیر معمولی بڑی بات یہ ہے کہ خود غرضی وخود نمائی وشہرت طلبی کا خیال قطعًا محو ہے۔ مؤلف مرحوم کے صِرف جدّ و پدر ہی مشرف بہ بیعت نہ تھے۔ بلکہ پورا خاندان سلسلۂ عالیہ مین داخل تھا اور سب کے سب فدائی و جان نثار تھے چنانچہ آخر پچاس سال کے دَور مین حضور اَعْلَی اللہُ مَقَامُہٗ نے قُدُوم مَیمنت لزوم سے مؤلف مرحوم کے مسکن مشتاق کو بارہا سرفراز فرمایا۔ اور غلامان حلقہ بگوشان کی خوشیِ خاطر کو ملحوظ رکھکر دو دو تین تین دِن ظلّ گستر رہا کیے مگر مؤلف مرحوم نے کسی مقام پر کنایۃً بھی ایسے گہرے تعلق کا اظہار نہ کیا۔ اور نہ کوئی روایت اپنے جدّ و پدر کے سند سے لکھنے کی جرأت کی۔ مگر مِشک آنست کہ

وعقیدت آگین مُکَرَّمہ و محترمہ جنابہ بی بی عایشہ صاحبہ وارثیہ رئیسہ ضلع گیا بَسَطَ اللّٰہ حَیَاتَہَا وَرَفَعَ اللّٰہُ دَرَجَاتَہَا سے اِس خصوص مین اِستصواب کر کے اجازت بھی حاصل کر لی تھی۔ اِس لیے صحیفۂ متبرکہ کا اِسی طریقہ پر معنون و منتسب ہونا متحقق متصور ہے۔

بسبب انتقال مؤلف مرحوم تحفہ کے ساتھ خیال کیا جاتا تھا کہ مساعی اُن کے خلق کی نظر سے پوشیدہ رہجائینگے مگر مشیّت ایزدی خلاف اِس کے تھی اور ربُّ العزّت کو اشاعت منظور تھی۔ کرم فرما مولوی محمد مراد علی خان صاحب مالک مطبع اَخلاقی پریس واقع محلہ رمنہ پٹنہ جنکشن کا بیحد مشکور ہون جنھون نے غیر معمولی توجہ اور سرگرمی سے اتنے بڑے کام کو بہت تھوڑے وقت مین بفضلہٖ تعالیٰ خاطر خواہ انجام دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ فقط

سید ظہیر الدین وارثی نیور دی۔

پٹنہ عظیم آباد۔ ۱۰۔ اگست ۱۹۱۹ء

۷۸۶

هُوَ الْوَارِثُ

مقدمہ کتاب

ہاے اُس نامہ کی خوش عنوانیان | ابتدا ہو جسکی اُنکے نام سے

مین جس گھر مین پیدا ہوا ہون وا ہون (وابستہ) کے سایہ مین نشوونما ہوئی جن گودیون مین پرورش پائی - وہ حضور وارث پاک کی محبت مین بھری ہوئی تھین - حضور انور کو جاننے اور پہچاننے سے قبل میرے کان حضور پُرنور کے نامِ نامی سے خبردار تھے میرا سینہ حضور انور کے مقدس نام کا آماجگاہ تھا کیونکہ خوف و دہشت مین بیماری مین غرضکہ ہر حالت مین حضور انور کا نام نامی میرے کان تک پہونچایا اور کئی کئی مرتبہ پڑھکر میرے سینہ پر دم کردینا میرے بزرگون کا طریقِ عمل تھا - یہ وہ زمانہ تھا کہ مین عالمِ طفلی کے پہلے باب کی سیر دیکھ رہا تھا اور نہ مجھے ہوش نہ تھا کہ مین کیا دیکھتا ہون اور کیا سنتا ہون (اسوقت گو مین اپنا حال کہہ رہا ہون مگر دوسرون سے سُنا ہوا دُہرا رہا ہون) رفتہ رفتہ میرے ہوش و حواس مین بتقاضاے سن ترقی ہوتی گئی اور اس نام سے ایک خاص رغبت ہونے لگی - مین اس نام کو جب سنتا تو خوش ہوتا اِس خوشی پر میرے اعزا مین طرح طرح کے خیالات کا اظہار ہوتا اور مشرقی مذاق کے بموجب قسم قسم کی عقیدت سے بھری ہوئی باتین کی جاتی تھین - مجھے سن تمیز و شعور تک پہونچنے سے قبل اس مقدس نام سے شرف آگہی نصیب ہوگیا تھا ؎ مولانا یاس ٹونکی

آنکھ کُھلنے سے بھی پہلے ترا جلوہ دیکھا | ہوش آنے سے بھی پہلے تجھے پایا دل مین

ہوش آنے کے بعد مین بات بات مین آپ کا نام نامی سُنتا تھا اور اب سمجھنے لگا کہ اس زمانہ مین یہ کوئی بڑے بزرگ ہین مگر مجھے عرصہ تک حضور پُرنور کی زیارت کا شرف نصیب نہین ہوا کیونکہ میرا ابتدائی زمانہ پردیس مین اپنے والد ماجد کے ساتھ گذرا وہ اکثر لوگون سے حضور انور کے تذکرے کیا کرتے تھے تو مین بہت جی لگا کر سُنتا تھا ایک مدت کے بعد وہ پنشن لیکر اپنے گھر آئے تو یہان شب و روز وہی ذکر وہی شغل تھا شاید دو ہی تین برس مین یا اِس سے بھی پہلے سنا گیا کہ حضرت دیوہ شریف سے اٹاوہ مین آتے ہین مجھے دل ہی دل مین شوق پیدا ہوا کہ مین حضرت سے بیعت ہو جاؤن چنانچہ مین مرید ہوگیا جب مجھے یہ شرف حاصل ہوا ہے تو میری عُمر سولہ یا سترہ سال کی تھی ؎

تقریبِ محبت کی کیا خوب وہ ساعت تھی | جسوقت ہوا تجھسے وہ ماہ جبین واقف

مجھے اسوقت سے حضرت کے حالات فیض آیات سننے کا شوق تھا اکثر شجرے - حضرت کے حالات کی نظم و نثر مین لکھی ہوئی کتابین غور و خوض سے پڑھتا تھا اور جمع کرتا تھا دس گیارہ برس کا عرصہ ہوا ہوگا جب مین نے اِس بات پر غور کیا کہ حضرت کے حالات مین جتنی کتابین اب تک لکھی گئی ہین اُنکی روایتین چشمدید واقعات پر مبنی ہین یا وقتِ ملاقات لوگون سے سُنی ہوئی ہین اور اسطرح مختصر واقعات پر کتابین ختم کردی گئی ہین - اب تک کسی صاحب نے حالات کی بہم رسانی مین محنت برداشت نہین کی اور بالتفصیل واقعات و حالات نہین لکھے حالانکہ

آپ کے حالات آپ کی ذات مستجمع الصفات کی طرح ایک بحرِ ذخار ہون گے جنکا تھل بیڑا ملنا دشوار ہی ایک مرتبہ مین نے اپنا یہ خیال برسبیل تذکرہ بیدم شاہ صاحب وارثی سے ظاہر کیا تھا کہ کوئی صاحب حضرت کے حالات و واقعات جمع کرین۔ مختلف حالات کا ذخیرہ فراہم ہوا انھون نے جواب دیا کہ تم ہی کچھ کرکے دکھاؤ مین خاموش رہ گیا۔ اِسی خیال و فکر مین مجھے اِس بات کا خیال پیدا ہوا کہ مین حضرت کے حالات جمع کرون۔ اور حالات کی بہم رسانی صرف سلسلہ وارثیہ ہی کے افراد تک محدود نہ رہے بلکہ دیگر سلاسل کے بزرگون سے اور جدید تعلیم یافتہ اصحاب سے بھی تحقیق کی جائے۔ مشرقی مذاق مریدین کی خوش اعتقادی ضرب المثل ہے اور حالات و واقعات زیادہ تر وہی اِس زمانہ مین قابل وثوق ہوسکتے ہین جو ایسے اصحاب کے بیان کردہ ہون جو حضرت کے سلسلہ سے وابستہ نہین ہین کیونکہ ایک راسخ الخیال مرید اپنے پیر کی شان مین (عام مذاق کے بموجب) مبالغہ سے کام لے سکتا ہے مگر اپنے پیر کے سوا دوسرے پیر کے لئے وہ ہرگز ایسا نہین کرسکتا۔ مین اپنے پیر کی نسبت مبالغہ کے خلاف نہین ہون کیونکہ اپنے پیر کو سب سے افضل و برتر ماننا آئین طریقت ہے اور مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر کی شان مین فرماتے ہین ؎ اول او آخر ہر منتہی ؛ آخر او جیب تمنا تہی مبالغہ سے میرا صرف یہ مطلب ہے کہ فی زمانہ مریدین کے بیانات اُن کی خوش اعتقادی پر مبنی سمجھے جاتے ہین اور یہ مسئلہ چونکہ مسلمہ ہے کہ زمانہ موجودہ مین اپنے پیر سے افضل کسی کو نہ مانے تمام بزرگیون اور اعلےٰ مرتبون کا اُسی کو سرچشمہ اعتقاد کرے۔ اسلئے اُسکی جو کچھ بھی تعریف و توصیف ہو وہ حقیقتہً مبالغہ نہیں ہے۔ مگر فی زمانہ چاہے جیسی سچی سے سچی روایت کسی مرید کی زبان سے ادا ہو وہ مبالغہ سے ہی تعبیر کی جاتی ہے اور اُسکو خوش اعتقادی سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اِسکی وجہ اِس کے سوا اور کوئی نہین ہو کہ زمانہ کا مذاق بگڑ گیا ہے۔ نئے تمدن و نئی روشنی کا نیا دور شروع ہوگیا ہے اسی وجہ سے مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ برادران سلسلہ کے علاوہ دیگر برادرانِ طریق و برادرانِ اسلام سے بھی اُن کی معلومات حاصل کی جائے۔ اور جدید تعلیم یافتہ حضرات سے اُنکے معلومہ حالات لینے کی کوشش ہو۔

مجھے اپنے اِس ارادہ مین کچھ پس و پیش بھی رہا کہ مین کیا اور میری حیثیت کیا یہ بہت بڑا کام ہے۔ میری زبان سے اتنا بڑا ارادہ سنکر لوگ حرف گیری کرین گے اور ہنسین گے اور حقیقتہً میرا اِس اہم کام کے لئے مستعد ہونا چھوٹا منہ بڑی بات ہے کیونکہ نہ مجکو تصوف و الٰہیات سے مس ہے نہ علم و عمل کے اعتبار سے کوئی وجاہت رکھتا ہون۔ نہ حضرت کے فیضِ صحبت سے فائدہ اُٹھانے کا موقع ملا۔ نہ فکر معاش سے دل مطمئن دنیا دار اور محض دنیادار شخص ہون۔ ایسی حالت مین کیا امید ہے کہ مین اپنے مقصد مین کامیاب ہو جاؤنگا مگر حضرت دل کا یہی فتویٰ ہوا کہ کام ہو یا نہ ہو کوشش کرو۔ مین دل سے مجبور ہوگیا اور مین نے کوشش شروع کردی۔ مین نے جس خیال اور مذاق کو مد نظر رکھکر اِس کام کو شروع کیا مجھے خود اقرار ہے کہ مین ویسی کما حقہ کامیاب نہین ہوا اور اس کا اصلی سبب میری عدیم الفرصتی۔ پریشان روزگاری۔ بے بضاعتی نا اہلی کے سوا کچھ نہین ہے۔ مین نے خدا کا نام لیکر جب اِس کام کا آغاز کیا تو بظاہر کوئی یار و مددگار بھی نہ تھا جس کو مین اپنا ہم خیال بناتا اور وہ میرا ساتھ دینے کے لئے کمربستہ ہوتا۔ دل ہی دل مین غور کیا کرتا تھا۔

اور راتون کے سناٹے مین تارون کی چھاؤن مین اپنے خیالات کی اُلجھنوں کو سلجھایا کرتا تھا۔ جتنا زیادہ اِس بارہ مین غور و فکر کرتا تھا اُتنی ہی پیچیدگیان بڑھتی تھین۔ اِسی اثناء مین کہ میرا دل تذبذب کی حالت مین تھا مین نے ایک خواب دیکھا اُس خواب سے اِس کام کے بہ حُسن و خوبی انجام پانے کا اشارہ سمجھا اور مستعد ہو گیا۔

مین نے سب سے پہلے اِس بارہ مین سید معروف شاہ صاحب قبلہ وارثی کو خط لکھا تو جناب ممدوح بغیر کسی قیل و قال کے نہایت محبت و شفقت سے میرا ساتھ دینے کو آمادہ ہو گئے اور ہر قسم کی امداد سے میری ہمت افزائی فرمائی اور خاتمۂ کتاب تک وہی بات قائم رہی۔ اور اصحاب کو بھی مین نے جابجا خطوط لکھے تو کچھ خطوں کے جواب امید افزا آئے اور کچھ خطوں کے جواب مین مجبوری و معذوری ظاہر ہوئی اور کچھ خطوں کے جواب مین خاموشی و سکوت سے کام لیا گیا اور حضرت شیخ سعدی شیرازی رح کے اِس مقولہ پر عمل کیا گیا ؎ جواب جاہلان باشد خموشی ؛

مین نے مکرر سہ کرر ان حضرات کو خطوط لکھے اور خوشامد کی تو بعض اصحاب نے خلاف امید جواب دئے۔ کسی صاحب نے لکھا کہ ادب و احتیاط مانع ہے کسی صاحب نے از رہِ عجز و انکسار معذرت کی غرضکہ مختلف اقسام کے جواب آئے اب مین بڑے پیچ و تاب مین پڑ گیا کہ جب میرے اکابر برادران سلسلہ اسقدر احتیاط برتتے ہین تو مین تنہا کیا کر سکتا ہون۔ اور کس طرح اِس اہم کام کو انتہا تک پہونچا سکتا ہون مگر اس حالت مین بھی مین کچھ نہ کچھ کرتا رہا اور ایسے بے توجہی کے جوابات سے متاثر ہو کر دست بردار نہین ہوا۔ اِن اصحاب کی پھر خوشامد کی دوسرونکو خطوط لکھے اور اپنی کوشش جاری رکھی۔ اِس کوشش مین ایک عرصہ گذر گیا اکثر اصحاب نے میرے خیال کو وقعت کی نظر سے دیکھا اور وہ میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے چنانچہ اِس ضمن مین سب سے پہلے مین مولنا مولوی سید عبدالغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری رح (مترجم طبقات الکبریٰ والحکم الروحانیہ وغیرہ و اسسٹنٹ اکوانٹنٹ جنرل بہادر حیدرآباد دکن) کا نام نامی لونگا جو اگرچہ اِس عالم مین نہین ہین اور اِس دنیائے فانی کو خیرباد کہکر حیات بعد الممات کا لطف اُٹھا رہے ہین مگر اُنکی وجہ سے میری پوری ہمت بندھی اور باوجودا سکے کہ مجھے جناب ممدوح سے کبھی شرف نیاز حاصل نہ ہوا تھا نہ خط و کتابت تھی نہ میرے علم مین وہ مجھسے واقف تھے۔ اور بسبب کثیر المشاغل اور ضعیف و دایم المریض ہونے کے معذور بھی تھے مگر پہلے خط کے جواب مین اُنھون نے واقعات و حالات لکھنا شروع کر دئے۔ اور جو خط مجکو لکھا وہ حسب ذیل ہے۔

"دیکھیے حضرت یہ خط بے ربط ستائیسوین جنوری کو شروع ہوا تھا اور آج ساتوین مارچ کو ختم ہوا۔ جسکی وجہ آپ خود سمجھ سکتے ہین کہ کافی مہلت کا نہ ملنا ہے مجھے امید نہ تھی کہ یہ خط ختم ہوگا اور آپ تک پہونچیگا۔ اِس خط کو مین نے بے ربط اِس سبب سے کہا کہ صرف قلم برداشتہ لکھا گیا ہے اور میری دانست مین اِس قابل نہین ہے کہ بجنسہ کسی تصنیف و تالیف مین نقل کر دیا جائے اِس کا مقصود صرف آپ کے ارشاد کی تعمیل ہے۔ آپ کو پورا اختیار ہے کہ اِس مین سے جس مضمون کو جس طرح چاہین یعنی طوالت یا اختصار کے ساتھ درج کتاب کرین دو ہفتے ہوے کہ اخبار مشرق کے ایڈیٹر و مالک اور ہمارے پیر بھائی حکیم برہم صاحب حیدرآباد آئے ہوئے ہین مجھ سے وہ ملے اور اُنھون نے کہا کہ مین حضرت پیر و مرشد کی مکمل سوانح عمری لکھ رہا ہون۔ تم کو جو کچھ حالات معلوم ہون وہ مجھے لکھکر دو۔ لیکن مین نے اُنسے کہا کہ آپ سے پہلے فضل حسین صاحب کی فرمائش پہونچ چکی ہے اور مین نے اُنھین کی فرمائش پر لکھنا بھی شروع کر دیا ہے اور گویا اُن سے عہد و وفا باندھ لیا ہے اسلئے آپ کے حکم کی تعمیل سے معذور ہون حکیم برہم صاحب کہتے تھے کہ اُنکی خواہش

یہ ہے کہ اُن کے اور نیز آپ کے فراہم کئے ہوئے مواد سے ایک جامع اور مکمل اعلیٰ درجہ کی کتاب تصنیف ہو کر شائع کی جائے مگر آپ راضی نہیں ہیں سہ

من نہ گویم کہ این مکن آن کن	مصلحت بین و کار آسان کن

اِس والانامہ کے دو ہفتہ بعد ایک اور والانامہ مولٰنا کا میرے نام آیا جسمین اپنی تالیفات کے ارسال فرمانے کا تذکرہ تھا اور کچھ برادرانِ سلسلہ کو خطوط لکھنے کی ہدایت تھی۔ جسکا خلاصہ یہ ہی۔

"حضرت پیر و مرشد قدس سرہ العزیز کے بہت زیادہ حالات متعلق بہ فیض رسانی اور ارشاد و ہدایت روحانی جناب فضیحت شاہ صاحب مدظلہ کو معلوم ہیں اُنکو ضرور لکھیئے۔ اور مولوی غنی حیدرؔ صاحب وکیل گیا اور مرزا ابراہیم بیگ صاحب شیدا لکھنوی اور جناب اوگھٹ شاہ صاحب بچھرایون ضلع مرادآباد کو ضرور لکھیئے اِن لوگون کے پاس بھی دلچسپ معلومات کا ذخیرہ ہے اِن لوگون کو فرادی فرادی لکھیئے کہ برائے خدا جو کچھ معلومات ذاتی اِن کو حضرت قدس سرہٗ کی نسبت ہون انکو ضرور لکھ بھیجین ورنہ وہ ہر ایک کی زندگی کے ساتھ تلف ہو جائین گے۔ اور لکھنے کی صورت مین تو ہمیشہ اُس سے مسترشدین کو فائدہ ہوتا رہے گا"

اِن دونون خطون کے دیکھنے سے مولٰنا کی ہمدردی اور ہمدردی کے ساتھ ایک طرح کی بیچینی ظاہر ہوتی ہی کہ کسی طرح حالات کی بہم رسانی خاطر خواہ ہو جاے۔ مین پہلے سے کوشش کر رہا تھا اور اب ایک بڑے شخص کو جو اپنا ہمدرد و شریک پایا میری ہمت مین اور ترقی ہوئی مین نے اِن صاحبون کو بھی لکھا اور ان کے علاوہ دوسرے بزرگون کو بھی خطوط لکھے اور شکر گذاری کے ساتھ مین اُن کی توجہ عالی کا ذکر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہون۔

حضرت فضیحت شاہ صاحب رحمانی بزید پوری اور مکتوب نویس بارگاہ وارثی حاجی اوگھٹ شاہ صاحب بچھرایونی نے خاص توجہ فرمائی اور اُن کو جو کچھ معلومات تھی اُس سے دریغ نہین فرمایا۔

اگرچہ حضرت سیدنا فضیحت شاہ صاحب قبلہ علالت وضعف کی وجہ سے بالکل معذور تھے مگر اسی حالت مین اُنھون نے جو کچھ میری مدد فرمائی اُسی سے مین بیحد متاثر ہون۔

حاجی اوگھٹ شاہ صاحب قبلہ کی گہری دلچسپی اور شفقت و عنایت نے جتنی پیچیدگیان اور اُلجھنین رفع کی ہین اور بغیر ذاتی تعلقات و مراسم کے محض وارثی اور برادر طریق سمجھ کر جو میری مدد فرمائی ہے وہ اُنکی قلبی حالت کا آئینہ پیش کرتی ہی جس سے صاف ظاہر ہی کہ ایسے ہی مقدس نفوس ہین جو اپنی ہستی کو محض اُس نام پر مٹانے کے لئے زندہ ہین۔

مولٰنا سید عبد الغنی صاحب قبلہ وارثی کی طرح مولوی سید غنی حیدرؔ صاحب قبلہ وارثی (سابق وکیل سرکار رئیس گیا) نے بھی پہلے ہی خط کے جواب مین اپنی معلومات سے مستفید فرمایا مگر اپنے ذاتی واقعات کے ظاہر کرنے سے معذرت فرمائی میری اُمید سے کم واقعات و حالات اُن سے ابتداءً دستیاب ہوئے مگر جناب ممدوح کا والانامہ نہایت ہمدردی و محبت و شفقت سے مملو تھا اور پہلے ہی والانامہ مین (باوجود اسکے کہ مجھے جناب ممدوح سے شرف نیاز حاصل نہ تھا) اُنھون نے تحریر فرمایا تھا کہ مین ہر طرح تمھارے کام مین شریک ہون مجھے اس والانامہ سے بھی اُتنی ہی تقویت ہوئی جتنی کہ مولٰنا سید عبد الغنی صاحب قبلہ کی تحریرات سے ہوئی تھی۔

آنریبل مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ وارثی بالقابہ (ممبر ایگزیکٹیو کونسل بہار) نے بھی میرے پہلے ہی عریضہ پر توجہ فرمائی اور واقعاتِ معلومہ مرحمت فرمائے اور نہایت امید افزا خط لکھا مین نے پھر لکھا تو پھر اُنھون نے اپنی دیگر معلومات سے مستفید فرمایا۔ مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی پیٹنے پوری خلفِ الرشید شاہ

مقصود علی صاحب وارثی رح نے بھی پہلے خط پر تو نہین کئی خطون کے پہونچنے کے بعد خاص توجہ کی اور اپنے والد ماجد اور جد بزرگوار کی خاص یادداشتون سے جو حضرت کے متعلق تھین مجھے مستفید فرمایا۔ اور دوسرون سے بھی حالات ملنے کی کوشش کی اسی طرح منشی عبدالغنی خان صاحب وارثی رئیس پور۔ وہ غنی خان ضلع رائے بریلی نے جو ایک معمّر بزرگ تھے اور انھون نے حضرت کے اکثر چشمدید حالات جمع کئے تھے وہ انھون نے اپنی علالت اور نہایت ضعف ونقاہت کے زمانہ مین مرحمت فرمائے (خدا اُن کی قبر کو منور کرے اور اپنی بیشمار رحمتین اُنپر نازل فرمائے) اسیطرح شیخ حسین علی صاحب نواب وارثی زمیندار ساوہ مئو ضلع بارہ بنکی کی معیت وشفقت سے مین ابتک متاثر ہون اور رہونگا وہ نہایت لطف سے پہلے ہی خط کے جواب مین واقعات وحالات لکھنے لگے اور خاص کوشش فرمائی۔ مولوی نادر حسین صاحب وارثی نگرامی وکیل بارہ بنکی نے بھی اپنی معلومات کے دینے مین دریغ نہین فرمایا۔ مین اُنکی بزرگانہ نوازش وکرم کا ممنون ہون اور حقیقتہً ایسے بزرگون کا سبب ہی جو مجھے کسیقدر اپنے مقصد مین کامیابی نصیب ہوئی۔

جناب مرزا محمد ابراہیم صاحب شیدا لکھنوی نے بھی میرے معروضات پر خاص توجہ فرمائی اور نہایت دلسوزی ہمدردی وبرادرنوازی سے میرے عریضون کا جواب دیا اور مفید مشورے دئے حضرت کے واقعات وحالات بھی عنایت فرمائے اور اس کتاب کے ابتدائی مسودات کو غور وتعمق کی نگاہون سے ملاحظہ فرمایا اور اُسپر قدیم طرز کی عبارت مین کچھ حصّہ بطور نمونہ لکھکر مجھے مرحمت فرمایا۔ مین نے اُس سے بہت فائدہ اُٹھایا مگر اُس روش کی نظم ونثر لکھنے سے مین قاصر ومعذور رہا۔ مرزا صاحب موصوف کو میرے ابتدائی مسودات کو دیکھکر نیز میری بے علمی وجہالت کے سبب سے کچھ اختلاف تھا اور یہ اختلاف ایسا تھا جسکو مین رحمت سے تعبیر کرسکتا ہون کیونکہ نیک نیتی کے ساتھ تھا اور وہ اس کام کی اہمیت کو محسوس کرتے تھے وہ جانتے تھے کہ سلسلۂ عالیہ وارثیہ مین ماشاءاللہ بڑے بڑے عالم وفاضل موجود ہین مگر اِس طرف بمقتضائے احتیاط یا پاس ادب سے یا اور کسی وجہ سے ابتک کسی نے توجہ نہین کی وہ میری ہمت نہین توڑتے تھے اور فرماتے تھے کچھ نہونے سے ہونا اچھا ہے اور اکثر خطوط مین اُنھون نے مجھے ترغیب دی اور میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ مگر وہ اپنے نازک خیالات اور اعلیٰ ترین جذبات کی بناپر حضورِ انور کے مقدس اور ذاتی تذکرہ کو اوسی بلندی وبرتری کے ساتھ دیکھنا چاہتے تھے۔ جیسے اُنھون نے اور اُن کے بزرگون نے حضور پرنور کی ذات مستغنی عن الصفات کا مشاہدہ کیا یہ ظاہر ہی کہ ایسے توقعات ظاہر بینون کی تصنیف وتالیف سے پورے نہین ہوسکتے اور حضورِ انور کی روحانیت کے اثرات جو آپ کی ذات کرامت آیات سے مترتب ہوتے تھے وہ صفحات قرطاس سے نمایان نہین ہوسکتے آفتاب کی تصویر اور شعاعین خیال کے ذریعہ سے کاغذ پر دکھائی جاتی ہین مگر کوئی مُصوّر عکس نہین لے سکتا۔ اور تنویر کا تو عشر عشیر بھی نہین دکھا سکتا۔ وہ اِس معذوری ومجبوری کو بھی محسوس کرتے تھے لیکن اُن کی تمنا تھی کہ کوئی قابل شخص اس کام پر مستعد ہو اور حضرت کے ارشادات طیبات اس انداز سے درج کتاب ہون کہ اُنکے معانی ورموز بھی بیان کئے جائین۔ جن سے حقائق ومعارف کی آگاہی ہو۔ اور حضورِ انور کے حسن بے نظیر کی ایسی عکسی تصویر لی جائے جو حقیقتِ حال کا آئینہ ہو وہ اپنے خیال مین بالکل حق بجانب تھے مگر تاہم بلحاظ برادرنوازی وشفقت ومحبت باوجود عدیم الفرصتی کے وہ میرا ساتھ دے رہے تھے اور مین محسوس کر رہا تھا کہ ؎

نہان شانِ تغافل مین ہے رمزِ امتیاز اوس کا — یہ اندازِ جفا ہے التفاتِ دلنواز اُس کا

مین خیال کرتا ہون اگر مرزا صاحب کی طرح دیگر حضرات بھی ایسے ہی اختلافات سے کام لیتے تو کافی سے

زیادہ مجھے مدد ملتی مگر ایسا نہین ہوا بعض حضرات نے اس کام مین کوشش کرنیوالون سے مخالفت کا اظہار کیا اور طرح طرح کے اعتراضات کئے بعض نے نہایت دلشکن طریقہ سے طرح طرح کی طعن آمیز گفتگو کی بعض نے وعدہ کیا اور اسکے بعد پہلوتہی اختیار کی۔ بعض نے نہایت عجیب وغریب طریقہ سے اظہار اختلاف کیا اور مجھے تباہی وبربادی سے ڈرایا اور دوسرون کا ذکر کرکے اس سے بڑا شگون لیا بہرکیف مین اُن کی مغائرت ومخالفت کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہون جس مخالفت کا سلسلہ میری کامیابی پر ختم ہو وہ نہایت مبارک مخالفت ہی۔ ذوق طلب مغائرت وبے اعتنائی ہی کے اثر سے بڑھتا ہی مین اُنکی بے اعتنائیون اور مخالفتون کو اُنکی دوراندیشی ومعاملہ فہمی پر مبنی سمجھتا ہون گو اُن کے مختلف بیانات ومعذرات ہر طرح کی بدگمانیون کا سبب ہوئے ہیں

ہم رضا شیوہ ہین تاویلِ ستم خود کر لین
کیا ہوا اُن سے اگر بات بنائی نہ گئی

مین جانتا ہون کہ اس زمانہ مین بدگمانیون کی کمی نہین ہے اور عربی زبان مین ایک مشہور مقولہ ہی کہ مَنْ صَنَّفَ فَقَدِ اسْتُهْدِفَ جسنے کوئی تصنیف کی اُسنے اپنے آپ کو تیر ملامت کا نشانہ بنایا۔ مین اپنی کمزور طبیعت کے سبب اس تیر ملامت کے زخم سے بہت متاثر ہوا اور مین نے تمام مسودات کو اُٹھا کر طاق مین رکھدیا۔ اسی ہفتہ مین ایک صاحب نے (جو اپنا نام اس ضمن مین ظاہر نہین کرنا چاہتے) جو برادر طریق بھی ہین کئی کتابون کے مؤلف ہین اور پابند شریعت ہین اُنھون نے ایک خواب دیکھا جس مین اس کتاب کی جانب متوجہ ہونے کی ترغیب تھی اور میرے متعلق بھی کچھ ارشاد تھا انھون نے اپنا خواب مجھسے بیان فرمایا اسی زمانہ مین مولوی محمد سرفراز خانصاحب محقق وارثی شکوہ آبادی سابق منیجر درگاہ اجمیر شریف کا ایک خط آیا اِن کو مین نے سال بھر سے زیادہ عرصہ تک خطوط لکھے اور کسی خط کی رسید تک نہین آئی تھی مگر اس خط مین تحریر تھا کہ میرے واقعات ایک راز کی حالت مین ہین جواب تک مین نے کسی پر ظاہر نہین کئے اور مین ڈرتا تھا کہ مبادا اِنکا اظہار نامناسب ہو مگر اب جسدن تمھارا آخر خط میرے پاس پہونچا ہے مین اُسی شب کو ایک خواب دیکھ چکا ہون۔ جس مین مین نے حضرت کو دیکھا اور اپنے واقعات وحالات تمکو بھیجنے کی طرف اشارہ سمجھا اب مین اپنے واقعات لکھ رہا ہون اور عنقریب تمکو بھیجتا ہون غرضکہ موصوف نے سال بھر کی خاموشی کے بعد دو تین خطوط لکھے اور واقعات وحالات بھیجے اُنھون نے اس ناقابل برداشت انتظار کی پوری تلافی کردی جو مجھے عرصہ تک رہا تھا۔

اِن بزرگون کے خوابون پر مین نے غور کیا تو سمجھا کہ شاید حضرت کو منظور ہے کہ یہ کام ہو مگر جی نہ چاہا کہ اب اس کام کو کرون اور اپنی سعی وکوشش پر حسرت بھری نظر ڈالنے لگا۔

مین نے اچھی طرح سوچ لیا کہ یہ کام کم مائیگی اور تنہائی کی حالت مین نہین ہوسکتا اور کم از کم میری ذات سے اس کام کا انجام ہونا ناممکن ہی کیونکہ چار پانچ سال کے عرصہ مین مصارف کثیر کا مجھے متحمل ہونا پڑا جو میرے لئے

لہ ایسے افراد کو واضح رہے کہ مین توہم پرست نہین ہون مین شگون وغیرہ کو زمانہ جاہلیت کی یادگار سمجھتا ہون مین برباد ہوجاؤنگا توانشاء اللہ مرتے دم تک اس کتاب کا سبب اپنی بربادی قرار نہ دونگا ورنہ ایسا اعتقاد کرونگا اور بلکہ ہمیشہ یہ عقیدہ رکھونگا کہ اگر ایک لمحہ کے لیے بھی میرا یہ خیال ہوگیا تو مین مشرک ہوجاؤنگا خدا مجھے حضرت وارث پاک کے طفیل مین شرک سے محفوظ رکھے آمین بننا اور بگڑنا ڈوبنا ابھرنا عزت وذلت آبادی وبربادی سب تقدیر سے وابستہ ہے ہر قسم کی سزا وجزا اعمال بد کا نتیجہ ہے بزرگان دین کے حالات وواقعات کا اظہار یا اُن کی مدح سرائی بربادکن نہین ہوتی۔

سراسر ناقابل برداشت تھے اور جنکی تفصیل لاحاصل ہے۔
مین نے ناامیدی و یاس سے اِس کام کو الوداع کہدیا دل کی بات دل ہی مین تھی کسی سے اپنا یہ حال اِس خیال سے بھی ظاہر نہین کیا کہ لوگ سنین گے تو انگشت نمائی کرینگے خواہ مخواہ کی خفت ہوگی مین اِس کام سے قطعی طور پر دست بردار ہو چکا تھا کہ حضرت کے عُرس کا زمانہ قریب آگیا مین اس سے قبل کبھی حضرت کے عرس مین حاضر نہین ہوا تھا ہمیشہ دوسرے دِنون مین جایا کرتا تھا مگر خدا جانے اِس مرتبہ کیون عرس مین حاضر ہونے کے لئے بیچین ہو گیا اور دو ہی روز مین سب انتظام کرکے دیوہ شریف پہونچ گیا۔ وہان جاکر معلوم ہوا کہ مولنا مولوی سید عبدالغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری اور مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی (وکیل و رئیس گیا) بھی تشریف لائے ہین اِن بزرگون سے مجھسے حضور انور کی سوانح شریف کے متعلق خط و کتابت تھی مگر مجھے شرف نیاز حاصل نہین تھا۔ مجھے ابتدا سے امرا کی دربارداری اور خوشامد سے سابقہ نہین پڑا اگرچہ مین ایک غریب گھر مین پیدا ہوا غریب حالت مین میری نشو و نما ہوئی اور اب بھی غریب زندگی بسر کررہا ہون مگر مین جس حالت مین ہون خوش ہون اور اِس بات سے واقف ہون کہ ایک غریب و امیر کے تعلقات خواہ وہ دوستانہ ہون یا رشتہ داری سے وابستہ ہون مستحکم شاذ و نادر ہی ہوتے ہین۔ اور جب تک مساوات نہو ترازو کے دونون پلے برابر نہین رہ سکتے ایسی حالت مین جب کہ خود مین اپنے آپ کو ذلیل حالت مین سمجھتا ہون تو دوسرون کی نگاہین بھی ایسی ہی پڑینگی اور یہ میری آشفتہ خاطری کا سبب ہوگا اِسی خیال سے میرا جی نہ چاہا کہ مین اِن صاحبون سے ملنے جاؤن۔ اور مین نہین گیا ع

ہون دولت و عظمت پر ارباب ہوس نازان		یان بے سروسامانی سامانِ محبت ہے	

حسب معمول مین جناب محمد ابراہیم بیگ صاحب قبلہ شیدا وارثی کی خدمت مین حاضر تھا کہ حُسنِ اتفاق سے جناب مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی تشریف لائے شیدا میان نے مجھے بتایا تو وہ نہایت گرمجوشی و خلوص سے بغلگیر ہوے اور مجھسے پورے طور پر متوجہ ہوگئے اِس کتاب کے متعلق نہایت دلچسپی و محبت سے گفتگو کرتے رہے اور مسودات کو دیکھنے کے لئے اشتیاق ظاہر فرمایا۔ تھوڑی دیر مین وہ تشریف لے گئے تو مولنا سید عبدالغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری تشریف لائے مین مصافحہ کے لئے اُن کی طرف بڑھا تو اُنھون نے شیدا میان سے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہین اُنھون نے کہا آپ ہی فرمائیے آپ سے اور ان سے خط و کتابت ہے اس کے جواب مین مولنا نے برجستہ فرمایا کہ "فضل حسین" یہ کہکر نہایت شفقت و محبت سے معانقہ کیا اور کتاب کے متعلق تذکرہ فرمانے لگے میری بہت ہمت افزائی فرمائی اور مفید مشورے دئے مجھے اُسوقت کا انکی زبان مبارک سے نکلا ہوا ایک فقرہ نہین بھولتا اور جبکہ وہ اس عالم مین نہین ہین بار بار مجھے اُنکا ارشاد یاد آجاتا ہے اُنھون نے میری طرف دیکھکر فرمایا "یہ تو خوشی کی بات ہے جو تم نے اس کام کو شروع کیا جوان آدمی ہو کرلے جاؤگے ہم لوگ تو چراغ سحری ہین"

اِن صاحبون کے اخلاق اور شفقتِ بزرگانہ سے مین بہت متاثر ہوا اور اب مجکو خیال ہوا کہ مجھے ضرور ان سے جاکر ملنا چاہیے چنانچہ یہ ہر دو صاحبان ایک ہی جگہ قیام پذیر تھے مین ان کی فرودگاہ پر حاضر ہوا تو نہایت شفقت و محبت سے پیش آئے اور مسودات کو خوب جی لگاکر نہایت غور و تعمق کی نظر سے ملاحظہ فرمایا۔ ان حضرات کی یہ حالت کہ وہان کے قیام مین جب مین مسودات کو لیکر سنانے کے لئے جاتا تو اُسوقت خواہ وہ کیسے ہی ضروری کام مین ہوتے ہمہ تن میری طرف متوجہ ہو جاتے اور جسوقت تک مین اُنکے پاس بیٹھا رہتا وہ اپنے ذاتی یا دیگر ضروری کامون سے

بالکل الگ تھلگ رہتے تھے اتنی توجہ اور مصروفیت میری تسخیر کے لئے کافی تھی - اب میرا دل بھی انھین کی محفل مین جانے کے لئے ہروقت بیچین رہتا تھا اور شب و روز مین چار پانچ مرتبہ سے کم شاید مین ان کی خدمت مین حاضر ہوتا ہون - مین نے مولنا سید عبد الغنی صاحب قبلہ وارثی سے استدعا کی کہ آپ کتاب کی نظر ثانی فرمائیے انھون نے بطیب خاطر منظور کیا - فرمایا کہ اگرچہ مین عدیم الفرصت ہون مگر اپنے فرائض منصبی سے علاوہ جو وقت ملیگا مین اسی کام مین صرف کرونگا - اور اس کی اشاعت و طباعت وغیرہ سے متعلق بہت گفتگو فرماتے رہے اور اُسوقت سے میرا ساتھ دینے کے لئے ہمہ تن متوجہ ہوگئے - مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی دوکیل و رئیس گیا) کا مین کن لفظون مین تذکرہ کرون جو اس کتاب کی طرف صرف متوجہ اور مخاطب ہی نہین ہوئے بلکہ عاشق ہوگئے اُن کی شیفتگی و فریفتگی کا سمان میری آنکھون مین عجیب عالم پیدا کرتا تھا وہ دامے درمے قدمے سخنے مستعد ہوگئے - کتاب ختم نہین ہوئی بہت کچھ کام باقی ہی مگر وہ اِسکی اشاعت و طباعت کی گفتگو کر رہے ہین اور تیار ہین کہ خواہ کتنے ہی زیادہ سے زیادہ مصارف ہون وہ طبع کرائینگے - صرف یہی نہین بلکہ وہ سعی فرمانے لگے کہ اب تک اس کام مین کس قدر صرف ہوچکا ہی اور آیندہ کام جاری رہنے کے لئے کیا انتظام ہونا چاہیئے - اسی پر بس نہین کی بلکہ اُسوقت سے وہ حالات و واقعات کی فراہمی مین مجھسے زیادہ مصروف نظر آئے اپنے احباب کو انھون نے خطوط لکھے بعض کے مکانات پر خود تشریف لے گئے بعض بزرگون نے اپنے نام ظاہر کرنے سے کسی خیال سے ممانعت فرمائی تھی اُن سے ملے اور اُن سے گفتگو کرکے اظہار نام کی اجازت لی - اور ہر قسم کی امداد و اعانت مین نہایت فراخ حوصلگی و محبت سے وہ میرے ممد و معاون ہوگئے اُن کے ذوق و شوق کی مین کیا تعریف کرون خداوند کائنات نے اُنکو عجیب محبت بھرا دل عطا فرمایا ہی وہ میری ناچیز سعی پر اسدرجہ والہ و شیدا ہوگئے کہ محض اسی کتاب کے دیکھنے اور سننے کے لئے تھوڑے ہی عرصہ بعد اٹاوہ تشریف لائے اور یہان پر دو تین روز تک کتاب کو دیکھتے اور سنتے رہے - اشاعت و طباعت وغیرہ کے متعلق زیادہ گفتگو فرمائی - باتون باتون مین میری مالی حالت کا پتہ لگایا - میرے مکان کی شکستگی گو میرے مسلمان ہونے کا ثبوت دیتی تھی مگر وہ متاثر رہے - مین بھی حیران تھا کہ مین ایک عالی منزلت مہمان عزیز کی کیا خاطر کرون اور مین نے خود اپنے مکان کا جائزہ لیا تو ؎

میرے گھر مثل تبرک کے یہ سامان نکلا	آستین قیس کی فرہاد کا دامان نکلا

میرے گھر کوئی چیز اُنکو دکھلانے کے قابل نہ تھی ہان حضرت کے ملبوس مبارک کے کچھ تبرکات تھے جو مین نے ممدوح کو دکھائے - اور وہ اُنکو دیکھکر اس قدر شاد و مسرور ہوے کہ شاید بڑے بڑے تحائف سے اتنے خوش نہ ہوتے - اِسکے بعد خط و کتابت غیر معمولی طور پر جاری رکھی اور ہر خط مین کتاب ہی کے متعلق ذکر رہا -

مجھے اپنی ناامیدی و کس مپرسی کی حالت مین جب مین خوب غور و خوض کرچکا تھا اور سمجھ چکا تھا کہ یہ بیل منڈھے چڑھتی نظر نہین آتی اُنکی ذات منبع حسنات ایسی ہی ثابت ہوئی جیسے کہ سوکھے ہوے دھانونکے لئے باران رحمت مین محض اِن دو بزرگون کی وجہ سے از سرِ نو تیار ہوگیا جس طرح ممکن ہو اِس کام کو ختم کرون اور نئے خیالات سے نئے جوش نئے ولولے دل مین پیدا ہوے - خیالات مین بلندی حوصلون مین وسعت پیدا ہوئی اور مین نے اِس کام کو شروع کیا اُسی مہینہ مین مولنا مولوی سید عبد الغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری رح کی خدمت مین مسودات اصلاح کی غرض سے بھیجے - مولنا نے میرے مساعی کی خاص قدر افزائی فرمائی اور نہایت ذوق و شوق سے مسودات کی نظر ثانی فرمائی چنانچہ دوسری مرتبہ جب مین نے مسودات بھیجے اور جناب ممدوح نے بعد نظر ثانی

واپس فرمائے تو ایک خط مجکو لکھا جو ذیل مین درج کیا جاتا ہی۔
وہ پرسوں آپ کا خط مورخہ ۵۔ مارچ شکر گذاری کا ذریعہ ہوا اور آج مسودات کا پیکٹ رجسٹری کرکے آپ کی خدمت مین روانہ کیا گیا اِس دفعہ مسودات کے واپس کرنے مین بہت دیر ہوئی معاف کیجیے۔ کیونکہ مین ایک تو بوڑھا دوسرے کثیر الاشغال اور تیسرے کسی قدر کاہل بھی ہون۔ باب تسلیم و رضا مین تین جگہ مین نے صفحہ کا صفحہ قلمزد کردیا ہے جسکی وجہ یہ ہی کہ سوانح عمری کے مصنف کا کام وقایع نگاری ہی نہ لیکچر دینا اور آرٹیکل لکھنا،،
بس آپ واقعات بیان کرتے چلے جائیے لوگ اپنے اپنے حوصلے وعقیدہ کے موافق خود نتیجے نکال لیں گے اور آپ کو معلوم ہی کہ مین پورب کا رہنے والا ہون اہل زبان نہین ہون لیکن اردو کے الفاظ یا تانیث وتذکیر کی جرأت جو مین کر بیٹھتا ہون تو فرہنگ آصفیہ وغیرہ کتابون کو دیکھکر جو اہل زبان کی مستند تصنیفات ہین۔
اور اسپر بھی مین اپنی کم علمی و بے بضاعتی کا معترف ہون اگر آپ کی تحقیق مین کوئی اصلاح غلط ہو تو اُسکو قلمزد کردیجیے اسلیے کہ میری اور آپ کی دونون کی نیت ایک ہی یعنی کتاب کا حتی الوسع غلطیون سے پاک ہونا اور بس۔
یہ حصہ جو آج واپس ہوا بہت خوب ہے اور آپ کی محنت اور واقعات کے بہم پہونچانے مین سرگرمی و مستعدی کی بین دلیل ہی۔ اور ون کی تو مین کہتا نہین مجھے تو اِس سے بہت روحانی فائدہ پہونچا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزاے خیر دے کیونکہ آپ کے ذریعہ سے مجھے وہ باتین معلوم ہوئین جو بہت سی مکتوبات اور سوانح عمری پڑھنے سے بھی نہین ہوئی تھین خدا کے لئے اِس بے بہا کتاب کے چھپوانے کا جلد سامان کیجیے انشاء اللہ چھپوائی کا کام شروع ہونے مین یہ ناچیز بھی ایک حقیر امداد پیش کرے گا اور مجھے تو یقین ہی کہ جسوقت یہ کتاب چھپ کر تیار ہوجاے گی تو درشنی ہنڈی یا پرامیسری نوٹ کی طرح بلاتوقف ہاتھون ہاتھ نکل جائے گی۔ وارث پاک کی برکت سے آپ کو دُنیوی اور دینی دونون طرح کے فائدے حاصل ہون گے۔
مولنا کی اِس تحریر سے ظاہر ہی کہ اُنھون نے کس قدر شفقت ومحبت سے اس کام کی طرف توجہ فرمائی اور ہر قسم کی اعانت وامداد کے لئے آمادہ ہوگئے۔ اِس خط سے مولنا کے اضطرابِ شوق کا بھی پتہ چلتا ہی باوجود اِسکے کہ کتاب کی خود ہی نظر ثانی فرمارہے ہین مگر اُسکی جلد سے جلد اشاعت کے لئے اسطرح فرماتے ہین کہ خدا کے لئے اِس بے بہا کتاب کے چھپوانیکا جلد انتظام کیجئے،، یہ الفاظ مولنا کے جذبات پر کافی روشنی ڈالتے ہین۔ مولنا کے اکثر و بیشتر خطوط کتاب کے بارہ مین مجھے وصول ہوئے جو بخیال طوالت درج نہین کیے جاتے مولنا نے اِس کتاب کی طرف خاص توجہ فرمائی جس کا مین دل وجان سے ممنون ہون،،
یہ مین لکھ چکا ہون کہ نیک نیتی اور دوراندیشی سے جناب مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب قبلہ شیدا وارثی کو اس کتاب سے نہین بلکہ میری طرزِ تحریر سے اختلاف تھا اُن کی نگاہ حق آگاہ مین حضرت کی جو ارفع واعلیٰ شان ہی اُس کی بناپر باوجود حضرت کی صحبت سے بہرہ ور ہونے کے اُنھون نے کبھی اِس طرف خیال بھی نہین کیا اور اپنے آپ کو ہمیشہ ناقابل تصور فرمایا۔
مگر دل سے چاہتے تھے کہ کوئی قابل شخص اِس کام کے لئے آمادہ ہو اِس بارہ مین مجھسے اکثر گفتگو رہی اور چونکہ اُنکا یہ خیال کسی ذاتی مخالفت یا خدانخواستہ کسی بدنیتی پر محمول نہ تھا اِسلئے مجھے بھی کئی مرتبہ یہ خیال آیا کہ اگر کوئی قابل شخص اس کام کو اپنے ہاتھ مین لے تو بہتر ہی اور اس بناپر ایک مرتبہ مین نے اپنی اور شیدا میان کی ایک گفتگو کا خلاصہ مولنا سید عبدالغنی صاحب قبلہ وارثی کی خدمت مین لکھکر ارسال کیا اور اِستدعا کی کہ واقعات وحالات حاضر ہین اب آپ خود لکھیے یا کسی اور شخص کو منتخب کیجیے مجھے یہ منظور نہین ہی کہ میری جہالت وناقابلیت کی وجہ سے کام خراب ہو مولنا نے اُس خط کا جو جواب رقم فرمایا وہ مین ذیل مین نقل کرتا ہون۔

"آج آپ کا نامہ محبت آمود مورخہ ۱۱- نومبر وصول ہوا جن مضامین کو مین نے قلمزد کردیا ہو اُن کے بارہ مین اِس دفعہ مین نے کچھ اس سبب سے نہین لکھا کہ عام اصول پہلے ہی لکھ چکا ہون اور وہ یہ ہو کہ سوانح نگار کا فرض ہو کہ وہ جمیع واصلی حالات جہان تک کہ اُسکو مل سکین سلیقہ سے مناسب عنوانات کے تحت مین درج کردے اور بس اور جسکی سرگذشت وحالات لکھے خود اُسکا ثناخوان ومدح سرا نہ بنے ورنہ اُسکی کتاب پایۂ اعتبار سے ساقط ہو جائگی -اب رہا یہ امر کہ حضرت کے اقوال وافعال مین بہت سی باتین ایسی ہین جنپر لوگ اعتراض کرینگے اسکا خوف واندیشہ بیجا ہو اِسلیئے کہ مخالفین وحاسدین کے اعتراضون سے نہ کوئی بچا ہے اور نہ کبھی بچیگا- جناب رسالت مآب ختم المرسلین صلعم سے بڑھکر دنیا مین کسی پیغمبر کے حالات زندگی صحت وتحقیق وتدقیق کے ساتھ نہین لکھے گئے اور نہ کسی انسان کی زندگی اُن سے زیادہ بیداغ ہوسکتی ہو لیکن مخالفین ومنکرین اُنپر اعتراض کرنے سے بھی باز نہ رہے سوانح نگاری کی بڑی کامیابی صرف یہی ہے کہ وہ بہت زیادہ احوال واقوال جمع کرے اور اُنکو دیانت وامانت کے ساتھ بلاکم وکاست سلیقہ کے ساتھ دنیا مین لوگون کے سامنے پیش کردے -اب رہا یہ امر کہ ہماری طرز تحریر فلان بھائی کے پسند ہو اور فلان کے نہین ہے تو اُسکی پروا آپ ہرگز نہ کرین جو کام آپ نے جسطرح شروع کیا ہو اُسکو آپ اُسی طرح سے اختتام کو پہونچائین دنیا کے ہر شعبہ مین جتنے لوگون نے پائداری اور دائمی نقوش چھوڑے ہین اُن مین سے بہت زیادہ معمولی دل ودماغ کے آدمی تھے -لیکن جو کچھ اُن لوگون نے کیا وہ محض استقلال اور یکسوئی سے کیا- شیدا میان جو کچھ فرماتے ہین وہ نیک نیتی اور خلوص سے فرماتے ہین اور وہ جانتے ہین کہ حضرت قدس سرہٗ کی جن کے وہ دل وجان سے شیدا ہین ایسی سوانح عمری لکھی جائے جو اُن کے خیال وپسند کے موافق ہو اور جیسی وہ خود لکھ سکتے تھے -لیکن اسکو تو دیکھیئے وہ اہل زبان ہین شاعر ہین اور خاص روش کی نثر لکھنے مین کامل دستگاہ رکھتے ہین -لیکن ہم اِس زندگی مین اہل زبان تو ہو ہی نہین سکتے کیونکہ لکھنؤ یا دہلی مین پیدا نہین ہوئے ہین نہ شاعر ہو سکتے ہین اسلیئے کہ شاعر فطرتاً پیدا ہوتا ہو اور خلاقِ عالم نے ہم مین شاعری کا مادہ پیدا ابھی نہین کیا ہو- اور طرز تحریر بھی خط کی شان کی طرح ہر شخص کی جدا ہوتی ہو لیکن اِس سبب سے یہ نہین ہوسکتا کہ جس کام پر آپ نے کمر ہمت باندھی ہے اُسکو چھوڑ دین آپ یہ خیال کرلیجیے کہ آپ یہ کتاب نہ اِس دعوی سے لکھتے ہین کہ اس سے بہتر کوئی نہین لکھ سکتا - اور نہ اس خیال سے کہ سب لوگ تعریف ہی کرین گے -بلکہ خالصًا مخلصًا اِس نیت سے لکھتے ہین کہ حضرت کے حالات جو مل سکین وہ ایک جگہ جمع ہو جائین - اب اگر ہم سے زیادہ لائق وقابل انشا پرداز لوگ اس کام کے لئے کھڑے ہو جائینگے تو وہ اِسی مواد سے بہتر کتاب لکھ سکین گے اور داد وقایع نگاری وانشا پردازی کما حقہ دینگے اور ہم اپنے معاصرین ولاحقین کو زبان حال وزبان قال سے صرف یہی کہین گے کہ ؎ وادیم ترا ز گنج مقصود نشان ٭ گر ما نہ رسیدیم تو شاید برسی"

آپ بلاپس وپیش اور بغیر کسی تذبذب کے اپنا کام کیجیئے اور ہر طرف سے کان بند کرلیجیے بس یہی ساری کامیابی کا گُر ہے آپ یقین باور کیجیئے کہ مین نے سوچ سمجھ کر آپ کا ساتھ دیا ہو- اور آپ کا دل بڑھایا ہو- اور ہمت دلائی ہے- انشاءاللہ آپ وارث پاک کی برکت سے مظفر ومنصور ہون گے"

مولانا کے اِس والانامہ سے مین نے سمجھا کہ مولانا خود لکھنا نہین چاہتے اور یہی منظور ہو کہ مین نے جس بُری بھلی طرز مین اس کتاب کا کام شروع کیا ہو اُسیطرح خود ہی ختم کرون مین نے اپنی بے بضاعتی اور نا اہلی کی طرف خیال کیا اور حضرت بلبل شیراز رحمۃ کا یہ شعر پڑھکر دم بخود رہ گیا ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

خداوند کریم مولانا پر اپنی بیشمار رحمتین نازل فرمائے اور جس طرح اُنکی ظاہری حیات منبع حسنات تھی اُسی طرح

قدر ومحبت سے اپنے آخر دم تک اس کام مین میرا ساتھ دیا مین اُس احسان سے تا بہ زیست سبکدوش نہین ہو سکتا۔ اُنھون نے اِس کتاب کا دیباچہ خود لکھنے کا قصد فرمایا اور تقریظ بھی لکھنے والے تھے اور اُنکا آخری خط جو مجکو موصول ہوا ہے اُسکا خلاصہ مین بخیالِ یادگار ذیل مین درج کرتا ہون -

"آپ کے دو عنایت نامے چند دن کے فصل سے وصول ہوئے - چونکہ پہلا جواب طلب نہ تھا اس لیے اُسکا جواب بھیجنے مین عجلت نہین کی گئی اور میرے تساہل کے سبب سے آپ کو دوسرا عنایت نامہ بھیجنے کی زحمت اُٹھانی پڑی - آجکل یہان بھی سخت گرمی وتپش ہے۔ ذرا حواس ٹھکانے ہولین تو تقریظ دیباچہ لکھون جب تک آپ کتاب کے طبع مین ہاتھ لگا دین۔

افسوس کہ اِس خط کے بعد مولٰنا کا کوئی خط دیکھنا نصیب نہوا" اور یکایک بے نشان وگمان اُنکی موت واقع ہوئی۔ میرے لئے یہ ناگہانی موت کی خبر جسقدر روح فرسا تھی وہ بیان سے باہر ہے۔ ایک دِن تھا کہ مولٰنا سے شرف نیاز حاصل ہوا تھا اور اُن کی ذات میرے لیے آبِ حیات تھی کہ اُن کے دم سے میری مردہ اُمیدین از سرِ نو زندہ ہو گئی تھین اور اُن کی ہمت افزائی سے مین مستعد ہو گیا تھا اُن کی زندگی اگر کچھ دنون اور وفا کرتی تو اسکی اشاعت وطباعت مین وہ خدا جانے کتنی سرگرمی دکھاتے۔ مگر افسوس مولٰنا حسرت موہانی سے

مٹ ہی ہین دل سے یادین روزگارِ عیش کی	اب نظر کا ہے کو آئینگی یہ تصویرین کہین
التفاتِ یار تھا اِک خوابِ آغازِ وفا	سچ ہوا کرتی ہین اِن خوابون کی تعبیرین کہین

حق پوشی ہو گی اگر مین جناب حقیقت مآب مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی بہاری (وکیل ورئیس گیا) کا اِس کتاب کے متعلق اُس خاص دلچسپی کا تذکرہ نہ کرون جس نے مجکو . اُسی وقت سے جب سے مولٰنا سے شرف نیاز حاصل ہوا تسخیر کر لیا۔ جسطرح مولٰنا سید عبد الغنی صاحب اس کتاب کی نظرِ ثانی وغیرہ فرمانے مین۔ تمام برادرانِ سلسلہ کے شکریہ کے مستحق ہین اُسی طرح مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی بھی مستحق ہین۔ ممدوح نے کتاب کو اوّل سے آخر تک شاید کئی مرتبہ پڑھا اور سُنا ہے اور علاوہ واقعات وحالات کی بہم رسانی کے مختلف ابواب مین نہایت مفید وکار آمد نوٹون کا اضافہ فرمایا ہے۔ اور اِس طرح میری علمی وعملی مدد فرمائی ہے۔ ہمت دلانے اور جوش بڑھانے مین مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ مولٰنا سے کچھ قدم آگے ہی نظر آتے تھے۔ اور شروع سے اُن کو ایک اضطراب تھا کہ کس طرح سے جلد اس کتاب کا کام ختم ہو اور یہ پریس مین ہو نچے۔ مین پس وپیش مین تھا کہ ابھی یہ کتاب چھپے کہ نہ چھپے مگر مولوی صاحب قبلہ کا ایسا اصرار تھا کہ جس کا بیان نہین سو وہ مجھسے بہت مُصر ہوئے کہ کبھی خوشنویس کو ملازم رکھکر ان مسودات کو جلد سے جلد صاف کرا لیا جائے تمام مصارف کے وہ متحمل ہونگے مگر مین نے گوارا نہ کیا اور باوجود ناسازی طبیعت اور عدیم الفرصتی کے مین نے اُن کے اضطراب بیحد سے متاثر ہو کر خود ہی صاف نقل بھی جلد سے جلد کی وہ حضرت سیدنا مستقیم شاہ صاحب قبلہ وارثی مقیم اجمیر شریف کا مقبرہ بنوانے کے لیے اور قل وغیرہ کی غرض سے اجمیر شریف گئے تو وہان سے پلٹ کر دو روز اٹاوہ مین بھی میرے ہی غریب خانہ پر قیام فرما ہوئے اور صاف شدہ کتاب کو نہایت اشتیاق ومحبت سے باصرار تمام اپنے ہمراہ لے گئے۔ مین نے سمجھ لیا کہ سے

نگہ نا نہ سے مشکل ہے بچانا دل کا

اب ممکن نہین کہ کتاب جلد سے جلد طبع نہو۔ اور جو ان کی زبان سے نکل چکا ہو وہ پورا نہو حالات جمع کرنے کا اور کتاب مرتب کرنیکا تو مجھے شوق بہت تھا مگر اشاعت وغیرہ سے جی ڈرتا تھا اسلیے کہ حقیقتہً یہ فطری بات ہو کہ اہل دول کے روبرو غربا اور اہل علم کے سامنے جُہلا اپنی کم لیاقتی و کم مائگی کے سبب محجوب ہوتے ہین نیز مجھ مین ایک بڑا نقص یہ بھی ہے کہ حضرت کے فیض صحبت سے بالکل بہرہ ور نہین اور ایسی حالت مین ہر قسم کا حجاب و شرم میرے لیے ضروری ہی مگر مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی نے ایک نہ سُنی اور اُن کو شب و روز یہی ذکر و فکر ہو گیا سوا کتاب کے سوا کسی ذکر کو پسند نہین کرتے تھے اُنھون نے بڑی بڑی جگہ اس کتاب کے تذکرے فرمائے اُن کی وجہ سے بہت سے بزرگ اِس کتاب کے نادیدہ مشتاق ہو گئے۔ کئی مرتبہ آنریبل مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ وارثی (ممبر ایگزیکٹو کونسل بہار) نے اِس کتاب کا تخمینہ وغیرہ دریافت کیا اور جناب ممدوح بے دیکھے اور مجھسے بے ملے مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ کی زبانِ مبارک سے اِس کتاب کی تعریف سُنکر ایسے مشتاق ہوئے کہ جسکا بیان نہین اگرچہ مجھسے اور جناب ممدوح الشان سے خط و کتابت تھی مگر کتاب جن مقاصد کو ملحوظ رکھکر لکھی گئی ہے اُنکا پورا علم مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ ہی سے اُنکو ہوا۔ اور جو بے دیکھے اُنکو اِس کتاب کے دیکھنے کا بیحد شوق ہو گیا۔ وہ جب اِس مذاق کے لوگون سے ملتے تو اس کتاب کا ضرور ذکر چھیڑتے تھے۔ مولٰنا سید عبد الغنی صاحب قبلہ وارثی حیدرآباد سے پنشن لینے کے بعد اس کتاب کے آخری حصص کی نظر ثانی کے لیے براہ راست اٹاوہ تشریف لانے والے تھے مگر کچھ خاص ضرورتون کے باعث اُنکا قصد ہوا کہ وطن ہوتے ہوئے اٹاوہ جائین اُس زمانہ مین مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ کا ایک والانامہ مجھے وصول ہوا جس مین تحریر تھا کہ مجھسے آنریبل مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ سے ملاقات ہوئی تھی تو اُنھون نے فرمایا کہ عنقریب مولٰنا سید عبد الغنی صاحب وارثی ہماری کتاب کے بقیہ حصص دیکھنے کے لیے اٹاوہ جانے والے ہین اِس دلچسپی و شوق سے ظاہر ہے کہ اِن حضرات کو اِس کتاب کی اشاعت و طباعت کے متعلق کیسا اضطراب تھا۔

مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ نے اِس کتاب کی صاف شدہ نقل اپنے خاندان کے لوگون کو دکھائی اُنکے خاندان کی خواتین مین یہ کتاب خاص دلچسپی و قدر سے دیکھی گئی۔

بالخصوص مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ کی اہلیہ محترمہ سیدہ بی بی محمود النسا صاحبہ اور مخدومہ معظمہ سیدہ بی بی عائشہ صاحبہ رئیسہ گیا سلمہا اللہ تعالیٰ نے تو اس کتاب سے بیحد دلچسپی کا اظہار فرمایا۔ بی بی عائشہ صاحبہ کے خلف الرشید مولوی سید حسن امام صاحب وارثی نے نہایت غور و تعمق سے اِس کتاب کا کچھ ابتدائی حصہ ملاحظہ کیا اور اُسپر جن اعلیٰ خیالات کا اظہار فرمایا اُنکے اظہار سے مجھے حجاب ہے اُنھون نے مجھسے زبانی ہمدردی ہی کا اظہار نہین فرمایا بلکہ وہ مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ کی زبان مبارک سے یہ سُنکر کہ مین کسی کی امداد اِس کتاب کی طباعت وغیرہ کے لیے لینے کو تیار نہین ہون وہ اسپر آمادہ ہو گئے کہ کئی ہزار روپیہ کے صرفہ سے ایک پریس خاص دیوہ شریف مین قائم کر دین وہان یہ کتاب طبع ہو اور اِس پریس کا کام میرے سپرد رہے مجھے اُنھون نے غور کرنے کے لیے وقت بھی دیا۔ مگر میری ہی غیر معمولی خاموشی اور بے توجہی سے وہ بھی آخر کار خاموش ہو گئے۔

ڈاکٹر سید ریاض حیدر صاحب وارثی (خلف اکبر مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ) نے بھی دلچسپی سے اِسکو ملاحظہ فرمایا اور بعض خاص امور کی طرف مجھے متوجہ کیا۔ خاتمہ کتاب کے بعد مجھے اُن کے قابل عمل مشورون سے بعض مقامات پر کمی وبیشی کرنی پڑتی۔ اُنھون نے ایک نہایت اچھوتا خیال ظاہر فرمایا خدا اُنھین کامیاب کرے وہ یہ کہ خداوند کریم راس لائے تو اِس کتاب کے متعلق جو اِس زمانہ کے مشاہیر ومستند علمائے کرام ومشائخ عظام کی تحریرات ہین وہ بجنسہٖ وبلفظہٖ ایک میوزیم مین محفوظ کردیجائین۔

مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ سے اِس کتاب کا تذکرہ سنکر مولوی علی حسن صاحب وارثی خان بہادر ڈپٹی مجسٹریٹ آرہ بھی اِس کتاب کے نادیدہ مشتاق ہوئے اور خود بخود اسکی طباعت وغیرہ مین حصّہ لینے کا اظہار فرمایا۔ مگر اِسکی اشاعت وغیرہ سے مین اپنی حالت کے لحاظ سے گریز کرتا تھا اور مین نے نہایت بیباکی وجسارت سے مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ سے اِسکی اشاعت وطباعت وغیرہ کے متعلق اختلاف کیا اور میرا خیال ہی کہ شاید اُنکو اُسوقت میری گفتگو کچھ ناگوار خاطر بھی گذری۔ اور اُنھون نے خلاف معمول دیرتک مجھسے کچھ اِسکے متعلق گفتگو نہین فرمائی مگر اُن کے جذبات محبّت کب اُنکو چین سے بیٹھنے دیتے تھے وہ خود ہی پھر اپنے محبت بھرے خیالات کا اظہار فرمانے لگے مجھے بھی جناب ممدوح کی آزردہ خاطری پر دل ہی دل مین تاسف تھا اِس لیے بجز اُن کی ہان مین ہان ملانے کے کوئی چارہ نظر نہ آیا اور انکے فرمانِ محبت پر سرِ تسلیم خم کردیا۔ حسرت موہانی

عشاق کے دل نازک اُس شوخ کی خو نازک
نازک اِسی نسبت سے ہے کارِ محبت بھی

مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی کو اگر مین اِس کتاب کی تالیف واشاعت کا سبب کہون تو اِس مین کوئی مبالغہ نہین ہے کیونکہ اُن سے شرف نیاز حاصل ہونے سے قبل کتاب کی یہ حالت نہ تھی اُن سے ملنے کے بعد اُنکے ذوق وشوق سے متاثر ہوکر مین یکسوئی سے اِس کام مین مصروف ہوگیا اور یہ موجودہ صورت قائم ہوگئی۔

ناظرین میرے اِس بیان سے اُنکی معاونت ودستگیری کا اندازہ کرسکتے ہین کہ اِس کتاب کے متعلق مجھے جتنی اور جس قسم کی دشواریان پیش آئین اور جو جو امور حائل ہوئے اُن سب مین سے نکالنے کے لیے مجھے اُنھین کا مبارک ہاتھ نظر آیا جو نہایت فراخدلی وکشادگی سے آغوش محبت کی طرح میری طرف پھیلا ہوا تھا۔ مجھے جو کچھ بھی اپنے خیال کے موافق اِس کام مین کامیابی ہوئی ہی اور جو محنت شاقہ مین نے اُن سے ملکر تین چار برس برداشت کی ہی یہ اُنھین کا سبب ہے۔ جو تعلق اور محبت وتقرب اُنکو حضور وارث پاک سے حاصل ہے اور جسکی وجہ سے اُنکو اِس کتاب سے ایک غیر معمولی محبت اور اُنس ہوگیا اور تعجیبی تنبیہ وتہدید سے اُنھون نے شب وروز مجھسے کام لیا اُسکی بناپر مین کہہ سکتا ہون کہ یہ کتاب اُنھین کی محبت کی ایک یادگار ہے۔ مین ایک محض ناکارہ شخص ہون مین خود کیا کرسکتا تھا۔ اگر حضور وارث پاک کی فیضان باطنی میرے شامل حال نہوتے جو روح کہ اُس مسیحا نفس نے اپنے غلامون مین پھونک دی ہے یہ اُسی کا کرشمہ ہے جسکا ظہور ہمدردی ومحبت کی شکل مین میرا ممد ومعاون ہوا ہین اُن سب برادرانِ سلسلہ کا بیحد شکرگذار ہون جنھون نے واقعات وحالات سے مدد فرمائی اور جنکے اسماے گرامی اِس کتاب مین بسلسلہ روایات درج ہین۔ دیگر سلاسل کے مقدس علمائے کرام ومشائخ عظام نے جو کچھ واقعات وحالات مین مدد فرمائی اُسکا خاص اثر میرے قلب پر ہی۔

بالخصوص حضرات ذیل کی شفقت وتلطف کا بدرجہ غایت ممنون احسان ہون۔ اور صرف مین ہی نہین اُس

کتاب کے پڑھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے والے ہمیشہ اسکے معاونون کو دعاے خیر سے یاد رکھین گے۔
حضرت سند المحدثین زبدۃ العارفین حضرت مولٰنا مولوی قیام الدین عبدالباری صاحب قبلہ مسند آرائے فرنگی محل لکھنؤ
حضرت سیدنا و مولٰنا ابو محمد شاہ علی حسن صاحب قبلہ کچھوچھوی۔
حضرت مولٰنا شاہ محمد کریم رضا صاحب چشتی نظامی اشرفی درویشی (مقیم دہلی)۔
حضرت مولٰنا شاہ حاجی سید محبوب عالم صاحب قادری البغدادی۔
حضرت مولٰنا شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری پھلواروی۔
حضرت مولٰنا حسام الدین صاحب فضلی مؤلف نورالعیون ولباس المحبوب وغیرہ (پنشنر ڈپٹی کلکٹر و رئیس سراوہ ضلع میرٹھ)
حضرت مولٰنا محمد وصی علی صاحب علوی قلندری کاکوروی (مقیم اٹاوہ)
حضرت مولٰنا محمد ناظم علی صاحب فضلی نائب مہتمم مدرسۂ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ۔
حضرت مولوی حافظ سراج الدین صاحب خلیفہ حضرت نوری میان صاحب مارہروی رح۔
ان بزرگون کے علاوہ مین اُن سب اصحاب کا بدرجہ غایت ممنون کرم ہون جنھون نے میرے معروضات پر خیال فرمایا اور جنکی توجہ سے یہ سرمایہ جمع ہوا۔

میرے مکرم دوست سید نظام الدین شاہ صاحب قادری ولگیر اکبرآبادی ایڈیٹر نقاد آگرہ نے میرے مساعی سے خاص دلچسپی کا اظہار کیا اور اپنے سلسلۂ مرتبہ نقاد مین اس کتاب کے متعلق اظہار مسرت فرمایا۔ اسی طرح مخدومی حاجی سید غفور شاہ صاحب وارثی الحسامی نے آخر وقت تک کتاب سے گہری دلچسپی فرمائی حضرت کے حالات وغیرہ جس طرح اُنکو دستیاب ہوسکے مرحمت فرمائے۔ اخبارات مین اس کتاب کے متعلق قبل اشاعت اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار فرمایا اُنکی محبت ولطف کا ممنون ہون۔ مین اخبار مشرق گورکھپور اور اخبار قیصر ہند فیض آباد کا بھی شکر گذار ہون کہ قبل اشاعت ان معزز اخبارون نے اس کتاب کے متعلق مضامین شایع کیے نظام المشائخ دہلی مین بھی جناب ملا محمد الواحدی صاحب نے ملک کو اس کتاب کے مستند حالات کی طرف ایک نوٹ لکھکر متوجہ فرمایا۔ خداوند کریم انھین جزاے خیر دے۔

اب مین اس کتاب کے متعلق کچھ عرض کرونگا۔ مین نے جن مقاصد کو ملحوظ رکھکر اس کام کو شروع کیا وہ پہلے لکھ چکا ہون۔ یعنی حضرت کے حالات و واقعات مصدقہ ہون اور بہت زیادہ جمع کیے جائین۔ اور جو روایات درج ہون اُنکے راوی صرف مریدین عقیدت گزین ہی نہون بلکہ دیگر سلاسل کے محترم بزرگون اور تعلیم یافتہ اصحاب سے بھی خط وکتابت کی جائے۔ مین نے اپنے مقدور بھر اسمین کوشش کی جسکا حال کتاب کے مطالعہ سے خود ظاہر ہوگا کہ کن کن لوگون سے کہان کہان خط وکتابت کی گئی۔

میری خط وکتابت موجودہ واقعات وحالات تک ہی محدود نہین ہے بلکہ اکثر خط وکتابت بے نتیجہ ثابت ہوئی اُسکا تذکرہ بے محل ہے۔ بہرکیف سرمایہ جمع ہوا اور اُسکو اچھے یا بُرے طریقہ سے جو میرے امکان مین تھا مین نے مرتب کیا حضور انور کی مقدس زندگی کا آغاز جس باب سے ہوتا ہے اُس سے لیکر ایک آخر تک اگر بغور دیکھا جائے تو پوری کتاب حُسن وعشق کا ایک افسانہ ہے۔

حضور انور کی بات بات مین محبت کی تعلیم ہوتی تھی۔ جو آپ کے واقعات حیات سے اظہر من الشمس ہے۔

ہین جانتا ہون کہ جنکی مبارک نگاہون مین، اُس عرفانی تجلی نے چکا چوند کا عالم پیدا کر رکھا ہے اور وہ حضور پُر نور کی ایک ایک ادائے دلستان پر اپنی ہستی کو خاک مین ملا چکے ہین اُن کے نزدیک حضور انور کے یہ واقعات و حالات کوئی اہمیت نہین رکھتے۔ وہ خدا جانے کیا کیا دیکھ چکے ہین۔ یا جن مذہب و تصوف کے دلدادون کو تصدیق و یقین کی دولت حاصل ہے اور ایمان بالغیب اُن کا شعار ہے وہ ان واقعات سے متاثر ہونگے نہ معترض۔ مگر جن مغربی تمدن و معاشرت کے ہوا خواہون کو مذہب و تصوف کی طرف میلان نہین ہے وہ اُن واقعات کو جو کرامات و خوارق عادات پر مشتمل ہین شاید تعجب کی نگاہون سے دیکھکر اور خلاف فطرت سمجھکر صحیح باور نہ کرین۔

مین نے اِس کتاب مین خوارقِ عادات، و کرامات کے عنوان سے کوئی باب نہین لکھا ہے اور نہ اہلِ تصوف کے نزدیک خرق عادات یا کرامت کوئی وجاہت رکھتی ہے اور نہ مین اس بحث پر کچھ لکھنا چاہتا ہون کیونکہ متعدد کتابین ان مباحث پر شایع ہو چکی ہین۔

حضرت کے جو کچھ بھی واقعات کرامات کرامت آیات ہین وہ فطری ہین جو ابتدا سے ظہور پذیر ہوتے رہے آپ کے کرامات و خوارق عادات کے ثابت کرنے کے لیے دلائل و براہین کی ضرورت نہین کیونکہ اِسوقت ہر مذہب و ملت مین اُس لعل شب چراغ ولایت کے دیکھنے والے موجود ہین۔ اور تمام عالم مین اُسکی ولایت تامہ کا پرچم لہرا رہا ہے۔ کونسا ملک ہی جہان اُنکے نام لینے والے نہین ہین۔ اِسوقت ہزارون لاکھون ہر مذہب و فرقہ کے لوگ موجود ہین جو حضرت کی بات بات مین خرق عادت و کرامت کا مشاہدہ کر چکے ہین ایسی مین شہادت کے لیے جو آفتاب سے زیادہ روشن و ہویدا ہو کسی دلیل و حجت کی ضرورت نہین ہے۔

حضور انور کی جانب جو بیحد و بیحساب رجوع خلائق تھی وہ عدیم النظیر ہے کیا بات تھی کہ ہر شخص شیفتہ فریفتہ نظر آتا تھا۔ اور عرب و عجم مین اُنکی ولایت تامہ کے پھریرے اُڑنے لگے۔ حضور انور کی دلون پر حکومت تھی۔ جس سے ہر شخص متاثر تھا۔ اور آپ کی شان و عظمت کو دیکھتے ہوئے وہ خوارق عادات و کرامات جو اِس کتاب مین درج کیے گئے ہین کچھ بھی نہین ہین۔ اور شاید اسی وجہ سے با فہم اور ذی علم حضرات نے اِس بارہ مین سکوت فرمایا ہی مجھے جس قدر واقعات و حالات فراہم ہوئے ہین اُن مین سے اکثر واقعات مین نے خود اِس کتاب مین درج نہین کیے جسکی یہ وجہ ہے کہ ایک ہی طرح کے بکثرت واقعات و حالات کا درج کرنا بیسود ہے مین نے نمونہ کے طور پر واقعات لے لئے ہین دیگر اقسام کے واقعات بھی اگر باضابطہ اور باقاعدہ طریقہ سے حضرت کے سوانح زندگی مرتب کرنے کا التزام ہوتا تو بکثرت مل سکتے تھے مگر اسکے لیے بڑے التزام کی ضرورت تھی اور یہ کام اہل دول اور ذی علم حضرات کا تھا۔ مین نے جسقدر حالات و واقعات لئے ہین اُن مین اپنے امکان بھر صحت و سند کا خیال رکھا ہے اور آپ کے واقعات روحانیت سے اسوقت مشرقی خیال کے افراد ہی متاثر نہین ہین بلکہ بڑے بڑے فلسفی و منطقی جو نئی روشنی اور نئے خیال مین غرق ہین محو حیرت ہین جس کا کسی قدر نمونہ اِس کتاب مین نظر آئیگا۔

مین نے اِس کتاب مین عالم برزخ کی ایک مخلوق یعنی جنات کا بھی ذکر کیا ہے اور بزرگون سے وہ روایات منقول ہین وہ مستند ہین۔ اور اُن کی صداقت مین کوئی شبہہ نہین ہی مگر یہ باب شاید اُن لوگون مین نہایت حیرتناک سمان پیدا کریگا جو وجود جن کے قائل نہین اور جنکو دہریت و مادیت کے اثر نے

مرعوب کر رکھا ہی مگر اُن کے پاس وجود جن کے ابطال کی بجز یورپ کی اندھی تقلید کے کوئی دلیل نہین ہے۔ مجھے دیانت وایمانداری کے ساتھ اُن واقعات کا دکھانا ضرور تھا۔ کیونکہ مین قائل ہون اور ایمانداری کے ساتھ تسلیم کرتاہون کہ یہ صحیح ہے بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ نے بتواتر اپنے مشاہدات جنات کے متعلق بیان کیے ہین جتنے بڑے بڑے اولیا و اقطاب گذرے ہین سب کے سوانح اور تذکرون مین جنات کا ذکر ہی حضرت سید العالم غوث الاعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا جو سب سے معتبر تذکرہ مسمّٰی بہ بہجۃ الاسرار ہی اور روایۃً صرف ایک یا دو واسطہ سے اُسکی روایات مصنف کتاب تک پہونچی ہین اسمین بھی کئی جگہ جنات کا ذکر ہے۔ علیٰ ہذا القیاس امام عبد الوہاب شعرانی رح نے اپنا مشاہدہ جنون کے متعلق لکھا ہی۔ ایسی حالت مین یہ بات میرے ضمیر کے خلاف تھی کہ مین آنکھ والون کی شہادت کے مقابلہ مین اندھی تقلید کو ترجیح دون اور اِس قسم کے واقعات کے اندراج سے گریز کرون۔

مین نے خوارق عادات و کرامات کا حضرت کے فضائل و محامد کے ضمن مین ذکر نہین کیا ہی اور نہ مین آپ کے فضائل و محامد مین کرامات و خوارق عادات کو کوئی چیز سمجھتا ہون یہ سب واقعات زندگی ہین اور دیکھی بھالی باتین ہین۔ مگر ان سے چشم پوشی کرنا امانت و دیانت کے خلاف تھا۔ زیادہ تر غور و تعمق سے دیکھنے کے قابل حضرت کے عادات و صفات اور وہ اخلاق مصداق اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ہی جسکی تقلید سے ایک عالم روحانی مدارج و معراج ترقی کے منازل طے کرسکتا ہی۔

آپ کی پاک اور مقدس زندگی جو ابتدا سے انتہا تک سبق آموز رشد و ہدایت ہی ایک نمونہ پیش کررہی ہے کہ مردان خدا مین یہ غیر معمولی خوبیان ہوتی ہین۔

تمامی نفسانی خواہشات و منہیات سے فطری طور پر محترز رہنا ہر قسم اور ہر مذاق کے افراد سے ملنا اور اخلاق سے پیش آنا۔ اِس امر پر صاف طور پر دلالت کرتا ہی کہ ایسے مقدس نفوس خدا کی طرف سے بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہین جنکی بزرگی و برتری کو دنیا کے حوادث کسی طرح نہین مٹا سکتے۔ حضرت کے وہ عادات و خصائل جنکو مجاہدات سے متعلق سمجھنا چاہیے جیسے پابرہنہ رہنا اور زمین پر سونا دایم الصوم رہنا تمامی عیش و تنعم کی باتون سے اجتناب کرنا۔ ایک حالت مین زندگی بسر کردینا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ایسے امور ہین جو فطرت انسانی کے خلاف متصور ہوتے ہین۔ مگر یہ اِس امر کی ایک بین دلیل ہی کہ جو شخص ازلی سعادت سے بہرہ ور ہو خداوند کریم اُسکو کس درجہ اپنے نفس پر قادر بنا دیتا ہے۔

آپ کی زندگی جیسی بے لوث اور پاک گذری اُسکی مثال مشکل سے ملیگی باوجود اسکے کہ تمام عمر آپ نے تجرد مین بسر فرمائی مگر کسی متنفس کو از راہ بغض و حسد بھی حضور انور کو کسی نفسانی بد اخلاقی کی طرف متہم کرنے کا موقع نہ ملا۔ اور بڑے بڑے پاکبازون نے آپ کی پاکدامنی کی قسم کھائی۔ حقیقتہً یہی وہ اوصاف ہین جنکی تقلید انسانی زندگی کو اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج پر پہونچا سکتی ہے۔ آپ کے وہ اقوال و ملفوظات جو آگے اس کتاب مین دیکھے جائینگے حقیقتہً منبع فیوض و برکات ہین جو توحید و عشق اور تصدیق و یقین کی تعلیمات سے بھرے ہوئے ہین اور اُن کے اثرات فوراً قلب پر مترتب ہوتے ہین۔ اُن کے دیکھنے سے یہ بات اچھی طرح متحقق ہوتی ہے کہ آپ کی نگاہ حقائق آگاہ بین کس قدر ہر بات کے کمال پر نظر تھی آپ کے

سب اقوال ایک ہی قسم اور ایک ہی طرح کے نہین بلکہ اکثر مختلف ہین مگر سب مین حضور انور کے مذاق عشق و توحید - تصدیق و یقین کی پوری جھلک ہے - جتنے واقعات و حالات اور ملفوظات اِس کتاب مین درج کئے گئے وہ کثیر روایات سے منتخب شدہ ہین جتنے حالات و ملفوظات مجھے دستیاب ہوئے مین نے سب درج نہین کئے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک ہی قسم یا ایک راوی کی ایک ایک طرح کی دو دو چار چار روایتین درج کرنی فضول تھین - بعض روایات میری نظر مین خاص متصور ہوئین اس لیے اُنکے اندراج سے پہلو تہی کی گئی - بعض روایات اگرچہ نئی طرز کی دستیاب ہوئین مگر اُس طرز کی روایتین چونکہ اور راویون سے تھین ملین اور ایسی حالت مین اندیشہ تھا کہ مبادا لوگ اُن روایتون کی صحت مین لوگ شک کرین اسلیے مین نے اُنکے درج کرنے سے احتیاط کی غرضکہ مختلف وجوہ سے اکثر روایتین چھوڑ دی گئی ہین اور مجھے اُن اصحاب سے امید ہے جنکی روایتین چھوٹی ہین کہ وہ میری فروگذاشت کو معافی کی نظر سے دیکھین گے کیونکہ ایک ہی طرز کی روایتون کی بھرمار یا خاص روایات کی اشاعت جو اُن کے علاوہ مرتبت کی بھی خبر دیتی ہی اُن کے اندراج سے لوگ راویون کی خودنمائی سمجھتے اور ایک روحانی نقصان کا اندیشہ تھا -

جن روایتون کو مین نے بالکل نظر انداز کیا ہے اُسپر بُرا ماننے کی ضرورت نہین مجھے راویون کی صداقت مین ذاتی طور پر کوئی شبہہ نہین ہے اگر اُس طرز کی روایتین اِس کتاب کی اشاعت کے بعد بھی مجھے دستیاب ہوئین تو مین دوسرے ایڈیشن مین اُنکی روایتون کو بھی درج کرونگا - مجھے خود اس بات کا ایمانداری کے ساتھ اعتراف ہے کہ حضرت کی مقدس زندگی کے تمامی واقعات تو درکنار رہے اُنکا عشر عشیر بھی مجھے دستیاب نہین ہوا ور دس گیارہ برس کے عرصہ مین آخر تنہا مین کیا کیا کرتا - واقعات و حالات بھی مختلف مقامات سے جمع کرتا اور لاکھون کروڑون آدمیون کے پتے لگاتا اُن سے خط و کتابت کرتا ہزارون جگہ سفر کرتا پھر کتاب کو مرتب بھی کرتا - یہ سب کام ایک بے چارہ اور پریشان روزگار شخص کے امکان سے باہر ہے مین اپنی بساط کے موافق جو کر سکتا تھا وہ مین نے کیا اور یہ میرا خیال ہے اور بالکل سچا خیال ہے کہ اس فکر و تجسس مین میری عمر ختم ہو جاتی مگر حالات کی فراہمی کا کام ختم نہ ہوتا کیونکہ تمام اطراف عالم مین کونسا حصہ ہے جہان اُس حُسن دلکش کے دیوانے نہین رہتے - کونسا قریہ ہے جہان کے رہنے والے اُس زلفِ مسلسل کے سلسلہ مین داخل نہین ہین - کون مقام ہے جہان اُس چشمِ نرگسین کے مخمور نہین ہین - مین کہان کہان جاتا کہان کہان خطوط نویسی کرتا اور مین کیا ہر ایک ظاہر ہین اُس سعی و کوشش مین قاصر و معذور تھا اور ہے -

مین پہلے سے سمجھ رہا ہون اور اب بھی خوب سمجھتا ہون کہ میری کوشش نہایت قلیل حدود تک محدود ہے - مین اپنی چھوٹی سی ہمت کے موافق کیا کر سکتا تھا مین نے جو کچھ کیا اُسکے قابل بھی نہین ہون - مگر جس کام مین خدا کے پیارون کا ذریعہ اور وسیلہ ہو جاتا ہے اُسمین غیب سے مدد ہوتی ہے اور جو عطیہ ہوتا ہے وہ سائل کے ظرف کے موافق ہوتا ہے مجھے جو کچھ ملا بہت ملا اور بڑا شخص اگر اس کام مین ہمت باندھ لے گا تو اُسے اس سے زیادہ ملیگا - مین اِسی کو بہت سمجھتا ہون ؎ فکر ہر کس بقدر ہمتِ اوست

مین خدا کا شکر ادا کرتا ہون مین اول سے آخر تک محض اُسکی مدد سے اپنے ارادہ مین ثابت قدم رہا اگرچہ بہت سی لغزشین ہوئین - حوادث کے حملے ہوئے ناکامیون سے سابقہ پڑا بے اعتنائیون سے کام رہا

تذبذب میں گھرا رہا۔ مگر ہر ایک الجھن خود بخود نکل گئی۔ اور بفضلہ حضرت کی مقدس روحانیت میرے آڑے آگئی۔ جن لوگون نے مدد کی جنکی ذات سے میری ہمت افزائی ہوئی یہ اُنکے کوئی ذاتی افعال نہ تھے وہ بیچارے کیا کرسکتے تھے اور کیا کرسکتے ہیں آخر انسان ہیں اور ضعیف البنیان یہ سب حضورِ پُرنور کی مقدس اور خداداد روحانیت کا صدقہ ہے کہ اُنھوں نے اپنی شان پنجتنیؑ کے صدقہ میں میری لاج رکھ لی۔

آخر میں بُرا تھا یا بھلا اُنھیں کا تھا اور اُنھیں کا ہوں اور اُنھیں کا کہلاؤنگا۔ وہ اغیار کے آڑے وقتون میں کام آتے ہیں میرے نہ آتے۔ لوگون کی دستگیری کرنا اُنکا آبائی کام ہے اگر اُنھون نے میری مدد کی تو کون تعجب ہی ہیں تو اُنھیں کا مقدس نام جپ رہا ہون اور ازل سے اُنھیں کے نام پر فدا ہون۔

حشر میں ناسخ یہی اپنا کہونگا سلسلہ	میں اسیرِ حلقۂ گیسوئے سیدزادہ ہون

مین حالات کے اِس سرمایہ کو جو کتاب کی صورت میں ہے ملک میں پیش کرتا ہون اور امید رکھتا ہون کہ اگر میری طرز تحریر یا میری سعی بے مقدار سے اُن کے توقعات پورے ہون تو مجھے مجبور سمجھین اسلیے کہ مین خود اپنے بے بضاعتی ونا اہلی کا مقر ہون اور ان حالات کو بالکل نامکمل سمجھ رہا ہون مگر شاید اِس وقت اگر اِس قدر کوشش بھی نہ کی جاتی تو آگے چلکر واقعات وحالات تو بہت ملتے اور جو لکھین گے اُنکو ملین گے مگر جو راوی اِس کتاب میں ہین اُن میں سے بعض نہ ملتے جیسے مولنا سیّد عبدالغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری اِسی سال ہم کو داغ مفارقت دے گئے۔ اور ان کی طرح اکثر وابستگان سلسلہ جو علم وعمل کے اعتبار سے سرمایۂ فخر وناز تھے وہ اِس سے بھی پہلے اِس جہان فانی کو خیرباد کہہ چکے میرا خیال یہ ہے کہ یہ کام اگر آج سے پندرہ سولہ برس پیشتر شروع ہوتا تو حضرت کے اکثر صحبت یافتہ راوی بڑے پایہ کے ملتے مگر آیندہ چلکر اگر ایسی محدود اور تنگ کوششون سے بھی جیسی کہ مین نے کی ہین یہ کام کیا جاتا تو اتنے بھی نہ ملتے اِسوقت تک جو حضرت کے حالات مین کتابین لکھی گئی ہین اُن کے مصنفین نے کتابون کو لکھتے وقت اپنے مذاق طبیعت کا خیال رکھا ہے اور اُسی مذاق پر کتاب کو ختم کردیا ہے حالانکہ ارباب حقیقت کی نظر مین حضور پانور تمامی اوصاف ظاہری وباطنی کے مظہر اتم تھے۔ اور کسی نبی یا ولی کی زندگی ایک مذاق پر مبنی نہین ہوسکتی اُسکو مختلف الخیال لوگون سے سابقہ پڑتا ہے اُن کے خیالات کی اصلاح پر وہ خدا کی طرف سے مامور ہوتا ہے حضرت کے بعض تذکرہ نویسون نے اِس مذاق کے لحاظ سے روایتین لی ہین اور اُسی مذاق سے حضرت کو دیکھا ہے اور اُسی کا اُنکو پتہ چلا ہے۔

مین جانتا ہون کہ اکثر وبیشتر لوگون کو حضرت کا فیض صحبت نصیب ہوا ہے مگر قرب واختصاص مین اُن ظاہری امور پر نظر نہین ہوتی جو آئے دن مشاہدہ مین آتی ہین اور جنپر دوری رکھنے والون کی نگاہ پڑتی ہین جنکو بہت زیادہ اُس گوہر یکتائے محبوبیت سے شرف حضوری حاصل ہوا ہے وہ اُن تجلیات ہی سے متحیر وبے خود ہین وہ کیا زبان کھولین اور اُس حُسن کے کرشمے کس طرح بتائین۔ جو اِس ٹھکانے ہوتو لکھین خاطر جمع ہوتو کچھ سُنائین۔ مولنا حسرت موہانی سے

بس مین [illegible] بیہوش | نظارۂ حُسن کا وہ کیسے ہوش | بیہوش کیا ہی سکو [illegible] | اب جبکو خدا نے ہوش [illegible]

ہو جاؤ نثار حضرتِ عشق — اے دانش و اے قرار و لے ہوش
تم آئے کہ ختم ہو گئے ہم — باقی تھے مگر اسی لیے ہوش

جنکو حضور انور کے حقیقی جلوے نظر آئے اُن کی زبانون پر تو مُہر سکوت لگا دی گئی وہ تو کچھ کہہ ہی نہین سکتے مگر حضور انور کے جس حُسن کے کرشمون نے ایک عالم کو دیوانہ بنایا اُن کی تجلیات بھی ہم ظاہر بینون کے مشاہدے مین پوری نہ آئین - حضرت یاس ٹونکی ؎

حیرت کے پردے ڈالدیے جلوہ گاہ پر — وہ بے حجاب ہو کے بھی سب سے نہان رہے

جس قدر زیادہ حضور انور کے حالات و واقعات پر غور کیا جاتا ہے اُس سے اتنا ہی سمجھ مین آتا ہے کہ ہم کچھ نہین سمجھ سکتے - جسقدر حضورِ انور کے سوانح حیات سے واقفیت تام پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اُس کا نتیجہ بھی مترتب ہوتا ہے کہ ہم کچھ نہین جانتے - جو نہین جانتے وہ ظاہری واقعات کو پیش کرتے ہین جو جانتے ہین وہ خاموش ہین - ہم لوگون نے اپنے ظرف و استعداد کے لحاظ سے حضورِ انور کو دیکھا اور وہین تک آپ کے مراتب و مدارج کا انحصار سمجھا جہان تک ہمارے فہم و دانش کی رسائی تھی - مگر جب ہم یہ دیکھتے ہین کہ اُسوقت کے بڑے بڑے علما بڑے بڑے مشائخ جنسے ایک عالم ارادت و عقیدت رکھتا ہے حضور انور کی تعریف و توصیف مین رطب اللسان ہین اور آپ کے روحانی حالات و عرفانی تجلیات سے متاثر ہین اور اُنکا کماحقہٗ اظہار خواہ بخیال تجاہل عارفانہ یا ہماری کم ظرفی و نااہلی کے سبب سے ہم سے نہین کرتے اور اِس طرح اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہین تو ہم اِن غیر جانب دارانہ شہادتون سے یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہین کہ ہم لوگ جو عوام الناس مین شامل ہین ہرگز حضرت کے محامد و محاسن اور واقعات و حالات لکھنے کا دعویٰ نہین کر سکتے اور نہ اُنکی کچھ حقیقت کو سمجھ سکتے ہین - یہ اہل باطن کا کام ہے - مین نے صرف ظاہری حالات مین بالاختصار اِس کتاب کو مرتب کیا ہی اور میری تحقیق و دریافت جن ظاہری طریقون تک محدود ہے وہ مخفی نہین ہی کہ خط و کتابت وغیرہ ہی ہین مین نے محض ملفوظات وغیرہ اپنے ناقص فہم کے موافق جو شرح کی ہے وہ بھی ظاہر امور پر مبنی ہے اور مین ایمانداری کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرتا ہون کہ حضور انور کے کلمات طیبات کے رموز و معانی کی حقیقت نہ مین خود سمجھ سکتا ہون اور نہ دوسرون کو سمجھا سکتا ہون - ہان اُن کی خداداد روحانیت جسپر اُن حقائق و معارف کا انکشاف کر دے اُن کی تقدیر قابلِ رشک ہے ؎

نگاہِ یار جسے آشنائے راز کرے — وہ اپنی خوبیِ قسمت پہ کیون نہ ناز کرے

مجھے اپنی بے سروسامانی کا پورا اقرار ہے کہ اور امر حق کے اظہار مین کوئی امر مانع نہین ہو سکتا مین معترف ہون کہ حضور پر نور کے کماحقہٗ حالات ہر قسم کے اگرچہ بہت ملے مگر بعض جدید واقعات میرے ذہن مین ہین جنکو مین اس خیال سے بھی درج کتاب نہین کر سکتا کہ اُن کے متعلق اُن راویون کی تحریرات میرے پاس نہین ہین میرے خاندان کے لوگون کے بیان کردہ وہ واقعات ہین اور اِس وقت وہ اِس عالم مین نہین ہین - اِس طرح یہ بات میرے علم مین بھی بخوبی ہی کہ مین نے اگرچہ اکثر بیشتر واقعات اِس کتاب مین مستند طور پر درج کیے ہین مگر بہت سے صحیح اُن جدید

قسم کے واقعات خود بھی چھوڑ دیے ہین اور اس طرح اپنی چھوٹی بساط اور پست ہمتی کا اعتراف کرتے ہوئے بھی اپنی محدود کوشش کو بالکل ناتمام سمجھکر حضرت حسرت موہانی کا یہ شعر اپنی زبان سے ادا کرتا ہون ؎

ادا نہ ہم سے ہوا حق تری غلامی کا ‏ نصیب شوق رہا داغ ناتمامی کا

کاش میرے ناچیز مساعی بارگاہ وارثی مین قبول ہون اور ثنا خوانی اہلِ بیت میری نجات کا ذریعہ ہو ؎

الٰہی بحقِ بنی فاطمہ ‏ کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول ‏ من و دست و دامان آلِ رسولؐ

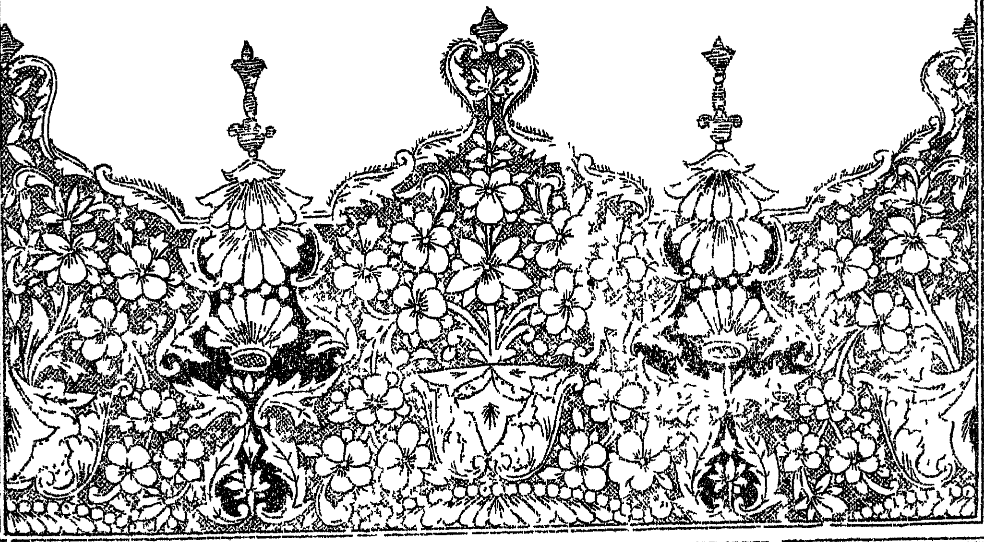
آخر مین مجھے اپنے برادرانِ سلسلہ اور دیگر برادران طریق و برادران اسلام سے امید ہے کہ وہ میری غلطیون اور لغزشون سے جو انسانی کمزوریون کا خاصہ ہے درگذر فرماکر حقیقت پر نظر رکھین گے اور میرے علم و عمل کے لحاظ سے بخیال پردہ داری میری برائیون سے چشم پوشی فرمائینگے اور جناب علی مرتضیٰؑ شیر خدا کے اِس زرین قول کے بموجب کہ "تم یہ نہ کہو کہ کون کہتا ہے اِسپر غور کرو کہ کیا کہتا ہے" اصل بات پر نظر رکھین گے ؎

گو من آلودہ دامنم چہ عجب
ہمہ عالم گواہ عصمت اوست

فضل حسین صدیقی وارثی عفی عنہ

اٹاوہ

۹۔ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا محمدن النبی الامی وعلی الہ واصحابہ وبارک وسلم بعدد کل حسنہ وجمالہ

اسم گرامی

حضرت اقدس فانی فی اللہ باقی باللہ ایمن ایات اللہ معنی فاینما تولوا فثم وجہ اللہ

حضرت سید الکاملین امام الاولیا سیدنا ومولنا حاجی حافظ سید وارث علی شاہ طاب ثراہ

آپ بطن مادر سے ولی پیدا ہوئے تھے آپ کی کتاب عمر کا دیباچہ عشق الٰہی کے عنوان سے شروع ہوا تھا اور خاتمۂ کتاب پر فنافی الذات کی مُہر لگی ہوئی تھی۔ یہی وجہ ہو کہ قدرتاً آپ کا نام نامی بھی خداوند عالم کے اُسی مقدس وبزرگ نام سے ممتاز ہوا جسمین آپ فنا ہونے والے تھے۔ اکثر اولیاے کرام کے اسماے گرامی مین یہ بات دیکھی گئی ہے کہ خداے برتر کے جس مقدس نام مین فنا ہوئے ہین وہی اُنکا نام مشہور ہوا ہی۔

جسطرح حضرت سلطان الاولیا محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ مُحیی مین فنا ہوکر احیاء دین کا حث ہوئے اُسی لقب سے ملقب کئے گئے اُسیطرح "الوارث" خدائے برتر کا نام ہی۔ اور اسکے معنی ہین فناے عالم کے بعد قائم رہنے والا (اِنَّا نَحْنُ نُحْیِیْ وَنُمِیْتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُوْنَ یعنی اسمین شک نہین کہ ہمین زندہ رکھتے ہین اور ہمین مارتے ہین اور ہمین سبکے وارث ہین ہماری بقاء دائمی ہی) اکثر بزرگونکا بیان ہی کہ مسئلہ فنا و بقا کے حل کرنے مین آپ کو خاص ملکہ تھا۔ صرف لفظ وارث یا وارث پاک ہی سے حضور انور مشہور ومعروف ہوئے۔ جس سے ثابت ہی کہ حضرت ربّ العزت نے حضور کو اپنے صفات ذاتی مین سے ایک ممتاز صفت مرحمت فرمائی تھی یعنی اپنے اسم وارث کا حضور انور کو مظہر اتم کیا تھا۔ اور اس صفت کا ظہور اُسی عاشق صادق مین ہوتا ہی جو تمام عالم کو فانی اور تکلیف وراحت جور واحسان رنج وشادی کو حادث سمجھے اور جو ماسوا یار جملہ موجودات سے دست بردار ہو وہی وارث کہلائے جانیکا مستحق ہی۔ اور اُسی کو صاحب بقائے کامل کہتے ہین۔

بقول حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ ؎

جور واحسان رنج وشادی حادث ست	حادثان میرند حق شان وارث ست

قصائد غزلون اور مثنویون ہی مین نہین بلکہ اکثر نثر کی عبارتون مین بھی اسی لفظ پر اکتفا کیا گیا ہی خط وکتابت مین بھی اکثر لفظ وارث رواج دیکھا گیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہی اسم حضور کی ذات محمود الصفات کے تناسب کے لحاظ سے مقبول عام مقبول خلائق ہوا۔

اِس بزرگ نام ہی مین فنا و بقا کی تعلیم نہاں ہے۔ اور یہ ظاہر ہو کہ ابتداء عمر ہی سے آپ نے مُوتُوا مِن قَبلِ اَن تَمُوتُوا کے مرحلہ کو طے فرمایا اور یہی تعلیم فرمائی۔ اور اِس طرح وہ خاص مقام بقا حاصل فرمایا جو اِسمِ وارث کا مضمون تھا کہ جسنے حضورِ انور کی زیارت کی بیساختہ بول اُٹھا ؎

اِس طرح بھیس مین عاشق کے چھپا ہو معشوق　　جس طرح آنکھ کی پتلی مین نظر ہوتی ہے

یہ اِسمِ پاک بھی منجانب اللہ تھا کہ پیدا ہوتے ہی قدرتاً رکھا گیا اور اپنی جامعیت کے لحاظ سے سراسر موزون ثابت ہوا سچ ہی کہا اَلاَسماءُ تَتَنزَّلُ مِنَ السَّمَاءِ۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف "طبِّ جسمانی وطبِّ روحانی" مین اِسمِ اَلوَارِثُ کے متعلق فرماتے ہین "وَارِث" مخلوقات کے فنا کرنے کے بعد وارث ہے زمین وآسمان کا۔ اور پھر آسمان اور زمین کو لپیٹ لینے کے بعد وارث ہو اپنے تفرّد کا"۔ اِس تشریح کی توضیح مین کسی نے اِس طرح حاشیہ نگاری کی ہو کہ "یہ ایک مُحقّق امر ہو کہ سوائے وارث کے کچھ بھی موجود نہین ہے۔ صرف وارث ہی قدیم سے ہو اور اَبدُالآباد رہیگا۔ اسمِ مُقدّس تمام اسماء ذاتیہ وصفاتیہ مُتعارفہ وغیر مُتعارفہ کا جامع ہو کیونکہ جو ہُو ئیتِ مُحققہ ہے وہی وارث ہو تو وارث ہی ذاتِ بحت ہو اور جملہ اسماء اِلٰہیہ کا وہی مُسمّٰی ہے ؎

تو غنی از عالم و عالم فقیر		وارثِ ہر این و آن یک ہوئے تو	

اِسیطرح جملہ صفات کا موصوف بھی وہی وارث ہے۔ ہر شان و ہر اظہار کے ظہور و تغیّر کے ساتھ اور ہر اعتبار کے پردہ مین حتّٰی کہ انصرامِ فنائے تام کے بعد جو کچھ حقیقت باقیہ غیر فانیہ ہو وہی وارث اور وَجہُ اللہ ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کُلُّ مَن عَلَیہَا فَانٍ وَّیَبقٰی وَجہُ رَبِّکَ ذُوالجَلَالِ وَالاِکرَامِ اور پھر سورۂ حدید مین فرماتا ہو هُوَالاَوَّلُ وَالاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالبَاطِنُ ج وَهُوَ بِکُلِّ شَیءٍ عَلِیمٌ اسلیے جو آخر ہے وہی اول ہو۔ تو اول وارث ہی اور آخر بھی وارث ہو اور چونکہ وارث ہی جملہ صفات کا موصوف بھی ہو اور صفت کا موصوف سے جُدا ہونا محال ہو[۱] وَالصِّفَۃُ لَاتَنفَکُّ عَنِّی اِسلیے نُزول اور تعیّن کے مرتبہ مین ہر ذرّہ موجودات کا مظہر ہو اِسمِ وارث کا اور یہ بھی مُحقّق ہے کہ ہر مظہر مین سوائے ظاہر کے غیر کا ہونا محال ہو اِسلیے لامحالہ ہر ذرّہ مین وارث ہی مُضمر و مُستتر ہی تو ہر ذرّہ کا بطن وارث ہی لہذا ہر ذرّہ کی حقیقت وارث ہو یعنی وَارِث حَقِیقَۃُ الحَقَائِق ہو۔ کو ہُویّت کا تعیّن حقیقت کا پردہ ہو۔ یعنی تعیّنات عین حقیقت ہین اِسلیے ضرور ہو کہ جسطرح وارث ہی اول اور وارث ہی آخر ہو اسی طرح وارث ہی ظاہر اور وارث ہی باطن بھی ہو پس بفحوائے اَلاَسماءُ تَتَنَزَّلُ مِنَ السَّمَاءِ اگر مراتبِ نُزول و تعیّنات مین کوئی فردِ اَعیانِ ثابتہ کا اِسمِ وارث کے ساتھ موسوم و معروف ہو کر مقبولِ خلائق ہوجاوے تو وہ فردِ اپنی فردیت اور تفرّد پر آپ ہی دلیل ہوگا "آفتاب آمد دلیلِ آفتاب" ہان البتہ دلالت کے واسطے مقبولیت درخلق شرط ضروری ہو۔

آپ کے اسمِ گرامی کو اگر باعتبار حسب ونسب دیکھا جائے تو بھی وہ نہایت معنی خیز ہو کیونکہ آپ خاندانِ رسالت کے چشم و چراغ ہین اور آلِ نبی و اولادِ علی ہونیکا اعزاز رکھتے ہین اور اسطرح آپ کو علومِ باطنیہ وفیوض روحانیہ وراثتہً جناب امیر علیہ السّلام سے پہونچے ہین۔ یہ اظہر من الشمس ہو کہ جناب علی مرتضٰی شیرِ خدا کی ارثِ خاص علمِ لدنّی ہو اور بفحوائے الولدُ سِرٌّ لابیہ آپ نے ابتدائے عمر ہی مین اس وراثتِ خاص کو حاصل فرمایا اور ظاہری وباطنی طور پر **وارث علی** کہلائے۔

[۱] حدیث قدسی۔ اَلاِنسَانُ سِرِّی وَاَنَا سِرُّہٗ وَالصِّفَۃُ لَاتَنفَکُّ عَنِّی۔

خداوندِ کائنات نے اِس مقدس و بزرگ نام کو ہر طرح اسم بامسمّٰی کر کے دکھا دیا۔ جسنے حضورِ پُرنور کو دیکھا دل سے تصدیق کی کہ بیشک اولٰئک ھم الوارثون (الآیۃ) کی خوشخبری ایسی ہی ذات برگزیدہ صفات کے لیے ہے۔

از قصیدہ مولٰنا عقل لکھنوی

عشاق محو او شدند ہر عاشق جملہ جو شدند　　در کوئے او پوشیدند گم کردہ دست یار را
چون آن کمیلِ کاملِ معرفت موصل　　از ساکنانِ اہلِ صفا شہودِ مصطفیٰ را
سلمانِ فارسی بود آن نقشبندِ معنی　　بر لوح صاف باطن مرضی مرتضیٰ را
عمارِ حذیفہ این بہرِ رسولِ ثقلین　　شد سر خود بصفین آن شاہ لافتیٰ را
ہم زان حسان غنی بود صہیب عجمی　　یا عبدِ واحد زید کو دید مجتبیٰ را
ہم بایزید کرخی سری جنید و شبلی　　این جملہ عارفانند اسرار اوصیا را
کاین غوث قطب ابدال آیات کبریا اند　　ہم مظہر خدا اند افراد ما سوی را
ظلِ الٰہ او حد قائم مقام احمدؐ　　مہدیِ بن محمد سلطانِ اولیا را
الیاس بحر عرفان اویس خلد رضوان　　ساقیِ آبِ حیوان اسکندر و گدا را
از لہب آتشِ عشق تا سوخت ہر رگ و پے　　مثلِ خلیل دریافت او باغ مدعا را
اہلِ ارادت او رشک بنی اسرائیل　　اسحاق وش بکثرت شد صد انبیا را
بہرِ کلیم سینا خلوتگہ وصال ست　　او سینہ کرد سینہ معراج اتقا را
عیسیٰ صفت نے مہد ست او پیر او العہد　　در عشق حق بسر کرد شیب شب و صبا را
نے نے غلط نوشتم آئینہ حبیب ہست ایں　　انسان عین او ہست عیان انبیا را
فرد ست در قناعت یکتا ست در صناعت　　شیر ست در شجاعت ہر بیشہ و غار را
اسرار او چو ستری اشتغال و چو شبلی　　اطوار او چو ثوری و زاہد و شیارا
آن اکرم النفوس ست آن اعظم الرؤس ست　　آن مطلع الشموس ست والشمس والضحیٰ را
لفظ علیؑ و منّی ہم با انا و منہ　　باشد حدیث صادق سردار انبیا را
ہر گونہ اتحادے قلبی و معنوی ہست　　ہم لفظی ست حرفے تا کے کنم ثنا را
این اہل باطنانند این اہل آشنا اند　　تا سوئے آشنا شند آشنا را انبیا را
ہمنام سبط اکبر مشتق ز حسن مصدر　　حسنِ حسن بشیر آن خیر اصفیا را
یک بود او اویس قرنی ثانی قرن قرنی　　خیر القرون قرنی سلطانِ انبیا را
مقداد و ہم ابوذر وان از زمان حذیفہ　　بودند اہلِ باطن تارک زر و طلا را
عبداللہ عفیف انصاری ہست و جابرؓ　　ہم زیدؓ و سہل او ہم اصحابِ اتقا را
تا شیخ ابن عربی محیی دین و ملت　　بکشاد در فتوحات این عقدۂ خفا را
نائب مناب شاہ اند خلفائے بادشاہ اند　　یعنی امام دوران قطبِ این جہا را
الحال قطبِ دوران غوث زمانِ حاضر　　وارث علی چو نوح ست کشتی اتقا را
لقمان حکمت ست و داؤد شوکت ست او　　فرمود چون سلیمان تسخیر این سبا را
کبشی عوض سماعیل از بہرِ جانِ خود یافت　　ہر مے او ست کبشی قربانے خدا را
بود اربعین لیلہ میقات بہرِ موسیٰ　　میقات نش ز چہل سال افزود وقتہا را
یوسف بصورت و یعقوب سیرت ست او　　تا کرد نام روشن یحییٰ و زکریا را
آخر ز بیت طاہر یعنے نبی آخر　　این خیر وارثان شد آئینہ اولیا را
یکتا و بے نظیر ست فرد ست و ہر سپہر ست　　ارشاد لا تکسّبوا اینہ ست ازکیا را
مثلِ جنید دارد تجنیدِ لشکرِ صبر　　دادہ شکست فاش حرص و طمع ہوا را
بسطامیِ زمانہ معروف را یگانہ　　ذکرش بود فسانہ اصحاب مدعا را
وارث ولی مرادف معنیِ ارث دارند　　چون احمدؐ و علیؓ را ہست اتحاد آرا
ہم روحک و روحی ہم نفسک و نفسی　　ہم جسمک و جسمی ہم لحمک و ہم دما را
گر قلب وارثی خواہند بس وارث را بخوانند　　ارباب علم دانند این رمز آشکارا

ولادت باسعادت

آپ کی جائے ولادت باسعادت ہونیکا فخر قصبہ دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی کو حاصل ہے۔

شجرۂ نسبی

تاریخ ولادت باسعادت میں بزرگان متقدمین میں اختلاف ہے۔ صاحب تحفۃ الاصفیا و عین الیقین وغیرہ نے لکھا ہے کہ یکم رمضان المبارک ۱۲۳۰ھ کو حضورِ انور کی ولادت ہوئی ہے۔ سید معروف شاہ صاحب مقرب خاص و خادم قدیم بارگاہ وارثی اپنے بزرگوں کی بیان کردہ روایات کی بنا پر فرماتے ہیں کہ ۱۱۔ رمضان المبارک ۱۲۳۸ھ میں حضور کی ولادت ہوئی ہے حضرت فضیحت شاہ صاحب وارثی بازید پوری رح کی تحقیق میں ۱۲۳۳ھ میں ولادت ہوی
مگر شاہ فضل حسین صاحب[1] وارثی سجادہ نشین بارگاہ حضرت شاہ عبدالمنعم عرف المعروف علیہ الرحمۃ جو حضور کے خادم قدیم اور ہم مکتب بھی تھے

[1] منقول از مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی ۱۲۔

اور سن مین آٹھ برس حضورِ انور سے چھوٹے تھے اپنی عمر کے حساب سے فرماتے تھے کہ ۱۲۳۴ھ مین ہم گنہگارون کے سر پر ظلِ حمایت وارثی سایہ فگن ہوا ہے - اور شاہزادۂ گلگون قبا حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کی چھبیسوین[۲۶] پشت مین اِس آفتاب ولایت نے ظہورِ اجلال فرمایا ہے ؎

ذکرِ تو بود زمزمۂ شادیِ ما		اے آمدنت باعثِ آبادیِ ما

آپ کا نسب نامہ یہ ہے حضرت حافظ حاجی سید وارث علی شاہ ابن حافظ حکیم سید قربان علی شاہ ابن سید سلامت علی شاہ ابن سید کرم اللہ ابن سید زین العابدین ابن سید عمر شاہ ابن سید عبد الواحد ابن سید عبد الاحد ابن سید مخدوم علاؤ الدین اعلیٰ بزرگ بن سید عزالدین بن سید اشرف ابی طالب بن سید محمد محروق بن سید ابو القاسم بن سید علی عسکری بن حضرت سید ابو محمد بن سید محمد جعفر بن سید محمد مہدی بن سید علی رضا بن حضرت قاسم حمزہ علیہ السلام بن حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام بن حضرت سید امام جعفر صادق علیہ السلام بن حضرت امام باقر علیہ السلام بن حضرت زین العابدین علیہ السلام بن حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی مرتضیٰ شیرِ خدا علیہ السلام شوہر نامدار حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا بنت حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ہر اعتبار سے آپ کی ذات ستودہ صفات خاندان سیادت کا ایک مقدس اور اعلیٰ ترین نمونہ تھی جیسا کہ اکثر بزرگون نے آپ کی شان و عظمت کو دیکھکر تسلیم کیا ہے کہ آپ کے اخلاق و عادات سے سادات کرام کے اوصاف حمیدہ کی پوری تصدیق ہوتی ہے

(از جناب فروغ شاہجہانپوری)

اولاد ہے یہ خاص شہِ مشرقین کی
چھبیسوین[۲۶] ہے پشت جنابِ حسینؑ کی
پتلی یہی ہے فاطمہ کے نورِ عین کی
مُہرِ نگین ہے فاتحِ بدر و حنین کی
یہ جوہر و خلاصہ ہے دونون جہان کا
بندہ نظر پڑا ہے خدائی کی شان کا

ہے تو ہی وارث علی و وارثِ نبیؐ
دل ہے ترا خزینۂ اسرارِ معنوی
تیرے بدن پہ ٹھیک قبا فقر کی ہوئی
عادت کی ابتدا ہی سے ترکِ لباس کی
دستار و پائجامہ نہ زیبِ بدن کیا
احرام کو پسند کیے سترِ تن کیا

لڑکا یہی ہے شاہِ شہیدان کا باخلف
پُر نور سلک شاہِ نجف کا دُرِ نجف
دُرجِ رسولؐ کا ہے یہی گوہرِ صدف
اللہ نے دیا ہے ہر اک بات کا شرف
سید بھی ہے فقیر بھی ہے اور ولی بھی ہے
ہر طرح جانشین نبیؐ و علیؑ بھی ہے

قوم ایسی لاجواب کہ دُنیا مین آفتاب
دنیا مین آفتاب تو عقبیٰ مین ماہتاب
عقبیٰ مین ماہتاب تو کوثر پہ جوشِ آب
کوثر پہ جوشِ آب سے پھر ساقیِ شراب
ساقیِ شرابِ کوثر و تسنیم کا یہ ہے
وارث علی و احمدؐ بے میم کا یہ ہے

شرفِ خاندانی آپ کی عظمتِ سیادت مین ایک خاص شان یہ بھی ہے کہ حضورِ انور کے اجداد کرام نے کبھی غیر کفو مین مناکحت نہین فرمائی اور سیادت نیشاپوری کی شان و جلالت کو ہمیشہ محفوظ رکھا - آپ کے پردادا سید کرم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے تھے - سید بشارت علی صاحب سید سلامت علیصاحب اور سید شیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین -

سید سلامت علی صاحب کے صاحبزادے حضورِ انور کے پدر بزرگوار سید قربان علی شاہ صاحب تھے جنکا عقد اپنے حقیقی عم مکرم سید شیر علیصاحب کی صاحبزادی سے ہوا اس سلسلہ سے آپ سید سلامت علی صاحب کے پوتے اور سید شیر علیصاحب کے نواسے ہین اور نجیب الطرفین حسینی

ہونیکا خاص شرف رکھتے ہین ؎ | نسل حضرت کی صاف ہے ایسی | سچّے موتی کی آب ہو جیسی

شرفائے اودھ مین بہ اعتبار حسب ونسب دولت وثروت علم وفضل تبحّر وتقدس آپ کا خاندان ہمیشہ نہایت وقیع ومقتدر رہا ہے۔ صرف علوم ظاہریّہ ہی کی بنا پر نہین بلکہ مراتب حقّانیّہ ومدارج روحانیّہ مین بھی حضور کے آباؤ اجداد سرفراز وممتاز رہے ہین اور علوم سینۂ وسفینہ پر برابر انکا قبضۂ تصرف رہا ہے۔ اِن سے ہر زمانہ مین سرچشمۂ فیض جاری ہوا ہی۔ اسلامی تاریخ کے صفحات مین اُن کے مبارک تذکرے سبق آموز رشد وہدایت ہین۔

آپ کے نانا سید شیر علی صاحب اپنے زمانہ مین یکتائے روزگار درویش گذرے ہین اُنکو موضع ہنڈواری کی سند معافی منجانب سلطنت اودھ مصارف خانقاہ کے لئے نذر کی گئی تھی جسکو مؤلف نے سید عظمت علی صاحب وارثی متوطن دیوہ شریف کے پاس دیکھا ہے۔ اِس خاندان کی دیگر اسناد بھی اُن کے پاس محفوظ ہین۔ جنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے آباؤ اجداد صرف اپنے جوہر ذاتی یعنی شان سیادت ہی کی بنا پر معزز وممتاز نہین رہے بلکہ وہ علمی در وحانی دنیا مین بھی خاص طور پر شرف واعزاز رکھتے تھے۔

حضرت مخدوم علاؤالدین اعلی بزرگ علیہ الرحمۃ جنکو آپ کے خاندان کا مورث اعلی کہنا چاہیئے حضرت سلطان نصیرالدین چراغ دہلوی کے خلیفۂ اعظم اور حضرت ابوالبرکات وشیخ یحیی کے علوم ظاہریہ مین شاگرد تھے جنکی نسبت قاضی بخشش علی صاحب نے اپنے رسالہ وسیلۂ بخشش مین لکھا ہی کہ حضرت خضر علیہ السّلام نے آپ کے استاد ونکو بشارت دی تھی کہ انکو علم کیمیا وریما وسیمیا سکھاؤ۔

حضرت مولٰنا شاہ سید ابو محمد علی حسن صاحب اشرفی الجیلانی مسند آرائے کچھوچھ شریف مؤلف کتاب ہذا کو مطلع فرماتے ہین کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کے اجداد سے اور ہمارے بزرگون سے خاص مراسم رہے ہین۔ آپ کے اجداد مین ایک بزرگ ہمارے حضرت اعلی سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہ کے خلفاء کبار مین گذرے ہین اِن کے حالات لطایف اشرفی مین ہین جو آٹھوین صدی ہجری کی تالیف ہے"

آپ کا خاندان عالی شان ہر زمانہ مین مرجع خلائق رہا ہی جنکے واقعات وحالات سے کتب تاریخ وسیر کی زینت ہی۔ فی زماننا اودھ مین اکثر خاندانون کو حضور کے خاندان سے شرف قرابت حاصل ہی اور وہ خاندان شرفا مین ایک خاص وقیع درجہ رکھتے ہین ہندوستان مین پہلے جس مقام کو آپ کے اجداد کرام کا وطن مالوف ہونے کی عزت نصیب ہوئی ہے وہ رسول پور کنتور ہے۔ پھر سید عبدالاحد صاحب نے دیوہ شریف مین اقامت فرمائی اور پانچ پشتین حضور کی اِس مبارک قصبہ مین گذری ہین۔ دیوہ شریف کی سرزمین بھی نواح اودھ مین ممتاز ہے۔ اور اِس مقدس مقام کو تاریخی اہمیت حاصل ہی یہ شرفاء اسلام کی قدیم بستی ہے اور اسکو صرف یہی فخر حاصل نہین ہی کہ اس مین اہل علم ودانش بکثرت پیدا ہوئے ہین بلکہ یہان مردانِ خدا بھی اکابر وقت سے گذرے۔ چنانچہ بزرگانِ دیوہ شریف کا بیان ہی کہ ہر زمانہ مین یہان ایک ولی ضرور ہوا ہی جسکو فروغ وارثی نے بھی نظم کیا ہی ؎

دیوہ کا قصبہ ہے علماء سے جہانِ علم | اِس سرزمین کو کہتے ہین سب آسمانِ علم
اِن کے ہی دم سے ہی تنِ عالم مین جانِ علم | ہے اِن کی ذات وجہ بنائے مکانِ علم
ہر ایک بحرِ علم وعمل کا سفینہ ہے | اُسکو بھی جانتے ہین جو سینہ بسینہ ہی

جسوقت آپ کے اجداد کرام یہان قیام پذیر ہوئے اُسوقت یہ قصبہ علمائے علوم ظاہریّہ اور واقفانِ رموز باطنیّہ کا مرکز تھا مگر آپ کے اسلاف اِس زمانہ مین بھی وقعت وعظمت کی نگاہون سے دیکھے گئے اور سب سے ممتاز وسربرآوردہ رہے۔

چنانچہ حضور کے والد ماجد حضرت سید قربان علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز اپنے زمانہ مین حافظ قاری اور مشہور طبیب تھے۔ آپ نے علوم درسیہ کی تکمیل خیر البلاد بغداد مین فرمائی اور خاصکر فنِ حدیث پر آپ کو کامل عبور تھا۔

آپ کے عُرس کی تاریخ شمسی حساب سے تیسری کاتک مقرر ہی اور حضرت اقدس کی اجازت سے یہ عُرس شروع ہوا جو دیوہ شریف مین عالی پیمانہ پر ہوتا ہی بیشمار دوکانین آتی ہین اور کثیر التعداد مخلوق الٰہی کا مجمع ہوتا ہے۔ اور حضور کے مقدس عہد مین کبھی نہین سُنا گیا کہ معمولی نقصان بھی کسی کا اس عرس مین ہوا ہو۔

ایام رضاعت

بروایات بزرگان متقدمین دیوہ شریف یہ مُسلّمہ ہے کہ ماہ رمضان المبارک مین حضور انور جلوہ افروز عالم ہوئے ہین۔ اور تاریخ پیدائش سے دن میں اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نوش نہین فرماتے تھے اور اور نہ شیرخوار بچون کی طرح بھوک سے روتے تھے جب تمامی ماہ رمضان مین آپ کا یہی دستور رہا تو اسکا گھر گھر چرچا ہوا۔ اس قسم کے حضور انور کے واقعات صرف طبقہ اُناث ہی مین مشہور نہ تھے بلکہ اُسوقت کے بزرگ بھی اسکا تذکرہ کرتے اور بشارت دیتے تھے۔ آپکی ولادت باسعادت کو چار ماہ گذرنے پائے تھے کہ ماہ محرم الحرام مین یوم عاشورہ کو بھی اپنے دن مین دودھ نوش نہین فرمایا۔ اِس واقعہ کا بھی خاص اثر ہوا اور آپکی عظمت و ولایت کا شہرہ ہو گیا۔ آپ کی ہر ایک بات لوگونکو حیرت مین ڈالنے والی تھی۔ نشو و نمائے جسمانی اِسقدر ترقی پر تھا کہ اپنے ہم سِن اور ہم عصر اطفال سے دو چند معلوم ہوتے تھے۔ سر مبارک ہمیشہ اپنے ہم عمر بچون سے بلند رہتا تھا روز پیدایش سے ایسے ایسے واقعات حضور انور کے نظر آئے جن سے آپ کی ولایت کے آثار ہر کہہ و مہہ پر اظہر من الشمس ہو گئے۔ اور اُسوقت کے لوگ آپ کی تعظیم و تکریم کرنے لگے۔

خود آپ کی والدہ ماجدہ کی بابت یہ روایت تواتر کے ساتھ مستند طور پر مشہور ہے کہ وہ ہمیشہ آپ کا ادب و لحاظ ملحوظ رکھتی تھین۔ اور باوضو دودھ پلایا کرتی تھین کبھی آپ کی جانب پشت نہین فرماتی تھین مولوی خدا بخش صاحب شایق رح حضور انور کے مریدین متقدمین مین گذرے ہین اپنی مثنوی مین تحریر فرماتے ہین ؎

آفتاب مشرقِ عز و شرف	مشرقِ نورِ شہنشاہِ نجف	یادگارِ گوہرِ آلِ عبا	نور چشم سرورِ گلگون قبا
ہست سروِ گلشنِ موسیٰ رضا	جوئیا رِ چشمۂ صدق و صفا	گر سیادت ہست گل او بچو پوست	شہر تیشیا پور جائے خاص اوست
چون بعالم پا نہاد آن نیکخو	مادرش شیرے نہ دادی بیوضو	چون شبیہ شیر یزدان یافتند	نام زد وارث علیش ساختند

ایام رضاعت مین بھی زن و مرد معتقدانہ حضور کی زیارت سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ یہ مثل بالکل صحیح ہے کہ ولی مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہی۔ خداوند قدیر جن مقدس نفوس کو اپنی قدرت کاملہ کا بہترین نمونہ بنا کر دنیا مین بھیجتا ہے اُن کی ابتدا ہی ایسی ہوتی ہے جس سے انتہا کے شرف و اقتدار کی خبر ملتی ہے۔

چہرہ سے جلوہ گر ہے سراسر خدا کا نور	ظاہر ہے لب سے قدرتِ اللہ کا ظہور
رُخ سے عیان ہے صاف تجلّیِ برقِ طور	ایسا پری جمال کہ قربان جسپر حور
بحرِ ضیائے حق کا یہ دُرِّ یتیم ہے	جاری اِسی کا خلق مین فیضِ عمیم ہے

والدین کا انتقال

یہ بھی قانون قدرت ہی کہ جو مقدس نفوس دنیا مین خدا کی طرف سے نمونہ بنکر آئے ہین اُنکی اپنی علوِ مرتبت کے لحاظ سے اہم ترین امتحانات کا سابقہ پڑتا ہی۔ جو عام مخلوقات کی نگاہون مین ناقابل برداشت معلوم ہوتے ہین۔ چنانچہ مستند حضرات کا بیان ہی کہ حضور انور کی عمر شریف ہنوز تین سال کی بھی نہ ہوئی کہ آپ کے والد بزرگوار حضرت سیدنا و مولنا حافظ حکیم قربان علی شاہ صاحب

قبلہ رہ نے وصال فرمایا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ بھی رحلت فرما گئین یہ یتیمی بھی حضور پر نور کو وراثتہً جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے پہونچی۔ وَوَجَدَكَ يَتِيمًا فَاٰوىٰ۔

والدین کے انتقال کے بعد آپ کی دادی صاحبہ اپنے دُرِ یتیم کی پرورش مین ہمہ تن مصروف ہوئین۔ اِن حادثات کا ذکر اکثر خود حضور نے بھی اپنی زبانِ مبارک سے اس پیرایہ مین فرمایا ہو کہ ہماری عمر دو سال سے کچھ زیادہ تھی کہ والدین کا انتقال ہو گیا مگر خدا اپنے بندونکا حقیقی ناصر اور بہت بڑا مددگار ہی جو والدین سے زیادہ مہربان اور بے ماں باپ کے بچون کی پرورش کرتا ہی۔ اسلیے خدا ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔

فی الحقیقت خدا ہی سب کا نگہدار اور حقیقی ولی ہے لیکن بہ لحاظ اسباب ظاہری آپ کی دادی صاحبہ کفیل پرورش ہوئین۔ آپ کے عم مکرم سید اعظم علی صاحب رئیس دیوہ شریف جو بہ اصطلاح قانون شریعت آپ کے ولی جابر بھی تھے۔ اولاد سے زیادہ آپ کی نگہداشت کرتے تھے تمام اعزا بلکہ جملہ اہالیان قصبہ کی نگاہون مین اسقدر محبوب اور عزیز تھے کہ ہر شخص آپ کی خدمت کے واسطے بدل وجان موجود تھا کیونکہ روز ولادت سے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ ایسی مبارک صورتین صدیون کے بعد ظاہر ہوتی ہین۔

اگرچہ آج سر پر ظلِ حمایت والدین نہ ہونے سے یہ لعلِ بے بہا دُرِ یتیم ہے مگر حقیقتہً درۃ التاج ولایت ہی جسکے نقش قدم پر ایک عالم نثار ہونے والا ہے ؎

بچپن مین کھو رہے تھے یہ انداز آپ کے	جو اہلِ دل ہین وہ ہین دلبر بنائین گے

تعلیم ظاہریّہ

ایام رضاعت ہی سے حضور انور کی ذات مستجمع الصفات سے ایسے ایسے تصرفات ظاہر ہوتے ہین جن سے خدا کی قدرت نظر آتی ہے حضور کے معمولی عادات بھی غیر معمولی خوبیون سے آراستہ تھے چونکہ مسلک عشق مین تصرفات مایۂ فخر وناز نہین ہے اسلیے مخصوص طریقہ پر اُنکا ذکر کرنا بے سود ہے مگر آپ کی مقدس زندگی کا کوئی شعبہ خوارق عادات اور اعلیٰ صفات سے خالی نہین ہے

جب آپ کی عمر شریف پانچ سال کی ہوئی تو حسب دستور تقریب بسم اللہ کے بعد آپ مکتب مین بٹھائے گئے آپ کی خداداد ذہانت پر اہلِ مکتب کو رشک اور معلم کو تعجب تھا۔ اور سب آپ کی تعلیم وتکریم کرتے تھے ہمیشہ آپ قرآن شریف سر پر رکھکر مکتب مین تشریف لیجاتے تھے اور اسیطرح مکتب سے مکان تک نہایت ادب وتعظیم سے کلام مجید سر پر رکھے ہوئے واپس آتے تھے کبھی قرآن پاک کو بغل مین نہین دبایا۔ دیوہ شریف مین مولٰنا سید مظہر علی صاحب شہید رہ سے دو برس مین آپ نے کامل قرآن شریف حفظ کیا اور سات برس کی عمر مین حافظ قرآن ہو گئے مولٰنا شایق رح اپنی مثنوی مین تحریر فرماتے ہین ؎

چون بہفتم سالگی شد گام سنج	حافظ قرآن شدہ بے تعب ورنج

علاوہ مولٰنا سید مظہر علی صاحب شہید رہ کے مولوی امام علی صاحب و مولوی حافظ عبد الصمد صاحب سے بھی کتب درسیہ اور عقائد شرعیہ کی تعلیم پائی ہو۔ مگر آپ کی خواندگی مکتب تک محدود تھی۔ مکان پر آکر کبھی مطالعہ نہین فرماتے تھے بلکہ کبھی گہری فکر مین محو ومستغرق رہا کرتے تھے اسی زمانہ مین دادی صاحبہ کا بھی سایۂ عاطفت سر سے اٹھ گیا اور حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سیدنا و مولٰنا حاجی خادم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کو لکھنؤ مین لائے اور ایک مولوی صاحب کے حلقۂ درس مین شریک کرادیا یہان بھی آپ کی خداداد ذہانت کا شہرہ ہو گیا یہ کیفیت تھی کہ جب معلم صاحب آپکو سبق پڑھاتے اور دو ایک لفظ بتاتے تو آپ خود بخود پورا صفحہ پڑھکر سنا دیتے تھے۔

مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی (متوطن پیپئے پور ضلع سیتا پور) راقم الحروف کو تحریر فرماتے ہین کہ میرے نانا حکیم رحمت علی صاحب کو فرنگی محل مین حضور کے ہم مکتب ہونے کی عزت نصیب ہوئی ہی حکیم صاحب کی عمر حضرت اقدس سے کچھ زیادہ بھی حکیم صاحب فرماتے تھے کہ خواندگی وغیرہ کے متعلق حضور انور سے ایام طفولیت مین ایسے خوارق عادات ظاہر ہوتے تھے جن سے سب محو حیرت ہو جایا کرتے تھے۔ تمام طلبا آپ کی تعظیم اور خود معلم صاحب بھی آپ کا ادب کرتے تھے۔ چنانچہ معلم صاحب نے ایک روز حضرت قبلۂ عالم سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپ نے ایک فقیر کو میرے سپرد کر دیا ہی ان صاحبزادے کے کرشمے حیرت انگیز ہین گو یہ میرا ادب ملحوظ رکھتے ہین لیکن مجھے تعجب ہی کہ اس عالم طفولیت مین جو باتین انسے ظہور پذیر ہوتی ہین وہ کاملین سے بھی کم دیکھنے مین آتی ہین خواندگی کی یہ حالت ہی کہ صاحبزادے پڑھے پڑھائے پیدا ہوئے ہین۔ یہ بات بھی حیرت انگیز ہی کہ شاگرد کا رعب استاد پر غالب ہی میری رائے مین انکو زیادہ تعلیم کی ضرورت نہین ہی۔ اسی طرح دیگر حقیقت شناس معلمون نے بھی آپ کی شان و عظمت کو پہچانا ہے اور آپ کی تعظیم و تکریم کی ہے۔

حضور انور کو علوم ظاہریہ کی تعلیم خود حضرت سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب رح نے بھی کچھ عرصہ تک دی ہی حضرت سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب قبلہ علاوہ ایک ولی کامل ہونے کے علوم ظاہریہ مین بھی ایک ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ مولٰنا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث و فقہ کی تعلیم پائی تھی۔ حضرت سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ نے بھی دوسرے حقیقت آگاہ معلمون کی طرح نہایت قلیل عرصہ تک حضور کو باسباب ظاہر اپنے درس مین رکھا۔ آپ جن معلمون کے حلقۂ درس مین شریک ہوے وہ سب آپکی خداداد ذہانت سے متاثر ہوے ہین۔ چنانچہ شیخ حسین علی صاحب وارثی متخلص بہ نواب زمیندار سادہ مئو ضلع بارہ بنکی اس واقعہ سے مطلع فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ آپکے اُستاد مولوی امام علی صاحب رح بتقریب عرس شاہ عبد المنعم کنز المعرفت دیوہ شریف مین آئے تو حضور خود اُن سے ملنے کے لیے تشریف لے گئے۔ مولوی صاحب حضور پُر نور کو دیکھکر تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ آپ نے مولوی صاحب سے فرمایا کہ "آپ ہمارے اُستاد بجائے باپ کے ہین"۔ مولوی صاحب نے کہا کہ "اُسوقت ہم بجاے باپ کے تھے مگر اب آپ ہمارے بجائے باپ کے ہین۔ مجکو وہ دن یاد ہی کہ مین نے ایک مرتبہ غصہ سے کہا تھا کہ پڑھو تو آپ نے اس طرح بغور میری طرف دیکھا کہ مجھے تین دن بخار آیا جب مین نے حضرت حاجی خادم علی شاہ صاحب رح سے تذکرہ کیا کہ صاحبزادے تو پیدائشی کامل ہین اُنھون نے فرمایا کہ آپ ان کو خاطر و دلجوئی سے تعلیم دین۔ اِسکے بعد جب مین آپ سے سبق یاد کرنے کو کہتا تھا کہ آپ میرے سامنے کتاب رکھدیا کرتے تھے۔ اور سبق سنا دیا کرتے تھے جو بالکل صحیح ہوتا تھا"۔

حضور انور کا زمانۂ تعلیم بھی نہایت ہیبت رکھتا ہی۔ اگرچہ آپ کے اعزا نے علوم ظاہریہ کی تعلیم مین پورا اہتمام فرمایا مگر زیادہ تر حضور کی قدرتی ذہانت نے یہ کرشمہ دکھایا کہ بہت تھوڑے عرصہ مین حضور نے کتب درسیہ وغیرہ پر کامل عبور کر لیا۔ عہد تعلیم کے یہ واقعات بزرگان متقدمین کے نقل کردہ ہین۔ خود حضور نے کبھی اِسکی تصریح نہین فرمائی جس سے معلوم ہو کہ کس فن مین کہان تک تعلیم ہوئی ہی۔ البتہ حضور انور کے مزاج لطیف مین کسی قدر مذاق تھا چنانچہ اپنے عہد تعلیم کا یہ قصہ اکثر بیان فرماتے تھے کہ "مولوی صاحب نے ہم سے کہا کہ پڑھو اَلْکَلِمَۃُ لَفْظٌ ہمنے کہا جب کلمہ ایک ہی تو اُسکا پڑھنا فضول ہے ایک لفظ پڑھکر ہم کیا کرینگے"۔

بہ اسباب ظاہر جو کچھ آپ کی تعلیم ہوئی ہے اُسکا زمانہ بہت قلیل ہے حقیقت حال یہ ہے کہ وراثتاً آپ کو علم لدنّی خدا کی طرف سے حاصل تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کی قابلیت و ذہانت کا صرف طلبائے معاصرین ہی پر نہین بلکہ اساتذہ پر بھی رعب جما ہوا تھا۔ یہ قابلیتین اور حالتین خدا کی طرف سے خاص ہوا کرتی ہین جو ازلی سعادت پر مبنی ہین

اگرچہ آپ نے بہت تھوڑے عرصہ تک تعلیم پائی مگر اس زمانہ کے مشاہیر علمائے کبار آپ کی فیض صحبت سے مستفید ہوئے ہین۔ اور اونھون نے علوم ظاہری کے اعتبار سے بھی آپ کو اعلیٰ درجہ کا عالم وفاضل پایا ہے۔ جیسا کہ اسی کتاب مین آگے چلکر آپ کے مبلغ علم کے متعلق اکثر واقعات نظر سے گذرینگے۔

مستند حضرات کا بیان ہے کہ حضور انور نے سوائے مکتب کے کبھی مکان پر کسی کتاب کا مطالعہ نہین فرمایا۔ اور ہمیشہ یہ دستور رہا کہ درس کے بعد آپ صحرا کی جانب چلے جاتے تھے اور کسی مخصوص خیال مین آپ کا پورا وقت اوس عالم تنہائی مین صرف ہوتا تھا چنانچہ اس درس وتدریس کے سلسلہ کی بھی اسقدر قلیل مدت ہے کہ جب عمر شریف دس سال سے کچھ زیادہ ہوئی تو مزاج ہمایون کی آزادی نے اسکو بھی گوارا نہین فرمایا تمامی تعلقات سے دست بردار ہوکر ہمہ تن یاد مطلوب مین مصروف ہوئے ؎

عاشقان را شد مدرس اسم دوست	دفتر و درس سبق شان روئے اوست

سچ ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (یعنی وہ لوگ وارث علوم انبیا ہین جو لوگ کہ وارث ہونگے فردوس کے اور ہمیشہ اوس مین رہنے والے) (اقتباس از مثنوی حضرت بےنظیر شاہ صاحب قبلہ وارثی) متوطن کٹرہ مانک پور۔

مبارک ہے وہ بندۂ ذوالجلال
کرے ہر بن مو سے ذکر اللہ
خدا اوس کا دل ہو خدا اوس کا ہاتھ
معیت ہو عینیت تامہ
جلے ہیزم خشک جب آگ مین
سراپا وہ شعلہ ہے ہیزم نہین
یقیناً فنا مین جو اللہ مین
وہ عاشق کے عاشق ولی کے ولی
عیان اون کے چہرہ سے باآب وتاب
او نہین دیکھ لینا ہی کافی ہے بس
وہ تو بادۂ گلشن پنجتن رضہ
وہ سرکردۂ خرقہ پوشان عشق
وہ نور حقیقت وہ شمع کمال
نظر کردۂ قدرت ذوالجلال

خدا ہی ہو جس کا آب و گل
وہ گم ہو کے یون جا ملے ذات مین
وہ ہر شے کو دیکھے خدا ہی کے ساتھ
مبارک ہے وہ بندۂ باصفا
نہین فرق دونون کی کچھ آگ مین
اسی آگ مین جب فنا ہو گئی۔
بڑی چیز ہین چشم آگاہ مین
انیس فغان خسرا باتیان
جمال نبیؐ شوکت بوترابؓ
وہ نور نگاہ علیؓ و بتولؓ
خوشا یادگار حسینؓ و حسنؓ
وہ عالی نسب سید بے عدیل
ید اللہ صورت محمدؐ جمال
صفا پرور قلب صاحبدلان

وہ ہے مرد ذاکر جو شام وپگاہ
خدا ہی رہے جس کی ہر بات مین
وہی ناطقہ ہو وہی شامہ
کہ ہو ہر بن مو مین جس کے خدا
اب اوس مین کدورت کا عالم نہین
وہی شکل آتش نما ہو گئی
خصوصاً شہنشاہ وارث علی
رفیق دعائے مناجاتیان
جسے دید انور کی ہوئے ہوس
فروغ شبستان حسن قبول
وہ سرحلقۂ بادہ نوشان عشق
وہ والاحسب وہ حسین وجمیل
وہ آئینۂ جلوۂ بے مثال
ضیاگستر دیدۂ مقبلان

وہ باعث ولایت کے اظہار کے	وہ وارث نبوت کے اسرار کے

ایام طفولیت کے بعض حالات

زمانہ طفولیت بھی حضور انور کا نہایت مہتم بالشان گذرا ہے۔ تمام چھوٹے بڑے حضور پرنور کے روبرو مودب رہتے تھے۔ جو مختلف حالتین بچپن مین آپ کی دیکھی گئی ہین وہ یہ ہین ؎

دس گیارہ برس کی عمر تک آپ کے دہن مبارک سے اطفال شیر خوار کی طرح لعاب بکثرت جاری رہتا تھا جس سے ہر وقت گریبان مبارک تر رہتا تھا۔

اکثر اوقات آپ کی چشمان مبارک سرخ اور آبدیدہ ہوجایا کرتی تھین جن سے آشوب چشم کا گمان ہوتا تھا مگر جب دوسرے اوقات مین آشوب چشم کا کوئی اثر نمایان نہین ہوتا تھا تو دیکھنے والون کو حیرت ہوتی تھی۔

آپ اپنے ہم عمر لڑکون کی بہ نسبت معمر مردون اور کبیر السن عورتون کی صحبت زیادہ پسند فرماتے تھے۔ اور پرانے واقعات بادشاہان وقت کے حالات۔ عشق و عاشقی کے قصص و حکایات سے ایک خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ اور اکثر ایسی حکایتون سے آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی تھی۔

آپ دو دو چار چار روز تک مکان سے غائب رہا کرتے تھے کہین پتہ نہ چلتا تھا پھر خود بخود مکان پر تشریف لے آتے تھے ایک مرتبہ آپ کی دادی صاحبہ نے آپ کو کوٹھری مین بند کر دیا۔ آپ اوس بند کوٹھری مین سے غائب ہو گئے جب تلاش کی گئی تو ایک باغ مین ملے سہ

کھیل تھا اون کا یہ لڑکپن کا

صغر سنی ہی سے آپ کو عاشقانہ غزلین سُننے کا بھی بہت شوق تھا۔ خود بھی نہایت خوش الحان تھے اگر کبھی کوئی غزل پڑھتے تو دفعۃً آپ پر کیف و سرور کی حالت پیدا ہو جاتی تھی۔ اور پڑھتے پڑھتے بیہوش ہو جاتے تھے۔

چنانچہ منشی نادر حسین صاحب قبلہ وارثی نگرامی (وکیل بارہ بنکی) جو نہایت ثقہ بزرگ ہین اور بارگاہ وارثی مین شرف قدامت رکھتے ہین تحریر فرماتے ہین کہ مولوی عزیز الدین صاحب مرحوم تعلقدار دیوہ شریف (جو حضور کے زمانۂ طفولیت کے دیکھنے والے تھے) بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ ہم اور مٹھن میان (حضور کو زمانۂ طفولیت مین مٹھن میان کہتے تھے) باغ کی سیر کو گئے عصر کا وقت تھا مین نے عرض کیا کہ مٹھن میان کوئی غزل پڑھئے آپ نے ایک غزل شروع فرمائی چند اشعار پڑھے تھے کہ چیخ مار کر گرے اور تڑپنے لگے۔

دہان مبارک سے کف جاری ہوگیا۔ جب مین نے یہ حال دیکھا تو خوف سے اپنے گھر بھاگ گیا اور شام کو جب مجھے معلوم ہوا کہ حضرت بخیریت اپنے مکان پر تشریف لے آئے تو میری جان مین جان آئی۔ اس واقعہ کو بیان کر کے مولوی عزیز الدین صاحب نے فرمایا کہ حضرت کو عشق الٰہی زمانہ طفولیت سے ہے اور اوسی وقت سے ہم لوگ معتقد ہین۔

زمانہ طفولیت ہی مین آپ کی فہم و فراست کا یہ عالم تھا کہ ایک حجن آپ کے مکان مین زیارات کا صندوقچہ لیکر آئی جس مین مدینۂ منورہ اور مکۂ معظمہ وغیرہما مقدس مقامات کے نقشے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اس مین کیا ہے حجن نے عرض کیا کہ میان مکہ اور مدینہ کے نقشے ہین جو بالکل اصل معلوم ہوتے ہین۔ آپ نے برجستہ جواب دیا کہ نقل کے دیکھنے سے کیا ہوتا ہے اصل ہی کو نہ دیکھین۔

اسی صغر سنی کا واقعہ ہے کہ دیوہ شریف مین حضرت شاہ عبد المنعم کنز المعرفت علیہ الرحمۃ کے آستانہ پر حضور نے ایک درویش کو دیکھا کہ آنکھین بند کئے ہوئے تصور مین مشغول ہے۔ جب وہ درویش اپنی حالت سے ہوشیار ہوا تو آپ نے فرمایا شاہ صاحب یہ کیا کر رہے تھے اونھون نے کہا کہ برزخ شیخ کا تصور کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے خود اپنی آنکھین بند کر لی تھین دیکھتے کیا۔ تم نے نہین سُنا ہے کہ مَنۡ کَانَ فِیۡ ھٰذِہٖۤ اَعۡمٰی فَھُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ اَعۡمٰی۔ اگر شوق کامل اور طلب صادق ہے تو ہر ذرہ مین حبیب کی دید نصیب ہو سکتی ہے حضور انور کے کرامات و خوارق عادات کا بھی بچپن ہی سے

شہرہ تھا ایک مرتبہ آپ حسب عادت بستی سے باہر چلے گئے وہان اتفاق سے حضور کے سامنے ایک بھیڑیا آگیا۔ آپ نے اوس کے کان پکڑ لئے کاشتکارون نے آواز دی کہ مٹھن میان یہ بھیڑیا ہے آپ نے اوسکے کان چھوڑ دیئے۔ اس واقعہ کو اکثر بیان فرماکر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے اوسکو کوئی تکلیف نہین پہونچا سکتا۔

زمانۂ طفولیت مین آپ کو فن تیراکی کا بھی بہت شوق تھا دیوہ شریف کے بڑے تالاب مین غوطہ لگاکر بہت دیر تک پانی کے اندر رہتے تھے اور پھر دوسری جانب نکلتے تھے۔ یہ شوق آپ کو ایسا تھا کہ پیرانہ سالی تک برسات مین اکثر تالاب کے کنارہ تک جاتے تھے اور وہان کے گذشتہ واقعات کا تذکرہ فرماتے تھے۔

بچپن ہی سے آپ کی ریاضت ومجاہدت بھی ضرب المثل ہے۔ حضرت شاہ فضل حسین صاحب سجّادہ نشین شاہ عبدالمنعم کنز المعرفت علیہ الرحمۃ بیان فرماتے تھے کہ زمانۂ طفولیت مین حضور روزانہ بعد نماز عشا آستانۂ حضرت شاہ عبدالمنعمؒ پر آتے تھے اور تمام رات اداے نوافل یا ذکر واشغال مین مصروف رہتے تھے۔ اگر کسی کی نسبت زبان مبارک سے کچھ فرما دیتے تھے تو وہی ہوتا تھا۔ حضور انور کے آثار ولایت سے سب متاثر تھے۔ اور اسی وجہ سے دیوہ شریف کے معمر بزرگ بھی حضور کا ادب کرتے تھے۔

آپ لہو ولعب سے قطعی متنفر تھے۔ جود وسخا مہر وعطا وراثۃً آپ کو ترکہ آبائی مین ملی تھی۔ زمانۂ طفولیت مین اگر کوئی کھیل بھی تھا تو یہ تھا کہ روزمرہ بچون کو شیرینی اور غربا کو نقدی تقسیم کرتے پھرتے تھے۔ اور اپنے ہمعمر لڑکون کو عشق الٰہی کی ترغیب دیتے اور نصیحت فرماتے تھے۔ چنانچہ وہ حضرات جنکو ہمعصری کا شرف حاصل ہوا ہر خاص طور پر ممتاز ہوے ہین سید معروف شاہ صاحب مقرب خاص وخادم قدیم بارگاہ وارثی فرماتے ہین کہ دیوہ شریف مین یہ قصہ مشہور ہے کہ مسمّی لوکئی حلوائی جو بہت غریب آدمی تھا حضور کو سیتی کے برابر ایک روپیہ کا ایک تماشہ بناکر دیتا تھا اور آپ اسکو توڑ توڑ کر بچون مین تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ بعض خادم کہتے ہین کہ اکثر حضور پر نور نے فرمایا ہے کہ ہماری دادی کے پاس اشرفیان بہت تھین ہم اُن مین سے چھپا کر ایک اشرفی نکال لاتے تھے اور لوکئی حلوائی کو دیکر ایک ایک بنواتے تھے اور بچون کو تقسیم کرتے تھے۔

بظاہر تو اس قصہ کی وقعت اسی قدر معلوم ہوتی ہے کہ ایک بھولے امیرزادہ کا واقعہ ہے مگر غور سے دیکھا جائے تو بھی معمولی قصہ کسقدر غیر معمولی خوبیون سے بھرا ہوا ہے۔ مثلاً حضور کا اوس صغرسنی مین یہ ایثار تھا کہ ایک غریب حلوائی کی اس خوشنما پردہ مین پرورش فرماتے تھے۔ اس سے معصوم بچون پر بزرگانہ شفقت اور اون کی دلجوئی بھی ثابت ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ بے غرض سلوک فرمانے کی عادت آپ کو بچپن ہی سے تھی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اوس کمسنی مین بھی آپ کو مال دنیا سے قطعی متنفر تھا اور اپنی ملک مین رکھنا گوارا نہ فرماتے تھے کیونکہ دادی صاحبہ کی حفاظت مین جو اشرفیان تھین وہ خاص متروکہ مادری سے ملک تمام حضور پر نور کی تھین اسلیئے آپ نے اوسکو یون تقسیم فرمادیا۔ اس سے یہ بھی نمایان ہے کہ ابتدا ہی سے مزاج عالی نہایت مستغنی اور بے پروا تھا۔ اس سے آپکی شان سیادت اور اخرجون مرتضوی کی بھی بیّن شہادت ملتی ہے کہ مہر وعطا کے سوا اور کچھ نہ آتا تھا کیون نہ آپ سخی ابن سخی تھے۔

بزرگان متقدمین کا بیان ہے کہ اکثر آپ سونے چاندی کے ہموزن شیرینی خرید فرماتے اور تقسیم کرتے اور معصومانہ انداز سے نہایت پیارے لب ولہجہ مین ارشاد فرماتے تھے کہ "شرط انصاف یہی ہے کہ سونے چاندی کے ہموزن شیرینی خریدی جائے" اکثر حالت وجد مین یہ بھی ارشاد فرماتے تھے کہ وہ مال وزر فقیر کو نہین چاہیئے"

ملاؔ اس واقعہ کو شیخ حسین علی صاحب نواب وارثی زمیندار سادہ مئو نے بھی حضور کی زبان مبارک سے سُنا ہے"

چنانچہ آپکی دادی صاحبہ کا انتقال ہوا تو چالیس روز کے اندر آپ نے کل مال واسباب خیرات کر دیا۔

ایام طفولیت مین یہ بات بھی حضور انور کی خصوصیات مین مشہور ہے کہ جب لوگون مین کسی بات پر نزاع ہوتی تھی تو آپ درمیان مین پڑکے فساد رفع کرا دیتے تھے اور خونریزی وفتنہ فرو ہو جاتا تھا سب حضور انور کا حکم بسر وچشم مانتے تھے۔

اپنی دادی صاحبہ کے انتقال کے بعد آپ اپنی ہمشیرۂ مکرمہ یعنی زوجۂ حضرت قبلۂ عالم سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی آغوش حمایت مین پرورش پانے لگے۔ وہ زمانہ حضرت قبلۂ وکعبہ سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے قیام لکھنؤ کا تھا۔ اور یہی باعث حضور کے قیام لکھنؤ کا ہوا۔

حضرت کے بارہ مین بعض اولیاء اللہ کی پیشین گوئیان

حضور انور کے زمانۂ قیام لکھنؤ مین ایک بزرگ وہان مقیم تھے جن کا نام نامی **حضرت اکبر شاہ صاحب** رحمتہ اللہ علیہ تھا اون کی طرف خلق کی بہت رجوعات تھی اور اکثر بزرگ اون کو قطب الوقت خیال کرتے تھے حضرت سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب قبلہ بھی اون کو کاملین وقت سے سمجھتے تھے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب اپنے ہمراہ حضور انور کو لیکر حضرت اکبر شاہ صاحبؒ کی ملاقات کو تشریف لیگئے۔ حضور انور کو دیکھتے ہی شاہ صاحب ممدوح نے اپنی گود مین لے لیا۔ اور پیشین گوئی کے طریقہ پر فرمایا کہ یہ صاحبزادے اپنے وقت مین عدیم المثال ہون گے۔ اس واقعہ کو مولوی خدا بخش صاحب شایق دریاآبادی نے کتاب تحفتہ الاصفیا مین بھی لکھا ہے جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

" روزے حضرت موصوف باجناب سید وارث علی شاہ صاحب بحضور مقتدائے زاہد و پیشوائے عابد حقیقت آگاہ جناب اکبر شاہ کہ از دیار مغرب بہ شہر لکھنؤ تشریف آوردہ برونق بخش مسجد بساطیان واقع چوک گردیدہ شہرۂ وصفات بزرگیش بہ اطراف رسیدہ بود واکثرے از راہ دور نزدش می آمدند ومشرف بہ زیارتش می شدند۔ می گویند کہ آن ملک سیرت دران مدت قطب الوقت بود کہ روز ہا بہ ریاضت وشب ہا بعبادت بسر می نمود بہ معتقد آن مقبول کونین از ین قران السعدین نہایت خورسند گردیدہ آن مہر وماہ عظمت وجاہ را بہ آنیک بہ آغوش کشید۔ الغرض آن قطب زمان ہرگاہ از سورۂ صورت جناب سید وارث علی شاہ صاحب معانی ولایت برخواند بے محابا انوار اسرار را بہ آستین نطق برافشاندند۔ یعنی از حاجی خادم علی شاہ صاحب بفرمود کہ شل این طفل جوان بخت تا ہزار سال دیگرے برین ملک نزول نخواہد نمود این کس ملائکیست بہ شکل انسان وسراپا نور یست بہ کالبد خاکی پنہان۔ بہ چار دانگ عالم شہرۂ خواہد گردید واز کجا تا بہ کجا خواہد رسید وخلقے از جن وانس اطاعتش خواہد گزید۔ دلش بحریست از اسرار الہی ازو یک قطرہ از مہ تا بماہی ہر قدر توانید در تربیتش ہمت برگمارید حضرت خادم علی شاہ صاحب از علوی مرتبت آنعالی منزلت بخوبی آگاہی می داشتند وجناب ممدوح را از اجلۂ روزگار می دانستند لا سیما ارشاد آن کرامت بنیاد از یکے صد گونہ جہد می فرمودند وہر روز در تربیتش بیش از بیش می نمودند " (تحفتہ الاصفیا صفحہ ۳۱ و ۳۲)

جناب رحیم شاہ صاحب خادم خاص بارگاہ وارثی مؤلف کتاب ہذا سے فرماتے تھے کہ مولانا شاہ عبد الرحمن صاحب موحد وصوفی لکھنوی علیہ الرحمتہ کے خاص حاضرین سے مین نے سنا ہے کہ آپ اکثر فرماتے تھے کہ اسوقت دیوہ مین ایک صاحبزادہ ہین جن کی طرف تمام مخلوق رجوع ہوگی اور وہ اپنے وقت کے آفتاب ہون گے مشرق سے مغرب تک اون کے فیض وتصرف کا ڈنکا بجیگا۔

علیٰ ہذا الحکیم سید عبدالاؤ شاہ صاحب تحیر وارثی جو بڑے پایہ کے بزرگ گذرے ہین اورجنکا مزار پرانوار شکوہ آباد مین زیارت گاہ خلق ہے۔ عین الیقین مین حضرت سراج العارفین سید السادات مولانا شاہ عبدالرزاق صاحب بانسوی قدس سرہٗ العزیز کا یہ مشہور ارشاد لکھتے ہین کہ "میری پانچوین پشت مین ایک آفتاب ظاہر ہوگا جسکی روشنی مین اب دیکھتا ہون"

چنانچہ وہی ہوا کہ پانچوین پشت مین ہمارے شہنشاہ کا ظہور ہوا جو حقیقت آفتاب ہدایت اور اس پیشین گوئی کے مصداق حقیقی تھے۔

اسی طرح حضرت شیخ الشیوخ مولانا شاہ نجات اللہ صاحب علیہ الرحمتہ جو حضرت سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پیر تھے دیوہ شریف کی طرف سینہ کو کھولکر فرماتے تھے کہ اوس آفتاب کی روشنی سے مین سینہ کو بھرتا ہون جو اب برآمد ہوا چاہتا ہے۔

الغرض اکثر مقدس اور ابرار بزرگون نے حضور انور کے ظہور اجلال اور عظمت وکمال کے متعلق پیشین گوئیان فرمائین ہین۔ جو اپنے وقت پر صادق ہوئین کہ سرزمین دیوہ شریف سے وہ آفتاب ہدایت نمودار ہوا جس کی روشنی سے ہر طبقہ اور ہر مذہب وملت کے افراد نے فیض حاصل کیا۔ اور جسکے قدوم میمنت لزوم سے خاک دیوہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اہل عشق ومحبت اوسپر جبہ سائی کرتے ہین سے

بزمینے کہ نشان کف پائے تو بود ✤ سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ مردان خاص کی عظمت وعزت کا اظہار اسی طرح ہوتا آیا ہے کہ اہل بصیرت اون کی شان وجلالت کو ظاہر کرتے ہین۔ اور ابتدائے عمر سے اون کی بزرگی کا شہرہ ہوجاتا ہے۔ چنانچہ حضور پرنور کی ابتدائی حالتین ایسی تھین جنکو دیکھکر بزرگان عصر نے تسلیم کیا کہ آپ ولی مادر زاد تھے اور ازل سے منزل عشق کی رہنمائی آپکا ورثہ خاص تھا۔ جسکی ہر انداز سے خبر ملتی ہے اور آپ کی ہر یک حالت زبان حال سے کہہ رہی ہے سے

ہر نفس آواز عشق میرسد از چپ وراست ✤ ما بفلک میرویم عزم تماشا کراست
ما بفلک بودہ ایم یار ملک بودہ ایم ✤ باز ہمان جا رویم بازکہ آن شہر ماست
ما ز فلک برتریم وز ملک افزون تریم ✤ زین دوچرا نگذریم منزل ما کبریاست

بیعت وخلافت

حضور انور کے علو مرتبت کے متعلق بزرگان دین کی پیشین گوئیان اور اقوال بالعموم مشہور ومعروف ہین۔ جنکا ظہور روز پیدائش سے تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ابتدا سے حضرت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ آپکی بیحد قدر ومنزلت فرماتے تھے۔

باوجودیکہ حضرت سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب قبلہ کے حضور پرنور بچھوٹے نسبتی بھائی تھے۔ مگر وہ آپ کی عظمت وبزرگی کرتے تھے اور ہمہ تن ایام خورد سالی مین آپ کی تعلیم وتربیت مین مصروف رہتے تھے حتی کہ جب عمر شریف گیارہ سال کی ہوئی توحسب دستور بیعت فرماکر ظاہری طور پر خلعت خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔ اور اذکار واشغال کی تعلیم فرمانے لگے۔

اگرچہ اس عطائے خلافت پر اکثر مریدین ومعتقدین کو کسی قدر اختلاف تھا کہ اتنی کم عمری مین یہ خلافت مناسب نہین ہے۔ لیکن حضرت قبلۂ عالم سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب آپ کے مدارج ومراتب سے کماحقہ آگاہ تھے۔ اور جانتے تھے کہ آپ مرید نہین ہین مراد ہین۔ اسلیے اونھون نے کسی بات کی پروا نہین کی اور وہی کیا جو مشیت ایزدی کا منشا تھا اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ (بیشک زمین کے وارث ہوتے ہین میرے نیک بندے) سے

اے کہ ہستی مظہر عین الیقین ✤ ایکہ ہستی وارث صدق ویقین
این شناسم از طفیل لطف تو ✤ ورنہ ہستم مشتی از خاک زمین

آپ کی دستاربندی

حضور پرنور کو حضرت سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب قبلہ کی تعلیم و تربیت مین تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ حضرت سیدی حاجی خادم علی شاہ صاحب قبلہ کا مزاج عالی ناساز ہوگیا اور پیرانہ سالی کے سبب سے علالت مین ترقی ہوتی گئی۔ جو بڑھتے بڑھتے مرض الموت بنگئی۔ آخرالامر ایک روز حضرت قبلۂ عالم نے اپنے مریدین حاضرین اور خدام کو طلب فرمایا۔ اور ہر ایک کی تسلی و تشفی فرمائی اسکے بعد کلمۂ شہادت بآواز بلند پڑھا اور کلمہ پڑھتے پڑھتے آپ کی روح لطیف جسد عنصری سے پرواز کرگئی۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تاریخ وفات شریف مین اختلاف ہے بعض روایات کی بنا پر ۱۳ صفر المظفر اور بعض کی بنا پر ۱۴ صفر المظفر ہے آپ کی تجہیز و تکفین نہایت تزک و احتشام سے ہوئی۔ علمائے کرام فرنگی محل اور تمام باشندگان شہر ہمراہ تھے گولہ گنج مین متصل مشن ہائی اسکول مزار پاک بنایا گیا جو اسوقت تک مرجع خلائق ہے۔

تیسرے دن رسم فاتحہ خوانی ادا ہوئی تمام شہر کے علماء فقرا عمائد و روسا مریدین و معتقدین کا مجمع کثیر تھا فاتحہ خوانی کے بعد جانشینی کا مسئلہ پیش ہوا۔ مولوی ثناجان صاحب حضرت سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب قبلہ کے مریدین خاص مین تھے۔ اور حضرت کے لنگرخانہ کے مہتمم بھی تھے وہ اُٹھے اور ایک خوبصورت کشتی مین ایک دستار رکھکر حضار کے جلسہ کے روبرو پیش کی اور کہا کہ جس کسی کو اہل سمجھا جائے اوسکو اس خلعت سے سرفراز کیا جائے۔

حاجی غلام حسین صاحب جو حضرت سیّدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب قبلہ کی بارگاہ عالی مین بدرجۂ غایت مقبولیت رکھتے تھے۔ اور شہر مین بھی بہت قدر و منزلت کی نگاہون سے دیکھے جاتے تھے۔ وہ اپنے آپ کو اس خلعت کا مستحق سمجھتے تھے۔ اور بعض اصحاب سے اونھون نے اپنا خیال بھی ظاہر کیا تھا۔ اسی سبب سے یہ بات معرض بحث مین تھی کہ کسکو جانشین کیا جائے۔ دوران گفتگو مین سید سعادت علی صاحب ابن سید محمود محقق بن حضرت غوث گوالیاری اوٹھے اور ہمارے شہنشاہ عالی جاہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر فرمایا کہ میرے نزدیک ان سے بڑھکر کوئی موزون نہین ہوسکتا۔

چھانٹا وہ دل کہ جسکی ازل مین نمود تھی	پسلی پھڑک اوٹھی نگہ انتخاب کی

اس انتخاب کی حضرت عارف باللہ مولٰنا محمد اکبر شاہ صاحب اور مولٰنا امید علی صاحب نے یک زبان ہوکر تائید فرمائی اور سب حاضرین جلسہ نے تسلیم کیا اور وہ مقدس خلعت حضور انور کے زیب جسم کیا گیا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

لکھیہ کیا خدا پہ جو ہر ایک کام کا	زینت بنا ہے مسند وارالسّلام کا

طالبان حق کی بیعت

حضور انور کی خلافت و سجادہ نشینی زمانہ طفولیت مین ہوئی۔ جسکا سبب صاف ظاہر ہے کہ آپ کے علو مرتبت سے زمانہ واقف تھا۔ اسلئے تمام جلسہ مین اونھین حضرات کی رائے عظمت و وقعت کی نگاہون سے دیکھی گئی جنکی نظر انتخاب حضور پرنور پر پڑی تھی۔ اوسی صغرسنی کے زمانہ مین آپکے دست حق پرست پر بکثرت مخلوق الٰہی نے بیعت کی۔

چنانچہ مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی پیتھے پوری لکھتے ہین کہ میرے خاندان مین بوجہ قرابت و تعلقات خاندانی خانقاہ رزاقیہ مین سب بیعت ہوتے تھے۔ مگر حضرت سید السادات شاہ عبدالرزاق صاحب بانسوی رضی اللہ عنہ کی اوس پیشین گوئی کے بموجب جو حضور انور کی نسبت مشہور ہے کہ میری پانچوین پشت مین ایک آفتاب ظاہر ہوگا۔ میرے جد بزرگوار مولوی وزیر علی صاحب مرحوم مغفور اوسی سال حضور انور کی شرف بیعت سے مستفید ہوئے جس سال آپکو خلافت ملی تھی۔

جناب مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی کے والد ماجد جناب مرزا محمد بیگ مرحوم لکھنوی جب شرف بیعت سے مشرف ہوئے ہین تو حضور انور کی عمر شریف چودہ سال کی تھی۔

مولوی فرزند علی صاحب وارثی متوطن قصبہ چوراسی ضلع لکھنؤ کا بیان ہے کہ میرے دادا شیخ اسد علی صاحب نے بھی حضور سے چودہ سال کی عمر مین بیعت کی تھی۔

اسی طرح چودہری خدا بخش صاحب وارثی ذ متوطن آگرہ مقیم اٹاوہ) جو ایک معمر بزرگ ہین فرماتے ہین کہ میرے جد بزرگوار نے بھی جب بیعت کی ہے تو حضور کا سن مبارک چودہ سال سے متجاوز نہین تھا۔

چودہری خدا بخش صاحب وارثی کو یہ فخر حاصل ہے کہ اون کی پانچ پشتین حضور کی حلقہ بگوش ہین۔ انکے جد بزرگوار والد ماجد۔ وہ خود۔ اونکے لڑکے اور پوتے سب حضور کی غلامی کا شرف رکھتے ہین۔ ممکن ہے کہ ایسا شرف ہندوستان مین اور بزرگون کو بھی حاصل ہوا ہو۔

حافظ گلاب شاہ صاحب وارثی اکبر آبادی رحمتہ اللہ علیہ جو ایک نہایت صاحب تاثیر اور ممتاز درویش گذرے ہین جن کی بزرگی کا زمانہ قایل ہے۔ یہ بھی حضور انور کے لڑکپن کے مرید تھے۔ حافظ گلاب شاہ صاحب کی بیعت کا واقعہ بھی ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ طفولیت ہی سے حضور انور کی روحانیت کسقدر ترقی پر تھی۔ چنانچہ حافظ صاحب رح کے فرزند و جانشین مولوی عبدالقادر شاہ صاحب وارثی اکبر آبادی تحریر فرماتے ہین کہ میرے والد بزرگوار نے خود اپنی بیعت کا واقعہ بیان فرمایا تھا جو حسب ذیل ہے۔

"مین مکتب مین پڑہتا تھا اور میرے ایک عزیز دوست بھی میرے ہمراہ تعلیم پاتے تھے میرے دوست ایک بزرگ سے بیعت ہوگئے اور مجھسے بھی مصر ہوئے کہ بیعت ہو جاؤ۔ مین اپنے دل مین خیال کرتا تھا کہ مرید ہونا چاہیئے یا نہین۔ اوسی شب کو مین نے ایک خواب دیکھا کہ ایک سفید ریش بزرگ فرماتے ہین میان صاحبزادے اگر تم بیعت ہونا چاہتے ہو تو پورب سے ایک بزرگ آتے ہین اون سے ہو جانا۔ یہ خواب دیکھتے ہی میری ایسی حالت ہوگئی کہ کچھ بیان نہین کرسکتا۔ تین سال اسی بیقراری و انتظار مین گذرے جس دن زیادہ بیقراری ہوتی تھی تو اوسی بزرگ صورت کو خواب مین دیکھتا تھا جس سے دل کو قرار آجاتا تھا۔ تین سال کے بعد مین نے ایک خواب دیکھا کہ وہی بزرگ پھر تشریف لائے اور فرماتے ہین کہ وہ بزرگ پورب سے تمہارے شہر مین آگئے ہین ایک سرائے مین مقیم ہین جاکر ڈھونڈ لو۔ یہ خواب دیکھتے ہی میری آنکھ کھل گئی مین نے وضو کیا اور مکان سے باہر نکلا تو معلوم ہوا کہ رات کے دو بجے ہین مین ایکطرف کو جدہر دل نے گواہی دی چل دیا۔ پہرہ دارون نے روکنا چاہا مگر اوسوقت شوق و اضطراب مین دل پہلو سے نکلا جاتا تھا۔ مین نے کسی کی ایک نہ سُنی اور اسی حالت مین چلا گیا آگرہ مین ایک محلہ ہینگ کی منڈی کے نام سے موسوم ہے یہان ایک سرائے ہے مین خود بخود دل کی رہبری سے اس سرائے کے دروازہ پر پہونچا اور اوسکے دربان سے دریافت کیا کہ کوئی بزرگ پورب سے یہان آکر مقیم ہوئے ہین۔ اوس نے نام پوچھا مجھے نام کیا معلوم تھا اسلیئے خاموش ہوگیا۔ اوسنے سرائے کا دروازہ کھول دیا مین اندر گیا اور اپنی بیتابانہ حالت سے کمرون کو جھانک جھانک کے دیکھنا شروع کیا۔ مگر وہان بالکل اندہیرا تھا ایک کمرہ کے اندر سے آواز آئی کہ حافظ گلاب تم آگئے مین اس آواز کو سُنتے ہی اور بیقرار ہوگیا اور دوڑ کے قدمون پر گر پڑا اوسوقت حضور متبسم تھے۔ مین نے اپنے مکان پر تشریف لیچلنے کے لیے عرض کیا حضور نے بخندہ پیشانی منظور فرمایا اوسوقت حضور انور کا سن شریف ۱۳ سال اور چار ماہ کا تھا اور میری عمر ۱۹ سال کی تھی۔ یہ قصہ

حضور کی زیارت اور میری بیعت کا ہے "

اس واقعہ سے کہ پہلا خواب بشارت بیعت سے متعلق جب حافظ گلاب شاہ صاحب نے دیکھا ہے تو حضور انور کی عمر شریف دس سال چار ماہ کی تھی اور بہ اسباب ظاہر آپ خلعتِ خلافت سے ممتاز نہین ہوئے تھے۔ کیونکہ ۱۱ سال کی عمر مین آپ کی خلافت متحقق ہے مگر اس واقعہ سے حضور انور کی مقدس روحانیت اور ازلی شرف واقتدار کی بیّن طور پر جھلک نظر آتی ہے۔ کہ آپ ابتدا ہی مین کامل ہو گئے تھے۔ اوسی زمانہ مین طالبانِ حق کو منزلِ مقصود کا راستہ دکھایا۔ اور بیشمار مخلوق آپ کی روحانیت وبیعت سے مستفید ہوتی۔

حافظ گلاب شاہ صاحب رح بیان فرماتے تھے کہ جسقدر مقدس وبزرگ صورت کی مین خواب مین زیارت کرتا تھا وہی شکل نورانی عالمِ ضعیفی مین مین نے حضور پر نور کی مشاہدہ کی ہے۔

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ حافظ گلاب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے تھے کہ وہ زمانہ حضور انور کا لڑکپن کا تھا۔ مین نے دیکھا ہے کہ اوس زمانہ مین آپ کو پتنگ اوڑانے سے شوق تھا۔ آپ میرے مکان کے بالاخانہ پر قیام فرماتے تھے۔

یہ نئی ترکیب تھی کہ رات کو پتنگ اوڑایا کرتے تھے۔ شب کے وقت حضور پر نور اکثر پتنگ اور ڈور طلب فرماتے جب خدمت عالی مین حاضر کی جاتی تو آپ اندازاً نصف سیر ڈور کھول دیتے تھے۔ پتنگ کی اوڑان نہایت تیز ہوتی تھی۔

آپ مجھ سے اور دیگر حاضرین سے ارشاد فرماتے کہ دیکھو وہ پتنگ اوڑ رہی ہے۔ ہملوگون کو بالکل نظر نہین آتی تھی اسلئے عرض کرتے تھے کہ حضور ہمکو تو دکھائی نہین دیتی۔

اکثر ڈور بھی ہم لوگون نے ہاتھ مین لی ہے تو یہ دیکھکر حیرت ہوگئی وہ اسقدر زور مین ہوتی تھی کہ بمشکل رکسکتی تھی۔ سنبھلنا مشکل ہوتا تھا بالآخر اینٹ یا پتھر سے اوس ڈور کو دبا دیتے تھے وہ آپ سے آپ اوڑا کرتی تھی۔ اور آپ اوسکو دیکھتے رہتے تھے۔ یہ تو حضور انور کا بتقاضائے سن ایک کھیل تھا۔ اوس زمانہ مین بھی حضور سے جو صدہا تصرفات ظاہر ہوتے تھے اون سے دیکھنے والون کو حیرت ہوتی تھی۔

منشی عبد الغنی خان صاحب وارثی رئیس پورہ عبد الغنی خان سابق نائب ریاست ہونا ضلع سلطان پور تحریر فرماتے ہین کہ میری عمر سولہ سال کی ہوگی جب مین تعلیم پاتا تھا اوس وقت مین نے ایک شخص کی زبانی سُنا کہ دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی مین ایک صاحبزادہ ہین جنکے والدین کی وفات ہوچکی ہے گھر مین خدا کا دیا مال و دولت سب کچھ ہے مگر وہ فقیر ہوگئے ہین اور شوق بیت اللہ ہے ۱۲-۱۳ برس کی عمر ہے مین نے نام پوچھا تو حضور انور کا اسم گرامی بتایا۔ اوسی وقت سے کچھ دل کی عجیب حالت ہوگئی جس طرح کسی صدمۂ عظیم سے سکوت طاری ہوجاتا ہے۔ اکثر میری آنکھین اشکبار ہوجاتی تھین اور دل ہی دل مین حضور انور کا خیال کرتا تھا۔ جسکا اندازہ کچھ وہی قلوب کر سکتے ہین جو درد ومحبت سے آشنا ہین۔

منشی عبد الغنی خان صاحب وارثی حضور انور سے عنفوانِ شباب مین بیعت ہوئے ہین۔ جناب موصوف کا بیان ہے کہ آغاز شباب مین حضور انور کا ایک مشغلہ یہ بھی تھا کہ چھری اور کٹار طلب فرماتے اور انگشتِ مبارک سے اوسکی دھار کو ملاحظہ فرماتے تھے اور اوس کے لوہے کی تعریف کرتے تھے کہ یہ اس قسم کا لوہا ہے۔

غرضکہ حضور انور کے ایام طفولیت کے واقعات وحالات بھی حیرت انگیز ہین۔ جن سے ایک عالم متاثر تھا۔ اور اسی زمانہ مین مخلوق الٰہی حضور کی بیعت سے بکمالِ شوق ومسرت فیضیات ہورہی تھی۔ حضور انور کو شوق بیت اللہ

بدرجہ غایت تھا۔ حتیٰ کہ عالمِ طفولیت ہی مین آپ نے عزمِ سفر فرمایا۔

مختصر حالاتِ سفر

آپ کی عمر شریف تقریباً پندرہ سال کی ہوگی جب آپ نے حج بیت اللہ کا ارادہ فرمایا بزرگان متقدمین کا بیان ہے کہ زمانہ طفولیت ہی مین آپ کا یہ حال تھا کہ جب کوئی آپ کے روبرو مدینہ منورہ کا ذکر کرتا تھا تو آپ بہ حالتِ ذوق وشوق بیقرار ہو جایا کرتے تھے۔ جب آپ عازم سفر ہوئے تو مریدین و معتقدین کو آپ کی مفارقت بہت شاق گذری اور طول مسافت کے خیال نے سب کو بیچین کر دیا اسلیئے اپنے خیالات کے بموجب سفر کی زحمتین جتائین مگر آپ تو بطنِ مادر سے عاشق الٰہی پیدا ہوے تھے اور منزل عشق کی جادہ پیمائی آپ کے حصّہ مین آچکی تھی۔ یہ کیونکر ممکن تھا کہ دیار محبوب مین جانے کے لیے صحرانوردی یا آبلہ پائی کا خیال مانع ہوتا۔ عاشقان جانباز کے پاکیزہ جذبات خود خضر راہ ہوتے ہین نہ اونکو خار مغیلان کا خوف ہوتا ہے نہ صعوبتِ سفر کا خیال ؎

عشق تو مرا اسیر و حیران کردہ ست	در کوے خرابات پریشان کردہ ست

آپ کے ذوق وشوق کا عالم دیکھکر سمجھانے والے خاموش ہو رہے۔

اوّل آپ حضرت قبلۂ عالم سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر تشریف لے گئے اور وہان فاتحہ پڑھی اُسکے بعد مشتاقون کی جماعت کثیر سے رخصت ہوئے اور سب نے حسرت ویاس سے بچشم پُرنم حضور کو خدا حافظ کہا۔

راستہ مین آپ جابجا قیام فرماتے ہوئے اجمیر شریف پہونچے۔ یہ زمانہ حضرت خواجۂ غریب نواز رضؓ کے عُرس شریف کا تھا۔ آپ نے مزار پرانوار پر پہونچکر بحالت ذوق وشوق طواف کیا۔ اسکے بعد محفل سماع مین شریک ہوئے سماع مین آپ پر بیخودی طاری ہوگئی اور آپ کی کیفیت سے تمام محفل مین ایک خاص حالت پیدا ہوگئی سب لوگون پر رقت طاری تھی۔ جب آپ کو اپنی حالت سے افاقہ ہوا تو حاضرین نے دست بوسی و قدمبوسی کے لئے حضور کو گھیر لیا۔ اجمیر شریف مین ہر شخص کی زبان پر حضور کا تذکرہ تھا آپکے یمین ویسار مشتاقون کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ بیشمار افراد آپکے دست حق پرست پر مستفید بیعت ہوئے چنانچہ اب بھی خادمون اور صاحبزادونمین حضور کے جان نثار مریدین موجود ہین۔

اوس زمانہ مین ایک بی بی حضور کی بیعت سے مستفید ہوئی تھین جنکا نام مساۃ تبن تھا یہ عبداللہ سنگتراش کی دختر اور نہایت دولت مند و تونگر تھین مگر طلب حق مین زر و مال کی کچھ پروا نہین تھی۔ آپ نے اون کیلئے حضرت خواجۂ غریب نواز کے روضۂ منورہ کے قریب جگہ تجویز فرمادی تھی۔ مشہور ہے کہ اس خدا پرست بی بی کو تمام لوگ صاحب ولایت وکرامت اعتقاد کرتے تھے اور ان کی دعاؤن سے فیضیاب ہوتے تھے۔

اجمیر شریف سے آپ ناگور پہونچے مولوی حسین بخش صاحب ناگور کے ایک مقتدر رئیس اور پیرزادے تھے آپ سے نہایت حُسنِ عقیدت سے پیش آئے حضور ناگور مین اونھین کے مکان پر رونق افروز ہوئے مولوی حسین بخش صاحب حضور کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ آپ نے اون پر خاص نظر عنایت فرمائی اور بیعت لینے کی اجازت بھی عطا فرمادی۔ یہان سے آپ شہر سیران پٹن اور احمد آباد بھگر وغیرہ مقامات سے ہوتے ہوئے بمبئی پہونچے۔ بمبئی مین آپ نے دو ہفتہ قیام فرمایا اور بزرگان دین کے مزارات کی زیارت کی۔ وہان کے نامور تاجر سیٹھ یعقوب خان ویوسف ذکریا صاحبان نے ایک جماعت کثیر کے ساتھ آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ یہان سے حضور انور جہاز مین سوار ہوئے اور جہاز مین سب سے نیچے کے درجہ مین اقامت فرمائی۔ اوس زمانہ مین آپ تیسرے دن غذا تناول فرماتے تھے۔

آپ بالکل متوکل رہے اسلئے حسب دستور حضور کے ساتھ کچھ کھانے پینے کا سامان نہ تھا۔ چنانچہ کئی دن گذر گئے اور آپ نے کچھ نہ کھایا اور جب اسی حالت مین آپ کو سات روز ہو گئے تو یکایک خود بخود جہاز چلنے سے رُک گیا۔ اس جہاز مین ایک دیندار تاجر محمد ضیاء الدین صاحب نامی بھی سوار تھے اونکو خواب مین حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور یہ ارشاد ہوا کہ تو خود کھاتا ہے اور ہمسایہ کی خبر نہین لیتا۔

تاجر موصوف اس ارشاد کو سنتے ہی چونک پڑے اور اس خیال مین محو ہو گئے کہ اس جہاز مین ضرور کوئی ولی اللہ ہے چونکہ تاجر موصوف ایک فیاض و سخی شخص تھے اسلئے اونکو یہ خیال ہوا کہ تلاش کرنے مین ممکن ہے کہ گوہر مقصود حاصل ہو سب جہاز والون کی دعوت کردی۔ اور انواع واقسام کے کھانے تیار کرائے اور سب لوگون کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد وہ خود جہاز کے ہر درجہ مین تلاش کرتے پھرے۔

• جب نیچے کے درجہ مین پہونچے تو دیکھا کہ آپ ایک گوشہ مین بیٹھے ہوئے ہین وہ دوڑ کے قدمبوس ہوئے اور وہین کھانا حاضر کیا آپ نے دو چار لقمے تناول فرمائے۔ جب تاجر موصوف اپنے مقام پر پہونچے تو جہاز چلنے لگا اوسی روز سے تاجر موصوف حضور کے بہت معتقد ہو گئے۔ جب کھانا تیار ہوتا تھا تو پہلے آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کرتے تھے۔ حضور انور تیسرے دن حسب معمول قدر قلیل تناول فرماتے تھے۔ آپ کی سیر و سیاحت کے واقعات کلی طور پر معلوم نہین ہو سکے۔ صاحب عین الیقین اور تحفۃ الاصفیا وغیرہ نے کچھ تحقیق و تصدیق کی ہے مگر وہ بالکل ناتمام ہین دو تین مرتبہ سے زیادہ کے واقعات اون کو بھی دستیاب نہ ہو سکے۔ عرصۂ دراز کے حالات سفر کے لیئے چند اوراق کیا کفایت کر سکتے ہین۔ حضور انور کی عمر شریف کا زیادہ حصہ سیر و سیاحت ہی مین صرف ہوا ہے۔ اور آپ کے تذکرہ نویسون نے جو کچھ کتاب مین آپکے حالات مین لکھی ہین وہ یا تو خود اون کے چشمدید حالات پر مبنی ہین یا بزرگان متقدمین کی روایات صادقہ کی بنا پر تحریر ہوئی ہین۔ خود حضور کی یہ عادت نہین تھی کہ اپنے سفر کا کوئی مفصل واقعہ یا دیگر حالات بالتفصیل مشتاقون کے سامنے بیان فرماتے ہون۔ کبھی کوئی واقعہ سفر وغیرہ سے متعلق بیان بھی فرمایا تو وہ نہایت مختصر الفاظ مین۔ مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی بیٹھے پوری خلف الرشید حضرت شاہ مقصود علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنکے بزرگون کو دربار وارثی مین شرف قدامت حاصل ہے اپنے والد بزرگوار کی کتاب یادداشت سے تحریر فرماتے ہین کہ آپ کے ثقات مریدین اور دیگر بزرگون سے مسموع ہوا ہے کہ آپ نے سترہ حج ادا فرمائے ہین بارہ سال تک یک لخت سیاحت ممالک عرب وعجم حجاز وعراق وروم وشام مین مصروف رہے اور انھین ممالک کی سیاحت فرماتے رہے اور دس مرتبہ حج مین شریک ہوئے۔ اور وہانکی واپسی کے بعد سات مرتبہ ہندوستان سے تشریف لیگئے۔ ان مین تین حج خشکی کے راستہ سے براہ کابل سفر کر کے ادا فرمائے ہین۔ دو مرتبہ دخانی جہاز کی سواری سے اور دو مرتبہ بادبانی جہاز کی سواری سے۔ یہ سفر حضور انور کے مختلف مقامات سے ہوئے ہین کبھی اجمیر شریف سے کبھی دہلی سے کبھی ملتان سے ایک حج مین دیوہ شریف سے تشریف لیگئے ہین۔

آپ نے اپنی سیاحت مین کل مقامات مقدسہ کی زیارت کی ہے اور بیشمار مخلوق الٰہی آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوئی ہے۔ اسی سیاحت کے زمانہ مین سلطان عبدالحمید خان مرحوم آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے ہین۔ ان کی بیعت کا واقعہ یہ ہے کہ حضور پرنور جب قسطنطنیہ تشریف لیگئے تو عبداللہ حاجب کے مکان پر فروکش ہوئے ایکدن اوس نے عرض کیا کہ باغ سلطانی کی اگر حضور سیر فرمائین تو نہایت شاد ہون۔ چنانچہ اوسکی درخواست پر حضور انور سیر کیلئے تشریف لیگئے۔ حسن اتفاق سے اوسی وقت سلطان المعظم بھی تشریف لائے اور آپ کے جمال عدیم المثال کی زیارت سے

مستفیض ہوے۔ اور اپنے محل مین نہایت اصرار کے ساتھ ایک ہفتہ تک مہمان رکھا۔ امیر المومنین خود بھی مستفید بیعت ہوئے اور بیشمار ترکون نے حضور کے دستِ مبارک پر شرف بیعت حاصل کیا۔ اِس واقعہ کو اکثر لوگون نے حضور پر نور سے بھی دریافت کیا ہے چنانچہ مولوی حسین علی صاحب نواب وارثی تحریر فرماتے ہین کہ مین نے خود حضور کی زبان مبارک سے سنا ہے جس سے معلوم ہوا کہ سلطان المعظم کو خواب مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی اور آپ کی مبارک صورت دکھائی گئی تھی اسی وجہ سے اونھون نے باغ مین دیکھتے ہی حضور کو پہچان لیا۔ حضور نے خود بر سبیل تذکرہ فرمایا تھا کہ محل سلطانی سے ہم نے ایک ڈوری لٹکادی تھی اوسی کو ایک ساتھ بہت سے ترک پکڑ لیتے تھے اور بیعت ہوجاتے تھے تین چار روز تک یہی سلسلہ رہا آپ اون تبرکات کی بھی بہت تعریف فرماتے تھے جو سلطان المعظم نے آپکو دکھائے تھے۔ آپ نے روس وجرمن و فرانس کی بھی سیاحت فرمائی ہے۔ سنگلدیپ بھی تشریف لیگئے ہین غرضکہ اس زمانہ مین آپ نے جسقدر سیاحی کی ہے اور جسقدر دور دراز ممالک کا سفر فرمایا ہے کسی بزرگ کی اسقدر سیاحت سننے مین نہین آئی مگر اولیا، کرام کی سیاحت بفحوائے قل سیروا فی الارض عبرت کے لیئے ہوتی ہے اون کو ظاہری باتون سے کوئی سروکار نہین ہوتا۔ آپ نے تفصیل سے کبھی کہین کے حالات بیان نہین فرمائے بزرگان متقدمین کو جو کچھ واقعات وحالات معلوم ہوئے ہین وہ ایسے لوگون کی زبانی معلوم ہوئے جو ہندوستان سے زیارت وغیرہ کے لئے گئے اور اتفاق سے حضور پر نور کی زیارت بھی ہوگئی یا اون اصحاب سے معلوم ہوئے جو مقامات مقدسہ مین حضرت اقدس کی بیعت سے مشرف ہوئے ہین۔ عرب مین اکثر خاندان حضور کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے ہین۔ اکثر سیاحون نے بیان کیا ہے کہ ہم نے آپ کے خرقہ پوشون کو پہاڑون اور جنگلون اور دیگر ممالک مین دیکھا ہے کوئی صاحب ریاضت ونفس کش تھے کوئی صاحب تصرف وارشاد تھے غرضکہ آپکے جان نثارون سے کوئی جگہ خالی نہین ہے جسکا مختصر ذکر آیندہ آئے گا۔

تفویض امانت

حضور انور کے واقعات سفر مین بعض واقعات نہایت اہم ہین جو مجملاً حاصل ہوئے ہین۔ صاحب تحفۃ الاصفیا وعین الیقین لکھتے ہین اور دیگر بزرگانِ متقدمین بھی راوی ہین کہ جب آپ پہلی مرتبہ مکہ معظمہ گئے ہین تو راہ مین ایک صاحب جذب درویش سے ملاقات ہوئی جو آپ کے انتظار مین تھے اونھون نے آپ کے سینہ سے سینہ ملایا اور جو امانت اون کے پاس تھی وہ تفویض کردی۔ اسکے بعد آپ کے زانوئے مبارک پر سر رکھکر واصل بحبیب ہوئے۔ یہ بزرگ نہایت مشہور ومعروف تھے اسی لئے سبب وفات کی خبر مکہ معظمہ پہونچی تو اکثر مجاورین مکہ معظمہ آکر شریک تجہیز وتکفین ہوئے۔ اسی طرح ایک بزرگ سے مدینہ منورہ کے راستہ مین بھی ملاقات ہوئی اور اون سے بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ مولوی عبد الغنی خان صاحب وارثی رئیس پوڑہ عبد الغنی خان ضلع رائے بریلی لکھتے ہین کہ انکی نسبت حضور پر نور خود ارشاد فرماتے تھے کہ انکی لاش طایر سبز ہوکر اوڑگئی اور مین عرصہ تک جنگل مین پھرتا رہا۔

مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاق پیچھے پوری تحریر فرماتے ہین کہ خاص بیت اللہ شریف مین حضور پر نور کی آمد کے ایک بزرگ منتظر تھے۔ جنھون نے آپ سے ملتے ہی وصال فرمایا۔ بزرگان متقدمین کی تحقیقات مین نسبت اویسیہ کے وہ امانت دار تھے جو انھون نے حضور کو سونپ دی۔ یہ روایت شاہ فضل حسین صاحب وارثی سجادہ نشین حضرت شاہ ولایت علیہ الرحمۃ نے بھی حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی سے بیان فرمائی ہے اور حضرت مولانا حاجی منصب علی شاہ صاحب چشتی قادری رح خلیفہ خاص حضرت مولانا شاہ نعمت اللہ صاحب حضرت شاہ ابوالحسنؒ صاحب پھلواروی رح سے بھی منقول ہے جو پہلے سفر مین اکثر مقامات مقدسہ پر حضور کے ہم سفر رہے ہین۔

ریاضت و مجاہدہ

آپ زمانۂ طفولیت سے ریاضت و مجاہدہ کے پابند تھے قبل آغاز جوانی آپ تین دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور ایک عرصہ تک سات دن کا روزہ بھی رکھا ہے ان روزون کی حالت مین آپ کی غذا نہ ہونے کے برابر ہوتی تھی۔

مولوی رونق علی صاحب پیتھے پوری اپنے جدّ بزرگوار مولوی قدیر علی صاحب مرحوم مغفور کی روایت سے لکھتے ہین کہ جب حضورِ انور پہلی مرتبہ پیتھے پور تشریف لائے ہین تو آپ تین دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور تیسرے دن صرف او بالی ہوئی نصف ارہر سے افطار فرماتے تھے۔ وہ بھی بے نمک ہوتی تھی مولوی عبدالغنی خان صاحب وارثی رئیس پوروہ عبدالغنی خان جو نہایت سن رسیدہ بزرگ ہین لکھتے ہین کہ جب آپ دیوہ شریف اور فتح پور مین کچھ زیادہ قیام فرمانے لگے تو دیکھا گیا ہے کہ ساتوین دن صرف پانچ آلو اوسط درجہ کے تناول فرماتے تھے۔ دیگر بزرگان متقدمین کا بیان ہے کہ ہمنے عرصۂ دراز تک حضور پر نور کو کسی قسم کے اناج وغیرہ کو تناول فرماتے نہین دیکھا۔ بعض روایات سے پچاس سال کی عمر تک اور بعض سے اس سے زاید عمر تک آپ ان روزون کے پابند رہے۔

شکم مبارک ہمیشہ رومال سے کسا ہوا رہتا تھا۔ کبھی حضورِ انور شکم پر پتھر بھی باندھ لیتے تھے۔ گوشت۔ دودھ۔ گھی انڈا۔ پیاز۔ لہسن وغیرہ ایک مدت تک آپ نے استعمال نہین فرمایا۔ تکلفات و آسایش کے سامان سب ترک تھے۔ نہ کبھی چارپائی پر نشست فرمائی نہ تخت پر بیٹھے ہمیشہ زمین پر نشست و استراحت فرمائی آپ کی ہر وضع اور ہر بات مین مجاہدہ و ریاضت کے آثار پائے جاتے تھے۔

بروایات حکیم رحمت علی صاحب پیتھے پوری و حضرت شاہ مقصود علی صاحب وارثی و حضرت حاجی شاہ منعب علی صاحب چشتی سلونی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین و دیگر بزرگانِ متقدمین متحقق ہے کہ پہلے سفر مین حضور نے جبالِ مقدسہ کوہ عرفات و کوہ طور و کوہ لبنان و غار ثور و غار حرا وغیرہ مین خلوت فرمائی ہے۔ اور بیت اللہ و بیت المقدس و مسجدِ نبوی صلعم و نجف اشرف و کاظمین شریفین و کربلائے معلّٰی و بغداد شریف مین چلّہ کشی کی ہے۔ اور اسی سبب سے یک لخت بارہ سال تک اوسی نواح مین رہے ہین۔

یہ وہ واقعات ہین جو محققین کی تحقیقات پر مبنی ہین آپ کے تمام ریاضات و مجاہدات کا علم نہین ہوسکا۔ بظاہر جو باتین دیکھی گئی ہین وہ یہ ہین کہ شب و روز مین کبھی کسی نے حضور کو سوتے ہوئے نہین دیکھا۔ وقت استراحت اگر کسی کو کبھی خیال گذرا کہ آپ سو رہے ہین تو فوراً آپ نے دریافت فرمایا کہ کون ہے۔ یہ بیشتر افراد کا تجربہ ہے۔

ابتداءً آپ شب بھر کلام مجید اور نوافل پڑھنے کے عادی تھے استراحت بھی نہین فرماتے تھے۔ ۲۰ سال کی عمر سے ۴۰ سال کی عمر تک آپ کو کبھی بوقت شب استراحت فرماتے ہوئے یا کسی سے بات کرتے ہوئے بھی نہین دیکھا گیا تمام شب کھڑے ہوکر نوافل پڑھتے تھے۔

اوس زمانہ مین پائے مبارک بھی متورم ہوجاتے تھے۔

حضورِ انور کی یہ حالتین مستند بزرگون کی چشم دید ہین خود آپ نے کبھی اپنے کسی مجاہدہ کا ذکر نہین فرمایا۔ آپ کو اخفا بہت مدنظر تھا۔ اس لیے ممکن ہے کہ آپ کے اکثر مجاہدات و ریاضات کا ہم کو علم بھی نہ ہوا اور وہ ان سے بھی زیادہ دشوار اور برتر ہون۔

تسلیم و رضا۔ آپ کے ریاضات و مجاہدات مین مجاہدۂ تسلیم و رضا ایک نمایان شان رکھتا ہے۔ مسئلۂ تسلیم و رضا کو

آپ کی ذاتِ محمود الصفات سے ایک خاص مناسبت تھی۔ آپ ہمہ تن پابندِ تسلیم و رضا تھے اور دیگر وراثتوں کی طرح وراثتِ تسلیم و رضا بھی آپ کو اپنے اسلاف سے وراثۃً پہونچی ہے۔

ظاہر ہے کہ تسلیم و رضا کی پابندی نہایت مشکل ہے اور یہ خاص حصہ نورِ عینینِ جنابِ احمد مجتبیٰ شہزادۂ گلگون قبا حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کا ہے۔

چنانچہ خود حضور پرنور کا قول ہے کہ "تسلیم و رضا حضرت بی بی فاطمہؓ اور دونوں صاحبزادوں کا حصہ ہے" ایک مرتبہ مشائخ عظام کے طریقوں کا ذکر فرماتے ہوئے تسلیم و رضا کے بارہ میں ارشاد فرمایا کہ "وہ مشکل بہت ہے اسکو سب نے چھوڑ دیا یہ بی بی فاطمہ رضہ سے ہے تسلیم و رضا انھیں سے ہے۔ (مشائخ عظام کے طریقوں کی نسبت فرمایا) اور وہ طریقے انتظامی ہیں اگر انتظام نہ ہو تو سب کھیل بگڑ جائے سب ایک ہی سے ہو جائیں"

یہ بھی فرمایا ہے کہ "حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک رضائے معشوق کے لئے تمام خاندان کو میدان کربلا میں شہید کرا دیا کوئی کیا سمجھ سکتا ہے رمز عاشقی و معشوقی نازک ہے"

گویا رضائے معشوق ہی آپ کے نزدیک رمز عشق تھا۔ آپ کے تمامی افعال حتیٰ کہ حرکات و سکنات رضائے محبوب میں وصل ہو گئے تھے۔ کوئی فعل آپ سے خلافِ تسلیم و رضا سرزد نہیں ہوا تسلیم و رضا کے خاص لوازمات صبر و شکر و تحمل و توکل۔ قناعت و استقلال۔ خوشنودئے بر قضا و قدر ہیں اور ان امور میں بلاشبہہ آپ فرد فرید تھے۔ اور بالکل اپنے آباؤ اجداد کرام کے قدم بقدم چلتے تھے۔ جسکا اصلی سبب یہی ہے کہ آپ چمنستانِ مرتضوی کے ایک تر و تازہ پھول تھے جن بزرگوں کو حضورِ انور کی صحبت نصیب ہوئی ہے وہ بخوبی واقف ہیں کہ تسلیم و رضا کا مرحلہ طے فرمانے میں آپ سے ثابت قدمی کا اظہار ہوا ہے جو قابلِ حیرت ہے۔

اس زمانے کے اکثر علمائے کرام و مشائخِ عظام کو حضور پُرنور کے اوصاف کا تجربہ ہے۔ اور انھوں نے تسلیم کیا ہے کہ ان اوصاف میں آپ کی ذات محمود الصفات عدیم المثال تھی چنانچہ مولوی محمد ناظم علی صاحب نائب مہتمم مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ جو ایک ثقہ اور ممتاز بزرگ ہیں اور حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب نقشبندی مجددی رضی اللہ عنہ سے شرف بیعت رکھتے ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ "حاجی صاحب رضہ کی متواتر صحبت اور نیز بزرگانِ مستند کے اقوال سے جو معلوم و مفہوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ حاجی صاحب اپنے وقت میں بقیرِ صاحب سکر عدیم المثال اور فقید النظیر سالک مجذوب تھے آپ تفرید و تجرید توبہ انابت ذکر و فکر توحید و توکل تسلیم و تحمل زہد و سخاوت میں فردِ روزگار تھے"

ادنیٰ تعریف آپ کی پابندئے تسلیم و رضا کی یہ ہے کہ آج کوئی متنفس اسکی شہادت نہیں دے سکتا کہ اُس نے حضورِ انور کی زبانِ مبارک سے کبھی ایک لفظ شکایت سنا ہو۔

حالتِ مرض میں کبھی مرض کا نام آپ نے نہیں لیا نہ طبیب کو حال بتایا۔ نہ باعتبار موسم سردی یا گرمی یا برسات کے متعلق کوئی ایسا لفظ زبانِ مبارک سے نکلا جس سے یہ معلوم ہو کہ سردی یا گرمی کی کمی و بیشی کے متعلق حضورِ انور کا کیا خیال ہے۔ تاکہ اُس کا انسداد کیا جائے آپ میں ہر ایک تکلیف و راحت کی حالت یکساں دیکھی گئی جو کچھ راحت و تکلیف خدا کی طرف سے ہو وہ گویا عین مرضی کے مطابق ہے۔ کبھی آپ نے کسی پریشانی یا مصیبت کے احساس کا اظہار نہیں فرمایا۔ جس سے اس مسئلہ پر کافی روشنی پڑتی ہے کہ آپ کی تمام خواہشات رضائے الٰہی میں فنا ہو گئی تھیں اور آپ کے تمام عادات صفاتِ خداوندی میں حل گئے تھے ٥

اتحاد یست میان من و تو	من و تو نیست میان من و تو

مولوی نادر حسین صاحب وارثی بگرامی (وکیل بارہ بنکی) جو ایک ثقہ بزرگ ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک سال خشک سالی کے باعث فصلِ خریف خشک ہوگئی تھی میں آٹھ بجے شب کو حضورِ انور کے پائے مبارک دبا رہا تھا کہ حضورِ انور نے ارشاد فرمایا "نادر حسین اسوقت ہوا ٹھنڈی چلتی ہے" میں نے عرض کیا کہ جی ہاں تراب علی شاہ صاحب مرحوم نے کہا کہ داتا دن کو ایسی گرم ہوا چلتی ہے کہ تمام فصلِ خریف بھسم ہوگئی۔ یہ سنکر حضورِ پُر نور نے ارشاد فرمایا "تم کیا جانو معشوق کی دی ہوئی تکلیف کہیں میسر ہوتی ہے" اسکے بعد پھر بارش ہوئی اور بقیہ فصلِ خریف کی پیداوار ہوئی فصل ربیع بوئی گئی جس میں خوب غلہ پیدا ہوا۔

حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں دیوہ شریف میں طاعون شروع ہوا لوگ بستی چھوڑکر باہر چلے گئے جب حضور کو اطلاع ہوتی تھی کہ لوگ بھاگ رہے ہیں تو آپ فرماتے تھے کہ "خدا ہر جگہ ہے بھاگ کر کہاں جائیں گے کیا وہاں خدا نہیں ہے"

ہر چند ڈاکٹر نے کوشش کی کہ بستی سے باہر آپ کوٹھی میں سکونت فرمائیں مگر آپ نے منظور نہیں فرمایا اس قسم کے صدہا واقعات ہیں انتہا یہ کہ بحالت علالت کبھی آپ کی زبانِ مبارک سے مرض یا تکلیف کا نام نہیں سُنا گیا نہ کراہنے کی آواز سُنی گئی نہ کبھی شدّتِ مرض سے آہ نکلی۔

حتّٰی کہ مرض الموت میں چند ہندوستان کے بڑے بڑے نامور اطبا و حکما موجود تھے اُن کے حال دریافت کرنے پر آپ شکر کے الفاظ زبانِ مبارک سے ارشاد فرماتے تھے۔ کہ "بہت اچھا ہوں" کبھی مرض کی شکایت نہیں فرمائی۔ اگر کسی طبیب نے اپنی تشخیص سے کسی خاص تکلیف کا نام لیا کہ حضور کی پسلی میں درد ہے یا سینہ میں درد ہے تو تائید فرمانے کے طریق سے بھی کوئی لفظ ارشاد نہیں فرمایا بلکہ یہ فرماتے تھے "تم تو بڑے حکیم ہو" آپ کے واقعات وحالات سے کلّی طور پر ثابت ہے کہ آپ کسی تکلیف یا مصیبت کا زبان پر لانا تسلیم ورضا کے خلاف سمجھتے تھے۔ غرضکہ ہر حال میں رضا و تسلیم کے اس سختی سے پابند تھے کہ انسان اُسکو خرق العادة کہنے پر مجبور تھا۔ انتہا یہ ہے کہ اگر رضا و تسلیم کے خلاف کوئی بات حضورِ انور کے سامنے ہوتی تھی تو فوراً جبینِ مبارک میں چین پڑجاتی تھی مگر زبانِ فیض ترجمان سے کوئی لفظ ارشاد نہیں فرماتے تھے۔

حضورِ انور کو تسلیم ورضا میں اسقدر انہماک تھا کہ کسی کی زبان سے گلے شکوے قطعی سُننا نہیں چاہتے تھے۔ یہ بات بالکل ناگوارِ خاطرِ شریف تھی کہ لوگوں کی زبان حرفِ شکایت سے آلودہ ہو۔ اسی وجہ سے آپ کے حضور میں مصیبت زدہ اہلِ حاجت عالمِ سکوت میں رہتے تھے اور حضورِ انور اشارات میں اُن کے مقاصد کا خاطر خواہ جواب ارشاد فرمادیتے تھے۔ آپ اکثر فرماتے تھے کہ "ہماری منزل عشق ہے" اور عشق میں رضائے محبوب کی پوری تعلیم تھی صرف مہر وفا ہی کی باتیں سُننے کی عادت تھی۔ آپ کا حال وقال ہمیشہ اسی مضمون کو نصب العین رکھتا تھا۔

ماقصۂ سکندر و دارا نہ خواندہ ایم	از ما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس

آپ تکلیف ومصیبت کو عاشق ومعشوق کا راز و نیاز فرمایا کرتے تھے کبھی کسی قسم کا کوئی فعل خلافِ رضا و تسلیم آپ سے سرزد نہ ہوا ہمہ تن رضائے محبوب میں فنا تھے جو افعال سرزد ہوتے تھے وہ رضا و تسلیم سے مملو ہوتے تھے۔

اور یہی تعلیم تھی کہ رضا و تسلیم کی پابندی رہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔ "جو تم سے محبت کرے اُس سے محبت کرو

نہ کسی کے حق مین دعا کرو نہ بد دعا تم رضا و تسلیم کے بندے ہو،،

اِس ارشاد سے ظاہر ہے کہ آپ کس سختی سے رضا و تسلیم کے پابند تھے کہ اگر کسی سے محبت بھی ہو تو وہ اپنے نفس کی خود غرضی پر مبنی نہو بلکہ خالصتہً للہ ہو۔

پس آپ کی خاص تعلیم یہی ہو کہ جو تعلق ہو وہ بے غرضانہ ہو اور رضا و تسلیم مین اسقدر انہماک ہو کہ نہ دعا کے لئے ہاتھ اُٹھین نہ بد دعا کے لئے کیونکہ اپنی ذات کو خدا کے حوالے کر دینا اور راحت و مصیبت جو مقدر مین ہو اُسکو بے چون و چرا تسلیم کر لینا ہی شانِ عبودیت ہو۔

اور جس طور پر آپ تسلیم و رضا کو مقدم سمجھتے تھے اُسکی صراحت بھی خود ہی فرماتے ہین۔

"تسلیم و رضا یہ ہو کہ شر کو بھی خیر سمجھے اور خیر تو خیر ہی ہو اور تکلیف بھی عاشق و معشوق کا راز و نیاز ہو،،

چونکہ آپ قافلہ سالار عشق تھے اور عاشقانہ جذبات مین شکوہ و شکایت بظاہر ایک لازمی بات ہو اس لئے کس قدر شد و مد سے اُس کا انسداد فرماتے ہین کہ اس راہ مین تکالیف و مصائب کا خیال بھی نہ آئے۔

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ "معشوق کا ترسانا اور حجاب و عتاب کرنا ہی تو رحم و فضل ہو،، غرضکہ آپ کی نگاہ مین نہ کوئی مصیبت مصیبت تھی نہ رنج رنج تھا۔ آپ عملیات تعویذ گنڈا وغیرہ کوئی کام اِس قسم کا پسند نہین فرماتے تھے اور اُسکو خلافِ تسلیم و رضا سمجھتے تھے۔ خود تو یہان تک پابند تھے کہ کبھی کوئی خواہش نہین فرمائی اور جو کچھ ظہور مین آیا گویا وہ ہی آپ کی خواہشات پر مبنی تھا آپ نے اپنے آپ کو بالکل رضائے الٰہی کے حوالہ کر دیا تھا۔

(آنریبل) مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ جو پہلے بانکی پور پٹنہ کے بہت مشہور بیرسٹر تھے اور اب بہار ہائی کورٹ کے جج ہین اور حضرت کے بہت پیارے مریدون مین سے ہین ناقل ہین کہ وہ حضرت کے ہمرکاب گورکھپور مین منشی صفدر حسین صاحب سب جج کے یہان مقیم تھے کہ ایک دن منشی صاحب ولایت کا خط جو اُن کے بیٹون کے پاس سے آیا تھا لئے ہوئے حضور مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے لڑکون کا بارسٹری مین آخری امتحان ہونے والا ہے۔ اور اِس کہنے سے اُن کا مقصود یہ تھا کہ حضرت اُن کی کامیابی امتحان کے لئے دعا فرمائین۔ لیکن حضرت نے ایک لفظ نہ کہا اور سکوت فرمایا۔ آخر وہ کبیدہ خاطر ہو کر باہر آئے اور مولوی سید شرف الدین صاحب بالقابہ سے کہنے لگے کہ ہمارے حضرت کی عجب بے نیاز درگاہ ہو نہ کسی کی التجا قبول ہوتی ہو نہ کسی کے لئے دعا کی جاتی ہو منشی صاحب کی یہ شکایت آمیز باتین ختم بھی نہ ہونے پائی تھین کہ حضرت کا خادم دوڑا ہوا آیا اور اُسنے کہا کہ بیرسٹر صاحب کو اور منشی صاحب کو حضرت بُلاتے ہین۔ چنانچہ یہ دونون حاضر خدمت اقدس ہوئے تو حضرت نے مولوی سید شرف الدین صاحب کو خطاب کر کے فرمایا کہ "ہم مستانا ہالسٹر امین ایک مرتبہ بغداد مین تھا وہان ایک شخص نے ہم سے آکر کہا کہ ایک عورت پر جن آتا ہو آپ چلکر اُسکو اُتار دین مین نے کہا بھائی مجھے تو جھاڑ پھونک گنڈا تعویذ کچھ بھی نہین آتا ہی مین کیونکر جن کو اُتارونگا اور وہان جا کر کیا کرونگا۔ مگر جب اُس شخص نے بہت اصرار کیا اور کسی طرح نہ مانا تو مین اُسکے ساتھ ہو لیا اور اُس مکان مین پہونچا جہان وہ آسیب زدہ عورت تھی۔ دیکھا تو اُس وقت جن اُس عورت پر مسلط تھا۔ مین نے جن سے پوچھا کہ تم اس عورت پر کیون آتے ہو اُس نے کہا مین اِسپر عاشق ہون مین نے کہا سچے عاشق ہو یا جھوٹے جن نے کہا کہ مین اِس کا سچا عاشق ہون۔ مین نے کہا کہ جانتے ہو کہ سچے عاشق کی تعریف کیا ہو؟ سچا عاشق اُسکو کہتے ہین جو معشوق کی رضا جوئی کرے اور سر مو اُسکی مرضی کے خلاف نہ کرے اور تم جس کو اپنی معشوق کہتے ہو اُسکی

مرضی کے خلاف کرتے ہو۔ اُسکی خوشی اسی مین ہی کہ تم اُسپر مسلط نہ ہو اگر و اِس سے اُسکو تکلیف ہو تی ہے۔
جن نے کہا کہ اچھا مین آج سے یہان نہ آیا کرونگا؟ سمجھے بالسٹر سمجھے! اچھا جاؤ،،

تجرّد تسلیم و رضا کی طرح آپ شانِ تجرد مین بھی عدیم المثال اور دُنیا کی ہر ایک چیز سے بے تعلق تھے
باوجود اسکے کہ آپ ایک دولت مند گھر مین پیدا ہوے تھے۔ صاحبِ جائداد بھی تھے زر و مال بھی تھا
مگر ہوش سنبھالتے ہی سب سے قطع تعلق کر لیا اور درہم و دینا کو کوڑیون کی طرح لُٹا دیا آپ کی جائداد جن
اعزا و اقارب مین تقسیم ہو گئی اُن کے پاس اب بھی موجود ہی۔
آپ کے بزرگون کا ایک نہایت عُمدہ کتب خانہ تھا اُسکی بھی پروانہ کی اور نہ تمام عُمر شادی کی ۱۲۸۰ھ ہجری
مین ہر چند آپ کے اعزّہ نے آپ کی شادی کے لئے کوشش کی مگر آپ نے منظور نہین فرمایا اور بعد اِصرار پر
کلام مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ

ترجمہ (مسلمانو تمھاری بیبیون اور تمھاری اولاد مین سے تمھارے دشمن ہین تو اِن سے احتیاط کرتے رہو) حقیقت
یہ ہو کہ آپ بطنِ مادر سے ہی عاشقِ الٰہی پیدا ہوئے تھے اور آپ کی نگاہون مین وہ جمال عدیم المثال تھا جسکے
سامنے عارضی حُسن و جمال کی کوئی ہستی نہین ہی ؎

ہمہ شہر پر ز خوبان منم و خیال ماہے		چہ کنم کہ چشم بدخو نہ کند بکس نگاہے

صرف شادی ہی سے آپ بے تعلق نہ تھے بلکہ تمامی اسبابِ زندگی سے آپ کو تنفر تھا۔
آپ نے کبھی کسی چیز کو پسند نہین فرمایا آپ کا ہمیشہ سفر در وطن اور خلوت در انجمن پر عمل رہا۔
شاہ مقصود علی صاحب وارثی رحمتہ اللہ علیہ ایک مست و عاشق بزرگ تھے اکثر جب حضور پُر نور کی خدمتِ
عالی مین حاضر ہوتے تو بحالتِ کیف و سرور کہتے تھے کہ میرے پیر دستگیر مین نسبتِ مسیحی خاص طور پر ہے
جس طرح جنابِ عیسیٰ علیہ السلام نے منزلِ تجرید طے فرمائی وہی یہ منزلِ وارثی ہی۔ حضور انور متبسم ہوتے اور یہ
ارشاد فرماتے تھے کہ "فقیر کا کوئی گھر نہین ہی اور سب گھر فقیر کے ہین،،
حضورِ انور کے اِس ارشاد کا ہندوستان مین ہر جگہ ظہور ہی صدہا مکانات آپ کے نام نامی سے تعمیر ہو گئے۔ اکثر باغات
و مواضعات کو آپ کے اسم گرامی سے منسوب کیا گیا جیسے وارث منزل۔ وارث نگر۔ وارث باغ وغیرہ وغیرہ۔
غریب مریدین جنکے مکانون پر حضورِ انور قیام فرماتے تھے اُن کو جدید مکانات بنوانے کی استطاعت نہ تھی اُنھون نے
اپنے مکان کی ایک کوٹھری ہی حضور کے اِسمِ گرامی سے مخصوص کر رکھی تھی۔
بہتیری مستورات نے آپ کے عشق و محبت مین ترکِ لباس کیا اور احرام پہن لیا شادی سے دست بردار ہو کر طلبِ
حق مین مصائب و تکالیف کی خوگر ہو گئین۔ جن مین اکثر نہایت مشہور خدا پرست گذری ہین۔
خدائے وحدہٗ لاشریک نے آپ کے تجرد مین بھی شانِ یکتائی رکھی تھی کہ شادی کے ساتھ جسقدر اسبابِ عیش و
نشاط تھے وہ سب یکلخت ترک فرما دئے تھے نہ مکان تھا نہ اور کوئی سامانِ زندگی صرف آپ کی ذات
محمود الصفات تھی اور خدائے واحد کا نام تھا۔
آپ مادر زاد ولی ہونے کے باعث سب کی نگاہون مین محبوب و عزیز تھے۔ آپ کا معصومانہ انداز فطرتی تھا۔

تمام لوگ آپ سے عقیدت مند تھے اور دیوہ شریف وغیرہ مین آپ کے زمانۂ طفولیت ہی سے بڑے بڑے شریف گھرانون مین پردہ نہین ہوتا تھا۔ لوگون کو آپ کی تشریف آوری کی تمنّا وُ آرزو رہتی تھی۔
آپ جب مکانون مین تشریف لیجاتے تو چارون طرف سے مستورات گھیر لیتی تھین سرِاقدس مین تیل ڈالتی تھین پائے مبارک دباتی تھین مگر اللہ رے محویت کہ ابتدائے عمر سے آخر عمر تک حضورِ انور نے کبھی کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر نہین دیکھا اور نہ کبھی کی جرأت ہوئی کہ ہیبت حق سے آپ کے چہرۂ انور پر نظر جما سکے۔ حالانکہ اکثر عورتون کو آپ مان اور بہن کے الفاظ سے خطاب فرماتے تھے اور بے تکلف باتین کرتے تھے مگر یہ بے تکلفی بالکل معصوم بچّون کی سی ہوتی تھی۔ نام بنام سب گھر والون کی خیریت پوچھتے تھے اور سب پر شفقت فرماتے تھے مُرید وبے مُرید سب عورات آپ کے سامنے آتی تھین۔ جو عورتین دوسرے بزرگون سے بیعت ہوتی تھین وہ بھی آپ سے پردہ نہین کرتی تھین۔
اس اعتبار سے بھی آپ کا تجرّد ایک خاص شان رکھتا ہی اور غالباً کمالِ تجرّد یہی ہی کہ کسی حال مین تغیر پیدا نہ ہو۔ آپ کی پاک اور مقدس زندگی تجرد کا اعلیٰ نمونہ تھی مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی پیچھے پوری لکھتے ہین کہ ہمارے پیچھے پور مین ایک بزرگ حاجی شاہ منصب علی صاحب گذرے ہین جو مشاہیرِ روزگار سے تھے اور جنکی طرف خلق کی رجوعات بہت زیادہ تھی۔
ایک طبیب حاذق ونامور حکیم سلامت علی صاحب جو مذہباً امامیہ رکھتے تھے وہ بھی شاہ صاحب ممدوح سے نہایت خلوص ومحبت رکھتے تھے اور حضرت شاہ صاحب کی خدمت مین اکثر جاتے تھے۔
سنہ ۱۲۹۳ھ کا واقعہ ہی کہ حضور پُر نور پیچھے پور تشریف لائے تو آپ کی آمد کی خبر سُنکر حکیم سلامت علی صاحب بھی معززین پیچھے پور کے ہمراہ حضور کی زیارت وقدمبوسی کے لئے گئے۔ حضورِ انور کی خدمتِ اقدس مین اُسوقت مستورات کا مجمع تھا اور آپ زنانہ مکان مین تشریف رکھتے تھے۔ زائرین کے پہونچنے پر جب اطلاع ہوئی تو پردہ ہوگیا اور سب حاضر ہوئے۔ حضرت اقدس پر اُسوقت وجد کی کیفیت طاری تھی اور چشمانِ مبارک سرخ تھین۔ چہرۂ انور پر بھی گلاب کی سی رنگت تھی۔ (جیسی کہ وقتاً فوقتاً بدلتی رہتی تھی) جب سب لوگ رخصت ہوئے تو اثنائے راہ مین مختلف باتین آپس مین ہونے لگین۔ حکیم سلامت علی صاحب نے فن طبابت کے نقطۂ خیال سے فرمایا کہ قوتِ تجرد عجیب چیز ہے عورتون کی صحبت اور پھر تحمل عصمت اسی وجہ سے چہرۂ انور اور چشمہائے مبارک کی یہ کیفیت تھی۔ راستہ ہی مین حضرت حاجی شاہ منصب علی صاحب رح کا مقام بھی تھا۔ چنانچہ سب لوگ شاہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے حاجی شاہ منصب علی صاحب رح نے جیسے ہی حکیم سلامت علی صاحب کو دیکھا جلال مین آکر فرمایا۔ "فقیرون کے معاملہ مین حکمت کو کیا دخل جب آپکا یہ حال ہی تو عقل درست کیجیے اور میرے پاس نہ آیا کیجیے"
حکیم صاحب وہان سے یہ سُنکر چلدئے اور راستہ مین ہمراہیون سے کہنے لگے کہ عجب معاملہ ہی کہ ایک فقیر کی بات کا دوسرے فقیر کو علم ہوجاتا ہی۔ اس واقعہ سے حکیم صاحب اسقدر متاثر ہوئے کہ جب تک زندہ رہے فقرا سے ہمیشہ ڈرتے اور اُنکا ادب ولحاظ کرتے رہے۔

غرضکہ آپ کی جو بات تھی وہ لاجواب تھی ایک مرتبہ خود حضورِ انور نے ایک خاص انداز سے فرمایا "فقیری فُتکہ پر ہے" سامعین کو تعجب ہوا کہ یہ کیون ارشاد ہوتا ہی کہ آپ نے خود ہی اسکی صراحت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ "دو باوجود اقتدار"

خدا کے واسطے ایک عضو خاص کو بیکار کرد و اور کام نہ لو۔ شیطان کو بغل میں رکھ کر یادِ خدا کرنا بڑا کام ہے از نفس خود سفر کردن بہت بڑی منزل ہے،،

اِس سے ظاہر ہے کہ حضرت کے تجرد میں کس قدر زبردست مجاہدہ کی شان تھی اور آپ کی نظر فیض اثر میں اسکی کیا اہمیت تھی۔ حق یہ ہے کہ آپ کی وسعتِ نگاہ نہایت بلند پایہ رکھتی تھی۔ جو عام عقول اور طبائع کے فہم وادراک سے کہین بالاتر ہے۔

آپ نے بر سبیل تذکرہ ایک مرتبہ لنگوٹ بند کی یہ تعریف فرمائی کہ "لنگوٹ بند وہ ہے جو تمام عورتوں کو اپنی ماں اور بہن کی مثل جس طرح جانتا ہے اُسی طرح خواب میں بھی وہ کسی عورت کو نفسانی خواہش کے ساتھ نہ دیکھے،،

اِن ارشادات سے بالتصریح یہ امر مترشح ہے کہ حضورِ انور کی باریک اور دقیق نظر میں تجرّد کی کیا اہمیت تھی اور اہل تجرد کسقدر دشوار اور ناممکن ہے۔

حق یہ ہے کہ تجرّد میں بھی جو قابلِ امتیاز شان آپ کی دیکھی گئی ہے وہ بے مثل ہے جس سے ثابت ہے کہ آپ مردِ میدانِ تجرید اور اس منزل میں بھی خدا کی طرف سے فردِ فرید تھے کہ مخالفین پر بھی آپ کے تجرّد و تقدس کا سکہ جما ہوا تھا۔ صرف شادی نہ کرنا ہی تجرّد نہیں ہے بلکہ تمامی خواہشات اور عیش و نشاط کو باوجود قوت واقتدار ترک کر دینے اور ماسوی اللہ سے قطع تعلق کر لینے کا نام تجرّد ہے اور یہی تجرّد ہے جس میں آپ فریدِ روزگار تھے۔ جس طرح تجرّد میں آپ اپنی نظیر خود ہیں اُسی طرح توکل و استغنا میں بھی جسقدر استقلال حضور کی ذاتِ بابرکات سے ظہور میں آیا ہے وہ اپنی نوعیت میں ایک خاص شان رکھتا ہے۔

توکّل و استغنا

آپ ابتدا سے نہایت مستغنی المزاج تھے اور دنیا کی کسی چیز سے آپ کی ذاتِ محمود الصفات کو قطعًا کوئی سروکار نہ تھا۔

آپ نذرانہ میں درہم و دینار نہیں لیتے تھے البتہ تحائف قبول فرماتے تھے اور وہ بھی اُسی وقت حاضرین میں تقسیم کرادیتے تھے۔ نقدی وغیرہ کا یہ دستور تھا کہ امراؤ رؤسا حضور پر نچھاور کر کے خیرات کر دیتے تھے۔ یہ بات آپ کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ نے کبھی دستِ مبارک سے نقدی وغیرہ کو نہیں چھُوا اور نہ اپنے پاس رکھا نہ خورد نوش کا کوئی انتظام کیا جس مکان میں قیام تھا وہ بھی آپ کی ذاتی ملکیت سے تعلق نہیں رکھتا تھا۔ بستر۔ کمّل۔ فرد وغیرہ جو ضرورت کی چیزیں تھیں اُنسے بھی بے پرواہ رہتے تھے جسکو چاہا بستر اُٹھا کے دیدیا جسکو جی میں آیا فرد و کمّل وغیرہ مرحمت فرمایا کسی چیز کو اپنی راحت وآرام کے لئے مخصوص کر دینا جائز نہیں سمجھتے تھے۔

ایک احرام جو جسمِ اقدس پر تھا وہ بھی آپ کا نہ تھا بلکہ دوسرے شخص کا ہوتا تھا کیونکہ جو بدلوانے کی نیت سے لایا اُسیوقت ملبوس مبارک کو جسم سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ کر دیا۔ خواہ وہ کیسا ہی بیش قیمت و نفیس کیون نہو۔ امراؤ رؤسا بیش بہا تحائف بڑی بڑی قیمتی فردین جامہ وارین اور دیگر اشیاء جو تکلفات میں مخصوص ہیں پیش کرتے تھے۔ مگر آپ نے کبھی کسی چیز کو اپنے لئے پسند نہیں فرمایا۔ البتہ چیزوں کی تقسیم سے نہایت خوش ہوتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اسکا شوق ہے۔ آپ کی خوشنودی کے لئے اکثر رؤسا و امرا تحائف پیش کرتے اور تقسیم سے لُطف اُٹھاتے تھے۔

یہ بات مشہور تھی کہ حضورِ انور کی خدمت فیضدرجت میں جو شخص جس ارادہ اور خیال سے جاتا ہے اُسکو وہی عطا ہوتا ہے۔

شیخ نہال الدین صاحب وارثی متوطن کرسی ضلع بارہ بنکی کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ بارگاہ عالی میں حاضر تھا ایک رئیس

آپ کے لئے فرد تیار کرا کے لائے جو نہایت بیش قیمت تھی اور کسی طرح ایک ہزار روپیہ سے کم قیمت کی نہ تھی اُن رئیس کے خانساماں کی اُسپر نیت تھی جسوقت رئیس موصوف نے فرد پیش کی حضور نے بہت خوشی سے قبول فرمائی اور اُن کی خاطر سے اُسکو اُسی وقت اوڑھ کے بیٹھ گئے۔ دو چار منٹ کے بعد وہ رئیس قدمبوس ہو کے چلے گئے۔ اُن کے جاتے ہی اُنکا خانساماں اپنے ہاتھ کی تیار کی ہوئی کچھ شیرینی لیکر حاضر ہوا آپ نے اُس کے پیش کردہ تحفہ کو قبول فرمایا اور تقسیم کرنے کا حکم دیا اور وہ فرد اُتار کر اُس خانساماں کو مرحمت فرمادی۔

روزمرہ اسی قسم کے واقعات پیش آیا کرتے تھے باوجود اس بے تعلقی و بے پروائی کے کوئی سائل آپکے دریسے خالی نہین جاتا تھا۔ خدام اور مریدین اُسکو اِسقدر دیتے تھے جو اُسکی ضرورت سے بھی زیادہ ہوتا تھا۔

غربا کے ہان جب لڑکے لڑکیون کی شادی وغیرہ کا وقت آتا تو وہ آستانۂ عالی پر حاضر ہوتے اور عقیدت مند امراحضور کی خوشنودی کے لئے اُن کی حاجت سے زیادہ اُن کی امداد کرتے تھے۔

خود حضور انور جیسے مستغنی المزاج اور بے پروا تھے اِسمین تو ایک شانِ خصوصیت ہی مگر غلامانِ خاص کو بھی یہی ہدایت تھی اور صرف ہدایت ہی نہین بلکہ خلافِ توکل افعال پر گرفت فرماتے تھے۔ چنانچہ حافظ گلاب شاہ صاحب وارثی رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ ہی جو آگرہ مین گذرے ہین اور جنکے فیوض و برکات سے ایک عالم مستفیض تھا۔ علاوہ دیگر فیوض و برکات کے حافظ صاحب موصوف کا ایک ادنیٰ چشمۂ فیض یہ جاری تھا کہ مریضون کو پانی دم کرکے دیا کرتے تھے۔ جس سے خواہ کیسا ہی مریض کیون نہو اُسکو شفا ہوجاتی تھی۔ اور دور دراز مقامات سے لوگ اِس مقصد کے لئے اُن کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے۔

مولوی علی احمد خان صاحب وارثی وکیل آگرہ جو ایک ثقہ و دیندار بزرگ ہین تحریر فرماتے ہین کہ حافظ گلاب شاہ صاحب کی خدمت مین صدہا بوڑھے بچے جوان حاضر رہتے تھے۔ اور دم شدہ پانی سے صحت یاب ہوتے تھے صبح سے دروازہ پر مبتلائے آفات اور مریضون کا ہجوم ہوتا تھا آٹھ دس بھشتی پانی کی مشکین لیے ہوئے موجود رہتے تھے اور آٹھ دس کمہار ظروف گلی کے کوکرے لئے ہوئے حاضر رہتے تھے جو خوب فروخت ہوتے تھے۔

حافظ گلاب شاہ صاحب کا دم کیا ہوا پانی امراض و آفات کے لئے تیر بہدف تھا۔ اُسی زمانہ مین اتفاق وقت سے صاحب کلکٹر بہادر آگرہ کی میم صاحبہ کو دردِ زہ شروع ہوا چار روز متواتر اِسی کرب و پریشانی مین گذر گئے اور کوئی ظہور نہین ہوا بڑے بڑے ڈاکٹر علاج و معالجہ سے عاجز آگئے کسی شخص نے صاحب موصوف سے بیان کیا کہ یہان پر ایک درویش ہین وہ ہر مرض کے لیے پانی دم کرکے دیتے ہین۔ چنانچہ صاحب موصوف نے بھی پانی منگایا اور استعمال کرایا۔ استعمال کرتے ہی سب شکایتین رفع ہوگئین بچہ پیدا ہوا اور صاحب کلکٹر کو حافظ گلاب شاہ صاحب سے عقیدت پیدا ہوگئی چنانچہ صاحب کلکٹر نے حکامِ بالا سے سعی و کوشش کرنے کے بعد ایک موضع کی سند جسکی آمدنی پانچہزار روپیہ سالانہ تھی۔ حافظ گلاب شاہ صاحب کی خدمت مین تحصیلدار صاحب کی معرفت بھیجی جسکو اُسی وقت حافظ گلاب شاہ صاحب نے لینے مین تامل فرمایا۔ اور ایک عرضداشت دیوہ شریف مین حضور پُرنور کی خدمتِ عالی مین ارسال کی کہ ایسا معاملہ ہی جو ارشادِ عالی ہو تعمیل کی جائے آپ نے اِس درخواست کو سُنکر فرمایا دد گلاب شاہ کو خود ہی انکار کردینا لازم تھا جو خدا کہ کُل امراض کو دور کرسکتا ہو وہ ہی بھوک اور پیاس کی زحمت کو بھی مٹا سکتا ہی جو طمع مین گھر جائے وہ ہمارا نہین ہی "

زہد و تقویٰ چیست اے مردِ فقیر	لا طمع بودن ز سلطان و امیر"

حافظ گلاب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس ارشاد کو سنکر نہایت خائف ہوئے اور انکار کر دیا سند واپس کر دی۔ صاحب کلکٹر نے حافظ صاحب کے مکان سے متصل ایک مسجد تعمیر کرادی جو موجود ہے۔

غرضکہ توکل واستقامت کے بارہ مین آپ جس اعلیٰ پیمانہ پر خود پابند تھے اُسی پیمانہ پر اپنے خاص غلامون کو دیکھنا چاہتے تھے حالانکہ حضور انور مین یہ باتین فطرتی طور پر تھین۔ مگر اسی کے ساتھ دوسرون کی ضروریات کا آپ کو احساس وخیال بھی تھا۔ جیساکہ آپ نے ارشاد فرمایاکہ "بڑی فقیری یہ ہے کہ ہاتھ نہ پھیلے" اسپر حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی نے عرض کیاکہ اگر مانگے نہین اور بلا مانگے کوئی دے تو کیا کرے فرمایاکہ "بلا مانگے دے تو لے لے" حضور انور نے دنیا کی حالت کا احساس فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا خود اسکے پابند نہین تھے حتیٰ کہ کبھی درہم و دینار کو ہاتھ تک نہین لگایا۔

اس ارشاد سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ نذرانہ وغیرہ جو بزرگانِ دین مین رائج ہے اُسکو جائز خیال فرماتے تھے۔ مگر خود اپنی ذات کے لیے اُسکو روا نہین رکھتے تھے۔ بلکہ آپ کی نگاہ مین اصلی توحید یہ تھی کہ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلے چنانچہ ارشاد فرماتے ہین "توحید آج کل ٹکے سیر ہی بھیک مانگتے ہین بڑی چیز یہ ہے کہ مرجائے اور ہاتھ نہ پھیلائے توحید کی قدر آجکل نہین ہے" سچ ہے کہ ؎

آنرا کہ ترا شناخت جان را چہ کند	فرزند و عیال و خان و مان را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی	دیوانۂ تو ہر دو جہان را چہ کند

حضور کی نظر کیمیا اثر مین دنیا کی نعمتون مین سے کوئی چیز وجاہت نہین رکھتی تھی اور ہمیشہ اسکے پابند رہے کہ اپنی زبانِ مبارک سے نہ پانی طلب کیا اور نہ کھانا نہ کسی ایسی چیز کی خواہش فرمائی جو روزمرہ کی ضروریات مین داخل ہین خود ہی خُدّام نے وقت اور موقع کے لحاظ سے پانی یا کھانا پیش کیا تو قبول فرمالیا ورنہ زبانِ مبارک سے کبھی کوئی چیز طلب نہین فرمائی کسی چیز کو طلب فرمانا سوال سمجھتے تھے۔

مالِ دُنیا ایسی چیز ہے کہ اس سے بچنا نہایت دشوار منزل ہے اس لئے آپ کے بعض خُدّام نے آپ کی بچھاور وغیرہ کا روپیہ جمع کیا جس حرکت پر اکثر آپ اُن کو ہدایت فرماتے اور جب وہ عذر کرتے تھے کہ ہم کوئی چیز نہین رکھتے تو آپ یہ شعر پڑھتے تھے ؎

گورسے کپٹ منت سے چوری	کیا ہوے اندھا کیا ہوے کوڑھی

آپ ہر ایک چیز سے مستغنی تھے اور بالکل بے پروا حتیٰ کہ اپنے راحت وآرام کے لئے بھی کسی چیز کو مخصوص نہین فرماتے تھے۔ نہ کسی شے کو اپنی ملکیت سمجھتے تھے دونون ہاتھ جود و عطا کے لئے مخصوص تھے آپ کو ہر ایک چیز سے بالکل بے تعلقی تھی۔ البتہ اگر اپنی ملکیت مین کسی شے کو سمجھتے تھے تو وہ دو چیزین تھین ایک تو مٹی کے ڈھیلے جو طہارت کے لئے ضروری ہین۔ دوسرے دانت صاف کرنے کی خلالین چنانچہ بستر کے قریب یہ دونون چیزین چُنی ہوئی رہتی تھین۔ اور موسم گرما مین جب آستانۂ عالی کے باہر شب کو استراحت فرماتے تھے اور رات کو کسی حصہ مین اتفاق سے پانی برستا تھا تو آپ بستر چادر وغیرہ کوئی چیز دستِ مبارک سے نہین اُٹھاتے تھے۔ سب کو بھیگتا ہوا چھوڑ دیتے تھے البتہ خلالین اور مٹی کے ڈھیلے دونون ہاتھون مین لے لیتے تھے اور اندر تشریف لے آتے تھے۔ گویا زندگی مین اِنھین دو چیزون کو کارآمد سمجھتے تھے۔ اور اگر آپ کی ملکیت کا کسی شے پر اطلاق ہوسکتا تھا تو وہ یہی دو چیزین تھین۔ غرض کہ آپ کا توکل و استغنا بھی ایک شان رکھتا ہے

جس سے ظاہر ہی کہ اصلی توکل واستغنا کیا چیز ہی اور کسقدر اہمیت رکھتا ہی۔

وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ہ (ترجمہ۔ ایمان والون کو چاہیے کہ صرف خدا ہی پر بھروسا کرین)

طریقِ اکل وشرب

آپ کے توکل واستغنا کی بھی ہر بات مین جھلک نظر آتی ہی چنانچہ اکل وشرب مین بھی اِسقدر استغنا ؤ توکل تھا کہ کبھی زبانِ مبارک سے کوئی چیز طلب نہین فرماتے تھے۔ اور نہ کسی چیز کی خواہش ظاہر کرتے تھے۔ خُدّام خود ہی پیش کر دیتے تھے تو قبول فرما لیتے تھے۔ کسی قسم کا کوئی انتظام کھانے وغیرہ کے متعلق یا اور کسی کام کے لئے کرنا آپ کے نزدیک خلافِ توکل تھا۔

آپ ایامِ طفولیت سے دائم الصوم تھے آپ کی عُمر شریف پچاس سال سے زائد ہوگی جب شکوہ آباد مین مزاج مبارک ناساز ہوگیا اِس علالت کے بعد آثارِ ضعف نمودار ہو گئے اِس لئے آپ روزانہ غذا تناول فرمانے لگے۔ مگر وہ غذا بالکل برائے نام ہوتی تھی۔

قیامِ دیوہ شریف مین معمولاً سید معروف شاہ صاحب جان نثار وخادمِ قدیم بارگاہِ عالی معہ خاصہ حاضر ہوتے تھے۔ جب دسترخوان بچھایا جاتا تھا تو سید معروف شاہ صاحب قبلہ ہر ایک چیز کی طرف اشارہ سے بتاتے جاتے تھے کہ یہ فلان چیز ہی اور یہ فلان اور آپ سب مین سے تھوڑا تھوڑا صرف چٹکی سے اُٹھا لیتے تھے۔ ہر ایک کھانے کی مقدار اتنی قلیل ہوتی تھی جس سے یہ گمان نہین ہوسکتا تھا کہ آپ کو کسی چیز کے ذائقہ کی خبر ہوئی کھانے مین بہت جلدی فرماتے تھے جیسے کوئی کڑوی دوا حلق سے اُتارتا ہی۔

کبھی ست نجا بنا کر بھی غذا استعمال فرماتے تھے سب چیزین ماشون کے انداز سے اُٹھا کر ایک پیالہ مین رکھ لین اور پانی مِلا کر نوش فرما لیا۔ فیرنی اُلٹے چمچے سے تناول فرماتے تھے۔

مولٰنا مولوی سید عبدالغنی صاحب وارثی بہاری مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہین کہ ۱۸۹۰ء مین جب آپ صوبۂ بہار مین تشریف لے گئے تھے اور لچھی مین قیام فرمایا تھا (اُس زمانہ مین آپ کے اکل وشرب کا یہ اندازہ دیکھا گیا ہے) تو حاجی محمد اسمعیل صاحب رئیس لچھی کی بیوی صاحبہ جو آپ کی زمانۂ دراز کی جان نثار مرید تھین آپ کے لئے اپنے ہاتھ سے نہایت پُر تکلف اور نفیس کھانے تیار کرکے حاضرِ خدمتِ عالی کرتی تھین۔ لیکن اُن کھانون مین سے ذرا ذرا سا چکھ لیتے تھے اور کُل کھانے تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ اور صرف دِن مین ایک وقت اُبالی ہوئی کھچڑی جو نور محمد شاہ صاحب خادم تیار کرکے پیش کرتے تھے اُسکے دو چار لقمے تناول فرماتے تھے"

حضورِ انور کو کھانے پینے کی چیزون سے ایسی بے رغبتی تھی کہ لوگون کو ہر ایک چیز کے بتانے کی ضرورت ہوتی تھی کہ یہ فلان چیز ہے چنانچہ مولوی حامد حسین صاحب قادری بھرایونی پروفیسر برودہ کالج لکھتے ہین کہ مجھسے میر عارف علی صاحب رضوی مقیم ریاست برودہ جو ایک ہفتاد سالہ شیعہ بزرگ ہین بیان فرماتے ہین کہ حضرت ایک مرتبہ باندہ مین تشریف لائے اور حافظ احمد خان صاحب تحصیلدار باندہ کے مکان پر قیام فرمایا۔

ڈپٹی احمد حسین صاحب شاہجہانپوری وغیرہ دیگر معززین نے حضرت کو بھی مدعو کیا۔ تحصیلدار صاحب باندہ کے برادر عم زاد احمد حسین خان صاحب کروی (جسکو ترہوان بھی کہتے ہین) مین تحصیلدار تھے (یہ مقام کروی باندہ سے تقریباً پندرہ کوس کے فاصلہ پر ہے) اُنھون نے بھی حضور کو مدعو کیا۔ کروی کے راستہ مین باندہ سے پانچ کوس پر مبرا ایک موضع تھا جسے کھر نڈ کہتے تھے اُس زمانہ مین کروی جانے والون کو اس گاؤن سے ہو کر جانا پڑتا تھا۔

جب حضور انور نے باندہ سے کروہی کا قصد فرمایا تو باندہ سے مولوی سید عبدالہادی صاحب متوطن اُنّاؤ نے جو بڑے عالم تھے اور میرے اُستاد تھے مجکو لکھا کہ حضرت آپ کے موضع سے گذرین گے مہمان داری کا شرف حاصل کیجیے۔
چنانچہ حضرت میرے یہان تشریف لائے اور میری دعوت قبول فرمائی اُس زمانہ مین حضرت کی دعوت مین ترکاریان چٹنیان اچار وغیرہ پیش ہوتے تھے گوشت پیش نہین کیا جاتا تھا میرے یہان کھانے مین کیت کی چٹنی بھی تھی مجھے اکثر یہ بات یاد آجاتی ہے کہ حضرت نے کیت کی چٹنی کو چکھکر ارشاد فرمایا کہ "یہ کیا ہے"، مین نے کہا حضور کیت کی چٹنی ہے آپ نے فرمایا "کیت کی بھی چٹنی بنتی ہے ہمین اس سے پہلے نہین معلوم تھا"، یہ چٹنی بہت پسند فرمائی۔ جب حضور رخصت ہوے تو مین دور تک پہونچانے گیا۔ اور وقتِ واپسی بھی دعوت کے لئے عرض کیا جو حضور نے منظور فرمائی۔
حضور انور کھانے مین کسی نہ کسی چیز کی بہت تعریف فرما دیتے تھے مگر ایسی بے تعلقی تھی کہ کیت کی چٹنی کو اسقدر تعجب کی نگاہ سے ملاحظہ فرمایا۔
یہ خیال بالکل صحیح ہے کہ آپ نے کسی چیز کے ذائقہ سے حظ نہین اُٹھایا آپ نے گیارہ سال کی عُمر تک اپنے مکان پر کھانا تناول فرمایا اسکے بعد ہمیشہ توکل ہی پر بسر ہوئی۔
آپ بیشتر سے دعوتون کا تعین بھی خلاف توکل تصور فرماتے تھے ہر شخص کی دعوت بخوشی تناول فرمالیتے تھے اگر کوئی ذی مقدور آپ کے لئے پُرتکلف اور نفیس کھانا حاضر کرتا اور کوئی غریب اپنا سادہ کھانا دال دلیے کی قسم سے پیش کرتا تھا تو آپ دونون کے پیش کردہ طعام کی برابر قدر فرماتے تھے کبھی کسی کو اس بات کی ذرہ برابر شکایت پیدا نہین ہوئی کہ ہماری چیز کی کم قدر ہوئی۔ دونون اپنی اپنی خوش نصیبی پر ناز کرتے تھے۔
مولوی حسین علی صاحب نواب وارثی زمیندار سادہ مئو ضلع بارہ بنکی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عشرۂ محرم مین حضور انور ردولی شریف مین قاضی منظور الحق صاحب کے مکان پر قیام پذیر تھے مین تعزیون کے دفن ہونے کے بعد مکان پر آیا تو مین نے اپنی لڑکی سے کہا کہ حضور پُر نور کے لئے حلوا تیار کردو مگر حضرت اقدس بادام بالکل استعمال نہین فرماتے بادام نہ ڈالنا۔ اُس نے فوراً تیار کردیا جب مین لیکر چلا تو لڑکی نے ہنسکر کہا کہ آپ لئے تو جاتے ہین حضرت نوش فرمائین جب بات ہے۔
مین حاضرِ خدمتِ عالی ہوا اور وہ حلوے کا برتن پیش کیا تو آپ نے نور محمد شاہ خادم سے فرمایا کہ اس کو تقسیم کردو مجھے اس ارشاد پر ہنسی آگئی۔ حضور انور نے فرمایا کہ کیسے ہنسے تو مین نے عرض کیا کہ چلتے وقت میری لڑکی نے کہا تھا کہ لئے تو جاتے ہو حضرت نوش فرمائین تب بات ہے۔ یہ سُنکر فرمایا کہ "ہم کھائین گے"، چنانچہ فوراً خادم نے پانی حاضر کیا آپ نے تین مرتبہ انگشت مبارک سے اُٹھاکر نوش فرمایا مین نے عرض کیا کہ حضور بس اب خاطر ہوگئی یہ خلاف مزاج مبارک ہے۔ پھر حضور نے تقسیم کا حکم دیا غرضکہ حضور انور کو کسی شے سے رغبت نہ تھی۔ آخر زمانہ مین جب دیوہ شریف کو حضور کے مستقل قیام کی عزت نصیب ہوئی ہے تو شاہ فضل حسین صاحب وارثی سجّادہ نشین شاہ ولایت اور سید معروف شاہ صاحب وارثی کے علاوہ اکثر امرا نے حضور انور اور نیز مہمانون کے لئے اپنی طرف سے کھانے کے انتظامات کئے تھے۔ چنانچہ روزانہ حضور کی خدمتِ عالی مین متعدد سینیان کھانون کی پیش ہوتی تھین مگر آپ کی خوراک ایک وقت مین ایک تولہ سے زائد نہ تھی اور آخر زمانہ مین دونون وقت مین ایک تولہ کی مقدار رہ گئی تھی۔ جس سے ظاہر ہے کہ آپ کی بالکل روحانی زندگی تھی۔ غذا وغیرہ بالکل برائے نام تھی۔ برف کا پانی آپ نے کبھی

استعمال نہین فرمایا۔ البتہ شوربے سے ٹھنڈا کیا ہوا پانی استعمال فرمایا ہی۔
آپ اپنے لئے کبھی کوئی چیز طلب نہین فرماتے تھے البتہ مہمانون کے لئے ارشاد فرماتے تھے کہ ان کو کھانا کھلادو اور جب تک مہمانون کو کھانا نہین پہونچ جاتا تھا خود تناول نہین فرماتے تھے راقم الحروف نے حضور انور کے خدام عالی مقام اور جان نثاران قدیم سے اِس بات کی تحقیق کی کہ حضور انور کو کھانون مین کونسی شے زیادہ مرغوب تھی تو اُنسے مختلف باتین معلوم ہوئین کسی نے کہا کہ شیر برنج پسند فرماتے تھے کسی نے بیان کیا کہ دہی اور خشکہ زیادہ مرغوب تھا۔ کسی نے شامی کباب بتائے کسی نے ساگ پڑی ہوئی دال کسی نے خرفہ اور بتھوے کا ساگ بتایا غرضکہ مختلف بیانات پائے گئے جِنسے اس بات کا پتہ نہین چلتا کہ کونسی چیز خاص طور پر مرغوبِ طبع لطیف تھی۔ بلکہ یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ درحقیقت کوئی چیز آپ کو پسند نہ تھی ہر شخص نے اپنے خیال سے ایک ایک چیز تجویز کرلی تھی۔
بات یہ ہی کہ جو شخص جس چیز کو حضور کے لئے لایا اُسی پر اظہار پسندیدگی فرمایا خود کسی چیز کی جانب رغبت نہین تھی اور نہ کسی چیز سے کراہت تھی۔ آپ لحم البقر استعمال نہین فرماتے تھے مگر جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ آپ کی تقلید مین آپکے فقرا بھی اِس کو چھوڑتے جاتے ہین تو آپ نے صِرف ایک مرتبہ گائے کے کباب کو اُنگلی سے چکھا ہی تاکہ ایک جائز چیز سے تنفر نہ پیدا ہوجائے۔
البتہ آپ نے مچھلی کبھی نہین تناول فرمائی اور نہ کبھی اِسکی وجہ بتائی جس مکان مین آپ کے لئے کھانا تیار ہوتا تھا اُس مین بھی مچھلی نہین پکتی تھی۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے ناواقفیت سے وہان مچھلی پکائی تو چھپر مین آگ لگ گئی جس سے ظاہر ہوا کہ حضور کے واسطے جہان کھانا تیار ہو وہان مچھلی نہین پکنی چاہیے۔ چنانچہ دعوتون مین بھی لوگ حضور کے لئے مچھلی نہین پیش کرتے تھے۔ بعد تناول طعام آپ کو خلال فرمانے کی عادت تھی اب آخر عمر مین ایک دانت بھی نہین رہا تھا مگر حسبِ عادت خلال ضرور فرماتے تھے بلکہ خلالین ہروقت پاس رہتی تھین۔ عمر بھر توکل پر بسر ہوئی۔ امرا غربا جو دعوت کی استدعا کرتے آپ خوشی سے منظور فرماتے تھے البتہ جنکے ذرائع معاش ناجائز ہوتے تھے اُن کے یہان کے کھانے سے احتیاط فرماتے تھے۔ یہ بات مشہور تھی اِسلئے ایسے کسی شخص کو عرض کرنے کی جُرأت بھی نہ ہوتی تھی۔ ناجائز تو ناجائز ہے ہی اگر نارضامندی یا نااتفاقی کی دعوت ہوتی تھی تو آپ اُس سے بھی احتراز فرماتے تھے۔ مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی لکھتے ہین کہ میرے خاندان مین ایک بیوی صاحبہ حضور سے ارادت رکھتی تھین مگر اُنکے شوہر کو حضور سے بیعت نہ تھی۔ اُن بیوی صاحبہ کو ترکۂ پدری مین کچھ جائداد ملی تھی اُنھون نے حضرت کی دعوت کا اہتمام کیا مگر اُن کے شوہر صاحب کی زیادتی کے باعث اُنکے ہمخیال تھے اُن بیوی صاحبہ نے بغیر رضامندی اپنے شوہر کے اپنی جائداد کے زعم مین حضور کی خدمت عالی مین دعوت کے لئے عرض کیا آپ نے تبسم سے ارشاد فرمایا کہ "پہلے میان بیوی صلاح کرلو" وہ ساکت ہوگئین کچھ عرصہ کے بعد خود اُنکے شوہر صاحب نے بخلوص و محبت آپ کی دعوت کا اہتمام کیا تو آپ نے بطیب خاطر قبول فرمائی۔
تناول طعام کے وقت فرقِ اقدس کو تہ بند کے دامن سے ڈھانک لیتے تھے سرِ مبارک کھولکر کبھی کھانا نہین کھاتے تھے کھاتے وقت نشست اُکڑون ہوتی تھی اور بعد تناولِ طعام استنجے کے لئے تشریف لیجانا معمول مین داخل تھا۔
کھانے کے بعد دن مین قیلولہ اور شب مین چہل قدمی فرمایا کرتے تھے۔

لباس بچپن سے آپ بند دار اچکن غرارہ دار پاجامہ دو پلڑی یا کاہدار ٹوپی اور سلیم شاہی جوتے

پہنتے تھے جو شرفاے اودھ کا قدیمی لباس ہے۔

مگر ۱۵ سال کی عمر شریف مین جب حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے تو حج کے بعد آپ نے احرام شریف نہین اُتارا اور یہ دربارِ خداوندی کا لباس ہمیشہ کے لئے زیبِ جسم فرمالیا۔ اور اِسی مقدس لباس کو زیبِ جسم فرمائے ہوئے ہندوستان تشریف لائے۔

آپ سے پیشتر ہندوستان مین کسی درویش نے لباس مین یہ سادگی اور یکتائی اختیار نہین کی تھی کہ ایک ہی کپڑا تمام بدن کے لئے کافی ہو۔ اور لباس مین بھی شانِ عشق اور رنگ توحید کی نکھری ہوئی جھلک نظر آئے۔ یہ سادہ اور بے تکلف لباس بھی جسم لطیف پر نہایت محبوب نظر آتا تھا دیگر اوصاف کی طرح جامہ زیبی مین بھی آپ فرد تھے حسرت موہانی ؎

جامہ زیبی نہ پوچھیے اُن کی	جو بگڑنے مین بھی سنور جائین

حضور انور کو قدیم طرز کے رنگ نہایت مرغوب تھے زرد رنگ کا احرام زیادہ استعمال فرماتے تھے۔

مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی اپنے جدِّ امجد مولوی شیخ قدیر علی صاحب مرحوم مغفور کی روایت سے لکھتے ہین کہ جب حضور پُر نور پہلی مرتبہ پیھیپے پور تشریف لائے ہین تو یہ دیکھا گیا ہو کہ اُسوقت زرد ہار سنگھار اور ٹسُن کے پھولون کا یا ببول کی چھال کا رنگ زیادہ استعمال مین آتا تھا مگر اِن مختلف رنگون کی بھی کوئی قید نہ تھی جو جس رنگ کا تہ بند لایا اُسکو بخوشی زیب جسم فرمالیتے تھے۔ زرد رنگ اور ماشی رنگ کی نسبت لوگون کا خیال ہے کہ زیادہ پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

حضور انور کے ملبوسِ مبارک کی جو رنگت بھی ہوتی تھی وہ جسم لطیف پر نہایت خوشنما ہو جاتی تھی۔ وہ جامہ زیبی وہ پیاری پھبن وہ لباس اطہر کی بھینی بھینی خوشبو ایسی عجیب کیفیت پیدا کرتی تھی کہ دل بیقرار ہو جاتا اور بیساختہ زبان سے نکل جاتا تھا ؎

چشم پیدا کُن کہ بینی آشکارا و نہان		در لباسِ گُلعذاران رنگِ نبی بوے علیؑ	

کہتے ہین کہ بزرگانِ دین کی پرستش بعدِ وصال زیادہ ہوتی ہے مگر آپ کی حیات ظاہری بھی عجیب حیرت انگیز تھی بے شمار مخلوقِ خدا منتین اور مرادین مانگتی تھی کہ اگر ہمارا فلان کام ہو گیا تو ہم احرام شریف لیکر آستانۂ عالی پر حاضر ہونگے۔ چنانچہ وابستگانِ دامانِ دولت اپنی منت کے موافق نہایت جلوس کے ساتھ اِس مقدس لباس کو لاتے تھے۔ ایک بڑی سینی مین شیرینی کے ساتھ احرام شریف رکھا جاتا تھا شربت کی گاگرین بھرا ہ ہوتی تھین گلاب پاشی ہوتی جاتی تھی قوالون کی ٹولیان راستہ بھر نغمہ سرائی کرتی جاتی تھی۔ خلاصہ یہ ہو کہ جو تزک و احتشام اور اُسوقت کا جوش و خروش ہوتا تھا وہ بیان سے باہر ہو اور جو خیالی و یکرنگی اتحاد قلبی و انوار وحدت عام طور پر دِلون مین جاگزین ہوتے تھے اُنکی تصویر الفاظ مین کھینچکر دکھانا ناممکن ہو ؎

(فروغ شاہجہانپوری)

مثلِ شارع مہر چمکتا ہے سب بدن		احرام کی بہار وہ ہر رنگ کی پھبن
خوشرنگ جس طرح سے چمن مین گلِ چمن		روشن ہے روے پاک سے ہر بزم و انجمن

	نہ نیت ہے جسکی وہ گل روے ستبد یہ ہے باغ جہان مین مرجع ہر نیک و بد یہ ہے	

وہ بھیڑ رہتی ہے درِ دولت پہ ہر گھڑی چپ ہے کھڑا استون بھی لئے ہاتھ مین چھڑی		خلقِ خدا ہے آٹھ پہر ڈیوڑھی پر اڑی ہر سو رواں ہے دیدۂ مشتاق سے جھڑی
	یون قمریون کا عشق ہے اُس سرو باغ پر گرتے ہین جس طرح سے پتنگے چراغ پر	

آپ احرام شریف زیب جسم فرمانے کے بعد اُترے ہوے لباس کو ہمیشہ کے لئے علیحدہ فرما دیتے تھے جس مین سے نصف لانے والے کو اور نصف دیگر مستحقین کو مل جاتا تھا اور اسکے حصول کی ایک خاص مسرت ہوتی تھی اور اُسکا ایک ایک تار تبرکاً تقسیم ہو جاتا تھا۔

جسقدر یہ لباس اپنی شان وعظمت مین تقدس اور برتری رکھتا ہی اسی طرح حضور انور کی نگاہ مین اِسکی اہمیت بھی تھی۔ چنانچہ آپ جن طالبانِ الٰہی کو یہ متبرک لباس عطا فرماتے تھے اُنکو اِس کے ظاہری و باطنی آداب بھی تعلیم فرماتے تھے۔ جو براے خاص سخت مجاہدے تھے۔ جنکے آپ خود پابند تھے۔ مثلاً سواے زمین کی نشست کے چارپائی تخت کرسی وغیرہ کی نشست سے بالکل کنارہ کشی اختیار کرنی۔ سفر مین سواے جہاز اور ریل کے کسی جاندار سواری پر سوار ہونا۔ اور اگرچہ آپ نے بعض حالتون مین خاص وجوہ سے معدودے چند فقرا کو معمولی سواریون کی اجازت بھی دی ہی مگر یہ حکم عام نہ تھا جُزاً بین اور جوتے وغیرہ پہننے کی قطعی ممانعت تھی۔ صراحتہً یا کنایتہً سوال سے بھی نہایت پابندی کے ساتھ محترز رہنے کی ہدایت اور بے لاگ اور بے غرض رہنے کی تعلیم تھی۔ تسلیم ورضا۔ توکل و استغنا۔ زہد وریاضت اِس جامۂ متبرکہ کا حقیقی لباس ہے وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ۔ آپ اکثر طالبِ حق کو یہ لباس مرحمت فرماتے وقت ارشاد فرماتے تھے کہ

"دولہی لباسِ زندگی ہے اور یہی کفن ہے"

جس سے ظاہر ہے کہ گویا اپنی ہستی کو مٹا دینے کی طرف اشارہ ہی چنانچہ آپ کے فقرا اِسی لباس مین دفن بھی کئے جاتے ہین۔ اور جو باطنی تعلیمات اِس لباس سے متعلق ہوتی تھین وہ عام نہ تھین جو تحریر مین آسکین۔ بہ اعتبار ظاہر بھی اِس لباس کا استعمال ایک امر دشوار ہے کہ تمامی عیش وتنعم کے اسباب کو خیرباد کہنا پڑتا ہے اور اگر اِس ارشاد کی تعمیل مین ثابت قدمی ہو کہ "دولہی کفن ہے" تو طالبِ حق کے لئے یہ مجاہدہ کوئی معمولی مجاہدہ نہین ہر آن واحد مین اور سے اور حالت پیدا کرنے مین کافی سے زیادہ موثر ہی۔ آپ بہ نفس نفیس اِس مقدس مین اُن قیود کے بدرجۂ اتم پابند تھے جو بارگاہِ الٰہی مین اِس لباس کو پہن لینے کے بعد ہر حاجی پر فرض ہو جاتا ہی سرخ اور سیاہ اور سفید رنگ آپ نے کبھی استعمال نہین فرمایا نہ دوشالہ وغیرہ آپ کے استعمال مین آیا خالص ریشم کا تہبند بھی آپ نے نہین پہنا البتہ تُسر کا تہبند زیب جسم فرمایا ہی۔ کچّے رنگ کو استعمال نہین فرماتے تھے پختہ رنگ مرغوبِ خاطرِ اقدس تھا۔

نفیس فردین جامہ وارین قبول فرما لیتے تھے مگر برتتے نہین تھے کبھی نہ کسی کو مرحمت فرما دیتے تھے البتہ کمل شوق سے اوڑھتے تھے۔ آپ کی وضعداری خاص طور پر مشہور تھی کہ جو بات آپ سے ظہور مین آتی ہی وہ مستقل ہوتی ہی۔

آپ کا جو طریقۂ اکل وشرب اور جو لباس تھا اُسمین بھی وضعداری کی پوری شان تھی جو بات وضع مین داخل ہوگئی وہ اُسی حالت مین رہی اُسمین کوئی تغیر نہوا۔

پابندئ وضع

وضع کی پابندی جیسی حضور انور کی ذات محمود الصفات مین دیکھی گئی ہے وہ دیدہے نہ شنید۔ جس سے ظاہر ہی کہ مزاج عالی مین اعلیٰ درجہ کا استقلال اور یکرنگی تھی۔ حقیقۃً وضعداری واستقلال خاص جوہرہین جو مردان خداہی مین کمال کے ساتھ ہوتے ہین ہرشخص اُنکا پابند نہین ہوسکتا۔

آپ کی دیگر صفات کی طرح آپ کی باوضعی بھی ضرب المثل ہی جو بات ابتدا مین آپ سے سرزد ہوگئی وہ گویا وضع مین داخل ہوئی ممکن نہین کہ کسی حالت مین اُسمین تغیر وتبدل ہوسکے۔ جس شخص کے مکان مین حضور انور پہلے پہل مقیم ہوتے تھے بس ہمیشہ کے لئے اُسی مکان کو حضور کے قیام کا شرف حاصل رہتا تھا۔ کبھی اس مین تبدیلی نہین ہوتی تھی بڑے بڑے امراء ورؤساء التجا کرتے تھے مگر آپ غریب میزبان کی دلشکنی گوارا نہین فرماتے تھے۔

اب آخرزمانہ مین جب کہ بسبب ضعف ونقاہت آپ سفر نہین فرماتے تھے اور آپ کے متمول مریدین ومعتقدین حضور کو خود جاکے لاتے تھے تو بھی آپ اُن کے مکان پر قیام نہین فرماتے تھے۔ اُس شہر مین جہان پہلی مرتبہ اقامت فرمائی تھی وہین قیام فرماتے تھے۔ یہی نہین بلکہ جس شہر یا قصبہ وغیرہ مین جس راستہ سے پہلی مرتبہ تشریف لیجاتے بس وہی راستہ ہمیشہ کے لئے مخصوص ہوجاتا تھا۔ ہرگز اُس راستہ کو نہین بدلتے تھے اگر زائرین کی کثرت یا آپ کے استغراق ومحویت کے باعث راستہ بدلجاتا تھا تو یاد آتے ہی پلٹ آتے اور اُسی قدیم راستہ سے مسافت طے فرماتے اور ارشاد فرماتے تھے کہ ”ہمارا قدیم راستہ وہی ہے“ گویا راستہ سے بھی آپ کو خاص اُنس ہوجاتا تھا۔

اثنائے راہ مین ابتداءً جس جگہ آپ نے سکون لیا پھر جب کبھی اُس راستہ سے تشریف لائے تو وہی جگہ سکون کے لئے مخصوص ہوئی آپ کا استقلال ہر کام مین بدرجۂ کمال تھا۔ جس قسم کی جو بات حضور کی وضع مین داخل تھی وہ نہایت پختگی کے ساتھ تھی۔

مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی تحریر فرماتے ہین کہ موضع گورہ ضلع بارہ بنکی مین (جو دیوہ شریف سے جانب شمال واقع ہو) آپ جب ابتدا مین تشریف لے گئے تھے تو راستہ مین ایک باغ تھا جسمین آپ نے ایک درخت کے سایہ مین آرام فرمایا تھا۔ پندرہ سولہ سال کے بعد جب پھر موضع مذکور کو حضور نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرف بخشا تو ضعف کے باعث پالکی مین تشریف رکھتے تھے اور یہان زمانہ کے انقلاب نے اُس باغ کا نشان بھی مٹا دیا تھا لیکن جسوقت اُس مقام پر پالکی پہونچی جہان وہ باغ تھا تو آپ نے فوراً پالکی رُکوادی اور اُس مین سے اُترکر اُسی مقام پہ پہونچے جہان زیر درخت آرام فرمایا تھا۔

اور ہمراہیون سے ارشاد فرمایا کہ ”جب ہم پہلی مرتبہ اِس راہ سے گذرے ہین تو یہان ایک سایہ دار درخت تھا جو بہت اچھا تھا“۔ تھوڑی دیر وہان سکون فرمانے کے بعد آپ پالکی مین سوار ہوئے۔

آپ جس مکان مین یا جس قطعۂ زمین مین جس سمت کو رُخ کرکے پہلی مرتبہ بیٹھے اُٹھے استراحت فرمائی اسی طرح ہمیشہ عمل درآمد رہا اور ایک ہی وضع قایم رہی کبھی اُسمین تغیر وتبدل نہین فرمایا۔

جناب مولانا مولوی حاجی عابد حسین صاحب فتحپوری جو فی زمانا اودھ مین مشہور ومعروف بزرگ ہین

(اپنے پیر و مرشد برحق مولٰنا شاہ نذیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ اکثر آیا کرتے تھے اور بعد وصال جناب ممدوح الشان بھی اپنی وضع پر قائم رہے) تحریر فرماتے ہین کہ "حضرت مولٰنا و مرشدنا شاہ نذیر علی صاحبؒ کے حصول قدمبوسی سے بہت قبل حالت طفولیت سے مجھے جناب حاجی صاحب قبلہ کی زیارت کا اکثر موقعون پر اتفاق ہوا لیکن اُسوقت سے رحلت کے وقت تک مین نے اُنکو ایک ہی حال پر پایا کبھی کوئی تغیر نہین دیکھا اور نہ کبھی کوئی خواہش دیکھی،،

اِس سے ظاہر ہو کہ دیگر سلاسل کے محترم بزرگون نے بھی حضور انور کی پابندئی وضع پر غور کیا ہو۔ حقیقت یہ ہو کہ آپ کی پاسدارئی وضع مین بھی رنگِ وحدت تھا کہ جو بات تھی وہ ایک حالت پر تھی اُسمین کوئی تغیر و تبدل نہین ہوتا تھا۔ آپ کا لباس طریقۂ اکل و شرب نشست و استراحت عادات و صفات سب مین پابندئ وضع کا ظہور تھا۔ آپ کی وضعداری بھی ایک خاص شان رکھتی تھی جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ آپ کی ذات محمود الصفات مین جو بات تھی وہ اِستقلال و پختگی کی ایک بیّن مثال تھی۔

نشست و استراحت

حضور کی نشست و استراحت مین بھی اِسقدر وضعداری تھی کہ ہمیشہ ایک ہی حالت قایم رہی آپ کی ہمیشہ یہ عادت تھی کہ بعد تناولِ طعام صرف دو سکنڈ کے لئے بائین کروٹ پر استراحت فرماتے تھے۔ اور دو سکنڈ کے بعد سیدھی کروٹ بدل لیتے تھے اور ہمیشہ اِسی کروٹ سے رہتے تھے۔ چت ہو کر آپ نے عمر بھر آرام نہین فرمایا حتّٰی کہ تناول طعام کے بعد جب دو سکنڈ کے لئے آپ بائین پہلو پر لیٹتے اور فوراً ہی کروٹ بدل لیتے تھے تو چونکہ چت ہونا منظور نہ تھا اِس لئے بیٹھکر کروٹ بدلنے کا دستور تھا۔

حالانکہ صرف ایک ہی کروٹ مین رہنے کے باعث حضور کے سیدھی جانب کے کولے مین زخم بھی ہو گیا تھا۔ یہ بات مشہور ہے کہ حضور انور نے تمام زندگی ایک ہی کروٹ مین بسر فرمائی۔ آپ نے کبھی تکیہ سرہانے نہین رکھا نہ دیر تک تکیہ رکھکر نشست فرمائی ہمیشہ ہاتھ کا تکیہ رہتا تھا ایک مرتبہ مولوی احمد حسین صاحب رئیس رہرہ مئو ضلع بارہ بنکی نے حضور کے بستر مین دو تکئے رکھکر لپیٹ دئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "ہم تکیہ کو پسند نہین کرتے،،

آپ پیرانہ سالی مین جبکہ قوائے جسمانی مین نہایت ضعف آگیا تھا اور نشست و برخاست مین ضعف کے باعث تکلف ہوتا تھا تو خدام کوئی کپڑا سہارے کے لئے سرہانے رکھدیا کرتے تھے۔ آپ کی نشست کا بھی ہمیشہ وہ انداز رہا جس مین تکیہ کی ضرورت ہی نہین تھی۔

آپ تین طرح کی نشست فرماتے تھے تناولِ طعام کے وقت خصوصیت کے ساتھ اُکڑون نشست ہوتی تھی۔ اور اِسی نشست سے زیادہ تر بیٹھنے کی عادت تھی اُکڑون بیٹھنے مین دونون ہاتھ زمین پر رکھے رہتے تھے یہ خاص صورت نشست کی تھی کبھی دو زانو اور کبھی یک زانو بھی نشست فرماتے تھے۔

آپ کی نشست کا کچھ ایسا انداز تھا کہ صاف طور پر حضور انور کے اعضائے لطیف الف اور لام اور ہ کی شکل پیدا کرتے تھے جس سے لفظ اللّٰہ صاف پڑھنے مین آتا تھا حتّٰی کہ دست راست کی مٹھی بند رہتی تھی جو ہ کی شکل ظاہر کرتی تھی۔ گو یا نشست بھی عملی طور پر یادِ الٰہی سے خالی نہ تھی اور استراحت مین سرِ اقدس میم کی شکل پیدا کرتا تھا اور دستِ مبارک کا تکیہ ح کی صورت مین ہوتا تھا اور کمر شریف کسی قدر خم ہوتی تھی جو میم مکرر بن جاتی تھی اور پائے مبارک دال کی شکل مین ہوتے تھے اِس طرح لفظ محمدؐ بے تکلف پڑھا جاتا تھا۔

اکثر بزرگون نے ایک ہی طرز مین ان مقدس الفاظ کو مطالعہ کیا ہو اور نشست واستراحت مین لفظ اللہ و محمد صاف پڑھا ہے گویا بیٹھے مین انداز عاشقی اور استراحت مین شان محبوبی جلوہ گر تھی۔ زانو پر زانو رکھکر یا چار زانو ہوکر کبھی نشست نہین فرمائی۔ آپ کی نشست کا کچھ ایسا دلفریب انداز تھا کہ دیکھنے والون کی طبیعت نہین بھرتی تھی جی چاہتا تھا کہ بیٹھے ہوئے دیکھتے ہی رہین۔

غرضنکہ خداوند کریم اپنے جن مقبول اور برگزیدہ بندون کو اپنی قدرتِ کاملہ کا نمونہ بناکر دنیا مین بھیجتا ہے اُن کی ہر ایک ادا محبوب ہوتی ہے۔ حضورِ انورحسن و جمال مین بھی آفتاب تھے جسکے نظارہ سے خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ کا منظر پیش نظر ہوجاتا تھا ؂ (از حسرت موہانی)

وہ روئے زیبا ہی جانِ خوبی یا عکس مے سے شیشہ گلابی **سراپائے مبارک**	ہین وصف جسکے سارے کتابی پھرتی ہو اب تک دل کی نظر مین یارِ من با کمالِ رعنائی شدچو حسنِ نظارہ دامنگیر از تقاضائے حسنِ جلوہ گری	پیراہن اُس کا ہے سادہ رنگین کیفیت اُن کی وہ نیم خوابی خود تماشا و خود تماشائی گشت مطلق بدامِ قید اسیر آمد اندر حصارِ شیشہ پری

حضور انور حُسن وجمال کے اعتبار سے بھی سراپا انتخاب تھے جسمین دستِ قدرت نے حُسن وخوبی کے ایسے چارچاند لگائے تھے کہ دیکھنے والے انوار الٰہی کا مشاہدہ کرتے تھے۔ اور زبانِ قلب کلامِ الٰہی سے اس حُسنِ دل افروز کی داد دیتی تھی۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ (ہمنے انسان کو بہتر سے بہتر ساخت کا پیدا کیا) تمام جسم اطہر نور کے سانچے مین ڈھلا ہوا تھا۔ چہرۂ انور کا گندمی سُرخی مائل رنگ نہایت دلفریب تھا جسمین وہ چمک اور روشنی تھی کہ اُس سے انسان حیرت زدہ و ششدر ہوجاتا تھا اور رعب حُسن سے نظر جماکر دیکھنے کی تاب نہین ہوتی تھی ؂

قندیلِ ماہ آئینۂ مہر لمعِ برق	اک عکس ہے یہ آئینۂ رُخ کی تاب کا		

حضور کا چہرۂ انور جسطرح باعتبار حُسن وجمال وجیہ و خوبصورت تھا اسیطرح اُسمین کشش حُسن دلی ورفریفتہ و شیفتہ کرلینے کی قوتِ جاذبہ بھی کمال کے ساتھ تھی جس سے مخلوقِ الٰہی پروانہ وار شمع جمال پر نثار ہوتی تھی اور رُخ پُر نور کو دیکھکر یہ بات اظہر من الشمس ہوجاتی تھی کہ آپ خاندانِ رسالت کے چشم وچراغ ہین آپ کے جمالِ عدیم المثال نے بھی آفتابِ رسالت سے کسبِ ضیا کیا ہے اور یہ وہ آفتاب نہین جو غروب ہونے والا ہو ؂

بصورت تو نگارے نہ آفریدِ خدا	تراکشیدۂ ودست از قلم کشید خدا		

چہرۂ انور کا رنگ اکثر متغیر رہتا تھا کبھی سُرخ اور کبھی سفید ہوجاتا تھا اور بعض اوقات اُس مین ماہتاب کی طرح چمک پیدا ہوجاتی تھی جس سے نظر بھر کے دیکھنا مشکل تھا حالانکہ آپ کے چہرۂ انور کی گندمی رنگت تھی ایک خاص بات یہ تھی جسکو بہت کم لوگون نے دیکھا ہو کہ حضور انور صبح کو اُسوقت تک چہرۂ انور سے چادر نہین ہٹاتے تھے جب تک اندر ہی اندر روئے مبارک کو دھو نہین لیتے تھے۔ چنانچہ سید معروف شاہ صاحب نے حُسنِ اتفاق سے حضور انور کے بغیر دھوئے ہوئے چہرۂ مبارک کی زیارت کی ہو اُن کا بیان ہو کہ آفتاب کی طرح تھی جس سے نگاہون مین خیرگی پیدا ہوتی تھی۔ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ حکیم ضمیر احمد صاحب بچھرایونی کو بھی یہ سعادت نصیب ہوئی ہو وہ چہرۂ انور مین مہر منور کی چمک دیکھکر ششدر ہو گئے تھے۔

قاضی محمد الیاس صاحب وارثی غازی پوری لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ مین حضور انور کی خدمت عالی مین حاضر تھا شب کا

وقت تھا ۸ بجے ہونگے چراغ روشن تھا اتفاق سے گُل ہوگیا مین نے اُس تاریکی مین حضورِ انور کی ایسی روشنی دیکھی کہ خدا علیم ہی وہ قابلِ تحریر نہین ہی اور نہ ظاہر کرنے کی بات ہی مین اس خیال مین ایک گھنٹہ تک حیرت زدہ رہا۔ حضورِ انور کے چہرۂ انور مین جو روشنی اور حُسنِ دلفریب تھا اُسکے کرشمے کچھ وہی لوگ جانتے ہین جن پر اُن مقدس انوار کا انکشاف ہوا ہی۔ تمام جسم خدا نے نور کے سانچے مین ڈھالا تھا حضور انور کا قدرعنا کسی قدر لمبا مگر نہایت موزون تھا۔ جسمِ اطہر متوسط تھا نہ موٹا نہ دُبلا مگر کثرت ریاضت شاقہ کے باعث نہایت نحیف و ناتوان ہو رہا تھا اور مورد فضالِ خداوندی تھا جیسا کہ کلامِ پاک مین وارد ہی۔

وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ

اور ہمارا منشا یہ تھا کہ جو لوگ مُلک مین کمزور کردیئے گئے تھے اُنپر احسان کرین اور اُنکو سردار بنائین اور اُنکو وارث ٹھرائین)

فرقِ مقدس بڑا اور گول تھا جس سے سرداری نمایان تھی اور آپ کی بلندی مرتبت پر دلالت کرتا تھا۔ آپ کے سرِ مبارک مین یہ بات عام طور پر مشاہدہ کی گئی ہی کہ اپنے جدامجد حضور سرورِ عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے فرقِ اقدس کی طرح سب سے بلند رہتا تھا ہزارون شخصون کے مجمع مین آپ ہی کا سرِ مبارک سب سے اونچا اونچا رہتا تھا سرِ مبارک پر گھونگروالے بال تھے جو سُنّتِ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے موافق تا بدوش یا تا بناگوش رہتے تھے ؎

یہی سبب تھا جو زُلفون کو تھے بڑھائے ہوئے	کہ آج سارے زمانے پہ ہین وہ چھائے ہوئے

پیشانیِ مبارک فراخ و کشادہ اور انوارِ خداوندی سے نورٌ علی نور تھی ؎

اے صبحِ سعادت ز جبینِ تو ہویدا	ابن حُسن چہ حُسن ست تبارک وتعالی

بھوین کسی قدر دراز اور محراب دار تھین پلکین جُھکی ہوئی تھین آنکھین بڑی بڑی حیا پرور و سرمگین تھین جو خدا بینی کے لئے وقف تھین اور ہمیشہ نیچی رہتی تھین آنکھ اُٹھا کر کسی کو دیکھنے کی عادت نہ تھی اگر حُسنِ اتفاق سے کسی کی جانب نگاہ اُٹھ جاتی تو وہ مدہوش ہو جاتا اور زبانِ حال سے عرض کرتا تھا ؎

دُزد دیدہ فگندے بمن از ناز نگاہے	قربان نگاہے تو شوم باز نگاہے

حضور کے جمالِ عدیم المثال کے روبرو زائرین کے حواس بجا نہین رہتے تھے اور اسکا تجربہ صرف مریدین ہی کو نہین ہے بلکہ دیگر اصحاب کو بھی ہوا ہی۔

مولٰنا محمد ناظم علی صاحب فضلی نائب مہتمم مدرسۂ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ تحریر فرماتے ہین کہ "مجھکو بچپن سے لیکر تا زمانِ شباب بارہا خدمتِ عالی مین حاضری کی نوبت آئی لیکن نہ ہوش تھا نہ تمیز اور نہ یاد ہی کہ کیا کیا واقعات پیش آئے سوا اِسکے کہ سامنے جاکر از خود رفتہ ہو جاتا تھا لیکن خدمت عالی مین حاضری کا بہت شوق تھا حاجی صاحب قبلہ کے جمال علی الخصوص آنکھون پر مجھے زیادہ فریفتگی تھی"

چہرۂ انور کی طرح آپ کی پیشانِ مبارک کو بھی نظر جما کے دیکھنے کی کسی کو تاب نہین تھی حضورِ انور کی آنکھین جسقدر خوشنما اور حُسن مین بھری ہوئی تھین اُسی طرح تاثیر مین بھی کشش مقناطیس کو مات کرتی تھین۔

جان نثارون کا ہر وقت مجمع رہتا تھا جس سے عجیب دلِ آویز منظر پیشِ نظر ہوتا اور بیساختہ زبان سے نکل جاتا تھا کہ ؎ (حضرت شفیق)

کعبہ و بُتخانہ والے آکے قابو مین ترے	سر بسجدہ رہتے ہین محرابِ ابرو مین ترے

بینیٔ مبارک کسیقدر ملی ہوئی اور اونچی تھی۔ دہنِ مبارک متوسط تھا نہ زیادہ کشادہ نہ تنگ دونوں لب گلاب کی سی پنکھڑیاں۔ دندانِ مبارک نہایت صاف وشفاف نہ چھوٹے نہ بڑے موتیوں کی سی لڑی معلوم ہوتے تھے ؎ (جناب اسحٰق مرحوم وارثی)

دیتے ہیں آپ کے دندانِ مبارک سے مثال
سِلکِ گوہر کی کہاں جا کے لڑی ہے تقدیر

خطِ لطیف بھرا ہوا تھا۔ ریش مبارک گنجان اور ایک مُشت لانبی تھی جو زیب چہرۂ نورانی عجیب نظارۂ حُسن پیش کرتی تھی جس سے رُعبِ جمال کے علاوہ حضور انور کے مقدس و بزرگتر شرف و اقتدار پر جان نثاری کی اُمنگ پیدا ہوتی تھی اور زبان ودِل تصدیق کے ساتھ اقرار کرتے تھے کہ ای بادشاہِ حُسن تو شمع عالم افروز ہے تو آفتابِ نیمروز ہے۔ تیرے مقدس اور بزرگ چہرہ میں یوسفؑ طیبہ کے حُسنِ دلکش کی جھلک ہی ؎

تیرے شرف پہ عزم قسم کا کئے ہوئے
پھرتی ہے رِحل ہاتھ میں قرآن لئے ہوئے

گردن نہایت خوشنما اور اونچی تھی دونوں شانے گول اور ہاتھ لانبے تھے دونوں ہتھیلیاں گوشت سے بھری ہوئی اُنگلیاں لمبی لمبی پتلی پتلی نہایت خوبی وخوش اسلوبی سے مزیّن تھیں۔ ناخنِ پاک ہلال نو کا منظر دکھاتے تھے۔ دونوں ہاتھ دستگیریٔ خلق کا بیڑا اُٹھائے ہوئے تھے جن سے بفحوائے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ عقدہ کشائے وجود وعطا کی نسبت جاری تھی۔ دونوں کلائیوں میں شانِ یداللّٰہی نمایاں تھی دست وبازو کی قوتِ کاملہ کو دیکھکر آپ کے جدِّ اعلیٰ قوتِ بازوئے رسولؐ خدا جناب علیؑ مرتضیٰ کی یاد تازہ ہوتی تھی ؎

آفرین بر دست و بر بازوئے تو

سینۂ صافی آئینہ کی طرح صاف تھا جسمیں اسرار خداوندی محفوظ تھے۔

(شیدا میاں وارثی لکھنوی)

سینۂ پاک ہے گنجینۂ رازِ احدی
کینۂ و بغض و حسد کبر و کدورت سے بری
یہ صفائی کبھی آئینہ میں دیکھی نہ سُنی
اہلِ دِل سمجھیں نہ کس طرح بزرگی اِسکی

زُہد زاہد کو دِل افگاروں کو اُلفت بخشی
جسکو سینہ سے لگایا اُسے نعمت بخشی

اور اِسی سینہ کے پہلو میں ہے دِل کا بھی مقام
وصف اِس دِل کا ہو یہ دِل نہیں رکھتا ہی غلام
ذکر و اشغال میں مصروف یہ رہتا ہے مدام
الغرض یادِ الٰہی میں کٹی عُمر تمام

بھول کر لذّتِ دُنیا کی طرف چاہ نہ کی
سیکڑوں عشق میں صدمے سہے پھر آہ نہ کی

کمرِ شریف کسی قدر پتلی اور نازک تھی پائے مبارک متوسط تھے نہ بہت چھوٹے نہ بڑے غرضکہ تمام اعضا سے لطیف نہایت متناسب و موزون تھے اور ایک خاص شانِ حُسن رکھتے تھے۔ جن سے عالم پیری میں بھی خاص کشش و دلفریبی ظاہر ہوتی تھی ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دِل می کشد کہ جا اینجاست

حقیقۃً آپ کا حُسن وجمال بفحوائے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ آئینۂ جمالِ الٰہی تھا جسپر ایک عالم کو

گرویدگی تھی۔ حضورِ انور کو دیکھکر خدا کی یاد آتی تھی اور نظارۂ جمال عدیم المثال سے حبیبِ خدا کے حسنِ عالم افروز کا عکس قلوب مین پرتو فگن ہوتا تھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ بِعَدَدِ کُلِّ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ

حضورِ انور کے شمعِ جمال پر پروانون کا کوئی شمار نہ تھا اِس حسنِ عالمتاب نے بیحد و بیحساب مخلوقِ الٰہی کے دِلون پر فتح حاصل کی اور ایسی فتح کہ جس نے قلوب کی حالت بدل دی جان نثاری کے لئے خود عشاق سربکف نظر آتے اور زبانِ حال سے یہ کہتے تھے ؎

دست از طلب ندارم تا کامِ من برآید	یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید
جان برلب ست در دل حسرت کہ از لبانش	بگرفت ہیچ کامے جان از بدن برآید

حضورِ انور بوستانِ رسالت کے ایک تر و تازہ پھول تھے اور جناب محبوبِ خدا علیہ التحیۃ والثنا کے جسمِ لطیف کی طرح حضورِ انور کے جسمِ اطہر سے بھی خوشبو آتی تھی ؎

ہر گلے نو کہ شد چمن آرا	اثرِ رنگِ فیضِ صحبتِ اوست

جسمِ اطہر کی خوشبو کا علاوہ مریدین عقیدت گزین کے دیگر اصحاب کو بھی احساس ہوا ہی۔
منشی کمد دست خان صاحب متوطن گنج مرادآباد ضلع اُنّاؤ جو حضرت مولانا شاہ فضل رحمن صاحب رضی اللہ عنہ سے شرف بیعت رکھتے ہین (حضورِ انور کی تشریف بری گنج مرادآباد کے متعلق) لکھتے ہین کہ یہ بات اور عجیب تھی کہ حاجی صاحب کو تلاش کرنے کی ضرورت نہین ہوتی تھی جس گلی سے گذر آپ کا ہوتا تھا وہ گلی معطر ہوجاتی تھی۔ جسکی وجہ سے تلاش کنندہ خود تلاش کرلیتا تھا۔ مین یہ نہین کہہ سکتا کہ یہ بات میرے ہی دماغ کو محسوس ہوتی تھی یا دوسرون کو بھی لیکن چند آدمیون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اُنکو بھی اِسکا احساس تھا۔"
آپ کی ذات بابرکات کی طرح آپ کا حُسن بھی لاجواب تھا جس سے نگاہون کو خیرگی پیدا ہوتی تھی اور نظر بھر کر دیکھنے کی تاب نہین ہوتی تھی ؎ (حسرت موہانی)

اہلِ نظر کو بھی نظر آیا نہ روے یار	یان تک حجاب نور نے مستور کردیا

سچ ہے کہ وہ صناعِ حقیقی جن مقدس نفوس کو مدارج عالی عطا فرماتا ہے انکو حسن و جمال کے اعتبار سے بھی ممتاز و شہرۂ آفاق کردیتا ہی۔ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ؎ (حسرت موہانی)

محبوبی و رنگینی ہین ہر جز و بدن تیری	سرشارِ محبت ہے خوشبوے دہن تیری
غارتگرِ تمکین ہے آشوبِ دل و دین ہی	یہ طرزِ نگہ تیرا یہ وضعِ حسن تیری

صفتِ تنزیہی

جس طرح کا حُسنِ عالم افروز ظاہر مین محبوب و دلفریب تھا اُسی طرح وہ رعنائی و خوبی کے علاوہ دیگر صفات سے بھی آراستہ تھا۔

یہ مثال بالکل صحیح ہی کہ آپ کا وجود سراپا محمود ایک آئینۂ وحدت تھا جسمین دوئی کا نام نہ تھا جو روبرو آیا وہ حیرت زدہ ہوکر رنگ وحدت مین مستغرق ہوگیا۔ یہ آپ کی بزمِ وحدت کا ادنیٰ کرشمہ تھا کہ خواہ کتنی ہی کثرت ہو مگر وحدتِ قلبی کے باعث سب ایک ہی خیال اور ایک ہی رنگ مین متحد نظر آتے تھے ؎

با وحدتِ حق ز کثرتِ خلق چہ باک	صد جائے اگر گرہ زنی رشتہ یکیست

جس طرح خدائے واحد نے نسبتِ توحید مین آپ کو ممتاز فرمایا اور بہ اعتبار حُسن و جمال یکتا و بے نظیر بنا یا
اُسی طرح جسدِ اطہر مین صفت تنزیہی بھی عطا فرمائی تھی۔ کہ جسم اطہر بعض اوقات محسوس نہین ہوتا تھا جس سے
ظاہر ہو کہ آپ نور ہی نور تھے بقول خاقانی ؎

عقل و جانست بہ یٰسین چو یاسین جفتند		تن چو نون کز رقمش دور کنی تا بینند	

آپ کے جسم اطہر پر بظاہر جسم کا اطلاق ہوتا تھا مگر حقیقتہً عقل و روح کے سوا کچھ نہ تھا یا نفی و اثبات کا منظر تھا
کہ کبھی سب کچھ ہے اور کبھی کچھ نہین - حق یہ ہو کہ آپ مین جو خاص صفات نظر آتے تھے وہ عجیب حیرت انگیز ہوتے تھے
جو باتین سُنا کرتے تھے وہ حضور انور کی ذاتِ محمود الصفات مین آنکھون سے دیکھی ہین۔
مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی بیتھے پوری لکھتے ہین کہ میرے والد ماجد شاہ مقصود علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ
اور حکیم رحمت علی صاحب بیتھے پوری جو حضور کے ہم مکتب بھی تھے بیان فرماتے تھے کہ اکثر پائے مبارک دبانے کے
وقت حضور انور کا جسم اطہر محسوس نہین ہوتا تھا۔
حاجی حافظ احمد علی صاحب متوطن مثوارہ و خیرات علی شاہ صاحب بیتھے پوری و میان بھورے شاہ صاحب نے
بھی اِس کا تجربہ کیا ہے۔
سیدنا معروف شاہ صاحب قبلہ وارثی تحریر فرماتے ہین کہ میری بڑی ہمشیر جو حضور انور سے بیعت تھین ایک مرتبہ
اُنھون نے مجھسے بیان کیا کہ اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہو کہ جب پائے مبارک دبانے کا ارادہ کیا جاتا ہو تو حضور کے جسم
لطیف کا پتہ نہین چلتا اُن کے اِس بیان پر مین نے خود تجربہ کیا اور بوقت شب حضور کے پائین بستر پر سو نا رہا چنانچہ
مجھے بیشتر اوقات پاؤن دبانے کی عزت نصیب ہوئی اکثر یہ کیفیت میرے مشاہدہ مین آئی کہ جب پاؤن چپنی کی غرض
سے حضور کے پائین بستر پر بیٹھا تو جسم اطہر بالکل محسوس نہوا۔ ہر طرف دیکھ بھال کر اپنے بستر پر آکر لیٹ گیا تو حضور
انور نے آواز دی ”معروف شاہ سوتے ہو“ مین اِس ارشاد پر فوراً بستر مبارک پر پہونچ جاتا اور پاؤن دبانا شروع
کر دیتا تو آپ مختلف مقامات کے واقعات بیان فرمانے لگتے تھے۔
سید معروف شاہ صاحب قبلہ کا بیان ہو کہ مین نے اکثر ایسے واقعات سے لوگون کو متحیر دیکھا ہو مگر جنکو حضور کی صحبت کا
شرف حاصل تھا ان کے نزدیک یہ واقعات کچھ بھی تعجب خیز نہ تھے۔
مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی تحریر فرماتے ہین کہ میان نعمت علی شاہ صاحب وارثی ساکن موضع سہارا
جو نہایت ذاکر و شاغل بزرگ اور حاضر باش آستانۂ عالی ہین بیان فرماتے ہین کہ حضور انور کے زمانۂ علالت کے
بعد اور پالکی کی سواری سے قبل حضور انور کو جب پیادہ پائی مین ضعف اور رفتار مین تکلف ہوتا تھا تو خدام
ہمراہی آپ کو ایک چادر مین لٹاتے اور چادر کے چارون گوشون کو پکڑ لیتے تھے اور بے تکلف لئے چلے جاتے تھے۔
حضور انور کا جسم لطیف پھول کی طرح ہلکا ہو جاتا تھا اور بات کی بات مین مسافت طے ہو جاتی تھی۔
چنانچہ دیوہ شریف سے کرسی تک مین بھی اِس خدمت مین شریک رہا ہون۔
عین الیقین مین ہو کہ ایک مرتبہ حضور انور حافظ رمضان علی صاحب کے مکان پر رونق افروز تھے معتقدین کا
مجمع تھا حافظ صاحب موصوف نے بہ سبیلِ تذکرہ حضور سے عرض کیا ہو کہ سنا ہو حضرت سید السادات شاہ عبدالرزاق
صاحب بانسوی رضی اللہ عنہ کی کمر شریف سے پلنگ نکل گیا تھا مگر یہ بات کچھ سمجھ مین نہین آتی آپنے ارشاد فرمایا کہ

دو ہماری کمر مین ایک مضبوط چادر باندھو" تعمیلِ ارشاد کی گئی اور چادر کو کھینچا گیا تو بندھا بندھایا پٹکا نکل آیا اسپر تمام حاضرین سخت متعجب ہوئے یہی نہین بلکہ جس چیز سے جو کام حضورِ انور لینا چاہتے تھے وہ اُس سے ظہور مین آجاتا تھا۔ چنانچہ لکڑی سے بھی رومال کے نکل آنے کا ایک واقعہ ظاہر ہوا ہی جسکی تفصیل یہ ہی۔

مولوی احمد حسین صاحب وارثی متوطن رہرا مئو کا بیان ہی کہ ایک مرتبہ میرے مکان پر حضرت اقدس شاہ عبدالرزاقؒ بانسوی کی اس خرقِ عادت کا ذکر ہو رہا تھا کہ آپ کی کمرِ مبارک سے پٹکہ نکل گیا تھا کہ اثنائے ذکر مین حضورِ انور میرے مکان کے اندر سے باہر تشریف لائے اور اُن کے مشتبہ بیانات کو سُنکر ارشاد فرمایا کہ "یہ کیا ہر ذرہ سرائی ہی عشاق کو اللہ کی طرف سے ہر حال مین ایک حال ہوتا ہی کہ وہ ہر چیز سے اور ہر مخلوق سے جو چاہین کرا دین۔ تمام صفاتِ عشق ذات مین فنا ہو جاتے ہین اُسمین گُم ہو جانے ہی کو وصال کہتے ہین اور خودی مین نہ رہنا ہی کمال ہی۔ عشاق جب اِس درجہ پر پہونچتے ہین تو اپنی ہستی کو نیست کر دیتے ہین۔ اِسکی مثال یہ ہی کہ جب آفتابِ فلک پرنور افشان ہوتا ہی تو سارے مخلوق کی نگاہ سے کالعدم ہو جاتے ہین۔ جس طرح کواکب کا وجود آسمان پر ہی اُسی طرح عشاق کا وجود معشوق مین ہی بمصداق مَنْ کَانَ لِلّٰهِ کَانَ اللّٰهُ لَهٗ (جو اللہ کا ہوا اللہ اُس کا ہوا) عاشق و معشوق ایک ذات ہو جاتے ہین۔ پس اِس مین تعجب کی کونسی بات ہی کہ وہ آفتابِ حقیقی تمام انوار و اوصافِ عشاق کو اپنے مین جذب کر لے۔"

اِس ارشاد پر چند ساعت تک جملہ حاضرین پر ہیبت و سکوت طاری رہا اس کے بعد حضورِ انور قصبۂ مسولی کو تشریف لے گئے۔ اور شیخ مظہر علی صاحب قدوائی کے مکان مین رونق افروز ہوئے۔ مولوی احمد حسین صاحب وارثی متوطن رہرہ مئو تحریر فرماتے ہین کہ چند روز کے بعد جب اِس واقعہ کا خیال بھی نہین تھا حضورِ انور نے ایک چھڑی جو کُبڑی کی طرح تھی اور اُسپر سفید رومال بندھا ہوا تھا۔ شیخ مظہر علی قدوائی کو مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ گورکھ دھندا ہی اس رومال کو کُبڑی سے کھینچ لو گرہ قائم رہیگی اور رومال لکڑی سے علیحدہ ہو جائے گا۔ تعمیلِ ارشاد کی گئی تو واقعی ایسا ہی ہوا۔ شیخ مظہر علی صاحب قدوائی حضورِ انور کی خدمتِ عالی مین بیباک تھے اِس لئے اُنھون نے عرض کیا کہ غلام اِس بندھی ہوئی لکڑی سے قائل نہین ہوا۔ مین خود اپنے ہاتھ سے گرہ لگاؤن اور پھر نکل آئے تو بیشک قائل ہو سکتا ہون۔ آپ نے منظور فرمایا چنانچہ قدوائی صاحب نے اپنے ہاتھ سے خوب مضبوطی کے ساتھ گرہ لگائی۔ اور کُبڑی حضورِ انور کے دستِ مبارک مین رہی دونون سرے رومال کے شیخ مظہر علی قدوائی کے ہاتھ مین تھے اُنھون نے جیسے ہی رومال کھینچا وہ صاف نکل آیا ہر شخص متحیر تھا کہ کمرِ چوب سے اِسطرح رومال برآمد ہوا گویا بندھا ہی نہ تھا۔ حضورِ انور تبسم فرماتے ہوئے بستر پر رونق افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ "اِس صنعت کو مین نے ملکِ عرب مین ایک اُستاد سے سیکھا ہی" مولوی احمد حسین صاحب کا بیان ہی کہ جب ہم اور شیخ مظہر علی صاحب قدوائی حضور کی خدمت سے علیحدہ ہوئے تو دو گھنٹہ گذرنے کے بعد یہ حقیقت خیال مین آئی کہ یہ کمر سے پٹکہ کے نکل آنے کا جواب ہی اِس واقعہ سے ظاہر ہی کہ حضورِ انور کے دستِ مبارک مین آکر چوبِ خشک مین بھی وہی تاثیر پیدا ہو گئی سچ ہی ؎

(جناب اسحٰق وارثی مرحوم)

	قطرہ اُن ہاتھون مین آجائے تو دریا ہو جائے	خاک کو ایک نظر اُنکی بنائے اکسیر	

حضور انور کے جسمِ لطیف کی خوبی و نفاست بھی حُسن و جمال کی طرح مشہورِ عالم ہے۔ سید علی حامد شاہ صاحب قادری چشتی سجادہ نشین سانڈی ضلع ہردوئی رقمطراز ہین کہ شیخ عظمت علی صاحب متوطن ملانوان ضلع اُنّاؤ جو ایک ثقہ اور صداقت شعار بزرگ ہین بیان فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ حضور انور کے ساتھ مین شریکِ سفر تھا بارش کی وجہ سے جا بجا پانی بھرا ہوا تھا۔ موضع کورست کے مقام پر جہان راستہ مین بہت پانی تھا آپنے مجھسے ارشاد فرمایا کہ "تم ہم کو گود مین لے لو"۔ مین اپنی جسامت سے ششدر رہا کہ کسطرح حضور کو گود مین اُٹھا سکتا ہون مگر ارشادِ عالی کے خلاف کیا عُذر کرسکتا تھا مین نے تعمیل حکم کا ارادہ کیا تو قصد کرتے ہی مجھے حیرت ہوگئی بالکل ایسا معلوم ہوا کہ چھ مہینے کا بچّہ گود مین ہے۔ مین حضور کو لئے ہوئے آسانی سے پار ہوگیا۔ آپ کا جسمِ لطیف پھول کی طرح رکھا تھا جسکی لطافت و نفاست کا جب کبھی مجھے خیال آتا ہے تو تعجب ہوتا ہے۔

غرضکہ آپ کا جسدِ اطہر سراپا نور تھا بظاہر تو وہ جسمِ اطہر ضرور جسم کی صورت مین تھا مگر حقیقتہً قدِ آدم ایک آئینہ تھا جس مین ذات و صفاتِ الٰہی کا مشاہدہ ہوتا تھا ؎

چون آئینہ بدستِ من و من در آئینہ　　او در دلِ من ست و دلِ من بدست او

حضور انور کے جسدِ اطہر یا صفتِ تنزیہی کے مشاہدات صرف مریدینِ عقیدت آگین ہی کو نہین ہوئے بلکہ دیگر سلاسل کے محترم اور واجب التعظیم بزرگون نے بھی مشاہدہ کیا ہے چنانچہ جناب مولٰنا شاہ نذیر الحسن صاحب قبلہ فتح اللّٰہی سند آرائے ابرایان ضلع فتحپور ہسوہ جو فی زماننا مشاہیر روزگار سے ہین ایک والانامہ مین حسبِ ذیل تحریر فرماتے ہین۔

"حضرت حاجی صاحب کی شان بہت ارفع و اعلیٰ تھی۔ استغراقِ توحید خرقِ عادت سے مستغنی ہے۔ صرف ایک واقعہ مشاہدہ مین آیا اور وہی بہت کافی ہے ؎

الف بشکلِ ہزار است و در شمار یکیست

خاص دیوہ مین مصافحہ کا اتفاق ہوا۔ بسنت کے ایّام سب بسنتی پوش تھے خود حضرت حاجی صاحب بھی اسی رنگ مین تھے وقتِ مصافحہ اُن کا سیدھا ہاتھ فقیر کے دونون ہاتھون مین تھا حقیقتہً خود اپنے ہی ہاتھ تھے جو باہم ملے تھے اُن کا ہاتھ محسوس نہ ہوتا تھا یہ کیفیت توجہ اتحادی یا نسبتِ توحید غالبًا دو منٹ تک قائم رہی ؎

در میکدۂ وحدت جز فرد نمی گنجد

فقیر خوش وقت ہوا ؎

اے وقتِ تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی

یہ جو کچھ مشاہدہ مین آیا زبانِ قلم بیان سے عاجز ہے آہ اب ایسے نفوس قدسیہ کہان ؎

تہی خم خانہ ہا کردند و رفتند۔

اِنَّا لِلّٰہِ ثُمَّ اِنَّا لِلّٰہِ ؎

صورت از بیصورتی آمد برون　　باز شد اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

والدعا　　نقیر فتح اللّٰہی"

مولٰنا نے جو کچھ اپنا مشاہدہ تحریر فرمایا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور انور کی نسبتِ توحید یا صفتِ تنزیہی سے صرف مریدین ہی متاثر نہین ہین بلکہ دیگر اکابر وقت بھی جنکو بارگاہِ عالی مین شرفِ قربت نصیب ہوا ہے حضور انور کے صفاتِ برتر کے معترف ہین۔

حضورِ انور ہمیشہ پا برہنہ رہتے تھے مگر پائے مبارک مین گرد و غبار کا بالکل اثر نہین ہوتا تھا اکثر اصحاب کا بیان ہی کہ حضورِ انور کے قدوم میمنت لزوم زمین پر پڑتے ہوئے نظر نہین آتے تھے حضور کے پائے مبارک کی یہ نفاست بیشمار افراد کی نگاہون سے گذری ہی اور اکثر مواقع پر چھڑکاؤ وغیرہ کرا کے لوگون نے امتحان بھی کئے ہین۔

جن اصحاب کو حضورِ انور کی زیارت کا اتفاق نہین ہوا اُن کو اگر اس واقعہ پر تعجب ہو تو ہو مگر جن لوگون کو شرف قدمبوسی نصیب ہوا ہی اُن کے نزدیک حضورِ انور کی یہ بالکل معمولی بات تھی جو ہر وقت مشاہدہ مین آتی تھی۔ یہ بات چونکہ عام طور پر مشاہدہ کی گئی ہی اسلیے صرف اُن ہی واقعات پر مختصراً اکتفا کیا جاتا ہی جو دیگر سلاسل کے بعض افراد کی چشمدید ہین اور جنکی روایت سے مجھ تک پہونچے ہین۔

جناب مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی (وکیل و رئیس گیا) جو صاحب زہد و اتقا بزرگ ہین بیان فرماتے ہین کہ مولنا شاہ شیخ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو صوبۂ بہار مین ایک مرجع خلائق بزرگ گذرے ہین اور اکثر بزرگون کا اُنکی نسبت خیال تھا کہ وہ قطب الوقت ہین اپنا چشم دید واقعہ بیان فرماتے تھے کہ سنہ ۱۸۹۰ء کا ذکر ہی۔ شہر گیا مین حکیم ضیاء الحسن صاحب ایک نامی گرامی طبیب تھے جو سہسوان کے رہنے والے تھے اُن کی اہلیہ صاحبہ کو حضورِ انور سے بیعت تھی اور حکیم ضیاء الحسن صاحب کو بھی عقیدت تھی حکیم صاحب موصوف نے حضورِ انور کی دعوت کا اہتمام کیا اور آپ کو اپنے مکان پر لائے۔ حکیم ضیاء الحسن صاحب کا مکان دو منزلہ ہے ایک صاحب نے خاص دروازہ پر پانی گرادیا جس کے سبب سے کیچڑ ہو گئی حکیم صاحب کو اس بات کی خبر بھی نہ تھی چنانچہ حضورِ انور کی فینس آئی اور اُسی موقع پر رکھی گئی جہان کیچڑ تھی آپ اُسی زمین سے تشریف لائے اور اُس مکان کے بالاخانہ کی پہلی منزل پر بے تکلف تشریف لے گئے۔ اور فرش پر نشست فرمائی۔ حضورِ انور کے پائے مبارک صاف و شفاف تھے مطلقاً کیچڑ وغیرہ کا کوئی اثر اُن مین نہین تھا۔

منشی صمد مست خان صاحب فضلی متوطن گنج مرادآباد ضلع اُناؤ اپنی چشم دید لکھتے ہین کہ گنج مرادآباد مین جس جس مکان مین آپ تشریف لاتے تھے وہان محفل کے طریق پر فرش وغیرہ بچھایا جاتا تھا خاصکر سفید چاندنی ضرور بچھتی تھی اور اُسپر آپ نشست فرماتے تھے آپ برہنہ پا ہوتے تھے مگر فرش یا چاندنی مین دھبہ نہین آتا تھا۔

شاہ محمد رضی الدین صاحب خلیفہ سجادہ خاندانِ ابو العلائیہ متولی درگاہ شریف حضرت سیدنا ابو العلا رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہین کہ مین اپنے ایک عزیز کے ہان بارہ بنکی مین مقیم تھا بارش بکثرت ہو رہی تھی محرم کا مہینہ تھا مین نے خود دیکھا کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ مجمع کثیر کے ساتھ اپنے ایک مرید کے مکان پر تشریف لے گئے مین بھی ہمراہ ہو گیا اُسوقت بارش کے سبب سے بہت کیچڑ تھی آپ بدستور برہنہ پا تھے اُس ارادت مند نے حضور کی آمد مین نہایت اہتمام کیا تھا چاندنی کا فرش بچھا ہوا تھا کمرہ خوب آراستہ تھا آپ اُس فرش پر بے تکلف تشریف لے گئے مین نے بغور دیکھا کہ باوجود کیچڑ اور بارش کے آپ کے پائے مبارک بالکل صاف تھے۔ کوئی نشان سفید چاندنی پر نہین آیا البتہ کیچڑ کی وجہ سے ہمراہیون کے پاؤن باوجود اسکے کہ وہ سب جوتے پہنے ہوے تھے بہت میلے تھے۔

مولنا حاجی قاری حکیم احمد مختار صاحب میرٹھی (جو ایک مشہور و معروف عالم اور نہایت خوش بیان واعظ اور خاندانِ نقشبندیہ و چشتیہ و قادریہ وغیرہ مین صاحب سند و خلافت ہین) تحریر فرماتے ہین کہ مین جب دوسری مرتبہ بارگاہِ وارثی مین حاضر ہوا تو مین نے بچشم خود دیکھا کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ فینس سے اُترکر پا برہنہ بہت زیادہ

چھڑکاؤ کی ہوئی زمین سے گذرے مگر آپ کے پائے مبارک آلودۂ گِل نہوے ،،

حضرت مولٰنا و بالفضل اولٰنا حاجی شاہ سید ابو محمد علی حسن صاحب اشرفی الجیلانی مسند آرائے کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد تحریر فرماتے ہین کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ کے خوارقِ عادات مین یہ بات مشہور ہو کہ آپ برہنہ پا چلتے تھے مگر آپ کے پائون مین گرد و غبار یا کیچڑ نہین لگتی تھی فرش پر کبھی آپ کے پائون کا دھبّہ نہین آیا مین نے بچشم خود حضرت حاجی صاحب کو عیدگاہ مین پا برہنہ تشریف لاتے ہوئے متواتر دیکھا ہو مگر کبھی مصلے پر دھبہ نہین دیکھا" حضورِ انور کے پائے مبارک آلودۂ گِل نہونے کے واقعات ہزارون لاکھون شخصون کے چشمدید ہین یہ ایک کھلی ہوئی نشانی تھی جو ہر وقت انگاہون سے گذرتی تھی اور اِس کا شمار ایسی کرامت یا خرقِ عادت مین نہین ہو جو کسی خاص وقت مین ظہور پذیر ہوئی ہو۔ اسی وجہ سے مریدین کے چشم دید واقعات کو نہین لکھا گیا۔ حضورِ انور کے اِس نشانِ ولایت کو ایسے افراد نے بھی حیرت کے ساتھ دیکھا ہو جنکے یہان پیری مریدی رائج نہین ہو چنانچہ مولوی حامد حسین صاحب قادری کچھرایونی پروفیسر برودہ کالج تحریر فرماتے ہین کہ میر عارف علی صاحب رئیس برودہ (جو مذہبا امامیہ رکھتے ہین) یہ واقعہ اپنی چشم دید تعجب کے ساتھ بیان کرتے ہین کہ کروہی سے واپسی کے وقت حضور جو میرے مکان پر تشریف لائے تو برہنہ پا تھے۔ راستہ مین نہ صرف ریت اور مٹی بلکہ پانی اور کیچڑ بھی تھا۔ جسکی وجہ سے پائون کا آلودہ ہونا لازمی تھا مگر حضرت اُسی طرح برہنہ پا بے تکلف چاندنی پر تشریف لائے اور چاندنی پر مطلق کوئی دھبہ نہ پڑا یہ بات سُنی تو پہلے بھی تھی مگر یقین نہین آتا تھا۔ لیکن خود اپنی آنکھون سے دیکھا تو حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی"

مولوی حامد حسین صاحب قادری جو حضرت شاہ نظام الدین صاحب بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے شرف بیعت رکھتے ہین تحریر فرماتے ہین کہ یہ واقعہ خود اِن بزرگ نے نہایت محبت کے ساتھ لکھا ہو۔

حقیقتہً حضورِ انور کی ذات مستجمع الصفات ایک آئینۂ قدرت نما تھی تمام جسم لطیف مرقع نور تھا جس کے مشاہدات چشم عالم مین چکا چوند کا عالم پیدا کرتے تھے۔

آپ کی تمام زندگی آلائشِ دنیوی سے پاک اور روحانی زندگی کی ایک بیّن مثال تھی تمام اعضاے لطیف جُداگانہ شان و خاصیت سے ممتاز تھے۔ پھر پائے مبارک مین یہ نفاست کیون نہوتی۔ زہے نصیب اُن ہاتھون اور لبون کے جنکو حضور کے پائے مبارک سے مس ہونے کا شرف نصیب ہوا ہے ؎ (شیدا میان وارثی)

سر یہان جس نے جھکایا وہ ہوا نیک انجام اپنے پیرو کی بھی رہبری کرتے ہین مُدام کوئی دنیا مین تعلّی سے نہ ممتاز ہوا	دین و دنیا کے سبھی بنگئے بگڑے ہوئے کام اب قدم چوم لے شیدا کہ سراپا ہے تمام سر یہان تو نے جھکایا تو سرافراز ہوا

اندازِ تکلم

آپ کے سراپائے عدیم المثال کی طرح آپ کا اندازِ گفتگو بھی نہایت دلفریب تھا۔ باتون مین وہ حلاوت و شیرینی تھی کہ زبانِ قلب مدّتون چٹخارا لیا کرتی تھی۔

خاموش بیٹھنے کی زیادہ عادت تھی۔ نگاہین ہر وقت نیچی رہتی تھین۔ کبھی کلام فرماتے تو بہت مختصر الفاظ مین بہت جلدی اور آہستہ آہستہ الفاظ کو تکرار کے ساتھ ادا کرنیکی عادت تھی یعنی جن الفاظ سے سامعین کو ہدایت یا مخاطب فرماتے اُنکو مکرر ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ زبانِ مبارک مین کسی قدر لکنت بھی تھی۔ باتین بالکل معصوم بچّون کی طرح سیدھی سادی ہوتی تھین اور سلسلۂ کلام اپنے حد سے زیادہ اختصار کی وجہ سے مشتاقون کو

بیچین کر دیتا تھا اور وہ کسی دوسرے وقت کے یا کسی اور سلسلۂ کلام کے جویا اور متجسس رہتے تھے۔
آپ باتوں باتوں میں بڑی بڑی عقدہ کشائیاں فرمادیتے اور بڑی بڑی اُلجھنیں سلجھا دیتے تھے آپ کی شیریں کلامی مریضانِ دردِ محبّت کے لئے داروئے شفا ہوتی تھی سکوت میں بھی ایک خاص شان اور انداز و وقار نمایاں ہوتا تھا آپ کی ہر ایک ادا شانِ محبوبیت سے آراستہ تھی ؎

خاموشی پہ اک شوکتِ شاہانہ جُدا تھی	باتوں میں دوائے دلِ دیوانہ جُدا تھی

لوگوں کو تمنا رہتی تھی کہ جنبشِ لبہائے مبارک سے مستفید ہوں مگر آپ کی ہیبت و عظمت سے مرعوب ہونے کے باعث کسی کو سلسلۂ کلام چھیڑنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ خود ہی اگر طبع لطیف کو متوجہ دیکھتے تو عرض کرتے تھے کیونکہ قلوب کی حالت حضور کی نگاہ میں آئینہ رہتی تھی آپ کو کبھی کسی نے قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا البتہ آپ کے مبارک ہونٹوں پر شانِ تبسم ہر وقت نمودار رہتی تھی۔
ہنسی کی بات پر بھی زیرِ لب تبسم فرماتے تھے اور تبسم میں یہ انداز ہوتا تھا کہ دندانِ مبارک نہیں کھُلتے تھے ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ وقت تبسم دستِ اطہر کو منھ پر رکھ لیتے تھے۔ آپ نے کبھی کسی قسم کی گفتگو کو طول نہیں دیا۔ نہ کسی واقعہ کی دیر تک تفصیل فرمائی چند لفظوں میں سلسلۂ کلام کو ختم فرمادیا کرتے تھے۔ ہر وقت ایک عالمِ سکوت طاری رہتا تھا۔ جیسے کسی خاص خیال میں محویت ہوتی ہو۔ جو کچھ بھی زبانِ مبارک سے ارشاد فرماتے وہ نہایت جامع و مانع الفاظ میں ہوتے تھے۔ جو بڑے غور و خیال کے بعد یا کسی خاص واقعہ کے پیش آنے پر سمجھ میں آتے تھے۔ اُن کی تفصیل زبانِ مبارک سے سمجھ میں نہیں آتی تھی بلکہ آپ کی مقدس روحانیت سے انکشافِ حال ہوتا تھا حضور کے باطنی اوصاف کا تو کیا ذکر ہے بظاہر حضور پرنور کی روزمرّہ کی باتیں بھی عجیب و غریب تھیں جنکا سمجھنا ہمارے فہم و ادراک سے بالاتر ہی آپ کی جو گفتگو کہئے کو ایک بات ہوتی تھی اُسمیں بھی ایک خاص شان ہوتی تھی۔ جس سے حیرت ہو جاتی تھی کہ حضور انور کی معمولی بات چیت بھی بے حد تصرفات سے مملو ہی۔ یہ بات خاص تھی کہ اگر کسی مخاطب سے تبسم آمیز لہجہ میں کچھ ارشاد فرمایا گو ظاہری مفہوم اُس تبسم آمیز گفتگو کا بھی روزمرّہ کی باتوں کی طرح ہوتا تھا۔ لیکن عجیب شانِ تکلم ہوتی تھی کہ مخاطب پر بیخودی طاری ہو جاتی تھی اور وہ چشم زدن میں بادۂ محبت سے سرشار ہو جاتا تھا۔
جناب مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی (جو حضور انور کے مقربین خاص میں ہیں) تحریر فرماتے ہیں کہ ” دربھنگہ میں نواب صادق علی خان صاحب کے مکان پر حضورِ انور قیام پذیر تھے کہ ما بین عصر و مغرب ایک عرب خدمتِ عالی میں حاضر ہوئے آپ نے صرف اسقدر اُن سے فرمایا کہ ” مدنی صاحب کل آپ کی خاطر ہو جائیگی “
دوسرے روز مریدین و معتقدین کا مجمع تھا کہ نواب نور علی خان صاحب کے مکان سے آپ برآمد ہوئے وہ عرب صاحب بھی حاضر تھے آپ نے اُن کو ایک ٹکڑا احرام شریف کا عطا فرمایا جو آسمانی رنگ کے ململ کا تھا۔ اور عطا فرماتے وقت تبسم آمیز لہجہ میں ارشاد فرمایا کہ ” لو یہ تمھارا حصہ ہی “
عرب صاحب نے وہ ٹکڑا لیکر ایک دردناک آہ کی اور مضطرب و بیقرار ہو کر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور ماہیِ بے آب کی طرح تڑپنے لگے اُن کی اس حالت سے حاضرین پر بھی ایک خاص کیفیت طاری تھی۔ مگر حضور متبسم لہجہ سے

بار بار یہی ارشاد فرماتے تھے کہ "مدنی صاحب کو یہ کیا ہوگیا"، آخر جب بستر پر تشریف لائے تو عرب صاحب کو اُسی حالتِ بیتابی مین بُلاکر لباسِ فقر یعنی تہبند مرحمت فرمایا۔ عرب شاہ اُن کا نام رکھا اور یہ حکم دیا کہ "صادق علیخان کے بنگلہ مین رہا کرو" یہ بھی فرمایا کہ "اگر دل گھبرائے تو مدینہ شریف چلے جانا جمعہ کے روز ہم سے ملاقات ہوا کرےگی" معلوم نہین کہ اِس جُملہ کے درحقیقت کیا معنی تھے کہ "و لو یہ تمھارا حصہ ہے" جسکو مدنی صاحب نے سمجھا ہوگا اور اِس معمولی گفتگو کے پہلو مین کون سا ناوکِ دلدوز پنہان تھا کہ مدنی صاحب نے ایک آہِ سرد بھری اور بیتاب ہوگئے ؎

درونِ سینۂ من زخم بے نشان زدۂ	بحیرتم کہ عجب تیرِ بے کمان زدۂ

حضورِ انور کا یہ اندازِ تکلم تھا کہ اُسی وقت مخاطب کو برجستہ جواب دیتے تھے۔ بظاہر تو یہ ایک معمولی گفتگو تھی مگر خدا جانے اُس مین کیا کیا فیوض و برکات مضمر تھے کہ آنِ واحد مین مدنی صاحب کو خلعتِ فقر بھی مرحمت ہوگیا اور حالت بھی بدل گئی۔

مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ وارثی مدظلہ العالی (آنریبل ممبر ایگزیکٹو کونسل بہار) فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ حضور پُرنور پٹنہ تشریف لائے اور مجھسے ارشاد فرمایا کہ "تم میرے ساتھ دیوے چلو" خدا نے مجھے دو بچے دئے ہین ایک بیٹا اور ایک بیٹی اُس زمانے مین اُن دونون کے چیچک نکلی تھی مین نے خیال کیا کہ بچون کو کس پر چھوڑون کیونکر جاؤن حضور نے بارہا فرمایا ہی کہ "میری وجہ سے دنیا کو نہ چھوڑ تیری دنیاداری عبادت ہی" چنانچہ مین اِس غرض سے خدمتِ عالی مین حاضر ہوا کہ میرے بچّون کی یہ حالت ہی میرے لئے ارشاد ہو جائے تو مین نہ جاؤن پہونچنے کے ساتھ ہی حضور پُرنور نے خود بخود ایک قصّہ کہنا شروع فرمایا جس کا مطلب یہ تھا کہ محبت مین مال و دولت مان باپ و بہن دنیا سب چھوٹ جاتا ہی۔ اِسکو ارشاد فرمانے کے بعد میری طرف مُڑکر فرمایا کہ "دو بالسطر میرے ساتھ چلتے ہو" مین نے عرض کیا حضور ہان اور بچون کو اُسی حال مین چھوڑکر حضور کے ساتھ ہوگیا۔ میرے ساتھ حکیم سہاکر جسین صاحب بھی تھے (جنکا نام بعد مین عبدالآد شاہ ہوا اور حضور کے خاص فقرا مین گذرے) مین نے حضور سے عرض کیا کہ حکیم صاحب میرے قریب رشتہ مین بھائی ہین۔ اور بڑے سیاح ہین حضور پُرنور نے حکیم صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ "حکیم جی جتنا تم گاؤزبان و بنفشہ کو یاد رکھتے ہو اُسیقدر مُجھے بھی یاد رکھا کرو" مین نہین کہہ سکتا کہ اِس کلام مین کیا تاثیر بھری ہوئی تھی اور کِس ادائے خاص سے فرمایا تھا کہ حکیم صاحب بھی مرضِ عشق مین مبتلا ہوگئے اُن کی عجیب حالت ہوئی اور وہ بھی میرے ہمراہ حضور انور کے ساتھ چلنے کو تیار ہوگئے۔

حضور پُرنور کے الفاظ مین عجیب تاثیر ہوتی تھی اور عقل کام نہین کرتی تھی مشاہدات کا منظر بھی الفاظ مین دکھایا جاتا تھا چنانچہ خان بہادر مولوی محمد باقر خان صاحب وارثی (پنشنر ڈپٹی کلکٹر و رئیس رائے بریلی) جو ایک متشرع بزرگ ہین بیان فرماتے ہین کہ مین ایک مرتبہ بارگاہِ وارثی مین حاضر تھا مین نے دیکھا کہ ایک ہندو سادھو نہایت ریاضت سے پیکرما کرتا ہوا مسافت طے کرکے خدمتِ عالی مین حاضر ہوا اور اپنے مذہبی قاعدہ سے اُسنے ڈنڈوت کی قدم چومے اور خاموش کھڑا ہوگیا۔ غالبًا یہ اسقدر محنت کرکے کسی خاص غرض سے آیا تھا۔ خادم نے ایک شخص کو اشارہ کیا کہ اِن کو سیدھا دلادو اُس سادھو نے کہا کہ مین سیدھا لینے کے لئے اتنی محنت کرکے نہین آیا ہون میرا مقصد پورا ہونا چاہیے حضورِ انور نے اُسکی طرف دیکھکر صرف اتنا ارشاد فرمایا

"اچھا جاؤ" وہ سادھو یہ دو مختصر لفظ سُنکر اسقدر شاد و مسرور ہوا کہ جوش انبساط سے اُچھلنے کودنے لگا اور چلا گیا۔ سامعین کی کچھ سمجھ مین نہین آیا کہ یہ کیا معاملہ ہو اور اِن دو لفظون مین کیا رازِ حقیقت بھرا ہوا ہی اور اِن لفظون کا کیون ایسا برقی اثر اُسپر ہوا کہ اُس نے بے اختیار اور نہایت مسرت آمیز انداز سے اپنی کامیابی کا اظہار کیا۔ آپ کے کلام مین یہ خاص صفت تھی کہ گو بظاہر مختصر ہوتا مگر باعتبار معنی کے نہایت وسعت اور جامعیت رکھتا تھا اور مخاطب کے لیئے نہایت سہل ہوتا تھا اور سامعین کے فہم و ادراک حضورِ انور کے ارشادات طیبات کی کُنہ حقیقت تک پہونچنے سے قاصر و معذور رہتے تھے۔ آپ کے الفاظ مخاطب مخصوص کے سامنے مشاہدہ پیش کر دیتے تھے۔

حضورِ انور بات کی بات مین بڑی بڑی اُلجھنین سُلجھا دیتے تھے چنانچہ حقیقت مآب مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی (وکیل ورئیس گیا) تحریر فرماتے ہین کہ جناب مولٰنا مولوی سید محمد کریم رضا صاحب چشتی نظامی اشرفی ورویشی (متوطن بتیھو ضلع گیا جو نہایت جلیل القدر بزرگ ہین اور اِس دیار کے علمائے دین کی جماعت مین نہایت مستند شمار کیئے جاتے ہین۔ اور جنکے شاگردون مین اِسوقت اکثر علما سربرآوردہ اور مقتدر ہین) کمال متبعِ شرع شریف و سُنتِ نبوی صلعم ہین صاحبِ اجازت و خلافت بھی ہین گر اوائل زندگانی مین بزمانۂ شغل تعلیم و تعلم مولٰنا کو بظاہر تصوف کی جانب رجحان نہ تھا (یا چندان میلان نہ تھا) مگر بظاہر شریعت مین بڑے استوار و سخت تھے اور روح و بطون شریعت کی جانب جو طریقت سے تعبیر کی جاتی ہی مولوی صاحب چندان ملتفت نہ تھے۔ مولوی صاحب طلبا کو درس دیا کرتے تھے یکایک اُنھون نے اِس درس و تدریس سے قطع تعلق کر لیا اور کچھ روز مکان مین بظاہر بے شغل معتکف رہے۔ اِسکے بعد مولوی صاحب نے بریلی جانے کا قصد کیا اُس زمانہ مین ہم لوگون کا بھی دیوہ شریف جانے کا ارادہ ہو گیا۔ اور اتفاقِ وقت سے سفر مین مولوی صاحب کا ساتھ ہو گیا اور مولوی صاحب ہم لوگون کی خاطر سے بارہ بنکی کے اسٹیشن پر اُتر پڑے اور ہماری معیت مین دیوہ شریف بھی گئے ہمارے ہی ساتھ قیام فرمایا مگر دو دن تک بارگاہ وارثی مین نہین گئے بلکہ باہر باہر رہے دوسرے یا تیسرے روز اُنھون نے قریب مغرب مجھسے اپنی خواہش ظاہر فرمائی کہ ہم بھی ملنا چاہتے ہین۔ آپ کے ساتھ چلین تو بہتر ہی مین نے عرض کیا بسر و چشم حاضر ہون چنانچہ بعد نماز مغرب مین مولوی صاحب کو لیکر حاضر خدمتِ عالی ہوا حضورِ انور اُسوقت بستر پر آرام فرما رہے تھے پچھم کی طرف سرِ اقدس تھا پورب کی جانب پائے مبارک تھے اور داہنی کروٹ حسب معمول لیٹے ہوئے تھے۔ مین سامنے حاضر ہوا اور میری داہنی جانب پہلو بہ پہلو مولوی صاحب تھے مین دست بوس ہوا (یہ یاد نہین کہ مولوی صاحب نے بھی مراسم تسلیم ادا کیئے یا نہین) مین نے مولوی صاحب کی نسبت عرض کیا کہ حضور کی زیارت کو حاضر ہوئے ہین آپ فوراً اُٹھ بیٹھے اور عموماً جو طریقہ نشست کا دونون کف پا پر تھا اُسی طرح نشست فرما کر مولوی صاحب کی طرف خطاب کر کے فرمایا "مولوی صاحب مولوی صاحب ہم تو کتابین بھول بھلا گئے" مین نے عرض کیا حضور مولوی صاحب بھی بھول رہے ہین۔ حضور نے پھر مولوی صاحب کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ "مولوی صاحب اَلْکَلِمَۃُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًی مُفْرَدٍ آپ نے پڑھا ہی نا ہم تو بھول بھلا گئے" پھر ارشاد فرمایا "مولوی صاحب اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ ہو نا بس دیکھا کرو" یہ فرما کر لیٹ رہے اور ارشاد فرمایا کہ "اچھا پھر ملاقات ہوگی" جناب مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ کا بیان ہی کہ جسوقت حضور نے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ فرمایا

اُسوقت مولوی صاحب کی جانب نظر بھی فرمائی تھی اور مجھکو معلوم ہوتا تھا کہ اِسوقت مولوی صاحب پر کچھ کیفیت طاری ہی۔ اِس کے بعد بارگاہِ عالی سے رخصت ہو کر جب باہر آئے تو مولویصاحب کے چہرہ اور بُشرہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حیرت اور خوشی ملی ہوئی ہی۔ مولویصاحب سے مین نے کچھ دریافت کرنا چاہا تو اُنھون نے فرمایا کہ اِسکی کیفیت عقب سے کہین گے جب جائے قیام پر پہونچے تو مولویصاحب نے بیان فرمایا (مولویصاحب کے بیان کا خلاصہ جو کچھ اِسوقت میری یاد مین ہے وہ یہ ہے)

"ہم جب طلبا کو درس دیتے تھے تو ایک طالب علم کے سبق مین یہ حدیث آئی اُس نے سوال کیا کہ خدا کی تو کوئی صورت نہین پھر یہان صورت کے کیا معنی اور اِسکا کیا مفہوم ہی۔ مین نے جو کچھ پہلے اور طلبا کو بتایا تھا وہی اُسکو بھی بتایا مگر اُسکی تشفی نہ ہوئی اور وہ برابر روزانہ پوچھتا رہا چونکہ مجھکو خود بھی اپنے معنی بیان کرنے پر تشفی و تسکین نہ تھی اِس لیے چکر مین رہا۔

اور بہت زمانہ تک اِدھر اُدھر کتابین پلٹتا رہا کہ معنی حقیقی دریافت کرون لیکن جب پتہ نہ چلا تو دِل چھوٹا اور درس و تدریس کی طرف سے طبیعت منغص ہوئی اور یہ سوچا کہ ایسے پڑھنے سے کیا فائدہ ہی جب حقیقی معنی ایسی چیزون کے سمجھ مین نہ آئین۔ چنانچہ آج تک تلاش و جستجو یہی رہی کہ صورت کیسی ہی اور صورت کے کیا معنی ہین الحمد للہ کہ اتنے زمانہ کی اُلجھن تھی جسکو آج حاجی صاحب نے حل فرما دیا"

بالآخر ہم لوگ مکان کو واپس ہوئے اور مولوی صاحب شاہجہان پور بریلی و دہلی و آگرہ وغیرہ گئے اور پھر اجمیر شریف پہونچے تو کئی برس وہان قیام رہا۔ بعد ازان حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضہ کی حضور مین حاضر ہوئے اور اب دہلی مین قیام ہے آزاد فقیر جسکو کہتے ہین وہی ہین اب دوسرا ہی عالم ہے ؎

ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

اِس واقعہ مین حضور پُرنور کی زبانِ فیض ترجمان سے جو الفاظ نکلے وہ حاضرین نے بلفظہٖ سُنے مگر اُن الفاظ کی حقیقت کو کچھ مولٰنا نے ہی سمجھا جس سے اُن کی بڑی اُلجھن رفع ہو گئی۔ حق تو یہ ہے کہ حضور پُرنور کے الفاظ مشاہدہ پیش کر دیتے تھے۔

حضورِ انور کی تقریر مین ایک خاص بات یہ تھی کہ جس سے مخاطب ہوتے اُسپر کچھ اور اثر ہوتا تھا اور دیگر سامعین پر اور حالت طاری ہوتی تھی اور وہی الفاظ جب باہر آکر بیان مین آتے تھے تو کچھ اور کیفیت محسوس ہوا کرتی تھی۔ آپ کے دو لفظون مین بڑی بڑی گتھیان سلجھ جاتی تھین ہر ایک بات حقیقت حال پر مبنی ہوتی تھی مسائل وغیرہ پر بحث نہین کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مولٰنا شاہ ابو محمد علی حسن صاحب اشرفی الجیلانی تحریر فرماتے ہین کہ مجھے شاہ عبدالرحمٰن صاحب دہلوی خلیفہ حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مین حضرت حاجی صاحب کی ملاقات کو گیا اور مین نے کچھ مسائلِ توحید دریافت کئے تو آپ نے فرمایا کہ "جس پر سِرِ توحید منکشف ہوتا ہی وہ جانتا ہی زبان سے اِس رازکا ادا ہونا مشکل ہی" اِس ارشاد سے ظاہر ہو کہ حضور پُرنور بالتفصیل کوئی مسئلہ نہین سمجھاتے تھے بلکہ مختصر طور پر جواب دیدیتے تھے اور اُسی جواب مین تشفی ہو جاتی تھی۔ آپ کے الفاظ حقیقت مین اپنی بے نظیر تاثیر مین لاجواب ہوتے تھے چنانچہ مولٰنا حکیم سید علی تقی شاہ صاحب (جو خاندان نقشبندیہ مین صاحب سند و خلافت بزرگ ہین) تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ حضرت اقدس فتحپور بسوان مین مقیم تھے۔ مولٰنا نیاز احمد صاحب

جمعہ کے روز مسجد مین سخت الفاظ مین حضور کا ذکر کر رہے تھے کہ یکایک آپ مسجد مین آگئے اور صرف اِسقدر زبانِ مبارک سے ارشاد فرمایا کہ "مولوی صاحب آپ اپنی بنا چکے مین تو اپنے دُکھ درد مین پھنسا ہون"۔ اِس کلام سے مولٰنا چیخ مار مار کر روتے تھے اور تمام مجمع روتے روتے بیہوش ہوگیا۔

آپ کی تاثیرِ کلام کے یہ ادنیٰ کرشمے تھے کہ مخاطب اور اہلِ محفل پر فوری اثر ہوتا تھا۔ حالانکہ بظاہر وہ بالکل معمولی جملے ہوتے تھے۔ آپ کے الفاظ مین یہ بات بھی تھی کہ بعض ارشادات کا مطلب مخاطب کی سمجھ مین فوراً نہین آتا تھا مگر وہ خاموش ہوجاتا تھا اور سمجھ جاتا تھا کہ حضور ہی اسکے سمجھانے مین مدد فرمائین گے۔

چُنانچہ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی متوطن بھچرایون کا واقعہ ہے کہ جب یہ اپنے والد ماجد حضرت شاہ شمس الدین صاحب قبلہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کا عُرس کرنے کے لئے حضور کی اجازت سے جانے لگے تو آپ نے وقتِ رخصت تین چادرین مرحمت فرمائین اور ارشاد فرمایا کہ "یہ چڑھا دینا"۔

حاجی اوگھٹ شاہ صاحب کے والد ماجد صاحب قبلہ کا جس مسجد مین مزار ہے اُسمین ایک بزرگ حضرت سُہراب شاہ صاحب کا بھی مزار ہی (انھین کے نام نامی سے مسجد مشہور ہی) حاجی اوگھٹ شاہ صاحب فرماتے ہین کہ مین نے خیال کیا ان دونون مزارون کے لئے تو دو چادرین ہوگئین اب تیسری چادر کس لئے ہو مگر یہ بات ذہن نشین تھی کہ اکثر حضورِ انور کے ارشادات فوراً سمجھ مین نہین آتے اسلئے مین تینون چادرین لیکر چلا گیا اور بھچرایون مین پہونچکر دو چادرین دونون مزارون پر چڑھا دین اور تیسری رکھ لی۔ مُجھے خواب مین ارشاد ہوا کہ "اس مسجد مین فلان مقام پر ایک مزار اور ہی" صبح کو مین نے وہی جگہ کھودوانی شروع کی تو ایک پختہ مزار برآمد ہوا چنانچہ وہ تیسری چادر اُسپر چڑھا دی گئی۔

یہ تینون مزار اس مسجد مین موجود ہین۔ اس سے پیشتر بھچرایون مین کسی کو اس مخفی مزار کا علم نہ تھا۔ سب کو اس واقعہ پر سخت تعجب ہوا۔ اِسی طرح کا ایک واقعہ حضرت سیدنا فضیحت شاہ صاحب وارثی بازید پوری کا گذرا ہے جسکو مولٰنا مولوی سید عبدالغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری (مترجم طبقات الکبریٰ وغیرہ) ارقام فرماتے ہین کہ جب حضورِ انور بلچھی حصوبہ بہار) مین رونق افروز تھے تو فضیحت شاہ صاحب بھی حاضر تھے (اُس زمانہ مین جناب فضیحت شاہ صاحب قبلہ کو احرام مرحمت نہین ہوا تھا اور نام بھی منشی ظہور علی تھا) ایک روز فضیحت شاہ صاحب نے عرض کیا کہ آج شب کو میرے دادا پیر صاحب کا عرس چشتی پور مین ہی اجازت ہو تو ہو آؤن آپ نے ارشاد فرمایا کہ "اچھا جاؤ ایک کام اور بھی کرتے آنا" لیکن اُسوقت کچھ نہین بتایا کہ وہ ایک اور کام کیا ہو نہ فضیحت شاہ صاحب کو کچھ علم ہوا اور وہ چلے گئے دوسرے روز عُرس مین شریک ہونے کے بعد جب فضیحت شاہ صاحب واپس تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ اُن کے پیر صاحب کے صاحبزادہ اور جانشین شاہ غیاث الدین صاحب کے ایک مرید کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ وہ بے روک ٹوک ہر پیر پیغمبر اور اولیا و انبیا کو گالیان دیتا تھا اور اُسکی زبان نہین رُکتی تھی ہرچند شاہ صاحب موصوف نے کوششین کین مگر اُسکی حالت نہین بدلی فضیحت شاہ صاحب نے حضورِ پُرنور کی مقدس روحانیت کی مدد سے فوراً اُسکی وہ حالت رفع کردی۔ جب سمجھ مین آیا کہ وہ ایک اور کام یہ تھا۔ حضورِ انور کا طرزِ تکلم اِسقدر اہم تھا کہ بڑے بڑے نکتہ رس فوراً سمجھنے سے قاصر رہتے تھے۔ اور ہر قسم کے عجیب وغریب واقعات حضورِ انور کے ارشادات کے متعلق آئے دن پیش آتے رہتے تھے۔

حضورِ انور کی تقریر کا یہ انداز بھی تھا کہ اکثر بے تعلقی سے غرضمند کے سامنے کوئی بات فرما دیتے تھے جس سے نتیجہ مترتب ہوتا تھا کہ اب کام ہوگیا۔ سید علی حامد شاہ صاحب چشتی قادری سجادہ نشین سانڈی ضلع ہردوئی تحریر

فرماتے ہین کہ مجھسے مرزا منعم بیگ صاحب وارثی (جو مستقیم شاہ صاحب وارثیہ کے خاص اعزّہ مین ہین اور جنکے خاندان کو حضورِ انور سے قدیم خصوصیت و قربت حاصل ہی) نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مین تین سو روپیہ کا مقروض ہوگیا کوئی صورت ادائے قرض کی پیدا نہ ہوئی قرضخواہ کا سخت تقاضا تھا۔ مین حضورِ انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوا تو میری طرف مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ "قصّہ چہار درویش قرض ادا ہونے کے لئے اچھا ہے یہ قصّہ حضرت امیر خسرو کی تصنیف سے ہی اُنھون نے اپنے مرشد حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کے زمانۂ علالت مین لکھا تھا جب آپ کو صحت ہوئی تو فرمایا کہ یہ قصّہ جس مقصد کے لئے پڑھا جائیگا کامیابی ہوگی۔ اِسقدر ارشاد فرماکر حضورِ انور خاموش ہوگئے مین سمجھ گیا کہ میری طرف اشارہ ہی چنانچہ مین نے مکان پر آکر تیسرا ختم کیا تھا کہ محکمۂ تعلقہ دار صاحب کہلا نے بُلاکر تین سو روپے عنایت فرمائے کہ قرض ادا کردو۔

سید علی حامد شاہ صاحب چشتی قادری سجادہ نشین سانڈی ضلع ہردوئی کا بیان ہی کہ مرزا منعم بیگ صاحب وارثی سے یہ واقعہ سُنکر مین نے خود اس ارشاد کا تجربہ کیا اور اپنے ایک مرید مولوی سید زین العابدین متوطن بالی کو بتایا تو تیسرے ختم پر اُنکا بھی قرض ادا ہوگیا۔

مولٰنا شائق وارثی رحمۃ اللہ علیہ تحفۃ الاصفیا مین لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ کچھ معززین دیوہ شریف حضور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے چند اعزّہ پر فوجداری مین مقدمہ قائم ہے اور وہ ماخوذ ہین حضورِ انور نے ارشاد فرمایا کہ "ہم کیا کرین" جب وہ اُٹھکر چلنے لگے تو اُن کے چہرون پر مایوسی کے آثار تھے آپ نے اُن کی جانب دیکھکر ارشاد فرمایا کہ ؎

دوستان را کجا کنی محروم	تو کہ با دشمنان نظر داری

اِس ارشاد کو سُنتے ہی وہ لوگ شاد و مسرور ہو گئے اور شکرِ خدا بجالائے اور مقدمات مین اُن کے کُل اعزّہ کی برات ہوگئی۔

حضور کے ارشادات مین اشارات زیادہ ہوتے تھے جیسے "خدا مالک ہی"، "خدا مین سب قدرت ہے"، "لا تقنطوا من رحمۃ اللہ"، اور اِسی طرح کے اشارات آمیز کلمات زبانِ مبارک سے ادا ہوتے تھے جنسے مصیبت زدون کو اپنی کامیابی کا یقین ہوجاتا تھا۔

اکثر حضور پُرنور آیندہ کی خبر اسطرح ارشاد فرماتے تھے جسطرح کوئی اِستفسار کیا جاتا ہو جسکی مثال کے لئے جناب مولٰنا مولوی سید عبدالغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری (مترجم طبقات الکبریٰ وغیرہ) مددگار صدر محاسب سرکار عالی حیدرآباد دکن کا واقعہ ہی درج کردینا کافی ہی۔

زمانۂ قیام لکھپی مین حضورِ انور نے مولٰنا سے ارشاد فرمایا کہ "عبدالغنی تمھاری ترقی ہوگئی" مگر مولٰنا چونکہ اُسوقت حضور پُرنور کے طرزِ تکلم سے واقف نہین تھے اسلئے سادگی سے جواب دیا کہ نہین حضور۔ حضورِ انور خاموش ہوگئے مولٰنائے ممدوح تحریر فرماتے ہین کہ جب مین ۱۹۰۱ع مین وطن سے مرید ہونے کے بعد حیدرآباد پہونچا تو بغیر کسی کوشش اور دوا دوش کے بے شان گمان میری تنخواہ دو سو سے سوا تین سو روپیہ ماہوار ہوگئی اور یہی تنخواہ دس بارہ سال تک ملتی رہی لیکن جس محکمہ مین میری تعیناتی تھی وہ عارضی تھا اور اُس کا کام عنقریب ختم ہونے والا تھا اور اس بات کا بہت اندیشہ تھا کہ مجھے دوسرے محکمہ مین جگہ نہ ملے اور مین تخفیف مین آجاؤن اُسی

زمانہ مین وطن جانے کے لئے مین نے رخصت لی اور ارادہ کیا کہ حضور پُر نور سے قدمبوس ہوتا ہوا وطن جاؤن چنانچہ مین آستانہ فیض نشانہ پر پہونچا اور بعد اطلاع جب شرف باریابی حاصل ہوا تو پھر سوال کے لہجہ مین ارشادِ عالی ہوا کہ "عبد الغنی تم نوکر ہونا"، مین نے (جواب طرز تکلم سے واقف ہوچکا تھا) عرض کیا کہ ہان حضور نوکر ہون چنانچہ وطن سے واپس آکر غیر مترقب طور پر ایسے اسباب غیب سے پیدا ہوے کہ مین دوسرے محکمہ مین چلا گیا اور چند مہینے وہان کام کرنے کے بعد میری تنخواہ سوا تین سو سے پانچسو روپیہ ہوگئی اور اب بتدریج میری مستقل تنخواہ سات سو روپیہ اور قائم مقامی کی حیثیت سے آٹھ سو ہین یہ حضور انور ہی کا صدقہ ہی"

حضورِ انور کے ارشادات مین خاص شانین تھین اور عرض حاجت کی ضرورت نہ تھی دربارِ عالی مین پہونچتے ہی مشکلین حل ہو جاتی تھین۔

حضور پر نور کی خاموشی مین بھی شان تکلم نمودار تھی کہ بعض اوقات سائل کا سوال ہی اُسکے لئے جواب ہوجاتا تھا چنانچہ ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب وارثی رئیس ملاؤلی ضلع مین پوری (جو ایک ذاکر و شاغل بزرگ ہین) بیان فرماتے ہین کہ مجھسے قاضی بخشش علی صاحب مؤلف رسالہ وسیلۂ بخشش نے بیان کیا کہ حضور انور کی خدمت عالی مین ایک شخص حاضر ہوا اور اُسنے اپنے وفور جوش و مسرت مین اپنے جذبات قلبی کا اظہار اِس شعر مین کیا ہ

ندارم ذوقِ رندی نے خیالِ پاکدامانی	مرا دیوانۂ خود کن بہر رنگیکہ میدانی

حضور انور نے ایک مرتبہ سنکر دو مرتبہ اور سائل ہی کی زبان سے پڑھوایا تیسری مرتبہ اِس شعر کا ختم ہونا تھا کہ وہ شخص دیکھتے دیکھتے از خود رفتہ ہوگیا اور کپڑے پھاڑ کر چلا گیا۔ اور اِس شعر کی پوری کیفیت اُسپر طاری ہو گئی اور جیسا کہ حضور انور کی عادت تھی کہ الفاظ کو تکرار کے ساتھ فرماتے۔ اِسی طرح ایک مرتبہ اُسنے عرض کیا اور دو مرتبہ آپنے اور پڑھوایا۔ اور وہی سوال حضور پُر نور کی طرف سے جواب ہوگیا اِس قسم کا برجستہ جواب بھی حضور سے ملتا تھا اور بعض ارشادات کا مطلب عرصہ کے بعد ظاہر ہوتا تھا اور سائل کو بروقت جواب ملتا تھا۔ حکیم محمود علی صاحب وارثی فتحپوری (جو نہایت صالح اور پابند صوم و صلواۃ ہین) تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ جبکہ اکثر اصحاب موجود تھے شیخ حامد علی صاحب مرحوم رئیس جگور ضلع بارہ بنکی نے جو ریاست محمود آباد کی طرف سے تحصیلدار تھے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے بڑے بھائی صاحب نے جو حضور انور کی غلامی کا شرف رکھتے تھے ایک شخص کی معرفت جو دیوہ شریف کو جارہا تھا حضور انور کی خدمت عالی مین یہ پیام بھیجا کہ بعد آستانہ بوسی میری طرف سے عرض کرنا کہ آپ کے جدّ امجد روحی فداہ صلعم نے فرمایا ہے کہ من قال لا الہ الا اللہ فدخل الجنۃ یعنی جس نے ایک مرتبہ کلمۂ توحید پڑھا وہ جنتی ہی۔ پس مجھے اسکے معنی اور نکات اِس طرح سمجھا دیجیے کہ پوری تسکین ہوجائے۔ قاصد نے آستانۂ شریف پر یہ پیام عرض کیا تو حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ "دیکھا جائیگا"، اور رخصت کر دیا قاصد نے حضور پر نور کا مختصر جواب میرے بڑے بھائی صاحب سے آکر بیان کر دیا شیخ حامد علی صاحب بیان فرماتے تھے کہ کامل تین برس گذر جانے کے بعد جب اِس بات کا خیال بھی نہ رہا تھا بھائی صاحب سخت علیل ہوگئے اور اُنکی حالت روز بروز ردی ہوتی جاتی تھی اتفاق سے ایک عورت جگور کی رہنے والی جو قوم کی میراثن تھی دیوہ شریف مین حضور انور کی خدمت عالی مین حاضر ہوئی حضور پُر نور نے اُس سے فرمایا کہ "جگور کب جاؤگی" اُسنے عرض کیا کہ کل صبح کو آپ نے فرمایا

کہ مد اچھا حامد علی تحصیلدار کے بھائی کے پاس جانا اور اُن سے کہنا کہ تم نے جو حدیث من قال لا الٰہ الا اللہ

کے معنے پوچھے تھے اور اُسکی تصدیق چاہی تھی اُسکا وقت یہی ہو اب کہو تاکہ دخل الجنۃ کے مستحق ہو جاؤ"
شیخ حامد علی صاحب کہتے تھے کہ وہ عورت قریب شام کے میرے مکان پر پہونچی بھائی صاحب کے قریب جا کر
اُس نے دیکھا تو دم واپسین تھا بالکل وقت قریب تھا زبان مین کسی قدر لغزش ہو چلی تھی اُس نے چلا کر
بھائی صاحب سے کہا کہ مجکو حضرت نے آپ کے پاس بھیجا ہو اور یہ ارشاد فرمایا ہو وہ حضور انور کا یہ ارشاد سُنتے ہی
دفعتہً چونک پڑے اور اس روح پرور معجزنما پیام کو سُنکر جو اُنکے حق مین تریاق اکبر تھا کلمۂ توحید زبان پر لائے
اور برابر کہنے لگے اِسی حالت مین اُنکا انتقال ہو گیا۔ اس قسم کے واقعات بھی حضور انور کے اندازِ تکلم مین ہین
جن سے بروقت جواب ملتا تھا اور حقیقی تسکین حاصل ہوتی تھی۔ آپ کے الفاظ مین مختلف شانین ہویدا
تھین۔ جنسے بکثرت مخلوقِ الٰہی فیضیاب ہوتی تھی۔ حضور کے اندازِ تکلم مین ایک یہ بات بھی تھی کہ مختلف لوگون کو
مختلف سوالات کا ایک ہی فقرہ مین جواب دیتے اور جوامع الکلم ہونے کی شان دکھاتے تھے۔ چنانچہ مقرب
بارگاہِ عالی جناب شیدا میان وارثی لکھنوی ناقل ہین کہ مین بزم اقدس مین حاضر تھا کہ چار غلامانِ وارثی
ایک ساتھ حاضر اور قدمبوس ہوئے وہ کچھ عرض نہین کرنے پائے تھے کہ حضور انور نے اُن سے ارشاد فرمایا "جو خدا پر بھروسہ
کرتا ہو اُسکی مدد خدا ضرور کرتا ہو اور تم لوآج رہو گے کل چلے جانا" صرف اسی قدر فرما کر اُن کو رخصت کر دیا مگر
وہ لوگ نہایت شاد و مسرور تھے۔ شیدا میان فرماتے مین کہ اُنکی مسرت بے اندازہ دیکھکر مجھکو خیال ہوا کہ ان کی
خوشی کا باعث دریافت کرنا چاہیے۔ چنانچہ مین شب کو اُن کی قیام گاہ پر گیا اور مستفسرِ حال ہوا تو معلوم ہوا کہ
ایک صاحب کا ہائی کورٹ مین مقدمہ ہو اُسکی کامیابی کے لئے ملتجی تھے دوسرے صاحب کو عقیدتاً کچھ خدشات تھے
تیسرے صاحب تہ بندپوش تھے اُن کی خواہش تھی کہ کوئی ذکر یا شغل مجکو تعلیم فرمایا جائے اور چوتھے نکاتِ توحید
دریافت کرنا چاہتے تھے۔ مین نے دیکھا کہ سب کو اس بات کی مسرت ہو فیضانِ وارثی نے ہماری خواہشات کو
پورا کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب اِن حضرات سے ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ جنکا ہائی کورٹ مین مقدمہ تھا
اُنکو کامیابی ہو گئی دوسرے صاحب کا خدشہ رفع ہو گیا۔ شاہ صاحب کو دیکھا تو اللہ ہو کا ذکر جاری تھا اور جنکو
توحید کا سمجھنا مدنظر تھا اُنکا وجودی مسلک ہمہ اوست کا دم بھر رہا تھا۔
حق یہ ہو کہ حضور انور کے الفاظ کے حقیقی معنی کو پہونچنا ایک امر دشوار ہو آپ کی زبانِ فیض ترجمان سے جو بات
نکلتی تھی وہ حقیقت سے بھری ہوئی ہوتی تھی جس سے ظاہر ہو کہ خدائے برتر نے آپ کو دیگر صفات کی طرح
جوامع الکلم ہونے کا کمال بھی عطا فرمایا تھا۔ مندرجۂ بالا واقعات جو حضور انور کے اندازِ تکلم سے متعلق ہین اور
آپ کے الفاظ کی صراحت مین بطور نمونہ کے لکھے گئے ہین اگر نظر غایر سے دیکھا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل پر روشنی
ڈالتے ہین۔ باوجود ہر وقت کی محویت و استغراق کے آپ کسقدر برجستہ جواب دیتے تھے اور جواب ہی نہین بلکہ
جو بات مشاہدات سے متعلق ہو اس کا مشاہدہ اور جو تعلیم سے متعلق ہو اُسکی تعلیم غرض جس کام سے متعلق جو
سوال ہو اُسکا ویسا ہی جواب دیتے تھے جو قطعیۃ الدلالت ہوتا تھا۔ بظاہر تو یہ حضور انور کی معمولی باتین تھین
مگر حقیقتہً حضور کے کلمات طیبات پر کامل غور و فکر کی ضرورت ہو۔ جن بزرگانِ عصر نے حضور انور کی زیارت کا
شرف حاصل کیا ہو وہ بخوبی واقف ہین کہ آپ کی گفتگو کسقدر حقیقت آمیز ہوتی تھی۔ اور ہر وقت کی کیا

کیفیت تھی۔ حضرت مولانا شاہ سید علی حسن صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی مسند آرائے کچھوچھہ شریف تحریر فرماتے ہین کہ وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ ہم سے کلام کرتے ہین اور حضرت توجہ الی اللہ مین ایسے محو تھے کہ کلام کرانیوالا کلام کرتا تھا اُن کو خبر بھی نہ تھی،، حضرت اقدس کی مہتم بالشان ذاتِ محمود الصفات کی طرح تاثیر کلام بھی بے مثل تھی جو بظاہر مختصر الفاظ۔ تھے مگر رموزِ باطنی اور تاثیراتِ حقیقی سے بھرے ہوئے ہوتے تھے۔ آپ کے معمولی الفاظ اگرچہ روزمرہ مین داخل ہین، مگر وہ نہایت اَدق ہین جنکا سمجھنا بھی اہلِ باطن ہی کا کام ہی یا اُنکا جو خوش قسمتی سے اُن الفاظ کے مخاطب ہون۔ ہر شخص کا کام نہین جو اُن کی کُنہ حقیقت سے آگاہ ہوجائے۔ معانی ولغت کے اعتبار سے الفاظ مین اہمیت نہین ہوتی تھی بلکہ خداداد جوامع الکلمی اور انکشافِ حقیقی سامعین کو متحیر کردیتا تھا۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اِن مبارک ہونٹون سے الفاظ ہی نہین ادا ہوتے بلکہ آئینۂ حقیقت نما دکھایا جاتا ہی۔ آپ کے ایک ایک لفظ مین رموزِ باطنی مخفی ہوتے تھے کوئی لفظ بیکار نہین ہوتا تھا آپ کے الفاظ درحقیقت صرف تفسیر طلب ہی نہین ہوتے تھے بلکہ مشاہداتِ قدرتِ خداوندی پر مبنی ہوتے تھے۔ حضور کے خوارقِ عادات وکرامات مین حقیقۃً آپ کے الفاظ ہی کی تشریح ہے جو اس کتاب مین دیگر مواقع پر مطالعہ سے گذرینگے خدائے برتر نے حُسنِ صورت کی طرح حُسنِ کلام بھی حضورِ انور کو لاجواب عطا فرمایا تھا جس کی تعریف الفاظ مین ادا ہونا ناممکن ہے اور سچ تو یہ ہے ؎

تیرے الفاظ نے کر رکھے ہین دفتر پیدا		ورنہ کچھ بھی نہین اللہ کی قدرت کے سوا	

جسطرح آپ کا اندازِ تکلم ایک خاص شان رکھتا ہے اور اُس مین حُسنِ کلام کی دلفریبیان مشاہداتِ قدرت کی نیرنگیان مضمر ہوتی تھین اُسیطرح آپ کا وہ مذاقِ تکلم جو بظاہر علوم ظاہر پر مبنی ہی خاص انداز رکھتا تھا جس سے بڑے بڑے عُلما متاثر ہوجاتے تھے چنانچہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ حضورِ انور کے اندازِ تکلم کی وہ شان بھی دِکھائی جائے جس سے علاوہ حضور پُرنور کی روحانی تاثیرات کے علوم ظاہر کی معلومات بھی متحقق ہو۔

شانِ تکلم

حضورِ انور کے ابتدائی حالات کے مطالعہ کرنے سے یہ بات آفتاب نیمروز کی طرح روشن وہویدا ہی کہ اگرچہ آپ کے لئے تعلیم علومِ ظاہری مین پورا اہتمام کیا گیا تھا مگر آپ نے کامل طور پر اُسطرف توجہ نہین فرمائی۔ یہ ضرور ہی کہ آپ کی خداداد ذہانت کے کرشمے جو زمانۂ تعلیم مین ظہور پذیر ہوئے حیرت انگیز ہین۔ لیکن آپ کا اُس طرف کوئی خاص رُجحان نہ تھا۔ اور دِل جو گذرگاہِ جلیلِ اکبر ہے کچھ اور ہی تعلیم دیتا تھا جس سے متاثر ہو کر آپنے تعلیم علومِ ظاہری کو زمانۂ طفولیت ہی مین خیرباد کہدیا تھا ؎

عقل کو کچھ نہ ملا علم مین حیرت کے سوا		دِل کو بھایا نہ کوئی رنگِ محبت کے سوا	

مگر یہ عجیب بات ہی کہ حضورِ انور کو علومِ ظاہری سے بھی خاص مذاق تھا اور آپ کا کلام فیض التیام اپنی مقدس تاثیرات روحانی کی طرح علومِ ظاہر کا بھی کامل و مکمل نمونہ دکھاتا ہی جس سے اربابِ علم ودانش کے قلوب اکثر متاثر ہوئے ہین۔ اور یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوگئی کہ آپ باعتبارِ علم وفضل بھی فرد روزگار ہین۔ کسی علم مین حضورِ انور کو خاموش نہین دیکھا گیا۔ اپنی زبان اُردو کے علاوہ دیگر زبانون مین بھی حضورِ انور نے اہلِ زبان سے گفتگو فرمائی ہی۔ آپ کی خدمتِ عالی مین حافظ۔ قاری۔ عام سب آتے تھے اور آپ اُنھین کے مذاق کے موافق اُن سے گفتگو فرماتے تھے۔

اگرچہ آپ کے مشاغل مین علاوہ تلاوتِ قرآن شریف مثنوی مولانا رومؒ اور ملک محمد جائسیؒ کی پدماوت اور خمس جواہر کا مطالعہ زیادہ تر دیکھا گیا ہو مگر اکثر وبیشتر اوقات کی گفتگو سے مترشح ہوتا تھا کہ حضورِ انور تمامی علوم وفنون کے ماہر کامل ہین۔

علم القرأن مین آپ کو خاص عبور تھا ساتون قرأتون سے آپ کلام مجید پڑھتے تھے جب کوئی قاری آتا تھا تو آپ مختلف قرأتون کے فرق بتاتے تھے اور اُن قرأتون کے نکات سمجھاتے تھے تراجم کے فرق ارشاد فرماتے تھے۔ مدنی اور مصری قرأتون کا خاص مذاق رکھتے تھے۔

آپ اربابِ علم اور ماہرینِ فن سے بلکہ نہایت خوش ہوتے تھے آیاتِ کلام پاک کی تفسیر فرماتے اور رموز و نکات سمجھاتے تھے۔ اگرچہ کلام مجید آپ کو اتنا اچھا یاد تھا کہ بڑے بڑے حافظون کو آپ نے لقمہ دیا ہو مگر آپ ناظرہ خوانی کے عادی تھے۔ مثنوی شریف اور پدماوت کے اشعار کی تشریح فرماتے اور اُن کے رموز و نکات بیان کرتے تھے۔

مولٰنا سید عبدالغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری (مترجم طبقات الکبریٰ وغیرہ) تحریر فرماتے ہین کہ مین نے دیکھا ہو کہ زمانہ قیام لکھنؤ مین حضورِ انور صبح کے وقت مثنوی شریف طلب فرماتے اور حاضرین مین سے جسکے حسب حال جو شعر ہوتا اُسی کی طرف مخاطب ہو کر اُسکے معنی بیان فرماتے تھے۔

یہ بھی حضورِ انور کی شانِ تکلم تھی کہ مثنوی شریف کے اشعار سے حسب حال تعلیم ہوتی تھی۔ تصوف مین آپ کو اِنھین کتابون سے زیادہ تر شوق تھا۔

حضورِ انور کو قرآن شریف سے خاص ربط تھا ابتدائً جب حضور پُرنور کے جسمِ لطیف پر آثار ضعف پیری نمودار نہین ہوئے تھے اور آپ محافلِ میلاد وغیرہ مین زیادہ شرکت فرماتے تھے تو آپ کو پنج آیت کا بہت شوق تھا بعد ختم میلاد پنج آیت پڑھنے کے لیے ارشاد فرماتے اور خود بھی پڑھتے تھے۔ ابتدا مین روزانہ پورا کلام مجید ختم فرماتے تھے یہانتک کہ حالت سفر مین بھی ایک کوس مین تین پارہ کلام مجید کے پڑھتے اور دس کوس مین پورا قرآن شریف ختم فرما دیتے تھے۔

محافل وغیرہ مین پنج آیت سے حضور کو بڑی دلچسپی تھی۔ ختم قرآن مین جو رسوم رسم عام ہوتی ہو اس سے بہت خوش ہوتے تھے۔ شکوہ آباد وغیرہ مین جہان حضورِ انور کی زیادہ آمد و رفت رہتی تھی وہان کے حفاظ و معلم اپنے اپنے شاگردون کو لیکر خدمتِ عالی مین حاضر ہوتے تھے طلبہ کے اُستادون اور والدین کی تمنا ہوتی تھی کہ ختم قرآن کی رسم حضور پرنور کے سامنے ادا ہو۔ لوگون کا یہ عقیدہ راسخ تھا کہ حضور پرنور کے سامنے جسکے ختمِ قرآن کی رسم ادا ہوتی ہو اُسکے ذوق و شوق مین کمی نہین ہوتی۔ اور وہ بھولتا نہین۔

بزرگانِ شکوہ آباد کا بیان ہو کہ حضور پرنور جب شکوہ آباد مین تشریف لائے تو خود بھی حفاظ و معلین سے دریافت فرماتے تھے کہ "کتنے لڑکے حافظ و ناظرہ خوان تیار ہوئے"

ختمِ قرآن کی رسم سے حضورِ انور کو ایسی دلچسپی تھی کہ اگر آپ کہین تشریف لیجانے کو ہوتے اور اسکی وجہ سے روکنے کی درخواست کی جاتی تو آپ بخوشی منظور فرماتے تھے۔

عربی زبان مین آپ کو کامل مہارت تھی جس کا اندازہ اکثر واقعات سے ہوا ہے۔ مولٰنا لطافت حسین مرحوم وارثی متوطن شیخپورہ ضلع مونگیر نے نہایت بلیغ عربی مین حضورِ انور کے سلسلۂ عالیہ کا شجرۂ قادریہ لکھکر جب خدمت عالی مین پیش کیا جسکا مطلع یہ ہے

بُشْریٰ لِقَاطِعٍ بِکَمَالِ الْاِنَابَةِ	بِالرَّأْسِ وَالْعُیُوْنِ طَرِیْقُ الْاِجَابَةِ

تو حضورِ انور نے اِس کو برجستہ پڑھا اور بلاغت کی تعریف فرمائی اور محاورات عرب جو نظم ہوئے ہین اُن کی داد دی اور نکات و مطالب بیان فرمائے۔

اسیطرح جب مولنٰنا تحیرؔ وارثی نے حضورِ انور کا نسب نامہ عربی زبان مین نظم کیا جو قصیدۂ غوثیہ کا ہم بحر و ہم ردیف ہی جسمین مولنٰنا تحیرؔ نے اپنی پوری قابلیت اور جودتِ طبع دکھائی ہو تو آپ نے اِس قصیدہ کو بے تکلف پڑھا اور قصیدۂ بُردہ کے بعض اشعار سے اسکے اکثر محاورات کا تطابق فرمایا۔ زبان عربی مین آپ کی مہارت اِس سے بھی ظاہر ہوتی ہو کہ عموماً اہلِ عرب سے آپ اُنھین کی زبان مین برجستہ کلام فرماتے تھے۔ اور یہ بھی حضورِ انور کا قاعدہ دیکھا گیا ہے کہ حاضرین سے مخاطب ہوکر اگر نصیحۃً کوئی تذکرہ فرماتے تو دورانِ گفتگو مین آیت کلام الٰہی یا کسی حدیث کا حوالہ دیتے یا اہلِ عرب کا کوئی مقولہ جو اُس نصیحت کا موید ہوتا تھا اکثر ارشاد فرماتے تھے۔

حضورِ انور کے علم القرآن کا اندازہ اِس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ چودھری لطاف حسین صاحب رئیس رامدانہ ضلع سیتاپور کے مکان پر حضور پر نور قیام پذیر تھے اور مولوی عبدالصمد صاحب جو مدرسۂ دیوبند کے تعلیم یافتہ تھے کسی ضرورت سے وہان آ گئے۔ مولوی صاحب موصوف ایک شخص سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثالی مین کلام کرنے لگے اور آیۂ شریف لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ کا حوالہ دیا۔ جب یہ واقعہ حضور پُر نور نے سُنا تو مولوی صاحب سے ارشاد فرمایا کہ "اِس آیۂ پاک کی قرأت یہ بھی ہو لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفَسِكُمْ لہذا اگر فا کو بالفتح پڑھیئے تو اِس آیت کے معنی خلاف مقصود آپکے ہونگے اور یہی آیت آپکے دعوے کے بطلان کے لئے کافی ہوگی"

مولوی علی احمد خان صاحب (وکیل و رئیس آگرہ) جو ایک متشرع بزرگ ہین (اور علومِ عربی مین اچھی دستگاہ رکھتے ہین۔ زیادہ تر تعلیم تفسیر و حدیث و فقہ ہی کی حاصل کی ہے) تحریر فرماتے ہین کہ سنہ ۱۸۷۲ء مین ایک عزیز کی شادی کی تقریب مین میرا شکوہ آباد جانا ہوا۔ وہان پہونچ کر معلوم ہوا کہ حضورِ انور یہان تشریف لائے ہوئے ہین۔ مجکو بھی اشتیاقِ زیارت ہوا اکثر اعزہ جو برات مین شامل تھے حضور کی قدمبوسی و زیارت کے لئے گئے۔ اور بغیر حصولِ مقصد واپس آئے اور یہ وجہ بیان کی کہ حضور پر نور زنانہ مکان مین تشریف رکھتے تھے وہان مستورات کا ہجوم ہے جو آپ کے سامنے بیحجاب آتی ہین۔ وجہ واپسی سُننے کے بعد مجکو جو اشتیاق و انتظارِ قدمبوسی تھا وہ جاتا رہا اور ایک قسم کا اکراہ محسوس ہوا سنہ ۱۸۷۲ء سے سنہ ۱۸۹۵ء تک کسی قسم کا کوئی خیال میرے دِل مین نہین آیا۔ اگست یا ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء مین حکیم امجد علی خان صاحب رئیس فیروزآباد کا ایک تار مجکو عدالتِ دیوانی مین ملا جس مین تحریر تھا کہ حضورِ انور بھوپال سے تشریف لانے والے ہین جب آگرہ تشریف لائین تو مجھے بھی اطلاع دینا مین کچہری مین موجود تھا کہ حکیم امجد علی خان صاحب فیروزآبادی خود تشریف لائے اور انھون نے بیان کیا کہ حضرت صاحب شہر مین آ گئے اِسی وقت کی گاڑی سے اٹاوہ تشریف لے جائین گے۔ معہ حکیم صاحب موصوف اسٹیشن پر گیا تو وہان اندر باہر صدہا آدمیونکا ہجوم تھا گاڑی کے اندر پہونچنا دشوار تھا۔ ہم نے اول درجہ کا ٹکٹ خرید کیا اور اُسی درجہ تک رسائی پیدا کی جسمین حضورِ انور تشریف فرما تھے۔ گاڑی مین قدم رکھتے ہی جسم و قلب مین ایک حرکت پیدا ہوئی اور خوف طاری ہوا۔ اسی حالت مین خوف زدہ خاموشی کے ساتھ بنچ کے نیچے بیٹھ گئے چہرۂ اقدس چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔ مین نے اور حکیم امجد علی خان صاحب نے ڈرتے ڈرتے پائے مبارک پر ہاتھ رکھا اور آہستہ آہستہ دابنا شروع کیا۔ ہمارے پاؤن دبانے سے حضورِ انور نے دریافت فرمایا کہ کون۔ خادم نے عرض کیا کہ حکیم امجد علی خان فیروزآبادی ہین اور حکیم صاحب نے میرا نام بتایا۔ اور عرض کیا کہ قدمبوسی کے لئے آئے ہین۔

حضورِ انور نے چہرۂ مبارک سے چادر علٰحدہ فرمائی مجکو پہلے حضور کی زیارت نہین ہوئی تھی مین حضورِ انور کی طرف

کن انکھیوں سے نظر ڈال لیتا تھا مگر پاؤں دبانے میں مصروف تھا۔ اسقدر ہمت و جرأت نہیں ہوتی تھی کہ نظر بھر کے جمالِ عدیم المثال کو دیکھوں۔ اسی حالت میں مجکو ۱۸۹۲ء کا واقعہ بدگمانی یاد آیا جس سے اور بھی دل ہی دل میں شرمندہ ہوگیا۔ حضور انور نے خود بخود مجھسے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ "ہر شخص پر پابندیٔ شریعت اور اتباعِ سنت لازمی ہے"۔ اسکے بعد کچھ آیاتِ کلام پاک تلاوت فرمائیں اور احادیث جو موید شریعت ہیں انکو بیان فرمایا اور تشریح و توضیح فرماتے رہے مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کے کچھ اشعار بھی پڑھے حضور انور کا مختصر بیان اسقدر جامعیت اور بلاغت سے بھرا ہوا تھا کہ میں حیرت زدہ سا ہو رہا تھا۔ اور غور کر رہا تھا کہ حضور فقیر تو ہیں ہی مگر فقیہ بھی اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ علوم تفسیر و حدیث وغیرہ میں تبحر ہے۔ فارسی زبان میں کمال رکھتے ہیں۔ آپ فصیح و بلیغ بھی انتہا درجہ کے ہیں۔ انھیں باتوں پر غور کرتے کرتے خیال ہوا کہ ۱۸۹۲ء میں جو بدگمانی پیدا ہوئی تھی یہ اُسکا دفعیہ ہے۔ نصف گھنٹہ میں تمامی خطرات حُسنِ عقیدت سے بدل گئے اور قدم مبارک چھوڑنا شاق ہوگیا بالآخر حضور اٹاوہ تشریف لے گئے اور میں آگرہ چلا آیا۔ آگرہ میں دو دن قیام دشوار ہوگیا۔ تیسرے دن بیتاب ہوکر اٹاوہ پہونچا اسکے بعد پھر آگرہ واپس آیا اور آگرہ سے شرفِ بیعت حاصل کرنے کے لئے دیوہ شریف روانہ ہوا۔ ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء سے ۶۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء تک برابر روزانہ حاضرِ خدمتِ عالی ہوتا رہا حضور انور کی قدمبوسی کوئی آسان امر نہیں تھا ہزار ہا زائرین و مشتاقین امیر و غریب صادر و وارد کا ہجوم رہتا تھا۔ آدمی پر آدمی گرتا تھا ٹھوکریں اور دھکے کھاکر حضور کے قدموں تک رسائی نصیب ہوتی تھی۔ ۶۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء مطابق ۱۶۔ ربیع الثانی ۱۳۱۳ھ کو شرفِ غلامی نصیب ہوا۔ سبحان اللہ کیا ساعت سعید اور وقت ہمایوں تھا ؎ خوشا وقتے و خرم روزگارے

اربابِ علم کے ساتھ حضور انور کے علمی واقعات اکثر گذرے ہیں جن سے آپ کی بدرجۂ کمال واقفیت علومِ ظاہری کا بھی پتہ چلتا ہے۔

ہر چند خود حضور انور نے کبھی کسی علم کی نسبت زبانِ مبارک سے ارشاد نہیں فرمایا کہ ہم نے حاصل کیا ہے مگر حضور انور ہر شخص کو اُسکے مذاق کے موافق جواب دیتے تھے۔

مولانا عبدالرحیم صاحب جو دہر پہ مشہور تھے اُن کا واقعہ ہے کہ حضور انور کے زمانۂ قیام جونپور میں وہ معہ اپنے شاگرد مولوی ریاض الرحمن صاحب کے خدمتِ عالی میں حاضر ہوئے اور بطور سوال عرض کیا کہ اگر ابلیس نے غیرِ خدا کے سجدہ سے انکار کیا تو کیا تصور کیا بجائے موحد کہنے کے اُسکو شیطان اور ملعون کیوں کہتے ہیں حضور انور نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ "مولوی صاحب موحدین تو شیطان و رحمن میں فرق نہیں کرتے اور عشاق شیطان کو بُرا نہیں کہتے بلکہ واقعہ ابلیس خاص قسم کا ایک سبق ہے لیکن شریعت کے رو سے ابلیس نے یہ غلطی ضرور کی کہ آدم کو غیر سمجھا خلق آدم علیٰ صورتہٖ کا خیال نہ کیا"۔

مولوی صاحب یہ سنکر کیفیت ہوگئے اور اطاعت وارثی کا اقرار کیا۔

اگرچہ حضور انور مناظرہ کو پسند نہیں فرماتے تھے مگر اکثر اربابِ علم ظاہر اس غرض سے بھی حاضرِ خدمتِ عالی ہوئے ہیں۔ اور آپ نے ازراہ خلقِ محمدی اُن کو منع نہیں فرمایا ہے بلکہ اُن کی تسلی فرمادی ہے جس سے وہ یا تو ساکت ہوکر داخل سلسلۂ عالیہ ہوگئے اور اگر قسمت نے یاوری نہ کی تو اپنی مخالفت کے باعث پشیمان ہوئے اور اُن کو بات کرنے تک کی جرأت نہ ہوئی۔

منشی عبدالغنی خانصاحب قبلہ وارثی (سابق نائب ریاست مھونا ضلع سلطان پور) رئیس پورو عبدالغنی خان ضلع رائے بریلی لکھتے ہین کہ مین ایک مرتبہ دیوہ شریف مین حاضر تھا اور اکثر خدام حاضر باش موجود تھے کہ حضور انور کی خدمت بابرکت مین ۸ یا ۹ بجے صبح کے وقت ایک عالم آئے جو پنجاب کے رہنے والے تھے۔ اُن کے ساتھ پچیس تیس طالب علم بھی تھے جو اُنھین کے شاگرد تھے عالم صاحب نے آتے ہی بغیر کسی اخلاقی گفتگو کے اپنے علم کے زعم مین یہ سوال کیا کہ آپ نے علم ظاہری کچھ کیون نہ حاصل کیا کہ مسائل شریعت سے آگاہی ہوتی آپ نے فرمایا کہ "مولوی صاحب آپ کس علم کی بابت دریافت کرتے ہین،، اُنھون نے کہا کہ یہی علم عربی و فارسی وغیرہ جو رائج ہے آپ نے فرمایا "مولوی صاحب اس علم کا یہی فائدہ ہے نا کہ شکم سیر ہو کر رزق مل جائے اور نفس کو سرور ہو بس خداوند تعالی مین صفت رزاقی موجود ہے۔ اُس کا نام رزاق بھی ہے اس نام پر جسکو تصدیق ہو جائے اسکو ان علوم کی کیا حاجت ہے۔ صرف اُس کے ایک نام سے سب کام نکل سکتے ہین بس مین اُسکی صفت رزاقی پر ایمان رکھتا ہون اسلیئے سب کو بیکار و بیفائدہ سمجھکر چھوڑ دیا۔ اور مولوی صاحب علم وہی حاصل کرنا چاہیئے جو مرنے کے وقت کام آئے اور وقت موت کلمہ زبان سے نکلے اگر زبان سے کلمہ نہ ادا ہو سکا تو علم کس کام آیا،،

اس ارشاد پر مولوی صاحب نے کہا مین علم عربی و فارسی فلسفہ و منطق حدیث و تفسیر و فقہ سب سے باخبر ہون کیا میرے مرنے کے وقت کلمہ زبان سے نہ نکلے گا۔

حضور انور نے ارشاد فرمایا "کچھ بعید نہ سمجھئے آپ نے اکثر سنا ہوگا کہ دو تین دن پہلے سے بعض مریضون کا منھ بند ہو جاتا ہے زبان لوٹ جاتی ہے،،

مولوی صاحب نے کہا جس کا دہن بند ہو جائیگا وہ زبان کے اشارہ سے کہیگا زبان بھی بند ہو جائیگی تو دل سے کہیگا۔ آپ نے فرمایا کہ "اکثر لوگون کا دل پلٹ جاتا ہے دیوانون کی طرح حرکتین کرتے ہین بعض پر ایسا سکوت طاری ہوتا ہے کہ وہ بےحس و حرکت ہو جاتے ہین۔ ہیبت مرگ اُن کے حواس خمسہ کو غارت کر دیتی ہے اور دل بغیر امداد حواس مطلق جنبش نہین کر سکتا۔ جب حواس متغیر ہین تو دل کی یکسوئی کہان،، یہ ارشاد حضور انور کا سُنتے ہی مولوی صاحب کی حالت مین ایک عجیب تغیر پیدا ہوا اور اُنھون نے عمامہ سر سے اُتار کر پھینک دیا۔ آپ کے پائے مبارک پر سر رکھدیا اور کہنے لگے کہ بخدا جو سُنتا تھا اُس سے زیادہ پایا مین حضور کے سامنے محض اُمّی ہون۔ برائے خدا مجھے شرف غلامی سے سرفرازی بخشیئن۔ اسوقت ظاہر ہی نہین بلکہ میری باطنی حالت مین تغیر ہے میرا دل گھبرا رہا ہے کہ مبادا یہی دم واپسین ہو۔ مولوی صاحب شرف بیعت سے مستفید ہوئے اور ساتھ ہی لباس فقر کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ حضور انور نے احرام عطا فرمایا اور مولوی صاحب کو فقیہ سے فقیر بنایا مولوی صاحب کے ہمراہ اُن کے تین شاگردون نے بھی لباس فقر زیب تن کیا بقیہ شاگرد واپس چلے گئے۔ مولوی صاحب نے اپنے شاگردون سے کہدیا کہ میرے اعزہ و احباب سے کہدینا کہ صبر کرین اب دل ہاتھ سے جاتا رہا میرے قلب کی حالت پلٹ گئی مولوی صاحب مع اپنے تینون شاگردون کے حضور کے حکم سے نیپال کی طرف چلے گئے۔ حضور انور کے روبرو مناظرہ و مباحثہ کی طویل گفتگو کرنے کی نوبت نہین آتی تھی آپ صرف دو ہی تین باتون مین تمامی امور طے فرما دیتے تھے۔ اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ کوئی صاحب مناظرہ کی غرض سے تشریف لائے مگر ہیبت حق سے کوئی بات ہی زبان سے ادا نہ کر سکے۔

مولوی بشیر الزمان صاحب رئیسِ سندیلہ ضلع ہردوئی تحریر فرماتے ہین کہ مجھسے حضرت سیدنا شاہ فضل حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین حضرت شاہ منعم کنز المعرفت بیان فرماتے تھے کہ دو افغانی ہماری مسجد مین آئے جن کی وضع قطع مولویانہ تھی ایک سن رسیدہ تھے اور دوسرے متوسط عُمر کے تھے یعنی ایک بڑے مولوی اور دوسرے چھوٹے مولوی کہے جا سکتے تھے اُن کی باتون سے معلوم ہوا کہ حضور انور سے مباحثہ کرنے کی غرض سے آئے ہین اُنھون نے مجھسے بے تکلفانہ وبیباکانہ کہا کہ جناب حاجی صاحب تارک الصلوٰۃ ہین اسلیئے اِس حدیث کے مصداق ہین مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ اور نہایت اشتداد کے ساتھ بار بار یہی الفاظ دُہراتے رہے۔ہم نے عرض کیا کہ آپ مہمان ہین ہم آپ سے کچھ نہین کہہ سکتے حضرت صاحب ہمارے مرشد وپیشوا ہین جو کچھ آپ کو کہنا ہو بالمواجہ اُن سے کہیئے گا۔

پس پشت کسی کو کچھ کہنا بیجا ہے اب آپ کھانا کھا لیجیے اور بعد نماز ظہر آستانۂ عالی پر چلیے اُسوقت جو جی مین آوے کہیئے گا۔ وہ بمشکل تمام خاموش ہوئے اور طعام و نماز سے فارغ ہو کر حاضری کا قصد ہی کر رہے تھے کہ خود حضور پُر نور تشریف لائے اور حسب عادت سلام مین سبقت فرمائی لیکن وہ دونون صاحب دیکھتے ہی حیرت زدہ ہوئے کہ اُنکے آئے حواس غائب ہو گئے ٹکٹکی باندھکر حضور پُر نور کی صورت دیکھنے لگے اور بدحواسی مین جواب سلام بھی دینا بھول گئے آپ جا کر اُن کے قریب بیٹھ گئے اور اُن دونون صاحبون کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ "علما کی بڑی شان ہے آپ کا مکان کہان ہے کس کام سے تشریف لائے ہین اِسمائے شریف کیا ہین،، لیکن دونون مثل تصویر مبہوت وساکت تھے اور حیرت سے آپ کے جمالِ عدیم المثال کو دیکھ رہے تھے۔

جب اُنھون نے کسی بات کا جواب ہی نہ دیا تو حضورِ انور نے ارشاد فرمایا "آپ صاحبان عالم ہین ہماری زبان نہ سمجھتے ہونگے،، چنانچہ آپ اُن سے عربی مین گفتگو فرمانے لگے وہ اِسپر بھی بدستور ساکت و دم بخود رہے تو آپ نے اُن کی وضع وقطع کے اعتبار سے پشتو پنجابی گجراتی وغیرہ کئی زبانون مین سلسلۂ کلام شروع فرمایا مگر وہ دونون مبہوت ہی رہے بالآخر آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ "عجیب لوگ ہین مباحثہ کرنے آئے ہین اور کوئی بات زبان پر نہین لاتے،، اِن دونو مولوی صاحبان پر ایسا سکوت طاری ہوا کہ عصر کی اذان بھی ہو گئی اور وہ خاموش ہی بیٹھے رہے۔حضرت شاہ فضل حسین صاحب وارثی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہم نے بمشکل اُن کو نماز عصر کے لئے کھڑا کیا ورنہ وہ حیران وششدر تھے۔بعد نماز وہ ہمارے پاس آکر بیٹھ گئے لیکن بدستور ساکت وصامت رہے یہانتک کہ مغرب کی اذان ہوئی اور وہ بھی سب کے ساتھ شریکِ نماز ہوئے اور بعد نماز مغرب خاموش مسجد مین بیٹھے رہے حتّٰی کہ عشا کی بھی اذان ہو چکی تو مین نے اُن کے قریب جا کر کھانے کے لئے کہا تب اُن دونون نے نہایت آہستہ آہستہ آواز مین جواب دیا کہ ہم کو بالکل اشتہا نہین ہے آج شب کو کھانا نہ کھائینگے اِسکے بعد وہ شریکِ نماز ہوئے اور بعد نماز وہ دونون مسجد مین بیٹھے رہے ہم لوگ یہ سمجھے کہ اوراد و وظائف مین مشغول ہونگے۔مگر عجیب کیفیت ہوئی کہ قریب نصف شب کے مسجد سے شور وغل کی آواز آئی وہان جا کر دیکھا تو دونون صاحب ایک دوسرے سے دست وگریبان ہین اور دونون مین صلواتین ہو رہی ہین بڑی دشواری سے مین نے دونون کو علٰحدہ کیا۔

ایک نے دوسرے پر نہایت قہر آلود نگاہ ڈالی اور الگ الگ بیٹھ گئے آخر شب مین پھر جنگ ہونے لگی اور مار پیٹ کی نوبت آئی۔جب فجر کی اذان ہوئی تو ہم لوگ مسجد مین گئے وہان جا کر دیکھا تو بڑے مولوی صاحب ندارد تھے اور چھوٹے مولوی صاحب نہایت خستہ و مجروح پڑے ہوئے تھے اُن کو اُٹھایا تو وہ وضو وغیرہ کر کے نماز فجر مین

شریک ہوئے اُن سے دریافت کیا کہ بڑے مولوی صاحب کہان گئے تو اُنھون نے کہا خدا جانے کہان فرار ہو گئے اب مجکو حضرتِ اقدس کی خدمت بابرکت مین لیچلو چنانچہ وہ حضور پُرنور کی خدمت عالی مین پہونچکر قدمبوس ہوئے اور بکمالِ ادب استدعائے بیعت کی حضور انور نے نہایت شفقت سے اُن کی بیعت لی چند روز حضور کی خدمت مین رہ کر اپنے مکان کو راہی ہو گئے۔

بعد مین سنا گیا کہ بڑے مولوی صاحب یہان سے فرار ہو کر فتحپور ہسوان مین پہونچے اور وہان مسجد مین قیام کیا شب کو ان سے اور امام و مؤذن سے جوتی پیزار ہوئی اور وہان سے خستہ و مجروح ہو کر کہین بھاگ گئے خدا جانے کیا معاملہ تھا۔

اکثر علمائے ظاہر جو آپ سے مباحثہ کرنے آئے تو قبل اسکے کہ وہ آپ کی خدمت مین حاضر ہون آپ نے معمولی لکھے پڑھے آدمیون کو حکم دیدیا کہ تم جاؤ اور مولوی صاحب سے مناظرہ کرو وہ اس ارشاد کو سنکر خود متحیر ہوئے اور جب مولوی صاحب اُن سے ساکت ہو گئے۔ تو انھین اور بھی زیادہ حیرت ہوئی۔

حقیقت یہ ہی کہ آپ کی ذات معدن الصفات سے علوم ظاہری و باطنی کا چشمۂ فیض جاری تھا۔ جس سے جو کام چاہتے تھے لیتے تھے جس سے مخاطب حیران ہو جاتا تھا مریدین ہی کو نہین بلکہ دیگر سلاسل کے بزرگون کو بھی حضور انور کے افاضۂ قوت ظاہری و باطنی کا اچھی طرح علم ہے جو حضور انور کے تصرف سے اُن کی ذات مین ظاہر ہوا ہی چنانچہ مولوی ناظم علی صاحب فضلی (متوطن کرسی ضلع بارہ بنکی) نائب مہتمم مدرسۂ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ اپنا واقعہ تحریر فرماتے ہین کہ مین ایک مرتبہ دیوہ شریف مین حاضر خدمت ہوا کچھ اور لوگ بھی خدمتِ عالی مین حاضر تھے آپ نے مجھسے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ”اب تو کرسی مین کوئی عالم نہین ہو تمھین ہو“ یہ فرما کر ایک قصیدۂ عربی (جسکی عبارت ایسی دقیق تھی کہ مجھ ایسے کم استعداد کو پڑھنا دشوار تھا۔ عنایت فرمایا کہ پڑھو بسم اللہ کہکر جو پڑھنا شروع کیا تو آخر تک خوب صحیح اور نہایت سمجھکر پڑھا لیکن اسوقت بھی مجھ مین ایسی استعداد نہین ہی کہ اُس قصیدہ کو پڑھ سکون“

یہ حضور انور کا افاضۂ قوتِ ظاہری تھا۔ حالانکہ آپ کی ذاتِ اقدس کو علوم ظاہر سے قطعًا تعلق نہ تھا مگر پھر بھی اِس قسم کے واقعات ظاہر ہوئے ہین جنسے ثابت ہوتا ہی کہ آپ کی قوت کاملہ جسکو ایک دولتِ خداداد کہنا چاہیئے ایسی تھی جس سے منطق کا بھی ناطقہ بند تھا۔ بڑے بڑے فلسفی و منطقی آپ کے سامنے اِسطرح ساکت و دم بخود رہ جاتے تھے کہ گویا اُن کے منھ مین زبان ہی نہین ہے۔

حضور انور کے مختصر الفاظ فی الحقیقت نہایت جامع ہوتے تھے اور جس قسم کا جو مسئلہ ہوتا تھا اُسی قسم کا سائل کے مذاق کے موافق جواب ارشاد فرماتے تھے۔

سید نا معروف شاہ صاحب قبلہ وارثی فرماتے ہین ایک مرتبہ حضور انور لکھنؤ مین آغا میر کی ڈیوڑھی کو شیدا میان وارثی کے مکان پر تشریف لئے جاتے تھے مین ہمراہ تھا لب سڑک دو پادری تقریر کر رہے تھے اور صدہا ہندو و مسلمانون کا مجمع تھا۔ تقریر مین کچھ سخت الفاظ ہو نگے جسکی وجہ سے ہندو و مسلمانون مین پادری صاحبان کے خلاف جوش پیدا ہو گیا اور طول کلامی سے بڑھتے بڑھتے یہانتک نوبت آئی کہ اُس مجمع کے اکثر لوگ مشتعل ہو گئے۔ پادری صاحبان نے جو حضور انور کو آتے ہوئے دیکھا تو زور سے آواز دی کہ حاجی صاحب ہماری مدد فرمایئے حضور انور نے سید معروف شاہ صاحب سے فرمایا کہ ”جلدی دیکھو کیا معاملہ ہے“ چنانچہ سید معروف شاہ صاحب تیز رفتاری سے وہان پہونچ گئے اور اہل مجمع کو سمجھانے لگے اتنے مین حضور انور بھی آگئے آپ کے

دریافت فرمانے پر اُن لوگون نے کہا کہ یہ دونون پادری حضور سیّدِ عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نامناسب الفاظ استعمال کرتے ہین اور شرک کو توحید پر فوقیت دیتے ہین - ایک پادری صاحب نے عرض کیا کہ ہم تو صرف اپنے مذہب کی حقانیت بیان کرتے ہین - آپ ہی انصاف کرین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش قرآن شریف سے بغیر باپ کے ثابت ہی اور حضرت عیسیٰ کی نبوت کے آپ بھی قائل ہین - فطرتِ انسانی یہ ہی کہ بغیر باپ کے بچہ پیدا نہین ہوسکتا اِس سے صاف ظاہر ہی کہ جناب مسیح خدا کے فرزند ہین کیونکہ اُنکے باپ کا نام یا ذکر کسی کتاب آسمانی مین مذکور نہین ہی پس تمام نبیون پر اُن کی عظمت و بزرگی ثابت ہی -

آپ نے ارشاد فرمایا کہ "پادری صاحب اگر بفرضِ محال جناب عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مان لیا جائے تو بھی اُن کو دوسرے انبیا پر ترجیح نہین ہی - پدرم سلطان بود سے کچھ نہین ہوتا جب تک یہ نہ طے ہوجائے کہ باپ کے بعد یہی جانشین ہوگا - پس خدا کو موت ہی نہین ہی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو راج گدی نصیب ہوگی"

آپ کے اِس ارشاد پر پادری صاحبان مثلِ تصویر حیران رہ گئے اور اہلِ مجمع کا بھی وہ جوش و خروش سرد پڑ گیا سب نے اپنے اپنے گھر کی راہ لی -

حضورِ انور کی وہ تقریر جو ظاہر پر مبنی ہے اُسمین بھی خاص شان ہی آپ کی زبانِ مبارک سے اسقدر معقول جواب ادا ہوتا تھا کہ مخاطب ساکت و دم بخود رہ جاتا تھا - جس سے ظاہر ہی کہ حضورِ انور حقائق پر غور فرماتے تھے فروعی باتون کو نہین دیکھتے تھے - آپ کے بعض علمی جوابات مین اربابِ علم کو بڑی بڑی پیچیدگیان ہوجاتی تھین اور بالآخر بڑی تحقیق سے وہ بات کی تہ تک پہونچتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ شاہ ظہور اشرف صاحب وارثی کے پاس اُن کے ایک عزیز کا خط علاقہ گجرات سے آیا جسمین تحریر تھا کہ یہان دو مولویون مین یہ بحث درپیش ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ صاحبہ کا کیا نام تھا - شاہ ظہور اشرف صاحب نے مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی سے کہا کہ آپ حضورِ انور سے دریافت کیجئے - شیدا میان نے ایک روز موقع پاکر حضورِ انور سے یون سلسلہ کلام شروع کیا کہ اوّل دیگر انبیا علیہم السلام کی نسبت دریافت کیا پھر یہ پوچھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا کیا نام تھا آپنے فرمایا کہ "بنت احی" اسپر سب کو تعجب تھا کہ یہ تو عربی زبان کا لفظ ہی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام عبرانی زبان مین ہونا چاہیئے اسپر شیدا میان کو بھی تعجب ہوا اور اُنھون نے پھر حضورِ انور سے استفسار کیا کہ یہ نام کسی کتاب مین بھی ہی تو آپ نے فرمایا کہ "قرآن مین دیکھو" اِس ارشاد پر قرآن شریف مین جہان جہان حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہی دیکھا گیا بعض تفاسیر بھی دیکھی گئین مگر نام نہین ملا پھر عرض کیا گیا کہ قرآن شریف مین تو نہین ہی آپ نے فرمایا کہ "ہمارے قرآن مین دیکھو" اسپر بعض صاحبون کو اور بھی تعجب ہوا کہ ہمارے اور آپ کے قرآن مین بھی کچھ فرق ہے - مگر پھر شیدا میان کو خیال ہوا کہ حضورِ انور کی تلاوت مین جو قرآن شریف ہی اُس مین تفسیر حسینی بھی حاشیہ پر ہے غالبًا یہ اُسی کی طرف اشارہ ہی چنانچہ تفسیر حسینی مین بائیسوین پارہ مین خویلد نام نکلا اِسپر اور بھی حیرت ہوئی حضورِ انور کے ارشادات مختصر ہوتے تھے اور صراحت سے پوچھنے کی کسی کو جرأت نہین ہوتی تھی - اِسلئے شیدا میان صاحب قبلہ کا بیان ہی کہ مولوی فخرالدین صاحب تعلقدار شریعت کے کتب خانہ مین جاکر ہم لوگون نے عبرانی زبان کا لغت تلاش کیا تو ایک قلمی کتاب جو بہت پُرانی تھی عبرانی لغت کی دستیاب ہوئی اُسمین دیکھا تو خویلد کا عربی ترجمہ بنت احی لکھا ہوا تھا -

جب سمجھ میں آیا کہ حضورِ انور نے ہم لوگوں کی معلومات کے لحاظ سے عربی کا لفظ ارشاد فرمایا تھا حضورِ انور کے مختصر جوابات نہایت اہم ہوتے تھے اور مخاطب کو سرِ تسلیم جھکا لینے کے سوا کچھ بن نہیں آتا تھا۔

منشی عبد الغنی خان صاحب قبلہ وارثی سابق نائب ریاست تھونا رئیس پورہ عبد الغنی خان ضلع رائے بریلی رقمطراز ہیں کہ مستقیم شاہ صاحبہ وارثیہ (ساکنہ فتحپور ضلع بارہ بنکی) جو ایک نہایت شریف خاندان کی خاتون تھیں اور طلبِ حق میں تہ بند باندھ لیا تھا بارگاہِ وارثی میں نہایت مقبولیت رکھتی تھیں۔ کاملینِ وقت سے گذری ہیں جب انھوں نے اس دارِ فانی سے پردہ فرمایا تو لوگوں نے عُرس کرنا چاہا اس پر ایک بزرگ جو عالم بھی تھے نیک نیتی سے معترض ہوئے کہ مستورات کا عُرس جائز نہیں ہے جب مولنا حضرت اقدس سے ملنے آئے تو آپ نے فرمایا کہ "مولوی صاحب آپ کو معلوم ہے کہ روح کو موت نہیں ہے جب عام مخلوق کی یہ حالت ہے تو اولیا اللہ کی شان میں تو آیۂ اولیاء اللہ لایموتون موجود ہے پس جو کچھ اولیا اللہ کے لئے ہوتا ہے یہ سب زندہ نذر ہے اور ہمارے نزدیک تو عورت ہو یا مرد جو طالبِ مولیٰ ہے وہی مذکر ہے۔ مولوی صاحب آپ ہی بتائیے کہ مستقیم شاہ نے طلبِ مولیٰ میں سر کھولا یا طلبِ عقبیٰ میں یا طلبِ دُنیا میں" مولنا نے یہ ارشاد سُنکر تسلیم کیا کہ فی الواقع مستقیم شاہ صاحبہ کے عُرس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

آپ کا مختصر جواب حقیقت کا لب لباب ہوتا تھا۔ مولنا چونکہ اہلِ معرفت اور صاحبِ نسبت بھی تھے اس لئے آپ نے اُن کی اُنھیں کے مذاق کے موافق تشفّی فرمائی جو شخص جس مذاق کا ہوتا تھا اُس سے حضور ویسی ہی گفتگو فرماتے تھے۔

حسین بخش و محمد بخش صاحبان ساکنان جوگی پورہ (متصل ہاتھرس ضلع متھرا) جو خاندانِ نقشبندیہ میں بیعت ہیں لکھتے ہیں کہ ہاتھرس میں حضورِ انور مولوی رکن عالم صاحب تحصیلدار کے مکان پر مقیم تھے ہم لوگ بھی زائرین کے مجمع میں تھے ہم نے دیکھا کہ آپ کی خدمتِ عالی میں چار مشہور پنڈت حاضر ہوئے ایک صاحب کا نام لیلا دھر تھا اور دوسرے صاحب کو بلدن جی کہتے تھے اور دو کے نام ہمیں یاد نہیں ہیں۔ یہ چاروں اپنے علوم میں کمال رکھتے تھے یہ اِس غرض سے آئے تھے کہ آپ کے سامنے ہماری قابلیت کا اظہار ہوگا اور کچھ مل جائے گا۔ چنانچہ آپ کی محفل میں اُن چاروں پنڈتوں نے حضور کو اشلوک سُنانا شروع کیے لیکن عجیب لُطف تھا کہ وہ جتنے اشلوک پڑھتے تھے آپ اُن سے دوچند سُناتے تھے۔ وہ آپ کی واقفیت پر حیران و ششدر تھے حتّٰی کہ وہ چاروں پنڈت عاجز آگئے اور شرمندگی سے چلنے لگے تو آپ نے تبسم سے ارشاد فرمایا کہ جسکے لئے آئے ہو وہ تو لیتے جاؤ۔ چنانچہ مولوی رکن عالم صاحب تحصیلدار نے چاروں پنڈتوں کو کچھ روپیہ دیا چاروں پنڈت حضور کے علم و فضل سے بیحد متاثر تھے اور عام مجمع کی عجیب کیفیت تھی۔

حضورِ انور کی وسعتِ نظر اور عبورِ حقائقِ اشیاء کا یہ حال تھا کہ تمامی علوم و فنونِ ظاہری و باطنی پر بدرجۂ اتم حاوی معلوم ہوتے تھے جس اہلِ کمال کو شرفِ حضوری حاصل ہوتا حضور پُر نور اُس سے اُسی کے مذاق کی باتیں کرتے تھے۔ چنانچہ حکیم محمود علی صاحب وارثی فتحپوری بروایت حکیم یعقوب بیگ صاحب وارثی خیرآبادی (حضور کے قدیم جان نثاروں میں اور مہمانِ خاص میں اُنکا شمار ہے) تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورِ انور کی خدمتِ عالی میں بنارس کا ایک بہت بڑا پنڈت آیا جو علاوہ اپنے علوم وید وغیرہ کے جوتش میں بھی بڑا اکامل تھا وہ اپنے علوم میں

خاص شہرت رکھتا تھا جب وہ حضور پُر نور کی دولت زیارت سے مشرف ہوا تو آپ نے اُسکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ
"پنڈت جی آپ کو تو اپنے یہان کے علوم پر بہت عبور ہی یہ تو بتایئے کہ پہلا دنے جسوقت اپنے عالم ذوق مین برم یعنے
معبودِ حقیقی کا نام رٹنا شروع کیا اُسوقت اُسکا باپ جس کا نام ہرناکس تھا۔ نہایت طیش مین آگیا۔ اور اپنے لائق
ہونہار بیٹے سے (جسکے طرزِ عمل سے وہ پہلے سے واقف تھا) کہنے لگا کہ خبردار میرے سامنے رام کا نام نہ لینا ورنہ اِس تلوار
سے تیرا سر اڑا دونگا۔ پہلادنے جب باپ کی یہ بیجا مخالفت سنی تو اُسکو بھی جوش آگیا اور اُس نے حالتِ وجد مین
اپنے باپ سے کہا کہ "مجھ مین رام تجھ مین رام کھڑک کھم سب مین رام" یعنی مجھ مین تجھ مین تلوار اور ستون سب مین
اُس خدائے واحد کا جلوہ ظاہر ہی اُسکے کہتے ہی ستون پھٹ گیا اور برم کی صورت شیر کے چولے مین نمودار ہوئی۔
جس نے ہرناکس کو پارہ پارہ کر دیا تو سوال یہ ہو کہ پہلادنے مجھ تجھ مین کھڑک کھم چار چیزون مین برم کے جلوے کا
ذکر کیا مگر صورت برم کی کھم سے یعنی ستون سے ظاہر ہوئی اور باقی تینون چیزون مین سے کسی مین ظاہر نہین ہوئی
اِس مین ستون کی کیا تخصیص تھی جب کہ وہ سب چیزون مین موجود تھا"

پنڈت صاحب اِس معرفت کے سوال سے پریشان ہو گئے مُنھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین آپ کی طرف دیکھکر رہ گئے
آخر مجبور ہو کر عرض کیا کہ حضور مین اِسکی حقیقت عرض نہین کر سکتا آپ ہی فرمائین میرا ناقص فہم اِن مضامین
عالی کے ادراک سے قاصر ہے۔

جب پنڈت صاحب نے اپنے عجز کا اظہار کیا تو مولائے حق شناس نے ارشاد فرمایا کہ "سنو سنو پنڈت جی پہلادنے مجھ مین
تجھ مین کھڑک کھم چار چیزون مین شاہد حقیقی کے جلوے کا اظہار کیا مگر کھم یعنی ستون پر آکر رُک گیا جہان رُکا خدا
وہین سے ظاہر ہو گیا۔ انسان جس چیز مضبوط پکڑے اور اُسپر رُک جائے وہین خدا ہی"

پنڈت صاحب اِس ارشاد پر بیخود ہو گئے اور قدمون پر بے اختیار گر پڑے اور عرض کرنے لگے کہ واقعی مین جیسا سُنتا تھا
اُسسے ہزار حصہ حضور کو زیادہ پایا حضور کی ایک نصیحت نے میری تمام عُمر کی اکتسابِ علم کی حقیقت کھول دی۔ واقعی یہ علم۔
علم ہے اور اِس کے سامنے سب ہیچ ہین۔ بڑی دیر تک پنڈت صاحب اِس ارشاد پر وجد کرتے رہے۔

حقیقتہً حضورِ انور کو اِس ارشاد سے پنڈت صاحب کی تعلیم مدِ نظر تھی۔

حضور پُر نور کی محفل مین آئے دن اِس قسم کے واقعات پیش آتے رہتے تھے۔ اچھے اچھے ماہرینِ فن اور اربابِ
علم و فضل حضور کے فیضِ صحبت سے مستفید ہوئے ہین۔

اکثر اوقات جب آپ اپنی موج مین ہوتے تھے تو ایسے نکات الفاظ مین بیان فرما دیتے تھے جنکا جاننا اور سمجھنا
باعتبار علوم ظاہر محض ناممکن ہے۔

چنانچہ حضرت مولٰنا شاہ سید علی حسن صاحب اشرفی الجیلانی مسند آرائے کچھوچھہ شریف کا واقعہ ہو کہ جب جنابِ
ممدوح مقام سید پور مین معہ اپنے چند مریدین کے درمیانِ عصر و مغرب حضور انور سے ملنے آئے تو دو چار منٹ کے بعد
آپ نے فرمایا کہ "اچھا اب پھر ملاقات ہو گی" اور رخصت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور معانقہ فرمایا اِس کے بعد
حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ "ذرا سب باہر جائین" مولانا ممدوح خود تحریر فرماتے ہین کہ اُسوقت آپ چند باتین
اسرار توحید سے زبانِ مبارک پر لائے اور فرمایا کہ "نفوس کو ذائقۂ موت ہی اور روح کو ذائقہ موت نہین ہے۔
حق تعالٰی قرآن شریف مین فرماتا ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ یہ نہین فرمایا کُلُّ رُوحٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ"

مین نے عرض کیا بجا ہے۔ مولانا فرماتے ہین کہ اِسکے بعد کچھ ایسی باتین ارشاد فرمائین جن کا بیان نہین ہوسکتا محض اسرار روح کے متعلق تھین مولانا چونکہ ایک عالم و فاضل اور کاملین وقت سے ہین اسلیئے اُن سے حضور نے اُن کے مذاق کے موافق کلام کیا۔ اسی طرح حضور پُر نور کی خدمتِ عالی مین جن علوم کے ماہر آتے تھے آپ اُنکو ایک نہ ایک ایسی بات بتادیتے تھے جو اُن کے علوم و فنون کی جان ہوتی تھی فنِ موسیقی کے اچھے اچھے ماہرین کو آپنے اِس فن کے متعلق خاص گُر بتائے ہین۔ علوم رمل و نجوم وغیرہ کے متعلق آپ نے ماہرین فن کو ایسے نکات سمجھائے جن سے وہ محوحیرت ہوگئے حضورِ انور کی علوم ظاہری کی واقفیت سے بھی تعجب ہوتا تھا کہ اکابر فن آپکے سامنے طفلِ مکتب نظر آتے تھے۔ گو حضورِ انور الٰہیات کے سِوا تمام علوم و فنون کو محض بیکار سمجھتے تھے۔ آپ کا مسلک عشق و محبت پر مبنی تھا اسی کو علم حقیقی سے تعبیر فرماتے تھے اور یہی آپ کا زمانہ طفولیت سے مذاق تھا جس سے صاف ظاہر ہے کہ مردانِ خدا کا علم ظاہری تعلیم کا محتاج نہین ہوتا اور نہ اُن کو اس طرف رجحان ہوتا ہے ؎

از فلسفہ و منطق جز عشق نہ فہمیدم — این دفترِ بے معنی غرقِ مئے ناب اولیٰ

مگر بااین ہمہ اِسکو خرق عادت کہا جائے یا کرامت کہ تمام علوم و فنون ظاہری پر بھی آپ کو کامل عبور تھا اور اُن کے حقایق پر ایسی نظر غائر تھی جو مخاطب کو ساکت و دم بخود کردیتی تھی۔ آپ کے حُسنِ کلام مین باطنی خوبیون کے علاوہ علوم ظاہر کا بھی پورا مذاق تھا جس سے ظاہر ہے کہ حضور انور کی ذات مستجمع الصفات پرتوِ ذات خداوندی تھی جس سے ہر علم اور ہر فن اپنے اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوتے تھے۔

مذاقِ سخن

انداز تکلم و شان تکلم کے عنوان سے جو باب لکھے گئے ہین اُنکے دیکھنے سے علاوہ حضورِ انور کے حُسنِ کلام و مذاقِ علوم و فنون اور تصرفات فیض آیات سے مستفید ہونے کے اِس مسئلہ پر خاص روشنی پڑتی ہے کہ خداوند عالم جسکو خوبی عطا فرماتا ہے اُسکو ہر اعتبار سے گلدستہ قدرت بناکر اہلِ عالم کے روبرو پیش کرتا ہے۔

حضورِ انور کے حُسنِ کلام مین مذاقِ سخن کا بھی حصہ ہے آپ کو کلام منظوم و اشعار سے بھی خاص ربط تھا۔ آپ خوش الحان بھی تھے اور دریا کی طرح جب موج آتی تو آیاتِ کلام پاک مختلف قرائتون سے تلاوت فرماتے تھے۔ اور عاشقانہ غزلین بھی پڑھتے تھے۔ آپ کی مقدس آواز مین وہ سوز و گداز تھا کہ چشم زدن مین اور ون کے قلوب مین بھی انتہا درجہ کا سوز و گداز پیدا ہو جاتا تھا۔

اگرچہ آپ کو غزلیات و قصائد سے بہت شوق تھا مگر خود کبھی کوئی شعر موزون نہین فرمایا اکثر لوگون نے بخیال برکت و عظمت اپنے کلام کو حضورِ انور کے نام نامی سے منسوب کیا مگر جب اِس قسم کا کلام خدمت عالی مین پیش ہوا تو آپنے منع فرمایا کہ ایسا نہین کرنا چاہیئے۔

فنِ شعر سے حضورِ انور کو ایسا مذاق تھا کہ عربی فارسی ہندی اُردو قصائد و غزلیات کو اِس رغبت سے سُنتے اور اُن کے ہر قسم کے نکات اِرشاد فرماتے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ اول درجہ کے سخن فہم ہین اور فنِ شاعری مین بھی کمال رکھتے ہین۔

آپ کے پاس ایک بیاض رہتی تھی جسمین چیدہ چیدہ غزلین اور قصائد تحریر تھے جب حضورِ انور کی خدمت عالی مین اِس مذاق اور طبیعت کے افراد حاضر ہوتے تو آپ اکثر خود اُس بیاض مین سے پڑھکر سُناتے تھے۔

زبانی بھی آپ کو بہت کلام یاد تھا بیت بازی کے مشغلہ سے بہت خوش ہوتے تھے - بلکہ خود بھی اکثر شریک ہو جاتے تھے دس دس شعرا کے مقابلہ مین آپ تنہا بیٹھتے تھے اور اُن کو ساکت کر دیتے تھے لوگون کو حضور انور کی ذہانت و حافظہ پر سخت تعجب ہوتا تھا - آپ پچاس پچاس اور سَو سَو شعر ایک ہی حرف پر ختم فرماتے تھے - جس سے لوگ عاجز آجاتے تھے انھین صحبتون کی طرف سیدنا معروف شاہ صاحب قبلہ نے اپنے سلام مین اشارہ فرمایا ہے ؎

یاد باد آن مجلس شعر و سخن　　یاد باد آن محفل ارباب فن

حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کا کلام بہت پسند تھا - اکثر اُنکی تعریف کرتے اور ارشاد فرماتے تھے کہ مرید کو ایسا ہونا چاہیئے - پیر کے خوش کرنے کو امیر خسرو ایسی باتین کیا کرتے تھے -

خواجہ حافظ رحمتہ اللہ علیہ کا کلام بھی بہت مرغوبِ خاطر اقدس تھا اکثر خوش الحانی سے اس غزل کو پڑھتے تھے ؎

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دلِ ما را　　بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

مولوی خدابخش صاحب شائق قدیم مداح بارگاہ وارثی کے فارسی دیوان کی اکثر غزلین حضور انور کو زبانی یاد تھین مثنوی فارسی شائق تقریباً پوری ازبر تھی جناب شائق کی فارسی غزلین جو اکثر حضور انور کی زبانِ مبارک سے سُنی گئی ہین اُن مین سے بعض حسب ذیل ہین ؎

اگر آن ترک یغمائی کشد تیغ ستم آرا　　نیارد تاب سپرداری کند اسکندر و دارا
درآید در مصافِ او اگر بہرام از گردون　　نمیدانم کہ بگذارد دلے برجائے خود ما را
بہ لعل و گوہر و دُرہا ندارد ہیچ تشبیہے　　کجا نسبت بدندانش بود عقدِ ثریا را
ز فرطِ بدگمانیہا کہ میدارم بہ دل پنہان　　نہ میخواہم کہ بیند آئینہ آن روئے زیبا را
دلم را ذوقِ عشقے کو دلے در چشم نابینا　　چنان چون چشم کہ بدمستی کند بدنام صہبا را
حدیثِ مطرب و مینا چہ پُرسی از منِ شیدا　　نشد مکشوف این نکتہ گدامی مرد دانا را
گرفت اطرافِ عالم را محیط امروز اے شائق　　مگر سیلِ سرشکِ تو بجوش آورد دریا را

آہ دِل دردِ لا دوا دارد　　دررہِ مرگ صد دعا دارد
وارسد در حرم گہہ دلدار　　ہر کہ او طالع رسا دارد
گرد مسند و دراو حور و ملک　　دو دا ہم سرِ سما دارد
داد و دلدار در دگر ما را　　او ہمہ درد را دوا دارد
او کہ صدہا مرا ہم آورہ　　گر ہلاک آورد روا دارد

در حیرتم چہ گویم او صافِ زلفِ یار　　خوشتر بود ز نافہ تاتار تار تار
زاہد بہ زلف و خال و خلعت کرد تا نظر　　کردہ است جیب و دامن و دستار تار تار
طوطیِ سبز بال بوقتِ تکلمش　　قندے بروز لعل شکربار بار بار
تا بر رُخ تو سبزۂ نوخیز بردمید　　افتادہ است در دلِ فرخار خار خار
شائق چگونہ جان بسلامت برد کہ او　　دارد بجانِ او بُتِ پیکار کار کار

جو متفرق اشعار حضور انور کی زبانِ مبارک سے سُنے گئے ہین اُنہین سے بعض دستیاب ہوئے ہین جو حسب ذیل ہین ؎

ندارم ذوقِ رندی سے نے خیالِ پاکدامانی
مرا دیوانۂ خود کُن بہر رنگیکہ میدانی

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دون
این خیالست و محالست و جنون

نہ دیکھا جلوۂ جانان صدافسوس
رہا دل ہی مین یہ ارمان صدافسوس

اُس بُت کے عشق مین بھی کہان سے کہان گیا
کاشی گیا پراگ گیا اور گیا گیا

عشق مین تیرے کو غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاطِ زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

اگر آن تُرک شیرازی بدست آرد دلِ مارا
بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

چو آہنگ رفتن کُند جانِ پاک
چہ بر تخت مردن چہ برروئے خاک

نکردند پیراہنِ عُمر چاک
کشیدند سر در گریبانِ خاک

جنابِ نبیِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے تذکرہ پر اکثر اِس شعر کو فرماتے تھے ؎

تن اورا غلاف نور کردند
پئے عالم بشر مشہور کردند

مندرجۂ بالا اشعار کے علاوہ اکثر و بیشتر اشعار حضور پُرنور کو زبانی یاد تھے۔ حضور جب اپنی زبانِ مبارک سے اشعار سُناتے تھے تو اہلِ بزم پر عجیب حالت طاری ہوتی تھی۔ جس کا اندازہ اُنھین قلوب کو ہی جن مین اُس مبارک آواز کی مقدس تاثیرات نے لحنِ داؤدی کا کام کیا ہی۔ حضورِ انور چونکہ عشق و محبت کی مجسم تصویر تھے اور عاشقانہ جذبات زیادہ تر اشعار مین پائے جاتے ہین۔ اِسلئے آپ کو اشعار سے خاص ربط تھا۔

یہ عجیب بات ہی کہ حضورِ انور کے حالاتِ فیض آیات مین اربابِ علم نے جِس قدر کتابین لکھی ہین اُن مین زیادہ حصّہ منظوم ہے۔

صدہا دیوان۔ غزلین۔ قصیدے۔ مثنویان۔ رباعیان۔ مخمس۔ مسدس۔ عربی و فارسی و اردو و ہندی حضور کے مدح و حالات مین لکھے گئے۔ جو مُلک مین شائع ہو کر مقبولِ عام ہوئے۔

نثر مین جو کتابین آپ کے حالات مین تالیف ہوئی ہین وہ معدودے چند ہین۔ اور جو منظوم تصنیفات کے مقابلہ مین عشرِ عشیر بھی نہین ہین۔

اِس سے بظاہر بجز اِسکے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ حضورِ انور کا مسلک عشق و محبت پر مبنی تھا اسلیے اہلِ ارادت و محبت اپنے کلامِ منظوم سے حضورِ انور کی توجہ عالی کو اپنی طرف منعطف کراتے تھے۔ چنانچہ اسی امر کی طرف جنابِ فروغ وارثی شاہجہانپوری (تلمیذ امیر مینائی رح لکھنوی) نے پگاہ فروغ مین اشارہ کیا ہی ؎

حاضر حضور مین شعرائے دیار ہین
مدّاحِ حضرتِ شہِ عالی وقار ہین

تجھسے اگر ہین سو تو قصیدے ہزار ہین
ایک اُن مین عبدالآد شہِ نامدار ہین

اِن مین دو شرف کہ حکیم و فقیر ہین
یکتا ہین وہ کہ آپ ہی اپنی نظیر ہین

ہر ایک اُن مین فرد ہی ہر ایک انتخاب
ہر ایک بے مثال ہے ہر ایک لاجواب

کہتی ہے جنکو خلق مکانِ سخن کا باب
کرتے ہین یہ خیال کو موزون بیانِ خواب

	مضمون نظم کرتے ہین وہ اپنے حال مین گذرے نہ انوری کے جو خواب و خیال مین		
وہ شاہ بے نظیر کی نازک خیالیان اور اِس فروغ خستہ کی یہ بیکما لیان		شیدا کے ہر کلام کی وہ بیشا لیسان میٹھی ہین جنکی قندِ مکرر سے گالیان	
	کس فن کا کس ہنر کا یہان آدمی نہین دولت تو لٹ رہی ہو مگر کچھ کمی نہین		

آپ کی محفل مین غزل گوئی و قصیدہ خوانی کا زیادہ چرچا تھا۔ اِسی پیرائے مین عرض حال ہوتا تھا۔ اُسوقت کا سمان عجیب دلاویز ہوتا تھا۔ مداحون کا جمگھٹ۔ اہلِ ذوق و محبت کی رقت محفل کا رنگ وحدت حضور انور کا نیچی نظر کئے ہوئے سننا۔ یہ سب منظر ملکر وہ عالم پیدا کرتے تھے جن سے عرصہ تک اہلِ محفل متاثر رہتے تھے۔ عشق و محبت کی نہرین جاری تھین شفقت و رحمت کے دریا موجزن تھے۔ حاجتمندون اور مشتاقون کی بھیڑ رہتی تھی۔

آہ اب وہ پیارا سمان عالم خیال مین بھی نہین ؎ کیسی بڑی سرکار تھی کیسا بھرا دربار تھا

منزلِ عشق حضورِ انور اپنی منزل کو منزلِ عشق فرمایا کرتے تھے بروایات بزرگانِ متقدمین یہ بات متحقق ہو کہ حضورِ انور بچپن سے بادۂ عشق سے سرشار تھے کھیل بھی تھا تو محبت ہی کا تھا۔ اور عادات اطوار سے اسی منزل کا ظہور ہوتا تھا کوہ و بیابان کی سیر مرغوبِ خاطرِ اقدس تھی۔ عاشقانہ غزلین ہر وقت زبانِ مبارک پر رہتی تھین صاحبِ تحفۃ الاصفیا نے لکھا ہے کہ عالمِ طفولیت مین جب حضور انور کے روبرو مدینۂ طیبہ کا کوئی شخص نام لیتا تھا تو آپ ایک نعرہ مارکر بیہوش ہوجایا کرتے تھے۔

آپ کی ظاہری حالتون سے بھی کمالِ عشق کا پتہ چلتا تھا۔ بیشتر اوقات آپ کی آنکھین ڈبڈبائی رہتی تھین۔ چہرۂ انور کا رنگ متغیر رہتا تھا۔ کلام نہایت مختصر فرماتے تھے کسی وقت حضور پر نور کو سوتے ہوئے نہین دیکھا گیا۔ غذا کی جو حالت تھی وہ ظاہر ہے کہ نہ ہونے کے برابر تھی۔ سامانِ عیش و نشاط سے قطعی تنفر تھا۔ توکل و استغنا تسلیم و رضا مین انتہا درجہ کا انہاک تھا۔ ہمیشہ ایک عالمِ سکوت رہتا تھا۔ دشت نوردی بادیہ پیمائی و برہنہ پائی سے سروکار تھا۔

حضورِ انور کے نعلین ترک فرمادینے کا بظاہر تو یہ واقعہ پیش آیا کہ جب آپ کم عمری مین اجمیر شریف تشریف لے گئے اور حضور خواجۂ خواجگان سُلطان الہند غریب نوازؒ کے مزارِ مبارک پر جانے لگے تو نعلین کو ایک رومال مین لپیٹ لیا یہ دیکھکر ایک آزاد فقیر نے کہا کہ میان صاحبزادے کیا یہ چپاتیان ہین۔ آپ نے لپٹے ہوئے نعلین اُس کی طرف پھینک دیے اور فرمایا کہ "اگر چپاتیان ہین تو یہ لو کام آئین گی"

اُس روز سے کبھی آپ نے جوتے نہین پہنے واقعہ تو اسی قدر تھا جو ترکِ نعلین کا باعث ہوا مگر فی الحقیقت یہ برہنہ پائی منزلِ عشق کی جادہ پیمائی کے لیے تھی ؎

پا برہنہ جو تراب ست روان در پے او | غیر مجنون کہ کند قدر تہے پائی را

حضورِ انور کی ذات بابرکات عشق کا ایک کامل و مکمل نمونہ تھی۔ آپ کو دنیا کے کسی کام سے مطلق رغبت نہ تھی۔ نہ کسی انتظام سے سروکار تھا۔ تمامی اسباب سے قطعی بے تعلقی تھی۔ ہر وقت محویت و استغراق مین رہتے تھے۔

جس کا اثر حاضرین پر بھی بدرجۂ نہایت پڑتا تھا۔ اور حضورِ انور کی خدمت عالی مین پہونچتے پہونچتے زائرین حواس باختہ وازخودرفتہ ہو جاتے تھے۔ اور کامل تصدیق ہوتی تھی ؎

دل گواہ ست کہ در پردہ دل آراے ہست	ہستیِ قطرہ دلیل ست کہ دریاے ہست

حضورِ انور کی ذاتِ محمود الصفات مین جو تاثیرِ عشق تھی وہ قیامت کا اثر رکھتی تھی آپ کو دیکھتے ہی جذباتِ عشق قلب مین موجزن ہونے لگتے تھے۔ بے اختیار گریہ طاری اور دل قابو سے باہر ہوجاتا تھا۔ اور علی قدرِ مراتب عشق کی تاثیرات ہر شخص کے ساتھ اپنا کام کرکے رہتی تھین۔ کوئی مجنون ہوجاتا تھا کوئی وارفتہ اور کوئی عقل سلیم کے ساتھ اثراتِ محبت قلب مین لیکے پلٹتا تھا۔ دولتِ محبت سے دامنِ دل کو کوئی خالی لیکے نہین آتا تھا۔

چنانچہ آپ کے دیکھنے والے خاص طور پر اس نعمت سے بہرہ مند ہین حضورِ انور کے عادات واطوار حرکات وسکنات سب مین عشق کا ظہور تھا۔

آپ کی بات بات مین عشق ومحبت کے نکات ادا ہوتے تھے۔ عشق ومحبت پر جو امر مبنی ہو وہ گویا عین طبع لطیف کے مطابق تھا۔ حضرت کو عشق مین اس درجہ انہماک تھا کہ خلافِ محبت کوئی بات سننا گوارا نہین فرماتے تھے۔

آپ تمام امور پر محبت ہی کو ترجیح دیتے تھے اور یہی آپ کی تعلیم و ہدایت تھی۔

مولٰنا شائق وارثی رحمۃ اللہ علیہ تحفۃ الاصفیا مین لکھتے ہین کہ سید عبدالعلی صاحب رضوی نگرامی نہایت متشرع تھے۔ اُن سے اور قاضی عبدالکریم صاحب بریلوی سے زیادہ مراسم تھے قاضی صاحب کے معتقدین کا دستور تھا کہ وہ بکمالِ ذوق وشوق محفلِ میلاد شریف ترتیب دیا کرتے تھے۔ اور قاضی صاحب آداب واحترام کے ساتھ قیام کرتے تھے مگر سید عبدالعلی صاحب قیام کے خلاف تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ مشرکون کا طریقہ ہے۔

چنانچہ قاضی صاحب اور سید صاحب سے اس بارہ مین اکثر مباحثے رہا کرتے تھے۔ ربیع الاول ۱۳۰۸ھ کا واقعہ ہے کہ قصبۂ نگرام مین جابجا محافلِ میلاد شریف کا چرچا تھا اُسی زمانہ مین حضورِ انور بھی نگرام پہونچے۔ آپکی تشریف آوری پر سید عبدالعلی صاحب اور قاضی عبدالکریم صاحب کو خیال پیدا ہوا کہ حضورِ انور سے اس مسئلہ مین استفسار کرنا چاہیے۔ چنانچہ دونون آپ کی خدمتِ عالی مین آئے آپنے خود بخود سید عبدالعلی صاحب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ

"میر صاحب عاشق جو کچھ معشوق کی نسبت کہے وہ بجا ودرست ہے اور جو تعظیم کرے وہ زیبا ہے۔ میر صاحب یہ تو بتائیے کہ جو شخص دربار مین نہ داخل ہوا ہو وہ درباریون کے آداب سے کیا واقف ہوسکتا ہے۔ علم اور چیز ہے عشق اور چیز ہے اگرچہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی بے انتہا فضیلت بیان فرمائی ہے مگر مکتب عشق مین اسی کو حجاب اکبر بھی فرمایا ہے۔ اکثر علما کے اقوال جہلا کے لئے شہد کی مثال ہوتے ہین مگر عاشقون کے لئے سم قاتل ہوتے ہین جیسا کہ مولٰنا رومؒ نے اُس تنبیہ کو جو موسیٰ علیہ السلام کو ہوئی تھی گلہ بان کی حکایت مین اس طرح لکھا ہے ؎

موسیا آداب دانان دیگرند	سوختہ جان وروانان دیگرند
تو برائے وصل کردن آمدی	نے برائے فصل کردن آمدی
در حقِ او مدح در حقِ تو ذم	در حق او شہد و در حقِ تو سم
در حقِ او نور در حقِ تو نار	در حق او ورد و در حقِ تو خار

حضورِ انور کے اِس ارشادِ فیض بُنیاد سے سید عبدالعلی صاحب کو کامل تسکین ہوگئی اور پھر کوئی سوال انھون نے نہین کیا چونکہ میلاد شریف کی محفل اہلِ محبت کے لئے عین ایمان ہے اور بعض علما کے نزدیک یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اِسلیئے حضورِ انور نے حقیقتِ اصلی کا انکشاف فرمایا۔ کیونکہ آپ کی نگاہ حقیقت آگاہ مین محبت کے برابر کسی چیز کی ہستی نہین تھی۔ آپ کی بات بات مین عشق و محبت ہی کی تعلیم تھی۔ چنانچہ آپ کی ملفوظات بھی اسی تعلیم کا آئینہ ہین مگر اس موقع پر صرف اُن ارشادات کا ذکر کیا جاتا ہے جو صاف و صریح طور پر عشق سے متعلق ہین جن سے یہ بات کلّی طور پر متحقق ہوگی کہ حضورِ انور کی نظرِ فیض اثر مین عشق کی کیا منزلت تھی۔ اور آپ کے نزدیک کمالِ عشق کیا تھا۔ عشق اور حقیقت سے متعلق حضورِ انور کے ارشاداتِ طیبات لکھنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک واقعہ درج کردیا جائے جس سے واضح ہو کہ حضورِ انور کی اصطلاح مین عشق کیا ہے۔

مولانا شائق وارثی رحمۃ اللہ علیہ تحفۃ الاصفیا مین تحریر فرماتے ہین کہ حضورِ انور لکھنؤ مین رونق افروز تھے ایک طالبِ ہدایت خدمتِ عالی مین حاضر ہوا اور اُسنے عرض کیا کہ میری تمام عمر آوارگی و سیہ کاری مین بسر ہوئی اب مین متمنی ہون کہ مجھکو کچھ نصیحت فرمایئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”عشق و محبت کا سبق پڑھو“ اُسنے سادگی سے عرض کیا کہ عشق و محبت ہی مین اب تک بسر ہوئی ہے۔ مگر اس مین دنیا و عقبیٰ دونون کا ضرر معلوم ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ ”تم عشق کی حقیقت سے بے خبر ہو“ اُس نے عرض کیا کہ مین خود حیران ہون آپنے فرمایا کہ ”عشق تین حرفون سے مرکب ہے ع۔ ش۔ ق۔ ع۔ عبادتِ الٰہی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ش۔ شرع شریف کے تمامی شرائط ادا کرنیکی تاکید کرتا ہے۔ ق۔ قربانی کی رغبت دلاتا ہے کہ اپنے نفس کو سچے ذوق و شوق سے قربان کردو۔

عشق ایک بے نظیر معشوق ہے اور محبوب کی محبت کے اثرات اس مین کیمیا کی خاصیت رکھتے ہین جسکو معشوق چاہتا ہے عشق کی زنجیر مین جکڑ دیتا ہے مولانا رومؒ فرماتے ہین ؎

علتِ عشق از ہمہ علت جداست
کے شناسد عشق را جز عاشقان
عشقہائے کز پئے رنگے بود
یافتند از فیضِ او کارو کیا
آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

عشق اصطرلابِ اسرارِ خداست
عشق آن نبود کہ بر مردم بود
عشق نبود عاقبت ننگے بود
گرچہ تفسیرِ زبان روشنگر ست
گر دلیلت باید از وے رو متاب

من چہ سازم عشق را شرح و بیان
این فساد از خوردنِ گندم بود
عشق آن بگزین کہ جملہ اولیا
لیک عشقِ بے زبان روشن ترست

اِن اشعار کو پڑھنے کے بعد حضورِ انور نے ارشاد فرمایا کہ تم حضرت مخدوم بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی ملفوظات دیکھو اُسمین لکھا ہے کہ ایک دن حضرت رابعہ بصریؒ کی محفل مین حضرت حسن بصریؒ مالک دینار اور شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین رونق افروز تھے حضرت رابعہ بصریؒ نے استفسار فرمایا کہ کمالِ عشق کسکو کہتے ہین حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اگر معشوق عاشق کو بلا مین گرفتار کرے تو عاشق کو چاہیئے کہ استقلال کے ساتھ جان دیدے۔

حضرت مالک دینار نے فرمایا کہ عاشق جفائے معشوق کا اثر محسوس نہ کرے حضرت شفیق بلخی نے فرمایا کہ اگر معشوق عاشق کے ٹکڑے کردے تو بھی حرفِ شکایت زبان پر نہ لائے۔ اور عشق سے منھ نہ پھیرے حضرت رابعہ بصریؒ نے فرمایا کہ عاشق وہ ہے جو اپنی ہستی سے گذر جائے مُردہ ہوجائے خود کو زندون مین شمار نہ کرے۔

عاشق کی ابتدا مین عین ہے اور شرع کے آخر مین عین ہے یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ جو کوئی

شرع شریعت کے درجات کو آخر تک طے نہ کرے وہ عشق میں کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ کمالِ عشق یہ ہے کہ عاشق سے معشوق ہو جائے عاشق وہی ہے جو ذاتِ معشوق میں محو ہو جائے۔

حضور انور کی اس تقریر پر تاثیر سے اس طالبِ ہدایت کی اور تمام حاضرین کی عجیب کیفیت ہوئی آپ نے اُس طالبِ ہدایت سے ارشاد فرمایا کہ "کچھ دنوں مردانِ خدا کی صحبت اختیار کرو" عشق و محبت کی تعلیم سے بھی حضور انور کو خاص مذاق تھا اکثر یہ شعر زبانِ مبارک سے ارشاد فرماتے تھے ؎

ما قصہ سکندر و دارا نہ خواندہ ایم ۔۔۔ از ما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس

ارشادات متعلق بہ عشق

حقیقتِ عشق کے متعلق جو حضور انور کے ارشادات ہیں اُن سے واضح ہوتا ہے کہ فی الواقع اس منزل میں ثابت قدم رہنا ہر شخص کا کام نہیں ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"عاشقی ایک ملامت ہے انسان دین و دنیا سے گذر جاتا ہے اور فراق میں مرجاتا ہے اُسی فراق میں تو مزہ ہے ورنہ پھر کچھ نہیں۔ معشوق کا ترسانا اور حجاب و عتاب کرنا ہے تو رحم و فضل ہے اسکے سوا کچھ نہیں۔ معرفت کسبی چیز نہیں ہے محض وہبی ہے جسکو خداوند کریم اپنی معرفت بخشے کسی کا اجارہ نہیں"

خود ہی اسکی توضیح فرماتے ہیں کہ عاشق کون ہے۔ ہونے کو تو ہزاروں عشق کا دم بھرتے ہیں مگر فی الواقع جو عاشق کہلائے جانے کا مستحق ہے اُسمیں کیا صفات عاشقی ہونا ضروری ہیں چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"جس نے جان کو قربان نہ کیا وہ عاشق نہیں۔ لیلیٰ کے ہزاروں اور یوسف کے لاکھوں چاہنے والے تھے مگر یہ مجنوں اور زلیخا ہی کا حصہ تھا پس جسکا حصہ ہوتا ہے وہی پاتا ہے" ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا تھا کہ "علم اور چیز ہے عشق اور چیز۔ جہاں عشق آجائے وہاں علم و عقل کا کام نہیں رہتا" عشق حقیقی میں انسان کو کیا ملتا ہے اور اس میں کن دشواریوں سے سابقہ پڑتا ہے اسپر نہایت مختصر الفاظ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"عشق میں ترک ہی ترک ہے ترکِ دنیا ترکِ عقبیٰ ترکِ مولا ترک ترک + اور اپنا آپ فراق ہے"

حضور انور کے ایک ارشاد سے یہ مسئلہ حل ہوتا ہے کہ عاشق و معشوق میں کوئی تفاوت نہیں رہتا وہ حقیقتہً اپنا ہی فراق ہوتا ہے جس سے عاشق کو کام پڑتا ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"منزلِ عشق میں ذات صفات ہو جاتی ہے اور صفت ذات"

مشقِ ابتدائی کے بارہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"خیال میں صورت معشوق کی نقش کرنا چاہیئے جو صورت نقش ہو گی وہی بعد مرگ بھی قائم رہتی ہے بلکہ اُسی کے ساتھ اُسکا حشر ہوتا ہے"

حضور انور کا ایک دوسرا قول بھی اسی کے مطابق ہے ارشاد فرماتے ہیں۔

"عاشق جس خیال میں مرتا ہے وہی خیال اُسکا حشر و نشر قیامت و دوزخ و بہشت ہے بلکہ کثرتِ جذبِ عشق میں خود وہی ہو جاتا ہے جسکو عشق و محبت نہیں وہ اسکو نہیں سمجھ سکتا اور نہ اس راہ میں چل سکتا ہے"

عشقِ الٰہی کی خاص کیفیتیں ہیں۔ ہر شخص کا کام نہیں جو اُن کا متحمل ہو سکے۔ چنانچہ عشق کی رفتار کو حضور انور مختصر طور پر ارشاد فرماتے ہیں۔

"عشق کی اُلٹی چال ہی جسکو پیار کرتا ہی اُسی کو جلاتا ہی جسکو پیار نہین کرتا اُسکی باگ ڈھیلی کردیتا ہی"
عشق علمِ اکتسابی نہین ہی جو کتابون سے حاصل ہوسکے بلکہ یہ ایک نعمت خداداد ہی جسکو قسّام ازل نے
قلبِ مضطرب عطا فرمایا ہی اُسی کا حصّہ ہی۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہین "زبانی پڑھنا لکھنا اور ہی اور دل سے
محبت اور ہی زبانی پڑھنے لکھنے سے کچھ نہین ہوتا محبت عجیب چیز ہے"
عاشقانِ الٰہی کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ کسی چیز کو نظرِ غیر سے نہین دیکھتے اُنکو ہر ایک چیز مین جلوہ معشوق نظر آتا ہی
چنانچہ حضور پُرنور کا ارشاد ہی کہ "مذہبِ عشق مین کفر اسلام ہے"
اِسی کے مطابق ایک دوسرا ارشاد بھی حضورِ انور کا ہی جو یہ ہی "محبت مین کفر اسلام سے غرض نہین اس مین
شریعت کو کچھ دخل نہین" اہلِ تصوف کے بعض الفاظ بادی النظر مین اہلِ ظواہر کو کریہہ معلوم ہوتے ہین
مگر حقیقتہً وہ ایسے نہین ہوتے اُن کی اصطلاحین جداگانہ ہوتی ہین اربابِ ظاہر اُن الفاظ کے ظاہری معنی لیتے ہین
اور انہین معنیون پر حکم لگادیتے اور قائل کے منکر ہوجاتے اور اُس کو کافر و زندیق قرار دیتے ہین۔
یہ منزل بھی عشاق مین خلافِ عشق نہین سمجھی جاتی۔ بلکہ یہ منزلِ تسلیم و رضا پوری ہوتی ہے۔ چنانچہ حضورِ انور
ارشاد فرماتے ہین۔ "جو کچھ عاشق معشوق کی نسبت کہے وہ بجا و درست ہی اور جو کچھ تعظیم کرے وہ سزاوار ہے
جو معشوق عاشق کی نسبت کہے وہ مقامِ رضا و تسلیم ہے عاشق کو چارہ نہین"
اِسی مضمون کا ایک دوسرا قول بھی حضورِ انور کا ہے۔ اِرشاد فرماتے ہین۔
"عاشق اپنے معشوق کی جو تعریف کرے وہ سب درست ہی وہ گنہگار نہین نہ اُسپر عذاب و ثواب ہے۔
لیلیٰ را بچشم مجنون باید دید بس دوسرا وہ آنکھ نہین پاسکتا۔ حضرت موسیٰؑ نے اُس چرواہے کو اپنی شریعت کی رو سے
منع کیا تھا سو ناپسندیدہ ہوا اور اُس کا وہی خلاف شرع کرنا پسند ہوا اسکو دل سے تعلق ہے"
حضور پُرنور عاشق کی حالت کے متعلق ارشاد فرماتے ہین۔
"لا الٰہ الا اللہ زبانی کہنا اور ضرب لگانا اور بات ہے بے دیکھے کسی چیز کا خیال محال ہے دیکھ کے عاشق
ہونا ممکن ہی۔ اور جب کوئی کسی کا عاشق ہوتا ہی تو اُسکی کوئی سانس معشوق کی یاد سے خالی نہین جاتی۔
عاشق کی سانس بلا کسب و ذکر عبادت ہی عاشق غافل نہین سمجھا جاسکتا عاشق کی یہی نماز ہی اور یہی روزہ ہی"
عاشق اسی عالم مین جمالِ یار کو دیکھتا ہی اسی لئے ارشاد ہوتا ہی کہ بے دیکھے کسی چیز کا خیال محال ہے۔
دیکھکے عاشق ہونا ممکن ہے۔ حضورِ انور کا ایک اور ارشاد بھی اسکا مؤید ہے فرماتے ہین "جس نے یہان نہین
دیکھا وہ اندھا ہے"۔ عشق مین امیدین اور خواہشین سب مٹ جاتی ہین۔ کوئی بات کسی غرض پر مبنی
نہین ہوتی چنانچہ ارشاد فرماتے ہین "عاشق کا دین و دنیا دونون خراب"
ارشادات مندرجۂ صدر کے علاوہ حضور کی زبانِ مبارک سے وقتاً فوقتاً عشق کے بارہ مین جو جملے سرزد ہوئے ہین
تبرکاً لکھے جاتے ہین۔ جو عشاق کے لیے رہبرِ حقیقی اور طالبانِ خدا کے لئے سبق آموزِ عشق ہین۔ اگرچہ بعض
ارشادات مندرجۂ بالا ارشادات سے بالکل مطابق ہین مگر چونکہ وہ حضورِ انور کی زبانِ مبارک سے ادا ہوئے
اور حلاوتِ زبان سے بھرے ہوئے ہین اسلئے اُنکو قندِ مکرر تصور کرنا چاہیئے۔
(۱) "عشق وہی ہے جو کسب سے حاصل نہین ہوتا"

(۲) "عشق مین انتظام نہین"
(۳) "عاشق کا مرید بے ایمان نہین مرتا"
(۴) "عاشق وہ ہی جسکی ایک سانس بھی یادِ مطلوب سے خالی نہ جائے"
(۵) "محبت مین ادب و بے ادبی کا فرق نہین ہی"
(۶) "عاشق کو خدا معشوق کی صورت مین ملتا ہی"
(۷) "محبت وہ چیز ہے جسکو کوئی ضرر نہین پہونچا سکتا"
(۸) "محبّت ہی تو ہم ہزار کوس پر تمھارے ساتھ ہین"
(۹) "محبّت مین بے ادبی بھی عین ادب ہے"
(۱۰) "محبّت عین ایمان ہے"
(۱۱) "فقیر کم مشایخ زیادہ ہوتے ہین چونکہ منزلِ عشق سخت دشوار گذار ہی اسلیئے طالب اس راستہ کو کم پسند کرتے ہین"
(۱۲) "جو ہم سے محبّت کرے ہمارا ہی منزلِ عشق مین خلافت نہین ہوتی"
(۱۳) "جسکو سب شیطان کہتے ہین اس راہ مین دوست بن جاتا ہے دشمنی نہین کرسکتا"
(۱۴) "محبّت مین انتظام نہین جہان محبّت نہین وہان انتظام ہی"
(۱۵) "عاشق کے مرید کا انجام خراب نہین ہوتا"
(۱۶) "عاشق کے خیال پر دین و دنیا کا انتظام ہی"
(۱۷) "اگر عاشق کی زبان سے کوئی بات غلط نکل جائے تو اُسکو بھی خدا سچ کردیتا ہے"
(۱۸) "عاشق کا گوشت درندون پر حرام ہی اُسپر نہ سانپ کا زہر اثر کرسکتا ہی اور نہ شیر کھا سکتا ہے"
(۱۹) "محبّت کرو کسب سے کچھ نہین ہوتا۔
(۲۰) "محبّت ہے تو سب کچھ ہی محبت نہین تو کچھ نہین"
(۲۱) "جو کچھ ہے لگاؤ ہے باقی جھگڑا دکھلانیکی چیز ہے اگر لگاؤ نہین تو خاک نہین دنیا داری و دوکانداری ہے"

توحید

حضورِ انور کی ذاتِ محمود الصفات ایک آئینہ وحدت تھی۔ بظاہر جو شانِ توحید نظر آتی تھی وہ یہ تھی کہ آپ کی ہر ایک بات مین ہر وضع مین اخلاق مین عادات و اطوار مین سب مین یکرنگی تھی۔ اور جو شخص خدمتِ عالی مین حاضر ہوتا وہ رنگِ وحدت مین مستغرق ہوجاتا تھا حضورِ انور کے ارشادات سے ثابت ہوتا ہی کہ کمالِ عشق بھی درجۂ توحید ہے اور جو عشق مین کامل و اکمل ہوتا ہی وہی توحید مین بھی فرد ہوتا ہے۔ حضورِ انور کے ارشاداتِ عشق سے یہ بات تو بیّن طور پر نمایان ہوگئی کہ منزلِ عشق مین ذات و صفات ایک ہوجاتے ہین۔ عاشق کا کمالِ عشق یہی ہے کہ وہ خود معشوق ہوجائے جب عاشق معشوق کی ذات مین فنا ہوگیا تو عاشق عین معشوق ہوگیا۔ جو مِنْ اَزانِ دوست ہو وہ اپنی ہی اور یہین سے توحید کا ظہور ہے۔ حقیقۃً عشق و توحید لازم و ملزوم ہین۔ عاشقِ کامل ہی موحدِ کامل بھی ہوسکتا ہی جو ہر ایک ذرہ مین معشوق کے سوا کچھ نہین دیکھتا۔ حضورِ انور کی توحید مین یہان تک استغراق تھا کہ زبانِ مبارک سے جو الفاظ ادا ہوتے تھے یا جو حرکات و سکنات آپ سے سرزد ہوتے تھے اُن سب سے اسرارِ توحید منکشف ہوتے تھے۔

منشی عبدالغنی خان صاحب قبلہ وارثی (سابق نائب ریاست مہونا) رئیس پورہ عبدالغنی خان ضلع رائے بریلی تحریر فرماتے ہین کہ میرے مکان پر حضور انور تشریف لانے والے تھے۔ جو حصۂ مکان حضور انور کے قیام کے لیے مخصوص کیا گیا تھا مین اُسکے آراستہ کرنے مین مصروف تھا۔ ایک خادمہ سے کچھ غلطی ہوگئی جسپر مین نے غصہ سے اُسکے منھ پر طمانچہ مار دیا۔ اُسکی آنکھ پر ضرب آگئی اور وہ رونے لگی۔ مین دوسرے دن حضور انور کی خدمت عالی مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور کو لینے کے لئے آیا ہون تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "ہماری آنکھ مین چوٹ لگ گئی ہے ہم نہین جا سکتے"، منشی عبدالغنی خانصاحب قبلہ وارثی کا بیان ہے کہ مین نے ہرچند اصرار کیا مگر جب آپنے فرمایا تو یہی فرمایا کہ "ہماری آنکھ مین چوٹ لگ گئی ہے ہم نہین جا سکتے"، بالآخر مین مجبور ہو کر چلا آیا اور دوسرے سال حضور انور تشریف لائے۔ اِس واقعہ سے ظاہر ہے کہ استغراقِ توحید کس کا نام ہی۔ حضور انور کی ذاتِ فیض آیات سے نسبتِ عشق کی طرح نسبتِ توحید بھی کمال کے ساتھ جاری تھی۔ فنا فی الوحدت کا ہر وقت ظہور تھا جو بات زبانِ مبارک سے ارشاد ہوتی تھی اسمین بھی رنگ وحدت ہوتا تھا۔ یہ اکثر مریدین و معتقدین ہی سے نہین بلکہ دیگر بزرگون سے بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے "ہم اور تم ایک ہین نا"، اور حقیقتہً حضور انور کا اخلاق آپ کے عادات و صفات آپ کی توحید کے شاہدِ عادل ہین۔ جنکا ذکر اپنے اپنے موقع پر ہوگا۔ آپ کی فنائیت اور عینیت یہان تک تھی کہ مدت العمر آپ نے زبانِ مبارک سے اپنا نام نہین لیا۔ اور نہ کبھی قلم سے تحریر فرمایا۔ جس سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے کہ بیخودی و ازخود رفتگی مین کسی بات سے سروکار نہین رہتا۔ اور یہی وہ حالت ہی جو معراجِ عشق اور کمالِ استغراقِ توحید ہی کہ انسان اپنی ہستی سے عملاً اور اصولاً گذر جائے ؎

رفت از میان ہمین خدا ماند خدا	اَلْفَقْرُ اِذَا تَمَّ هُوَ اللّٰہ این ست

آپ نے اپنے نفس سے اِس درجہ قطع تعلق فرمالیا تھا کہ اپنے نام و نشان تک کو قائم نہین رکھا تھا جس کتاب مین جس غزل یا قصیدہ مین جس خط مین اپنا نام ملاحظہ فرماتے اُسکو چھوڑ دیتے تھے آپ کی نگاہِ حق آگاہ مین خدا کے سوا کوئی چیز نہین تھی اور ہر ایک چیز مین مشاہدۂ یار تھا آپکے جو موحدانہ اقوال ہین وہ بھی آپ کی وحدانیت کا ایک بیّن نمونہ پیش کرتے ہین جن مین سے بعض جو حاصل ہوئے ہین لکھے جاتے ہین۔ ارشاد فرماتے ہین۔

"ہمارے یہان مجوسی عیسائی سب مذہب والے برابر ہین کوئی بُرا نہین۔ خدا آسمان پر نہین ہی ہم تم مین چھپ کر سب کو دھوکے مین ڈال دیا ہے۔ بس ایک صورت پکڑ لے خدا مِل جائیگا آسمان پر کیا ہے"،

اِس ارشاد پر حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی نے حضور انور کی طرف اشارہ کرکے عرض کیا کہ یہی صورت پکڑ لے فرمایا "نہین کوئی صورت ہو جب سب ایک ہین تو یہ اور وہ کیا سب مین خدا ہے کوئی صورت ہو"،

حضور انور کے اِس ارشاد سے فنا عن الخلق اور عینیت صاف طور پر نمایان ہے علاوہ ازین مسئلۂ توحید کی حقیقت بھی فہم مین آتی ہے کمالِ توحید یہی ہی کہ ہر شے مین خدا ہی خدا نظر آئے جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہی وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّکُمْ اَدْلَیْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَی الْاَرْضِ السُّفْلٰی لَھَبَطَ عَلَی اللّٰہِ ثُمَّ قَرَءَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۔ (ترجمہ)۔ قسم ہی اُس ذات کی جسکے قبضہ مین محمد کی جان ہی کہ اگر تم ڈول کو رسّی مین باندھکر سب سے نیچے کی زمین پر ڈالو تو وہ اللہ ہی پر پڑیگا (آیت شریف) (وہی اول ہی وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے

اِس حدیث سے ظاہر ہے کہ خدا آسمان ہی پر نہین ہی بلکہ ہر جگہ ہے ؎

چشم بکشا کہ جلوۂ دلدار	متجلی ست از در و دیوار

یہ امر مسلم ہی کہ انسان کی ذات مین جیسا ظہورِ خداوندی ہی ایسا کسی شئے مین نہین ہی اسی وجہ سے یہ اشرف الخلق ہے جیسا کہ حضرت سیدنا غوث الثقلین کے الہامات مین ہی کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے جیسا میرا ظہور انسان کی ذات مین ہی ویسا کسی مین نہین ہے۔

حضرت مولٰنا ابوالحسنؒ خرقانی رحمۃ اللہ علیہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ کی شرح مین تحریر فرماتے ہین کہ خداوند عالم کو جب اپنی صفات کا ظاہر کرنا منظور ہوا تو عالم کو عرصۂ ظہور مین لایا۔ اور جب اپنا ظہور منظور ہوا تو آدم کی تخلیق فرمائی۔

اِس سے ظاہر ہے کہ تمام عالم مین اگر اظہارِ صفات ہی تو انسان مین ظہورِ ذات ہی ؎

اے زاہد ظاہربین از قرب چہ می پرسی	او در من و من در وے چون بو بہ گلاب اندر

صحیح مسلم مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ خداوند کریم قیامت کے دن اپنے بندون سے مخاطب ہو کر سوال کریگا کہ اے بنی آدم مین بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی وہ تعجب سے معذرت کرے گا کہ تیری کوئی کیا عیادت کرسکتا ہی تو ارشاد ہوگا کہ میرے فلان بندہ کی اگر تو عیادت کرتا تو وہ میری ہی عیادت ہوتی کیونکہ مین اُس کے پاس ہی تھا۔ اِسی طرح اپنے بندون کی بھوک پیاس اور دیگر تکلیفات کو اپنی ذات سے منسوب کر کے سوال کرے گا۔

پس صاف ثابت ہی کہ خدا سے کوئی جگہ خالی نہین ہے اور انسان کی ذات مین جو ظہورِ خداوندی ہی وہ کسی شے مین نہین ہی۔ حقیقت یہ ہی کہ مدخدا آسمان پر نہین ہی ہم تم مین چھپ کر سب کو دھوکے مین ڈال دیا ہے۔
بس ایک صورت کو پکڑ لے خدا مل جائے گا ؎

در دیدہ عیان تو بودی و من غافل	در سینہ نہان تو بودی و من غافل
از جملہ جہان نشان ترا می جستم	خود جملہ جہان تو بودی و من غافل

(رباعی)

با من بودے منت نمیدانستم	با من بودے منت نمیدانستم
رفتم ز میان و منت دانستم	تا من بودے منت نمیدانستم

(رباعی)

معشوق عیان بود نمے دانستم	با ما بمیان بود نمے دانستم
گفتم بطلب مگر بجائے برسم	خود تفرقہ خوان بود نمے دانستم

توحید کے مسائل بجائے خود نہایت نازک و اہم ہین۔ موحد کی نگاہ مین ہر ایک اچھی بُری چیز ایک ہی حیثیت رکھتی ہے۔ مگر یہ عجیب بات ہی کہ جب فنا عن الخلق مین خیر و شر دونون شامل ہین پھر خیر ہی کو انسان اپنی جانب منسوب کرتا ہی اسپر ارشاد فرماتے ہین۔
و انا الحق سب پکارتے ہین اور فنا فی اللہ بھی ہونے کو موجود ہین مگر انا الشیطان یا انا الیزید

کوئی نہین بولتا یہ بات مشکل ہے ،،

حضورِ انور کے اِس ارشاد کے بظاہر تو یہ توجیہ سمجھ مین آتی ہے کہ اسم ذات اللہ ہی اور اِس کے سوا سب اسمائے صفات - ذات و صفات کو آفتاب اور اُسکی شعاعون کی مثال سے بیان کیا جا سکتا ہی - جس طرح آفتاب کو اُس حالت مین جبکہ اُسکی شعاعین نمودار نہ ہون دیکھ لینا آسان ہی - مگر جب اُسکی کرنین عالم پر پرتو فگن ہون تو اُسکی طرف نظر جما کر دیکھنا دشوار ہے - اِسی طرح ذاتِ الٰہی کو پردۂ ذات مین دیکھ لینا آسان ہی مگر پردۂ صفات مین اِسکا نظارہ مشکل ہی - اِس لئے کہ وہان شانِ قہاری کی تجلی بھی نمایان ہی اور جلال بھی ظاہر ہی - سالک راہِ سلوک مین اگر حجاباتِ صفات کو اُٹھانا شروع کرتا ہے تو ذات تک رسائی حاصل کرنے کے لئے مدت مدید درکار ہوتی ہے اور اِس کے علاوہ راہ دشوار گذار بھی ہی - ہان اگر اول ہی ذات کی طرف رجوع ہو تو مقامات کو طے کرنے کے بعد فنا فی الذات کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہی اور یہی مقام گفتنی انا الحق و انا اللہ ہے -

حجاباتِ صفات کو اُٹھا کر ذات تک پہونچنے مین عارفانِ باللہ کے نزدیک بسا اوقات رسائی مشکل ہوتی ہی - اِسی وجہ سے حضورِ پُرنور کا ارشاد ہی کہ اِسکے مقامات کو طے کرنا اور رعلتہائے صفات مین جنکا ظہور یزید و شیطان مین بھی ہی اپنے آپ کو فنا کرنا اور کلمات انا الشیطان و انا الیزید بولنا امر دشوار ہی - کیونکہ صوفیائے کرام کے نزدیک اسمائے الٰہی دو اقسام پر منقسم ہین جمالی و جلالی - پس ارشادِ عالی کا یہ مطلب فہم مین آتا ہی کہ صفاتِ جمالی مین فنا ہونا اور اِن تجلیات کا نظارہ کرنا آسان ہی مگر صفاتِ جلالی کی برداشت امرِ دشوار ہی اِسی لئے ارشاد ہوتا ہے کہ

انا الحق سب پکارتے ہین اور فنا فی اللہ بھی ہونے کو موجود ہین مگر انا الشیطان یا انا الیزید کوئی نہین بولتا یہ بات مشکل ہے ،،

حضورِ انور کے ارشادات نہایت اہم ہین - آپ کی تمام ملفوظات مین عشق و توحید تصدیق و یقین ہی کی تعلیمات بھری ہوئی ہین - جنکی تشریح کے لیے دفتر چاہیئے - حضورِ انور کی نگاہ حق آگاہ مین خدا کے سوا کوئی چیز نہین تھی - یہی آپ کی تعلیم تھی چنانچہ ارشاد فرماتے ہین -

"مسجد مندر گرجا مین جہان جائے سوائے ایک شان کے اور کچھ نہ دیکھے" یہ جوہر حقیقت ہی کہ ذاتِ واجب الوجود کے سوا ہر ایک چیز کی نفی ہو جائے کیونکہ حقیقتہً وہی ایک صورت ہے جو کعبہ و دیر مین جلوہ فگن ہی وہی ایک شکل ہی جسکا آدم و عالم مین ظہور ہی - جیساکہ مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی (دریکیں گیا) فرماتے ہین ؎

غیرِ حق نیست در وجود اصلا
ہست برہان بہ نفی غیر اللہ
گر تو خواہی رہی ز این و آن
نفی تشبیہ کن و تمثیلش

کے شود چند و نذ او پیدا
وحدتش ہست جلوہ گر ہر آن
کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِی شَأن

کلمۂ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
لیک الآن ہست او کما کان
بہر تقدیس و بہر تنزیہش

حق یہ ہی کہ موحدین کی نگاہ مین مسجد ہو یا مندر یا گرجا کوئی جگہ ہو سب مین ایک ہی جلوہ عالم افروز ہے ؎

در کون و مکان نیست عیان جز یک نور
حق فرد و تنوع ظہورش عالم

ظاہر شدہ آن نور بہ انواع ظہور
توحید ہمین است دگر وہم و غرور

عشق و توحید کا جو منظر بارگاہِ عالی مین نظر آتا تھا وہ یادگار زمانہ ہے تمامی مذاہب کے افراد اس ایک صورت پر

فریفتہ وشیفتہ نظر آتے تھے آپ کی بات بات مین نکات عشق وتوحید ادا ہوتے تھے عجیب حالت تھی اور عجیب وحدت تھی حضورِ انور جو متخلق باخلاق اللہ تھے آپ کی نظر مین سب ایک تھے کوئی تفریق نہ تھی ؎

عاشق و عشق و بت و بتگر و عیار یکی ست	کعبہ و دیر و مساجد ہمہ جا یار یکے ست
گر در آئے بہ چمن وحدت یکرنگی بین	کہ دران عاشق و معشوق و گل و خار یکی ست

تصدیق

عشق وتوحید کی طرح تصدیق کی بھی حضورِ انور خاص تعلیم فرماتے تھے جس سے علم و عمل کی نسبت اشارہ ہی کہ جو بات زبان سے نکالی جائے وہ تصدیق سے بھری ہوئی ہو۔
قول وفعل ایک ہونا چاہیئے۔ حضورِ انور کی یہ شانِ تصدیق تھی کہ جو لوگ کسی خیال سے شک و وہم مین مبتلا ہوتے آپ انکو تصدیق کرا دیتے تھے اور آنکھون سے دکھا دیتے تھے۔ چنانچہ یہ بات مشہور ہی کہ حضورِ انور توہمات و خدشات کا جواب نہین دیتے تھے مشاہدہ کرا دیتے تھے۔ جیسا کہ اکثر واقعات سے ظاہر ہوگا حضورِ انور کے جوارشادات طیبات ہین اُن سے بھی اِس مسئلہ پر کافی روشنی پڑتی ہی کہ تصدیق ہر شخص کا حصّہ نہین ہے جسکو خداوند تعالیٰ یہ نعمت عطا فرمائے اُسکا فضل و کرم ہے۔ چنانچہ حضورِ انور نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ۔

(۱) ”مدینہ شریف کے راستہ مین ایک مولوی صاحب بار بار کہتے تھے کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ دوپہر کو جب ہوا گرم ہوئی تو مولوی صاحب گھبرائے پانی بھی اُن کے پاس ختم ہو چکا تھا اُسوقت ہم نے کہا کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ تو مولوی صاحب خفا ہو گئے بس زبان سے کہنا اور بات ہی اور دل سے تصدیق اور چیز ہے“

(۲) ایک مرتبہ فرمایا کہ ”مکہ معظمہ مین ایک مولوی صاحب نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ کا وعظ بہت کہا کرتے تھے اُن کے پاس ایک معمولی سی فرد تھی اس مین سردی معلوم ہوئی ہمارے پاس دو کمل تھے وہ شب کو ایک کمل مانگنے کے لیئے ہمارے پاس آئے ہم نے کہا نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ سے نہین مانگتے۔
اسکے بعد فرمایا کہ ”زبانی جمع خرچ سے کچھ نہین ہوتا جب تک دلی تصدیق نہو“

بعض دیگر ارشادات تصدیق سے متعلق جو حضورِ انور کی زبانِ فیض ترجمان سے سُنے گئے حسب ذیل ہین۔

(۱) ”تصدیق ہزارون مین ایک کو ہوتی ہے ہر شخص کا حصّہ نہین پھر اس کی بھی کئی صورتین ہین زبانی جمع خرچ سے کام نہین چلتا“

(۲) ”اپنے مین جو سانس چلتی ہے وہی ذات ہی بس تصدیق مشکل ہے“

(۳) ”وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ - جو اسکو سمجھ گیا تصدیق ہو گئی“

(۴) ”آدمی جب تک عشق مین کافر نہین ہوتا مسلمان نہین ہوتا صاحب توحید ہونا آسان مگر صاحب تصدیق ہونا مشکل ہی“

(۵) ”جس کو یہان تصدیق نہین وہ کعبہ جا کر کیا کرے گا وہان جا کر سوائے پتھر کے اور کیا دیکھے گا خدا تو ہر جگہ ہے کعبہ تو صرف جہت ہے“

(۶) ”صحبت سے کچھ حاصل نہین جب تک دلی تصدیق نہ ہو۔

(۷) ”نماز روزہ اور ہی تصدیق اور ہی اگرچہ تصدیق مانع صلواۃ نہین مگر حالت ضرور قابل لحاظ ہے“

(۸) ”کتابین پڑھنے سے کچھ حاصل نہین ہی تصدیق اور چیز ہی۔

حضورِ انور کے ارشادات طیبات سے ظاہر ہے کہ تصدیق وہ چیز ہی جو بغیر مرشد کامل حاصل نہین ہو سکتی۔

یہ وہ علم نہین ہی جو کتابون مین ہو اور درس وتدریس سے حاصل ہوسکے تصدیق کی مختلف صورتین ہین صاحب سبع سنابل فوائد السالکین سے نقل کرکے لکھتے ہین کہ حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین شیخ یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی محفل مین بیٹھا ہوا تھا ایک شخص بیعت کی غرض سے حاضر ہوا اور شیخ یوسف چشتی رح کے قدمون پر اپنا سر رکھدیا آپ پر اُسوقت کیفیت طاری تھی فرمانے لگے کہ اگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ چشتی رسول اللہ کہو تو مرید کرسکتا ہون وہ شخص راسخ العقیدہ اور مرد صادق تھا اُسنے فوراً یہ کلمہ پڑھا حضرت شیخ یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے مرید کرکے فرمایا کہ مین کیا ہون اور کیا ہوسکتا ہون ایک غلام غلامانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہون یہ کلمہ امتحان تصدیق کے لئے کہلوایا تھا۔

اِس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ مادہ تصدیق کا پیدا ہونا بھی خدا کے فضل وکرم پر منحصر ہی۔ ہر شخص مین یہ اہلیت نہین ہوتی اور نہ یہ علم کتاب مین ہی جو اکتساب سے حاصل ہوجائے۔ کیونکہ اجلۂ علمائے کرام اور مجتہدین ذو الاحترام اِس مین اہلِ باطن کے محتاج رہے ہین۔ اور اُنھون نے صداقت سے اعتراف کیا ہی کہ یہ حصّہ خاص عارفان باللہ کا ہے۔ چنانچہ امام حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے حالات مین ہی کہ آپ حضرت بشر حافی رح کی صحبت مین زیادہ رہا کرتے تھے۔ آپ کے شاگردون اور معتقدون نے سوال کیا کہ آپ عالم ہین محدث ہین مجتہد ہین اسپر تعجب ہی کہ ایک مجنون اور ازخود رفتہ درویش سے اسقدر ربط پیدا کر رکھا ہی جو زیب نہین دیتا۔ حضرت امام حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جن علوم کے تم نے نام لئے ہین اُن سے زیادہ جانتا ہون مگر حضرت بشر حافی رح مجھسے کہین زیادہ خدا کو جانتے ہین۔

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ عالم تھا کہ حالتِ ذوق وشوق مین حضرت بشر حافی کے ساتھ ساتھ پھرا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مجھسے میرے خدا کی باتین سمجھائیے حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ تمام عالم کا علم میرے علم کو نہین پہونچتا اور میرا علم صوفیون کے علم تک نہین پہونچ سکا۔ اور صوفیون کا علم اُن کے پیر کی ایک بات تک نہین پہونچ سکا۔

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ ایک رات مین حضرت فضیل رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گیا۔ اور آیات واحادیث واقوالِ بزرگان دین بیان کرتا رہا دیر تک یہ صحبت قایم رہی۔ اسکے بعد مین نے کہا کہ یہ رات بھی کسقدر مبارک رات ہی کہ اچھے اچھے ذکر واذکار ہوتے رہے۔ یقیناً ایسا جلسہ تنہائی سے زیادہ بہتر ہی حضرت فضیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اِس خیال مین رہے کہ کہان سے ایسی بات لاؤ جو مین خوش ہوجاؤن مین اس فکر مین رہا کہ کہان سے ایسا جواب دون جو تمکو پسند آجائے۔ ایک دوسرے کے خیال مین خدا سے غافل رہا۔ بس میرے نزدیک خلوت مین خدا سے لو لگانا بہتر ہے۔

حضرت امام شافعی رح کا قول ہے کہ جسکو تاویلات کی طرف زیادہ رجوع دیکھو سمجھ لو کہ اُسے کچھ نہین آتا مین ایسے شخص کا غلام ہون جس نے مجھے ایک حرف ادب سے تعلیم کیا ہی۔

ان بیانات سے صاف ظاہر ہے کہ علوم ظاہر ماہیتِ حقیقت کی رہنمائی نہین کرسکتے تصدیق وہ جوہر خاص ہے جو علم سفینہ مین نہین ہے۔

یہ اُنھین کو حاصل ہوتا ہے جو منزلِ عشق کی رہنمائی کا شرف رکھتے ہین سہ

نور گنجو ہدایا نہ توان یافت خدا را		دل صفحۂ دل بین کہ بیا ضے بازین نیست	

حق یہ ہی کہ تصدیق کتابون سے حاصل نہین ہوتی یہ رازِ علوم سینہ سے متعلق ہی اور عارفان باللہ ہی سکے معلم حقیقی ہین ؎

آن علم کہ در مدرسہ حاصل کردے		کارے دگرست وعشق کاری دیگرست	

یقین حضورِ انور کی ذات منبع حسنات سے عشق و توحید و تصدیق کی طرح یقین کی نسبت بھی کمال کے ساتھ جاری تھی جس کے باطنی اثرات کا احاطہ تحریر مین لانا تو امر محال ہے۔ مگر بظاہر جو ارشادات و ہدایات تھے اُن سے بھی یہ بات پورے طور پر معلوم ہوتی ہے کہ حضورِ انور کو مسئلۂ یقین مین کس درجہ انہماک تھا اور کیسی اِس کی تعلیم مدِّنظر تھی۔

منشی عبد الغنی خانصاحب قبلہ وارثی (سابق نائب ریاست ٹہونا) رئیس پورہ غنی خان ضلع رائے بریلی تحریر فرماتے ہین کہ عالمِ شباب مین یہ تو آپ کا مشغلہ ہی تھا کہ چھری اور کٹار منگا کر اُسکا لوہا انگشتِ مبارک سے ملاحظہ فرماتے تھے ایک مرتبہ مین نے حضور کی خدمت مین پیش کرنے کے لئے ایک نہایت عمدہ بھجالی کی قسم کی چھری منگائی۔ آپ نے اُسکی نہایت تیز دھار کو بھی انگشتِ مبارک سے ملاحظہ فرمایا اور تعریف فرمائی مجھے تعجب تھا کہ آپ کس قدر بے تکلف ایسی تیز دھار پر انگشتِ مبارک پھیرتے ہین۔ اِسکے بعد آپ ایک خاص انداز سے اُٹھے اور ایک درخت پر وار کیا اُسکی شاخ کٹ گئی۔ پھر بھجالی کو لئے ہوئے میری طرف مخاطب ہوئے مین نے سرِ تسلیم خم کر دیا اور عرض کیا کہ حاضر ہے۔ حضورِ انور نے زیرِ لب تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جو خود مرا ہو اُسکا کیا مارنا۔ مین نے پائے مبارک پر سر رکھدیا اور عرض کیا الحمد للہ کہ درجۂ قبولیت مین ہے۔ آپ بستر پر رونق افروز ہوئے اُسوقت حضورِ انور نہایت شاد و مسرور تھے اور دریائے شفقت موج زن تھا ارشاد فرمایا کہ۔

وہ عاشق کا محبوب کی یاد مین دم نکلتا ہے اور بعدِ مرگ عاشق اپنے معشوق کی صورت مین ہوتا ہی عاشق کو کسی سے
واسطہ نہین ہوتا جس سے عشق ہے وہی اُس کے لئے سب کچھ ہی اکثر عشق کی راہ چلنے والون نے کہا ہے
جیسے ملک محمد جائسی کا قول ہی ؎	جا کے ہاتھ ہوی اُس کی لی	سوراجہ اور تا کی دلی

اِس کے بعد ارشاد فرمایا کہ۔

وہ معشوق کے ملنے نہ ملنے سے دُنیا مین واسطہ نہ رکھے جو دل مین سما گیا ہو اُسپر قائم رہے بے غرض و مطلب جو
محبت ہے وہ ایک آتشِ جگر سوز ہے جسکو عشق کہتے ہین یہ ایک بے اختیار چیز ہے اِس کی کوئی تدبیر نہین ہے
نہ کسب سے اِسکو تعلق ہے یہ ایک آگ جسکے دل مین پیدا ہوئی بدن چھوٹنے کے وقت اُسکی صورت معشوق کی ہوگی
نَحۡنُ اَقۡرَبُ سمجھ چکے ہو کہ خدا سب مین ہی غور کرو اور یاد رکھو کہ اقرارِ قبولیت کے وہ کلمے جو مرد و عورت کے مابین
ہوتے ہین۔ اِس قرار کا عورت اتنا اعتماد کرتی ہے کہ مرد ہزار کوس پر بھی سمندر کے پار ہوتا ہی تو بھی اپنی بیوی کو
نہین بھولتا۔ اُسکی طرف دل لگا رہتا ہے جس صورت سے ممکن ہو اُسکی خبر لیتا ہی۔ صرف چند الفاظ اقرارِ قبولیت پر
وہ عورت تمھاری کہلاتی ہے اور تم اُسکے شوہر کہلاتے ہو ایک ساعت کے لئے تم دونون ایک دوسرے سے غافل
نہین ہوتے پھر بھلا غور کرو کہ جس خدائے مختارِ کل نے بمصداق خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوۡرَتِہٖ اپنی صورت پر تمکو بنایا
اور روزِ ازل اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ کا خود اقرار کیا اور تم نے بھی جواب مین "بَلٰی" کہکر اقرار کیا اب تم بین اُس نسبت
کے سوا جو حقیقی اور پوشیدہ ہی یعنی رازِ توحید اِس قرار پر اتنا تو بھروسہ ہونا چاہیئے جتنا عورت اپنے شوہر اد
کی ہے۔ اور حاضر و غائب اُسکو اپنا جانتی ہے یہ کس قدر وسیع اور بلند درجہ ہی کہ خدائے قدیر نے اپنی صورت

تمکو عطا فرمائی اور خود ہی رب ہونے کا اقرار کیا اور تم نے بھی بندگی کا اقرار کیا اپنا نام رزاق بھی رکھا پھر بھی تمکو شک ہی اور یقین کلّی نہین ہی اتنا بھروسہ بھی نہین جتنا ایک عورت کو اپنے شوہر پر ہوتا ہی ،،

منشی عبدالغنی خان صاحب وارثی کا بیان ہی کہ حضورِ انور کی اِس تقریرِ پُر تاثیر سے تمام حاضرین کی عجیب حالت ہوئی سب کے بے اختیار اشک جاری اور سب پر عالمِ بیخودی طاری تھا۔

حضورِ انور کے اِس ارشادِ فیض بنیاد سے ثابت ہوتا ہی کہ مسئلۂ یقین مین کسقدر عمیق نظر رکھتے تھے۔ آپ کے مقدس الفاظ دلنشین ہونے کے علاوہ خاص تعلیمات سے مملو ہین جیسے تصدیق و یقین توکل و استغنا اعتماد و محبت وغیرہ وغیرہ۔ اِسی طرح یقین کے بارہ مین حضورِ انور کے جو ارشادات ہین وہ دستور العمل ہین جن مین سے بعض حسبِ ذیل ہین۔

(۱) ،، یقین اعتقاد کی روح ہی جسمین یقین کی کمی ہی اُسمین اعتقاد کی کمی ہی ،،

(۲) جنکی نظر دوست پر ہی اُنکا کوئی دشمن نہین ہے۔

(۳) ،، خدا پر بھروسہ کرو تو وہ خود تمھارا سامان کرتا ہی (اور اکثر اِسی کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرماتا ہے) اگر کوئی اپنی تدبیر کرتا ہی تو وہ علٰحدہ کھڑے ہوکر سیر دیکھتے ہین اور پھر کچھ نہین ہوتا ،،

(۴) ،، ہزار کوس سے خاوند اپنی جورو کی فکر رکھتا ہے (دل کی جانب اشارہ فرما کر) اور جو تمھارے اندر ہین وہ نہین فکر کرینگے ،،

(۵) ،، جسکے دل مین یہ رہے کہ دیکھئے یہ کام ہو کہ نہو وہ کام نہین ہوتا کیونکہ وہ دبدھا مین پڑا ہی نہین بلکہ ضرور ہوگا ،،

یہ کسقدر زبردست یقین کی تعلیم ہے خدا سے کسی حالت مین نا اُمید نہین ہونا چاہیئے چنانچہ کلام پاک مین ہے۔ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ط (اور کون نا امید ہوتا ہی رحمتِ پروردگار سے سوائے گمراہ کے) ؎

سرمد تو حدیث کعبہ و دیر مکن رو شیوۂ بندگی ز شیطان آموز	در وادی شک چو گمرہان سیر مکن یک قبلہ گزین و سجدہ بر غیر مکن

حضورِ انور کی عمیق نظر مین جو درجہ یقین ہی وہ اسقدر اہم ہی جسکی مثال مشکل سے مل سکتی ہی چنانچہ ایک دوسرے پہلو سے ارشاد فرماتے ہین ،، اپنا ہاتھ کسی کے سامنے نہ پھیلائے چاہے مرجائے خدا سے بھی نہ کہے چاہے کیسی ہی تکلیف ہو کیا اللہ نہین دیکھتا کسی عورت کا شوہر اگر ہزار کوس پر بھی ہو تو وہ اپنی بیوی کی خبر رکھتا ہی اور اللہ تو اپنے پاس ہے کیا وہ نہین دیکھتا ،،

حضورِ انور کے ارشادِ فیض بنیاد سے اکثر تعلیمات کی طرف اشارہ ظاہر ہوتا ہی۔ جیسے توکل و استغنا تصدیق و یقین توحید و فقر وغیرہ وغیرہ کیونکہ تمامی امیدون سے دست بردار ہونا اور خواہشات کا فنا کر دینا کمالِ فقر ہی۔ حضرت بایزید بسطامیؒ کا قول ہی کہ طالب اپنے تمامی افعال و اعمال سے بےہمہ ہو تو خود باہمہ ہو جاتا ہے۔

حضرت مولٰنا شاہ تراب علی قلندر رح فرماتے ہین ؎

عشق دُکانِ نامرادی ہے اور سے حکم ہے کہ مانگ مراد عہد و پیمانِ نامرادی ہے فقر مین اُسکی آن بان ہے اور دست و دامانِ نامرادی ہے	نامرادی کی بھی طلب نہ رہے جسے فرمانِ نامرادی ہے ہاتھ اُٹھائین نکیون دعا سے ہم جسمین کچھ آن نامرادی ہے	تا شقی کا نِ نامرادی ہے ہی پایانِ نامرادی ہے یار کو غم بھر ہمارے ساتھ وہ تو خواہانِ نامرادی ہے ہے عجب اِن دنون تراب کا حال

آرشاد عالی سے ثابت ہے کہ اپنی خواہشون اور تمناؤن سے

دست بردار ہونا چاہیئے کیونکہ اللہ خود کفیل ہی اُسکی ذات پر یقین و اعتماد رکھنا ہی سب کچھ ہی جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی رح فرماتے ہین کہ مین نے تیس سال تک خدا کو تلاش کیا اور جب مل گیا تو معلوم ہوا کہ مین خود ہی مطلوب تھا وہ تو طالب تھا اگر خدا پر توکل و یقین ہو تو ہر ایک کام بہ آسانی ہو سکتا ہے کیونکہ اُسکا اقرار ہی اور اُس سے زیادہ کسی پر اعتماد کرنا امر لاطائل و بے سود ہی وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ (اور توکل کرو اُسپر جو زندہ ہی اور غیر فانی ہے) اسی بنا پر ہدایت ہوتی ہی کہ "اپنا ہاتھ کسی کے سامنے نہ پھیلائے چاہے مر جائے" خدا پر اور اُسکی رحمت پر پورا یقین ہو حتیٰ کہ اُس سے عرض حاجت کی خواہش بھی پیدا نہو اسی یقین کامل کے لئے ارشاد ہوتا ہی کہ "وہ خدا سے بھی نہ کہے چاہے کیسی ہی تکلیف ہو" پھر خود ہی اسکی توضیح فرماتے ہین کہ "کیا اللہ نہین دیکھتا" خود ہی نظیر بھی ارشاد فرماتے ہین کہ "کسی عورت کا شوہر اگر ہزار کوس پر ہو تو وہ اپنی بیوی کی خبر رکھتا ہے اور اللہ تو اپنے پاس ہے کیا وہ نہین دیکھتا"

جسکا ماحصل یہ ہی کہ استقلال کے ساتھ خدا پر یقین رکھنا چاہیے جناب سیدنا امیرالمؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ خدا پر پورا اعتماد رکھو تو وہ تم کو اِسطرح روزی پہونچائے جیسے پرندون کو پہونچاتا ہی۔ یہ تصوف کا اعلیٰ درجہ ہی کہ کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہو نہ اہلِ دنیا سے کوئی غرض وابستہ ہو۔ خداوند قدیر پر اتنا یقین و اعتماد ہو کہ اُس سے بھی مانگنے کی احتیاج نہ رہے۔ جناب یحییٰ معاذ الرازی کا قول ہی کہ قیامت کے دن نہ تونگری کچھ وزن رکھتی ہو گی نہ درویشی وزن ہو گا تو صبر و شکر کا۔ لوگون نے آپ سے پوچھا کہ دنیا مین زہد کس کا بڑھا ہوا سمجھنا چاہیے۔ فرمایا جس کا یقین بڑھا ہوا ہے جناب سرمد رح فرماتے ہین ؎

	سرمد اگرش وفاست خود مے آید بیہودہ چرا درپئے او مے گردی		گر آمدنش رواست خود مے آید بنشین اگر او خداست خود مے آید

حضور انور کے ارشادات مین کامل یقین و توکل کی تعلیم ہے ارشاد فرماتے ہین "وہ جو شخص اپنی تدبیر و کوشش کرتا ہی اللہ میان اُس سے علیحدہ رہتے ہین کیونکہ یہ تو خود ہی کرتا ہے اور جو اللہ کے بھروسہ پر بیٹھ جاتا ہے اُسکو بھروسہ اُسی کی ذات کا ہوتا ہے تو خداوند کریم اُسکا کام کرتا ہے"

سچ ہی وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ (اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اُسکو بس کرتا ہے)۔

کنزالعمال مین جناب ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ جو شخص یہ چاہے کہ مین سب سے زیادہ قوی ہوجاؤن اُس کو لازم ہے کہ خدا پر اعتماد کرے۔

یہی درجہ یقین ہے جو مدارج عالی کا پتہ دیتا ہے اور انتہائے زہد و عبادت کے بعد حاصل ہوتا ہی وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝ (اور اپنے رب کی عبادت کرو یہان تک کہ تمکو یقین ہوجائے) یہی یقین ہی جو متوکل عقلا پرست اہلِ معرفت کو تمام دنیا سے بے نیاز کر دیتا ہی اُن کے ہر ایک کام مین خدا کا ہاتھ ہوتا ہی۔ صاحب سبع سنابل نے لکھا ہے کہ حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ بیت اللہ کو جاتے تھے۔ راہ مین ایک طفل نابالغ کو دیکھا کہ بالکل بے توشہ تنہائی کی حالت مین آرہا ہی حضرت فتح موصلی رح نے دریافت فرمایا کہ کہان سے آتے ہو اُسنے جواب دیا کہ مکہ معظمہ سے حضرت فتح موصلی نے فرمایا ابھی تم بچہ ہو تم پر ایسی تکلیف فرض نہین ہی اُس لڑکے نے جواب دیا کہ زندگی مستعار کا کیا بھروسا ہی مین نے اپنے سے چھوٹون کو مرتے اور قبر مین دفن ہوتے ہوئے دیکھا ہے حضرت فتح موصلی نے فرمایا

تمھارے پاس کچھ زاد راہ ہی اُس نے کہا میں جہاں کہیں بھی رہتا ہوں میرا توشہ یقین ہوتا ہی اور میری سواری میرے دونوں ہاتھ پاؤں اور دوسری سواری شوق و عشق انھیں سواریوں سے سفر کرتا ہوں - حضرت فتح موصلی نے فرمایا میرا یہ مطلب نہیں ہی خورونوش کے سامان کو دریافت کرتا ہوں اُس لڑکے نے کہا مجھے ایک بات کا پہلے جواب دید یجئے وہ یہ ہی کہ اگر آپ کے دوستوں میں سے کوئی شخص آپ کے مکان پر آئے تو کیا آپ کو گوارا ہو گا کہ وہ خورونوش کا سامان اپنے گھر سے خود ساتھ لائے حضرت فتح موصلی نے فرمایا ہرگز نہیں۔ اُس لڑکے نے جواب دیا مداے ضعیف الیقین خداوندمن کہ چندین عاصیان و بیگانگان وغیر مہمانان را روزی میدہد مرا بخانۂ خویش طلبیدہ است چگونہ شراب وطعام ندہد،،

یہ یقین ہے جو اہلِ معرفت کا حصہ ہے۔حضورِ انور کے ارشادات سے ظاہر ہے کہ آپ کی ہر چیز کے کمال پر نظر تھی -اور آپ کا یہی طریق عمل تھا۔

مختلف ارشادات فیض آیات

حضورِ انور کے تمامی ارشادات حقائق و معارف سے مملو ہیں اس لیئے جو کچھ بھی حاصل ہوئے ہیں وہ بنظرِ افادۂ ناظرین کرام لکھے جاتے ہیں۔

(۱) اپنی وضع پر قایم رہے۔

(۲) جو گھر بیٹھے مرید ہوتے ہیں اسکو بیعت الوجہ کہتے ہیں۔

(۳) اگر سات روز کا بھی فاقہ ہو تو زبان پر نہ لائے اور اللہ سے بھی نہ کہے کیا وہ نہیں جانتے جو اپنے پاس ہیں۔

(۴) اپنی بستی میں رہ کر لاپروا رہنا مشکل ہے۔

(۵) جب فاقے ہوں تو ضبط کرے۔

(۶) بات تو جب ہی کہ سانس خالی نہ جائے (عرض کیا گیا کہ کس سے سانس خالی نہ جائے تو فرمایا کہ) اللہ سے۔

(۷) ایک رنگ رہے۔

(۸) حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی نے عرض کیا کہ بعض حضور مشایخ توجہ دیتے ہیں یہ توجہ کیا ہی فرمایا "گرمی ہے۔ محبت ہے۔ تو توجہ کام دیگی اور جس کے قلب میں محبت نہو اُسپر کیا اثر ہو گا،،

(۹) بڑی فقیری یہ ہی کہ ہاتھ ہرگز نہ پھیلے بالکل لاطمع ہو کر رہے اور تسلیم و رضا پر قایم رہے - اور گنڈہ تعویذ دُعا بددُعا وغیرہ بالکل نہ کرے بس یہی فقیری ہے۔

(۱۰) حاجی اوگھٹ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ سید کی شناخت لوگ یہ بتاتے ہیں کہ اگر انکے ہاتھ پر آگ رکھ دیجائے تو ہاتھ نہ جلے ارشاد فرمایا کہ "یہ سچ ہے مگر جو امتحان لے گا کافر ہو گا،،

(۱۱) یہ جو پیر کی شکل ہے بس یہی سب کچھ ہے ؎

چون تو ذات پیر را کردے قبول	ہم خدا آمد و ہم ذات رسول

(۱۲) جس نے یہاں نہیں دیکھا وہ اندھا ہی - بحکم مَنۡ کَانَ فِیۡ هٰذِهٖۤ اَعۡمٰی فَهُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ اَعۡمٰی وہاں بھی نابینا رہے گا ؎ ہر کہ اینجا ندید محروم ست در قیامت ز لذت دیدار

(۱۳) فقیر کو کسی سے ناراض نہ ہونا چاہیے اس سے مطلب نہیں کہ اُس سے کوئی خوش ہو یا ناخوش ہو

(۱۴) اِس کائنات کا نام دنیا نہیں ہی غفلت کا نام دنیا ہی۔

(۱۵) اسلام اور چیز ہے ایمان اور چیز ہے۔
(۱۶) فقیر وہ ہے جو کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے۔
(۱۷) فقیر کو بے لاگ رہنا چاہیئے (شاید اس کا یہ مفہوم ہو کہ فقیر کو تمام موجوداتِ عالم سے بے سروکار رہنا چاہیئے)۔
(۱۸) فقیر کسی کا محتاج نہین ہوتا۔
(۱۹) فقیر کو سوال حرام ہے۔
(۲۰) دُنیا فساد کا گھر ہے اور اہلِ دنیا خدا سے دور رہتے ہین۔
(۲۱) دُنیا کی محبت بُری چیز ہے۔
(۲۲) ایک صورت کو پکڑلے وہی مرتے وقت وہی قبر مین وہی حشر مین کام آئیگی۔
(۲۳) حسد بہت بُری چیز ہے حتیٰ کہ شیطان پر بھی لاحول پڑھنے کی ضرورت نہین شیطان خدا کا رقیب نہین ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔
(۲۴) طالب کے واسطے صرف نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ کافی ہے اسلیئے کہ خدا ہماری ملکیت مین ہے ہم خدا کی ملکیت مین ہین کسی سے کچھ طلب کرنے کی حاجت نہین ہے ،،
(۲۵) جب انسان اپنے دم پر قادر ہو جاتا ہے تو اٹھارہ ہزار عالم اُسکے تحت مین آجاتا ہے وحوش وطیور سب مطیع ہو جاتے ہین۔
(۲۶) سید محمد ابراہیم شاہ صاحب رح نبیرۂ حضرت سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ سے حضورِ انور نے دریافت فرمایا کہ "تم نے کنز پڑھی ہے اور صرف ونحو ومنطق" انھون نے عرض کیا جی ہان فرمایا اگر طلب ہے تو دستار مولویت کو طاق پر رکھدو ؎

پست شو تا فیضِ حق فائض شود		ہر کجا پستیست آب آنجا رود	

اور کفر واسلام مین اس بات کا خیال کرلو کہ ؎

بکفر و بہ اسلام یکسان بنگر		کہ ہر یک زدیوان او دفتریست	

پھر ارشاد فرمایا کہ "کافر بھی مثلِ مؤمن کے ہے اور واصلِ مقصودِ حقیقی اگرچہ راہِ وصل مین اختلاف ہے مگر محبتِ اہلبیت شرط ہے ،،
(۲۷) سیدنا معروف شاہ صاحب فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ حضورِ انور مثنوی شریف ملاحظہ فرما رہے تھے دورانِ ملاحظہ مین ارشاد فرمایا کہ "ہر ایک انسان پر فرض ہے کہ اپنی طبیعت اور اپنے نفس کو قابو مین رکھے انجام کار کامیاب ہوگا اگر نفس کی باگ ہاتھ سے چھوٹ جائیگی تو اس وجود کو سزائے دار دیجائے گی" ؎

چون قلم در دست غدارے بود		لاجرم منصور بر دارے بود	

یہ شعر پڑھکر فرمایا کہ "لفظِ غدار سے نفسِ امّارہ مراد ہے ،،
(۲۸) انسان کو چاہیئے کہ خدا پر بھروسہ رکھے جب خدا نے اُسکی ضروریات کا ذمہ لیا ہے تو برابر پہونچائے گا۔ مگر تصدیق چاہیئے جب ذمہ دار ایسا اللہ ہے تو اندیشہ کیا ہے محض بیکار۔

(۲۹) فقیری یہ ہے کہ ہاتھ کسی کے سامنے نہ پھیلائے اللہ سے بھی بے پروا ر ہے وہ خود فرماتے ہین
نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْکُمْ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ وہ تو سب راحت وتکلیف دیکھتے ہین۔

(۳۰) بڑی وضعداری یہ ہے کہ جو کرے وہ کئے جائے۔

(۳۱) ایک مرتبہ مولوی نادر حسین صاحب وارثی نگرامی سے فرمایا کہ "بڑی فقیری یہ ہو کہ دس آدمیونکو روٹی دیکر کھائے۔

(۳۲) پیر بہت ہین مرید مشکل سے ملتا ہے۔

(۳۳) مرید ہونا چاہیئے مرید ہو تو پیر کے سینہ پر سوار ہو کر حاصل کر سکتا ہے۔

(۳۴) پیرونکو یہی مُرید بہت ملتے ہین مگر مراد قسمت سے ہاتھ آتا ہے جیسے حضرت خواجہ ابوسعید کو غوثؓ پاک۔ خواجہ عثمان ہارونی کو خواجہ معین الدین چشتی۔ حضرت باباصاحب کو حضرت سلطان نظام الدین اولیا محبوب آلہی اور حضرت علاؤالدین صابر کو حضرت شمس اور حضرت محبوب الٰہی کو امیر خسروؒ حضرت مخدوم بہاری کو مولنا مظفر رح۔

(۳۵) ایک مرتبہ ارشاد ہوا کہ "آدمی ہونا چاہیئے آدمی ہونا بہت مشکل ہے" کسی قدر سکوت کے بعد ارشاد فرمایا کہ "آدمی اُسی وقت ہوتا ہے جب لطیفۂ قلب ذاکر ہوا سلئے کہ لطیفۂ قلب حضرت آدم کے زیر قدم ہے اور معیت واقربیت حاصل ہے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔ جب معیت ہوگئی تو تقرب خاص ہوگیا یہی درجہ تکمیل ہے۔

(۳۶) مقام حیرت مین فقرا برسون پڑے رہے ہین ؎

چہ شبہا نشستم درین دیر گم   کہ حیرت گرفت آستینم کہ قُم

اِس کے بعد منزل فیض ولایت وفیض نبوت کا ظہور ہوتا ہے۔

(۳۷) جب کچھ نہ رہا تو فقیر ہوگئے۔

(۳۸) فقرا غیر مکلف ہین اور دنیا دار مکلف ہین۔

(۳۹) ایک مرتبہ مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا ؎

گر تو خواہی کہ بینش برد و ز   دیدہ بار از غیر او چون باز

یہ شعر پڑھ کر دو مرتبہ فرمایا کہ "سمجھ گئے"

(۴۰) جسقدر مرید ہین ہماری اولاد ہین جسکو جسقدر ہمارے ساتھ محبت ہے اسیقدر اپنے بھائیون سے اتفاق۔ جو لڑکا اپنے باپ سے محبت کرے گا اُسکو بھائی سے اتفاق ہوگا۔

(۴۱) جو جسکا حصہ ہو اُسکو ضرور دیا جاتا ہے خواہ زندگی مین خواہ مرتے وقت اور نہین تو اُسکی قبر مین ٹھونس دیا جاتا ہے۔ (اس جملہ آخری کا حضورِ انور خاص شان سے اظہار فرماتے تھے)

(۴۲) "رام جی اجودھیا والے ہندوؤن کے اوتار ایک پنڈت تھے۔ سری کرشن جی کنھیا پریمی تھے۔ اور بابا نانک صاحب پکّے موحد تھے"

(۴۳) ایک مرتبہ گیارھوین شریف کے متعلق استفسار کیا گیا تو ارشاد فرمایا کہ "مقام ہو ایک عجیب مقام ہے (بحساب ابجد) ہ کے پانچ اور و کے ۶ ہوتے ہین ۵ اور ۶ ملکر گیارہ ہوئے حضرت غوث پاکؓ کی یہی منزل تھی انتہا ہی گیارھوین والے میان مشہور ہوگئے"

حضور انور کے ارشادات سے مسائلِ تصوف کے علاوہ دیگر امور پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے آپ کی زبانِ مبارک سے جو الفاظ ادا ہوتے تھے وہ نہایت جامع اور معنی خیز ہوتے تھے۔ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی ناقل ہین کہ ایک مرتبہ حضورِ انور سے عرض کیا گیا کہ سنا ہے تہتر فرقون مین سے بہتر ناری ہین اور ایک ناجی ہو اور ہر ایک فرقہ اپنے آپ کو ناجی کہتا ہے تو وہ کونسا فرقہ ہی حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ "جو حد سے الگ ہو وہی ناجی ہے اور جو حد مین ہو وہ بہتر مین شامل ہے۔ ح - س - پ - ہ - کُل ۷۲"

(۴۴) جو نشیب و فراز مین رہیگا اُسکو خدا نہین ملیگا جو نشیب و فراز سے نکل جائے اُسکی نجات دنیا ہی مین ہو جائے

(۴۵) "ہر وقت صورت سامنے رہے وہی صورت ہر جگہ نظر آنے لگے گی یہی فنا فی الشیخ ہے"

(۴۶) حاجی اوگھٹ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ اسمِ ذات کون سا ہے فرمایا کہ "اللہ باقی سب صفات ہین"

(۴۷) عرض کیا گیا کہ "ہو" کیا ہے ارشاد فرمایا کہ "نہ ذات نہ صفات ایک میدان ہی"

(۴۸) ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ "ہم کعبہ کے اندر یہ غزل پڑھنے لگے ؎

عشق مین تیرے کوہِ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو

محافظِ کعبہ نے کہا ھٰذا بیت الرب ہم نے کہا وہ جگہ بتاؤ جہان خدا نہو وہ چپ ہو گئے اور کہا ان سے نہ بولو۔

(۴۹) حضرت سید معروف شاہ صاحب فرماتے ہین کہ جب حضور پُر نور دہلی تشریف لے گئے تو حضرت سرمدؒ کے مزارِ مبارک پر بھی گئے اور فرطِ محبت سے اُن کے مزار سے لپٹ گئے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ "سرمد رضا و تسلیم کے بندے تھے سر دیدیا اور اُف نہ کی نہ فتویٰ دینے والے رہے نہ سلطنت رہی مگر ایک سرمدؒ کی جگہ ہزار سرمد پیدا ہو گئے"

(۵۰) ایک مرتبہ منشی عبد الغنی خان صاحب وارثی رئیس پور وہ غنی خان ضلع رائے بریلی سے فرمایا کہ "غنی خان جانتے ہو حجِ مقبول کس کا نام ہے"

اُنھون نے عرض کیا کہ حضور کو بہتر علم ہی ارشاد فرمایا کہ "عاشق اپنے معشوق سے مل جائے یہی حجِ مقبول ہی"

(۵۱) خاندانِ قادریہ کی نسبت ارشاد فرماتے ہین کہ "جن لوگون کو اس خاندان سے نسبت ہے اُنپر جادو ٹونے کا بالکل اثر نہین ہوتا"

(۵۲) مولوی نادر حسین صاحب وارثی نگرامی تحریر فرماتے ہین کہ میرے والد ماجد شیخ قادر بخش صاحب فضلی نور اللہ مرقدہ سے حضورِ انور نے فرمایا کہ "بڑے میان جو سانس نکلے وہ اِسمِ اللہ کے ساتھ نکلے جو سانس بدون اِسم اللہ نکلتی ہے وہ مُردہ ہے اور بڑے میان ایک ذکر ایسا ہے جو نہ سانس سے تعلق رکھتا ہے نہ زبان سے" اُنھون نے عرض کیا کہ یہ حضور کا ذکر ہے فرمایا کہ "بڑے میان ہو جاتا ہی" مکرر دو تین مرتبہ یہی فرمایا کہ "سنا سنا بڑے میان ہو جاتا ہے"

حضور انور کا ہر ایک ارشاد ایسا مکمل ہوتا تھا کہ جس کا جواب نہین تعجب ہوتا تھا کہ باوجود استغراق و انہماکِ عشق و محبت حضورِ انور تمامی امور مین خاص خیال اور رائے کا اظہار فرماتے تھے اور جسطرح آپ کے عارفانہ اقوال حقائق و معارف سے بھرے ہوئے ہین اُسی طرح مذہب و اتباعِ سُنّت کے متعلق جو ارشادات ہین اُن مین بھی وہی تصدیق و یقین و عشق کی تعلیمات ہین۔

ارشادات متعلق بہ مذہب مشہور ہو کہ عاشقانِ آلہی کو غلبۂ عشق و محبت مین کسی بات کا

احساس نہین رہتا یعشق ہی مذہب عشق ہی ملت عشق ہی مسلک عشق ہی خدا اورعشق ہی رسول ہوتا ہے۔ وہ عشق کے سوا کسی کے پیرو اور متبع نہین ہوتے اور اسی وجہ سے شریعت بھی سکاری کو مستثنیٰ کرتی ہے۔
مگر یہ عجیب بات ہو کہ حضورِ انور کی ذات معدن الصفات سے جس طرح معارف وحقائق الٰہی کی نسبتین جاری تھین اُسی طرح سُنت نبی کریم کی نسبت فیض موہبت کا بھی بدرجہ اتم ظہور تھا۔
اگرچہ آپ کا مسلک حقیقی عشق تھا اور اُسی مین محویت و استغراق کامل تھا مگر باوجود اس کے حضورِ انور کو خداوندعالم نے وہ ظرف عالی اور مقام خاص عطا فرمایا تھا کہ آپ کی ذاتِ محمود الصفات سے اتباع سنت و شریعت کی کامل ومکمل نسبت جاری تھی۔
آپ پابندیِ ارکان مذہب سے نہایت شاد ہوتے تھے اور اکثر ہدایت فرماتے تھے۔ علاوہ ازین طالب مین جو عیب دیکھتے یا جس قسم کا وہ کاروبار کرتا اُسی کے متعلق اسکو ایک نہ ایک مذہبی ہدایت ضرور فرمادیتے تھے۔
اکثر مذہبی امور سے جو حضورِ انور کو خاص دلچسپی تھی ان کا بیان تو ‘‘شانِ تکلم’’ کے عنوان اسی باب مین ہوچکا ہی مگر اس بارہ مین جو خاص ارشادات فیض آیات ہین وہ بھی دستور العمل بنانے کے قابل ہین۔ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب کلیات مکتوبات مین تحریر فرماتے ہین کہ مولنا سید نجم الدین صاحب مرحوم مغفور رئیس بانکی پور جنکے زہد واتقا کا اُس جوار مین شہرہ ہو ایک مرتبہ حضورِ انور سے عرض کرنے لگے کہ اب نماز خوفِ الٰہی سے نہین ہوتی بلکہ مداومت کی وجہ سے اسکی عادت ہوگئی ہے۔ لہٰذا ملتجی ہون کہ ایسی نماز چھوٹ جائے تو اچھا ہی حضورِ انور نے مسکراکر فرمایا کہ ‘‘مولوی صاحب استقامت بہ از کرامت وضعداری اسی مین ہے کہ مرتے دم تک پڑھے جاؤ’’ اُس روز سے مولنا کو نماز مین ایک خاص لطف آنے لگا حتیٰ کہ جب اُنھون نے اس دنیائے ناپایدار سے سفر کیا ہے تو نمازِ عصر کی دوسری رکعت مین سربسجود تھے کہ واصل حق ہوگئے۔ اور گویا حضورِ انور کے ارشاد کے بموجب کہ ‘‘مرتے دم تک پڑھے جاؤ’’ اُنھون نے مرتے دم تک ہی نماز پڑھی۔
حاجی اوگھٹ شاہ صاحب قبلہ وارثی کا بیان ہو کہ منشی علی گوہر خان صاحب متوطن پیلی بھیت کو ہمراہ ایک صاحب حضورِ انور کی خدمتِ عالی مین بیعت کی غرض سے حاضر ہوئے جب مُرید ہوچکے تو حضورِ پُرنور کے حکم سے شاہ فضل حسین صاحب وارثی سجادہ نشین شاہ ولایت کی خانقاہ شریف مین ٹھہرائے گئے۔ اسی خانقاہ مین مسجد بھی ہو انھون نے نمازِ عصر وظہر قضا کردی اور نہین پڑھی جب مغرب کا وقت آیا تو شاہ فضل حسین صاحب وارثی نے ان سے تاکیداً نماز کے لئے کہا تو انھون نے صاف انکار کردیا اور کسی طرح نماز پڑھنے کے لئے آمادہ نہ ہوے شاہ فضل حسین صاحب قبلہ نے حاجی اوگھٹ شاہ صاحب کو طلب فرمایا اور کہا کہ یہ نوواردمہمان صاحب نماز سے انکار کرتے ہین۔ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب نے اُنکی طرف دیکھا تو انھون نے نہایت سادگی سے جواب دیا کہ مین نے سنا ہے کہ جو شخص حضرت حاجی صاحب قبلہ کا مرید ہوتا ہو اُسپر نماز معاف ہوجاتی ہو اگر نماز ہی پڑھی تو مرید ہی کیا ہوئے اور کہین اور بھی مُرید ہوسکتا تھا یہ سُنکر شاہ فضل حسین صاحب وارثی کو بے اختیار ہنسی آگئی حاجی اوگھٹ شاہ صاحب اُنکو حضورِ انور کی خدمتِ عالی لائے اور واقعہ عرض کیا۔ حضورِ انور نے ان کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ ‘‘اچھا اچھا تین برس نماز اور پڑھو پھر معاف ہوجائگی’’ یہ سُنکر وہ شاد ومسرور واپس آئے اور نہایت پابند نماز ہوگئے دن گننے لگے اور ہر بار آستانۂ عالی پر حاضر ہوتے رہے ٹھیک تین برس مین اُنکا انتقال ہوگیا۔ اور ایک حکم سے مدت العمر پابند نماز رہے۔

حضورِ انور کی ذاتِ عالی درجات میں بیشتر نسبتوں کا ظہور تھا اور سب سے زیادہ نسبتِ عشق کا غلبہ تھا۔ مگر اسی کے ساتھ نسبتِ سُنّت نبی کریم بھی اِسقدر بکمال و اشتداد کے ساتھ تھی کہ آپ امور مذہبی میں خاص تعلیمات و ہدایات فرماتے تھے۔

چنانچہ مولوی بشیر الزمان صاحب رئیس سندیلہ ضلع ہردوئی تحریر فرماتے ہیں کہ مجھسے حضرت سیدنا شاہ فضل حسین صاحب وارثی سجادہ نشین کنز المعرفت علیہ الرحمتہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ قصبۂ اٹاوہ میں نہیں معلوم کیا بات پیدا ہوئی کہ مجمع کثیر کے سامنے بہت اعلان و زور کے ساتھ حضورِ انور نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص نماز نہ پڑھے وہ ہمارے حلقۂ بیعت سے خارج ہے" اِس واقعہ کو سید معروف شاہ صاحب قبلہ نے بھی بیان فرمایا ہے اور دیگر حضرات سے بھی مسموع ہوا ہے۔

شاہ فضل حسین صاحب وارثی رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں جو مسجد ہے اُسمیں حضورِ انور کی جانب سے ایک مستقل پیش امام رہتے تھے۔

باوجود روشِ قلندرانہ اور انہماکِ عشق و استغراقِ توحید حضورِ انور کو مذہب اور اتباعِ سُنّت سے خاص تعلق تھا۔ ایک مرتبہ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی نے عرض کیا کہ حضور بہت سے لوگ نماز نہیں پڑھتے تو حضورِ انور نے ارشاد فرمایا کہ "نماز ضرور پڑھنا چاہیئے یہ نظامِ عالم ہے اگر یہ چھوڑ دیجائیگی تو عالم کے انتظام میں خرابی آجائیگی" یہ بھی فرمایا ہے "نماز وہی ہے جو حضورِ قلب کے ساتھ ہو"

مولوی نادر حسین صاحب وارثی نگرامی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے مکان پر قصبۂ نگرام میں حضورِ انور قیام پذیر تھے۔ جمعہ کا دِن تھا آپ نے وضو فرمایا اور نمازِ سُنّت جائے قیام پر ادا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ "سُنّت مکان پر پڑھکے جانا سُنّت ہے" اور باوجود پیرانہ سالی پاپیادہ مسجد تک تشریف لیجانے کا قصد فرمایا مولوی نادر حسین صاحب نے عرض کیا کہ دھوپ بہت سخت ہے زمین جلتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "پیدل مسجد جانے سے ہر قدم پر ثواب ملتا ہے" جب لوگوں نے بہت منت ساجت کی اور اصرار کیا تو بدشواری تمام حضورِ انور پالکی پر سوار ہوئے۔

مولانا سید عبد الغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری مترجم طبقات الکبریٰ وغیرہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضورِ انور کے زمانۂ قیام بلکھی میں جب جمعہ کا دِن آیا تو آپ نے نمازِ جمعہ میں تشریف لیجانے سے قبل حاضرین کو جمعہ کے مسائل بتائے اور ارشاد فرمایا کہ "جمعہ کی نماز کے بعد بہت سے لوگ چار رکعتیں ظہر کی پڑھ لیا کرتے ہیں۔ یہ شک کی بات ہے اور میرے یہاں شک نہیں ہے"

ان ارشادات سے ظاہر ہے کہ حضورِ انور کو پابندئ مذہب کی طرف خاص رجحان تھا کہ اس قسم کی خاص ہدایتیں بھی فرماتے تھے جِنسے حضورِ پُرنور کے ارشادات کے مطابق ارکانِ اسلام کا شوق پیدا ہو۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ حضورِ انور کو یقین میں جو انہماک تھا اُسکی کسقدر پابندی مدّ نظر تھی اور دوسروں کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے رشک و شبہہ کی کوئی بات قطعاً آپ کو پسند نہیں تھی۔ آپ مذہبی پابندیوں کو نہایت عزیز رکھتے تھے۔ اور مذہبی مراسم کی رونق سے نہایت خوش ہوتے تھے۔

مولوی نادر حسین صاحب قبلہ وارثی نگرامی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورِ انور میرے مکان پر قیام پذیر تھے

اور میرے والد بزرگوار شیخ قادر بخش صاحب نور اللہ مرقدہٗ (حضرت مولنا شاہ فضل رحمن صاحب نقشبندی مجددیؒ سے بیعت تھی) جو بڑے ذاکر و شاغل بزرگ تھے وہ خدمتِ عالی مین حاضر تھے مین بھی موجود تھا حضورِ انور نے سورۂ فاتحہ کو سات مرتبہ سات قراتون سے پڑھا عجیب لطف انگیز سمان تھا۔ اسکے بعد حضورِ انور نے میرے والد صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ وو بڑے میان جو شخص چوراچھپا کے نماز پڑھتا ہو تو نماز ہو جاتی ہی" اُنھون نے عرض کیا کہ جی ہان نماز ضرور ہو جاتی ہے پھر فرمایا "یہ حدیث صحیح ہے کہ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَدَخَلَ الْجَنَّۃَ" اُنھون نے عرض کیا کہ جی ہان۔ پھر ارشاد فرمایا کہ "یہ روایت بھی صحیح ہے کہ جناب رسالت مآب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مدینہ منورہ مین منادی کرو کہ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَدَخَلَ الْجَنَّۃَ چنانچہ حضرت بلال منادی کرنے کو جارہے تھے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اثنا ٔ راہ مین مل گئے اور حضرت بلال کو واپس لائے اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بیشک جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہیگا وہ داخل جنت ہوگا مگر پھر ارکانِ اسلام ادا ہونے گے" اُنھون نے عرض کیا یہ روایت بھی صحیح ہی۔ اِسکے بعد حضورِ انور نے ارشاد فرمایا کہ "کوئی حضرت عمرؓ کی سنت پر بھی تو چلنے والا چاہیے"

متذکرۂ بالا واقعات و ارشادات سے ظاہر ہی کہ حضورِ پُر نور کی نگاہ حق آگاہ مین تمامی معتقدہ کا کسقدر پاس و لحاظ تھا اور سب مین ایک خاص عینیت و محویت تھی۔ اسی طرح معاملاتِ دنیا مین جو امور کہ مذہب و شریعت سے تعلق رکھتے ہین حضورِ پُرنور انکی خاص ہدایات فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہین کہ "نماز روزہ اور چیز ہے ایمان اور ہے نماز تو رکنِ اسلام ہے اگر لاکھ روپیہ کی چیز رکھی ہو تو اسکا خیال بھی دل مین نہ لائے بس یہی ایمان ہے" ارشادِ عالی سے ظاہر ہے کہ کسقدر زبردست امانت و دیانت کی تعلیم ہے جو اصولِ مذہب ہی حدیث شریف ہے کہ جس مین امانت نہین اُس مین ایمان نہین دوسری حدیث ہی کہ مؤمن مین سب خصلتین پیدا ہوسکتی ہین مگر جھوٹ اور خیانت پیدا نہین ہوسکتی۔

مشکٰوۃ شریف مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تقریبًا ہر ایک خطبہ مین بیان فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص امین نہو وہ مؤمن نہین ہوسکتا اور جو شخص اپنے وعدہ کا پابند نہ ہو وہ لا مذہب ہی۔

ایمان کی جو توضیح حضورِ انور نے بیان فرمائی وہ گویا مذہب کی خاص تعلیم پر مبنی ہے۔

حق رسی کے بارہ مین حضورِ انور کا ارشاد ہے کہ "کسی کا حق مارنا بہت برا ہی اسکا انسان کو خیال رکھنا چاہیئے" یہ بھی فرمایا ہی کہ "عبادت نماز ہی نہین ہی اپنی خانہ داری مین ضروریات کی چیزین لادینا بیوی کی کفالت بچون کی دلداری غلام لونڈی کی پرورش حوائج ضروری سے فارغ ہونا کھانا اور کھلانا یہ سب عبادت ہے"

عقائد کے بارہ مین ارشاد ہے کہ "چارون صحابہؓ کو درجہ بدرجہ اپنے درجہ پر مانے"

اِس ارشاد سے ظاہر ہے کہ مذہب اہلِ سنت کے نزدیک جو مسلمہ اصول و عقائد ہین آپ اُنھین کی تعلیم فرماتے تھے۔ حالانکہ بعض اہلِ تصوف مسئلہ تفضیل کی طرف گئے ہین۔

جو باتین شرعًا ممنوع اور ناجائز ہین اُن سے وقتِ بیعت توبہ تو کراتے ہی تھے مگر خاص طور پر بھی اُن کا انسداد فرماتے تھے آپ کی مقدس و روحانی تاثیرات جو اصلاح معائب کے لئے تریاقِ اکبر ثابت ہوئی ہین اُنکا تو کہان تک ذکر ہوسکتا ہے قیامت تک جاری رہین گے مگر بظاہر بھی ممنوعاتِ شرعیہ سے مجتنب رہنے کی خاص ہدایات ہوتی تھین۔

مولنا مولوی سید عبدالغنی صاحب وارثی بہاری مترجم طبقات الکبریٰ وغیرہ تحریر فرماتے ہین کہ حضورِ انور کے زمانۂ قیام بلچھی مین یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک نوجوان سید (معہ اپنی داشتہ عورت کے جس کا نام مساۃ رجبی تھا اور جو حضرت نصیحت شاہ صاحب رح کا معتقد اور سسرالی رشتہ دار بھی تھا آیا اور اُسکے آنے کا یہ سبب ہوا کہ وہ ایک زمانہ سے نصیحت شاہ صاحب سے کہہ رہا تھا کہ مجھے مرید کر لو مگر وہ جواب دیتے تھے کہ مجھے مرید کرنیکی اجازت نہین ہی البتہ مین تمکو کبھی یہ بتادونگا کہ فلان بزرگ سے بیعت کر لو۔ حضورِ انور کے زمانۂ قیام بلچھی مین اُنھون نے اُسکو حضرت کی تشریف آوری کی اطلاع دی اور یہ کہلا بھیجا کہ تم حضرت سے آکر مرید ہو جاؤ وہ آیا مگر چونکہ اُس کے ساتھ اُسکی داشتہ مساۃ رجبی تھی اسلیئے وہ بستی کے باہر مقیم ہوا مساۃ رجبی تو پہلے ہی دن مرید ہو گئی اور دوسرے روز سید صاحب بھی حضورِ انور کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گئے۔

مولنا سید عبدالغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری فرماتے ہین کہ جسوقت وہ نوجوان سید شرفِ بیعت سے مستفید ہوا ہی اُسوقت ہم لوگ علٰحدہ ایک مقام پر بیٹھے ہوئے تھے اور یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ یہ دونون مرید تو ہو گئے مگر نکاح نہین ہوا۔ یہ دونون پھر زنا کے مرتکب ہونگے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک خادم دوڑا ہوا آیا اُس نے کہا کہ حضور پر نور ارشاد فرماتے ہین ”عبدالغنی وغیرہ ان دونون کا نکاح پڑھا دین،، خادم یہ کہکر چلا گیا اور ہم لوگ ابھی باتین ہی کر رہے تھے اور تعمیلِ حکم کی کوئی عملی تدبیر بھی نہین کرنے پائے تھے کہ دونون مٹھائی لیئے ہوئے آئے۔ اور مولوی سید رحیم الدین صاحب ایڈیٹر الپنچ بانکی پور اور نصیحت شاہ صاحبؒ نے اور مین نے اُنکا نکاح پڑھوا دیا۔

حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی تحریر فرماتے ہین کہ ایک شخص جو قوم کا ٹھاکر اور ملیح آباد کے قریب کا رہنے والا تھا۔ حضورِ انور کی خدمت عالی مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مین مرید ہونا چاہتا ہون مگر تین شرطین ہین ایک تو یہ ہے کہ جھوٹ نہ چھوڑونگا دوسرے سود لونگا تیسرے ایک طوائف سے تعلق ہے اُسکو بھی ترک نہ کرونگا۔ حضورِ انور نے یہ سُنکر ارشاد فرمایا کہ ”دو تین برس اور ٹھہرو پھر مرید کرین گے،،

جب وہ چلا گیا تو حاجی اوگھٹ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ کام بہت کرتے ہین اور یہ شخص سچا بھی تھا حضور پُر نور نے ارشاد فرمایا کہ ”دہان سب کرتے ہین مگر یہ اختیاری ہو جاتا،، حضورِ انور کے باطنی اثرات جو قلب کی جلا اور اصفالِ شنیعہ کا انسداد کرتے تھے اُنکا ذکر تو احاطۂ تحریر سے باہر ہی مگر بظاہر جو طرزِ عمل تھا وہ بھی ضرب المثل ہی۔ حضورِ انور کی بات بات مین مذہب و تصوف کے نکات ادا ہوتے تھے۔ آپ کے جو موحدانہ اقوال ہین اُن سے ثابت ہی کہ حضورِ انور نے تمامی مذاہب کی تفریق کو مٹا دیا ہے اور سب کو نظر وحدت سے دیکھا ہو اور ارشاد فرمایا ہو کہ ”ہمارے ہان سب ایک ہین،، یہ کمالِ توحید ہے کہ عینیت پیدا ہو جائے یہی انداز اور یہی رنگ اور یہی مذاق حضورِ انور کا پابندئ مذہب اور شریعت کے نقطۂ خیال سے بھی تھا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ حضورِ انور کی کسقدر وسیع نظر تھی چنانچہ ارشاد فرماتے ہین۔

”کُل بنی آدم کا شمار اُمتِ محمدی مین ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کا اور قرآنِ پاک پر صحائفِ آسمانی کا خاتمہ ہو چکا اسلیئے اب نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کتاب نازل ہوگی۔ بس اگلی پچھلی سب امتون کا شمار اسی امت مین ہی بجا آوری احکام سب پر یکسان ہی جو پیرو ہین وہ راہ پر ہین بقیہ منکر گمراہ لیکن امت کی حیثیت سے سب ایک ہین باغی رعایا بھی اُسی بادشاہ کی کہلائے گی جسکی کہ وہ ہے،،

اِس ارشاد کی اہمیت ظاہر ہے کہ کسقدر جامعیت اور وسیع النظری پر مبنی ہے اور آپ کی نگاہِ حق آگاہ جس قدر مسائلِ عشق و توحید مین وسیع ہو ویسے ہی امورِ مذہب مین بھی خاص وسعت رکھتی ہے اور حضورِ انور کے اُسی مسلکِ حقیقی عشق و توحید کا سب مین بدرجۂ کمال ظہور ہو۔

یہی نہین بلکہ مذہب و تصوف کا جو حقیقی لباس ادب و اخلاق ہے اُسمین بھی آپ فردِ تھے اور جن غیر معمولی واقعات کا آپ سے ظہور ہوا ہو وہ اپنی نوعیت مین جواب نہین رکھتے اور مذہب کا ادب و وقار جو آپ کی نگاہ حقیقت آگاہ مین تھا اور جس قدر ادب و احترام آپ سے ظاہر ہوا ہو اُسکے دیکھنے کے لئے بڑی ژرف نگاہی درکار ہے۔

چنانچہ مولوی حکیم محمود علی صاحب فتح پوری تحریر فرماتے ہین کہ ایک کابلی مولوی صاحب جو عرصہ تک آگرے کی جامع مسجد مین پیش امام رہے ہین (اگر یاد غلطی نہین کرتی تو اُن کا نام مولوی رمضان علی صاحب تھا) حُسنِ اتفاق سے فتحپور مین تشریف لائے اور مولانا نذیر علی صاحب رح کی مسجد مین فروکش ہوئے اُن کی خدمت مین بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ مین بھی حاضرِ خدمت تھا اکثر بزرگانِ دین کے تذکرے ہو رہے تھے اثنائے گفتگو مین مولوی صاحب نے فرمایا کہ عرصہ ہوا جب مین لکھنؤ مین پڑھتا تھا وہان محلہ امین آباد مین حضرت آخوند صاحب سُوات بنیر کے ایک خلیفہ جو نہایت بزرگ اور ابرار لوگون مین سے تھے رہتے تھے۔ مین اکثر اُن کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا ایک مرتبہ مجھے یہ ضرورت پیش آئی کہ کچھ روپیہ ملے تو اپنے اہل وعیال کے لئے خرچ روانہ کرون یہ خیال تھا کہ کم سے کم دس روپیہ تو ہون چنانچہ مین اُن بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوا اور حسبِ دستور بیٹھ گیا ایک شخص نے اُنکو دو روپے نذر دئے وہ دونون روپے اُنھون نے مجھے دیدئے۔ اِسیطرح ابھی دن تک اُنھون نے بدفعات نو روپے مرحمت فرمائے۔ مجھے اپنے خیال کے موافق صرف ایک روپیہ کی کمی نظر آتی تھی۔ اور مین خیال کرتا تھا کہ ایک روپیہ اور مل جائے تو پورے دس روپے مکان کو بھیجدون۔ اُس روز حضرتِ اقدس حاجی صاحب قبلہ لکھنؤ مین رونق افروز تھے دن کے بارہ بجے ہونگے ترشح ہو رہا تھا اُن بزرگ نے فرمایا کہ اب تم حضرت حاجی صاحب قبلہ کی خدمتِ عالی مین حاضر ہو۔ اور شرفِ قدمبوسی حاصل کرو مین نے عرض کیا کہ حضرت ٹھیک بارہ بجے ہین اور ترشح بھی ہو رہا ہے۔ ایسی صورت مین مجھے مناسب نہین معلوم ہوتا کہ حضرت اقدس کی خدمت مین حاضر ہون مگر اُن بزرگ نے منظور نہ فرمایا اور مجھے بہ اصرارِ تمام خدمتِ فیض موہبت مین بھیجا اُسوقت خفیف سی بوندین پڑ رہی تھین۔ اور میرے پاس فقہ کی ایک کتاب تھی مین نے چادر اوڑھلی اور کتاب کو پوشیدہ کر کے اپنی بغل مین دبالیا اور چادر سے کتاب کو خوب محفوظ کر لیا تاکہ بھیگنے نہ پاے۔ بہرکیف کتاب اِسطرح چھپی ہوئی تھی کہ مجھے دیکھنے والے کو یہ علم نہین ہو سکتا تھا کہ میری بغل مین کتاب ہی حضورِ انور کے جائے قیام پر جسوقت پہونچا اور زینہ سے اُس بنگلہ کے صحن مین قدم رکھا جس مین حضورِ انور رونق افروز تھے تو مین نے دیکھا کہ حضور پُر نور برق کی طرح نہایت مضطربانہ حالت سے بنگلہ کے باہر نکل آئے مجھے نہایت استعجاب تھا مین نے عرض کیا کہ حضور مین خادم ہون میری اتنی تعظیم مناسب نہین ہے آپ نے فرمایا کہ وہ یہ تمھاری تعظیم نہین ہے بلکہ یہ اُس کتابِ فقہ کی تعظیم ہے جو تمھاری بغل مین دبی ہوئی ہو"

کابلی مولوی صاحب کا بیان ہو کہ پھر دار ارشاد عالی مین اِس واقعہ پر غور کرنے لگا کہ اللہ اکبر حضورِ پُر نور کس درجہ عالی نسبت ہین جنکو ایک کتاب فقہ کے حفظِ مراتب کا اِسقدر خیال ہو تو اُن کو اتباعِ سنت مین جو کچھ بھی نسبت ہوگی اُسکا کیا اندازہ ہو سکتا ہو۔ اِسکے بعد ایک شخص نے حضورِ انور کی خدمت مین ایک روپیہ نذر کرنیکا قصد کیا تو

آپ نے فرمایا کہ وہ ہم کیا کریں گے اِن مولوی صاحب کو دیدو، چنانچہ میرے پاس پورے دس روپے ہوگئے ہیں وہاں سے رخصت ہوکر خلیفہ صاحب حضرت آخوند جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اِس واقعہ کو بیان کیا۔

حضورِ انور کا یہ ادب و احترام جسقدر عظمت اور اہمیت رکھتا ہے وہ محتاجِ بیان نہیں اربابِ ظاہر سے تو اس قسم کا ادب ظاہر نہیں ہوسکتا مگر اہلِ تصوف میں بھی ایسی مثالیں کم ملتی ہیں کیونکہ غلبۂ کیف و حال و رجذباتِ محبّت انکی نگاہوں میں کسی چیز کا احساس نہیں رہنے دیتے۔ حضورِ انور میں بھی وہ سب حالتیں نہایت کمال کے ساتھ موجود تھیں اور ان نسبتوں کا اکثر و بیشتر اوقات نہایت شد و مد سے ظہور ہوتا تھا مگر اُسی کے ساتھ آدابِ شریعت و اتباعِ سنّت میں بھی انتہا درجہ کا زہد و اتّقا ظاہر ہوا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضورِ انور کی ذات مجمع الحسنات میں خدا کی ایک شان اور ایک ہی صفت کا ظہور نہیں تھا بلکہ مختلف شانیں جلوہ گر تھیں جنسے مختلف طبائع کے افراد مستفید ہوئے ہیں۔ کسی نے حضورِ انور کی ذات محمود الصفات سے اتباعِ سنت و شریعت کا سبق حاصل کیا تو کسی نے زہد و ریاضت کا کسی نے فقر و تصوف کا اکتساب کیا تو کسی نے ملازمت و رندانہ زندگی کا۔ کسی کو استغراقِ عشق ہوا تو کسی کو کیفیتِ اتحاد توحید ہاتھ آئی۔ کوئی جذباتِ محبّت سے بے خان ومان ہو گیا تو کسی کو بہ اتباعِ سنت انتظامِ خانہ داری میں دولتِ دین نصیب ہوئی۔ غرضکہ وابستگانِ دامانِ دولت میں سے خالی کوئی نہیں رہا۔ خداوندِ کائنات نے آپ کی ذاتِ بابرکات میں اپنی مختلف شانوں سے مختلف نسبتوں کا ظہور فرمایا اور علی قدرِ مراتب اُن کے فیوض و برکات عالم میں جاری ہوئے حقیقۃً حضورِ انور کی ذاتِ عالی درجات خدا کی خاص نعمتوں اور خوبیوں کا ایک مجموعہ اور گلدستہ تھی جسمیں رنگارنگ کے پھولوں نے عجیب دلفریبی و بہار پیدا کر رکھی تھی کہ اگر دل و دماغ کو فرحت نصیب ہوتی تھی تو ایمان کو تازگی کون سی صفت تھی جو ذات محمود الصفات میں نہ تھی۔ آپ تمامی صفات و درجاتِ عالیہ کے مظہرِ اتم تھے جیساکہ مضطر خیرآبادی نے صنعتِ توشیح میں حضورِ پرنور کی مدح میں عرض کیا ہے ؎

(ح) حضورت خدا و قربِ پاکِ مصطفیٰ داری	(ض) ضیائے بزمِ عرفان و دِل چو آئینہ صفا داری
(ر) رضا جوئے خدا و مصطفیٰ و اہلبیتِ او	(ت) تر و تازہ ریاضِ زہد و ورع و اتقا داری
(ح) حقیقت را طریقت را شریعت نیز عرفان را	(ا) انیس و ہمدم و غمخوار و یار و آشنا داری
(ج) جلالت را سیادت را سیاست را شجاعت را	(ی) یمین و ہم یسار و پیش و پس با صد صفا داری
(ح) حق آگاہ و خدا جو و خدا فکرت خدا و کرت	(ا) امیرِ کشورِ عرفان و دِل سوئے خدا داری
(ف) فقیہ روزگار و عابد و علامۂ دوران	(ظ) ظہورِ جلوۂ حق را برو ئے پُر ضیا داری
(س) سریر آرائے اقلیمِ سخاوت مرجعِ عالم	(ی) ید پُر جود و خلق و ہمّتِ جدوا با داری
(ا) دلت آئینۂ عرفان تنت گنجینۂ ایقان	(و) وحیدِ روزگار و زہد بے ریب و ریا داری
(ا) اُلو العزمے تو در ملک ہمت شہرتے دارد	(ر) رحیم الطبع عالی رحمت و دستِ سخا داری
(ث) ثنا و حمد و نعت و منقبت در وِلیت ہر دم	(ع) عدیلِ تو کجا تو تاجِ فقر و اتّقا داری
(ل) لبِ لعجز نہایت وا منے آید عقدہ لا اعلیٰ	(ی) یم لطف و کرم جاری برائے ہر گدا جاری
(ش) شرافت ملکِ آبائی و ہمت ملکِ موروثی	(ا) اولی العزم جہان و رحم و خلقِ مصطفیٰ داری

(۵) ہمہ خاکِ درت را سُرمہ می گویند در عالم
وسیلے عصرے واند ترا ہر عامل وفاضل
شب و روزت بہ شغلِ طاعتِ حق قطع مے گردد
دیار فیض آباد ست ازمین قدومِ تو
مرادِ دل نہ چون یابد گداے آستانِ تو
جمالِ شاہدِ جود و سخاۓ خود نما مارا
کرم فرما بحالِ زار و مضطراے کرم گستر

قسیم النّار و الجنّۃ چنین جد وابا داری
ہماۓ اوج عرفان و شرف بے انتہا داری
ریا من بے خزانِ طاعتِ رب العُلا داری
امیرانِ جہان را بر درِ خود چون گدا داری
متاع پیروے حضرتِ خیرالورٰی داری
دلِ بے کینہ و شفاف چون ماہ و سہا داری
متاع پیروۓ حضرتِ خیرالورٰی داری

مشاغلِ محبت

اہلِ اِسلام مین جو مقدس رسمین جاری ہین جلسے محبتِ خدا ورسول و اہلبیتِ کرام واولیاۓ عظام کا سبق ملتا ہی اُن سے حضور انور کو خاص دلچسپی تھی اور اِس قسم کے ذکرواذکار سے نہایت مسرت کا اظہار فرماتے تھے۔

مولود شریف

میلاد خیر العباد حضرت سید عالم فخرِ بنیِ آدم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص شوق تھا اور حضورِ پُرنور زمانہ شباب مین بہت زیادہ شرکت فرماتے تھے۔
بعد ختمِ میلاد پنج آیت خود بھی پڑھتے اور محفل مین جو حافظ و قاری حاضر ہوتے اُن سے پڑھواتے تھے۔
محافلِ میلاد مین فضائلِ درود شریف۔ معجزات و حالات ولادت باسعادت و ذکر معراج شریف وغیرہ جو محبت کے متعلق بیانات ہین حضورِ انور کے روبرو پڑھے جاتے تھے۔
صحیح و مستند حالات سماعت فرماتے تھے اور قیام نہایت ادب و احترام سے کرتے تھے۔ اور اِس تقریب سعید پر بہت اظہارِ مسرت فرماتے تھے۔ حضورِ انور کی جانب سے بھی اکثر محفلِ میلاد شریف ہوتی تھی آخر زمانہ تک حضورِ انور کو محفلِ میلاد کا شوق رہا ہی۔ چنانچہ مولانا مولوی سید شاہ ابو محمد علی حسن صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی مسند آراۓ کچھوچھہ شریف لکھتے ہین کہ جب حضرت حاجی صاحب قبلہ نے ترکِ سفر فرمانے کے بعد دیوہ شریف مین اقامت فرمائی ہی تو آپکی رحلت سے چند سال قبل محض بغرض ملاقات مین نے دیوہ شریف کا قصد کیا میرے پہونچنے سے ایک روز قبل آپ نے شاہ فضل حسین صاحب وارثی رح سجادہ نشین حضرت شاہ ولایت رض سے ارشاد فرمایا کہ شیرینی تیار کراؤ کل میلاد شریف ہوگا چنانچہ دوسرے دِن دس بجے دن کو مین پہونچا تو شاہ فضل حسین صاحب کے پاس مقیم ہوا شاہ فضل حسین صاحب نے اثناۓ گفتگو مین تذکرہ کیا کہ آپ نے حضرت صاحب قبلہ کو اپنے آنے کی اطلاع دی ہوگی۔ جو مولود شریف کے لئے مٹھائی تیار کرا رکھی ہے۔ مین نے کہا اولیاء اللہ کے دِل روشن ہوتے ہین۔ اُنکو اپنی روشنضمیری سے میرے آنے کا حال معلوم تھا اُس روز بھی محفلِ میلاد منعقد ہوئی اور شب کو پھر آپ نے شاہ فضل حسین صاحب رح سے ارشاد فرمایا کہ کل پھر شاہ صاحب سے مولود شریف پڑھواؤ چنانچہ شیرینی طیار ہوئی اور دوسرے روز بھی محفلِ میلاد شریف منعقد ہوئی اور دوسرے ہی روز بعد ختم میلاد شریف مین آپ سے رخصت ہوا۔

گیارھوین شریف

اسی طرح حضورِ انور گیارھوین شریف کی تقریبون سے بہت شاد ہوتے تھے۔ اور خود بھی آپ کی طرف سے انتظام ہوتا تھا۔ مگر آخر زمانہ مین شرکت کم ہوتی تھی اور ہوتی بھی تھی تو بہت تھوڑی دیر کے لئے۔

جب کوئی شخص فاتحہ کے لئے شیرینی وغیرہ لاتا تو حضور پُرنور خود بھی فاتحہ دیتے تھے۔ چنانچہ مولوی بشیر الزمان صاحب رئیس سندیلہ تحریر فرماتے ہین کہ شعبان المعظم کی گیارھوین تاریخ ایک مرتبہ مجھکو دیوہ شریف مین ہوئی ہن سے حسبِ معمول حضرت غوثِ صمدانی محبوبِ سبحانی کی نذر کے لئے شیرینی منگائی اور عصر کے وقت وہ شیرینی حضورِ اقدس مین بغرض فاتحہ پیش کی۔ حضورِ انور اُسوقت استراحت مین تھے فوراً اُٹھ بیٹھے اور مجھسے اشارہ نذر کرنے کا فرمایا۔ چونکہ مدت سے بخیالِ ادب مین کھڑے ہوکر فاتحہ دینے کا عادی ہون اِس لیے مین نے جیسے ہی اُٹھنے کا قصد کیا حضورِ انور نے فوراً ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ مین بہ تعمیلِ ارشاد عالی بیٹھ گیا اِس عجلتِ نشست وبرخاست مین پاؤن کی رگ چڑھ گئی اور اِس شدت وبےچینی کا درد شروع ہوا کہ تمام جسم مین پسینہ آگیا۔ چہرہ کی رنگت تبدیل ہوگئی اُسی کلفت مین مین نے حضورِ انور کی طرف دیکھا تو آپ دستِ مبارک کو اُٹھائے ہوئے سورۂ فاتحہ پڑھ رہے تھے اور چشم نیمباز سے میری طرف دیکھ رہے تھے۔ اور تبسم فرما رہے تھے مین درد کی شدت اور بےچینی سے باربار حضورِ انور کی طرف دیکھتا تھا اُسوقت کا نظارہ عجیب دلفریب تھا ہر بار یہی دیکھنے مین آتا تھا کہ حضورِ انور چشم نیمباز سے میری طرف نظر فرما رہے ہین اور متبسم ہین۔

واللہ ثم باللہ اُسوقت کی غلط انداز نظر اور خفیف مسکراہٹ عجیب وغریب سمان پیدا کر رہی تھی کہ باوجود شدت درد اور بیحد تکلیف کے قلب پر ایسا انشاط انگیز اثر تھا اور ایسی لذتِ روحانی وکیفیت وجدانی حاصل تھی جسکا ذائقہ اب تک خیال مین آتا ہے تو خاص لطف واثر محسوس ہوتا ہے اُسوقت مین خیال کر رہا تھا کہ اِس نزولِ رحمت نے کم سے کم اب تک کے گناہون سے ضرور پاک وصاف کر دیا ہوگا۔ اگرچہ اِس نذر مین بہت کم وقت صرف ہوا مگر جو لذتِ روحانی حاصل تھی وہ سالہا سال کے مجاہدات وریاضات پر شرف رکھتی تھی۔

جیسے ہی فاتحہ ختم ہوئی حضورِ انور نے مجھکو مع شیرینی رخصت کر دیا۔ میرا خیال تھا کہ بعد فاتحہ خدا جانے کتنی دیر تک یہ درد رہے۔ مگر عجیب لطف ہوا کہ فوراً ہی وہ درد بھی کافور ہوگیا آخر زمانہ مین وقت فاتحہ حضور پُرنور کو نشست ہی مین دیکھا گیا ہے مگر ادب سے جو لوگ کھڑے ہو جاتے تھے اُنکو منع نہین فرماتے تھے۔

محرم شریف

اِسیطرح ماہِ محرم مین حضور پُرنور تعزیہ خانون مین جاتے تھے اور اب آخر زمانہ مین بھی دیوہ شریف مین چھوٹی بی بی اور گھسیٹے میان کے تعزیون مین جاتے تھے۔

کبھی تھوڑی دیر نشست فرماتے اور کبھی سامنے کھڑے ہوکر چلے آتے تھے۔

صبح کو کل بستی کے تعزئے آپ کے دروازہ پر آتے حضورِ انور اُسوقت باہر تشریف رکھتے تھے اور کھڑے ہوئے دیکھتے رہتے تھے۔ جب تعزیہ دار تعزیون کو لیکر چلے جاتے تھے اُسوقت حضورِ انور اندر تشریف لاتے تھے۔

تعزیون کو دیکھتے وقت چہرۂ انور کی عجیب حالت مشاہدہ مین آتی تھی اور دیر تک حضورِ انور عالم سکوت مین رہتے تھے۔ عشرۂ محرم اور چہلم کے روز آستانۂ عالی پر سبیل رکھی جاتی تھی۔

صاحبِ تحفۃ الاصفیا نے لکھا ہے کہ حضورِ انور ابتدا ایام محرم سے تلاوت قرآن شریف زیادہ فرماتے تھے مگر اب آخر زمانہ مین تو بیحد نہایت سکوت دیکھا گیا ہے۔

غرۂ محرم سے عشرہ تک آپ مرثیے بھی سنتے تھے مگر اہلبیت کرام کی شجاعت وبہادری کے تذکرے اور صحیح روایات جو مستند ہوتی تھین سماعت فرماتے تھے۔ اگر بَین وغیرہ کا کوئی بند پڑھا جاتا تو ارشاد فرماتے تھے

یہ غلط ہے وہ تو تسلیم و رضا پر قائم تھے ایسا نہین ہوا یہ رونے رولانے کے لئے بنائے ہین۔ حضورِ انور کو صحتِ واقعات کا بہت خیال رہتا تھا شیخ حسین علی صاحب وارثی متخلص ثواب سے ایک مرتبہ بعد عشرۂ محرم حضورِ انور نے ارشاد فرمایا کہ تم نے کوئی نوحہ نہین لکھا اُنھون نے اُسی روز دو نوحے تصنیف کرکے پیش کئے آپ نے نہایت سکوت سے اُن کو سُنا اور سننے کے بعد ارشاد فرمایا کہ "وہ یہ خلافِ روایت نہین ہین" آپ انھین روایات کو پسند فرماتے تھے جو صحت پر مبنی ہوتی تھین۔ جو امور کہ مذہبًا اور شرعًا ممنوع ہین اُن سے احتراز فرماتے تھے اور کوئی فعل ایسا کبھی حضورِ انور کی ذات مستجمع الصفات سے ظہور مین نہین آیا جو خلافِ تسلیم و رضا ہو۔ اِس کی ہر حال مین پابندی تھی محرم مین عشرہ تک آپ سماع وغیرہ نہین سنتے تھے ایک خاص حالت رہتی تھی۔

ذوقِ سماع

بزرگانِ متقدمین کی روایات سے معلوم ہوا ہو کہ ابتداءً حضورِ انور کو سماع سے بہت شوق تھا اور بکثرت مجالس سماع مین شرکت فرماتے تھے مگر وجد و حال مین حضورِ انور کو بہت کم دیکھا گیا ہے۔

حضورِ انور کے ایّامِ طفولیت کی کچھ روایات مشہور ہین جنسے ثابت ہوتا ہو کہ آپ کو اجمیر شریف اور شکوہ آباد مین کیفیت ہوئی۔ اور حضورِ پُرنور کی کیفیت سے تمام مجلس مست و مدہوش ہوگئی مگر زمانۂ شباب کے بعد کی کوئی ایسی روایت سُننے مین نہین آئی جس سے یہ معلوم ہو کہ آپ کو سماع مین ایسی کیفیت و حالت ہوئی ہو جسے ظاہر بین لوگ وجد و حال سے تعبیر کرین۔ ضبط و اخفا حضورِ انور کا خاص شعار رہا ہے۔ اب آخر زمانہ مین حضورِ انور سال بھر مین صرف ایک مرتبہ اپنے والدِ بزرگوار حضرت سیدنا و مولانا حافظ سیّد قربان علی شاہ صاحبؒ کے عُرس شریف مین سماع سُنتے تھے آستانۂ عالی کے باہر جو چبوترہ تھا اُس پر نشست فرماتے اور ایک غزل سُنکر ارشاد فرما دیتے تھے کہ بس۔ البتہ بعد نماز ظہر حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی دو چار غزلین خوش الحانی سے حضورِ انور کو سُناتے تھے تو آپ بہت شوق سے سُنتے تھے اور عاشقانہ کلام نہایت مرغوبِ خاطرِ اقدس تھا مگر آخر زمانہ مین مجالس مین بہت کم شرکت فرماتے تھے۔

جو بالکل نہ ہونے کے برابر تھی صرف دستور سا ہوگیا تھا کہ آپ اپنے والد ماجد قدس سرہ العزیز کے عُرس مین چند منٹ کی نشست فرماتے تھے ورنہ کہین شریک نہین ہوتے تھے البتہ گانے والون کی دلداری کے خیال سے اجازت دیدیتے تھے مگر وہ بھی صرف چند منٹ کے لئے۔

مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ وارثی مدظلہ العالی (آنریبل جسٹس پٹنہ ہائی کورٹ) تحریر فرماتے ہین کہ حضورِ انور جب بانکی پور مین تشریف لائے تو ایک انبوہ خلائق تھا اور دو نامی طوائف حیدرا اور چھٹن بھی موجود تھین۔

حیدر کو گانے کی اجازت ملی مگر اُس کمرہ مین گانے کی اجازت نہین ملی جس مین حضورِ انور تشریف رکھتے تھے بلکہ دوسرے کمرہ مین گانے کے لئے ارشاد ہوا اور دو چار منٹ کے بعد ہی حضورِ انور نے حکم دیا کہ اب گانا بند کرو۔

آخر زمانہ مین حضور شرکت نہین فرماتے تھے عین الیقین مین لکھا ہو کہ جب حضورِ پُرنور عظیم آباد تشریف لیگئے تو آنریبل مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ (جسٹس پٹنہ ہائی کورٹ) نے حضورِ انور کی تشریف آوری کی تقریب مین سماع کا نہایت اعلیٰ پیمانہ پر اہتمام کیا تھا۔ جب محفل مین مجمع ہوگیا تو جناب مولوی مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب

شیدا وارثی حضور کی خدمت عالی مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور پُرنور محفل مین تشریف لیچلین آپ نے فرمایا کہ مین یہان سے بھی ویسا ہی دیکھتا ہون حضور انور کے اِس ارشاد سے شیدا میان پر ایک خاص کیفیت طاری ہوگئی اُنھون نے بچشمِ خود دیکھا کہ دیوارون کے حجاب سامنے سے بالکل اُٹھ گئے اور جلسہ کا منظر پیشِ نظر ہے۔

یہ واقعہ دیکھکر مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی خاموش چلے آئے اور پھر اصرار نہین کیا۔

حق یہ ہے کہ حضورِ پرنور کے سامنے سب کچھ روشن تھا۔ حضورِ انور شرکت نہین فرماتے تھے اور محفلین ہوا کرتی تھین فیوض و برکات کا نزول ہوتا تھا۔

محویت و استغراق

آخر زمانہ مین حضورِ انور کی عدم شرکت مجالس سماع وغیرہ کا یہ سبب بھی قیاس مین آتا ہے کہ ہر وقت محویت و استغراق کا غلبہ رہتا تھا۔

اگرچہ حضورِ انور ہر وقت بیدار رہتے تھے مگر آنکھین بند رہتی تھین اور کئی کئی وقت خورونوش کی نوبت نہین آتی تھی۔ خدام بمشکل تمام حضورِ انور کو مخاطب کرسکتے تھے اور خورونوش کی توجہ دلاتے تھے نماز کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ جب نماز پڑھتے تو ایک شخص پاس بیٹھ جاتا تھا اور بعد ختم نماز حضورِ انور اُس شخص سے استفسار فرماتے کہ نماز ٹھیک ہوگئی؟ وہ اگر عرض کرتا کہ ہوگئی تو خیر ورنہ دُھراتے تھے گویا نماز اُس شخص کی رائے پر تھی اُسنے اگر کہدیا کہ ہوگئی تو ہوگئی۔

ہر ایک رُکنِ نماز بہت دیر مین ادا فرماتے تھے اور بعد نماز مغرب اُنگلیون پر کچھ کچھ پڑھنے کا بھی معمول تھا غلبۂ محویت و استغراق اِسقدر تھا کہ ایک مرتبہ حضورِ انور شکوہ آباد سے جب ملاؤلی ضلع مین پوری کو جانے لگے تو پالکی کا پٹ بند کرنے مین حضورِ انور کے دستِ اطہر کا انگوٹھا دب گیا۔ ملاؤلی جب پٹ کھولا گیا تو وہ انگوٹھا نکلا جسپر بہت ورم آگیا تھا اور اُس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ نہایت سخت تکلیف ہے۔ مگر آپ نے زبانِ مبارک سے اُف نہ کی نہ کچھ فرمایا یہ غلبۂ محویت تھا۔

بعض اوقات غلبۂ استغراق مین لوگون کو نہین پہچانتے تھے اور زائرین کی نسبت باربار دریافت فرماتے تھے کہ کون ہے۔ حضورِ انور کی اِن حالتون سے بعض لوگون کو قسم قسم کے خدشات بھی پیدا ہوئے جنکا برجستہ جواب مِلا۔

چودھری خدابخش صاحب وارثی جو ایک معمر بزرگ ہین اور بارگاہِ وارثی مین شرفِ قدامت رکھتے ہین بیان فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ حضورِ انور کو دیکھکر ایک شخص کو خیال پیدا ہوا کہ جب آپ ایسے بیخبر ہین کہ خاص خدام کو کئی کئی مرتبہ دریافت فرماتے ہین تو عام مریدون کو کیا پہچانین گے اُس کے دِل مین یہ وسوسہ پیدا ہوتے ہی حضورِ انور نے چشمِ مبارک کھولدی اور خادم سے ارشاد فرمایا کہ اِن کو ایک تہ بند دیدو۔ جب وہ تہ بند لیکر واپس آیا اور احرام شریعت کو کھول کر دیکھا تو اُسکے چارون گوشون پر اُس شخص کا نام لکھا ہوا تھا وہ یہ دیکھکر ششدر ہوگیا اور اپنے خدشہ پر سخت نادم ہوکر لوگون سے اِس واقعہ کا تذکرہ کیا۔

اِسی طرح کا واقعہ مولوی قسیم الدین صاحب پنشنر سب انسپکٹر مدارس سے بھی پیش آیا ہے کہ اُنھون نے حضورِ انور کی حالتِ کیف و استغراق مشاہدہ کرکے خیال کیا کہ حضورِ انور کو اِس عالتِ محویت مین اپنے مریدون کی کیا خبر ہوگی وہ اِسی خیال مین تھے اور کئی مرتبہ اُن کے دل مین یہ خیال آچکا تھا کہ حضورِ انور نے سرِ اقدس کو ایک خفیف سی جنبش دی مولوی قسیم الدین صاحب تحریر فرماتے ہین کہ مین نے بچشمِ خود دیکھا کہ حضورِ انور کی پیشانیِ مبارک کے محاذی ایک تختی ہے اُسمین تمام مریدین مثل تصویر گروپ کھڑے ہین۔ اس قسم کے اکثر واقعات پیش آئے ہین جنسے حضورِ انور کی

بیخبری مین اِسقدر باخبری کا پتہ ملا ہے تو تعجب خیز و حیرت انگیز ہے۔
حالانکہ غلبۂ محویت و استغراق مین حضورِ انور کو تن بدن کا بھی ہوش نہین رہتا تھا۔ اور نہ سردی گرمی کا احساس تھا۔
مگر اُس حالت مین بھی جو واقعات ظہور مین آتے تھے محو حیرت کردیتے تھے۔
یہ اور بھی لُطف ہے کہ حضورِ انور کی حالتِ کیف واستغراق کو دیکھکر لوگون پر بھی یہی حالت طاری ہوجاتی تھی مگر آپ کی ذاتِ بابرکات سے عجیب باخبراوسکا ظہور ہوتا تھا عقد انامل ہر وقت جاری رہتا تھا کبھی ترک نہین ہوتا تھا۔
ایک مرتبہ حضورِ انور کی خدمتِ بابرکت مین بطور استفسار عرض کیا گیا کہ لوگون کو مجلسِ سماع مین حال آتا ہے یہ حال آنا کیسا ہے فرمایا خدا کی رحمت ہے بہت اچھا ہے بہت اچھا ہے تھوڑی دیر مین ایک اور شخص نے سوال کیا کہ اکثر لوگ سماع مین حال لاتے ہین یہ حال لانا کیسا ہے آپ نے فرمایا "حرام ہے اور حال لانے والا امردود ہے" خدام کو تعجب ہوا کہ ایک ہی قسم کے سوال کے جواب مین حضورِ انور نے دو متضاد باتین اِرشاد فرمائی ہین۔ اِسلیے خدمتِ عالی مین پھر استفسار کیا گیا تو اِرشاد فرمایا کہ "پہلا سوال حال آنے کی نسبت تھا اور دوسرا سوال حال لانے کی بابت تھا پس خود بخود حال لانا کیونکر درست ہوسکتا ہے" حضورِ انور کی کیفیاتِ محویت واستغراق کو دیکھتے ہوئے ایسی باتون سے نہایت تعجب ہوتا تھا کہ سوال کرنے والون کے الفاظ پر کس درجہ لحاظ ہے کہ جیسا سوال ہوتا ہے ویسا ہی جواب ملتا ہو۔
ان واقعات وحالات پر نظر کرتے ہوئے یہ بات کامل طور پر تحقق ہوتی ہے کہ آپ ابوالوقت تھے اور آپکی ذاتِ مستجمع الصفات جو خداوند قدیر کی خاص قدرتون کا سرچشمہ تھی ہر ایک حالت پر غالب رہتی تھی حالانکہ حضورِ انور کی جو حالت تھی وہ نہایت بیخودی وازخود رفتگی کی تھی۔ جیساکہ مولانا شاہ سید علی حسن صاحب اشرفی الجیلانی مسند آرائے کچھوچھہ شریف کا قول نقل کیا گیا ہے کہ "لوگ یہ سمجھے تھے کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ ہم سے کلام کرتے ہین اور حضرت توجہ الی اللہ مین ایسے محو تھے کہ کلام کرانے والا کلام کرتا تھا انکو خبر بھی نہ تھی" مولانا ممدوح یہ بھی تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحب قبلہ نے فرمایا کہ "دادا بھی ہمکو وضو کرنے کی ترکیب یاد ہے" اللہ رے محویت۔

اِستماعِ قصص وحکایات

اِسی عالمِ محویت واِستغراق مین حضورِ انور کے بعض ایسے مشغلے بھی تھے جو بظاہر نہایت تعجب سے دیکھے جاتے تھے۔

زمانۂ طفولیت سے حضورِ انور کو قصص وحکایات سُننے کا شوق تھا۔ چنانچہ آخر زمانہ تک یہ مشغلہ جاری رہا۔
بوقتِ اِستراحت حضورِ انور عاشقانہ قصص وحکایات سُنا کرتے تھے کم سے کم بارہ بجے شب تک یہ شغل رہتا تھا۔
قاضی بخشش علی صاحب زمیندار گدیہ اور شیخ تراب علی صاحب اکثر داستان گوئی کی خدمت انجام دیتے تھے۔
ہر روز نئی کہانی کی فرمائش ہوتی تھی۔ قاضی بخشش علی صاحب کا بیان ہے کہ جب مین حضور سے علٰحدہ ہوتا تو کہانیان ہی سوچتا رہتا تھا۔ جب حضور پُرنور اِستفسار فرماتے تھے کہ اتنی دیر تک کہانتک رہے تو عرض کرتا تھا کہ کہانیان سیکھ رہا تھا۔
داستان گوئی کی حالت مین جب ہم دیکھتے کہ آپ بالکل ساکت ہین تو ہم بھی خاموش ہوجاتے تھے مگر ہماری خاموشی پر آپ معًا استفسار فرماتے کہ ہان پھر کیا ہوا۔ جب ہم پر نیند کا زیادہ غلبہ ہوتا اور بھول جاتے کہ اب کہان سے کیا کہین تو آپ پورا پتہ دیتے تھے اور قصہ کے کچھ فقرات دوہراکر بتاتے تھے کہ تم نے یہانتک کہا ہی۔ حضورِ انور ہر ایک قصہ کا ایسا نتیجہ ارشاد فرماتے تھے جو خاص تعلیمات پر مبنی ہوتا تھا۔
جب قاضی بخشش علی صاحب اور شیخ تراب علی صاحب موجود نہین ہوتے تھے تو حاضرین مین سے کوئی نہ کوئی داستان گوئی کرتا تھا

یہ قاعدہ تھا کہ داستان گو جیسے ہی خاموش ہوا آپ نے فوراً ٹوک دیا۔
حضورِ انور ہر وقت بیدار رہتے تھے آپ کو سوتا ہوا تو کبھی کسی نے پایا ہی نہین مگر یہ اور لطف تھا کہ داستان سنتے وقت حضورِ انور دونون کانون مین خوب اچھی طرح روئی بھر لیا کرتے تھے۔
دیگر اوقات مین بھی دونون کانون مین روئی رہتی رکھی اور وہ ہمیشہ بدلی جایا کرتی تھی حضورِ انور کے عادات مین جو بات داخل تھی وہ اپنی نوعیت مین فرد تھی یہ داستان گوئی جو ہوتی تھی اسمین بھی وہی مضامین عشق و محبت ہوتے تھے اور اُن کے نتائج سے خاص تعلیمات ہوا کرتی تھین کبھی کبھی دن مین بھی یہ مشغلہ رہتا تھا۔ حضورِ انور کی محفل مین خلوت در انجمن کا منظر ہر وقت رہتا تھا۔

عادات وخصائل

حضورِ انور اپنے عادات وخصائل مین بھی ممتاز تھے صداقت شعاری کو بہت پسند فرماتے تھے مگر یہ حُسنِ خُلق تھا یا خاکساری و انکسار کہ کبھی سخت لہجہ مین کسی کو تہدید و تنبیہ نہین فرماتے تھے۔
مزاجِ عالی مین کسی قدر ظرافت بھی تھی جو لازمۂ ذہانت وجودت ہی۔ بسا اوقات خدام و مریدین سے خوش طبعی فرماتے تھے۔ مگر وہ بھی صداقت و تعلیم سے خالی نہ ہوتی تھی۔
مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی ناقل ہین کہ آخر مرتبہ جب حضورِ انور (آنریبل جسٹس) مولوی سیّد شرف الدین صاحب بالقابہٗ کے دولت خانہ پر تشریف لائے تو خوب ساز و سامان ہوئے حضورِ انور کی رہائش کا کمرہ نہایت بیش بہا اور پُر تکلف چیزون سے سجایا گیا تھا جب آپ رخصت ہونے لگے تو مولوی سید شرف الدین صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بالشتر۔ اب ہم جاتے ہین تم اپنی سب چیزین دیکھ لو،، اُنھون نے عرض کیا کہ بہت اچھا اور ادھر اُدھر دیکھکر کہا کہ سب چیزین موجود ہین مگر دل نہین ملتا۔ مولوی سید شرف الدین صاحب جو حضورِ پُر نور کی نگاہ مین نہایت محبوب تھے اُن کی اِس خداداد ذہانت اور حاضر جوابی پر حضورِ انور نے تبسم فرمایا اور اُن کو گلے سے لگا لیا۔
جو اہلِ کمال خدمتِ عالی مین حاضر ہوتا آپ اُسکو اُسکے منشا کے موافق انعام و اکرام مرحمت فرماتے مگر کبھی کسی بات پر ایسے الفاظ ارشاد نہین فرماتے تھے جس سے یہ پایا جائے کہ آپکو فلان فن یا ہنر کی طرف خاص رغبت و رُحجان ہے۔
آپ اسقدر رحم دل واقع ہوئے تھے کہ جب کوئی غرضمند حضورِ انور کو اپنی طرف متوجہ نہ دیکھتا تو وہ طرح طرح سے آپ کو متوجہ کرتا تھا کوئی چاقو لیکر سامنے آتا اور کوئی پتھر لیکر اور آپ کو ڈراتا کہ مین ابھی خودکشی کر لیتا ہون اور اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالتا ہون آپ ان افعال سے سہم جاتے تھے اور امید افزا کلمات ارشاد فرماتے تھے اُسوقت وہ لوگ حضور کا دامن چھوڑتے تھے۔
خدام بھی بعض اوقات لوگون کو ایسی تدبیرین بتایا کرتے تھے اِن حرکتون سے بعض اوقات حضورِ انور کے چہرۂ مبارک پر آثارِ جلال بھی نمایان ہوتے تھے اور آپ اُلجھ جاتے تھے مگر وہ اُلجھنا ہی گویا سائل کے عقدۂ لاینحل کا سُلجھنا تھا عجیب انداز تھا باوجود ہر ایک بات کا علم رکھنے کے آپ اُن کے فقرون مین آجاتے تھے۔
حضورِ انور جب پیادہ پا طےِ مسافت فرماتے تو ایسی تیز چال سے چلتے تھے کہ اچھے اچھے چلنے والے دوڑ کے بھی آپ کے ہمراہ نہین چل سکتے تھے۔

ہر دو چشمانِ مبارک پر انگشتِ شہادت سے بار بار لعابِ دہنِ شریف پھیرتے رہتے تھے۔ نمازِ جمعہ ہمیشہ مسجد مین ادا کرنیکی عادت تھی قیامِ دیوہ شریف کے زمانہ مین حضورِ انور شاہ فضل حسین صاحب وارثی رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد مین نمازِ جمعہ ادا فرماتے تھے اور ماہ رمضان المبارک مین دو قرآن شریف اُسی مسجد مین ختم کراتے تھے۔

حافظ عبدالقیوم صاحب کرنالی حضورِ پُرنور کے ایماسے اِس مسجد کے مستقل پیش امام تھے کبھی کبھی شاہ فضل حسین صاحب وارثی رح بھی نمازِ فریضہ کے امام ہو جاتے تھے۔

رمضان المبارک مین بعد ختمِ تراویح حضورِ انور طعام تناول فرماتے تھے۔ دیوہ شریف مین اور بحالتِ سفر جس شہر مین آپ مقیم ہوتے اُس شہر مین جمعہ اور عیدین کے مواقع پر حضورِ انور پیشتر سے وہان کے خطیبون اور پیش امامون کو مختصر خطبہ پڑھنے کے لئے ہدایت فرمادیا کرتے تھے۔

ہر سال حضورِ پُرنور بیس پچیس جلدین قرآن شریف کی منگا کر غربا و مساکین کو تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ جب کھانا سامنے آتا تو پیشتر دریافت فرماتے کہ مہمانونکو پہونچ گیا جب عرض کردیا جاتا تھا کہ پہونچ گیا تب طعام تناول فرماتے تھے بسترِ مبارک سے تنکے وغیرہ چُن چُن کر پھینکنے کی عادت تھی۔ اور دستِ مبارک سے اکثر بستر کو جھاڑتے رہتے تھے۔ آپ کی حیا و شرم ضرب المثل ہے جسمِ اطہر کا ہر ایک حصہ احرام شریف سے چھپا رہتا تھا آنکھین نیچی رہتی تھین۔ حالتِ سفر مین جب رفعِ حاجت یا استنجا کی ضرورت ہوتی تو اسقدر دور چلے جاتے تھے کہ ہمراہیون کی نگاہون سے بالکل پردہ ہو جائے جو خُدّام حضورِ پُرنور کو غسل کراتے تھے وہ مخصوص تھے اُن مین تغیر و تبدل نہین ہوتا تھا۔

قہقہہ مار کر آپ کبھی نہین ہنستے تھے آپ کی ہنسی کی آواز کبھی ذرا بھی محسوس نہین ہوئی زیرِ لب تبسم فرماتے تھے اور اسپر بھی لبہائے مبارک پر دستِ اطہر رکھ لیتے تھے۔

حضورِ انور اکثر فقیر بناتے اور تہ بند مرحمت فرماتے وقت اپنے فقرا کا نیا نام بھی رکھدیتے تھے۔

سَر مہ کنگھا دونون وقت ہوتا تھا صبح کو اور تیسرے پہر کو سرِ اقدس مین تیل ڈالا جاتا تھا حضورِ پُرنور کے بالون کو کبھی خشک نہین دیکھا گیا۔

آخر عُمر تک آپ نے باریک و شکست خطوط بغیر عینک کے پڑھے مین آپ ہر قسم کا خط بے تکلف پڑھ لیتے تھے۔ مگر مدت العمر آپ نے دستِ مبارک سے کوئی خط تحریر نہین فرمایا حتیٰ کہ کبھی دستخط بھی نہین فرمائے۔ تمام عُمر مین صرف دو ایک الفاظ لوگون کے بیحد اشتیاق اور اصرار سے تحریر فرمائے ہین۔ جو جناب مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی اور قاضی بخشش علی صاحب کے پاس محفوظ ہین۔

مریدین و متوسلین کے باہمی اتحاد سے حضورِ پُرنور بہت شاد ہوتے تھے۔ اکثر آپس مین بھائی چارہ کرادیتے تھے اور دو شخصون کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتے کہ تم اور فلان شخص بھائی ہو۔ جیسے جناب مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ وارثی (آنریبل جسٹس پٹنہ ہائی کورٹ) سے مولوی صفدر حسین صاحب سب جج و رئیس گورکھپور کی نسبت ارشاد فرمایا کہ "تم اور صفدر حسین بھائی ہو" بعض سے خود ارشاد فرماتے اور بعض کے ساتھ حضورِ انور کی مقدس روحانیت امداد کرتی اور طریقِ عمل سے بھائی چارہ ہو جاتا تھا۔

حُسنِ اخلاق

حضورِ انور کی ذاتِ بابرکات مین دیگر صفاتِ حسنہ کی طرح حُسنِ خُلق بھی بابہ الامتیاز تھا۔ جسمین اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کی پوری جھلک تھی جو شخص حاضرِ آستانہ عالی ہوتا

وہ آپ کے حُسنِ اخلاق سے بیحد متاثر ہو کے جاتا تھا حضورِ انور مخلوقِ الٰہی سے اِسقدر حُسنِ خُلق اور شفقت و محبت کا برتاؤ فرماتے تھے کہ جسپر ہر شخص فخر و ناز کرتا تھا۔

اکثر مریدین کے حاضر ہونے پر آپ از رہِ شفقت و محبت کھڑے ہوجاتے اور معانقہ فرماتے تھے۔ اور نام بنام گھر کے سب لوگون کی خیریت پوچھتے تھے۔ اگر حالتِ سفر مین بھی کسی شہر یا قریہ کا کوئی شخص حضور کو ملتا تو آپ اُس سے وہان کے لوگون کی خیریت دریافت فرماتے تھے۔

مُریدین یا خُدام مین سے اگر کسی سے کوئی خطا سرزد ہوجاتی تو آپ اُس سے چشم پوشی فرماتے تھے۔

کوئی شخص کسی کی اُسکی غیبت مین شکایت کرتا تھا تو آپ اُس وقت شکایت کرنے والے کی تشفی فرما دیتے اور اپنا جلال ظاہر فرماتے تھے مگر جب وہ شخص جسکی شکایت ہوئی تھی حضورِ انور کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوتا تو اُس سے کچھ نہ کہتے اور ایسے الفاظ ارشاد فرماتے تھے جن سے آیندہ کے لئے وہ تائب ہوجاتا تھا۔ اور اِس ندامت و شرمندگی کے بعد اُسکو خاص طور پر مورد عنایات کرتے اور انعام و اکرام سے اُسکی ایسی دلجوئی فرماتے تھے کہ شکایت کرنے والون کو تعجب ہوتا تھا۔ خواہ کسی شخص سے حضورِ انور کا مزاجِ عالی کیساہی برہم کر دیا جائے۔ مگر خطاوار کو سامنے جانے کی دیر تھی کہ سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ عَلٰى غَضَبِيْ کا سمان آنکھون کے سامنے آجاتا تھا ؎

کریم کے جو کرم کا ظہور ہوتا ہے		خطا سے پہلے ہی عفوِ قصور ہوتا ہے	

اگر کسی شخص کی کسی بات پر اظہار ناراضی فرماتے تو وہ شخص اُسوقت سامنے سے چلا جاتا تھا اور جب تھوڑی دیر مین وہ پھر حاضر ہوتا تو اُسکو گویا اپنی ناراضی پر اظہار شرمندگی فرماتے تھے۔ اور اُسکو کچھ نہ کچھ مرحمت بھی فرماتے تھے۔

یہ حضورِ پُرنور کا اخلاق تھا کہ باوجود ہر شخص کی حالت آئینہ ہونے کے آپ کسی کو جھٹلاتے نہ تھے۔ اور ہر شخص کی بات کو صحیح باور کرلیتے تھے کبھی کسی شخص کو حضورِ انور کے اِخلاق نے اِس بات پر نادم نہین ہونے دیا اور نہ کبھی کسی کو یہ شکایت پیدا ہوئی کہ آپ نے اُسکی بات کو صحیح نہ سمجھا۔

بعض خدام پر ایسی خفگی بھی ہوئی کہ لوگون کو کسی طرح یقین نہین ہوتا تھا کہ اب اِسکا قصور مُعاف ہوگا۔ مگر جب دوسرے اوقات مین وہ حاضر ہوا تو گویا کوئی بات ہی نہین تھی۔ وہی شفقت وہی محبت وہی مدارج کرم مانہ۔

حضورِ انور کو جلال ضرور آتا تھا مگر وہ جلال بھی جمال کی شان رکھتا تھا کہ جسپر جلال آیا وہ موردِ لطف و کرم ہوگیا ؎

جفا کاری کے پردہ مین وفا ہے		اداوالون کی یہ بھی اِک ادا ہے	

حقیقت یہ ہی کہ آپ سراپا رحم و کرم تھے اور یہ حضورِ انور کا اخلاق تھا کہ کبھی کسی خطاؤ قصور پر بھی سزا نہین دیتے تھے۔ اور بڑے سے بڑے قصور کا خیال فوراً ہی زائل ہوجاتا تھا۔

غصہ سے کبھی کسی کو مارنے کے لئے دستِ مبارک نہین اُٹھتا شفقت و رحمت کا ہروقت جوش رہتا تھا۔ جسکے سامنے خطاؤ قصور سب کالعدم تھے نہ حضورِ انور کی زبان سے کسی کو نقصان پہونچا نہ دستِ مبارک سے ہمیشہ محبت و مروت کا برتاو رہا ؎ (شیدایانِ وارثی)

مرے پیر ہین رازدارِ رسول		کہ حاجی بھی عالم بھی آلِ بتول	
خدا نے دئے ہین صفات اِسقدر		نہ ہو ختم لکھون اگر عمر بھر	
یہی رونقِ باغِ ایجاد ہین		گلستانِ خوبی کے شمشاد ہین	

زمانہ مین خلق اِن کا مشہور ہے	خوشی اہلِ عالم کی منظور ہے
رحیم و کریم ایسے ہوتے ہین کب	عدو پر بھی جنکو نہ آئے غضب
کہان ایسے ہوتے ہین اہلِ سخا	غنی تک ہین خود جنکے در کے گدا
یہی اہلِ باطن کے عالم ہین اب	ولی سیکڑون اِن کے خادم ہین اب
خبردارِ سِرِّ خفی و جلی	وہ مشہور ہین شاہ **وارث علی**

حضورِ انور فطرتًا نہایت رحیم و کریم تھے ہر شخص کے دِل پر آپ کے حُسنِ اخلاق کا خاص اثر تھا۔ ہمیشہ سلام مین سبقت فرماتے اور ہر شخص سے بہ خندہ پیشانی ملتے تھے مصیبت زدون پر خاص توجہ فرماتے آپ کی محفل مین امرا و غربا سب کا مجمع رہتا تھا مگر برتاو اسقدر خوبیون سے بھرا ہوا تھا کہ ہر شخص جُداگانہ حیثیت سے آپ کی شفقت و محبت پر ناز کرتا تھا۔

اٹاوہ کا واقعہ ہے کہ آپ ایک مکان مین تشریف لئے جاتے تھے زائرین کا حسب معمول انبوہ کثیر تھا۔ شانہ سے شانہ چھلتا تھا ایک شخص بیتابانہ حضورِ انور کی جانب چلا خدام نے اُسکو روکا اور پیچھے ہٹا دیا اُسنے غصہ مین آکر اپنا سر دیوار سے دھر مارا حضور پُرنور نے مڑکر پھر کے دیکھا اور خود اُس کے پاس جا کھڑے ہوئے وہ عقیدتمند قدمبوس ہوا گریہ وزاری کرنے لگا تھوڑی دیر بعد آپ نے خود اُس سے اجازت طلب کی کہ اگر تم اجازت دو تو ہم چلے جائین جب اُس نے حضور کو رخصت کیا تو تشریف لے گئے۔ حاجی محمد شاہ صاحب وارثی بیان کرتے ہین کہ ایک بزرگ مجکو سفر مین ملے جو حضور پُرنور سے شرفِ بیعت رکھتے تھے۔ اُنھون نے اپنی بیعت کا یہ واقعہ بیان کیا کہ مین نے حضور کے اخلاق کی تعریف سُنی تھی مجھے خیال ہوا کہ تجربہ کرنا چاہیے مین دیوہ شریف مین حاضر ہوا اور ساٹھ ستر مرتبہ حضورِ انور کے سلام علیک کرتا ہوا اودھر سے اُدھر گذر گیا۔ اور کوئی بات نہین کی آپ متبسم بیٹھے رہے اور سلام مین دستِ مبارک جلدی جلدی برابر اُٹھتا رہا مجھسے یہ دریافت نہین فرمایا کہ تم کون ہو کیون آئے ہو اور کسوجہ سے ایسی حرکت کر رہے ہو۔

بِالآخر مین خود ہی عاجز آگیا اور قدمون پر گر پڑا اور حضورِ انور کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوا۔

حضورِ انور کا یہ خلقِ عظیم تھا کہ ہر شخص کی دِلداری اور خوشی ملحوظِ خاطرِ مبارک رہا کرتی تھی مولوی قسیم الدین صاحب وارثی سابق سب انسپکٹر مدارس لکھتے ہین کہ ہر ایک مرتبہ حضورِ انور کے لئے آنریبل جسٹس مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ بالقابہ احرام شریف لائے آپ نے اسکو زیبِ جسم فرمایا اُسوقت مین پشیمانی سے مُنھ دیکھکر رہ گیا۔ مگر حضورِ انور نے میری طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ "اسمین (یعنی کپڑے مین) دھرا کیا ہے" حضور کے اِس ارشاد سے تسکین تو ضرور ہو گئی مگر خیال رہا۔

حضورِ انور اپنے ادنیٰ و اعلیٰ سب مریدین کی تشفی و دلداری فرمانے مین بے نظیر تھے کسی کی دلشکنی گوارا نہ فرماتے اور اِس کا خاص اثر محسوس کرتے تھے۔ آپ اگر کسی کے مکان پر تشریف لیجاتے اور راستہ مین کوئی شخص روک لیتا تھا تو بخوشی رُک جاتے اور اُس کے مکان پر چلے جاتے تھے۔

جب راستہ چلتے یا اب پیرانہ سالی مین ریل مین سوار ہوتے تھے تو دستِ مبارک برابر سلام کو اُٹھتا رہتا تھا۔ اور ریل مین حدنگاہ تک یہی منظر مشاہدہ کرتے تھے کہ ریل کی کھڑکی سے سرِ مبارک باہر ہوا اور نہایت

تیزی سے سلام کے لئے ہاتھ اُٹھ رہا ہے۔

آپ کا اِخلاق فیوضِ ظاہری و باطنی سے بھرا ہوا تھا حاضر و غائب سے حضورِ انور کا ایسا اخلاق تھا جس سے ہر شخص کے قلب پر نہایت گہرا اثر ہوتا تھا۔ مُریدون کے ساتھ جو لُطف و کرم تھا اُس کا بیان بہ الفاظ ظاہر نا ممکن ہے اسقدر شفقت فرماتے تھے جو حد بیان سے باہر ہے جب کوئی مرید کسی دور دراز مقام کا نام لیتا تھا کہ مین بصیغۂ ملازمت وہان جار ہا ہون۔ تو حضورِ انور کے چہرۂ مبارک پر ایسے آثار نمایان ہوتے تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ فراقِ مرید کا اثر ہے چشمانِ مبارک بھی اکثر پُر نم ہو جاتی تھین۔

حضورِ انور کو بحالتِ استراحت اکثر بیچین دیکھا گیا ہے کہ کبھی اُٹھکر بیٹھ گئے کبھی پھر آرام فرمانے لگے تمام رات اسیطرح بسر کر دی۔ کبھی دِن بھر عالمِ سکوت طاری رہا۔ حضورِ انور کی ان بیچین حالتون سے خدام سمجھ جایا کرتے تھے کہ کوئی مرید بیچین ہے جسکی وجہ سے یہ اضطراب ہے۔ بعد مین واقعات کا پتہ چلتا تھا اور حضورِ انور کی غائبانہ امداد کی خبر ملتی تھی۔ چنانچہ اکثر ایسے واقعات حضورِ انور کے خوارقِ عادات کے تذکرہ مین آئین گے۔

آپ اپنے متوسلین کی بیچینی کا اُن سے زیادہ اثر محسوس کرتے تھے بدخُلقی سے سخت احتراز فرماتے حضورِ انور کے اخلاق مین خالص توحید کی جھلک تھی۔ اور آپ کے اخلاق سے بیّن طور پر ثابت ہوتا ہے کہ محویت عشق و استغراقِ توحید ماسوا کے خیال کو مٹا دیتا ہے وہ ہر شخص کو اپنا ہی سمجھتے ہین۔ چنانچہ حضورِ انور کا حُسنِ اخلاق بصرف مُریدین و متوسلین ہی کے ساتھ ایسا نہین تھا بلکہ جن لوگون کو بھی حضورِ انور کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہی وہ اچھی طرح واقف ہین کہ آپ ہر شخص سے کسقدر شفقت و محبت سے ملتے تھے۔ اور آپ کا اخلاق کس درجہ بڑھا ہوا تھا۔

حضورِ انور کا اخلاق اِس درجہ وسیع تھا کہ آج دنیا مین کوئی شخص ایسا نہین ہی جسکو یہ افسوس ہو کہ حضورِ انور مجھ سے ناراض رہے اس کا باعث یہ ہی کہ اگر کسی وقت حضور پُر نور کسی پر ناراض بھی ہوتے تو دوسرے اوقات خود بخود اُس کی رضامندی کی سعی فرماتے اُسکو انعام و اکرام سے اور اپنے فیوض و برکات خوش کرتے تھے۔

ہندوستان کے اکثر مشایخ عظام اور علمائے کرام جنکو شرف باریابی حاصل ہوا ہی حضورِ انور کے حُسنِ اخلاق کے مداح و ثناخوان ہین آپ باہر کے آنے والون سے نہایت محبت و شفقت سے ملتے تھے ان کے ٹھہرنے اور آرام و آسایش کا خیال خاص طور پر مدِ نظر رکھتے تھے۔

کھڑے ہو کر معانقہ فرماتے تھے۔ جب کسی شہر یا قریہ مین تشریف لیجاتے تو وہان کے علماء کرام و مشایخ عظام حضورِ انور سے ملنے کے لئے آتے آپ نہایت اخلاص و محبت سے اُن کے ساتھ پیش آتے اور اُنکی قدر و منزلت فرماتے تھے کسی درجہ اور رتبہ کے شخص کو آپ کے اخلاق کی شکایت نہین ہوئی۔ اگر کسی مقام پر حضورِ انور کو کسی بزرگ کی نسبت یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ معتکف ہین اسلئے جائے قیام سے ہٹ نہین سکتے۔ تو آپ اُن سے ملنے کو خود تشریف لیجاتے تھے۔

حضورِ انور کے حُسنِ خُلق کی یہ کیفیت تھی کہ کسی کو غیر نہین سمجھتے تھے اپنے پرائے کے الفاظ ہی متروک تھے۔

حضورِ پُر نور علمائے کرام و مشایخ عظام اور حافظانِ قرآن اور قاریون اور غریبون کی خاص قدر و منزلت فرماتے تھے۔ اُنکو سفر خرچ دیتے اور احرام شریف و شیرینی اور دیگر اشیاء جو موجود ہوتی تھین ضرور مرحمت کرتے تھے۔

اور اِس قسم کے الفاظ زبانِ مبارک سے اِرشاد فرمانے کی عادت تھی وہ ہم اور تم ایک ہین نا؟

کسی سے فرماتے ”ہمارا تمھارا خون ملا ہوا ہے“ غرضکہ سب سے ایک ہو کے ملتے تھے اکثر دوسروں سے بھی ارشاد فرماتے ”ہم اور یہ ایک ہین“

بزرگانِ عصر کے مریدین جو حاضرِ خدمت عالی ہوتے اُنپر بھی اپنے مُریدون کی طرح شفقت فرماتے تھے اُن سے اُن کے پیر و مرشد کی تعریف فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ ہم اور وہ ایک ہین تم تو اپنے ہی ہو۔ ایک ہی واسطہ ہے کسی سے فرماتے برادری کا واسطہ ہے۔

غرض اتحاد و یگانگی کے الفاظ زبانِ مبارک سے ارشاد فرماتے تھے۔ اور کوئی نہ کوئی چیز ضرور چلتے وقت مثلِ تبرک مرحمت فرماتے تھے۔ آپ خلوص و محبت کی قدر کرتے تھے اگر کوئی صاحب کسی اور خیال سے ملنے آتے تو آپ اُن کے طلسم کبر و نخوت کو توڑ کر ملتے تھے۔

چنانچہ ایک صاحب کا واقعہ ہے (جنکا نام و پتہ ظاہر کرنا مناسب نہین ہے) جو اپنے ایک خلیفہ اور دس بارہ مریدین کے ہمراہ دیوہ شریف مین آئے تھے کہ جسوقت وہ حضورِ پُر نور کی خدمت عالی مین پیش کئے گئے آپ فوراً جلال مین آگئے اور کوئی بات نہین کی۔ خدام واقف تھے کہ آپ کا جلال دیر پا نہین ہوتا اِس لئے اُنھون نے اُن بزرگ کو معہ اُن کے خلیفہ صاحب کے بالاخانہ پر ٹھہرا دیا دیگر مریدین کو نیچے کے حصہ مین ٹھہرایا اور اُن کی خاطر و مدارات مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔

مگر جب وہ حاضرِ خدمت ہوتے آپ فوراً جلال مین آجاتے تھے اور کوئی راز نہین کھلتا تھا کہ کیا معاملہ ہے وہ بیحد پریشان تھے تمام رات بالاخانہ پر بیداری مین بسر کی اور اپنے ذکر و اشغال مین مصروف رہے۔ دوسرے دن دوپہر کے وقت حاجی اوگھٹ شاہ صاحب نے صرف شاہ صاحب کو اور اُن کے خلیفہ صاحب کو پیش کیا اور عرض کیا کہ حضور یہ ...... کے رہنے والے ہین سید ہین اور پیری مریدی بھی کرتے ہین (یہی الفاظ پہلے بھی عرض کئے گئے تھے) آپ نے بیٹھنے کی اجازت دی اُن شاہ صاحب نے کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ میرے مُرید بہت ہین مجھے اسکا غم نہین کہ وہ مجھسے پھر جائینگے وہ پھر جائین مگر حضور اپنی زبانِ مبارک سے یہ ارشاد فرمادین کہ میرا انجام بخیر ہوگا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ”محبت ہے تو ہو جائے گا“ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ”اور مرید کیون پھرین گے ہمارا اور تمھارا خون ایک ہی“ پھر تو نہایت لطف و کرم سے پیش آئے جب وہ رخصت ہونے لگے تو وقت رخصت ایک تہبند مرحمت فرمایا ایک زنانہ جوڑا بھی عنایت کیا اور ارشاد فرمایا کہ ”یہ ہماری طرف سے سیدانی کو دینا“ پھر حاجی فیضو شاہ صاحب سے ارشاد فرمایا کہ ان کو مٹھائی دو اور سفرخرچ بھی عنایت کیا۔ اور نہایت لُطف و کرم فرمایا اور وہ بزرگ نہایت مسرت و شادمانی سے رخصت ہوئے۔

حضورِ انور کے اخلاق کا حُسن دلفریب خلوص و محبت تھا۔ اگر کوئی صاحب کسی اور خیال سے ملنے آتے تو آپ اُن کے اخلاق کو درست کرکے ملتے تھے۔

یہ طریقہ ما جرا تھا کہ بہت جلد ایسے افراد کی اصلاح ہو جاتی تھی اور کوئی آستانۂ عالی سے رنجیدہ و محزون نہین جانے پاتا تھا۔ فی الحقیقت حضورِ انور کی بظاہر خفگی جو ہوتی تھی وہ غصہ پر محمول نہین ہوتی تھی۔ بلکہ اخلاقِ حسنہ کی تعلیم تھی تاکہ عادات قبیحہ ترک ہوجائین کیونکہ جب تک معائب دور نہون اخلاق درست نہین ہو سکتے۔ اِسی طرح کا ایک واقعہ علی گڈھ مین پیش آیا منشی الٰہ یار خان صاحب متوطن علی گڈھ کا بیان ہو کہ حضورِ انور مولوی حافظ حسن صاحب

امین دیوانی کے ہان مقیم تھے - علی گڈھ کے تحصیلدار سید سلیمان شاہ صاحب نے یہ سنا تھا کہ حضورِ انور کی خدمت عالی مین جو شخص جس غرض سے آتا ہو آپ خود بخود اُسکا جواب ارشاد فرما دیتے ہین عرضِ حاجت کی ضرورت نہین ہوتی اُن کو خیال پیدا ہوا کہ امتحان لینا چاہیے چُنانچہ وہ حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ نے اُن کے آنے سے پیشتر حافظ حسن صاحب وارثی سے ارشاد فرمایا کہ یہان کے تحصیلدار آتے ہین اُنکو واپس کردو ہم اُن سے مِلنا نہین چاہتے - چنانچہ تعمیل ارشاد کی گئی دوسرے دِن پھر یہی واقعہ پیش آیا اِسکے بعد سید سلیمان شاہ صاحب کا خیالِ امتحان حُسنِ عقیدت سے بدل گیا اور اُن کا اضطرار گریہ وزاری سے مبدل ہوگیا - چنانچہ تیسری مرتبہ وہ نہایت ادب واحترام سے شیرینی واحرام لیکر پاپیادہ حاضرِ خدمتِ عالی ہوئے عجیب سوز وگداز کی حالت تھی کہ اُن کی گریہ وزاری کا دوسرون پر اثر پڑتا تھا - وہ آتے ہی قدمبوس ہوئے اور فوراً بیعت ہوگئے پھر تو وہ ایسے جان نثار ثابت ہوئے کہ حضورِ انور کے خاص محبون مین اُنکا شمار ہی - مگر جب تک وہ خلوص ومحبت سے نہین آئے اُسوقت تک آپ اُن سے نہین مِلے -

اِن واقعات سے ظاہر ہے کہ جس طرح خود بہ نفس نفیس خلوص ومحبّت کے عادی تھے اُسی طرح دوسرون کا اخلاق بھی درست فرما کر ملتے تھے - اور یہ حضورِ انور کے اخلاق کی تعریف تھی کہ کوئی شخص اپنی بدخُلقی وغیر مخلصی پر قائم نہین رہتا تھا -

آناً فاناً حضورِ پُرنور کی مقدس روحانیت صفائے قلب پیدا کردیتی تھی جس سے خصائل رزیلہ مٹ جاتے تھے -

حضورِ انور حلیۂ حُسنِ اخلاق سے یہانتک آراستہ تھے کہ کسی بُری بات کا قولاً یا فعلاً خود آپ کی ذاتِ مبارک سے ظاہر ہونا تو کجا دوسرون کی بدخلقی کی عادت کو بھی پسند نہین فرماتے تھے اور اُس کا تدارک کرتے تھے - ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک عرب صاحب حضورِ انور کے آستانہ پر مقیم تھے اُنھون نے نہایت درشت لہجہ مین کسی شخص سے فرمایا کہ "ہندی بطّال" یہ آواز حضورِ انور کے گوشِ مبارک مین پہونچ گئی آپ نے اُنکو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ عرب صاحب ہندی کیون بطّال ہین کیا اُنھون نے خانۂ رسولؐ کو بیچراغ کیا ہے یا عترتِ رسول کی بیحرمتی کی ہے یا مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ کی عظمت مین فرق ڈالنے کی سعی کی ہے آخر معلوم تو ہو کہ کس قصور مین یہ اِس خطاب کے مستحق ہین " عرب صاحب نے ندامت سے توبہ کی پھر حضورِ انور نے اُن کی بہت خاطر ومدارات فرمائی اور حسبِ دستور اُن کو عطیات سے سرفراز فرمایا -

اِخلاقاً آپ تمام بُرائیون کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور جس طرح آپ خود حُسنِ ظن کے عادی تھے ویسا ہی دوسرون کو بھی بنا دیتے تھے -

حضورِ پُرنور کا اخلاق حاضر وغائب کی یکسان خبرگیری کرتا تھا اور آستانہ فیض نشانہ سے کوئی شخص رنجیدہ ہوکے نہین جاتا تھا - مولوی محمد ناظم علی صاحب فضلی نائب مہتمم مدرسۂ عالیہ فرقانیہ تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ حضورِ انور موضع مجھ پور مین قیام فرما تھے اُن دنون میری طبیعت افسردہ تھی اور ضرورت تھی کہ کسی اہلِ حق سے ملاقات ہوجائے - حضرت حاجی صاحب قبلہ کی خبر تشریف آوری سُنکر ملنے کو گیا تو معلوم ہوا کہ آپ بالاخانہ پر تشریف رکھتے ہین - اُسوقت پردہ نشین عورات حاضر ہین مین واپس آیا تھوڑی دیر کے بعد پھر گیا تو معلوم ہوا کہ پردہ ہے - ستہ بارہ گیا تو بھی یہی معلوم ہوا مین نے اپنے دل مین یہ کہا کہ مِلنا ہو تو مِلئے ورنہ اب ہم نہ آئینگے بس یہ خیال دِل مین آنا تھا کہ دفعتہً کوٹھے پر سے آواز آئی کہ پردہ برخاست جس کا جی چاہے آئے

مین خدمتِ عالی مین حاضر ہوا تو لحاف کے اندر ہی سے "کون ہے کون ہے" فرماتے ہوئے اُٹھ بیٹھے اور شفقت سے میرے دو مکّے رسید کئے اور سر مبارک کھولکر مراقب ہوگئے اسکے بعد ارشاد فرمایا "بس"، مین سلام کرکے رخصت ہوگیا

ایک مرتبہ اسی مکان مین وہان کے رئیسون سے مولوی ناظم علی صاحب فضلی کی نسبت ارشاد فرمایا تھا کہ "یہ یہانکے حاکم ہین حاکم"

حضورِ انور اپنے اخلاق مین فرد تھے حُسنِ ظن اعلیٰ درجہ کا تھا۔ مولانا سید علی نقی شاہ صاحب جو خاندانِ نقشبندیہ کے مستند بزرگ ہین تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ حضورِ پُرنور موضع محمد پور بشن پور مین رونق افروز تھے اُس زمانہ مین اِس موضع مین ایک درویش رہتے تھے جو میان قل ہو اللہ شاہ صاحبؒ سے شرفِ ارادت رکھتے تھے یہ حضورِ انور سے مِلنے نہین آئے کسی شخص نے تذکرۃً عرض کیا کہ یہان ایک درویش ہین جو حضورِ پُرنور کی خدمت مین نہین آئے

تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "فقیر کے پاس اہلِ غرض زیادہ آتے ہین اُس درویش کو خدا کی طلب تھی پیر نے بتادیا یہان آکے کیا کرتا"، حضورِ انور کے ارشاد سے ظاہر ہے کہ کسقدر حُسنِ ظن اور خلقِ عظیم تھا کہ دوسرونکو بھی بدگمانی سے محترز رہنے کی تعلیم دیتے تھے حضورِ انور سراپا اخلاقِ حسنہ سے متصف تھے ہر ایک بُری بات اور خراب عادت کو عملاً اور اُصولاً بُرا سمجھتے تھے جسپر زیادہ مہربان ہوتے اُسکی پشت پر آہستہ آہستہ مُکّے مارنے لگتے تھے گویا یہ بات پیار مین داخل تھی۔ آپ ہر ایک مذہب وملت کے افراد سے نہایت تپاک سے مِلتے اور وہ آپکے اخلاق گرویدہ ہو جاتے تھے۔ ہر کس و ناکس کی نسبت آپ کا خیال اچھا رہتا تھا کبھی کسی کی بُرائی یا الفاظ طعن وتشنیع زبانِ مبارک سے ارشاد نہین ہوئے۔ اور نہ کسی کی بُرائی نے قلبِ انور مین جگہ پائی اِسی کے آپ عادی تھے اور یہی خاص ہدایت تھی۔

حضورِ انور کبھی کسی کو آزردہ خاطر نہ فرماتے نہ ایسا دیکھ سکتے تھے حُسنِ خلق مین بھی آپ کی ذات بابرکات اپنی دیگر صفات کی طرح بے نظیر تھی۔ مولوی محمد ناظم علی صاحب فضلی تحریر فرماتے ہین کہ مجکو اتفاق سے ایک غیر مقلد عالم سے کچھ پڑھنے کا شغل ہوگیا اور اُنکی صحبت کا اثر بوجہ خامی کے سرایت کرگیا۔ غیر مقلدیت غالب ہوگئی بالعموم طرز وانداز صوفیہ سے بے اعتبار لاأبالی انداز کے نفرت ہوگئی جس کے ضمن مین حضرت حاجی صاحب سے بھی خیال خراب ہوگیا چندے یہ حالت رہی ایک روز اتفاقیہ بہ تائیدِ غیبی یہ خیال غالب ہوا کہ اپنی حالت کی درستی کے بعد دوسرون کی طرف رُخ کرنا چاہیے یہ خیال اِسقدر غالب آیا کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ کی خدمت مین جاکر مین نے عرض کیا کہ میرے جو خیالات ہین اُن سے توبہ کرتا ہون آپ نے مُسکراکر ہاتھ مین ہاتھ لیا اور تین بار استغفار کراکے رخصت فرمادیا۔

مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی پیتھے پوری تحریر فرماتے ہین کہ مولوی حکیم فیاض علی صاحب فضلی متوطن ملیح آباد نے یہ واقعہ اپنا چشم دید مجھسے بیان کیا کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حکیم معصوم علی صاحب مرحوم فتحپوری معہ اپنے چند ہمخیال لوگون کے چہل قدمی کر رہے تھے سلسلۂ کلام مین حضورِ انور کی ذات بابرکات پر طعن وتشنیع کر رہے تھے اِسی دورانِ گفتگو مین حضورِ پُرنور اُسی راستہ سے گذرے اور حکیم صاحب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ "سُناسُنا حکیم صاحب آپ نے پڑھا ہوگا بلکہ آپ جانتے ہونگے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا (جسنے اچھا کام کیا تو اپنے لئے اور جسنے بُرا کام کیا تو اپنے ہی لئے) آپ اپنے زبان ودل کو کسی دوسرے کے واسطے کیون خراب کرتے ہین"، اسکے بعد پھر مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ "سُناسُنا حکیم صاحب ایسا ہی نا"، یہ فرماتے ہوئے چلے گئے اور سب اُسی مقام پر متعجب رہ گئے۔ یہ حضورِ انور کا خُلق تھا کہ اپنی ذاتِ اقدس سے متعلق بھی اگر کوئی بات سُنتے تو اُسکا کوئی جواب نہین دیتے تھے بلکہ حسنِ ظن اور اخلاقِ حسنہ کی تعلیم فرماتے تھے

حضورِ انور کا یہ اِرشاد کسقدر جامع ہے کہ آپ اپنے زبان اور دِل کو کسی دوسرے کے واسطے کیون خراب کرتے ہین"
حضور انور کا اخلاق جس طرح ظاہر مین وسیع تھا اُسی طرح باطن مین بھی خاص عظمت رکھتا تھا۔ جسکی مثال کے لئے صرف ایک ہی واقعہ کافی ہے جو سند المحدثین امام المحققین مولنا مولوی قیام الدین عبدالباری صاحب قبلہ مدظلہ العالی مسند آرائے فرنگی محل واقع لکھنؤ پر گذرا ہے۔ مولنا ممدوح حضور انور کے زمانہ وصال مین معہ چند دیگر اصحاب کے عیادت کے لئے دیوہ شریف مین آئے تو حضورِ انور مولنا سے زیادہ مخاطب نہین ہوئے مگر ہمراہیون سے بہت اخلاق سے پیش آئے۔ مولنا خود تحریر فرماتے ہین کہ جب ہم لوگ واپس ہوئے تو راہ مین مجھسے میرے عزیز عنایت فرما شیخ الطاف الرحمٰن صاحب رئیس بڑا گاؤن نے کہا کہ حاجی صاحب کی یہ بے رُخی کچھ مناسب نہین معلوم ہوئی۔ مین نے کہا کہ مجھپر فرض تھا اِسلیے کہ وہ آخر وقت مین میرے دادا (مولنا شاہ عبدالرزاق صاحب رضی اللہ عنہ) کی ملاقات کو آئے تھے۔ مین اُسکو ادا کرنے کے لئے آیا تھا مجھے جو کچھ کرنا تھا وہ مین نے کیا اور اُن کو بھی جو مناسب معلوم ہوا وہ اُنھون نے کیا حالتِ مرض مین اُن کا برتاو قابل گرفت نہین ہے۔ مین دیوہ شریف سے بانسہ شریف حاضر ہوا اور راستہ مین بڑا گانون مین ٹھہر گیا اور وہان سو گیا حضرت حاجی صاحب کو مین نے دیکھا کہ وہ اور میرے بھائی مرحوم تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور مجھسے ارشاد فرمایا کہ "تم کو کوئی شکایت ہی یا تم کچھ ناخوش ہوئے" مین نے کہا آپ جانتے ہین کہ مین ناخوش نہین ہوا نہ میرے دل مین کسی قسم کا خیال گذرا نہ کوئی ایسی بات ہوئی اِسکے بعد مسکرا کر فرمایا کہ "مجھے تمھاری ہی خوشی سے مطلب ہی تم اگر ناخوش نہین ہوئے تو پھر جس کا جو جی چاہے کہے مجھے اِسکی پروا نہین ہے" میری آنکھ کھل گئی۔

عزیزی شیخ الطاف الرحمٰن صاحب کو مین نے دیکھا کہ میرے پاس بیٹھے ہین مین نے اُن سے اپنا خواب بھی بیان نہین کیا تھا کہ اُنھون نے خود ہی مجھسے کہا کہ مین نے ایک خواب دیکھا ہے کہ حاجی صاحب نہایت غصّہ مین میری طرف چلے آرہے ہین مین بھاگ گیا پھر مین نے اپنا خواب بیان کیا اور اُن سے کہا کہ تم اُنکی فاتحہ دلا دو۔ چنانچہ اُنھون نے ایسا ہی کیا اِس واقعہ سے ظاہر ہی کہ حضور پرنور کے ظاہری و باطنی اخلاق کسقدر خوبیون سے آراستہ تھے کہ اپنی ذات سے ناخوشی اور رنجیدگی پسند نہین فرماتے تھے۔

آپ کے اخلاق مین یہ خاص خوبی تھی کہ جو شخص حضور انور سے مِلا خواہ وہ مرید ہو یا نہو آپ ہمیشہ کے لیے اُس کے معاون و شریکِ غم ہو گئے۔ محبت و مروت جود و سخا احسان و کرم آپ کے خمیر مین داخل تھے۔ آپ کے حُسنِ خُلق کی پھولون کی طرح خوشبو پھیلی ہوئی ہے جس سے ایک عالم کا مشامِ جان معطر ہے ؎

گل افشان ہے خوشبوئے خُلقِ عظیم	دماغ محبت اثر چاہیے

عجز و انکسار

آپ کی خاکساری و منکسر المزاجی بھی آپ کے دوسرے خصائل و شمائل کی طرح بے نظیر تھی آپ عملاً اپنے آپ کو کمترین خلائق سمجھتے تھے اور یہی تعلیم تھی کہ اپنی ہستی سے گذر جاؤ اور اسی پر خود بھی عمل تھا چنانچہ قصبہ نیورا (بہار) کا واقعہ ہے جسکو حضرت قبلہ شاہ صاحب وارثی (جو حضورِ انور کے خاص فقرا مین ہین) بیان فرماتے ہین کہ حضور پُرنور رونق افروز تھے کہ آپ کی محفل مین آنریبل مولوی سید شرف الدین صاحب بالقابہ ممبر ایگزیکٹیو کونسل بہار) حاضر ہوئے اُسوقت اُنکے ہاتھ مین ایک شیشہ تھا (یہ تھرمامیٹر کی طرح تھا) اُسپر لکھا تھا۔ غصّہ۔ ذہانت۔ حافظہ۔ رنجش۔

خوشی وغیرہ کے انداز مٹھی مین دبانے سے پارہ چڑھتا تھا اور انسان کے مزاج کی حالت معلوم ہوتی تھی - وہ شیشہ حضورِ انور نے اپنے دستِ مبارک مین لیا تو جو تیزاب یا پارہ اُسمین تھا وہ حسبِ معمول اوپر کو چڑھا اُسکے بعد آپ نے رکھدیا۔ دیگر حاضرین محفل نے اپنے اپنے ہاتھ مین لیکر تشخیص کرنی شروع کی۔ اُسوقت کا عجیب دلفریب منظر تھا جو شخص اُسکو مٹھی مین دبا تا تھا اُسکی نسبت حضورِ انور سے عرض کیا جاتا تھا کہ حضور ان مین اسدرجہ کی ذہانت ہے۔ اِس درجہ کا غصہ ہے اور حضورِ انور تبسم فرماتے تھے یکایک مولوی سید شرف الدین صاحب بالقابہٗ کو خیال پیدا ہوا کہ جلدی مین حضورِ انور کے مزاجِ مبارک کی حالت کچھ نہ معلوم ہوسکی - چنانچہ اُنھون نے مکرر وہ شیشہ حضور کی خدمتِ عالی مین پیش کیا تو حضورِ انور نے اُسکو سابق کی طرح مُٹھی مین دبالیا۔ مگر عجیب بات ہوئی کہ اُسمین جو پارہ یا تیزاب تھا وہ بالکل ساکن ہوگیا - اور اُس نے اپنی جگہ سے ذرا جنبش نہ کی یہ ماجرا دیکھکر آنریبل مولوی سید شرف الدین صاحب نے خیال کیا کہ شاید دستِ مبارک کی پوری گرمی نہین پہونچی چنانچہ اُنھون نے اپنے ہاتھ مین حضورِ انور کی مُٹھی کو لیکر خود اچھی طرح دبا دیا۔ مگر وہی حالت رہی اور کچھ نہ معلوم ہوسکا سب کو حیرت تھی کہ ابھی تو حضورِ انور کے دست مبارک مین لینے سے چڑھا تھا اور ابھی اُسکا فعل ساقط ہوگیا۔ یہ کیا بات ہے سب اِسی خیال مین تھے کہ حضورِ انور نے ایک خاص انداز سے دستِ مبارک کو جھٹک کر وہ شیشہ رکھدیا اور زبانِ مبارک سے صرف اتنا ارشاد فرمایا کہ "ہم کچھ نہین ہین" اِس ارشاد پر تمام محفل مین ایک عجیب محویت کا عالم طاری ہوگیا کہ ہر شخص از خود رفتہ تھا حضورِ انور کسی بات مین نمایان نہین ہوتے تھے گویا عملاً اور اصولاً اپنی ہستی کو نیست سمجھتے تھے - اور یہی وابستگانِ دامانِ دولت کو تعلیم فرماتے تھے۔ (مولوی احمد حسین صاحب متوطن رہرامئو ضلع بارہ بنکی لکھتے ہین کہ) ایک مرتبہ حضورِ انور قصبہ کھیولی کو تشریف لے گئے جو دیوہ شریف سے جانب غرب ایک موضع ½ میل کے فاصلہ پر ہے - میرے بھائی میان ظہور اشرف صاحب وارثی امیٹھوی حضورِ انور کے ہمراہ تھے ایک تنگ گلی کی جانب سے آپ کا گذر ہوا تو سامنے سے ایک کُتّا آرہا تھا اور قریب تھا کہ حضور پر نور کے ملبوسِ مبارک سے اُسکا جسم مس ہوجائے کہ آپ نے دامن سمیٹ لیا میان ظہور اشرف صاحب نے بھی اپنا لباس بچایا آپ نے متبسم ہوکر دریافت فرمایا کہ ظہور اشرف تم نے کیون اپنے کپڑے کو بچایا تو اُنھون نے عرض کیا کہ جسطرح حضور نے کُتّے کی نجاست کے باعث اپنے احرام شریف کو علیحدہ فرمالیا۔ یہ سُنکر حضورِ انور کی پیشانی مبارک مین کشیدگی کے آثار نمایان ہوئے اور آپ نے اپنے زانوئے مبارک پر دستِ اطہر کو مار کر فرمایا کہ مین نے اِس خیال سے تہ بند کو سمیٹ لیا کہ مبادا کُتّا

میرے پیرہن سے ناپاک ہوجائے ؎		ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

حضور کی اعلیٰ درجہ کی خاکساری تھی کہ اپنے آپ کو ہر ایک چیز سے کمتر سمجھتے تھے آپ ہر ادنیٰ و اعلیٰ سے اسطرح ملتے تھے جیسے کوئی بہت ہی ادنیٰ درجہ کا شخص ملتا ہے - آپ کی بات بات سے حد درجہ کی خاکساری و منکسر المزاجی مترشح ہوتی تھی - آپ جس بستر پر استراحت فرماتے تھے اُسی پر بیٹھے رہتے تھے نشست مین کوئی اہتمام نہین ہوتا تھا نہ کبھی قالین یا مسند پر نشست فرمائی حضورِ انور کی بارگاہ عالی مین آپ کی اور آنیوالون کی نشست ایک سی رہتی تھی - شاہ وگدا مین کچھ فرق نہین تھا آپ اپنے بستر پر تشریف رکھتے تھے اور ویسی ہی بلکہ اُس سے بہتر نشست آنیوالون کے لئے رہتی تھی - یکسان فرش یا چاندنی سب جگہ بچھی رہتی تھی۔

خدام و مریدین تک سے ملنے مین حضورِ انور کا پیر و مرید کا سا برتاؤ نہین ہوتا تھا بلکہ آپ بہت بے تکلف ملتے تھے ضعیف العمر بوڑھون کا بہت پاس و لحاظ فرماتے خواہ وہ کیسی ہی ذلیل حالت مین ہون آپ اکثر اوقات اُن کی

تعظیم کے لئے سرو قد کھڑے ہو جاتے تھے۔ اُن سے بغلگیر ہو کر ملتے تھے اُن کی ریشِ سپید کا بہت ادب ملحوظِ خاطرِ عالی رہتا تھا۔ خواہ وہ آپ سے عمر مین چھوٹے ہی کیون نہون مگر آپ نہایت تلطف سے پیش آتے اور اکثر ارشاد فرماتے تھے کہ تم ہمارے بجائے باپ کے ہو۔ اُنکو بے تکلف بٹھانے کی سعی فرماتے اور نہایت عجز و انکسار کی گفتگو فرماتے تھے۔ مگر ہیبتِ حق سب لوگون پر طاری رہتی تھی گو آپ بالکل مساوات سے پیش آتے اور سب کی خاطر خواہ دلداری فرماتے تھے۔ حضورِ انور کی طرزِ نشست۔ حرکات و سکنات غرضکہ ہر ایک انداز مین انتہا درجہ کا عجز و انکسار تھا۔

ہر شخص سے تبسم آمیز لہجہ مین خطاب فرماتے اور نام بھی وقار کے ساتھ لیتے تھے۔ خدام سے بھی برابر کا برتاؤ تھا کبھی کسی کام کے لئے خدام سے ارشاد نہین فرماتے وہ خود وقت کے لحاظ سے کامون کو انجام دیتے تھے۔

جب کوئی قصیدہ یا غزل حضورِ انور کی شانِ مبارک مین پڑھی جاتی تو آپ نہایت شرمندہ ہو جاتے تھے۔ نیچی نگاہین کئے ہوئے اور سر جھکائے ہوئے بیٹھے رہتے تھے۔ ختم ہونے پر سرِ اقدس اُٹھاتے تھے۔ وہ بھی نہایت شرم و حیا سے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اپنی مدح و ستائش پر حجاب ہے۔

اکثر لوگون کو قصائد وغیرہ پڑھنے کی نوبت بھی نہین آنے دیتے تھے۔ اُنکے ہاتھ سے قصیدہ یا غزل لیکر خود ملاحظہ فرمالیتے۔ اور اُن کو شاد کر دیتے تھے۔

کبھی خود سامعین کو پڑھ کر سُناتے اور جہان کسی کتاب یا غزل یا قصیدہ یا مثنوی وغیرہ مین حضورِ انور کا نام نامی آتا تو وہان بجائے اپنے سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب قبلہ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی زبانِ مبارک سے ادا فرماتے تھے۔ اپنا نام کبھی حضورِ انور نے اپنی زبانِ مبارک سے نہین لیا اگر کبھی کوئی خط بھی ملاحظہ فرماتے تو اُسمین بھی اپنا اسم گرامی چھوڑ دیتے تھے۔ آپ نے اپنا اسمِ گرامی نہ کبھی زبانِ مبارک سے لیا نہ قلم سے تحریر فرمایا۔

مزاجِ ہمایون مین ایسا انکسار تھا کہ خدام تک حضورِ پُر نور سے بے تکلف باتین کرتے تھے اور جب کسی مصیبت زدہ کے وہ سفارشی ہو جاتے تو نہایت بے باکانہ انداز سے حضورِ انور کی توجہ عالی مبذول کراتے تھے۔ اور خاص نازو انداز سے وہ آپ پر زور دیتے تھے خدام تک کو فخر تھا کہ حضور اُن سے بالکل بھائی چارہ رکھتے ہین سلام مین بھی حسبِ دستور سبقت فرماتے تھے۔ خود نمائی وغیرہ سے قطعی تنفر تھا آپ کی گفتگو میں اوضاع و اطوار مین عادات و خصائل مین نہایت عجز و انکسار تھا۔ آپ اکثر زبانِ مبارک سے ارشاد فرماتے کہ "ہم تو مسافر ہین"

مزاجِ عالی مین انتہا درجہ کا حلم اور خاکساری تھی۔ کبھی زبانِ مبارک سے کوئی لفظ تحکمانہ انداز سے ادا نہین ہوا۔ نہ خود ستائی کا کوئی لفظ زبانِ مبارک سے ارشاد ہوا مصیبت زدون سے بھی اشارات فرماتے تھے۔ اور زبانِ مبارک سے کبھی کوئی لفظ ایسا نہین نکلتا تھا جس سے ظاہر ہو کہ حضورِ انور کی توجہ عالی سے یہ کام ہو جائے گا خدا سے امید رکھنے کی تعلیم دیتے تھے۔ حضورِ انور کبھی کوئی ایسی بات ارشاد نہین فرماتے تھے جس سے آپ کی کوئی کرامت یا خرقِ عادت ظاہر ہو۔ خود نمائی سے سخت محترز تھے۔ اگر کبھی کسی واقعہ کا استفسار کیا جاتا یا بر سبیل تذکرہ کوئی واقعہ زبانِ مبارک سے ارشاد ہوتا تو اس کو اس انداز سے بیان فرماتے کہ وہ واقعہ آپ کی ذاتِ ستودہ صفات سے منسوب نہ ہو سکے ایک واقعہ حضور کے عنفوانِ شباب مین بزمانہ شاہی لکھنؤ مین گذرا ہے جو نہایت مشہور ہے مگر حضور نے بر سبیل تذکرہ حضور نے اس واقعہ کو بیان فرمایا تو اس انداز سے فرمایا کہ جس سے حضورِ انور کی نسبت خیال نہ ہو سکے

حالانکہ وہ واقعہ مشہور و معروف ہی۔ مگر چونکہ خودستائی سے اجتناب تھا اسلیئے کبھی کسی کرامت یا خرق عادت وغیرہ کو اپنی طرف نسبت نہین فرماتے تھے ؎

خوشتر آن باشد کہ سرِّ دلبران	گفتہ آید در حدیثِ دیگران

چنانچہ حضور پُرنور نے ارشاد فرمایا کہ

وہ لکھنؤ مین نواب نے قوالی بند کردی اور کہدیا کہ اگر قوالی ہو تو کسی کو حال نہ آئے یہ مکر ہے (نواب کا نام یاد نہین ہے شاید سعادت علی خان تھا) اس حکم سے لکھنؤ مین قوالی قطعًا بند ہوگئی اور کبھی قوالی ہوتی بھی تھی تو کوئی فقیر ڈر کے مارے نہین جاتا تھا۔ اُس زمانہ مین ایک فقیر لکھنؤ مین آیا اُسکی ایک مُرید نے دعوت کی اُس نے کہا کہ جبتک قوالی نہو گی ٹھیک نہین ہے۔

سب نے کہا کہ بادشاہ کا حکم نہین ہے فقیر نے کہا کہ حال کا حکم نہین ہے چنانچہ قوال بُلائے گئے بادشاہ کو بھی خبر ہوئی۔ وہ بادشاہ ایک کرتہ پہنکر قوالی مین آ بیٹھا قوالی ہو رہی تھی اُس فقیر نے قوالون سے کہا اب یہ شعر شروع کرو ؎

زہے عزّ و جلالِ بوترابِ فخر انسانی	علیِ مرتضےٰ مشکلکشائے شیرِ یزدانی

جیسے ہی قوالون نے یہ شعر شروع کیا نواب نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور بار بار کہنے لگا علی مرتضیٰ مشکلکشا سے شیر یزدانی۔ بس وہ فقیر خفا ہوکر محفل سے چلے گئے کہ مکّار قوالی بھی نہین سُننے دیتے ہر چند لوگون نے اُسکو پکڑا مگر اُسکا حال کم نہوا جب فقیر صاحب کی بہت خوشامد کی تو اُنھون نے پانی دیا جو اُس کے مُنھ مین ڈالا گیا اور اُسے ہوش آیا پھر نواب نے کہا کہ آج سے ممانعت نہین ہے یہ حال مکر نہین ہے،،

شاذ و نادر اگر کبھی کسی بات کے اظہار کی بر سبیلِ تذکرہ ضرورت ہوتی تو اُسکو اس انداز سے ادا فرماتے تھے جس سے کوئی کمال حضور پُرنور کی جانب منسوب نہ ہوجائے حضور پُرنور کا انکسار و خاکساری ضرب المثل ہے۔

عجز و انکسار کی جو تعریف ہے وہ حضور انور کی منکسر المزاجی سے سمجھ مین آتی تھی کہ بجنسہٖ ایک خاص نمونہ تھا جو نظرون کے سامنے روشن تھا۔ اور آپ کی ذات بابرکات مین جو بات تھی وہ کمال کے ساتھ تھی۔ نہ کوئی بات برائے گفتن تھی نہ دانستن بلکہ جو بات تھی وہ حقیقتہً تھی۔

کیفیتِ اتحادی

حضورِ انور کے اخلاق و عادات سے ثابت ہے کہ آپ کی نگاہ حقیقت آگاہ مین کوئی غیر نہ تھا سب سے یگانگی کا برتاؤ فرماتے تھے۔ سب سے ایک ہو کے ملتے تھے۔ ہر مذاق اور ہر مذہب و ملت کے افراد حضورِ انور کے معتقد تھے۔ اکثر انگریز حضور پُرنور سے ملتے تو آپ اُن سے معانقہ بھی کرتے اور اُن کی تواضع فرماتے تھے۔ سید علی اصغر صاحب وارثی ساکن شاہ پور ضلع فتحپور ہسوہ تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ میرے سامنے حضور انور کی خدمت مین ایک یورپین حاضر ہوئے حضور انور نے اُن سے معانقہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ "ہم تم ایک ہین نا؟" پھر فرمایا کہ صاحب کو چائے پلاؤ اُن صاحب کی حضور پُرنور کی محبت مین عجیب پُرکیف حالت تھی جو بیان سے باہر ہے۔

اِسی طرح حضور انور سب سے یگانگی کا برتاؤ فرماتے۔ سید معروف شاہ صاحب وارثی ناقل ہین کہ جب ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند کا انتقال ہوا تو شب کو دیوہ شریف مین خبر آئی۔ حضور اُسوقت طعام تناول فرما رہے تھے کسی شخص نے حضور سے عرض کیا۔ آپنے کھانا کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا کہ "بڑا بابرکت عہد تھا بہت اچھی بادشاہی کی نہایت امن و امان رہا"۔

اچھا ہمارے بازو پر سیاہ کپڑا باندھ دو، چنانچہ اُسی وقت تعمیلِ ارشاد کی گئی۔
اِس واقعہ سے ظاہر ہے کہ حضورِ انور ایسے مراسم کی بھی پابندی فرماتے اور ایک خاص کیفیت اتحاد رکھتے تھے۔ اور آپ کی نگاہ مین کوئی غیر نہ تھا۔
جب بسنت کا دِن آتا تو ہنود حضورِ پُر نور کا بسنت مناتے اور بسنتی لباس خدمتِ عالی مین پیش کرتے جسے حضورِ انور زیب جسم فرماتے تھے۔
ہولی کے ایام مین ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب رئیس ملاؤلی اور دیگر معززین ہنود حضورِ انور کی دعوتون کا نہایت اعلیٰ پیمانہ پر اہتمام کرتے اور حضور بہ خندہ پیشانی قبول فرماتے تھے۔
اور جب دریا کی طرح موج آتی تو آپ پر عجیب حالت طاری ہو جاتی تھی آپ کے عادات و اطوار اخلاق و اوصاف سے ظاہر ہوتا تھا کہ آپ بنفس نفیس پانی کی طرح رنگِ وحدت مین بلکہ ایک ذات ہوگئے ہین۔ نہ آپ کی نگاہ حق آگاہ مین ما و شما کی تفریق ہے۔ نہ خیال غیریت ہے۔ ہر رنگ مین آپ ہین اور ہر رنگ آپ کا ہے
چنانچہ ہولی کے دنون کا ایک واقعہ (آنریبل جسٹس) مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ وارثی مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہین کہ حضورِ انور جب سیوان تشریف لے گئے تو میرے ایک موکل محمد عبدالرحمٰن صاحب تاجر کے مکان پر قیام فرمایا۔ حکیم مبارک حسین صاحب خان بہادر مولوی فضل امام صاحب مرحوم مولوی یوسف امام صاحب۔ احد شاہ صاحب وغیرہ بھی ہمراہ تھے نو بجے شب کا وقت تھا سب اپنے اپنے بستر پر آرام کر رہے تھے مین اُٹھا اور حکیم مبارک حسین صاحب کو لیکر حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوا اُسوقت حضور تخلیہ مین تھے۔ جب ہم دونون پہونچے تو حضورِ انور اُٹھ بیٹھے یہ زمانہ ہنود کی ہولی کا تھا۔ حضورِ انور نے مجھسے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ "ہولی گائین سنوگے" مین نے عرض کیا ضرور سنون گا آپ ہولی گانے لگے اور اداؤن کے ساتھ اشارات سے مجھپر قمقمے پھینکے پچکاریان مارین اُسکے بعد فرمایا کہ "ہولی بازم" پھر فارسی مین ہولی گانے لگے اور اُنھین اداؤن کے ساتھ اشارات فرمانے لگے یہان پر غور کرنے کا مقام ہے کہ اُسوقت میری کیا حالت ہوئی ہوگی ایسے موقع پر ہی حضرت حافظ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ؎

رو بسوئے خانۂ خمار دارد پیر ما		چیست یارانِ طریقت بعد ازین تدبیر ما	

حضورِ انور اُسوقت عالم سرور و خوشی مین تھے مجھسے فرمایا کہ "گلے لگ جاؤ" اس ارشاد سے میری دلی مراد بر آئی پھر ارشاد فرمایا کہ "لحمُكَ لحمي ودمُكَ دمي" یہ فرماکر مجھے الگ کیا اور حکیم مبارک حسین صاحب کو گلے سے لگا لیا حکیم صاحب مین وہ آگ لگی کہ تارک الدنیا ہو گئے ؎

او بصحرا رفت و ما در کوچہ ہا رسوا شدیم

اِس عرصہ مین پنیچے کے لوگون کو خبر ہوئی تو احد شاہ صاحب وغیرہ اوپر آئے اُسوقت مجھ مین اتنی قوت نہین تھی کہ نیچے جا سکون احد شاہ صاحب کی اِستعانت سے مین نیچے پہونچا اُنھون نے مجھے اپنے بستر پر جگہ دی مین نے احد شاہ صاحب کی نئی حالت دیکھی اُن کی ٹکٹکی میری آنکھون کی طرف لگی ہوئی تھی۔ مین نے اُن سے وجہ دریافت کی تو اُنھون نے ایک آئینہ میرے ہاتھ مین دیدیا۔ مین نے آئینہ مین دیکھا تو میری دونون آنکھین کرنجی کی طرح سرخ تھین۔ چہرہ کا رنگ تانبے کا سا تھا پیشانی پر پسینے کے قطرات تھے اور جسم کے اندر ہی بخار کی سی

کیفیت محسوس ہورہی تھی۔جس دن یہ واقعہ گذرا اُس روز سے قریب اُنتیس روز تک غذا بالکل اندر و ہوگئی اور وہ وحشت تھی کہ الامان جب پٹنہ آیا تو یہ کیفیت ہوئی کہ اکثر بدخبرون کی مجھے اطلاع ہو جاتی کہ کون کب بیمار پڑیگا اور اُسکا کیا نتیجہ ہوگا۔اور مجھے القا ہوجاتا تھا کون کب مرے گا۔حکیمون نے بہت مفرح دوائین استعمال کرائین مگر طبیعت درست نہ ہوئی۔بالآخر مین دیوہ شریف حاضر ہوا تو بارگاہ عالی مین زبان کھولنے کی حاجت نہ تھی خود بخود اصلاح مزاج ہوگئی اور الحمدللہ اب تک میری حالت اچھی ہے۔

اِس واقعہ سے ظاہر ہے کہ حضورِ انور کا مذاقِ طبیعت کیا تھا۔ہر رنگ مین آپ کے تصرفات و فیوض جاری رہتے تھے۔اور کسی رنگ سے مغایرت نہین تھی۔اِسی طرح اِسلام کے جتنے فرقے ہین کسی فرقہ کی نسبت اور کسی خیال کے مسلمانون کی نسبت حضور پُر نور نے کبھی کوئی خلاف لفظ زبانِ مبارک سے نہین نکالا۔ہر خیال و ہر مذاق کے افراد کی حضورِ انور قدر و منزلت فرماتے تھے۔اور ہر کس و ناکس کی نسبت ظنِ نیک رکھتے تھے چنانچہ سرسید احمدخان صاحب مرحوم و مغفور بانیٔ مدرستہ العلوم علی گڈھ کی نسبت فی زمانہ طرزِ قدیم کے مسلمانونمین جو خیالات تھے وہ ظاہر ہین مگر حضورِ انور کا خیال اُنکی نسبت بہت اچھا تھا۔مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ وارثی مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہین کہ مجھسے اُن صاحبون نے بیان کیا جو حضورِ انور کے ہمراہ تھے کہ ایک مرتبہ حضور پُر نور علی گڈھ مین قیام پذیر تھے سید صاحب کی جانب سے حضور پُر نور کی خدمتِ عالی مین یہ پیام عرض کیا گیا کہ وہ حضور سے تخلیہ مین ملنا چاہتے ہین۔حضورِ انور نے منظور فرمایا اور کچھ رات گذرنے پر جو وقت حضورِ انور کا بعد طعام استراحت فرمانے کا تھا اُسوقت سید صاحب آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے خادم نے آواز دی کہ کون۔سید صاحب نے جواب دیا کہ "شیطان" فوراً دروازہ کھول دیا گیا اور سید صاحب اندر آئے حضورِ انور نہایت شفقت و مہربانی سے ملے۔ سرسید مرحوم کی حاضری کا واقعہ جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے بھی اخبار وکیل مین لکھا تھا کہ سرسید نے کہا لوگ مجکو کافر کہتے ہین فرمایا "غلط کہتے ہین سید کافر نہین ہوا کرتا"

سید معروف شاہ صاحب قبلہ وارثی فرماتے ہین کہ حضورِ انور نے سید صاحب کو عرصہ تک شرفِ مکالمت بخشا اور تفسیر وغیرہ کے متعلق باتین کرتے رہے۔سرسید مرحوم پر اُسوقت اسقدر رقت طاری تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ اور حضورِ انور اُن کی تسکین فرماتے تھے۔

حضورِ انور نے سید صاحب سے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "مجکو انگریزی تعلیم سے اختلاف نہین ہے مگر محبت اخلاص اور طلب روحانیت ضروری ہے۔

مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ وارثی (آنریبل جسٹس پٹنہ ہائے کورٹ) فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ مین نے حضورِ انور سے دریافت کیا کہ سرسید کی نسبت حضور کا کیا خیال ہے تو حضور پُر نور نے ارشاد فرمایا کہ "تم مجھسے کیون پوچھتے ہو" مین نے عرض کیا کہ اکثر علمانے اُنھین تکفیر کا فتویٰ دیا ہے۔ارشاد ہوا کہ سید صاحب کو بُرا نہ کہو اور نہ بُرا نہ سمجھو وہ اوّل درجہ کے مسلمان ہین۔

حق یہ ہو کہ حضورِ انور کو خداوندکریم نے وہ قلب منور اور ضمیر روشن عطا فرمایا تھا کہ آپ دلون کو اور نیتو نکو دیکھتے تھے ظاہری حالات پر نظر نہین فرماتے تھے حضورِ انور جنس اُلفت کے خریدار تھے اور خلوص و محبت کی قدر فرماتے تھے اور خود بھی اسی کی ایک روشن مثال تھے۔یہی وجہ تھی کہ ہر ایک سے یگانگی و اتحاد کا برتاؤ فرماتے اور بادشاہ کی تفرق سے

بالکل بے تعلق تھے اور حقیقت یہ ہو کہ یہی رنگِ وحدت ہے اور یہی آئین تصوف ہے بقول بلبل شیراز رح ؎

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام	با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام

رجوع خلائق وطریق بیعت

حضورِ پُر نور کی ذاتِ ستودہ صفات جن خوبیون سے آراستہ تھی اُن کا تمام وکمال بیان نہین ہو سکتا۔ جو بات تھی وہ لاجواب تھی کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوتی تھی حضور پُر نور کو دیکھکر خدا یاد آتا تھا جس طرح آپ بزرگی و صفات کمالیہ مین ضرب المثل تھے اُسی طرح مرجع خلائق بھی تھے۔ یہ بھی اِک دولتِ خدا داد ہے کہ خداوند کریم جن مقدس نفوس کی ذات سے اپنی قدرتِ کاملہ کا کرشمۂ حیرت انگیز دکھاتا ہے اُن کی رفعت ومنزلت کا مخلوق کے دلون مین سکّہ بٹھا دیتا ہے۔ حضورِ پُر نور خلائق کی نگاہ مین نہایت درجہ عزیز ومحبوب تھے آپ کے محاسن وصفات خوارق عادات و کرامات فیوض وبرکات کی مشک وعنبر کی طرح خوشبو پھیلی ہوتی تھی کہ لوگ مست و بیخود ہوکر حضورِ انور پر گرے تھے ؎

بُو الفتِ گیسو کی جو پھوٹی تو عجب کیا	تم جانتے ہو مُشک خطا ہو نہین سکتا

حضورِ انور کی جانب جو خلائق کی رجوعات تھی وہ بے مثل تھی جس شہر وقصبہ وقریہ مین آپ پہونچتے تھے وہان کے باشندے بلا تفریق مذہب وملت مسلمان وہنود ونصاریٰ ویہود سب کے سب آپ کی طرف کھچے آتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چھپی ہوئی زبردست قوت ہے جو سب کو کشان کشان لئے چلی آتی ہے۔

اور آستانۂ عالی پر ہزارون جان نثارون کا مجمع رہتا تھا۔ ہر مذہب وملت کے افراد پر آپ کی ولایت تامہ کا ایسا اثر تھا جس سے خدا کی شان نظر آتی تھی۔ درِ اقدس پر زائرین کی بھیڑ لگی رہتی تھی شانہ سے شانہ چھلتا تھا اور حق تو یہ ہو کہ یہ نامحدود رجوعاتِ خلق آپ کی عظمت وجلالت کی بیّن دلیل تھی۔ بقول مولنا روم رح ؎

خود نباشد آفتابے را دلیل	جز کہ نورِ آفتابِ مستطیل
این جلالت در دلالت صادق ست	جُملہ ادراکات پست او سابق ست

آپ کی چوکھٹ پر ہر وقت ایک میلہ لگا رہتا تھا۔ سالک مجذوب۔ رند پارسا۔ عالم جاہل فلسفی منطقی۔ نیچری شیعہ۔ سُنّی۔ یہودی پارسی انگریز وغیرہ وغیرہ ہر مشرب وملت کے افراد کا جمّ غفیر رہتا تھا۔ خدا کی رحمت کی طرح آپ کا دروازہ کسی نیک وبد پر بند نہین تھا۔ آستانۂ عالی پر عجیب سمان رہتا تھا کوئی تڑپ رہا ہی کوئی گریہ بکا مین مبتلا ہے کوئی سر جھکائے ہوئے مراقب ہے کوئی سر بسجود ہے اور زبان حال سے کہ رہا ہے۔ جناب جلیل مینائی ؎

دیتی ہے مزا ناصیہ سائی ترے در پر	اِک سجدہ جو کرتا ہون تو کہتی ہے جبین اور
ایما ہے کہ لوٹا ہی کرین خاک پہ عشّاق	منشا ہے کہ ہموار ہو کوچہ کی زمین اور

اللہ اکبر کیسی عظمت وشان تھی کہ بڑے بڑے فلاسفر جو کرامات ومعجزات پر استہزا کرتے تھے آپ کے قائل ہوکر جاتے تھے۔ بڑے بڑے دہریون نے (جو پیر وپیغمبر تو کیا خدا تک کے قائل نہ تھے) حضورِ انور کے دستِ حق پرست پر توبہ کی ہے۔ خدا جانے کیسی کشش تھی کہ کسی خیال سے کوئی شخص سامنے آجائے پھر ممکن نہین کہ دل سلامت لیکر جا سکے۔

درِ اقدس پر چارون طرف مجمع خلائق رہتا تھا اکثر اوقات راہ چلنا دشوار ہوتا تھا ؎

مرا بہ کوئے تو رفتن چہ مشکل افتاد ست	بہر کجا کہ نظر میکنم دِل افتاد ست

حضورِ انور کا گذر جس راستہ سے ہوتا تھا اُسمین چلنا دُشوار ہوجاتا تھا چپہ چپہ پر لوگ قدمبوسی کے لئے کھڑے رہتے تھے اور قدم قدم پر آنکھین بچھائی جاتی تھین۔ حضورِ انور کی جانب جو رجوع خلائق تھی اُسکا بیان نہین ہوسکتا۔ جن لوگون نے وہ سمان دیکھا ہے وہ اُسکو قیامت تک بھول نہین سکتے۔

چنانچہ سیدی مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ وارثی (آنریبل ممبر ایگزیکٹیو کونسل بہار) نے اپنی بیعت کا واقعہ خود ارسال فرمایا ہے جو نہایت دلچسپ ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ حضورِ انور کی جانب کیسی رجوعات تھی کہ عام طور پر لوگون پر از خودرفتگی کا عالم چھا جاتا تھا جو لوگ بیعت نہین ہوتے تھے وہ بھی حضورِ انور کے قائل ہوجاتے اور پروانہ کی طرح اس شمع احدی کی طرف بے اختیار کھنچ جاتے تھے جناب ممدوح الشان جو اپنی بیعت کا واقعہ ارسال فرماتے ہین وہ حسب ذیل ہے۔

آن دل کہ رم نمودے از خوبرو جوانان		دیرینہ سال پیرے بردش بیک نگاہے	

میرا وطن موضع نیورا ہین ہے جو پٹنہ سے قریب ور پھلواری سے زیادہ متصل ہے۔ پھلواری مین ایک خانقاہ ہی جہان عرصۂ دراز سے صاحبِ سجادہ رہتے ہین جنکے یہان پیری و مریدی کا سلسلہ صدیون سے جاری ہے۔ میری یاد مین کل دو شخصون کو ہمارے موضع مین وہان بیعت نصیب ہوئی ہے بوجہ انگریزی دانی اور تعلیم موجودہ صاحبانِ نیورہ کو مطلق بیعت کی طرف توجہ نہ تھی بعد اختتام تعلیم مین انگلستان سے سنہ ۱۸۹۵ء کے آخر مین واپس آیا اور کچھ دنون ٹھہر کر کلکتہ گیا اور کلکتہ ہائی کورٹ مین اندراجِ نام کے بعد وکالت شروع کی۔ میرے ایک دوست مسمّی لطافت حسین تعلیم عربی کے زمانہ مین میرے ہم مکتب و ہم سبق تھے۔ اور مولنٰنا عبدالکریم صاحب متوطن شیخپورہ ہمارے اُستاد تھے۔

مولنٰنا موصوف نہایت متقی و پرہیزگار عابد و زاہد صابر و شاکر ذاکر و شاغل بزرگ تھے اُن کے اوصاف حسنہ سے ہم لوگون کا یہ خیال یقین کے درجہ تک پہونچا ہوا تھا کہ اگر بیعت کوئی چیز ہے تو مولنٰنا عبدالکریم صاحب پیر بنانے کے لائق ہین۔ جب مین کلکتہ مین تھا تو مولوی لطافت حسین صاحب بھی وہین تھے سنہ ۱۸۹۸ء کے آخر موسم سرما مین وہ پٹنہ آئے اور وہان کی واپسی پر مجھسے بیان کیا کہ مولنٰنا عبدالکریم صاحب پچھم[1] کے ایک بزرگ سے مُرید ہوگئے اور صرف وہی نہین بلکہ ہماری برادری کے کل مردون اور عورتون نے اُنھین بزرگ سے بیعت کی ہے۔ مجھے سخت تعجب ہوا کہ کہان وہ نیچریاپن وہ انگریزی دانی وہ آزادی اور کہان یہ بیعت۔ مین نے اِس خبر کو سنکر مولوی لطافت حسین صاحب سے کہا کہ مین تعطیل مین وطن جاؤنگا اور اپنی برادری والون کے لئے ایک پاگل خانہ بنواؤنگا۔ ابھی تک مجھے یہ بھی معلوم نہین ہوا کہ وہ بزرگ کون تھے کہان کے رہنے والے تھے اور اُن کا نام کیا تھا۔ چند ماہ کے بعد جب تعطیل کا زمانہ آیا تو مین پٹنہ پہونچا اور جناب مولنٰنا عبدالکریم صاحب سے قدمبوس ہوا۔ اگرچہ وہ میرے اُستاد تھے مگر مین اُن سے بہت شوخ تھا۔ مین نے اُن سے عرض کیا کہ حضور نے مجھے فقہ و فرائض سب فنون پڑھائے مگر یہ نہ بتایا کہ بیعت کیا شے ہے اور ضروری ہے کہ نہین مولنٰنا نے فرمایا کہ یہ شے دیگر ہے معمولی شستر کی چیز نہین ہے۔ مین نے پوچھا کہ یہ بزرگ کہان کے رہنے والے تھے اور کون تھے اُنھون نے پتہ و نشان بتایا۔ پھر مین نے دریافت کہ آپ کے پیر صاحب مین کچھ کرامات و خوارق عادات وغیرہ ہین کہ نہین اُنھون نے فرمایا کہ مین نے ظاہرا اور کوئی بات نہین دیکھی اِلّا یہ کہ طمع و حرص بالکل نہین ہے۔

میرا یہ خیال ہمیشہ سے تھا کہ پیر بننا ایک پیشہ ہے جسکے ذریعہ سے لوگ شکم پروری کرتے ہین میرے دل مین

[1] صوبہ بہار کے باشندے لکھنؤ بارہ بنکی وغیرہ کو پچھم ہی کہتے ہین۔

مولانا کے پیرِ صاحب کی اتنی قدر ضرور ہوئی کہ وہ دنیا دار نہین ہین اس کے بعد کچھ عرصہ تک مین اس قصہ کو بالکل بھول گیا۔
۱۳۰۵ھ کے آخر فروری یا اوائل مارچ مین جناب پیر صاحب پٹنہ تشریف لائے مین اپنے وطن موضع بنورہ مین تھا۔
اُس زمانہ مین بنورہ اسٹیشن نہ تھا لوگ دانا پور آکر ریل مین سوار ہوا کرتے تھے۔ مین پٹنہ جانے کے لئے دانا پور کی
اسٹیشن پر پہونچا اور جس ٹرین سے مین جانے والا تھا اُسی ٹرین مین حضرت اقدس تشریف لانے کو تھے۔ یہ اوّل
دیدار اُس جناب کا ہوا جسکی غلامی پر اب مجھے فخر ہے میرے برادر عم زاد خان بہادر مولوی فضل امام صاحب مرحوم مغفور
جناب پیر و مرشد قبلہ و کعبہ کے ہمراہ دیوہ شریف سے تشریف لائے تھے۔ اسٹیشن دانا پور پر ایک جماعت کثیر مریدین
کی موجود تھی مین ان سب سے الگ تھا چند منٹ مین ریل آ پہونچی اور ریزروڈ فرسٹ کلاس مین ایک نور نظر آیا۔
حُسن لاجواب۔ آنکھین مستانہ اور رسیلی۔ گھونگروالے سیاہ و سفید بکھرے ہوئے بال۔ چہرہ پر بالکل معصومیت۔
ریل کھڑی ہی ہوئی تھی کہ میرے اُسوقت کے خیال سے جاہلون نے قدمبوسی شریع کی اُسوقت مین انگریزی لباس
مین تھا میرے لبون کے درمیان ایک لمبا چرٹ تھا مُریدون کے زمرہ سے مین اس خیال سے کہین جہالت کا
دھبّہ مجھپر بھی نہ آجائے بالکل الگ کھڑا تھا۔ خان بہادر مولوی فضل امام صاحب مجھے اسٹیشن پر دیکھکر بہت خوش
ہوئے اور کہنے لگے مجھے بڑی حیرت ہے کیونکہ دیوہ شریف سے یہان تک جنابِ اقدس نے بارہا تم کو پوچھا ہے کہ
نصیر الدین کا بھائی بالسٹر اسٹیشن پر ہوگا کہ نہین اور مجھسے ملیگا کہ نہین۔

(خان بہادر مولوی نصیر الدین صاحب وارثی سی ایس آئی مدار المہام ریاست بھوپال جنکا وصال بھوپال مین ہوا ہے
میرے حقیقی منجھلے بھائی تھے۔ بھائی صاحب مرحوم مغفور ۱۲۹۸ء مین بشمول دیگر صاحبان بنورہ مرید ہو چکے تھے)
اُسوقت اسٹیشن پر موجود تھے۔ بعد حصول قدمبوسی میرے پاس تشریف لائے اور مجھسے دریافت فرمایا کہ تم کو جناب
قبلہ سے ملنے مین کچھ عذر تو نہین ہے مین نے عرض کیا مجھے کیا عذر ہوسکتا ہے غرضکہ اُسی انگریزی لباس مین ہاتھ مین چرٹ لئے
ہوئے مین اُس درجہ مین داخل ہوا جس مین حضور رونق افروز تھے۔ حضرت اقدس نے مجھے اپنے بستر پر بیٹھنے
کی اجازت دی مین اُسوقت بلحاظ ادب چرٹ پیتا تو نہ تھا لیکن روشن چرٹ دھوان نکلتا ہوا ہاتھ کی انگلیون
کے درمیان دبا ہوا ضرور تھا۔ گاڑی بانکی پور روانہ ہوئی دانا پور سے بانکی پور کی راہ چودہ پندرہ منٹ کی ہے
اتنے قلیل وقت مین زیادہ گفتگو کا موقع نہ ملا۔ جنابِ اقدس نے مجھسے فرمایا کہ تم انگریزی جانتے ہو مین نے عرض کیا
کہ جی ہان فرمایا کہ تمھاری انگریزی دانی تمھارے لئے ثواب ہے یہ بھی فرمایا کہ اگر تم کوشش نکرتے تو مولوی عبدالحی صاحب کو
ضرور سزا ہوجاتی اس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ مولانا عبدالحی صاحب اور مولانا ابراہیم صاحب ساکنان فرنگی محل لکھنؤ پر
دربھنگہ سے ایک وارنٹ گرفتاری جاری ہوا تھا مقدمہ یہ تھا کہ ایک نابالغ لڑکے کو مدعا علیہم بھگا لے گئے ہین اور
اُسکو مسلمان کردیا ہے دونون صاحبون کو مین نے دربھنگہ کی کچہری مین حاضر کیا اور بعد کوشش بلیغ دونون کی
بیگناہی ثابت ہوئی اور رہائی ہوئی۔ اِس مقدمہ مین مین نے کچھ محنتانہ بھی نہین لیا تھا اس مقدمہ کے نتیجہ کی
شہرت اطراف لکھنؤ مین بہت تھی اور حضرت صاحب قبلہ کو بھی اُس کی اطلاع ہوئی اُس کا ذکر حضرت نے فرمایا۔
جب گاڑی بانکی پور پہونچی تو زائرین کا ازدہام تھا مین اپنے کو ان لوگون سے بچا کر اسٹیشن کے باہر آیا اور معہ اپنے
برادر عم زاد مولوی ظہیر الدین صاحب کے (جو پیشتر حضور سے بیعت ہوچکے تھے) مین اپنی کوٹھی پر گیا وہان میرے
آنے کی پہلے سے اطلاع تھی۔ مولوی سید ظہیر الدین صاحب نے مجھسے فرمایا کہ موقع اچھا ہے حضرت حاجی صاحب قبلہ

تشریف لائے ہین تم بھی مُرید ہو جاؤ مین نے کہا کہ میرے نزدیک بیعت کوئی چیز نہین ہے مجرد ہاتھ پکڑنے سے کچھ نہین ہوتا جب تک دل کو نہ پکڑے مذہبًا بیعت کوئی چیز نہین ہے اور اگر کچھ ہے تو ع

بیعت مجھے خدا سے ہے بیواسطہ نصیب　　　دستِ خدا ہے نام مرے دستگیر کا

کوٹھی سے ناشتہ وغیرہ کرکے مین خان بہادر مولوی فضل امام صاحب کے مکان پر پہونچا جہان حضرت صاحب قبلہ تشریف رکھتے تھے وہان ایک عجیب منظر تھا زائرین کی بڑی کثرت تھی عالم اور جاہل ادنیٰ اور اعلیٰ شریف اور رذیل عورت اور مرد گانے والے اور گانے والیان غرضکہ ہر طبقہ کے افراد کا وہان مجمع کثیر تھا مین یہ واقعہ دیکھکر سخت متوحش ہوا اس گروہ کے افسر یا خادم ہمارے اُستاد مولنا عبدالکریم صاحب تھے اور اُن کی عجیب لذت بخش کیفیت تھی کمر مین زرد رومال باندھے ہوئے۔ عمامہ کچھ کھلا اور کچھ بندھا ہوا آنکھین مست و سُرخ مین نے مولنا سے عرض کیا کہ مُجھے بھی حضوری کی اجازت ہو اُسی وقت اطلاع ہوئی اور بلا لیا گیا کمرہ کے اندر دوسرا نقشہ تھا حضور پُرنور بستر پر استراحت فرمار ہے تھے لوگ جسم اطہر دبار ہے تھے میرے بڑے بھائی خان بہادر مولوی نصیرالدین صاحب ارٹی سی ایس آئی حضورِ انور کے پیچھے بیٹھے ہوئے پشتِ مبارک دبار ہے تھے مجھے دیکھکر جناب قبلہ اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ بیٹھ جاؤ ایک طرف تم اور ایک طرف تمھارے بھائی۔

اوّل سوال یہ ہوا کہ "بالسٹر تم کسی کے مُرید ہوئے ہو کہ نہین" مین نے عرض کیا کہ حضور ابتک تو اتفاق نہین ہوا ارشاد فرمایا کہ "حضرت ہاتھ پکڑنے سے کچھ نہین ہوتا جب تک دل کو نہ پکڑے" مجھے تعجب ہوا کہ وہی کلمات جو میرے منھ سے نکلے تھے حضرت نے ارشاد فرمائے مین تقریبًا آدھ گھنٹہ تک حضوری مین رہا چونکہ مین نے یورپ کی سیاحت بہت کی ہے حضور نے زیادہ تر احوال جرمنی کا دریافت فرمایا حضرت کے سوالات سے یہ بات ظاہر ہوتی تھی کہ حضور جرمنی تشریف لے گئے ہین مین نے عرض کیا کہ حضور جرمنی تشریف لے گئے ہین فرمایا ہان بہت زمانہ ہوا مین کمرہ سے باہر نکلا تو دیکھا کہ مجمع کچھ اور زیادہ ہو گیا ہے مین نے دل مین خیال کیا کہ اگر مین اپنی کوٹھی پر نہ جاؤنگا تو یہان نہ مین یہ سوتا ہوگا نیند نہ آنے کی وجہ سے کہین بدہضمی نہ ہو جائے۔ مین اس خیال سے چلدیا کہ اپنی کوٹھی پر جاکر سو رہون اور صبح کو حاضر ہون کسی شخص نے کہا کہ حضور سے رُخصت ہو آؤ مین نے جواب دیا کہ مین یہین سے رخصت ہوتا ہون اگر حضرت صاحب قبلہ بزرگ ہین تو اُنھین خبر ہو جائیگی مین کوٹھے سے اُترنے ہی کو تھا کہ رحیم شاہ صاحب نے کہا کہ بُلاتے ہین۔ مین حاضر ہوا تو فرمایا "شرف الدین تمھین یہان سونے مین تکلیف ہوگی تم گھر پر جاؤ صرف رخصت ہونے کے لئے بُلایا ہے" اس قسم کے واقعات مجھ پر متواتر گذرتے تھے لوگون نے حضور کو مخاطب دیکھکر مجھسے کہا کہ مُرید ہو جاؤ مین نے سب کو یہی جواب دیا کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ نے خود فرمایا ہے کہ ہاتھ پکڑنے سے کچھ نہین ہوتا جب تک دل کو نہ پکڑے۔ تین دن کے قیام کے بعد حضرت صاحب قبلہ دربھنگہ تشریف لے گئے اور تین چار روز مین واپس تشریف لائے مجھے یہ خبر ملی کہ میرے وطن موضع نیورہ کو بھی تشریف لے جائینگے۔ میرے بڑے بھائی مولوی نصیرالدین صاحب مدارالمہام بھوپال بوجہ ملازمت جس روز حضور وہان تشریف لائے حاضر نہ ہو سکے۔ مجھے بذریعۂ خط اطلاع دی کہ مین نیورہ جاؤن اور استقبال کرون چنانچہ مین نے تعمیل کی حضور انور تین دن نیورہ مین جلوہ افروز رہے میری طلبی بار بار ہوا کرتی تھی اور باتین بھی ہوا کرتی تھین مگر وہ باتین کیا تھین عشق و محبت کے افسانے تھے۔

مسٹر جسٹس حسن امام مدظلہٗ اسوقت بہت صغیر السن تھے جو آخری دن حضور کے قیام کا تھا اُس روز عصر کے قریب جسٹس حسن امام مدظلہٗ میرے پاس آئے اور اُنھون نے کہا کہ حاجی صاحب قبلہ نے یاد فرمایا ہے رہین اُسوقت کتاب دیکھ رہا تھا مین نے کہا تم چلو مین آتا ہون دو چار ورق اور پڑھنے کے بعد مین حاضر خدمت عالی ہوا اُسوقت تک میری مطلق خواہش مرید ہونے کی نہ تھی مین اُس کمرہ مین پہونچا جہان حضور تشریف رکھتے تھے۔ وہان بجز رحیم شاہ صاحب کے اور کوئی نہ تھا مین جاکر بیٹھا تو حضور پُرنور نے نظر مبارک اُٹھاکر مجھے دیکھا مین نہین کہ سکتا کہ وہ نگاہ تھی یا جادو جس سے مجھپر ایک عالم بیخودی طاری ہوگیا۔ مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ مین نے حضرت صاحب قبلہ کا دستِ مبارک پکڑ لیا یہ خبر نہین کہ مین کس سلسلہ مین مُرید ہوا اور مجھسے کیا کیا پڑھوایا گیا اتنا ضرور یاد ہے کہ مین مُرید ہوا اور مرید ہونے کے بعد حضور پُرنور نے شفقت سے ایک گھونسا میرے داہنے شانہ پر مارا اور یہ ارشاد فرمایا کہ "تو بھاگا پھرتا تھا جانتا نہین کہ تو میرا معشوق ہے" یہ خلاصہ میرے مُرید ہونے کے واقعات کا ہے۔

حضورِ انور پر ہر مذاق کے افراد جان دیتے تھے اور جنکے نزدیک پیری مُریدی کوئی چیز نہین تھی وہ بھی حضور کو دیکھکر قائل ہوتے تھے۔

مولٰنا مولوی سید عبدالغنی صاحب قبلہ وارثی ہماری مترجم طبقات الکبریٰ والکلم الروحانیہ وغیرہ (فرسٹ اسسٹنٹ اکوانٹنٹ جنرل حیدرآباد دکن) اپنی بیعت کا واقعہ اور رجوعِ خلائق کا تذکرہ تحریر فرماتے ہین جو حسب ذیل ہے۔

"میری چچی صاحبہ نے مجھسے کہا تھا کہ مین مُرید ہونا چاہتی ہون اور مین نے اُن کو جواب دیا تھا کہ بہار مین اور اُس کے مضافات مین تو مجھے کوئی معلوم نہین ہوتا جس سے مین کہون اُس سے مرید ہو جایئے گا۔

چنانچہ جب حضور پرنور بلجھی تشریف لائے تو مین حاضر ہوا کہ اگر دل نے قبول کیا تو چچی صاحبہ کو بیعت کرا دونگا۔ مین حضور پرنور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہونے کے بعد مکان پر آیا اور چچی صاحبہ سے یہ کہکر واپس چلا آیا کہ بلجھی مین ایک بہت بڑے بزرگ تشریف لائے ہین آپ آکر اُن سے مُرید ہو جایئے میری واپسی کے بعد میری چچی صاحبہ اور میری دونون بہنین اور میری علاتی والدہ اور میری بیوی سب سواریون مین آئین اور حضور پُرنور کے دستِ مبارک پر بیعت ہوگئین۔ اور مین بھی مُرید ہوگیا سنہ ۱۹۰۱ع کی مردم شماری کا آخر دن اُسی زمانہ مین واقع ہوا تھا جب حضور پُرنور بلجھی مین رونق افروز تھے۔ اِس سبب سے معلوم ہوا کہ مردم شماری کی شب کو بلجھی مین پانچسو بیبیان باہر کی موجود تھین جو حضور سے مرید ہونے کو اُس چھوٹے سے گاؤن مین حاضر ہوئی تھین۔ علاوہ ازین وہ مستورات جو آس پاس کے مواضعات سے برابر آتی اور چلی جاتی تھین اُن کی تعداد ہزارون سے متجاوز تھی اُس زمانہ مین بلجھی کے قرب وجوار مین کہارون کی مانگ اسقدر بڑھ گئی تھی کہ جس گاؤن سے دو آنہ چوکڑی کہارون کی مزدوری مقرر تھی وہان روپیہ اور دو روپے کہار مزدوری ہوگئی تھی۔ اور بہت سے خلقت اُمڈی چلی آتی تھی خود میری بستی کے لوگون مین سے جو بہت کم مُرید ہوتے ہین میرے ساتھ چالیس زن ومرد مرید ہوئے۔

منشی عبدالغنی صاحب وارثی رئیس پوروہ غنی خان ضلع رائے بریلی لکھتے ہین کہ جب حضور پہلی مرتبہ دربھنگہ تشریف لے گئے ہین تو وہان اُس زمانہ مین ایک جھاڑو شاہ نامی ایک مجذوب درویش آبادی کے باہر رہا کرتے تھے جنکے تمام لوگ معتقد تھے حضورِ انور کے دربھنگہ مین تشریف لیجانے سے تین روز قبل جھاڑو شاہ خلافِ عادت شہر مین آئے اور جا بجا اونچے ٹیلون پر کھڑے ہوکر کہنے لگے کہ یہان تاشہ بجیگا یہان ارگن باجہ بجیگا یہان روشن چوکی بجیگی

جابجا یہی کہتے پھرتے تھے جب نواب صادق علی خان صاحب اور نواب نور علی خان صاحب کی کوٹھی تک پہونچے تو اُن کی کوٹھی کے عالی شان دروازہ کی طرف دیکھکر بولے۔ یہ پھاٹک آدمی ڈھکیل دین گے میان کے ساتھ ایک دنیا ہوگی۔ کبھی مستانہ انداز سے یہ صدا لگاتے تھے دو کلور وا آوت ہے جو اب شراب نہ پیہے وہ کبھو وُن نہ پیہے وہ کا کبھون نہ ملے ،،

جھاڑو شاہ تمام شہر کے گلی کوچون مین نہایت جوش کے ساتھ صدا لگاتے پھرتے تھے۔ جب حضور پرانور وہان تشریف لائے تو اس مسرت مین وہان کے رؤسا نے بڑا اہتمام وانتظام کیا۔ ہر گلی کوچہ مین بجلی کی روشنی کرائی گئی اور مختلف اقسام کے باجے جلوس مین بجتے جاتے تھے حضور جس وقت شہر مین داخل ہوئے تو صرف قرب وجوار ہی سے نہین بلکہ اکثر دور دراز مقامات سے لوگ آگئے تھے اور ایک لاکھ نفوس سے زیادہ کے مجمع نے حضور کا استقبال کیا تھا اور پالکی کے ساتھ اسقدر زائرین کی کثرت تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ حضور انور نے نواب صادق علی خان صاحب کے مکان کے بالاخانہ پر قیام فرمایا۔ ہر چند لوگون نے کوشش کی کہ حضور انور تھوڑی دیر آرام فرمالین مگر زائرین کے ذوق وشوق کا یہ عالم تھا کہ اُن کی کشمکش سے مکان کا دروازہ گر پڑا اور مجمع کثیر وارث وارث کہتا ہوا بالاخانہ پر پہونچ گیا۔ حضور انور کی زیارت وقدمبوسی کے بعد جب یہ لوگ رخصت ہوئے تو انبوہ کثیر کو دیکھکر نواب صاحب کو خیال ہوا کہ یہ جمعیت بے اندازہ اور کشش روحانی ایسی نہین ہے جسکو کوئی طاقت روک سکے اس لئے حضور پرنور کے راحت وآرام کا انتظام اُنھون نے زنانہ مکان مین کیا۔ در بھنگہ مین تقریبًا ایک لاکھ آدمی حضور انور کے سلسلۂ عالیہ مین داخل ہوئے حضور انور کی رونق افروزی کے زمانہ مین جھاڑو شاہ مجذوب یہ صدا لگاتے تھے۔
وہ شہر کا قلب اُلٹ جائے گا اب نہ اُلٹا تو پھر کب اُلٹے گا ،،

اس کے بعد حضور باڑہ کی جانب تشریف لے گئے وقت رخصت بہت زیادہ مجمع حضور کی پالکی کے ہمراہ تھا مگر جابجا حضور انور لوگون کو رخصت کرتے جاتے تھے۔ تقریبًا دس کوس کی مسافت طے ہوچکی تھی کہ دس ہزار آدمیون کا مجمع ہمراہ تھا جو رخصت ہی نہین ہوتا تھا جناب مرزا منعم بیگ صاحب وارثی اور حضور کے خادم نور محمد شاہ صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ مجمع کثیر مرید ہونے کے لیے ہمراہ ہے جب تک حضور ان کو تسکین دیکر رخصت نہ فرمائین گے یہ رخصت نہ ہونگے حضور پرنور نے فرمایا اچھا ہماری پالکی کسی ٹیلہ پر رکھدو اور پکار کر کہدو کہ جسکو مرید ہونا ہو وہ ہماری پالکی کو چھولے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا سب لوگ نہایت ادب وتعظیم سے اُس پالکی کو چھوتے تھے اور چومتے تھے اور آنکھون سے لگاتے تھے اور آپس مین عید کی طرح گلے ملتے تھے۔ اُن لوگون مین جو جوش انبساط اور تصدیق قلبی کے آثار نظر آتے تھے وہ حیرت انگیز تھے حضور کے اس ارشاد سے عجیب شادمانی ومسرت کا عالم تھا۔

منشی عبدالغنی خان صاحب وارثی تحریر فرماتے ہین کہ جب حضور انور حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مین شریک ہونے کے لئے بہرائچ تشریف لے گئے تو تمام مجمع اس طرح ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہا تھا کہ ہم لوگ جو ہمراہ تھے سخت پریشان ہوگئے حضور کو مزار شریف تک پہونچنا سخت دشوار ہوگیا پولیس والون نے بہت تدبیرین کین کہ حضور کو بہ آسانی مزار تک پہونچادین مگر کامیابی نہ ہوئی بالآخر مزار شریف سے پچھم جانب جو مسجد ہے اسکی فصیل پر حضور نے نشست فرمائی۔ اور معتقدین کی استدعا پر اُن کی بیعت لینا شروع کیا۔ ایک چادر لٹکا دی گئی تھی جسکو بیک وقت بکثرت افراد پکڑ لیتے تھے اور مرید ہوجاتے تھے۔ دو گھنٹہ تک طالبانِ حق مستفید بیعت ہوتے رہے

اِسکے بعد حضورِ انور نے قصدِ واپسی فرمایا ہرچند کوشش کی گئی کہ حضور کو آرام سے لیچلیں مگر زائرین میں وہ جوش و اضطراب تھا کہ سیکڑون آدمی نیچے سے جھک کر پیرون میں ہوتے ہوئے حضور تک پہونچتے تھے۔ اِسی حالت میں حضورِ انور فرودگاہ تک تشریف لائے اُس روز حضورِ پُرنور کی شام کی دعوت ٹھاکر فتح محمد خان صاحب تعلقہ دار کے یہان تھی۔ اُن کا مکان حضور کی فرودگاہ سے ایک کوس کے فاصلہ پر تھا اِس لئے وہ نہایت اہتمام سے اپنے ہمراہ کھانا لیکر آئے۔ راستہ مین آتشبازی چھوٹتی اور بیس بیس قدم پر قوالی ہوتی جاتی تھی۔ تین دن حضورِ پُرنور کا بھرائچ مین قیام رہا بیشمار مخلوق الٰہی سلسلۂ عالیہ مین داخل ہوئی واپسی مین حضور نے بہرام گھاٹ کے مقام پر پہونچکر مجھسے ارشاد فرمایا کہ "غنی خان جوجس کو ملنا تھا مل گیا کسب سے کچھ نہین ملتا البتہ کسب کا اِسقدر اثر ہے کہ مزدور کی مزدوری ضائع نہین ہوتی یہ بات کہ من توشدم تومن شدی مشکل ہے محنت اور ریاضت سے دوسرے قسم کے فوائد حاصل ہوتے ہین جو علم وعمل سے تعلق رکھتے ہین۔ من توشدم تومن شدی یہ کام عشق کا ہے اور عشق پر کسی کا زور نہین بلکہ عشق کا سب پر زور ہے تمام عالم مین عشق کی نمود ہے" اِسکے بعد حضور نے یہ شعر پڑھا ؎

بُلبل وگل را ہوائے دیگرست		من نمیدانم گدائے دلبرست	

مولوی حاجی نصیر الدین صاحب فتحپوری جو حضرت مولٰنا شاہ عبد الصمد صاحب سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم اور خاص مریدین مین ہین بیان فرماتے ہین کہ میرا ایک موضع چندرامئو پرگنہ موی مُہلدراتحصیل سنی گھاٹ ضلع بارہ بنکی مین جانا ہوا وہان مین مسجد مین نماز کے لئے گیا تھا تو مسجد کے باہر پردہ کی دیوار مین ایک بڑا سوراخ دیکھا جو ہاتھ دو ہاتھ کا ہوگا مین نے لوگون سے اُس سوراخ کی وجہ دریافت کی تو انھون نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا حاجی صاحب قبلہ یہان تشریف لائے تھے قرب وجوار کی بیشمار مخلوق یہی مجتمع تھی اِسی قیام کے زمانہ مین جمعہ کا دن بھی آیا۔ ازدحام خلائق کو دیکھکر یہ خیال پیدا ہوا کہ کسی بڑے میدان مین نماز ہونی چاہیئے تاکہ زائرین حضورِ پُرنور کی زیارت سے اچھی طرح مشرف ہوسکین حضورِ پُرنور نے لوگون کی تشویش دیکھکر ارشاد فرمایا کہ مسجد کی پردہ کی دیوار مین سوراخ کردو باہر آدمی کھڑے ہوجائینگے۔ اور اُس روزن سے دیکھتے رہین گے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا یہ سوراخ اب تک حضور کی یادگار موضع چندرامئو مین موجود ہے حضورِ انور جہان ہوستے زائرین کا ایسا مجمع کثیر ہوتا کہ ایک بڑا میلہ لگ جاتا تھا جس قدر حضورِ انور کی جانب خلائق کی کشش اور میلان تھا زبانِ قلم اُس کے بیان سے عاجز ہے عجیب کیفیت تھی عجیب ذوق وشوق کا عالم تھا کہ ہر کہہ ومہ پر اظہر من الشمس ہے چند واقعات کا لکھا جانا ضروری ہوا تاکہ اِس بات کا اندازہ ہوسکے کہ جب خدا کی بیشمار مخلوق حضور پر شیفتہ وفریفتہ تھی تو ایسی حالت مین حضورِ انور فرداً فرداً کس طرح بیعت لے سکتے تھے آپ کے بیعت لینے کا طریقہ یہ تھا کہ اگر بعض اوقات کم آدمی ہوتے تو حضورِ انور دستِ مبارک پر بیعت لیتے تھے اور مجمع ہوتا تھا تو اسکی دوصورتین ہوتی تھین یا تو حضورِ انور سب کو ایک نظر دیکھکر فرمادیتے کہ تم سب مُرید ہوگئے یا حضورِ انور کے لباس طہر کا کوئی ٹکڑا طالبانِ حق پکڑلیا کرتے تھے اور خُدام بیعت لے لیتے تھے۔ بعض مواقع پر یہ صورتین بھی پیش آئی ہین جیسا کہ دربھنگہ کی واپسی پر کہ حضورِ انور کی پالکی کو چھوکر ہزارون رشتۂ ارادت مین داخل ہوگئے۔ یہ حضورِ پُرنور کی قوتِ روحانی کا کمال تھا کہ لاکھون آدمی اِس طرح مرید ہوئے۔ اور آپ کی ذات مستجمع الصفات سے سب کی دستگیری ہوئی حضور کے حلقہ بگوشون مین ہر مذہب وملت کے افراد ہین آپ کے مُریدین کا حقیقتہً کوئی شمار نہین ہوسکتا۔

حکیم مولوی محمود علی صاحب وارثی فتحپوری تحریر فرماتے ہین کہ شاہزادہ غلام محمد صاحب کا قول ہے جو اکثر فرماتے تھے کہ گروہ وارثی ایک ایسا نیستان غیر متناہی ہے جسکا پتہ لگنا بہت دشوار ہے اس جنگل مین لاکھون کرورون اقسام کے ذخیرے ہین جنکو کوئی سمجھ نہین سکتا اور یہ عجیب بات ہے کہ جو جس رنگ مین ہے کامل ہے اور اسی رنگ مین منزل مقصود تک پہونچ گیا ہے محبت اور درد سے کوئی خالی نہین ہے بلکہ غلامان وارثی کی یہی شناخت ہے جسکو دیکھئے درد محبت مین مبتلا ہے اور اس بیابان نامتناہی کی نگرانی اور حوادث سے بچانیکی تدبیر اُسی ذات مستغنی عن الصفات کی قوت کاملہ کا کام ہے جسکو بارگاہ ایزدی سے یہ شرف و وقار ملا ہے جو بڑے بڑے خردمندون کے لئے قابل حیرت ہے۔

اس طریقہ کی بیعت کو کہ کوئی ملبوس مبارک چھوکر مرید ہوگیا کوئی سامنے آتے ہی مرید ہوگیا کوئی پالکی چھوکر مرید ہوگیا چونکہ یہ بیعت حضور انور کے ارشاد و فیض بنیاد سے ہوتی تھی اس لئے آپ بالکل کافی بیعت سمجھتے تھے۔

اور حضور انور کی پاک اور مقدس روحانیت سے طالبان حق کو پوری تسکین ہو جاتی تھی۔ اور حضور اس بیعت کو اسقدر کافی بیعت سمجھتے تھے کہ جب کوئی شخص ذکر و شغل کی تعلیم کے لئے حاضر ہوتا تو آپ بغیر تجدید بیعت تعلیم فرمادیتے تھے جیسا کہ مسند آرائے رشد و ہدایت حضرت مولٰنا مولوی قیام الدین صاحب قبلہ فرنگی محلی لکھنوی حضور انور کے حالات معلومہ لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہین ،، مگر جب کوئی مرید اُن کا تعلیم و اذکار کی خواہش کرتا تھا تو بغیر تجدید بیعت تعلیم فرمادیا کرتے تھے۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیعت کافی تصور کرتے تھے ،،

حضور انور نے جو ایک ساتھ مجمع کی بیعت اسطرح لی ہے یہ آپ کی روحانی قوت کی دلیل روشن تھی کہ ایک نگاہ مین ہزارون کو بیعت فرماتے تھے۔ آپ کے بیشمار مریدین ہین اور سب حضور انور کے فیوض و برکات سے مستفید ہین۔

اکثر حضور انور طالب بیعت سے صرف اسی قدر ارشاد فرمادیتے تھے کہ ،، تم ازل مین ہمارے مرید ہوچکے ہو ،، اور باقاعدہ بیعت نہین لیتے تھے۔ اس قسم کی بیعت جو ہجوم مین لی گئی ہے بیحد و بیشمار ہے۔ اس زمانے کے دیگر مستند مشائخ عظام اور علمائے کرام نے بھی حضور پرنور کے اس طریق بیعت کو جائز تسلیم کیا ہے۔

چنانچہ مولٰنا سید علی نقی شاہ صاحب نقشبندی مجددی تحریر فرماتے ہین کہ ،، حضرت حاجی صاحب قبلہ سے ایک شخص ہجوم مین مرید ہوا بخیال باطنی سے حضرت مولٰنا شاہ فضل رحمٰن رضی اللہ عنہ کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر طالب بیعت ہوا تو حضرت مولٰنا نے فرمایا کہ ،، پیری مریدی گھانس پھونس ہے جو جا بجا مرید ہونے کو پھرتے ہو جاؤ کافی ہے ،،

حضور انور کی طرف بیشمار مخلوق کی گرویدگی تھی کہانتک باقاعدہ بیعت کا انتظام ہوسکتا تھا مگر حضور انور کی قوت کاملہ سب کو دلی تسکین سے مشرف کرتی تھی۔

قاضی عبد الرزاق صاحب مارہروی حضرت مولٰنا صوفی محمد حسین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین خاص مین ہین بیان فرماتے ہین کہ مجھسے ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحب قبلہ سے دریافت کیا کہ بیشمار مخلوق الٰہی کو آپ بیعت فرماتے ہین اِسکا کیا سبب ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ

قیامت کے دن مین سب کو خدا کے روبرو پیش کردونگا کہ تیرے اتنے بندون نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے مین شہادت کے لئے تیار ہون وہ رحیم و کریم ہے یقین ہے کہ ضرور رحم و کرم فرمائیگا۔

فی زمانناحضورِ انور کے جو فیوض وبرکات ہین اُن کی کوئی مثال نہین ملتی بکثرت مُریدین کی جیسی دستگیری حضور نے فرمائی ہے وہ روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے۔ ایسی مجمع کی بیعت کو بعض بزرگانِ عصر نے نہایت غور وتعمق سے دیکھا ہے۔

مولٰنا حاجی شاہ سید ابومحمد علی حسن صاحب اشرفی الجیلانی مسند آرائے کچھوچھہ شریف تحریر فرماتے ہین کہ دہلی مین ایک درویش سے مجھے ملنے کا اتفاق ہوا اثنائے گفتگو مین حضرت حاجی صاحب قبلہ کا ذکر آیا تو اُنھون نے فرمایا "اِس قوت باطنی کا درویش زمانہ مین کوئی نہ ہوگا حضرت دہلی کے اسٹیشن پر ریل مین سوار ہونے کے لئے رونق افروز تھے کہ صدہا مرد وعورت بغرض بیعت حاضر خدمت ہوئے سب سے ارشاد فرمایا کہ دد جاؤ ہم نے سب کو اپنی بیعت مین قبول کر لیا"

آن کی آن مین سب مرید ہوگئے یہ کمال قوتِ روحی کا تقاضا تھا۔ حاجی صاحب ولایت کے ایک روشن آفتاب تھے اُن کے محامد نہ تھوڑے ہین نہ محتاج بیان ہین"

اِن روشنضمیر درویش نے جو کچھ فرمایا وہ چشم باطن سے تعلق رکھتا ہے ؎

اُس کے جلوے کا تو کیا کہنا مگر		دیکھنے والون کو دیکھا چاہیے	

حقیقت یہ ہے کہ حضورِ انور کی ادنیٰ توجہ عالی وہ بات پیدا کرتی تھی جو قابلِ حیرت تھی آپ ہزارون کو ایک آن مین شرفِ بیعت سے مستفید فرماتے تھے اور اِس زمانہ کے اکثر بزرگون نے حضورِ پُرنور کی روحانی قوت کو نظرِ غائر سے دیکھا ہے۔

حضورِ انور عموماً سلسلۂ قادریہ رزاقیہ اور چشتیہ نظامیہ مین بیعت لیتے تھے مگر اکثر لوگون کو سلسلۂ صابریہ وغیرہ مین بھی مستفید بیعت فرمایا ہے۔ آپ جب فرداً فرداً بیعت لیتے تھے تو وقت بیعت تین بار اِستغفار پڑھواتے تھے اور الفاظِ ذیل کہلواتے تھے۔

"ہاتھ پکڑتا ہون پیر کا ہاتھ پکڑتا ہون خدا ؤ رسولؐ کا ہاتھ پکڑتا ہون پنجتن پاک کا" اِسکے بعد اکثر اوقات کوئی خاص ہدایت فرماتے تھے۔ جب مجمع کثیر سے ایک ساتھ بیعت لیتے تھے تو بھی خدام اِسی قاعدہ سے باوازِ بلند اقرار لیا کرتے تھے۔ حضورِ انور کے اِن الفاظِ بیعت مین جدّت ہی کیونکہ دیگر بزرگون مین یہ طریقہ اِس طرح مروج نہین ہے حضور کے الفاظِ بیعت سے متعلق جو اِن الفاظ کی صراحت مین کافی ہے مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی پیتھیے پوری ایک واقعہ تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ حضورِ پُرنور پیتھیے پور مین رونق افروز تھے۔ آپ کے خُدام و مُریدین وفقرائے خرقہ پوش ایک مقام پر بیٹھے ہوئے آپس مین گفتگو کر رہے تھے۔ اور آپ کے محامد ومحاسن اخلاق وصفات پر باہدگر اظہار خیالات کر رہے تھے۔ یہ بات معرضِ بحث مین آگئی کہ آپ بالکل جدید طریق سے بیعت لیتے ہین اور یہ الفاظ کہلواتے ہین کہ "ہاتھ پکڑتا ہون پیر کا خدا ؤ رسولؐ کا پنجتن پاک کا" اِس مین کیا راز ہے اور کونسی رمز مضمر ہے دیگر پیرانِ طریقت اِس قسم کے الفاظ اِس ترتیب سے نہین کہلواتے۔ چنانچہ اِن الفاظ کی تشریح مین تاویلات بیان ہو رہی تھین اور سب اپنی اپنی سمجھ کے موافق شرح کر رہے تھے۔ شاہ مقصود علی صاحب وارثی نوراللہ مرقدہٗ جو ایک مست و مدہوش بزرگ تھے ایک گوشہ مین خاموش بیٹھے ہوئے تھے جب بحث کو طول ہوا تو اُن لوگون نے کہا کہ حضرت آپ کیون خاموش ہین آپ بھی اپنی رائے کا اظہار کیجئے

توشاہ صاحب نے فرمایا کہ دو لفظِ خدا سے اقرار وحدانیت اور لفظ رسولؐ سے تصدیق رسالت اور پنجتن پاک سے اعتقاد بالتطہیر ہے اور اُسمین حضرت سیدۃ النسا خاتونِ جنت کا واسطہ شفاعت متضمن ہے جس شیخ کو فیضِ روحانی حضرت خاتونِ جنّت سے ہوتا ہے وہی عورات کی ہدایت کا مجاز ہے۔ اور اُسی کا اثرِ ہدایت عرفان عورتون کے قلوب پر پڑتا ہے۔ اِس تقریر پر گفتگو کا خاتمہ ہو گیا جب بارگاہِ عالی مین سب حاضر ہوئے تو حضور انور نے بحالت کیف نہایت سرور کے لہجہ مین فرمایا کہ "دو ہم پنجتنی ہین ہم پنجتنی ہین مقصود سچ کہتا ہے"۔ مستورات کو بیعت فرماتے وقت آپ دستِ مبارک نہین دیتے تھے احرام شریف کا دامن مرحمت فرماتے تھے۔ اور حضرت سیدۃ النسا کا اسم مُبارک بھی زبانِ فیض ترجمان سے لیتے تھے یہ خاص بات تھی کہ مستورات کو بیعت فرماتے وقت خصوصیت سے منھ پھیر لیا کرتے تھے ہندؤن کو بیعت فرماتے وقت یہ نصیحت فرماتے تھے۔

"برہم پہچانو پتھر نہ پوجو جھٹکا نہ کھاؤ"

جب کسی انگریز یا یہودی کو بیعت فرماتے تو ارشاد فرماتے تھے۔

"دیکھو موسیٰ کلیم اللہ عیسیٰ روح اللہ محمد رسول اللہ کسی کو بُرا نہ کہنا اور حرام نہ کھانا"

یہ نصائح علاوہ استغفار اور اُن الفاظِ بیعت کے ارشاد فرماتے تھے جو حضور انور کا طریقہ مذکور ہو چکا ہے۔ بیعت لیتے وقت اکثر پیشہ کے اعتبار سے کوئی خاص ہدایت فرمادیا کرتے تھے کسی سے فرمایا کہ دو ہاتھ کے سچے رہنا" کسی سے فرمایا کہ "ظلم نہ کرنا" کسی درزی کو مُرید کیا تو فرمایا کہ "کپڑا نہ چورانا" کوئی دوکاندار ہے تو اُس سے فرمادیتے کہ "پورا تولنا" چنانچہ جناب مولوی شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی رئیس گدیہ (بیرسٹر ایٹ لا) تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ مین بارگاہِ وارثی مین حاضر تھا ایک تیلن بیعت کے لئے حاضر ہوئی یہ معلوم نہین کہ وہ ہندو تھی یا مسلمان حسب معمول آپ نے مرید کیا اور یہ فرمایا "ڈنڈی نہ مارنا" مجھے اُسوقت تو یہ ہدایت تعجب خیز معلوم ہوئی مگر بعد کو مین نے اِسے قرآن کریم سے بالکل مطابق پایا خداوند کریم نے خود اوزان کا خیال رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اسی طرح حضور پُر نور نصائح بھی نہایت مختصر طور پر فرمادیا کرتے تھے ہر مذہب و ملت اور ہر فرقے اور پیشے کے افراد آپ سے بیعت ہوتے تھے ہر وقت آستانۂ عالی پر مشتاقون کی بھیڑ رہتی تھی عجیب سمان تھا اور عجیب جذبات محبت نظر آتے تھے جو ایک عدیم المثال منظر آنکھون کے سامنے پیش کرتے تھے۔

وہ کہتے ہین کہ دروازہ تک آنا اب تو مشکل ہے	قدم کوئی کہان رکھے جدھر دیکھو اُدھر دل ہے

بعض واقعات بیعت

حضور پُر نور کے طریق بیعت اور رجوع خلائق کے ضمن مین مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض واقعاتِ بیعت کا ذکر کیا جائے۔ جو اگرچہ اِس مناسبت کے لحاظ سے بہت کم ہین جو رجوع خلائق حضور انور کی جانب تھی کیونکہ ایسے ہزارون اہم واقعات ہونگے جنکا ہم کو علم بھی نہین ہے مگر جو حاصل ہوئے ہین وہ اِس خیال سے درج کیے جاتے ہین کہ ان سے اکثر و بیشتر مسائل پر روشنی پڑتی ہے اور خدا کی شان نظر آتی ہے کہ جو مقدس صورتین بارگاہِ ایزدی مین محبوب ہوتی ہین خلائق کی نگاہون مین اُن کی کس درجہ وقعت و عظمت ہوتی ہے اور کس کس طرح انکی مقبولیت اور شرف اختصاص کی تصدیق ہوتی ہے۔ حضور پُر نور کے عادات و صفات مین ایک یہ بات بھی مشہور ہے کہ جو شخص کسی بزرگ سے مرید ہوتا تھا اُس کو طالب نہین فرماتے تھے۔ اور اِس کو ایک امر معیوب سمجھتے تھے۔ چنانچہ حکیم محمود علی صاحب وارثی فتحپوری

تحریر فرماتے ہین کہ جناب حافظ عبد القادر صاحب فتحپوری جو ایک معمر بزرگ ہین اور حضور کے زمانۂ شباب کے دیکھنے والے ہین بیان فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ حضور پُرنور کی خدمت فیضدرجت مین دو شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر کسی کا مرشد پردہ کرجائے اور مرید کچھ حاصل کرنا چاہے تو دوسرے پیر کی طرف رجوع کرسکتا ہے یا کس طریقہ سے وہ حاصل کرے۔ حضور نے جواب مین ارشاد فرمایا کہ "مرید کو اپنا یقین کامل کرنا چاہیئے مرید ہونا چاہیئے مرید ہو تو خاک کے ڈھیر سے حاصل کرسکتا ہے"

حضور انور کے اِس ارشاد سے اُن کی پوری تعلیم و ہدایت ہوگئی اور وہ دولتِ تصدیق سے دامن بھر کے رخصت ہوئے۔

چودھری خدابخش صاحب وارثی جو ایک معمّر بزرگ ہین بیان کرتے ہین کہ مین بارگاہِ عالی مین حاضر تھا حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن رضی اللہ عنہ کا ایک مرید حاضر ہوا جس نے یہ درخواست کی کہ مجھے حضور انور بیعت فرمائین آپ نے جواب مین ارشاد فرمایا کہ طلبِ صادق ہونی چاہیئے پھر فرمایا کہ "ہر جگہ ایک ہی شان دیکھے جگہ جگہ بیعت ہونا مردون کا طریقہ نہین ہے ہرجائی عورتون کا شیوہ ہے" ہرچند اُس نے کوشش کی مگر آپ نے بیعت نہین فرمایا

اکثر ایسے واقعات پیش آئے ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ایسے لوگون کو ہدایت فرماتے تھے طالب نہین کرتے تھے البتہ بعض لوگونکو خاص حالتون مین تعلیم و خرقہ سے سرفراز فرمایا ہے۔ مگر اس کی خاص صورتین تھین جنکی مثال کے لئے مولنا حکیم مبارک حسین صاحب اور منشی ظہور علی صاحب کے واقعات کافی ہین جو وہ خود تحریر فرماتے ہین۔

حکیم مبارک حسین صاحب کی بیعت کا واقعہ

حکیم مبارک حسین صاحبؒ عربی و فارسی کے مشہور ادیب تھے شاعر بھی تھے تصوف مین چند کتابین نظم و نثر مین آپ کی تصنیفات سے مقبولِ خاص و عام ہین۔ آپ اپنی خرقہ پوشی کا واقعہ خود عین الیقین مین تحریر فرماتے ہین جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۴ ر شوال ۱۳۰۳ھ کو جب کہ میری عمر غالباً تیئیس ۲۳ برس کی ہوگی مجھے تہ بند عطا ہوا مجھے بیعت مولینا سید فخر الدین احمد المعروف بہ حکیم بادشاہ نقشبندی علیہ الرحمۃ سے تھی۔ مین جب بنظر تحصیل و تکمیل فن طبابت الہ آباد گیا تھا اُنھین دنون مین میری نقشبندیہ طریقہ سے تعلیم ہوئی تھی مین نے کتب طب بھی مولنا علیہ الرحمۃ سے پڑھی تھین جب تک مولنا زندہ رہے مین برابر خدمت عالی مین حاضر رہا۔ جب مولنا نے وصال فرمایا تو اجرائے مطب کے خیال سے پٹنہ رہنے کا اتفاق ہوا خلاف مذاق آدمیون کی صحبت نے بیکار کردیا چندے اپنے معمولات سے الگ ہوگیا۔ اُسی زمانہ مین حضور پُرنور عظیم آباد تشریف لائے اور خان بہادر سید فضل امام صاحب کے مکان پر قیام فرمایا۔ مین بھی خدمت عالی مین حاضر ہوا تو حکیم یعقوب صاحب خیرآبادی نے عرض کیا کہ یہ بڑے سیاح ہین بغداد وغیرہ کی تمام سیر کرآئے ہین۔ یہ سنکر حضور نے مجھسے بمبئی کی کیفیت پوچھی بغداد شریف۔ کربلائے معلی اور نجف اشرف کا حال دریافت فرمایا جہان تک میرا علم تھا عرض کیا۔ اسکے بعد تین سال تک بدستور مطب وغیرہ مین مصروف رہا۔ اسی درمیان مین مجھے کلکتہ جانے کا اتفاق ہوا۔ میرے اکثر اعزا وہان تھے ایک عزیز نے کہا کہ یہان ایک درویش رہتے ہین اُن سے ضرور ملو مین اُن بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوا تو دیکھتے ہی اُنھون نے فرمایا ؎

گر نبودے ذاتِ حق اندر وجود
آب و گل را کے ملک کردے سجود

پھر اُن بزرگ سے مذاق آمیز گفتگو ہوتی رہی وقت رخصت شاہ صاحب نے فرمایا تم نے بہت دیر کی پھر ملنے جانا
مین اپنے جائے قیام پر آکر کھانے وغیرہ سے فارغ ہوا اور سو رہا خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ وہی شاہ صاحب
جگا رہے ہین۔ چونک کر بھی دیکھا تو اُن کو موجود پایا اس کے بعد مین پھر سو گیا تو تھوڑی دیر کے بعد شاہ صاحب
کو بیدار کرتے ہوے پایا۔ تین بار یہی کیفیت ہوئی صبح کو ایک دوست کے ہمراہ شاہ صاحب کی خدمت مین گیا
دیکھتے ہی فرمایا کہ رات تو خوب سوئے مین نے کہا مہمان نوازی خوب کی پھر شاہ صاحب نے یہ کہکر رخصت کر دیا
"تلاش کرو"، مین رخصت ہوکر عظیم آباد آیا یہان وحشتِ دل اور بڑھ گئی اکثر شب کو دریا کی طرف چلا جاتا کبھی
احباب مین جا بیٹھتا ایک دن کچھ بزرگانِ دین کا ذکر آیا تو میرا قصد ہوا کہ مین اس زمانہ کے بزرگون سے ملون
چنانچہ اُسی دن مین روانہ ہوا اور پہلے دیوہ شریف حاضر ہوا وہان پہونچکر معلوم ہوا کہ حضرت امام الاولیا سہالی
تشریف لیگئے ہین اُسی وقت سہالی گیا یہ بستی دیوہ سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے مین جسوقت قدمبوس ہوا
حضور پر نور نے متبسم ہوکر ارشاد فرمایا کہ "آگئے اچھا جاؤ مزے کرو"، مین نے کچھ مطلب اس ارشاد کا نہ سمجھا جہان اور
لوگ بیٹھے تھے وہین مین بھی جاکر بیٹھ گیا۔ یہان حضور پر نور کے بعض اہل ریاضت فقرا کے حالات سُنکر اور بھی
وحشت ہوئی پھر جب میری طلبی ہوئی تو مین حاضر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا "جاؤ جاؤ یہان دوئی کا گذر نہین ہے
تم تو مرید ہو چکے ہو جاؤ اُسی کو کرو"، اس ارشاد کو سُنکر مین نے اپنے دل مین کہا خیر یہ اپنی قسمت یہان نہ سہی
کہین اور سہی مگر جو سوال مکنونِ خاطر ہے اُسکا جب تک جواب نہ ملیگا مین نہ جاؤنگا پھر آپ نے طلب فرمایا اور
دو تین باتون کا جواب دیکر ارشاد فرمایا کہ اچھا جاؤ ہفتہ عشرہ مین عظیم آباد آؤنگا تو تم سے ملونگا۔

مین حضور سے رخصت ہوکر الہ آباد پہونچا اُسوقت یہان چند فقرا کاملین وقت سے تھے جو مختلف اوضاع مین
تھے اُن سے ملاقات ہوئی بالاتفاق سب نے یہی مشورہ دیا کہ استقلال سے نہ گذرنا اور نہ گھبرانا اسکے بعد
مین حضرت مولنٰنا شاہ فخرالدین رحمۃ اللہ علیہ (جنکے ہاتھ پر مین سلسلۂ نقشبندیہ مین بیعت ہوا تھا) کے مکان پر
آیا اور جناب مولوی مسیح الدین صاحب جو مولنٰنا کے صاحبزادہ اور جانشین ہین اُن سے ملاقات کی جناب
موصوف کو مجھ سے دلی ربط ہے۔ نہایت عنایت فرماتے ہین مولوی صاحب سے عرض کیا کہ جب سے مولنٰنا
علیہ الرحمۃ نے وصال فرمایا ہے۔ میرے دل کی عجیب حالت ہے اب آپ میری دستگیری فرمائیے۔

مولوی صاحب نے فرمایا کہ کہین تم پر جناب امام الاولیا حاجی سید وارث علی شاہ صاحب کی نظر تو نہین پڑی
مین نے عرض کیا وہین سے ہوتا ہوا آیا ہون مولوی صاحب نے فرمایا اب زمانہ مین کون اُن کے برابر ہے۔
بہت مناسب ہے جہان تمھارا حصہ ہو کوشش کرو"، ایک روز رہکر سیدھا عظیم آباد چلا آیا ایک ہفتہ کے بعد
حضور پر نور عظیم آباد تشریف لائے مین حاضر خدمت عالی ہوا تو فرمایا کہ "جاؤ"، اب جب مین حاضر ہوتا تو
یہی فرماتے کہ "جاؤ جاؤ"، مین نے ایک ساقی نامہ لکھکر پیش کیا تو آپ نے خوش ہوکر ارشاد فرمایا کہ
"تو ازلی شاعر ہے"، اسکے بعد ایک ہولی کی فرمائش ہوئی مین نے ہولی لکھکر پیش کی دو تین دن کے بعد
حضور پر نور سیوان تشریف لے گئے مین بھی ساتھ تھا جس وقت اسٹیشن سیوان پر آیا دل کی اور ہی حالت
ہوئی اُسوقت کی عنایت و رحمت بیان سے باہر ہے دیکھا جو دیکھا اور سُنا جو سُنا۔ گورکھپور تک حضور کے ہمراہ
گیا اسکے بعد حضور سے رخصت ہوا۔ دو تین مہینے کے بعد پھر حاضر خدمتِ عالی ہوا تو فتحپور مین شرف قدمبوسی

نصیب ہوا ایک مثنوی لکھکر پیش کی جس پر حضور پُر نور بہت خوش ہوئے پھر ایک شجرہ عربی مین بہ تعمیل ارشاد عالی لکھکر پیش کیا۔

دیوہ شریف تک حضور کے ساتھ گیا اسکے بعد رخصت ہوا۔ مین عظیم آباد واپس آیا تو دل کو کمال انتشار رہنے لگا اسی حالت مین ایک مثنوی فارسی زبان مین مثنوی مولنا روم علیہ الرحمۃ کے طرز پر لکھنے کا اتفاق ہوا۔ اسمین جو کچھ لکھا ہے اپنا واقعہ ہے ایک شب کا ذکر ہے کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ مجھے لوگ زرد رنگ کا کفن پہناتے ہین مین نے اُن لوگون سے دریافت کیا کہ کیا ماجرا ہے زندگی مین کیون کفن پہناتے ہین۔ اس اثنا مین کیا دیکھتا ہون کہ بہت سے آدمی جنازہ لئے جا رہے ہین۔ مین نے پوچھا کس کا جنازہ ہے یہان پر مجھے یاد نہین کہ لوگون نے کیا جواب دیا مگر اتنا کہہ سکتا ہون کہ آواز آئی پانی لاؤ مین جلدی سے پانی لیکر گیا تو دیکھا کہ اپنا ہی جنازہ ہے یہ خواب دیکھکر سخت تشویش ہوئی۔

جب مثنوی فارسی ختم ہو چکی تو پھر حاضر خدمتِ عالی ہوا اب کی دیوہ شریف مین شرف ملازمت نصیب ہوا۔ حضورِ انور مثنوی ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہوئے اتفاقاً اُس شجرۂ عربی کو جسے مین نے لکھا تھا آپ خود میرے سامنے پڑھنے لگے اُس وقت دل قابو سے جاتا رہا اور گریہ بے اختیار شروع ہو گیا حضور انور نے گلے سے لگا لیا مین نے فوراً تہ بند کی تیاری کی اور جناب سیّد معروف شاہ صاحبؒ بینظیر شاہ صاحبؒ مولوی بشارت حسین صاحب کے ہمراہ تہ بند لیکر حاضر ہوا حضور نے اپنا احرام شریف مجکو مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا "لو یہی کفن ہے اِس کو پہن لو" اُس وقت اس خواب کی تصدیق ہوئی مین نے تہ بند باندھا اور ترک لباس کیا۔

آپ نے سید عبدالاحد شاہ میرا نام رکھا جل شانہٗ بزرگون کی بات کوئی کیا سمجھ سکتا ہے یہ سب ازلی معاملات ہین ورنہ کہان مین اور کہان یہ نعمت یہ سب آپ کی بندہ نوازی ہے سچ ہے ؎

	بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق	اگر ملک باشد سیاہ ہستش ورق	

سید عبدالاحد شاہ صاحب کی بیعت کا واقعہ حضور انور کے طرزِ عمل کو صراحت سے بتاتا ہے کہ آپ دوسرے بزرگون کے مُریدون کو بیعت فرمانے سے کس قدر احترازہ فرماتے تھے۔ باوجود اُن کی اضطرابی حالت اور خُدا طلبی کے ذوق وشوق کے آپ نے یہی جواب دیا کہ "جاؤ جاؤ یہان دوئی کا گذر نہین ہے تم مُرید ہو چکے ہو جاؤ اُسی کو کرو"

جب اُنھون نے اپنے پیر کے جانشین اور صاحبزادہ مولوی سیح الدین احمد صاحب سے دریافت کر لیا تو حضور نے خرقہ مرحمت فرمایا۔ مولنا سید عبدالاحد شاہ صاحب حضور پُر نور کے ممتاز خرقہ پوشون مین گذرے ہین بڑے صاحب تصرف درویش تھے۔ آپ کا فارسی کلام نہایت مقبول ہے تجر تخلص تھا اس موقع پر دو تین غزلین تبرّکاً برسبیل تذکرہ درج ذیل کی جاتی ہین جو حقیقتہً اُن کے قلبی جذبات کا آئینہ ہین ؎

	ساقیا بنگر ہمہ این عالم ایجاد مست	بادہ مست وجام مست و مطرب اُستاد مست	
	ستیِ روزِ ازل رنگ دگر پیدا نمود	سبزہ مست و سرو مست و قمری و شمشاد مست	
	جوشِ مستی چون علم زد بر دل و بر سینہ ہا	کوہ مست و کاہ مست و وامق و فرہاد مست	
	مستیِ مستان وحدت مست کردہ در نظر	آب مست و خاک مست و آتش ہم باد مست	

مستِ مستِ بادۂ روزِ الستان راببین — حسن مست و عشق مست و عاشق ناشاد مست
این چہ مستیہاست پیدا یارب اندراین جہان — تیغ مست و حلق مست و مفتی و جلاد مست
رخ سوئے صحرا بکن ورخیلِ مستان کن نظر — نعرہ مست و آہ مست و نالہ و فریاد مست
بوالعجب نیرین ما جرائے جوشِ مستی بوالعجب — درد مست و رنج مست و خود ستم ایجاد مست
ذوقِ مستی حلاوت تازہ بنگر در جہان — ہجر مست و وصل مست و سہو مست و یاد مست

عالمے رامست کردہ این شرابِ وارثی
لیلی و مجنون مست و شاہ عبدالآد مست

من مستِ شرابِ عشق ذاتم — بیرون ز حدودِ این صفاتم
تا ساغرِ بیخودی کشیدم — بیخوف ز بیم بُرد ماتم
تا لذّتِ دردہا چشیدم — سیراب ز چشمۂ حیاتم
تا مژدہ رسید از جنابے — مفتونِ عطاے آن براتم

عالم ہمہ گشت این تحیّر
زین مذہب و ملتِ صلواتم

ہر زمان شکلِ دگر پیدا کنی — جانِ عالم بیشتر شیدا کنی
گاہ گوئی لن ترانی از زبان — گہ تجلّی بر سرِ طور کنی
گاہ گوئی خود انا الحق از خودی — گاہ خود را پیشِ حق رسوا کنی
در لباس و کسوتِ مخلو قہا — گہ بہ پوشی گاہ واویلا کنی

اے تحیّر نوش جامِ وارثی
تا کجا فکرِ رہ انشا کنی

دل فارغ ز بندِ کاکلِ آن فکار میخواہم — وگرنہ مرگِ پیش از وقت را ناچار میخواہم
بگویم فاش سرِّ عالم تمثال و ہم معنی — ولے بہر شنودن محرمِ اسرار میخواہم
گناہم نیست غیر از عشقِ حسنِ دلربا دیگر — من انصاف از جنید و شبلی و عطّار میخواہم
رہا کن تا بمیرم سرخوش از جوشِ ولائے او — نہ من این جبّہ و سجّادہ و دستار میخواہم

بہ شکوہ تر زبان دیدیم یارانِ طریقت را
تحیّر زین سبب ترکِ وطن ناچار میخواہم

مولانا تحیّر رحمۃ اللہ علیہ کا جو کلام بغرض استفادۂ ناظرین درج کیا گیا ہے اُس سے آپکے عاشقانہ مذاق کا پتہ چلتا ہے آپ بڑے صاحبِ نسبت درویش گذرے ہین آپ کے وصال کا واقعہ بھی نہایت حیرت انگیز ہے۔ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی تحریر فرماتے ہین کہ جب آپ بیمار ہوئے تو دیوہ شریف ہی مین تھے۔ نواب عبدالشکور خان صاحب وارثی رئیس اعظم دھرم پور ضلع بلند شہر نے حضور پُرنور کی خدمت عالی مین درخواست کی کہ اگر حکم ہو تو ان کو مین اپنے مکان پر لیجاؤن اور علاج کراؤن حضور انور نے

جواب دیا کہ "تمہارے بھائی ہین تمہین اختیار ہے"۔ نواب صاحب موصوف سید عبدالآد شاہ صاحب کو دھرم پور لے گئے اور متعدد طبیبون کو دکھایا مگر سب نے متفقہ طور پر نبیت سے ناامیدی کا اظہار کیا کیونکہ مرض لاعلاج ہو چکا تھا۔ حکیم عبدالآد شاہ صاحب جس مکان مین ٹھہرائے گئے تھے ایک مولوی صاحب بھی اُسی مکان مین رہتے تھے جنکو سید عبدالآد شاہ صاحب سے بہت اختلاف تھا اور اُن کے طریق درویشی کو نہایت مخالفانہ نظر سے دیکھتے تھے۔ اِس وجہ سے مولوی صاحب نے ان کے قربت و عیادت سے بھی احتراز کیا۔ اور سید عبدالآد شاہ صاحب کے جائے قیام سے کسی قدر فاصلہ پر ایک مکان مین اقامت فرمائی دوسرے دن قریب تین بجے کے سید عبدالآد شاہ صاحب کا وصال ہو گیا طبیبون نے نبض وغیرہ دیکھ کر کہہ دیا کہ اب ان مین کچھ نہین ہے۔ نواب عبدالشکور خان صاحب وارثی اپنے باغ واقع شکور گنج مین مزار مبارک کے لئے جگہہ تجویز کرنے کو تشریف لے گئے یہ باغ نواب صاحب کی کوٹھی سے تھوڑے فاصلہ پر ہے۔ یکایک سید عبدالآد شاہ صاحب کے قلب سے اِک آواز پیدا ہوئی۔ جو رفتہ رفتہ اِسقدر بلند ہوئی کہ جس کمرہ مین مولوی صاحب موجود تھے وہان تک پہونچی۔ یہ اللہ اللہ کی آواز تھی اُسوقت بہت مجمع ہو گیا تھا نواب عبدالشکور خانصاحب نے یہ ماجرا دیکھکر ایک جوابی تار دیوہ شریف کو حضور پُر نور کی خدمتِ عالی مین ارسال کیا۔ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی نے اس تار کا مضمون حضورِ انور کی خدمتِ عالی مین عرض کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جواب دیدو ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را

جس وقت یہ جواب دھرم پور پہونچا نواب صاحب نے سید عبدالآد شاہ صاحب کی لاش کے قریب یہ ارشاد سُنایا تو وہ آواز بند ہو گئی۔ یہ ۲۳۔ ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ ہجری کا واقعہ ہے ۳ بجے دِن سے سات بجے رات تک چار گھنٹہ یہ آواز جاری رہی بعد ازان نواب صاحب کے باغ مین دفن کیے گئے۔ اور مزار مبارک نہایت عُمدہ اور خوبصورت بنایا گیا اُن کا عُرس بھی ہر سال ریاست کی جانب سے ہوتا ہے آخر کار مولوی صاحب بھی حکیم سید عبدالآد شاہ صاحب تجرّد کے کمالِ فقر و روشنی کے قائل ہوئے سچ ہے ؎

(از مولنا تحیّر وارثی)

جسم خاکی مظہر انوار شد	تیرہ خاک از فیضِ او گلزار شد
ہیچ ناید کار این گفت و شنید	تا نہ بیند ہر حق از چشم دید

منشی ظہور علی صاحب کی بیعت کا واقعہ

آپ کی بیعت کا واقعہ بھی سید عبدالآد شاہ صاحب کے واقعۂ بیعت سے مِلتا جُلتا ہوا ہے۔

منشی ظہور علی صاحب بازید پور صوبۂ بہار کے ایک مقتدر خاندان کے بزرگ تھے اور سلسلۂ عالیہ وارثیہ کے ممتاز فقرا مین گذرے ہین۔ پیشتر حضرت سید محب علی صاحب عرف شاہ مسافر قادری قلندر رحمتہ اللہ علیہ سے شرف بیعت رکھتے تھے۔ سلسلۂ عالیہ وارثیہ مین داخل ہونے کا واقعہ خود تحریر فرماتے ہین جو حسب ذیل ہے۔

"مین سرہن مین تحصیلدار تھا۔ ۱۱۔ ربیع الثانی ۱۲۹۵ھ ہجری کی شب کا واقعہ ہے اُس وقت میری عُمر

چالیسوین سال سے چند ماہ متجاوز تھی کہ مین نے صبح صادق کے وقت ایک خواب دیکھا جو یہ ہے کہ میرے والد ماجد کے پیر و مرشد اور خود میرے پیر و مرشد حضرت شاہ محب علی صاحب عرف شاہ مسافر قادری قلندر قدس سرہٗ تشریف لائے اور مجھسے فرمایا کہ تم کو مردانِ خدا کے دیکھنے کی آرزو ہے حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب حسنی الحسینی دیوہ شریف سے باڑہ جاتے ہین۔ میرے ساتھ چلو کہ مین تم کو اُن کی خدمت مین پہونچا دون۔ مین نے تعمیل ارشاد کی اور حضرت پیر و مرشد کے ہمراہ بارگاہِ وارثی مین حاضر ہوا تو حضور پُرنور نے اپنے آغوش مبارک مین لے لیا اور فرمایا کہ ''یہ محبوب ہے اور مجھسے ہے''

اِس کے بعد آنکھ کھل گئی مین نے گیارھوین شریف کا کھانا وغیرہ تقسیم کیا اور سہرن سے چلدیا رات کو قصبہ باڑہ مین پہونچا حضور جس مکان مین رونق افروز تھے اُس کا دروازہ بند تھا۔ رحیم شاہ صاحب خادم قدیم بارگاہ وارثی نے جاکر عرض کیا کہ وہ تحصیلدار جو رات کو اپنے پیر و مرشد کے ہمراہ آئے تھے حاضر ہوئے ہین اُسی وقت دروازہ کھلا جسوقت مین حاضر ہوا تو حضور پُرنور اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی میرے ہاتھ سے ملتے رہے۔ جب تک حضور کا قیام رہا مین باڑہ ہی مین مقیم رہا اِس واقعہ سے ایک عرصہ کے بعد ۱۴ شعبان المعظم سنہ ۱۳۱۸ھ کو حضور نے بمقام آرہ جب خان بہادر مولوی نصیر الدین صاحب وارثی سی آئی ای مدار المہام ریاست بھوپال کی کوٹھی مین مقیم تھے مجکو خرقۂ عالی سے سرفراز فرمایا۔ اور معانقہ کی عزّت بخشی اور فصیحت شاہ نام رکھا۔

حضرت فصیحت شاہ صاحب قلندر وارثی جیسے صاحبِ نسبت اور ممتاز درویش گذرے ہین ایک زمانہ واقف ہے آپ نہایت ذی علم اور شاعر بھی تھے۔ مشہور ہے کہ آپ کا فارسی کلام بہت ہے مگر مختلف طور پر چھپا ہے ایک غزل بطور نمونہ ہدیۂ ناظرین ہے ؎

اے ز کثرت بر رُخ وحدت نقاب انداختے
طالبان را زین حجاب اندر عذاب انداختے

چون مرا دیدے بروئے خود نقاب انداختے
چہ حجابست این کہ خود را در حجاب انداختے

گرچہ من مست و خرابم طاعتم را رد مکن
چون درین کارم بہ اُمیدِ ثواب انداختے

از نگہ دزدیدہ دزدیدی متاع جان و دل
دزد و زلفِ عنبرین در پیچ و تاب انداختے

کیست در عالم کہ در دل طالبِ دیدار نیست
تخمِ عشق اندر دلِ ہر شیخ و شاب انداختے

زان تجلّائے صفاتِ تو کہ شد بر کوہ طور
موسئِ عمران را در اضطراب انداختے

عاشقِ بیباک را باشد چہ خوف از یوم حشر
دفترِ اعمال ما را چون در آب انداختے

ابر و دیم رہ ریختے در بزم خود کردے خجل	این بطِ مے پرتکالی را بہ آب انداختے

شد فضیحت چون گدائے کوئے تو در عشق تو	این گدا را از چہ رو در اضطراب انداختے

حکیم سید عبدالآد شاہ صاحب اور فضیحت شاہ صاحب کے واقعاتِ بیعت سے ظاہر ہے کہ حضورِ انور کے عادات وصفات مین یہ بات داخل تھی کہ کسی بزرگ کے مرید کو بیعت نہین فرماتے تھے۔ اگر اس قسم کے بعض واقعات پیش آئے ہین تو اُن کی خاص صورتین ہین جیسی کہ ان دونون بزرگون کی مذکور ہوئی ہین کہ خود اُن کے پیرانِ طریقت کی خواہش سے حضورِ انور نے اِن کو خرقۂ عالی سے سرفراز فرمایا ایسے اکثر واقعات ہین کہ اِس زمانہ کے بزرگون نے اپنے صاحبزادون کو اور مُریدین خاص کو حضورِ انور سے بیعت ہونے کے لیے بھیجا ہے۔

شاہ بدرالدین صاحب کی بیعت کا واقعہ

آپ حضرت سیدنا شاہ شمس الدین صاحب قادری چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند رشید ہین۔

حضرت شاہ شمس الدین صاحب اِس زمانہ کے مشہور و معروف بزرگون مین گذرے ہین پیشتر حضرت حاجی غلام رسول صاحب خلیفۂ حضرت آخون جی سوات نبیری رح سے بیعت تھے اپنے پیر و مرشد کے حکم سے بارہ برس تک سیاحی مین رہے۔ اور اسی زمانۂ سیاحت مین حج بیت اللہ بھی کیا۔ ہندو فقرا مین بھی عرصہ تک رہے بعد سیاحت جب اپنے مرشد برحق کی خدمت مین حاضر ہوئے تو اُنھون نے ارشاد فرمایا کہ پیرانِ کلیر شریف مین حاضر ہو اور ۱۴۔ ربیع الاوّل کو ۱۲ بجے شب کے جو بزرگ مزار اقدس پر ملین اُن سے بیعت ہو جاؤ۔

چنانچہ حضرت شاہ شمس الدین علیہ الرحمۃ نے ایسا ہی کیا مگر اُن بزرگ نے بمشکل تمام بیعت فرمایا اور حضرت سیدنا مخدوم صابر صاحب رضی اللہ عنہ کے مزار پُرانوار کی طرف اِشارہ کرکے فرمایا کہ ان کے سپرد ہو۔ اِس کے بعد جو کیفیت گذری اُس کا اظہار حضرت شاہ شمس الدین صاحب نے نہین فرمایا ایک غزل اُسی رات مین تصنیف فرمائی تھی جسکا مطلع یہ ہے ؎

تصدق اپنے مرشد کے کہ جسنے ہمکو دکھلایا	جمالِ عارضِ زیبا علاؤ الدین صابرؒ کا

حضرت مولٰنا شاہ شمس الدین صاحب کا طریقِ درویشی سراپا عشق و محبت پر مبنی تھا بڑے صاحبِ کمال درویش گذرے ہین سہارنپور اور پنجاب کی طرف آپ کے بکثرت مُرید ہین۔ چار بزرگون کو خلعتِ خلافت سے بھی سرفراز فرمایا ہے۔

۱۱۔ ذیقعد سنہ ۱۳۱۳ھ کا واقعہ ہے کہ جب آپ کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ کے صاحبزادہ بدرالدین صاحب نے درخواست بیعت کی شاہ شمس الدین صاحب نے اُن کی تسکین فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جو تمھارا حصہ ہے وہ تمکو مِل جائے گا مگر مین بیعت نہین لون گا۔ مین تم کو وصیت کرتا ہون کہ تم حضرت امام الاولیا حاجی سید وارث علی شاہ صاحب قبلہ سے بیعت ہو جانا اور شادی نہ کرنا۔ اگر تم حضرت حاجی صاحب قبلہ سے بیعت نہوگے تو مین قیامت مین دامنگیر ہون گا۔ یہ بھی فرمایا کہ اِس زمانہ مین حضرت حاجی صاحب قبلہ کے سوا کوئی فقیہ نہین ہے

ہان بزرگ اور بھی ہین۔ اِس وصیت کے دوسرے دِن رحلت فرمائی آپ کے صاحبزادہ بدرالدین صاحب خود تحریر فرماتے ہین کہ مجکو کچھ دنون اِس ارشاد کی یاد تازہ رہی پھر رفتہ رفتہ یہ خیال دِل سے اُتر گیا۔

جمادی الاول سنہ ۱۳۱۲ھ مین مین نے ایک خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ تمھارے والد بُلاتے ہین اور اِس قصبہ سے پورب کی طرف ایک باغ مین مقیم ہین اُن کی جانب مین چلا تو دیکھا کہ راستہ مین ایک سانپ زمین کے دونون جانب گھُسا ہوا ہی ہین اُسکو نکالنے لگا تو وہ نہین نکلا ایک شخص نے چاقو دیا کہ اِس سے کاٹ دو تب نکلے گا مین نے اُسکو بیچ سے کاٹ دیا تو وہ باہر آگیا پھر آگے بڑھا تو ایک دریا اُس باغ سے اِدھر کو دیکھا وہان کوئی کشتی نہ تھی۔ مین نے گھبراکر آواز دی کہ مین کس طرف سے آؤن۔ والد صاحب قبلہ کو مین نے دیکھا کہ اُس باغ مین ذکر کر رہے ہین۔ میری آواز کو سُنکر میری جانب متوجہ ہوگئے اور فرمایا کہ پورب کے راستہ تک آ جاؤ گے تو مجھ تک پہونچو گے۔ اسکے بعد میری آنکھ کھُل گئی صبح کو دل ہی دل مین مین نے اُس خواب کی تعبیر خیال کی کہ بیعت ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ مین دیوہ شریف مین حاضر ہوا بیعت ہونے کے بعد حضرت شاہ فضل حسین صاحب وارثی سجادہ نشین شاہ ولایت کی خانقاہ مین مقیم ہوا جسوقت مین اپنے بستر پر آرام کرنے لگا میرے دل مین وسوسہ پیدا ہوا کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ بیعت کرنا نہین جانتے۔ سب کے سامنے مجکو بیعت فرمالیا حالانکہ بیعت تنہائی مین ہوتی ہے کیونکہ مین نے اپنے والد صاحب کے اور دیگر بزرگون کے طریقے دیکھے تھے۔

غرضکہ اِسی قسم کے خیالات اور خدشات قلب پر گذرتے رہے۔ صحن مکان مین ایک چبوترے پر شاہ فضل حسین صاحب وارثیؒ رونق افروز تھے اُنھون نے مجکو خود بخود طلب کیا اور فرمایا کہ تم نے فقیر کہان دیکھے ہین تمھارے والد البتہ فقیر تھے جو تم کو ایسا حکم دے گئے۔ کیا وہ خواب تم کو یاد نہین ہے۔ وہ سانپ یہی خیال ہے اور چاقو ہماری باتین ہین۔

شاہ فضل حسین صاحب وارثی کے ارشاد سے مجھے اپنا خواب یاد آیا۔ مین نے اپنے والد بزرگوار کی وصیت اور اِس خواب کا تذکرہ کسی سے نہین کیا تھا۔ حضرت شاہ صاحب کے اِس ارشاد سے میرے تمام خیالات فاسد دور ہوگئے اور اِس خیال نے دِل مین گھر کرلیا کہ جب مُرید اسقدر روشنضمیر ہے تو پیر کی کیا حالت ہوگی۔

مین اِسی خوف سے تمام دِن بارگاہِ وارثی مین حاضر نہین ہوا۔ حضرت شاہ فضل حسین صاحب نے شام کے وقت فرمایا کہ تم آج بارگاہِ عالی مین کیون حاضر نہین ہوئے۔ مین نے عرض کیا کہ خوف سے اُنھون نے کہا کہ وہ کچھ نہین فرمائین گے تم جاؤ یہ تو ہین لوگ اوچھے ہین جو کہہ دیتے ہین وہ بحرِ ذخار ہین۔ مین اُن کے ارشاد سے بارگاہ عالی مین حاضر ہوا تو حضورِ انور نے مجھے دیکھکر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ "جاؤ بچھرایون مین ہمارے بہت مرید ہین" حالانکہ اُس وقت دو مرید ایک قادر شاہ صاحب اور دوسرے حافظ عبدالمجید صاحب تھے مگر اِس ارشاد کا ظہور بعد مین ہوا کہ اسوقت تقریبًا دو سو شخص حضور کی غلامی کا شرف رکھتے ہین۔ پھر حضور نے مجھے تہبند عطا کیا اور ارشاد فرمایا کہ کسی سے سوال نہ کرنا چاہیے دم نکل جائے اور اپنے والد کے مزار پر رہنا اگر تم یہان نہ آتے تو وہ قیامت مین تمھین پکڑے پکڑے پھرتے" پھر حاضرین سے ارشاد فرمایا "یہ خاندانی فقیر ہوئے ہین" اور اوگھٹ شاہ خطاب مرحمت ہوا۔ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب کا ایک شعر ہے ؎

گھٹ گھٹائی گھاٹ نہ اوگھٹ جانے نا جانے کو نو راہ	کرپا بھئی گورو وارث کی جو ہوگئے اوگھٹ شاہ

حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی کو آخر زمانہ میں مکتوب نویسی کی خدمت سپرد تھی حضور انور کے ارشاد عالی سے چند سال سیاحی بھی کی ہے اور اِس زمانہ کے اکثر بزرگوں سے ملے ہیں۔ پھر اون ضلع مراد آباد میں اپنے والد بزرگوار کے مزار پر حضور انور کے ارشاد فیض بنیاد کے بموجب قیام رکھتے ہیں۔

مدنی شاہ صاحب کی بیعت کا واقعہ

مدنی شاہ صاحب مدینۂ طیبہ کے رہنے والے تھے۔ نہایت حسین و خوبصورت شخص تھے۔

حضرت مولانا شاہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد سے حضور انور کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور خرقۂ عالی حاصل کیا کچھ عرصہ تک حضور پرنور کے حکم سے غلہ وغیرہ ترک کر دیا تھا اور سیاحی کرتے تھے۔ اِسی زمانہ سیاحی میں مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب جج مرحوم اور مولوی محمد شفیع خان صاحب جج میرٹھ کے ہمراہ بیت اللہ شریف اور مدینۂ طیبہ بھی گئے تھے۔ اگرچہ یہ عربی تھے مگر لباسِ فقر میں آئے تو بارگاہِ وارثی سے اِن کو وہ آنکھ مرحمت ہوئی کہ مسجد مندر گرجا میں جہاں جاتے ایک ہی شان دیکھتے۔ کفر و اسلام کی تفریق اُن کے قلب سے زائل ہو گئی تھی۔ مولوی علی احمد خان صاحب وکیل آگرہ تحریر فرماتے ہیں کہ آخر میں ایک دو سال آگرہ میں مقیم رہے تمام دن ایک گوشائیں کے ساتھ شہر میں گشت کرتے۔ مندروں میں گوشائیں کے ساتھ جاتے اہلِ ہنود جیسی تعظیم گوشائیں کی کرتے ویسی ہی مدنی شاہ صاحب کی کرتے اہلِ ہنود اُن کی بہت تعظیم کرتے تھے اُن مندروں میں جانے سے بہت خوش ہوتے تھے۔ شب کو دریائے جمن آگرہ کے کنارے ایک بسرات کی برجیوں پر مدنی شاہ اور گوشائیں بسر کرتے تھے۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء میں دریائے جمن کے کنارہ ہی پر مدنی شاہ صاحب نے انتقال فرمایا ان کی قبر قبرستان پیر گیلانی میں تجویز ہوئی۔ ان کا مزار خان بہادر مولوی محمد شفیع صاحب نے پختہ بنوایا اور سنگ لوح نصب کرائے تاریخ وفات حسب ذیل ہے ؎

(از ہاشمی صفی پوری)

مدنی شاہ عرب سے جو عجم میں آئے	شاہ وارث نے کیا وارثِ علم عرفان
مدنی شاہ گئے شاہِ مدینہ کے حضور	آگرہ سے مدنی شاہ ہوئے خُلد مکان
خاص مرشد کے یہ عاشق تھے مدینہ والے	چاند پہلے چھپا پھر مہر ہوا ہائے نہاں

ہاشمی مصرعِ تاریخ ہے سالِ ہجری
مدنی شاہ گئے خُلد میں سیاحِ جہان

ایسے اکثر واقعات ہیں کہ اس زمانہ کے محترم بزرگوں نے لوگوں کو حضور انور کی خدمت عالی میں استفادۂ روحانی کی غرض سے بھیجا ہے اور بعض کو خود حضور سیدِ عالم فخر بنی آدم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اشارۂ روحانیت ہوا ہے جیسا کہ واقعات ذیل سے ظاہر ہوگا۔

دارا خان صاحب کی بیعت کا واقعہ

صاحب تحفۃ الاصفیا لکھتے ہیں کہ شہر لکھنؤ میں ایک نہایت دولتمند شخص دارا خان نامی تھے نوابی شان تھی ہر وقت مصاحبین کا مجمع رہتا تھا۔ ایک روز وہ اپنی حالت پر افسوس کرنے لگے کہ عرصہ سے مجھے اس بات کا

خیال ہے کہ کاش کوئی ایسا ولی کامل ملتا جو میری رہبری کر کے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرا دیتا۔ ایک شب کا واقعہ ہے کہ دارا خان نے خواب مین حضور سرورِ عالمؐ کی زیارت کی اور دو بزرگونکو ہمراہ دیکھا جن مین سے ایک صاحب نے قدمبوسی کا اشارہ کیا اُنھون نے چاہا کہ اپنی آنکھین پائے مبارک سے ملین کہ اتنے مین آنکھ کھل گئی دارا خان کو بہت افسوس ہوا اسی حالت مین نماز فجر کے لئے مسجد مین آئے اور نماز سے فارغ ہو کر اُسی خواب کے تصور مین بیٹھ گئے۔ یہ بیٹھے ہی تھے کہ حضور انور کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا دارا خان آپ کو دیکھکر نہایت مضطربانہ حالت سے قدمبوس ہوئے اور بار بار کہتے تھے کہ مین حضور کو خوب پہچانتا ہون آپ حضرت سرور کائنات کے ہمراہ تھے اور آپ ہی نے مجکو قدمبوسی کا اشارہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ دو جوش مین نہ آؤ، وہ خوش نصیب اور بیدار بخت حضور کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے اور ۱۲۔ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۳ھ مین اُنھون نے اِس مسرت مین اپنے احباب کو ایک پر تکلف دعوت دی اور دوسرے سال حضور انور کے حکم سے عازم بیت اللہ ہوئے۔

مولوی کبیر الدین صاحب کی بیعت کا واقعہ

مولانا مولوی سید عبد الغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری مدظلہ العالی (مترجم طبقات الکبرٰے وغیرہ) تحریر فرماتے ہین کہ غازی پور کے رہنے والے مولوی سید کبیر الدین صاحب یہان حیدرآباد دکن مین اسکول ماسٹر تھے۔ ایک مرتبہ اُنھون نے مجھسے بیان کیا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے عالمِ رویا مین ارشاد فرمایا ہے کہ حاجی وارث علی شاہ سے بیعت ہو جاؤ اس لیئے مین حضرت حاجی صاحب قبلہ کی بیعت سے مشرف ہونا چاہتا ہون۔ مین نے اُن کو جواب دیا کہ مین دو تین ماہ کے بعد وطن جاؤن گا اور آپ کے ساتھ لیجا کر مُرید کرا دون گا مگر اُن کو ایسا ذوق و شوق تھا کہ اُنھون نے کہا مین اتنے عرصہ تک انتظار نہین کر سکتا۔ مین اسی تعطیل مین جاکر مُرید ہو جاؤن گا۔

چنانچہ وہ تیار ہو گئے اور جس مہاجن سے وہ قرض لیا کرتے تھے اُس سے مانگا تو اُس نے اپنی عادتِ مستمرہ کے خلاف اِس مرتبہ فوراً قرض دیدیا۔ حالانکہ وہ شخص بغیر دو تین مرتبہ دوڑائے ہوئے کبھی قرض نہین دیتا تھا۔ جب یہ جانے والے تھے تو اُن کی تعطیل کے کل آٹھ یا سات دِن رہ گئے تھے۔ چلتے وقت اُنھون نے مجھسے دریافت کیا کہ آستانۂ عالی پر باہر سے آنے والون کے لئے کیا انتظام ہے تو مین نے جواب دیا کہ وہان نواب عبد الشکور خان صاحب اور ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب کی طرف سے پورا انتظام ہے۔ آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ مولوی کبیر الدین صاحب بیان کرتے تھے کہ جب مین لکھنؤ سے بارہ بنکی جانے لگا تو مولانا فضل رحمٰنؒ صاحب کے ایک مُرید کا ریل مین ساتھ ہو گیا اُن کے استفسار پر مین نے بیان کیا کہ مین مُرید ہونے کے لئے دیوہ شریف جا رہا ہون اُن بزرگ نے کہا کہ حاجی صاحب قبلہ کسی کو ٹھہرنے نہین دیتے اگر تم چاہتے ہو کہ وہان ایک شب قیام رکھو تو آخر وقت مین جانا۔ مولوی کبیر الدین صاحب باوجود اسکے کہ دس بجے رات کے وقت بارہ بنکی پہونچ گئے تھے مگر یہ رات وہین گذار دیا اور شب کے وقت دیوہ شریف مین پہونچے۔ اطلاع ہونے پر فوراً بلا لئے گئے جیسے ہم قدمبوسی سے مشرف ہوئے حضور انور نے ارشاد فرمایا۔ دو فقیر کے یہان آئے ہو تو کہا ہے [illegible]

ٹھہرنے کو کہتا ہون نہ جانے کو جس کا دل جتنے دنون تک ٹھہرنے کا ہو ٹھہرے " مولوی کبیرالدین صاحب کہتے تھے کہ مجھے سخت ندامت ہوئی کہ کیون مین نے سارا دن بارہ بنکی مین ضائع کیا۔ دوسرے دن مرید ہو کر رخصت ہوئے اور حیدرآباد آتے ہی پچاس روپیہ سے ڈیڑھ سو روپیہ کے ملازم ہوگئے دوسرے سال جب حاضرِ خدمت ہوئے تو حضور نے میان ظہور اشرف صاحب یا کسی اور خادم سے متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ یہ تو اپنے گاؤن کے امیر اور رئیس آدمی ہین " جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی کبیرالدین صاحب کی شادی اپنے گاؤن مین ایک رئیس کی اکلوتی لڑکی سے ہوئی جس کی دو تین ہزار روپیہ منافع کی جائداد ہے۔

نادر شاہ کابلی کی بیعت کا واقعہ

حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی تحریر فرماتے ہین کہ اکثر خُدّام و مریدین و زائرین بارگاہ عالی مین موجود تھے کہ کہ نادر شاہ کابلی آستانۂ عالی پر حاضر ہوئے اور حضور پرنور کو دیکھتے ہی جوش محبت سے نہایت بے تکلفانہ انداز سے لپٹ گئے ہم لوگون کو اُن کی اس حرکت پر تعجب تھا مگر حضورِ انور کے خُلقِ عظیم سے واقف تھے اسلئے ساکت و دم بخود رہے۔ نادر شاہ نے حضورِ انور سے اپنی زبان مین کچھ عرض کیا جس کا جواب حضور پرنور نے اُنھین کی زبان مین ارشاد فرمایا اسکے بعد وہ باہر چلے آئے جب اُن کے ساتھ ہم لوگون کی نشست ہوئی تو اُن سے گفتگو کا موقع مِلا اُنھون نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میرا مکان علی مسجد سرحد کابل مین ہے نادر شاہ نام ہے ہم سات بھائی ہین مجکو عبادت سے شوق ہے۔ عرصہ سے مجھے یہ خیال تھا کہ کاش کسی کامل کی زیارت ہو۔ مین دُعائین مانگتا تھا اور ہمہ تن آرزو تھا کہ مجھے کسی طرح یہ معلوم ہو جائے کہ اِس وقت بھی کوئی جناب علی مرتضیٰ شیرِ خدا کا جانشین ہے یا نہین۔ اِس خیال نے بڑھتے بڑھتے یہانتک ترقی کی کہ مین اس مین بالکل منہمک ہوگیا اور عیش و راحت جاتی رہی۔ بس یا علی وظیفہ تھا ایک شب کو مین نے دیکھا کہ دو بزرگ مسجد مین تشریف لائے جن مین سے ایک بزرگ نے دوسرے بزرگ کی طرف دیکھکر اشارہ کیا کہ یہ اسوقت میرے جانشین ہین اور ان کا نام وارث علی ہے۔ ہندوستان مین قیام ہے۔ جب میری آنکھ کُھلی تو مین دیوانون کی طرح سب سے دریافت کرتا تھا لوگ میری وحشت پر مضحکہ کرتے تھے۔ اور مجکو پتہ نہین چلتا تھا کہ کس شہر مین قیام ہے۔ آخر مین نے خدا پر بھروسہ کر کے ہندوستان کا رُخ کیا اور راولپنڈی لاہور دیکھتا ہوا دہلی آیا جامع مسجد دہلی مین جمعہ کی نماز کے لئے گیا۔ جن بزرگ کی طرف جناب علی مرتضیٰ نے اشارہ ہوا تھا مین اُن کا لباس پہچانتا تھا۔ جامع مسجد دہلی مین نماز جمعہ کے بعد مین دروازہ پر کھڑا ہو گیا مجکو اُسی لباس کے ایک درویش نظر آئے نہایت اضطراب و شوق سے مین اُن کے پاس گیا اور نام پوچھا تو اُنھون نے معصوم شاہ نام بتایا مین نے اُن سے دریافت کیا کہ تمکو یہ لباس کہان سے مِلا اُنھون نے دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی کا پتہ بتایا۔ مجھے نہایت مسرت ہوئی اور مین دہلی سے یہان حاضر ہوا۔

حضور کو دیکھتے ہی مین نے پہچان لیا کہ یہ وہی مبارک صورت ہے جو جناب علی مرتضیٰ نے دکھائی تھی۔ اِسکے بعد نادر شاہ کابلی بیعت ہوئے اور اُنھون نے عربی و فارسی اردو کے مختلف شجرے طلب کئے اور فرطِ انبساط سے کہنے لگے کہ لوگ میرے خیال پر مضحکہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اِسوقت زمانہ مین کوئی ایسا نہین ہے مین اُن لوگون سے کہونگا اور یہ شجرے دکھاؤنگا کہ مین اپنی تمنا مین کامیاب ہوا۔ مُرید ہونے کے بعد

اُنھون نے لباسِ فقر کی درخواست کی مگر حضورِ پُرنور نے اُس وقت منظور نہین فرمایا اور یہ حکم دیا کہ "فی الحال تم اپنے مکان پر جاؤ تین سال کے بعد فقیر بنائے جاؤ گے۔ خبردار کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرنا"

جب تین سال کے بعد نادر شاہ کابلی حضور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوئے تو وہ حضورِ انور کی ناسازئے مزاج مبارک کا زمانہ تھا اُنھون نے تہبند کی خواہش ظاہر کی چنانچہ حضورِ پُرنور کے وصال سے ایک روز قبل وہ خلعتِ فقر سے ممتاز کئے گئے اور فقیر شاہ اُن کا نام رکھا گیا اور یہ ارشاد ہوا کہ "یہان سے ابھی چلے جاؤ" اُسی شب کے آخر حصہ مین حضورِ انور نے وصال فرمایا جس وقت یہ خبر فقیر شاہ نے سُنی فوراً ایک چیخ ماری اور جان کو جان آفرین کے سپرد کردیا ؎

مریض اپنے مسیحا کے پاس جا پہونچا

کلّن شاہ صاحب کی بیعت کا واقعہ

حاجی اوگھٹ شاہ صاحب مکتوب نویس بارگاہ وارثی ضیافت احباب مین کلّن شاہ صاحب کا ایک عریضہ نقل کرتے ہین جو حضورِ انور کی خدمتِ عالی مین پیش ہوا تھا اور جس کا مضمون حسبِ ذیل ہے۔

"اِس کمترین کو گھر سے نکلے ہوئے بیس سال کا عرصہ ہوا اب سے آزاد ہو کر حضرت جلال الدین شاہ صاحب گنجوری سے بیعت کی اُنھون نے جو کچھ تعلیم کیا مین کرتا رہا۔ پھر نو سال تک حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندرؒ کے در کی خدمت کی اور وہان سے اجمیر شریف جانیکا حکم ہوا تین ماہ تک وہان حاضر رہا پھر وہان سے کرنال کا حکم ہوا۔ پھر حضرت قلندر صاحب کا حکم ہوا کہ تم میران صاحب کی خدمت کرو اب خاکسار میران صاحب کے در پہ حاضر ہے اور چراغ بتّی کی خدمت کرتا ہے۔ اب میران صاحب کا حکم ہوا ہے کہ تم حاجی وارث علی شاہ صاحب سے بیعت کرو۔ ہمکو حاجی صاحب کی بیعت منظور ہے۔ اب خدا کے واسطے کمترین کو اپنی بیعت مین داخل کیجیے اور میرے حال پر رحم فرمایئے ......"

حضورِ انور کی خدمتِ عالی مین جب کلّن شاہ صاحب کا عریضہ پیش ہوا تو آپنے اُنکی التجا کو قبول فرمایا اور تسلی بخش جواب دیا۔ اسکے بعد کلّن شاہ صاحب کی حالتین جو تغیر ہوا اور وہ جس نسبتِ عالی سے سرفراز ہوئے اُس سے اہلِ کرنال بخوبی واقف ہین۔

عبدالرحمٰن صاحب حیا کی بیعت کا واقعہ

حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی عبدالرحمٰن صاحب کا عریضہ جو بیعت سے متعلق ہے ضیافتِ احباب مین نقل کرتے ہین جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

"عرصہ دراز سے میری یہ تمنا تھی کہ مین کسی ایسے بزرگ سے بیعت ہونگا جو مجھے اپنا سا کرلے اور جلوۂ جانان بےحجاب دکھادے۔ حضور والا۔ مجکو عام رسم و رواج کے موافق بیعت ہونا نہ تھا اس وجہ سے مُرید ہونا بہت مشکل جانتا تھا کیونکہ مین سُن چکا تھا کہ پیر ہونا آسان ہے مگر مرید ہونا دشوار۔ چنانچہ ایک ہفتہ ہوا کتاب کرشمۂ وارث میرے مطالعہ مین تھی۔ بیدم شاہ صاحب کے اشعار پُرعرفان سے یہ ضرور معلوم ہوا کہ ؎

اسے شیخ تو چیزے دیگری

لہذا آج شبِ جمعہ کو علی الصّباح مین نے یہ خواب دیکھا کہ جناب محبوب خدا شافع روزِ جزا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ایک مسجد مین رونق افروز ہین اُس مجلس مبارک مین بہت سے اولیاء اللہ شریک ہین اور دونون شاہزادے حضرات حسنین علیہم السلام بھی تشریف فرما ہین۔

جناب سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات مجھسے ارشاد فرماتے ہین کہ اے عبدالرحمٰن مرحبا ہم تجھے بہت پیارا سمجھتے ہین۔ مگر بغیر واسطہ کے ہم تک آنا درست نہین۔ اِس ارشاد کو سُنتے ہی حضرت خواجۂ خواجگان سُلطان الہند نے حضرت محبوب الٰہی نظام الدین قدس سرہٗ سے کچھ میری بابت فرمایا۔

حضور محبوب الٰہی نے میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک مین لیکر حضور کے دستِ مطہر مین دیدیا۔

اور حضور نے بڑی خوشی سے اُسی مجلس اقدس مین مجھے سلسلۂ چشتیہ نظامیہ مین بیعت فرمایا۔

اور حضور نے مجھے "محبوب شاہ" خطاب دیا اِسکے بعد آنکھ کُھل گئی تو دیکھا کہ اوّل وقت نماز کا ہے مین نے اِس نعمت کو نعمتِ غیر مترقبہ سمجھا۔ اور اِس خواب کو اسرار جانا سوائے حضور کے یہ خواب کسی سے نہین کہا ہے"

مندرجۂ بالا واقعات سے ظاہر ہے کہ اکثر لوگ جناب محبوب خدا سرورِ انبیا علیہ التحیۃ والثنا اور جناب شیرِ خدا شاہِ لافتی علی مرتضیٰ کے اشارات روحانیت سے حضور کے دست بیع ہوئے ہین۔

بعض واقعات دیگر اقسام کے بھی سماعت مین آئے جو اپنی نوعیت مین بے نظیر ہین اور اُن سے اکثر نتائج مترتب ہوتے ہین جو حضور پُرنور کی کمالِ روحانیت پر دال ہین۔

محمد علی ساکن اجمیر شریف کی بیعت کا واقعہ

منشی عبدالغنی خانصاحب رئیس پورہ غنی خان ضلع رائے بریلی لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ حضورِ پُرنور کی خدمتِ عالی مین حاضر تھا ایک صاحب حضورِ پُرنور کی خدمتِ بابرکت مین حاضر ہوئے اور آتے ہی مرید ہوگئے اور قیام پذیر ہوئے جب اُن سے ملنے جُلنے کا اتفاق ہوا تو ہر قسم کی باتین ہونے لگین اُن کا نام محمد علی تھا ایک روز بر سبیل تذکرہ اُنھون نے اپنے آنے کا اور بیعت کا واقعہ بیان کیا جو حسبِ ذیل ہے۔

"میری سکونت اجمیر شریف محلہ مدار دروازہ کی ہے مین پنجاب مین سوارون مین ملازم تھا میرا رسالہ چھاؤنی کوہاٹ کی طرف گیا تھا مین اتفاق سے اُس رسالہ سے بچھڑ گیا دو روز تک پہاڑیون مین سرمارتا پھرا تیسرے دِن ایک پہاڑی پر مجکو ایک بزرگ ملے اُنھون نے کھانے کے لئے دریافت فرمایا مین نے خواہش ظاہر کی تو اُنھون نے درخت کی جانب اشارہ فرمایا وہان کھانا موجود تھا مین نے خوب سیر ہوکر کھایا اور پانی پیا اِس کے بعد مین نے التجا کی کہ مجکو میرے لشکر مین پہونچا دیجئے اُنھون نے فرمایا کہ آنکھین بند کرلو مین آنکھین بند کرکے بیس قدم چلا تھا کہ آنکھین جو کھولتا ہون تو رسالہ مین سوارون کے ساتھ ہون مجھسے کسی نے یہ دریافت نہین کیا کہ تم دو تین دن کہان رہے۔ مین اپنے دل مین خیال کرتا تھا کہ مجکو کوئی غیر حاضر نہین سمجھتا یہ کیا بات ہے جب مین نے لوگان سے کہا کہ تین دِن میری جگہ کون کام کرتا رہا اُنھون نے کہا یہ عجیب سوال ہے تم کیا کہین گئے تھے۔ روز تو ہمارے ساتھ رہے۔ مجکو حیرت تھی کہ یہ کیا معاملہ ہے کا ایک مُلازمت سے دِل اُچاٹ ہوگیا اور مین نے استعفا دیدیا۔

کوہاٹ سے رخصت ہوکر ڈیرہ غازیخان مین آیا وہان سے تیس کوس کے فاصلہ پر حضرت شاہ سُلیمان صاحب کا مزار مبارک ہے مین نے قصد کیا کہ وہان کے صاحب سجادہ سے بیعت ہوجاؤن۔

مین شام کو پہونچا اور کھانے وغیرہ سے فارغ ہوکر سو گیا اُسی شب کو خواب مین دیکھا کہ

مزار مبارک سے وہی بزرگ برآمد ہوے جنھون نے پہاڑ پر رہنمائی کی تھی اُنھون نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے گھر جاؤ یہان بیعت ہونیکی ضرورت نہین ہے۔ مین نے صبح کو اُٹھکر اجمیر شریف کا قصد کیا یہان آکر حضور خواجۂ غریب نواز کے روضۂ مبارک پر تین دن مراقب رہا۔ تیسرے دن بشارت ہوئی کہ اودھ کی طرف جاؤ وہان تم کو پیر ملین گے مجھے اس ارشاد سے یہ پریشانی ہوئی کہ اودھ کی طرف جانیکا علم ہوا ہے یہ معلوم نہین کہ کس شہر یا قصبہ مین جاؤن۔

ڈھائی دن کے جھونپڑے مین ایک درویش حضرت شاہ صادق علی صاحب رہتے ہین مین نے اُن سے جاکر اس واقعہ کا تذکرہ کیا تو اُنھون نے مجکو ایک اسم تعلیم فرمایا کہ اسکو پڑھکر سو رہو مین نے تعمیل ارشاد کی اُسی وقت خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا کہ تمھارے پیر کا نام حاجی وارث علی شاہ ہے اور دیوہ مین قیام ہے پیادہ پا چلے جاؤ لکھنؤ سے قریب دیوہ ہے وہان ملین گے اب جو یہان آکر آپ کی صورت دیکھتا ہون تو اور بھی حیرت مین ہون یہی مبارک صورت تھی جو پہاڑ مین خضر راہ ہوئی اور یہی بزرگ شکل ہے جو حضرت شاہ سلیمان صاحب کے مزار پُرانوار سے برآمد ہوئی تھی۔

یہی ہین جنھون نے اجمیر شریف مین اودھ کی بشارت دی تھی اور شاہ صادق علی صاحب کے اسم بتانے پر جن بزرگ نے خواب مین پتہ اور نام بتایا وہ بھی یہی ہین حق یہ ہے کہ آپ نے ہر جگہ میری دستگیری فرمائی اور خدا کا شکر ہے کہ مین تصدیق و یقین کے ساتھ بیعت ہوا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے حقیقی معنی سمجھ گیا۔

چار دن تک محمد علی سوار دیوہ شریف مین مقیم رہے پھر رخصت ہو گئے۔

مسکین شاہ صاحب کی بیعت کا واقعہ

مسکین شاہ صاحب بھی حضور انور کے ممتاز فقرا مین گذرے ہین الہ آباد وغیرہ کی جانب آپ کے بکثرت مُرید ہین کوٹ ضلع فتحپور ان کا وطن تھا حضور پُرنور سے بیعت ہونے کے بعد راجہ پور ضلع باندہ مین دریا کے کنارے سکونت اختیار کر لی تھی۔

سید علی اصغر صاحب وارثی متوطن شاہ پور ضلع فتحپور ہسوہ لکھتے ہین کہ مین نے ایک مرتبہ حضرت مسکین شاہ صاحب سے اُن کے اختیار درویشی کا واقعہ پوچھا تو اُنھون نے فرمایا کہ میرے دل مین یکایک خیال پیدا ہو گیا تھا کہ فقیری و خداطلبی ہی مایۂ زندگی ہے۔

چنانچہ اس خیال نے رفتہ رفتہ یہانتک استحکام حاصل کیا کہ ایک خاص اُمنگ پیدا ہو گئی اور مین صحراؤن مین پہاڑون مین عرصہ تک سرگردان پھرتا رہا اتفاق وقت سے ایک درہ کوہ مین مجکو ایک نہایت ضعیف العمر درویش ملے جنکے سر پر بہت بڑے بڑے بال تھے اور ایک جگہ بیٹھے رہنے کے باعث اُن کے بالون مین دیمک سی لگ گئی تھی۔ مین اُن کے قدمون پر گر پڑا پہلے تو وہ غیظ و غضب سے مجھے دیکھنے لگے مگر جب مین نے اسکی کچھ پروا نہ کی اور عرض کیا کہ اب آپ کے قدمون کو چھوڑ کر نہ جاؤن گا تو بڑی دیر کے بعد اُنھون نے فرمایا کہ تم اپنا حق حضرت سیدنا حاجی وارث علی شاہ صاحب قبلہ کے دربار سے پاؤ گے مین نے اُن سے پتہ اور نشان دریافت کیا اور دیوہ شریف حاضر ہوا تو حضور نے مجھے دیکھتے ہی تبسم آمیز لہجہ سے ارشاد فرمایا کہ "اپنا حق لینے کو آگئے" مین نے سر جھکا لیا۔ تھوڑے دنون بعد حضور انور نے

خلعت فقر سے سرفراز فرمایا۔ اور مسکین شاہ نام رکھا اور ارشاد فرمایا کہ "ہم نے مسکین نہیں بنایا بلکہ امیر بنایا ہے"
مسکین شاہ صاحب رح کے واقعاتِ زندگی نہایت حیرت انگیز ہیں بڑے متوکل اور مستغنی المزاج اور بے پروا درویش تھے۔ ہزارون نے آپ سے روحانی استفادہ کیا۔ یہ حضور انور کا بسنت نہایت دھوم دھام سے کرتے تھے اب بھی اُن کے مریدین عقیدت گزین اُسی تزک و احتشام سے تقلید شیخ مین حضور انور کے تبرکات وغیرہ کی زیارت اور نذر و نیاز کا اہتمام بلیغ کرتے ہین۔

حضور انور کے بیعت ہونے والون کے واقعات بھی اکثر و بیشتر نہایت اہم ہین یہ بات مشہور ہی کہ جو لوگ حضور انور کے مخالف ہوتے تھے وہ سامنے آتے آتے بیعت ہو جاتے تھے۔ بعض کو بغیر آئے ہوئے غائبانہ ہدایت ہوتی تھی جیسا کہ سید علی حامد شاہ صاحب سجادہ نشین سانڈی ضلع ہردوئی تحریر فرماتے ہین کہ شاہ آباد ضلع ہردوئی کے ایک مقتدر رئیس (جو حکیم ضامن علی صاحب مرحوم کے عزیز تھے) نہایت دیندار اور متشرع بزرگ تھے۔ حضرت سیدنا حاجی صاحب قبلہ کے سخت مخالف تھے ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحب کی تشریف آوری کی خبر گرم ہوئی تو انھون نے بہت ہی مخالفانہ اور درشت لہجہ مین الفاظ نازیبا استعمال کیے۔ نماز عشا سے فارغ ہو کر مکان پر گئے شب کو خدا جانے اُن پر کیا واقعہ گذرا کہ صبح ہوتے ہوتے بارگاہِ وارثی مین حاضر ہوئے اور نہایت گرمجوشی سے قدمبوس ہو کر بیعت ہو گئے۔ بیعت ہوتے ہی ان پر عجیب از خود رفتگی کا عالم پیدا ہوا اسوقت احباب اُنکو چھیڑتے تھے کہ وہ زہد و اتقا کیا ہوا تو وہ شرمندہ ہو جاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ کچھ نہ پوچھو۔ اُنھون نے حضرت کی شان مین ایک دیوان بھی لکھا تھا جو نصف ہو گیا تھا کہ مکان مین آتش زدگی کے سبب سے ضائع ہو گیا مخالفت رکھنے والون کو بھی مختلف طریقون سے ہدایت ہوئی ہے۔

ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کی بیعت کا واقعہ

جناب مولوی حسام الدین احمد صاحب قبلہ فضلی (پنشنر ڈپٹی کلکٹر) مؤلف انوار العیون ولباس المحجوب وغیرہ رئیس سراوہ ضلع میرٹھ تحریر فرماتے ہین کہ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب سنہ ۹۲ یا ۹۳ء مین نچھو ضلع بارہ بنکی مین ڈاکٹر تھے اُنھون نے خود اپنی بیعت کا واقعہ مجھسے بیان کیا تھا جو یہ ہے کہ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب حضرت حاجی صاحب کو ایک خلاف شرع درویش سمجھتے تھے اور بد عقیدہ تھے ڈاکٹر صاحب کے ایک بھائی مکان سے اُن کے پاس آئے اور حضرت حاجی صاحب سے بیعت ہونے کا ارادہ ظاہر کیا۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے خیال کے بموجب اُن کو منع کیا لیکن وہ واپسی کے وقت مرید ہوتے ہوئے اپنے مکان کو گئے اور وہان سے ڈاکٹر صاحب کو اطلاع دی کہ مین مرید ہو گیا۔

اور حضرت صاحب قبلہ نے وقت رخصت ایک کاغذ مرحمت فرمایا جسپر ایک آیت لکھی ہوئی تھی۔

اور اُس آیت مین موت کا مضمون تھا ڈاکٹر صاحب کو یہ بات ناگوار گذری کہ اُن کے بھائی نے اُن کے منشا کے خلاف کیا ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کا بیان ہے کہ کچھ دنون کے بعد جب میرے بھائی کا انتقال ہو گیا تو مجھے خود اس بنا پر عقیدت پیدا ہو گئی کہ آپ کا وہ پرچہ عطا فرمانا جس مین موت کے مضمون کی آیت لکھی تھی خلافِ عادت تھا۔

مولوی فضل علی صاحب ڈپٹی کلکٹر کی بیعت کا واقعہ

قاضی محمد الیاس صاحب غازی پوری ناقل ہین

کرمولوی فضل علی صاحب ڈپٹی کلکٹر جو فتح پور ہسوہ کے رئیس تھے نہایت پُر مذاق تھے۔ انگریزی تعلیم یافتہ اور نیز نوجوان ہونے کے باعث وہ بیعت ہونے والون کا مذاق اُڑایا کرتے تھے۔ مرزا قاسم جان صاحب وارثی مرزاپوری سے اُن کو خاص ربط و اتحاد تھا جب وہ پیری مریدی کی باتین سُنتے استہزا کرتے۔

اور اکثر ہم لوگون سے کہتے تھے کہ تم کس خبط مین مبتلا ہو یہ سب کھیل تماشا ہے مرزا قاسم جان صاحب اُن سے کہتے تھے کہ جب تک تم سرکار عالم پناہ کے روبرو نہین جاتے جب تک یہ خیال ہے سامنے چلے جاؤ اور مُرید نہو تو ہم جانین وہ اِس قسم کی باتون پر اور بھی ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ ہم قائل ہی نہین ہین۔

ایک مرتبہ دیوہ شریف سے حضورِ انور بارہ بنکی تشریف لائے تو مولوی عزیز الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر کے ہمراہ مولوی فضل علی صاحب بھی حضور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوئے قاضی محمد الیاس صاحب غازی پوری نے حضورِ انور سے اطلاع کی حضورِ انور نے اُن دونون صاحبون سے معانقہ فرمایا اور شفقت سے دونون کے ایک ایک گھونسا مارا اور مولوی فضل علی صاحب سے صرف اتنا ارشاد فرمایا کہ ”تم بھی آگئے“ دیر تک باتین ہوتی رہین اسکے بعد حضور سے رخصت ہوکر مولوی عزیز الدین صاحب تو اپنے بنگلہ کو روانہ ہوئے اور مولوی فضل علی صاحب کی کچھ عجیب حالت ہوئی کہ بار بار ہم لوگون سے اضطراب کے ساتھ کہتے تھے کہ ہم کو مُرید کرا دو اور ہمارے سب گھر والون کو بیعت کرا دو صبح ہی کو حضورِ انور لکھنؤ تشریف لیجانے والے تھے اُنھون نے یہان تک اصرار کیا اور اتنا مجبور کیا کہ ہم لوگون نے حضورِ انور کی خدمتِ بابرکت مین التماس کیا کہ مولوی فضل علی صاحب بیعت ہونا چاہتے ہین اور حضور کی دعوت کی بھی آرزو رکھتے ہین۔ کل حضور پُر نور قیام فرمائین تو مناسب ہو حضور نے دونون باتین منظور فرمائین مگر ایک دن کا قیام اور منظور نہین فرمایا اور دوسرے دن بارہ بجے دن کی گاڑی سے لکھنؤ جانے کا قصد تھا اور یہ طے ہوا کہ حضورِ انور صبح کو جائے قیام سے رخصت ہوکر مولوی فضل علی صاحب کے یہان خاصہ تناول فرماتے ہوئے اسٹیشن پر تشریف لیجائین۔

چنانچہ دوسرے روز ۹ بجے دن کو حضورِ انور مرزا قاسم جان صاحب وارثی کے مکان سے مولوی فضل علی صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے مولوی فضل علی صاحب نے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر حضور پر نور کی دعوت کا اہتمام کیا تھا اور اپنے بنگلہ پر عید کے چاند کی طرح حضور کا انتظار کر رہے تھے۔

اور بار بار بیقرار ہوکر کہتے تھے کہ ابھی حضور تشریف نہین لائے آخر کو خود مع دیگر صاحبون کے اِس قصد سے اُٹھے کہ راستہ سے حضور کی پالکی کو خود اپنے کاندھون پر اُٹھا کر لائین۔

سو قدم کے قریب وہ گئے ہونگے کہ حضور کی پالکی مل گئی ڈپٹی صاحب نے مراسم آداب و تسلیم ادا کرنے کے بعد خود پالکی لے چلنے کے لئے منت سماجت کی مگر حضور نے منع فرمایا۔

جب حضور اُن کے بنگلہ پر پہونچے تو عجیب جوش مسرت کا عالم تھا اول ڈپٹی صاحب کے زنانہ مکان مین خواتین بیعت سے مشرف ہوئین اور بعد مین خود ڈپٹی صاحب شرف بیعت سے مستفید ہوئے شیرینی تقسیم ہوئی اور خاصہ وغیرہ تناول فرماکر حضورِ انور معہ خُدام و ہمراہیان کے رخصت ہوئے حضورِ انور کے سامنے جاتے جاتے مخالفت دور ہوجاتی تھی اور قلوب محبت کے انوار سے معمور ہوجاتا

کرتے تھے اور اس قسم کے واقعات آئے دن پیش آتے رہتے تھے۔

مولوی نور کریم صاحب قدوائی کی خرقہ پوشی کا واقعہ

مولوی نور کریم صاحب قدوائی کا واقعہ اگرچہ بیعت سے متعلق نہین ہے مگر خرقہ پوشی سے ضرور علاقہ رکھتا ہے اور اس واقعہ سے حضور پُر نور کی شانِ غیوری متحقق ہوتی ہے اور اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے کہ حضور انور سے بیعت ہونے کے بعد اگر کوئی شخص اپنی بدبختی سے حضور سے منکر ہو کر کسی اور توسل سے مدارج روحانی حاصل کرنا چاہتا تھا تو نتیجہ بالکل برعکس پیدا ہوتا تھا اور اُس وقت تک وہ نہین سنبھلتا تھا جب تک کہ خود حضور ہی اُس کی دستگیری نہین فرماتے تھے۔

چنانچہ منشی عبدالغنی خان صاحب وارثی رئیس پورہ غنی خان ضلع رائے بریلی تحریر فرماتے ہین کہ مولوی قاضی نور کریم صاحب قدوائی ساکن بڑاگانون ضلع بارہ بنکی نواب گنج مین طلبا کو درس دیتے تھے۔

نہایت پابندِ صوم و صلواۃ اور ذاکر و شاغل شخص تھے طلبِ حق کا شوق اُن کے قلب مین موجزن تھا مگر زہد و عبادت اور چیز ہے تصدیق اور چیز ہے ایک مرتبہ ان کے سامنے ذکر ہوا کہ مانک پور ضلع پرتاب گڈھ مین شاہ خدابخش صاحب جو صاحب سجادہ ہین وہ بڑے بافیض درویش ہین اون کے یہان اکثر لوگ فیض پاتے ہین مولوی نور کریم صاحب قدوائی کی زبان سے نکلا کہ ہم کو تو حضرت حاجی صاحب قبلہ سے بیعت ہوئے دس بارہ برس گذر گئے لیکن ابھی تک کوئی نتیجہ نہین نکلا اُن لوگون نے مشورہ دیا کہ تم مانک پور چلے جاؤ۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف وہان گئے اور طالب ہو کر ذکر و شغل کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔

اِس واقعہ کو دو ماہ گذرے ہونگے کہ حضور پُر نور بڑے گانون مین تشریف لے گئے۔ یہان حضور انور نے مولوی صاحب کو دریافت فرمایا تو لوگون نے عرض کیا کہ وہ حضور کی جانب سے بدعقیدہ ہو گئے مانک پور مین ذکر و شغل سیکھ رہے ہین۔

یہ سنتے ہی غیرتِ وارثی کو حرکت پیدا ہوئی اور حضور نے بیساختہ ارشاد فرمایا کہ "وہ سڑی سودائی ہے اُسکو تمیز ہی کیا ہے"

حضور انور کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ مولوی صاحب سڑی سودائی ہو گئے اور برہنہ مادرزاد ہو کر مانک پور مین گلی گلی پھرنے لگے چند روز مین یہ خبر مولوی نور کریم صاحب کے مکان پر پہونچی سب نے سمجھ لیا کہ حضور کی پھٹکار کا سبب ہے دو تین ماہ کے بعد پھر حضور انور بڑے گانون مین تشریف لائے اسوقت اتفاق سے مولوی نور کریم صاحب بڑے گانون مین موجود تھے۔

حضور کی تشریف آوری پر مولوی صاحب کے اعزا و اقربا سب کے سب حاضر ہو کر آپ کے قدمون پر گر پڑے اور منت و زاری سے عرض حال کیا۔

حضور کا رحم و کرم تو مشہور ہے فوراً اُن کو بُلانے کا حکم دیا یہ سُنتے ہی لوگ اُن کو لینے کے لئے گئے تو دیکھا کہ وہ ایک جوتیون کا ہار گلے مین ڈالے ہوئے ایک گدھے پر سوار ہین اور بستی کا چکر لگا رہے ہین بالکل مادرزاد برہنہ تھے اِسی ہیئت سے وہ حضور کی خدمت عالی مین لائے گئے اُن کے اعزا و اقربا نے جب اُنکو اس شکل سے دیکھا تو بے اختیار شور نالہ و فریاد بلند کیا اور حضور کی خدمت عالی مین عرض کی کہ یا تو یہ اپنی اصلی حالت پر

آ جائین ورنہ ہم لوگ بھی زیست سے تنگ ہین اور موت کے لئے تیار ہین حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ "مولوی صاحب کو غسل کراؤ" اور اپنا ملبوسِ مبارک عطا فرمایا کہ اِس کو پہنا دُ۔

جیسے ہی غسل کے بعد وہ لباسِ اطہر اُن کو پہنایا گیا وہ اپنے ہوش مین آگئے اور حضور کے قریب پہونچکر نہایت ادب وتعظیم سے قدمبوس ہوئے اور گریہ وزاری سے اظہارِ ندامت کیا اُس روز سے مولوی نور کریم صاحب قدوائی نے حضور کا ساتھ نہین چھوڑا اور اپنی سابقہ بدعقیدتی پر بیشتر اوقات آبدیدہ رہتے تھے پھر تو فیضانِ وارثی نے اُن مین حُسنِ عمل کے ایسے چار چاند لگائے کہ وہ نورٌ علی نور ہوگئے۔ جن بزرگون نے اُن کو دیکھا ہے وہ بیان کرتے ہین کہ اُن کی حالت مین یکبیک ایسا تغیر ہوگیا تھا۔ جس کا سان وگمان بھی نہین تھا۔ ظاہری طور پر بھی اُن کو حضور کی ذات مین ایسی فنائے کامل ہوگئی تھی کہ خط وخال آواز وصورت نشست وبرخاست غرضکہ ہر ایک بات مین اُن کو حضور پُرنور سے مشابہتِ تامّہ حاصل تھی۔

مُدّت العُمر حضور کے ساتھ رہے مرض الموت مین حضورِ انور کے حکم سے اپنے مکان پر قیام کیا اور بعد وصال اپنے باغیچہ مین دفن ہوئے۔

یہ بات بھی شانِ وارثی کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے کہ حضور کے دیکھنے والے کی خواہ کیسی ہی حالت کیون نہ ہو جائے اور وہ کیسا ہی پلٹا کیون نہ کھائے مگر انجام کار حضور ضرور دستگیری فرماتے ہین اور وہ فیضانِ وارثی سے محروم نہین رہتا۔

حافظ احمد شاہ صاحب اکبرآبادی کی بیعت کا واقعہ۔

حافظ احمد شاہ صاحب کی سات یا آٹھ سال کی عمر ہوگی جب اِن کے والدین نے حضورِ انور کی غلامی مین پیش کردیا اِن کو اِس بیعت کا ہوش نہ تھا۔ اِن کی تعلیم ظاہری بھی اعلیٰ درجہ کی ہوئی اور زمانۂ طفولیت سے شباب تک اُن کو علمی مشاغل ہی سے سروکار رہا۔

ظاہری شریعت مین بڑے استوار تھے اور صحبتین بھی ایسی رہین جنکی وجہ سے یہ درویشی اور طریقِ درویشی کے سخت خلاف ہوگئے۔

قصور و برزخ کو علانیہ شرک کہتے تھے اور اپنے مرید ہونے کے بارہ مین اکثر کہا کرتے تھے کہ مین تو ناسمجھی اور بے شعوری کے زمانہ مین بیعت ہوا تھا یہ بیعت قابلِ وثوق نہین ہے۔

عرصہ تک اِسی خیال مین رہے یکایک اِنکی حالت مین خود بخود تغیر ہوا اور ان کے دِلمین خدا طلبی کے جذبات پیدا ہوئے مگر اِس پر بھی وہ حضورِ انور کی جانب سے خوش اعتقاد نہین ہوئے۔

اجمیر شریف پیرانِ کلیر شریف اور دیگر مقدس مزارات پر جا جا کر اُنھون نے ریاض کیا اور مراقب رہے مگر ہر ایک مقام پر اُنکو یہی اشارہ ہوا کہ جو کچھ حاصل ہوگا اُنھین سے ہوگا جنھون نے پہلے تمھارا ہاتھ تھام لیا ہے۔

اِن کی جو حالتین گذری ہین اُن کے متعلق ایک مفصل خط اُنھون نے چودھری خدا بخش صاحب وارثی کو لکھا تھا اور اپنی ایک مختصر سوانح عمری اپنے ہی قلم سے تحریر کی تھی جو فارسی زبان

مین ہے اور قلمی ہے راقم الحروف نے اُسکو چودھری خدا بخش صاحب کے پاس دیکھا ہے اُن حالات کو دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حافظ احمد شاہ صاحب نے جو حضور انور سے بے پرواہو کر دیگر ذرائع سے طلب حق کی کوشش کی اُسمین ذرہ برابر کامیاب نہین ہوئے۔

اور ہر جگہ سے مایوس ہوکر بارگاہِ وارثی مین حاضر ہوئے اور اپنی خطاؤن کا اعتراف کرکے معافی کے لئے استدعا کی اِسکے بعد جو حالت اُن کی ہوئی اُس سے ایک عالم آگاہ ہے۔ آزاد فقیر وہ مشہور تھے۔

حضورِ پرنور کے خاص جان نثارون مین اُن کا شمار تھا۔ خرقہ بھی مرحمت ہوا تھا وصال کے بعد حضورِ پُرنور کے آستانۂ عالی سے متصل اُن کا مزار تھا جس کو نواب عبدالشکور خان صاحب وارثی رئیس دھرم پور نے نہایت خوبصورت اور پختہ بنوا دیا ہے۔ لوحِ مزار پر شاہ شاکر صاحب وارثی کا یہ مصرعِ تاریخ وفات کندہ ہے ؎

عاشقِ جانباز احمد وارثی آزاد بود

سید محی الدین صاحب بیرسٹر کی بیعت کا واقعہ۔

حضورِ انور کی تاثیراتِ محبت سے کوئی خالی نہین رہتا تھا اور نہ آپ اُسکو کبھی چھوڑتے تھے جو آپ کی خدمتِ عالی مین پیش ہوجاتا تھا۔

معصوم بچون کے قلب مین بھی تاثیراتِ محبت اپنا کام کرکے رہتی تھین۔

سید محی الدین صاحب بیرسٹرابٹ لاکی بیعت کا واقعی بھی اِسی نوعیت سے علاقہ رکھتا ہے۔

سید صاحب موصوف مولنا مولوی سید عبدالغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری (مترجم طبقات الکبرٰے والکلم الروحانیہ وغیرہ) کے فرزند رشید ہین اُن کی بیعت کا واقعہ جناب مولنا ممدوح خود تحریر فرماتے ہین کہ اُن کی عُمر ۶ سال کی تھی جب اپنی والدہ اور دادی صاحبہ کے ہمراہ حضورِ پُرنور کی خدمتِ عالی مین پیش ہوئے۔

حضورِ انور نے شفقت سے اُن کی پُشت پر دستِ مبارک پھیر دیا جس کا یہ اثر ہوا کہ جب وہ جوان ہوئے تو خود بخود اُن کو حضور سے بیعت ہونے کی خواہش پیدا ہوئی حالانکہ کوئی ترغیب و تحریک نہین تھی۔

چنانچہ جب وہ علی گڈھ کالج کے میٹرک کلاس مین تعلیم پاتے تھے تو علی گڈھ سے اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ دیوہ شریف مین آئے اور خاص عیدالفطر کو وقتِ صبح بیعت سے مشرف ہوے۔

جب میٹرک کا امتحان دیکر علی گڈھ سے وطن جانے لگے تو پھر بصد اِشتیاق حاضر بارگاہ عالی ہوئے۔

حضورِ انور نے حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی سے فرمایا کہ "دکون ہین" اُنھون نے عرض کیا کہ سید محی الدین سید عبدالغنی صاحب کے فرزند ہین ارشاد فرمایا کہ "دکیون آئے ہین" عرض کیا گیا کہ میٹرک کا امتحان دیکر آئے ہین یہ سنکر فرمایا کہ "دیہ پاس ہوگئے" حاضرین مین سے کسی نے عرض کیا کہ ابھی تو امتحان دیکر آئے ہین حضورِ انور نے فرمایا "دہمکو کیا معلوم یہ پاس ہوگئے" چنانچہ وہ بفضلہ پاس ہوے۔ جب پھر حاضر ہوئے تو حضورِ پُرنور نے ارشاد فرمایا کہ ابھی تو یہ اور پڑھین گے اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنھون نے بغیر کسی رُکاوٹ کے علی گڈھ کالج سے ایف اے اور بی اے مین کامیابی حاصل کی اور اِسکے بعد ولایت گئے اور بیرسٹری مین کامیاب ہوکر واپس آئے۔

باوجود اعلیٰ مغربی تعلیم کے حضور پُرنور کی محبت کے انوار اُن کے قلب مین بدرجۂ غایت موجود ہین
جمالِ وارثی کا یہ ادنیٰ کرشمہ تھا کہ جسکی آپ پر نظر پڑ جاتی تھی وہ آپ ہی کا ہوجاتا تھا۔

اندیشۂ عشق تو خالی نہ بود یک دل	اے بانیِ جہان نہان چون جانِ تو پیدائی

شیخ حسین علی صاحب وارثی کی بیعت کا واقعہ

بعض واقعات بیعت ایسے بھی سماعت مین آئے ہین جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ قبلِ بیعت ہی وہ دولت تصدیق سے مالامال ہوگئے۔ جیسا کہ شیخ حسین علی صاحب متخلص نواب وارثی کا واقعہ ہے جسکو وہ خود تحریر فرماتے ہین۔

دوایک مرتبہ مین اپنا مکان بنوا رہا تھا اور مکان تیاری کے قریب تھا کہ نہایت زور شور سے پانی برسا اور اُس کا کچھ حصہ گر پڑا مین نے دعا مانگی اور عرض کیا کہ یا حضرت شاہ عبدالرزاق بانسوی رضہ آپ دعا کرین کہ میرا مکان بن جائے۔ یہ کہتے کہتے مین سوگیا دن مین میرا لڑکا سخت علیل ہوگیا تھا جسکی پانچ سال کی عُمر تھی پچھلی رات کو مین نے خواب مین دیکھا کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ فرماتے ہین کہ حسین علی جاؤ کہ پھلواری مین کھیرا لگا ہے اُسکو توڑ لاؤ۔ مین گیا اور دیکھا تو کھیرا ٹوٹا پڑا تھا واپس آکر مین نے عرض کیا کہ کھیرا ٹوٹا پڑا ہے اور کھانے کے قابل نہین ہے حضور نے فرمایا کہ وہ جانے دو خدا نعم البدل دیگا اور کھیرا اُسکی دوا ہوگا۔ صبح کو وہ لڑکا مرگیا مجھے بالکل رنج نہین ہوا سال بھر کے بعد لڑکا پیدا ہوا جو بفضلہ اب موجود ہے اور جس کا نام واجد علی سلمہ ہے۔

واجد علی کو بھی چار برس کے بعد وہی عارضہ ہوا اور دست اور قے متواتر ہونے لگے بارہ بنکی فیض آباد رونا ہی سب جگہ مین واجد علی کو لیکر علاج کے لئے گیا مگر کوئی صورت صحت کی پیدا نہ ہوئی بالآخر جب مین رونا ہی سے واپس ہوکر گدیہ مین آیا جہان واجد علی کی ننہال ہے تو ایک عورت کھیرے بیچتی ہوئی آئی اُس سے مستورات نے کھیرے خریدے اتفاق سے کچھ بیج اور کھیرے پلنگ پر پڑے رہ گئے اُس مریض بچہ نے وہ بیج اُٹھاکر منھ مین رکھ لئے مین نے دیکھا مگر شرم و لحاظ سے کچھ نہین کہا اُسوقت سے قے اور دست بند ہوگئے اور اُس نے دودھ بھی پیا آثارِ صحت نمودار ہونے لگے جب دو گھنٹہ گذر گئے تو میری خوشدامن صاحبہ نے کہا کہ تم لحاظ و ادب برطرف کرو اور یہ بتاؤ کہ لڑکے کے دو گھنٹہ سے قے اور دست کیون بند ہین۔

مین نے کہا کہ آپ باتون مین مصروف تھین یہ کھیرے کے بیج کھاگیا تب یکایک اُن کو خیال پیدا ہوا اور اُنھون نے کہا کہ تم کو اپنا خواب یاد نہین ہے حضرت حاجی صاحب قبلہ نے فرمایا کہ لڑکا ہوگا اور کھیرا اُس کی دوا ہوگی اُسوقت مجھے خیال آیا دو کھیرے رکھے ہوئے تھے وہ مسلسل طور پر تراش کر کھلائے گئے واجد علی کو بفضلہ صحت کلی ہوگئی ایک مرتبہ پھر واجد علی کو سخت علالت سے سابقہ پڑا تو بڑی دشواری سے کھیرا تلاش کیا گیا جب صحت ہوئی غرضکہ اُس کے علاج کے لئے کھیرا ہی اکسیر ہے۔

شیخ حسین علی صاحب کو اپنی تمنا کے موافق قبل بیعت یہ امتحان ہوا۔ اِن کی بیعت کا واقعہ بھی امتحان ہی پر مبنی ہے جس کو وہ خود تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ شکوہ آباد مین حضور پُرنور کا

مزاج مبارک ناسازہوگیا اور مین نے سنا کہ دیوہ شریف مین شاہ فضل حسین صاحب وارثی سجادہ نشین شاہ ولایت حضور کو لانے کے لئے شکوہ آباد گئے۔ جس دن وہ روانہ ہوئے ہین اُسکے دوسرے دن مین اپنے موضع سے نواب گنج جارہا تھا راستہ مین ایک جگھ کھڑے ہوکر مین نے پان کھایا اور اپنے دل مین عہد کیا کہ اگر آج حاجی صاحب قبلہ نواب گنج مین مل جائین تو واللہ بغیر مُرید ہوئے کھانا نہ کھاؤن۔

آگے چلکر مین خود بخود اپنے دل کو ملامت کرنے لگا کہ تو ایسے جلیل القدر بزرگ کی آزمایش کرتا ہے۔ پہلی آزمایش ہی مین کیا کم تجربہ ہوا ہے۔ غرضکہ مین نواب گنج پہونچا اور کچھ کپڑا وغیرہ ایک دوکان پر خرید رہا تھا کہ دیکھا حضور انور پالکی پر سوار تشریف لئے جاتے ہین۔ مین دوڑکر سامنے حاضر ہوا اور آداب بجالایا حضور انور نے پالکی رُکوا دی اور فرمایا کہ "دیکھو ن دل سے ایک ہین"۔ مین نے عرض کیا کہ مجھکو مُرید کر لیجیے پھر حضور نے کمرر ارشاد فرمایا کہ "دل سے ایک ہین"، مین سخت نادم و سر بزیر کھڑا ہوا تھا کہ حضور پُرنور نے فرمایا "تمھاری کچھ سزا ہونی چاہیئے اچھا جاؤ گدیہ سے شیخ منصب علی کو اپنے ساتھ لیکر ستر کھ مین آؤ جب مرید کرینگے"، مین نے عرض کیا کہ مین قسم کھاچکا ہون بغیر مرید ہوئے کھانا نہ کھاؤنگا حضور نے فرمایا کہ "ستر کھ مین کھانا"، مین بہ تعمیل ارشاد عالی گدیہ سے شیخ منصب علی کو اپنے ساتھ لیکر ستر کھ مین ۴ بجے دن کے حاضر ہوا آپ نے مجھے دیکھتے ہی میرے لئے کھانا منگایا جب کھانا آگیا تو فرمایا "اب کھانا سامنے ہے تسکین رہے گی آؤ مرید ہوجاؤ"، مرید ہونے کے لئے مین قریب حاضر ہوا تو پھر ارشاد فرمایا کہ "دل سے ایک ہین"، مین نے عرض کیا خواستگار معافی ہون حضور نے ارشاد فرمایا "ہم تم سے بہت خوش ہین وہ مرید کیا جو پیر کو جانچ کر مرید نہ ہوا اور وہ پیر کیا جو وقت پر کام نہ آئے وہ پیر مثل اُس درخت کے ہے جو تکلیف دہ ہوتا ہے"، مُرید کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ "اب ہمارے سامنے کھانا کھاؤ"، یہ حضور انور کی قوت روحانی تھی کہ حاضر و غائب کی خبرگیری فرماتے تھے۔

شیخ عبدالعلیم صاحب رئیس فتحپور کی بیعت کا واقعہ

مولوی حکیم محمود علی صاحب وارثی فتحپوری تحریر فرماتے ہین کہ شیخ عبدالعلیم صاحب وارثی ایک نہایت وسیع اور تاریخی خاندان کی یادگار ہین نہایت مقدس بزرگ ہین اپنی بیعت کا واقعہ خود تحریر فرماتے ہین جو یہ ہے کہ ان کے والد ماجد کسی اور بزرگ سے بیعت تھے اور اُسی سلسلہ مین ان کو بیعت کرانا چاہتے تھے۔ اُنھین دنون کا ذکر ہے جسکو خود شیخ عبدالعلیم صاحب بیان فرماتے ہین کہ حضور انور فتحپور مین تشریف رکھتے تھے مین ایک ضرورت سے اپنے موضع مین گیا اور واپسی کے وقت اپنے دل مین خود بخود یہ تہیہ کیا کہ اگر حضرت حاجی صاحب قبلہ سچے پیر ہین تو اس وقت مجھے میرے ہی مکان پر فتحپور مین موجود ملین فوراً مرید ہوجاؤنگا مین جسوقت اپنے مکان کے قریب پہونچا تو مجھے سماع کی آواز معلوم ہوئی جب احاطہ مکان مین داخل ہوا تو دیکھا کہ حضور انور میرے مکان مین رونق افروز ہین۔

مین جسوقت حضور کے سامنے حاضر ہوا تو میرے والد صاحب قبلہ سے خود بخود حضور نے فرمایا "مظفر علی مظفر علی اس لڑکے کو ہمین دیدو"، اُنھون نے عرض کیا حضور مالک ہین۔ چنانچہ مین فوراً حضور کے دست مبارک پر بیعت ہوا یہ حضور انور کی نامتناہی قوت مدرکہ تھی جسکا اشراقی اثر حضور پُرنور کے قلب انور کو

فوراً طالبانِ صادق کی طرف متوجہ کر دیتا تھا اور وہ آپ کی اِس بدیہی خرق عادت سے حیران و ششدر رہ جاتے تھے۔

مستقیم شاہ صاحبہ اور اُن کے خاندان کی بیعت کا واقعہ

حکیم محمود علی صاحب وارثی فتحپوری تحریر فرماتے ہین۔ مستقیم شاہ صاحبہ کے بزرگ کابل سے لکھنؤ مین آئے اور شاہ اودھ کے یہان ملازمت کی اور فتح پور ضلع بارہ بنکی اُن کا مستقر ہوا یہ لوگ جب یہان آئے تو بالکل تازہ ولایت تھے کہ صاف طور پر اُردو زبان نہین بول سکتے تھے اِن صاحبون مین سلیمان خیل اور یوسف زئی دو گروہ تھے۔ حضورِ انور جب فتحپور تشریف لائے تھے تو اپنی وضعداری کے مطابق ایک سقہ کے یہان قیام فرماتے تھے اگرچہ اُس وقت مستقیم شاہ صاحبہ کے اعزّا مین سے کوئی حضورِ انور کا مُرید نہ تھا مگر حضور پُرنور کے سامنے حاضر و غائب سب یکسان تھا۔ کوئی بات مخفی نہ تھی یہ خاندان ازل سے حضور کی جان نثاری اور محبت مین نامزد ہو چکا تھا اور مستقیم شاہ صاحبہ اپنی ازلی سعادت سے حضور کے دامِ محبت مین اسیر پیدا ہوئی تھین۔ آپ کے سامنے حالات آئینہ تھے اِسلئے حضورِ انور بغیر کسی شخص سے ظاہری تعارف کے جس مکان مین مستقیم شاہ صاحبہ رہتی تھین تشریف لے گئے حضورِ انور سقفِ مکان پر مستقیم شاہ صاحبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ مستقیم شاہ صاحبہ کے والد ماجد معزز اللہ خان صاحب قندھاری مکان مین آئے اور اُنھون نے نہایت تعجب سے سُنا کہ ایک نوجوان فقیر اُن کی دختر نیک اختر کے پاس بالاخانہ پر بیٹھے ہوے ہین اِس موقع پر خیال کرنا چاہیئے کہ ایک شریف آدمی کو کس قدر پیچ و تاب ہوگا اور شریف بھی کیسا قندھار کا تازہ ولایت شعلہ خو افغان۔

غرضکہ معزز اللہ خان صاحب نے یہ بات سنتے ہی تلوار اُٹھا لی قصد کیا کہ کوٹھے پر پہونچکر دونون کا کام تمام کر دیا جائے پھر زینہ پر پہونچکر خود بخود رک گئے اور خیال کیا کہ جب نیچے اُترین اُسوقت حملہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ معزز اللہ خان حضور کے تشریف لے جانے کے منتظر تھے اور شمشیر بکف کھڑے ہوئے تھے کہ حضور پر نور کوٹھے سے اُتر کر اطمینان کے ساتھ چلے گئے اور معزز اللہ خان پر ایسی ہیبت حق طاری ہوئی کہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کر سکے تلوار اُٹھانا تو درکنار رہا۔ اُن کی زبان سے کوئی بات بھی نہ نکلی حضور کے تشریف لے جانے کے بعد پھر خان صاحب کے وہی خیالات تازہ ہوگئے حضورِ انور نے کچھ پروا نہین کی۔ سچ ہے اولیاء اللہ لا خوفٌ علیھم و لا ھم یحزنون۔

آپ اکثر اِسی طرح جاتے اور آتے رہے۔ جب چند مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا تو معزز اللہ خانصاحب کے خیالات نے خود بخود پلٹا کھایا اور اِس بات پر غور کیا کہ جب سامنا ہوتا ہے تو مین ساکت و دم بخود رہ جاتا ہون اور جب وہ صورت آنکھون سے اوجھل ہوتی ہے تو پھر وہی خیالات عود کر آتے ہین ضرور اِس مین کوئی راز ہے۔

غرضکہ تائید غیبی خان صاحب کے شاملِ حال ہوئی جس نے صراطِ مستقیم کی راہ دکھائی اور دو ہی چار روز مین سب گھر والے حضور کی غلامی کا دم بھرنے لگے اور حضور کی جس محبت و جان نثاری مین اِس خاندان نے ثابت قدمی کا اظہار کیا وہ مشہور و معروف ہے

حضورِ انور کے خاص محبون مین اس خاندان کا شمار ہے۔خصوصاً مستقیم شاہ صاحب جس پایہ کی درویش گذری ہین وہ اظہر من الشمس ہے۔تجرید وتفرید مین وہ ضرب المثل تھین اور بڑی صاحبِ نسبت اور کامل گذری ہین۔بارگاہِ وارثی مین نہایت مقبول تھین حضور انور کے دستِ مبارک پر اِس قسم کی بھی بیعتین ہوئی ہین کہ کسی پردہ نشین کے دل مین حضور انور کی بیعت کی تمنّا ہو تو حضور انور خود بخود تشریف لیگئے اور بیعت فرمالیا۔

حق یہ ہے کہ حضور انور کی ارفع واعلےٰ شان عدیم المثال تھی جسکی ماہیت وحقیقت سے خبردار ہونا نہایت مشکل کام ہے۔

عالمِ رویا مین استفادۂ بیعت

بشارات واشارات اکثر خواب مین ہوتے ہین اور رویا ِصادقہ کی حدیث شریف مین بہت تعریف ہے کہ سچے خواب جزوِ نبوت ہوتے ہین مگر شریعت نے خواب کی بات پر عمل کرنے کو منع کیا ہے کیونکہ اکثر خواب ایسے ہوتے ہین جو خواہ کتنے ہی سچّے اور اچھّے کیون نہون اُن کی حقیقت ٹھیک طور پر سمجھ مین نہین آتی اور بعض اوقات نتیجہ برعکس پیدا ہوتا ہے۔اِسی وجہ سے اِس کتاب مین وہ واقعاتِ خواب نہین درج کئے گئے جنکی حضور پُر نور نے خود تصدیق نہین فرمائی یا جنکو اصلیت پر مبنی ہونے مین احتمال شک ہے اسی وجہ سے بعض نہایت اہم واقعاتِ خواب چھوڑ دئیے گئے ہین۔

چو غلامِ آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم	نہ شبم نہ شب پرستم نہ حدیث خواب گویم

حضور انور جن لوگون کو خواب مین بیعت فرماتے اُنکو سامنے آتے ہی پہچان لیتے اور خواب مین بیعت ہونے کی تصدیق فرماتے تھے۔راقم الحروف نے بعض بزرگون سے سنا ہے کہ حضور انور کا خواب مین اسطرح بیعت فرمانا اور تعلیم وغیرہ کرنا نسبتِ اویسیہ کے کمال پر مبنی ہے حضور انور سے خواب مین بیعت ہونے کے بعض مختلف واقعات حاصل ہوئے ہین جو تمثیلاً لکھے جاتے ہین شیخ نہال الدین صاحب وارثی متوطن کرسی ضلع بارہ بنکی روایت کرتے ہین کہ ۲۰ سنہ ھ کا واقعہ ہے کہ سیٹھ عبدالرحمن صاحب جو بمبئی کے ایک نامور اور مشہور تاجر ہین اُنھون نے خواب مین حضور پُر نور کی بیعت کا شرف حاصل کیا سیٹھ عبدالرحمن صاحب نے حضور پُر نور کو کبھی نہین دیکھا تھا جب وہ مسجد مین نمازِ فجر کے لئے آئے تو بعد نماز اُنھون نے اکثر لوگون سے اِس خواب کا تذکرہ کرکے یہ بیان کیا کہ اِس خواب کا اثر تو قلب پر ایسا ہے جسکو بالکل اصل کہنا چاہئے مگر معلوم نہین وہ کون بزرگ تھے اور اُن کا کیا نام تھا اور کہان کے رہنے والے تھے۔مولوی شیخ عبدالعزیز صاحب متوطن کرسی ضلع بارہ بنکی اُس مسجد مین پیش امام تھے اُنھون نے جب مفصل واقعہ خواب کا سُنا اور اُن بزرگ کا سراپا سماعت کیا تو سیٹھ صاحب سے فرمایا کہ اِس شکل وشمائل کے بزرگ تو حضرت سیدنا حاجی صاحب قبلہ ہین جو ہمارے جوار مین رہتے ہین سیٹھ صاحب کو حضور کا پتہ ونشان معلوم ہوا تو وہ بارگاہِ عالی کی حاضری کیلئے بیچین ہوگئے اور مولوی عبدالعزیز صاحب پیش امام کو اپنے ہمراہ لیکر عازم ہوئے جسوقت آستانۂ عالی پر حاضر ہوئے حضور انور نے سیٹھ عبدالرحمن صاحب کو دیکھتے ہی فرمایا کہ "تم تو مرید ہو چکے ہو اسقدر دور دراز سفر کی کیا ضرورت تھی"

مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی تحریر فرماتے ہین کہ میری نانی صاحبہ اہلیہ حکیم رحمت علی صاحب کی بیعت کا یہ واقعہ ہے کہ اُنھون نے خواب مین دیکھا کہ حضور انور اُن کے سامنے رونق افروز ہین اور فرماتے ہین کہ تم ہم سے کیون مرعوب ہوتی ہو ہم تمھارے ہین تم ہماری ہو مرید ہو جاؤ،، یہ ارشاد سنتے ہی اُن کی آنکھ کھل گئی یہ خواب اُنھون نے قریب صبح دیکھا تھا اسکے بعد پھر اُن کو نیند نہین آئی صبح کو اُنھون نے ایک صاحب کو بلوایا جو اُس قصبہ مین نہایت بزرگ سمجھے جاتے تھے اور میانجی وارث علی صاحب اُنکا نام تھا جب وہ تشریف لائے تو ڈیوڑھی مین بٹھائے گئے - پردہ سے اہلیہ حکیم رحمت علی صاحب نے اپنا پورا خواب بیان کیا میانجی وارث علی صاحب نے فرمایا کہ یہ حلیہ تو میرے پیر و مرشد کا ہے مگر وہ عرصہ دراز سے مدینہ کیطرف گئے ہوئے ہین - یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی میانجی صاحب کی لونڈی دوڑی ہوئی آئی اور کہنے لگی کہ میان آپکو ایک شاہ صاحب دریافت فرماتے ہین میانجی صاحب نے ڈیوڑھی سے قدم باہر ہی رکھا تھا کہ خود حضور انور سامنے سے آتے ہوئے نظر آئے وہ دوڑکر قدمون پر گر پڑے - آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کا مکان ہے - میانجی صاحب نے عرض کیا کہ حکیم رحمت علی صاحب کا مکان ہے یہ سنکر حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ "وہ ہمارے کتبی بھائی ہین،، اور دریافت فرمایا کہ "کہان ہین،، میانجی نے عرض کیا ابھی حضور ہی کا ذکر خیر تھا اُن کی بیوی نے حضور کو آج ہی خواب مین دیکھا ہے حضور اندر تشریف لیچلین اور اُن کو بیعت فرمائین حضور نے فرمایا "بس بس وہ تو مرید ہین،، اور تشریف لیگئے -

منشی الہ یار خان صاحب متوطن علیگڈھ ناقل ہین کہ حضور پُر نور باندہ تشریف لیگئے وہان میرے والد ماجد ڈاکٹر تھے ایک شخص نے بڑی تمنا سے خواہش کی تھی کہ جب حضور باندہ مین تشریف لائین تو مجھے ضرور اطلاع دینا مین مرید ہونا چاہتا ہون مگر وہان حضور جب تشریف لائے تو وہ شخص ایک دور دراز مقام پر تھا اُسکو فورًا اطلاع دی گئی اور اُسکے اشتیاق کی وجہ سے اکثر لوگون نے حضور انور سے ٹھہرنے کے لئے اصرار کیا اور عرض کیا کہ ایک شخص طالب بیعت ہے آپ نے فرمایا اب ہم نہین ٹھہر سکتے اور وہ مرید ہو گیا چنانچہ جب وہ شخص پردیس سے واپس آیا تو اُس نے ٹھیک وہی تاریخ اور دن بتایا جب حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ مرید ہو گیا اور بیان کیا کہ مجھکو خواب مین حضور انور کی بیعت نصیب ہوئی ہے -

مولوی سید علی حامد شاہ صاحب قادری چشتی سجادہ نشین سانڈی ضلع ہردوئی تحریر فرماتے ہین کہ منشی صادق علی صاحب متوطن گوپامئو ضلع ہردوئی حضور انور کے سخت مخالف تھے پیچھے وہ خود اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے تھے جو یہ ہے کہ جب حضور پُر نور گوپامئو تشریف لائے تو مولوی محمد فاضل صاحب تعلقہ دار نے مجھسے فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ آئے ہین تمکو بھی ملنا چاہیئے مین نے جواب دیا مین ایسے فقیرون سے نہین ملتا اور بھی چند سخت الفاظ زبان سے نکل گئے + جیسے ہی مین اپنے مکان پر آیا نہایت شدت سے شکم مین درد شروع ہو گیا - اوسی وقت ایک طبیب کو بلایا گیا اُنھون نے ہرچند دفعیہ کی تدبیرین کین مگر کچھ سود مند نہ ہوئین - مین نے سمجھ لیا کہ اب موت آگئی اسی بیچینی اور بیقراری کی حالت مین کچھ غفلت سی ہوئی تو مین نے دیکھا ایک عالی شان مسجد ہے جسمین بزرگان دین کا مجمع ہے اور سب نماز سنت ادا کرنیکے بعد کسی انتظار مین خاموش بیٹھے ہین - اتنے مین باہر سے کچھ آواز معلوم ہوئی تو وہ سب اُٹھکر استقبال کے لئے

باہر گئے اور اُن بزرگ کو اپنے حجرہ مین لیکر اندر لائے اُن بزرگ نے اندر تشریف لاکر نماز سنت ادا کی اور پھر فرض پڑھائے مین نے دیکھا تو یہ بزرگ حضرت حاجی صاحب قبلہ تھے مین قدمبوس ہوا اور درخواست بیعت کی تو آپ نے بیعت فرمایا اسکے بعد وہ غفلت جاتی رہی آنکھ جو کھولی تو اپنے آپ کو بالکل صحیح تندرست پایا کوئی درد یا کرب یا بےچینی کی علامت نہ تھی اُسی وقت مین اپنے خیالات باطلہ سے تائب ہوا اور حضور انور کی خدمتِ بابرکت مین حاضر ہوا حضور انور نے مجھکو دیکھتے ہی ارشاد فرمایا کہ "دیکھا وہ بزرگ مرید ہو گئے" مین نے بڑھ کر قدمبوسی کی اور اپنی گذشتہ بےادبی پر اظہار ندامت کیا تو حضور انور نے تبسم آمیز لہجے سے ارشاد فرمایا کہ "تمھاری ہی خطا نہین ہے آنکھون کا قصور ہے"

حافظ عبدالاحد صاحب فضلی متوطن شہر بیٹر ناقل ہین کہ مین نے ایک شخص کو دیکھا جس نے بظاہر کبھی حضرت حاجی صاحب قبلہ کی زیارت نہین کی تھی مگر وہ عالم رویا مین حضور کی بیعت سے مشرف ہوا لوگون نے اُس سے کہا کہ خواب کی بیعت جائز نہین ہے تم کسی بزرگ سے بیعت ہو جاؤ اُس نے ارادہ کیا تو آپ نے پھر خواب مین ارشاد فرمایا کہ "تم مرید ہو چکے ہو اب کوئی ضرورت نہین" اُسکو چند بار ایسا ہی اتفاق ہو چکا ہے کہ جب لوگون کے کہنے سننے سے اُس نے کسی بزرگ سے بیعت ہونے کا قصد کیا حضور نے اُسکی تسکین فرمائی کہ تم ہماری بیعت مین آ چکے ہو۔ اب اُسکو پوری تصدیق ہو گئی ہے۔ اور خواب ہی مین حضور نے اُسکو مطمئن فرمایا۔

حضورِ انور کی ذات محمود الصفات سے حاضر و غائب کے لئے ہر وقت فیوض جاری رہتے تھے اور لوگون کو جو مشاہدات ہوتے تھے وہ بالکل اصل پر مبنی ہوتے تھے اور حضور انور کا بجز اُن کی زبان سے کچھ سنے ہوئے اوس بیعت کو صحیح ارشاد فرمانا اور مکرر بیعت نہ لینا اِس بات کی بیّن شہادت ہے کہ حضور انور خود لوگون کو مستفید فرماتے تھے۔ اور خداوند قدیر نے حضور انور کو کمالات روحانی کا مظہر اتم بنایا تھا اور نسبت اویسیہ مین وہ کمال بخشا تھا جو اپنی آپ نظیر ہے خواب مین بیعت ہونے کے اکثر واقعات ہین اور یہ بات حضور انور کے ایک معمولی تصرف پر مبنی تھی۔ بعض واقعاتِ خواب نہایت اہم ہین جن سے اکثر روحانی نتائج اخذ ہو سکتے ہین۔ چنانچہ دو تین واقعہ جو ہمکو دستیاب ہوئے ہین لکھے جاتے ہین اور چونکہ ہماری محدود نظر مین یہ بالکل اچھوتے اور جدید واقعاتِ بیعت ہین اسلئے خاص اہمیت رکھتے ہین ممکن ہے کہ ان سے بھی اہم واقعات گذرے ہون اور وہ ہمارے علم مین نہون کیونکہ حضور کے صفاتِ برتر کا کوئی احاطہ نہین ہو سکتا اور نہ حضور کی مقدس تاثیراتِ روحانی کا اندازہ ہو سکتا ہے وہ واقعات حسب ذیل ہین۔

قاضی سلیمان احمد صاحب کی بیعت کا واقعہ

مقرّبِ بارگاہ وارثی جناب مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا لکھنوی قاضی سلیمان احمد صاحب رئیس سبیحہ ضلع بارہ بنکی کی بیعت کا واقعہ تحریر فرماتے ہین جو یہ ہے۔

قاضی سلیمان احمد صاحب کی بیدار بختی اور خوش نصیبی اسلئے قابلِ ذکر ہے کہ قبل ازین کوئی ایسا واقعہ سنا نہین گیا۔ حالانکہ بظاہر قاضی صاحب کا واقعہ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسے واقعات

قلمبند ہوئے ہین کہ اکثر لوگ خواب مین شرفِ بیعت سے مستفید ہوئے لیکن اس واقعہ سے ایک عجیب آگاہی حاصل ہوتی ہے وہ یہ کہ بیعت کا تعلق روح سے ہے اور یہ مسئلہ قاضی صاحب کے واقعہ سے حقیقی طور پر متحقق ہوتا ہے جو یہ ہے کہ قاضی سلیمان احمد صاحب رئیس سلیحہ ضلع بارہ بنکی بہت کم سنی مین یتیم ہوگئے اور آپ کے والد اور بڑے بھائی مولٰنا شاہ فضل رحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ کے مرید تھے اُسی زمانہ مین اُن کا ارادہ ہوا کہ اِن کو بھی مولٰنا رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرادیا جائے مگر ۱۳۱۰ھ مین قاضی سلیمان احمد صاحب نے عالمِ رویا مین ایک مکان کا نقشہ دیکھا جسمین زمین کا فرش ہے اور اُس مین ایک بزرگ رونق افروز ہین اور زائرین کا غیر معمولی مجمع ہے۔

ایک شخص اپنے سر پر زرد رنگ کا تہہ بند رکھکر لایا اور اُس ذی شان بزرگ کے سامنے پیش کیا بعد ازین ایک صاحب نے قاضی سلیمان احمد صاحب کی بیعت کے لئے گزارش کی جو قبول ہوئی اور قاضی صاحب سلسلۂ عالیہ مین داخل ہوے۔ قاضی سلیمان احمد صاحب نے جب یہ خواب دیکھا ہے اُسوقت تک حضور انور کا اِسم گرامی بھی نہین سنا تھا اور نہ کسی قسم کا شوق یا خیال اُن کو مرید ہونے کا تھا بلکہ اپنے خیال مین زہد وعبادت ہی کو خدا شناسی کا ذریعہ جانتے تھے اِس خواب کو دیکھے ہوئے پانچ سال کا عرصہ گذر گیا تو ۱۳۱۵ھ مین حضرت امام الاولیا حضور وارثِ پاک والد ماجد سیدنا قربان علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کا عُرس تھا تو سیر وتفریح کی غرض سے قاضی سلیمان احمد صاحب بھی جناب راجہ دوست محمد خان صاحب وارثی تعلقہ دار مہونا ضلع سلطانپور کے ہمراہ دیوہ شریف مین آئے یہان آکر قاضی صاحب نے مکان کا نقشہ اور مکین کی شان خدام وحاضرین کی صورت اور وضع بجنسہ وہی دیکھی جو پہلے خواب مین دیکھ چکے تھے۔

اور جس طرح جس شخص کو خواب مین دیکھا تھا کہ زرد رنگ کا تہہ بند سر پر رکھکر حاضر ہوا اُسی طرح اُسی شخص کو اُنھون نے یہان تہہ بند پیش کرتے ہوئے دیکھا اور جس شخص نے اِن کو خواب مین بیعت کرایا تھا اُسی شخص نے یہان اِن کو بیعت کرایا غرضکہ خواب مین جن لوگون کو جن خدمات سے دیکھا تھا اُسی طرح اُنھین لوگون کو اُنھون نے یہان بھی اپنی ظاہری آنکھون سے دیکھا۔ اس خواب مین ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ ۱۳۱۰ھ مین جب قاضی سلیمان احمد صاحب نے خواب دیکھا تھا تو اُسوقت تک نہ وہ مرید ہوئے تھے جو سر پر رکھکر تہہ بند لائے اور نہ وہ بیعت ہوئے تھے جنھون نے قاضی صاحب کو مرید کرایا سر پر رکھکر تہہ بند لانیوالے بابو کنہیا لال صاحب (غلام وارث) وکیل علیگڈھ تھے اور مرید کرانیوالے راجہ دوست محمد خان صاحب تعلقہ دار مہونا تھے اور یہ ہر دو اصحاب ۱۳۱۰ھ کے بعد بیعت ہوئے ہین۔ اس سے ظاہر ہے کہ عالمِ اجسام مین جو بیعت ہوتی ہے یہ اُس بیعت کا تکملہ ہے جو عالمِ ارواح مین ہوچکی ہے۔

اور جس طرح اِس عالم مین حاضر ہوتے ہین اور خدمات بجالاتے ہین بالکل اِسی طرح ازل مین بھی حاضر باش وخدمت گزار رہے ہین ورنہ قبل وقوع بیعت بابو کنہیا لال صاحب وغیرہ کی حاضری اسطرح نہ ہوتی جسطرح بعد حصول بیعت ہوتی رہی۔

بابو وارث علی خانصاحب رئیس اعظم جگدیس پور کی بیعت کا واقعہ

بابو وارث علی خان صاحب رئیس اعظم جگدیس پور حضور انور کے خاص محبوبوں اور جان نثاروں میں ہیں آپ کی بیعت کا واقعہ بھی عالمِ ارواح اور عالمِ اجسام کے تعلقات کی خبر دیتا ہے جو حسب ذیل ہے

جنابِ موصوف بیان فرماتے ہیں کہ اپنے بیعت ہونے سے ایک سال قبل میں نے حضور انور کی خواب میں زیارت کی کہ حضور تشریف فرما ہیں اور میں حاضر ہوا حضور نے مجھکو دو تصویریں عنایت فرمائیں ایک تصویر تو مسٹر آرنلڈ پروفیسر مدرسۃ العلوم علی گڈھ کی تھی اور دوسری تصویر علامہ شبلی نعمانی کی تھی ان دونوں صاحبوں کو میں نے اِس سے قبل نہیں دیکھا تھا۔

ایک سال کے بعد میں دیوے شریف حاضر ہوا خواب میں جو حضور کی شکلِ مبارک اور طرز نشست دیکھی تھی اُسی طرح دیکھا کچھ فرق نہ تھا۔

علامہ شبلی کو اِس خواب سے پانچ سال بعد دیکھا اور دیکھتے ہی محض اُس تصویر کی وجہ سے پہچان لیا اور بیعت سے تیرہ چودہ برس کے بعد جب میں انگلستان گیا تو مسٹر آرنلڈ کو دیکھا اور انکو بھی اُس خواب کی وجہ سے فوراً پہچان لیا۔

مولوی محمد سرفراز خانصاحب محقق وارثی کی بیعت کا واقعہ

حضور انور کی ذاتِ محمود الصفات سے عجیب عجیب رموز باطنیہ کا انکشاف ہوا ہے جنکا کما حقہٗ سمجھنا ہمارے فہم و ادراک سے باہر ہے۔

مولوی محمد سرفراز خان صاحب محقق شکوہ آبادی سابق منیجر درگاہ اجمیر شریف کے والد ماجد اکبر خان صاحب کا جب انتقال ہوا ہے تو اِن کی عمر گیارہ سال کی تھی اور اُس وقت سے مولوی محمد سرفراز خانصاحب کے عم مکرم صوبہ دار وزیر خان صاحب اِن کے کفیل پرورش ہوئے۔

مولوی صاحب موصوف ایک تاریخی خاندان کی یادگار ہیں اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہیں ہندوستان میں اِن کے آبا و اجدا معزز و وقیع رہے ہیں مولوی محمد سرفراز خان صاحب وارثی اپنی ابتدائی حالت اور بیعت کا واقعہ خود تحریر فرماتے ہیں جو حسب ذیل ہے۔

میرے والد ماجد اکبر خان صاحب مکان پر رہتے تھے اور میرے عم مکرم وزیر خان صاحب چھاؤنی پونا میں صوبہ دار تھے چچا صاحب کو صدا سہاگ کے ایک درویش کامل سے بیعت تھی مگر اُن کی بیعت کا راز نہایت پوشیدہ تھا جب وہ پنشن لیکر اپنے وطن میں رہنے لگے تو اُن کا یہ قاعدہ تھا کہ دو دو تین تین روز تک ایک حُجرہ میں دروازہ بند کر کے معتکف رہتے تھے خورد و نوش اور دیگر ضروریات کے لئے بھی باہر نہیں نکلتے تھے جب دو یا تین دن میں واپس آتے تھے تو اُن کی نہایت پُر جلال حالت ہوتی تھی چہرہ اور آنکھیں سرخ ہوتی تھیں مہینہ میں دو ایک مرتبہ اِسطرح اعتکاف میں رہتے تھے۔

میرے عم مکرم کی کوئی اولاد نہیں تھی اِسلئے وہ مجھکو نہایت پیار اور محبت سے رکھتے تھے اور اپنی ہی اولاد سمجھتے تھے میری عمر ۱۱ سال کی ہو گی جب میرے والد ماجد کا انتقال ہو گیا اُس روز عمو صاحب جوشِ محبت سے بیقرار ہو کر بولے کہ میرے پیارے بھائی مجھے کیا معلوم تھا کہ تم مجھ سے ایک سال پہلے چلے جاؤ گے ورنہ اپنی عمر کا

ایک سال تحصین کو دیدیتا غرضکہ ایک سال کے بعد ہی انھون نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا اور حالتِ نزع مین مجھے طلب فرمایا اور اپنے سینہ سے لگالیا اور اس زور سے مجھکو دبایا کہ نہایت تکلیف ہوی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی آہنی گرم سلاخ میرے دِل مین گھُس گئی اور اُسکے بعد چچا صاحب قبلہ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے "خیر وارث تیرا وارث ہی" یہ کہتے ہوئے مجھکو چھوڑ دیا اُس وقت جو میری حالت تھی وہ بیان سے باہر ہی مجھکو غشی طاری ہوگئی میرے بھائی اور میری والدہ مجھکو سنبھالنے لگین پندرہ بیس منٹ کے بعد مجھے ہوش آیا اُس وقت اُن کا وصال ہوچکا تھا اُن کی تجہیز وتکفین مین سب متوجہ ہوگئے پندرہ روز تک مجھے بہت تکلیف رہی اور قلب مین سوزش رہی جسکے ساتھ ہی ایک سرور بھی طاری رہتا تھا رفتہ رفتہ یہ حالت کم ہوتی گئی اِسکے بعد بعض اسباب ایسے پیش آئے جن سے طبیعت منتشر ہوگئی مین مانڈلہ مین تھا کہ سخت علیل ہوگیا جب صحت ہوئی تو گرمئی محبت کے آثار قلب پر محسوس ہونے لگے احباب نے مشورہ دیا کہ مولٰنا کرامت علی صاحب کے صاحبزادہ مولوی شاہ احمدؐ میان صاحب سے بیعت ہوجاؤ - یہ ابھی ارادہ ہوا کہ ضرور شاہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر اِس سعادت کو حاصل کرون گا مگر چھ سات سال تک برہا مین رہنے کے بعد جب مین نے رخصت لی تو معلوم ہوا کہ مولوی احمدؐ میان صاحب کا وصال ہوچکا ہے اِسکے بعد خیال ہوا کہ گنج مرادا باد مین جاکر حضرت مولٰنا شاہ فضل رحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ سے بیعت ہو جاؤن مگر بظاہر خانگی ضروریات کے باعث حاضری نہ ہوسکی - رخصت ختم ہونے کے بعد کاغذات دیہی کے کام مین تعینات ہوکر ضلع بریلی مین جانا ہوا وہان جناب قبلہ شاہ نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ہی میرا مکان تھا جسکے سبب سے اکثر شب کو حضرت شاہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا کرتا تھا شاہ صاحب مجھ پر نہایت شفقت فرماتے تھے مگر وہان بھی میرا حصہ نہین تھا - اِسلئے بیعت نہ ہوسکا اِسکے بعد پیلی بھیت مین حضرت میان محمدؐ شیر شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت مین بھی اکثر حاضری کا اتفاق ہوا مگر میری طبیعت کا رجحان مولٰنا شاہ فضل رحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف تھا - اِسی زمانہ مین مین نے حضرت مولٰنا ممدوح کے وصال کی خبر سُنی جس سے بیحد رنج وملال ہوا اور ضلع بریلی سے محکمہ کاغذات دیہی منتقل ہوکر مین پوری آیا وہان مین نے جو مکان کرایہ پرلیا وہ خاص حضرت حافظ شاہ محمدؐ عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دروازہ پر تھا - شام کو مغرب کی نماز کے لئے مین حضرت حافظ صاحب کی مسجد مین گیا اور شرفِ قدمبوسی حاصل کیا حافظ صاحب کی اُس وقت قریب سو برس کے تھی نہایت پاک اور مقدس صورت تھی حافظ صاحب قبلہ کی خدمت مین مجذوب وغیرہ بہت آتے تھے چند ہی روز مین جنابِ ممدوح میرے ساتھ نہایت شفقت ومحبت کا برتاؤ کرنے لگے اور مین بھی بہت زیادہ اُن کی خدمت مین حاضر رہنے لگا - ایک روز تخلیہ مین مجھسے فرمایا کہ میرے پاس کچھ تھوڑی سی پونجی ہے جو مین تجھکو دینا چاہتا ہون مین نے عرض کیا کہ مجھسے یہ بار نہین اُٹھ سکے گا اِسکے بعد ایک مرتبہ مولٰنا محمدؐ محسن صاحب کاکوروی نور اللہ مرقدہ اور میر مخدوم احمدؐ صاحب سے بھی ایک مرتبہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے جو پونجی میرے پاس ہے وہ مین سرفراز خان کو دون مگر یہ گریز کرتا ہے یہ سنکر دونون بزرگون نے مجھسے فرمایا کہ یہ نعمت سیکڑون برس کی خدمت سے بھی نہین ملتی پھر کیون تامل ہے مین نے اُن کو بھی یہی جواب دیا کہ مین اپنے کو اِس قابل نہین پاتا کچھ عرصے کے بعد حافظ صاحب قبلہ کا بھی

وصال ہوگیا اُسی زمانہ مین مین نے رخصت لی اور بعد ختم رخصت شکوہ آباد سے ۹ بجے شب کی گھوڑا گاڑی مین معہ اپنی زنانہ سواریون کے روانہ ہوا۔

یہ ۲۴ ارجنوری ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے اس گاڑی کے نیچے کا درجہ مین نے پورا لے لیا تھا اوپر کے درجہ مین اور مسافر تھے میرے ساتھ زیور وغیرہ کُل مال قریب پانچہزار روپیہ کے تھا۔ جب گھوڑا گاڑی موضع ارا ون کے قریب پہونچی تو مین اتفاق سے سوگیا وہان سے موضع بہار مل سے نکل کر ایک وسیع اور سنسان میدان مین شکوہ آباد سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر جب گاڑی پہونچی تو گاڑی پر ڈاکہ پڑا قریب چالیس ڈاکوؤن کے تھے جو گاڑی کو روک کر کھڑے ہو گئے اور مسافرون کو مارنا شروع کر دیا۔ مین جب بیدار ہوا ہون تو مجھپر بھی حملے شروع ہو گئے تھے۔ اُسوقت مین نے بچشم خود دیکھا کہ ایک سفید ریش بزرگ جو نہایت حسین وخوبصورت تھے ڈاکوؤن کو میرے پاس سے ہٹاتے تھے۔ اُن کی امداد کو مین بغور دیکھ رہا تھا اور خود بھی ڈاکوؤن سے مقابلہ کرنے لگا آخر کار میرے ہاتھ سے بہت ڈاکو زخمی ہوئے اور چار ڈاکو جان سے مارے گئے جنمین سے ایک مین کچھ جان باقی تھی جو شام تک ختم ہوگیا باقی لاشین ڈاکو اُٹھا کر لیگئے۔ میرے ہمراہی بالکُل لٹ گئے مگر میرا ذرا سا بھی نقصان نہین ہوا اِس شجاعت کے صلہ مین مجھکو گورنمنٹ سے بندوق وغیرہ انعام مین ملی۔ اِس واقعہ کو بھی ایک عرصہ گذر گیا ایک مرتبہ دورہ کی وجہ سے میرا شکوہ آباد جانا ہوا اور رسالدار کے باغ مین خیمے وغیرہ نصب ہوے وہین ہم لوگ مقیم تھے ایک شخص کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت اقدس حاجی صاحب قبلہ اٹاوہ مین تشریف لائے ہوئے ہین اور شاید ملاوٗلی مین ٹھاکر نیحم سنگھ صاحب کے یہان بھی تشریف لے جائینگے مگر فیروز آباد کی طرف سے جائینگے اُس شخص کی زبانی آپ کا ذکر سُنکر یکایک میرے دل مین بعیت کا خیال پیدا ہوگیا اور آناً فاناً وہ خیال اشتیاق و اضطراب کی حد تک پہونچ گیا اُسی وقت مین نے سواری کے انتظام کے لئے ایک رئیس کو خط لکھا اور اسی خیال مین محو ہوگیا رات کے دس بجے ہون گے کہ مجھے نیند آگئی میرے ڈیرہ مین دو چپراسی اور دو میرے ذاتی ملازم تھے اور باہر چوکیدارون کا پہرہ تھا ڈیرہ مین میز اور کرسیان بھی رکھی تھین ایک کوری ہانڈی مین شکر بالکل منھ تک بھری ہوئی رکھی تھی اور پانی کے گھڑے بھی بھرے رکھے تھے رات کے آخری حصہ مین مین نے خواب دیکھا کہ حضور پُرنور تشریف لائے آپ کے ہمراہ تین اور شخص بھی تھے مین دیکھتے ہی تعظیم کے لئے کھڑا ہوگیا میرے دریافت کرنے پر کسی شخص نے بتایا کہ حاجی صاحب قبلہ ہین مین نے بڑھ کر سلام عرض کیا اور قدمبوس ہوا آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر گلے سے لگا لیا اور ارشاد فرمایا کہ تم کیون اِتنی زحمت اُٹھاتے ہو مین خود آیا ہون کیا چاہتے ہو مین نے عرض کیا کہ مین غلامی مین داخل ہونا چاہتا ہون حضور نے جواب مین ارشاد فرمایا کہ ”تم ازل سے ہمارے مرید ہو چکے ہو تمھارے بڑے باپ نے ہمارے سپرد کر دیا ہے اطمینان رکھو“ مین نے عرض کیا حضور مجھکو مرید کیجئے آپ نے میرا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ ”تم تو بعیت ہو چکے ہو“ مین نے عرض کیا حضور بعیت کرتے وقت شربت پلایا جاتا ہے آپ نے مسکرا کر ایک صاحب سے ارشاد فرمایا جو ہمراہ تھے کہ ”بینظیر شاہ اچھا پیالہ مین پانی لاؤ“ چنانچہ بینظیر شاہ صاحب ایک کٹورے مین

پانی لائے اور جو شکر کی ہانڈی میز پر رکھی ہوئی تھی اُسمین سے حضور پُرنور نے اپنے دستِ مبارک سے شکر نکالی اور دو مُٹھی شکر اُس پانی مین ڈال کر ہانڈی بدستور میز پر رکھدی اور میز پر سے ایک پنسل اُٹھاکر اُسکو چلایا ایک گھونٹ شربت کا خود حضور نے نوش فرمایا بعد ازان وہ شربت کا کٹورا مسکراکر مجھے عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ "پی لو" مین نے پہلے اُسکو سر پر رکھا پھر پی لیا ہمراہیون مین سے ایک صاحب نے کہا کہ حضرت آپ سب پی گئے حضور نے اُن کی طرف دیکھکر فرمایا کہ "یہ اِسی کا حصہ تھا" اِسکے بعد حضورِ انور نے مجھے اپنے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ "خدا حافظ اب تمھارے آنے کی ضرورت نہین ہے" خواب مین یہ واقعہ دیکھتے ہی میری آنکھ کھل گئی اُسوقت میرا دل دھڑک رہا تھا سوچنے لگا کہ یہ کیا معاملہ ہے خواب ہے یا بیداری دونون ہونٹ شربت کی شیرینی سے چمٹ رہے تھے زبان مین شربت کا ذائقہ محسوس ہو رہا تھا لالٹین ڈیرہ مین روشن تھی مین نے اِسی متحیرانہ حالت مین جو آدمی سو رہے تھے اُن کو اُٹھایا شکر کی ہانڈی کو دیکھا تو اُسمین سے شکر نکلی ہوئی معلوم ہوتی تھی - مین اسی تعجب مین تھا کہ اُن آدمیون نے بیان کیا کہ اِسوقت ڈیرہ مین خوشبو بہت مہک رہی ہے - اِسکا کیا سبب ہے مین نے بھی خیال کیا تو واقعی عجیب روح پرور خوشبو تھی اُسوقت میرا دل فرطِ مسرت سے باغ باغ ہو رہا تھا -

مولوی محمد سرفراز خان صاحب محقق وارثی کا واقعہ بیعت بھی اپنی نوعیت مین فرد ہے کہ جو بات خواب مین دیکھی اُس کا بیداری مین پورا ظہور تھا - ابتدائے عُمر سے اِن کو حضور انور کی ذات بابرکات سے بالکل بے تعلقی رہی حالانکہ مولوی صاحب کے عم مکرم نے جو ایک باکمال درویش تھے وقت وصال ارشاد فرمایا تھا کہ "خیر وارث تیرا وارث ہے" مگر ظاہر ہے کہ صغیر السّن ہونے کے باعث مولوی محمد سرفراز خان صاحب اس فقرہ کے مفہوم کو بالکل نہین سمجھے اور دوسرے ہی خیالات مین رہے مگر جو جس کا حصہ ہوتا ہے وہ اِس طرح گھر بیٹھے پہونچتا ہے مولوی محمد سرفراز خانصاحب نے اپنی زندگی مین صرف ایک مرتبہ حضور کی زیارت کی ہے اُسوقت اِن کی چودہ سال کی عمر تھی جو کچھ بھی اِن پر حضور کا لطف وکرم رہا وہ محض اِن کی نادانستگی مین تھا کیونکہ ابتدا سے بیعت کیلئے اُن کا رجحانِ طبیعت حضور پُرنور کی جانب نہ تھا بلکہ دیگر بزرگان دین سے بیعت ہونے کے مشتاق رہے - مگر حضور انور اُن کی ہر مصیبت مین کام آئے - ڈاکوؤن کے محاصرہ کے وقت بھی مدد فرمائے اور خود تشریف لاکر اُنکی بیعت لی اور مولوی محمد سرفراز خان صاحب آپ نے بیعت ہونے کے بعد اپنے عم مکرم کے اِس فقرہ کا مطلب سمجھے کہ "خیر وارث تیرا وارث ہے" حق یہ ہے کہ خداوند کائنات نے حضورِ انور کو وہ مدارج عالی عطا فرمائے تھے جن کی مقدس اور نورانی تاثیرات سے ایک عالم محوِ حیرت ہے اور آپ کی ذات بابرکات مین وہ قوتِ کاملہ تھی کہ حاضر وغائب کی یکسان دستگیری فرماتے تھے -

حضورِ انور کی بیعت کا دائرہ اِسقدر وسیع ہے جسکی کوئی انتہا نہین ہے بیحد وبیشمار افراد حضور انور کی غلامی کا شرف رکھتے ہین - کوئی ملک اور مقام ایسا نہین ہے جو حضور انور کا

نام ناموری لینے والون سے خالی ہو جسطرح آپ کی بیعت وسعتِ تامّہ رکھتی ہے اُسی طرح ذرائع بیعت بھی مختلف اور بکثرت ہین اور ایسے مہتم بالشان کہ جن سے بعض نہایت اہم مسائل کی عینی تصدیق ہوتی ہے حق یہ ہی کہ خداوند کریم نے آپ کی ذات محمود الصفات سے اپنی قدرتون کا ایک نمونہ دنیا مین پیش کردیا جس نے تمام عالم مین ایک نئی روح پھونک دی جسطرح مسلمانون کو حضور پُرنور کے فیوض و برکات نے مالامال کردیا اُسی طرح دیگر مذاہب کے افراد نے بھی حضور پُرنور مین وہ کمالاتِ فقر و تصوف مشاہدہ کئے جنکے مقابل سرِ تسلیم خم کردینے کے سوا اور کچھ نہ بن آیا۔

حضور پُرنور کی جانب ہر مذہب و ملت کے افراد کا رجحان تھا کچھ سمجھ مین نہین آتا تھا کہ کونسی کشش ہے کہ ہر شخص آپ کا دِلدادہ ہے۔

جو ایک نظر دیکھ لیتا تھا وہ متاعِ صبر و قرار نذر کر دیتا تھا جسطرف سے گذر ہوتا تھا ہزارون تیرِ نگاہ سے زخمی ہوجاتے تھے خدا کی مخلوق دیوانہ وار حضور پر نثار تھی عجیب عالم تھا کہ خود بخود لوگ حضور پر گرتے تھے۔ جسطرف سے گذر ہوتا جہان قیام ہوتا خلقت دروازہ پر جمع ہوجاتی ہر مذہب و مِلّت کے افراد حضور ہی کا دم بھرتے اور حضور پُرنور کی صورت و سیرت دونون کے فدائی تھے حضور کے حُسنِ صورت کی طرح سیرت بھی لاجواب تھی کہ بیشمار مخلوق حضور کی جانب رجوع تھی اور سب کی ظاہری و باطنی طور پر تشفّی فرماتے تھے ؎

	جان بندہ روئے تو زان رو کہ تو مولائی		اے زندہ زحُسنِ تو آئینِ دِل آرائی

دیگر مذاہب کے افراد کی رجوعات و واقعاتِ بیعت

زمانۂ حال جو باعتبار شیوعِ علوم و فنون مغربیہ روشنی کا زمانہ کہا جاتا ہے اور جسمین وہ باتین جو مشاہدات سے خارج ہین باطل سمجھی جاتی ہین خداوند عالم نے حضور انور کی ذاتِ محمود الصفات کو سراپا عین الیقین اور حق الیقین بنا کر جلوہ گر فرمایا اور حضور پُرنور کے مقدس اثراتِ روحانیت نے کوس لِمَنِ المُلکُ بجادیا آپ کی حیاتِ ظاہری بھی نہایت مہتم بالشان تھی اور تمام ادیان و ملل کے افراد حضور پر شیفتہ و فریفتہ تھے آپ کی حیات مین اہل ہنود وغیرہ ہزارون منّتین حضور انور کے اسم مبارک کے وسیلہ سے مانگا کرتے تھے چنانچہ خواجہ حسن نظامی صاحب خواہر زادۂ حضرت محبوب الٰہی۔ مورخانہ اور نقّادانہ حیثیت سے حضور انور کے حالات لکھتے ہوے اخبار وکیل مطبوعہ ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۰۹ء مین رقمطراز ہین۔

"اگلے زمانہ مین مسلمان فقیرون کے ساتھ ہندؤن کو بڑی عقیدت ہوتی تھی اور ہندو مسلمان فقرا کو اپنے درویشون سے زیادہ ادب کی نگاہ سے دیکھتے تھے مگر حاجی صاحب کے زمانہ مین ہندؤن کا عقیدہ کم ہوگیا تھا اور ایسا کوئی فقیر ہندوستان کے مسلمانون مین نہ تھا جسپر عام گرویدگی ہندؤن کو ہو حاجی صاحب نے اپنے برتاؤ اور باطنی اثر سے اِس کمی کو پورا کردیا اور تمام ملک کے ہندؤن کی رجوعات حاجی صاحب کی طرف ہوگئی ہزارون ہندو آپ کے مرید ہوئے بعض نے مسلمان ہوکر احرام حاصل کیا اور بعض نے اپنے دہرم کو نہ چھوڑا مگر وارثی وردی پہن لی۔ حاجی صاحب نے عُرس بھی قمری حساب کو چھوڑ کر شمسی طریق سے مقرر کیا تھا کاتک کے مہینہ مین اِن کے ہان عُرس

ہوتا تھا جسکی وجہ غالباً یہی ہوگی تاکہ ہندو عقیدت مندون کو آسانی ہو عُرس مین اسقدر عظیم الشان مجمع ہوتا تھا اور ایسے مختلف الحال اور مختلف العقاید لوگ جمع ہوتے تھے کہ تعجب آتا تھا ہزارون ہندو عورت مرد یا وارث کا نعرہ لگاتے دیوانہ وار دیوہ کی گلیون مین پھرتے تھے خدا کی وردی احرام کا جلوس نکلتا تھا اور احرام کو پرتکلف خوان مین لگایا جاتا تھا اور منّت ادا کرنیوالا اُسکو اپنے سر پر رکھتا تھا اسکے بعد باجے بجاتے ہوئے یا وارث کے نعرے لگاتے ہوئے سب آدمی حاجی صاحب کی خدمت مین لیجاتے تھے حاجی صاحب اِس احرام کو پہن لیتے تھے اور پورانا اُن لوگون کو دیدیتے تھے پورانے احرام کو تبرک کے طور پر وہین دھجیّان کرکے تقسیم کرلیا جاتا تھا اُسوقت کا جوش اُسوقت کا خلوص اُسوقت کی یگانگت اُسوقت کی وحدتِ قلبی الفاظ کے ذریعہ سے ادا ہونی ناممکن ہے ہندو مسلمان چھوٹے بڑے سب ایک خیال اور ایک رنگ مین رنگے ہوئے نظر آتے تھے۔

فی الواقع جن بزرگون نے بارگاہِ وارثی کا سمان دیکھا ہے وہ بخوبی واقف ہین کہ اُسوقت کا منظر ایک عجیب دلگداز منظر ہوتا تھا بکثرت ہنود حضور انور کے فیوض و برکات سے اہل دل اور صاحب کیف ہوگئے ہزارون کے قلوب سے تعصبات کی تاریکیان دور ہوگئین سیکڑون پابندِ صوم وصلوٰۃ ہوگئے بعض تو اسلام مین اسقدر سخت ہین کہ اُنکی سختی کو پُشتینی مسلمان بھی محسوس کرتے ہین یہ حضور انور کا تصرف تھا کہ جس سے جو چاہا کام لے لیا حضور انور کے دربار سے خلوص و محبت کا حصہ تو ہر ایک شخص کو ملتا تھا مگر تبدیل مذہب کے متعلق کوئی لفظ زبانِ مبارک سے ارشاد نہ فرماتے تھے خود بخود دیگر مذاہب کے افراد حضور پرنور کے جمالِ عدیم المثال کو دیکھکر جان و دل سے اسلام کے شیدائی بن جاتے تھے خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی اخبار وکیل مین لکھتے ہین۔

"ہم نے اکثر ہندوون کو دیکھا ہے کہ وہ حاجی صاحب کی مریدی کے سبب اسلام او طریق اسلام کے شیدائی بن گئے اور بعض ورپردہ مسلمان تھے بعض درود شریف اور آیات قرآنی کو نہایت ذوق وشوق سے پڑھتے تھے اور مزے لیتے تھے"

یہی نہین بلکہ اکثر ہندوُن نے بڑے بڑے مجاہدات کئے ہین۔ ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب رئیس ملاؤنی ضلع مین پوری جو حضور پرنور کے خاص جان نثارون مین اِنھون نے بڑی بڑی ریاضتین کی ہین بادۂ توحید سے سرشار رہین ذکر وشغل مین انہاک رکھتے ہین حضور انور کے اِسم گرامی پر زر و مال نثار کرتے ہین حضور کے خیال کے سامنے اُنکی نگاہ مین دنیا کی کوئی چیز وجاہت نہین رکھتی۔

اِسی طرح بابو کاشی پرشاد صاحب الہ آبادی۔ منشی تلک نراین صاحب مظفر پوری۔ راجہ سرپت سنگھ صاحب تعلقہ دار سابق سورت گنج او وھ بابو موتی لال صاحب وکیل بھاگل پور۔ منشی لکھی نرائن صاحب تعلقہ دار مظفر پور۔ ٹھاکر بشن سنگھ صاحب رئیس رائے پور ضلع بارہ بنکی حضور کے خاص جان نثارون مین گذرے ہین پنڈت شیام لال صاحب رئیس گیا حضور انور کے عشق ومحبت مین ایسے مدہوش ہوئے

کہ اُنھون نے حضرت فصیحت شاہ صاحب قبلہ رحؔ سے احرام حاصل کیا اور ہروقت اُنھین کے ساتھ رہنے لگے۔ بابو کنہیالال صاحب وکیل علی گڈھ نے علے الاتصال بیس برس سے کم روزے نہین رکھے۔ اُن کے قلبی سوز وگداز کا حال حاجی اوگھٹ شاہ صاحب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے جو ضیافت الاحباب مین ہے کہ "بابو کنہیالال صاحب وکیل علی گڈھ بعد حصول تمغۂ غلامی جمال وارثی پر شیفتہ و فریفتہ رہے علاوہ جوشِ محبت کے توحید و رسالت کا اقرار اور ریاضتِ شاقّہ سے سروکار رہے علے الاتصال صائم الدہر ہین برادرم موصوف کا ایک خط مورخہ ۱۱۔ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء جو میرے نام آیا تھا وہ درج ذیل ہے جس سے اُن کے ذوق وشوق کا اندازہ ہوسکتا ہے وہو ہذا۔

جناب شاہ صاحب۔ تسلیم۔ آپ سے رخصت ہوکر مین پہونچا دل بےچین طبیعت پریشان ہے وجہ دریافت نہونیسے عقلِ حیران ہے مہربانی فرماکر سرکار مین سلام عرض کردیجئے اور میری طرف سے کہدیجئے کہ اب سلگنے کی طاقت نہین ہے ایسا کرم فرمائے کہ آگ لگ اُٹھے اور اُسکے ضبط کی قدرت عطا فرمائے اور دیگر حضار کی خدمت مین علے قدر مراتب سلام۔

رقیمہ نیاز۔ کنہیالال گدا وارثی

اِس خط سے ظاہر ہے کہ بابو کنہیالال صاحب کو بارگاہِ وارثی سے خاص سوز وگداز عطا ہوا۔ اکثر ہنود ہین جو حضور انور سے بیعت ہونے کے بعد ترکِ دنیا کرچکے ہین اور شب و روز مجاہدات مین منہمک ہین جیسے برم شاہ صاحب مرات شاہ صاحب دیندار شاہ صاحب وغیرہ۔

حق یہ ہے کہ حضور انور کے روحانی تصرفات نے ہزارون ہندؤن کو رام کرلیا تھا اور بکثرت ہنود آپ کی مقدس تاثیرات سے مغلوب ہوگئے تھے اکثر آپ کے خوارقِ عادات وکرامات سے متاثر ہوکر دائرۂ اسلام مین داخل ہوگئے۔

صاحبِ عین الیقین تحریر فرماتے ہین کہ ایک راجپوت کنچن سنگھ نامی جگنناتھ جی کے تیرتھ کو گیا وہان اُس نے جاکر مندر مین عینی مشاہدہ کیا کہ حضور انور جلوہ افروز ہین کنچن سنگھ نے اپنے ہمراہیون کو بھی دکھایا جب راجپوت مذکور دیوہ شریف مین حاضر ہوا تو اُس نے یہ واقعہ حضور انور کی خدمت عالی مین عرض کیا آپ نے فرمایا کہ "ٹھاکر جی ہم نہون گے کوئی اور ہوگا"، کنچن سنگھ نے کہا تنہا مین نے ہی نہین دیکھا اور لوگون نے بھی دیکھا ہے آپ نے متبسم ہوکر فرمایا اب جگنناتھ جی نہ جانا وہ فورًا مسلمان ہوا اور حضور پُر نور کے دست مبارک پر بیعت ہوگیا۔ حضور انور کے روحانی اثرات سے بڑے بڑے فلسفی ومنطقی متاثر تھے آپ کو دیکھکر حیرت ہوتی تھی کہ حضور پُر نور کی ذات محمود الصفات کرشمۂ قدرت خداوندی ہے یا اعجاز رسالت کہ وہ لوگ جو توحید و رسالت سے منحرف تھے اور معجزات وکرامات کے قائل نہ تھے خرقِ عادت کی باتین سنکر کہتے تھے کہ اب کیون ایسے بااثر اور مقدس نفوس دنیا مین ظاہر نہین ہوتے اُن کو حضور انور کی روحانی تاثیرات نے حیرت مین ڈال دیا اور وہ آپ کے سامنے آتے آتے ایسے عاجز ہوئے کہ کوئی بات بھی نہ کرسکے اور اطاعت وارثی کا اقرار کیا۔ حالانکہ خود حضور انور کی تفصیل سے باتین کرنیکی عادت نہین تھی

نہ زبانی مباحث سے سروکار رکھتے تھے بس آپ کی ذاتِ ستودہ صفات آئینہ تصدیق تھی جسمین مشاہدات قدرت نظر آتے تھے مولنا سائق تحفتہ الاصفیا مین لکھتے ہین کہ فیض آباد مین حضور پُرنور حافظ زین العابدین صاحب سب جج کے مکان پر قیام پذیر تھے حسب معمول ہزارون ہندو مسلمان بارگاہِ عالی مین قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے ایک صاحب پنڈت آتمارام نامی جو تعصب مذہبی سے مغلوب تھے اُن کو حضور انور کی جانب ہندؤن کی گرویدگی شاق گذری اور وہ حضور انور سے مباحثہ کرنیکی غرض سے آئے آپ کو فضول مباحث سے کیا سروکار تھا آپ نے اُن کو بٹھالیا اور بدماوت کے کچھ اشعار سنانے لگے اور رموز و نکات سمجھانے لگے پنڈت آتمارام صاحب حضور کی زبانِ فیض ترجمان سے معرفت و حقیقت کے نکات سنکر بیخود ہوگئے اور حالتِ کیف مین زمین پر لوٹنے لگے جب ہوش آیا تو دولت اسلام سے بہرہ مند ہوئے اور شرفِ بیعت حاصل کیا ؎

ناوک اُن کا کبھی خطا نہوا		طائرِ سدرہ تک نشانہ ہوا	

حضور انور کی ارفع و اعلےٰ شان دیکھکر لوگ توحید و رسالت کا اقرار کرتے تھے اور آئے دن ایسے واقعات پیش آتے رہتے تھے۔

حسین بخش و محمد بخش صاحبان ساکنان جوگی پورہ (متصل ہاتھرس ضلع متھرا) لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ حضور پُرنور ہاتھرس مین تشریف لائے اور مولوی محمد رکن عالم صاحب تحصیلدار کے یہان قیام پذیر ہوئے جمعہ کا دن تھا خوب بارش ہورہی تھی آپ اسی حالت مین مسجد تک پاپیادہ تشریف لائے حضور انور کے ہمراہ مجمع کثیر تھا اکثر لوگون نے بغور دیکھا کہ پائے مبارک کا کوئی نشان فرشِ مسجد پر نہین پڑا حضور کے پائے مبارک کی یہ صفت سنا کرتے تھے اُسوقت آنکھون سے دیکھی اُسی وقت حضور انور کو دیکھکر ایک معزز ہندو مسجد مین حاضر ہوا اور مسلمان ہوکر حضور کے دستِ مبارک پر بیعت ہوگیا۔ مقربِ بارگاہِ وارثی جناب مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا لکھنوی ناقل ہین کہ بابو گنیش پرشاد صاحب اگروالے رئیس الہ آباد کا واقعہ ہے کہ اسٹیشن اوناؤ ضلع لکھنؤ پر ان کو غیر معمولی مجمع دیکھکر حیرت ہوی اور قریب آکر جب پالکی دیکھی تو خیال ہوا کہ اس فینس مین کوئی نوشہ سوار ہے اور یہ براتیون کا مجمع ہے خود بخود ان کا دل چاہا کہ دولھا کی صورت دیکھنا چاہئے جب قریب جاکر فینس کے اندر نگاہ کی تو وہ صورت زیبا نظر آئی کہ دیکھتے ہی دل بیقرار ہوگیا اور غش کھاکر گر پڑے جب ہوش مین آئے تو شرفِ بیعت سے مستفید ہوئے بیعت کے بعد بابو گنیش پرشاد صاحب کا زیادہ قیام دیوہ شریف ہی مین رہنے لگا ان کی یہ حالت دیکھکر تمام اعزا نے کنارہ کشی اختیار کی اور اِن کو وراثت سے محروم کردیا۔ نہایت قلیل گذارہ اِن کا مقرر کیا مگر اُس اُس مرد میدان محبت کو خدا نے وہ استقلال مرحمت فرمایا کہ اُس نیک نہاد اور خوش نصیب نے تمام عمر حضور کے عشق مین بسر کی اور آخر کار آپ ہی کی محبت کا دم بھرتے ہوئے جان بحق تسلیم ہوئے۔

حضور انور کی شان دیکھکر لوگ خود بخود توحید و رسالت کا اقرار کرتے تھے حضور پُرنور کی جانب سے کسی کو مجبور نہین کیا جاتا تھا۔

مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی پیپتے پوری لکھتے ہیں پیپتے پور مین ایک چھوٹک نامی بھودجی تھا

وہ ایک نانک شاہی مہنت کی صحبت مین رہتا تھا حضور انور کی شان و عظمت دیکھکر اُس کے دل مین بھی ولولہ پیدا ہوا کہ کیا اچھا ہوتا جو مین اپنی قوم سے علیحدہ نہ ہوتا اور حضور انور کے غلامون مین داخل ہوجاتا اُس نے اپنا خیال کسی سے ظاہر بھی نہین کیا تھا کہ حضور پُرنور نے اُسکی طرف دیکھکر حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ ''مریدی دل سے ہوتی ہے اور دل مسلمان ہوا کرتا ہے'' وہ یہ نوید جان بخش سنکر حضور کے قدمون پر گر پڑا اور مرید ہوگیا مگر خورد و نوش مین اپنا آبائی طریقہ برتتا ہے - بارگاہ وارثی مین بالکل رضا و رغبت کا معاملہ تھا اور خلوص و محبت کی قدر تھی بعض دیگر مذاہب کے افراد نے تو حضور انور کی بیعت مین آنے کے بعد اسلام کی ایسی خدمات کی ہین جو نہایت اہم ہین - چنانچہ بدھولال صاحب جو مرزاپور کے باشندے ہین اور جنکا اسلامی نام محمد شفیع ہے نہایت راست باز اور رصاف گو شخص ہین اور مسلمانون کی ہر ایک قومی خدمت مین پیش پیش رہتے ہین - اون کی بیعت کا واقعہ بھی بہت نتیجہ خیز ہے جسکو ہمارے مکرم برادر طریقت منشی امانت اللہ خان صاحب وارثی مرزاپوری (سب انسپکٹر پنشنر) نے اُنھین کے قلم سے لکھواکر ارسال فرمایا ہے جو ذیل مین درج کیا جاتا ہے اِس سے منشی محمد شفیع صاحب کا جوش قلبی اور نور تصدیق کافی طور پر متحقق ہوتا ہے منشی محمد شفیع صاحب لکھتے ہین -

''میرے مرشد برحق حضرت سیدنا و مولنا حاجی صاحب قبلہ رضی اللہ عنہ اِس البیلی شان اور انوکھے انداز سے اِس عالم مین قیام پذیر رہے جسکی حقیقت سے خبردار ہونا ادراک انسانی سے بالاتر ہے ہر مذہب و ملت والے اُن کے شمع جمال کے پروانہ تھے خداوند عالم نے جسقدر ظرف جس شخص کو عطا فرمایا تھا اُسی کے موافق اُس نے حضور کو پہچانا میرے سرکار اسرار خداوندی کا مخزن تھے اور اُسکی قدرت کاملہ کی ایک بین دلیل تھے جو ہم لوگون کو سمجھانے کے لئے بارگاہ قدس کی روشنی کی طرح اس عالم مین تشریف لائے اگر ہنود نے حضور کو کرشن جی مہاراج کی طرح دیکھا تو مسیحیون نے جناب عیسٰی علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اُنھین مشاہدہ کی اگر یہودیون نے اُن کے مبارک اور نورانی ہاتھون مین ید بیضا کی کیفیت دیکھی تو مسلمانون نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی نکہت جانفزا محسوس کی غرضکہ خدا نے جسکو دل دانا اور چشم بینا عطا فرمائی اُس نے اپنے ظرف و استعداد کے موافق حضور مین خاص شانین دیکھین ؎

جا کی رہی بھاونا جیسی		ہر مورت جن دیکھی جیسی	

آج دنیا مین کوئی مذہب و ملت ایسا نہین ہے جسمین میرے سرکار کے نام لینے والے نہون جسقدر حاضر ہوکر بیعت ہوئے ہین وہ تو بیشمار رہین مگر ایسے لوگون کی بھی کمی نہین ہے جنکو حضور نے عالم رویا مین شرف بیعت سے مستفید فرمایا ہے اور وہ ایسے بادۂ محبت سے سرشار اور فیوض باطنی سے آراستہ نظر آتے ہین جنکا تذکرہ حدِ بیان سے باہر ہے -

مین خود جب اپنی حالت پر غور کرتا ہون تو محو حیرت ہوجاتا ہون میرا واقعہ یہ ہے کہ مین ایک کافر کے یہان پیدا ہوا خدا و رسول کا پہچاننا تو بڑی بات ہے اُن کے نام سے بھی واقف نہ تھا ۱۸۹۰ء کا واقعہ ہے کہ مین سکندرنامہ کا سبق پڑھ رہا تھا تو

شروع مین یہ شعر آیا ؎

پناہِ بلندی و پستی توئی	ہمہ نیست اند انچہ ہستی توئی

اس شعر کا مطلب مین نے اپنے اُستاد مرحوم مغفور سے کئی مرتبہ دریافت کیا اور سمجھا کچھ ایسا اثر قلب پر پیدا ہوا کہ یک لخت کفر سے دل بیزار ہو گیا اب یہ خیال دامنگیر ہوا کہ آخر توحید دنیا مین کیونکر پہلی تحقیق سے معلوم ہوا کہ خدائے واحد نے توحید کی منادی کرنے کے لئے انبیا علیہم السلام کو دنیا مین بھیجا اور اُنھون نے توحید کی روح دنیا مین پھونک دی ۔

اسی طرح ۱۸۹۵ء مین ایک شب اپنے مکان پر بیٹھا ہوا تھا اور اِس خیال مین محو تھا کہ جب خداوند عالم کو مارنا اور جلانا ہی منظور تھا تو پھر عرصۂ ظہور مین لانے کی کیا ضرورت تھی ۔ اِس سے تو یہ بہتر تھا کہ پیدا ہی نہ کرتا اسی خیال مین سو گیا خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک وسیع میدان ہے جسکی انتہا نظر نہین آتی اُس میدان مین ایسی نفیس اور سبز گھانس ہے کہ دنیا کی کسی سبز چیز کو اُس سے مثال نہین دی جا سکتی سبز مخمل کی اُس کے سامنے کوئی ہستی نہین مین اُسی گھانس سے گذرتا ہوا جب درمیان مین پہونچا تو ایک زرّین تخت دیکھا جسکی چمک دمک سے نگاہون مین خیرگی پیدا ہوتی تھی اُس تخت پر پانچ بزرگ رونق افروز تھے ایک صدر نشین تھے اُن کے جلال وجبروت کا یہ عالم تھا کہ اُن کی طرف نگاہ نہین ہوتی تھی دو بزرگون کو دیکھا جو اُن کے یمین و یسار بیٹھے ہوئے تھے اور دو بزرگ سامنے تھے مین نے سلام عرض کیا تو داہنی جانب جو بزرگ رونق افروز تھے اُنھون نے مجھکو بیٹھنے کا اشارہ فرمایا مین زمین پر بیٹھنے لگا تو تخت پر بیٹھنے کا حکم دیا مین ادب سے ایک کنارے بیٹھ گیا دو بزرگ جو سامنے تشریف فرما تھے اُن مین سے ایک صاحب نے کچھ عربی زبان مین اشعار پڑھے جن سے سب وجد مین آگئے اور کھڑے ہو گئے مین بھی زمین پر کھڑا ہو گیا اور مین نے دست بستہ عرض کیا کہ مجھے بھی ایک شعر یاد ہے اگر حکم ہو تو پڑھون ارشاد ہوا کہ پڑھو چنانچہ مین نے وہ شعر پڑھا تو سب کو وجد آ گیا اور وہ کھڑے ہو گئے چند منٹ کے بعد جب وہ حالت فرو ہوئی تو سب بیٹھ گئے مین بھی بیٹھ گیا وہ بزرگ جو صدر نشین تھے اُنھون نے ایک بزرگ سے جو سامنے تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا کہ اِن کو سمجھا دو چنانچہ اُنھون نے مجھکو یہ سمجھایا کہ تمھارا پہلا خیال وسوسۂ شیطانی تھا اُسکو قلب سے نکال ڈالو اگر اللہ جل جلالہ اپنے حبیب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا مین بھیجنا نہ ہوتا تو عالم ظہور مین نہ آتا اچھا جاؤ ؎

ہرچہ بینی بدان کہ مظہر اوست

مین جب خواب سے بیدار ہوا تو اِس خواب کا قلب پر خاص اثر تھا اور ایمان کی حلاوت وشیرینی سے عجیب مزیدار کیفیت تھی اُسی دِن سے دِل کی حالت بدل گئی اور خیال ہوا کہ کچھ کرنا چاہئے مگر خاندانی اثرات دامنگیر تھے اور نہ کسی سے ایسی شناسائی تھی کہ جس سے حال دل کہکر کچھ دریافت کرتا بڑی کوشش سے یہ پتہ چلا کہ درود شریف ایک افضل ترین عبادت ہے جس نے جو کچھ پایا درود شریف سے پایا چنانچہ ایک کتب فروش کی دوکان سے درود شریف کی کتاب خرید کر لایا جسمین متعدد درود شریف

لکھے ہوئے تھے مین نے چند درود شریف زبانی یاد کیے۔

مرزاپور مین ایک مشہور ولی اللہ کا مزار ہے جو عالمگیر کے زمانہ مین یہان تشریف لائے تھے اور اُنکا نام نامی حضرت خواجہ سید شاہ اسمعیل چشتی علیہ الرحمۃ ہے۔ آپ کے فیض و برکات سے تمام شہر مستفید ہے مین نے اپنا یہ معمول کرلیا تھا کہ دن مین شوالہ کے اندر جاکر بیٹھ جاتا تھا اور خاموشی سے درود شریف کا وِرد رکھتا تھا اور شب کو حضرت خواجہ سید شاہ اسمعیل چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر بیٹھ کر درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ سنہ ۱۸۹۶ء کا واقعہ ہے کہ شب کے ۲ بجے ہون گے مین اپنے ذوق وشوق مین حضرت خواجہ صاحب کے مزار پُرانوار پر بیٹھا ہوا درود شریف پڑھ رہا تھا کہ مجھے پیاس معلوم ہوئی اُسوقت چاندنی چھٹکی ہوئی تھی مین روضۂ انور کے باہر آیا اور کنوئین پر جاکر پانی نکال کر پیا جب برتن اور رسّی رکھنے لگا تو مین نے بچشم خود دیکھا کہ کنوئین کے قریب جو گولر کا درخت ہے اُس کے نیچے ایک بزرگ کھڑے ہین۔ مگر درخت کے سایہ کی وجہ سے مین اُنکو پورے طور پر نہین دیکھ سکا۔ اسلئے اُن کے قریب گیا اور سلام عرض کیا دست مبارک پر بوسہ دیا اور مین نے پوچھا کہ حضور کا دولت خانہ کہان ہے تو اُنھون نے ارشاد فرمایا "سنو سنو تمھارا حصہ میرے یہان ہے" یہ فرماتے ہی غائب ہوگئے مین عرصہ تک اِسی فکر مین رہا دو ڈھائی برس کے بعد مرزا قاسم جان صاحب وارثی سے بر سبیل تذکرہ یہ ذکر آیا اُنھون نے مجھکو ایک مرقع دکھایا اُس مرقع کو دیکھتے ہی مین نے پہچان لیا کہ یہی مقدس صورت تھی جسکو مین نے خواجہ صاحب کے مزار سے قریب گولر کے درخت کے نیچے دیکھا تھا۔ مین اُسی سال کاتک کے مہینہ مین مرزا قاسم جان صاحب کے ہمراہ دیوہ شریف حاضر ہوا یہ حضور پُرنور کے والد ماجد سیدنا قربان علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے عرس کا زمانہ تھا مجھے حضور انور کی زیارت کا کمال اشتیاق تھا جب آستانۂ عالی کے دروازہ پر پہونچا تو دیکھا کہ ایک مجمع کثیر دروازہ کھلنے کا منتظر ہے۔ مین نے جیسے ہی دروازہ پر زنجیر کھٹکھٹائی فوراً حضور انور نے فرمایا "سنو سنو نور محمد شاہ مرزاپور سے ایک لڑکا آیا ہے اُسکو بلالو" حضور کی یہ آواز مین نے اپنے کانون سے سُنی اسکے بعد دروازہ کھلا مین اندر گیا حضور پُرنور استراحت مین تھے مین نے قدمون کو بوسہ دیا اور دل مین خیال کیا کہ اگر حضور رُخ انور کھول دیتے تو شناخت ظاہری کی منزل بھی طے ہوجاتی یہ خیال آنا تھا کہ فوراً حضور بیٹھ گئے اور مین جمال عدیم المثال کی زیارت سے شرف اندوزِ سعادت ہوا اور دستِ مبارک پر بوسہ دیا حضور نے فرمایا "سنو سنو ہماری تمھاری پورانی ملاقات ہے اچھا جاؤ اب پھر ملاقات ہوگی" اُسی سال مین خوش نصیبی سے حضور انور کے سلسلۂ غلامی مین داخل ہوا اور جو احسانات و افضال حضور انور کے مجھ پر ہوئے وہ بیان سے باہر ہین اور حق تو یہ ہے وہ لوگ نہایت خوش نصیب ہین جو اُس گوہر یکتائی بحر توحید کی زیارت سے مستفید ہوئے اور اُن سے زیادہ وہ قسمت کے دھنی ہین جنکو شب و روز شرفِ حضوری حاصل تھا ۵

قدم وہ ناز سے رکھتا نہین تختِ سلیمان پر	ترے کوچہ مین جس درویش نے بستر لگایا ہے

محمد شفیع صاحب کا واقعہ بہت جسقدر اہمیت رکھتا ہے وہ ظاہر ہے ایسے اکثر واقعات ہونگے اور ممکن ہے

کہ ان واقعات مذکورہ بالا سے بھی کہین مہتم بالشان واقعات گذرے ہون جو ہمارے علم مین نہ ہون اسلئے کہ حضور کے مرید بے شمار ہین جو واقعات دستیاب ہوگئے اُنھین پر اکتفا کیا گیا۔ کیونکہ ممکن نہین کہ سمندر کی سب لہرین شمار مین آجائین غرض یہ ہے کہ حضور انور پر مسلمانون کی طرح ہنود بھی نثار تھے اور اُن کے پیشوا پنڈت سادھو نانک شاہی اُداسی وغیرہ غرضکہ ہر خیال کے ہندو فقرا حضور پُرنور کی خدمت عالی مین حاضر ہوتے اور برکت و فیض حاصل کرتے تھے۔ اکثر ہندو سادھو آپ کے چیلے بن گئے حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی رقمطراز ہین کہ مین بارگاہِ عالی مین حاضر تھا کہ ایک نانک شاہی اُداسی فقیر حضور کی خدمت عالی مین حاضر ہوئے جو امرت سر کے رہنے والے تھے اونھون نے اپنی حاضری کا یہ سبب بیان کیا کہ مجھکو عرصہ دراز سے یہ اُلجھن ہے کہ خدا انسان مین ہے یا اِس جسم سے علیحدہ ہے مین نے اِس بات کی سیکڑون فقیرون اور سادھوؤن سے تحقیق کی اور اُنھون نے مجھکو ہر طرح سمجھایا مگر میری سمجھ مین نہین آتا اور نہ تسکین ہوتی ہم اب یہان حاضر ہوا ہون۔ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب کا بیان ہے کہ مین نے پہلے بھی اِن کا نام سنا تھا اِسلئے حضور انور کی خدمتِ عالی مین پیش کرنے کے لئے اِن کو اُسی وقت لے چلا حضور انور اُسوقت صحن مکان مین چبوترہ پر استراحت فرما رہے تھے جیسے ہی سامنے سے دروازہ کھلا یہ اُداسی فقیر صاحب سرنگون ہوگئے اور اِسی ہیئت سے حضور پُرنور تک پہونچے اور قدمبوس ہوکر واپس چلے آئے نہ کوئی بات ہوئی نہ ذکر ہوا مگر باہر آکر اُنھون نے کہا کہ آج مجھکو تسکین ہوگئی مین نے دریافت کیا تو اُنھون نے کہا کہ جیسے ہی دروازہ کھلا اور میری نگاہ حضور پڑی مین نے دیکھا کہ دھرتی سے آکاس تک ایک جوت ہے اور صورت یہی ہے جب پیر پکڑے تو سوائے اُس صورت کے اور کچھ نہین دکھائی دیتا تھا" یہ اُداسی فقیر کئی روز تک دیوہ شریف مین ٹھہرے رہے اور اِسکے بعد چلے گئے ایسے واقعات روزمرّہ پیش آتے تھے کہ حضور انور مشاہدہ کرادیا کرتے تھے۔ حق یہ ہے کہ آپ کی ذات سے خدا کی قدرت کا مشاہدہ ہوتا تھا اور سامنے آتے ہی عقدۂ لاینحل حل ہوجاتا تھا۔

حضور انور کی خدمتِ عالی مین بڑے بڑے سادھو اور ہر ایک پنتھ کے ہندو فقیر آتے تھے اور آپ اُن کی قدر فرماتے تھے اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ "ہم اور تم ایک ہین نا" جہان آپ تشریف لیجاتے ہندو فقرا نہایت خلوص و عقیدت سے حضور انور سے ملنے کے لئے آتے تھے اگر اُن کو اپنے مقام پر اس بات کا علم ہوتا تھا کہ حضور پُرنور اِس راستہ سے گذرین گے تو وہ سر راہ حاضر ہوتے اور شرفِ زیارت سے مستفید ہوتے تھے۔

منشی عبدالغنی خان صاحب وارثی رئیس پوروہ غنی خان ضلع راے بریلی لکھتے ہین کہ جناب حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب وارثی اور مرزا منعم بیگ صاحب وارثی اور رحیم شاہ صاحب اور دیگر بزرگون کا بیان ہے کہ جب حضور پُرنور بنارس تشریف لیگئے تو عجیب کیفیت دیکھنے مین آئی جسوقت حضور کی پالکی راج گھاٹ پر پہونچی تو بنارس کے پنڈت اور پوجاری اور وہ گدّی نشین مہنت جو کبھی اُٹھتے نہین تھے وہ اپنے اپنے مقامون سے اُٹھے اور حضور انور کی خدمتِ عالی مین محبت و عقیدت سے آئے بعض تو پالکی ڈنڈون مین ہاتھ لگائے ہوئے تھے

حضور پر نور ہر ایک سے یگانگت و شفقت کی باتین فرمارہے تھے ایک مقام پر پالکی رُکوا کر حضور نے اُن سب سے فرمایا "ہم اور تم ایک ہین" اب ہمکو بخوشی اجازت دو کہ ہم ایک شخص کے یہان قیام کرین وہان سب سے ملاقات ہوجائیگی اُن سب نے قبول کیا اور حضور کی مدح و ستائش کرنے لگے جب اُنھون نے بخوشی منظور کر لیا تو حضور نے ایک حکیم صاحب کے یہان قیام فرمایا بعض مہنتون نے حضور انور کے لئے کھانے بھیجے بعض نے پھول پھل اور میوے اور دیگر تحائف ارسال کئے۔ جب دوسرے دن صبح کے وقت حضور بنارس سے رخصت ہونے لگے تو اکثر نامی گرامی پنڈت اور مہنت رخصت کرنے کے لئے آئے اور جب حضور سے جُدا ہونے لگے تو نہایت اشکبار ہوئے اُن کی گریۂ وزاری کا عالم دیکھکر حیرت ہوتی تھی کہ اللہ اکبر حضور انور مجسم مہر و محبت ہین جس کا ہر شخص پر آناً فاناً اثر ہوتا ہے۔
ہندو فقرا بھی حضور انور کو بہت زیادہ مانتے تھے۔ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی لکھتے ہین کہ مجھسے ایک سادھو صاحب نے بجہرائون مین دریافت فرمایا کہ تم کہان بیعت ہو مین نے حضور انور کا اسم گرامی بتایا تو اُنھون نے نہایت جوش مین آکر کہا کہ وہ فقیر ہین اور فقیر بہت کم ہوتے ہین اولیا اور پیر بہت ہوتے ہین اسکے بعد یہ شعر پڑھا ؎

حد پیٹے تو اولیا بیحد پیٹے تو پیر	حد بیحد دو ہو پیٹے تو اُسکا نام فقیر

اِس شعر کو پڑھکر کہا کہ مین نے یہ بات حاجی صاحب کے سِوا کسی مین نہین دیکھی تمکو بڑا پیر مِلا۔
حاجی اوگھٹ شاہ صاحب ایک دوسرا واقعہ لکھتے ہین کہ جنہگا شاہ صاحب مجذوب جو پنجاب کے ایک مشہور درویش تھے میرے والد ماجد علیہ الرحمۃ کے ملنے والے تھے پیران کلیر شریف مین مجھے اُن سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو نہایت شفقت و محبت سے پیش آئے اور پوچھنے لگے کہ تم کِس خاندان مین بیعت ہوئے مین نے کہا چشتیہ قادریہ مین کہنے لگے خاندان زبردست ہین۔ پھر کہا کہ کِس سے بیعت ہو مین نے حضور اقدس کا نام نامی بتایا تو بڑی کیفیت سے فرمانے لگے او ہو پیر بھی بڑا زبردست مِلا علاوہ اور باتون کے تمھارے پیر بڑے فقیر ہین ایک بات یہ ہے کہ سَیِّد ہین اور سَیِّد سے زمین و آسمان لرزتے ہین اور کُل چیزین ڈرتی ہین۔
مولوی محمد سرفراز خان صاحب محقق شکوہ آبادی سابق منیجر درگاہ اجمیر شریف لکھتے ہین کہ ۱۸۹۷ء مین مجھے چند احباب کے ہمراہ سنگاپٹنگ کے پہاڑ پر جانے کا اتفاق ہوا جب ہم لوگ وہان کا بڑا مندر دیکھنے کے لئے گئے تو اسمین ایک ہندو فقیر کو دیکھا جنکو وہان کے لوگ بہت مانتے تھے اور وہ عربی و فارسی اردو ہندی وغیرہ مختلف زبانین جانتے تھے۔ اپنی عُمر سوا سو برس کی بتاتے تھے جب مین اُنکے سامنے گیا تو مجھکو دیکھکر مسکرائے اور میرے گذشتہ واقعات خود بخود بیان کرکے آیندہ واقعات کی پیشین گوئی فرمانے لگے اور آخر مین کہا تو ایک ایسے زبردست ولی کامل کے خاص مقبولون مین ہے جِسکا ثانی آج دنیا مین نہین ہے تجھ پر بہت آفتین آئینگی مگر تو محفوظ رہے گا۔

یہ پیشین گوئی اُن فقیر صاحب نے مولوی محمد سرفراز خان صاحب محقق وارثی کی بیعت سے قبل بیان کی تھی بلکہ اُسوقت تک مولوی صاحب موصوف کو حضور انور سے بیعت ہونے کا خیال بھی نہ تھا۔ اِن واقعات سے ظاہر ہے کہ عام ہندو ہی نہین بلکہ اون کے واجب التعظیم مہاتما اور پیشوا بھی حضور انور کی ولایت تامۂ کے کما حقہٗ قائل تھے یہی نہین بلکہ معتقدانہ حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے تھے اور حضور انور پر جان نثاری و شیفتگی مین مسلمانون سے کم نہ تھے۔ آپ کے فیوض و برکات نے ہزارون ہندؤن کو دولتِ روحانیت سے مالا مال کر دیا اور مخالفین اسلام کے اِس خیال باطل کی قلعی کھول دی کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے یا بعض دہریت کے دلدادے جو کہتے تھے کہ اسلام کی حقانیت و روحانیت کے واقعات دل خوش کن اور پارینہ افسانے ہین۔ اگر یہ واقعات صحیح ہین تو اب ایسے با اثر اور مقدس نفوس اسلام مین کیون نہین پیدا ہوتے جیسے صاحبِ تاثیر و باکرامت اولیاء اللہ زمانۂ ماسبق مین پیدا ہوتے تھے۔ اُن کے لئے آپ کی ولایتِ تامّہ ایک قطعیۃ الدلالت حُجّت تھی۔ اور آپ کی ذات صداقتِ اسلام کی بیّن دلیل تھی اور اِس کا ایک بدیہی ثبوت کا اسلام بجبر و اکراہ یا بہ زور شمشیر نہین بلکہ اِس طرح اسلام کی ترقی و اشاعت ہوئی ہے جس طرح آج تم اپنی آنکھون سے دیکھ رہے ہو کہ نہ فوج ہے نہ شمشیر ہے نہ دیگر سامان عیش و تنعم نہ اور کوئی ظاہری دلچسپیون کے اسباب ہین ایک تنِ تنہا حضور پُر نور کی ذات بابرکات ہے جسکی حقانیت و روحانیت سے متاثر ہو کر تمام عالم والہ و شیفتہ ہے ؎

بے لشکر و فوج بادشاہی کردیم اے وارث بدولت فقیری اینجا	بر مسندِ فقر کبریائی کردیم در کسوتِ بندگی خدائی کردیم

حضور انور کی مقدس تاثیرات روحانیت پر اس زمانہ کے مشاہیر ارباب سیر اور صحیح خیال وقائع نگار اصحاب نے بھی غور کیا ہے چنانچہ خان بہادر مولوی محمد بشیر الدین صاحب بانی اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ و مدیر اخبار "البشیر" (جو حضرت مولنا شاہ فضل رحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ سے شرفِ بیعت رکھتے ہین اور اپنے آزاد خیالات و اسلامی خدمات مین ضرب المثل ہین) حضور انور کے وصال پر اظہار رنج و ملال کرتے ہوئے "البشیر" مطبوعہ ۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء مین تحریر فرماتے ہین "آپ کا مسلک نہایت صلح کل تھا کسی مذہب اور عقیدہ کا شخص آپ سے ملتا آپ اُس سے بہ اخلاق باتین کرتے چنانچہ علاوہ مسلمانون کے بہت سے ہنود بھی آپ کے مرید تھے حاجی صاحب کی ذات بابرکات اِس امر کا بدیہی ثبوت تھی کہ نہ بادشاہون کے ذریعہ سے نہ علما کے وعظ و پند سے اِسقدر اشاعتِ اسلام ہوئی ہے جتنی صوفیائے کرام کی بدولت ہوئی ہے"

خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی اخبار وکیل مطبوعہ ۲۷ جنوری ۱۹۰۹ء مین اپنے مضمون کے سلسلہ مین تحریر فرماتے ہین "ہم نے خود اکثر ہندؤن کو دیکھا ہے کہ وہ

حاجی صاحب کی مریدی کے سبب اسلام اور طریق اسلام کے شیدائی بن گئے اور بعض دریردہ مسلمان تھے بعض درود شریف اور آیاتِ قرآنی کو نہایت ذوق وشوق سے پڑھتے اور مزے لیتے تھے ''

صرف ہنود ہی نہین بلکہ پارسی یہودی مسیحی سب آپ کی جان نثاری کا دم بھرتے تھے اکثر انگریزون نے مسلمان ہوکر لباس درویشی پہن لیا - حاجی اوگھٹ شاہ صاحب ضیافت الاحباب" مین تحریر فرماتے ہین کہ "مین نے اپنے بزرگون سے سُنا ہے کہ بہت سے عیسائی شرفِ بیعت وارثی سے مشرف ہوئے اور بعض کو شہنشاہ عالم پناہ نے خلعت فقر سے بھی سرفراز فرمایا ہے چنانچہ رومی شاہ صاحب ولایتی شاہ صاحب عبداللہ شاہ صاحب جو حضور کے خرقہ پوش فقرا تھے یورپین تھے ''صاحب تحفۃ الاصفیا لکھتے ہین ۱۲۸۵ھ کا واقعہ ہے حضور پُرنور محلہ امین آباد شہر لکھنؤ مین چودھری ہدایت علی صاحب تعلقہ دار دہورہرہ کے مکان پر رونق افروز تھے اُسوقت علاوہ چودھری صاحب موصوف کے چودھری سرفراز احمد صاحب تعلقہ دار سیحہ وغیرہ بھی حضور کی خدمت مین حاضر تھے - حُسنِ اتفاق سے ایک صاحب مسٹر براؤن ہیڈکلرک دفتر کمشنری بہرائچ سرِ راہ چلے جاتے تھے جیسے ہی حضور کے چہرۂ مبارک پر اُن کی نظر پڑی حواس بجا نہ رہے اور ازخود رفتہ ہوگئے بیہوش ہوکر گر پڑے ؎

کتنی گہری مرے ساقی کی نظر ہوتی ہے	مجھکو پہرون مین کہین اپنی خبر ہوتی ہے

مسٹر موصوف کو جب ہوش آیا تو وہ حضور کے دستِ حق پرست پر مسلمان ہوگئے اور کچھ دنون کے بعد آپ کی اجازت سے حج بیت اللہ ادا کرنے کے لئے مکہ معظمہ چلے گئے صاحب موصوف نے اپنی زندگی اشاعتِ اسلام کے لئے وقف کردی تھی اور جب تک زندہ رہے اسلام کی خدمت کرتے رہے -

حاجی اوگھٹ شاہ صاحب ضیافت الاحباب مین لکھتے ہین کہ برادر بیدم شاہ فقیر حضرت وارث عالم پناہ اپنے خط مین جناب رحیم شاہ صاحب خادم خاص بارگاہ وارثی سے مسٹر کمیل صاحب فرانسیسی کی سفارش کرتے ہین کہ ان کی تمنا حضور عالی مین عرض کردیجئے وہو ہذا -

قبلۂ ام جناب رحیم شاہ صاحب زید مجدہ - پس از ما وجب آنکہ باعثِ تکلیف دہی یہ ہے کہ ایک صاحب فرانسیسی مسٹر کمیل حضور پُرنور کے غلام ہونا چاہتے ہین اور بوجہ چند درچند فی الحال حاضر نہین ہوسکتے لہٰذا اون کی درخواست پیش کردیجئے اور جو ایسی مطلع فرمایئے اُن کو عالم رویا مین بھی زیارتِ سلطانِ دوجہان یعنی وارث کون ومکان ہوچکی ہے یہی باعث اُن کی غلامی قبول کرنیکا زیادہ تر ہوا مین امید کرتا ہون کہ آپ ضرور یہ تکلیف گوارا فرماکر مجھے ممنون فرمائین گے - راقم - فقیر بیدم وارثی از آگرہ -

مسٹر موصوف کی عقیدت اور برابر بیدم شاہ صاحب کی سفارش ملاحظہ فرماکر حکم ہوا کہ اُنکی بیعت قبول ہوئی جب موقع ہو چلے آوین '' (ضیافت الاحباب)

بعد ازان مسٹر کیل صاحب حضور انور کی خدمت عالی مین دیوہ شریف حاضر ہوئے تھے اُنھون نے اپنا نام بھی بدل دیا عبدالوارث نام رکھا اب سنا ہے کہ بمبئی مین ہین۔ اسی طرح اور انگریزون کو بھی حضور انور کی بعیت کا شرف حاصل ہوا ہے چنانچہ حاجی سید غفور شاہ صاحب حسامی الوارثی نے حضور پُر نور کے مختصر حالات مین ایک سوانح عمری انگریزی زبان مین تالیف فرمائی ہے اُسمین لکھا ہے کہ ”مسٹر ہنری ٹریفک انسپکٹر اجمیر اور مسٹر جانسٹن سپرنٹنڈنٹ پولیس ممالک متحدہ بھی حضور انور کی بعیت سے مشرف ہوئے تھے اسی طرح پارسی و یہودی وغیرہ بھی حضور کی بعیت سے مشرف ہوئے ہین۔ چنانچہ بمبئی کے مشہور پارسی دوسابھائی ولد دہن جی حضور کے دست مبارک پر بعیت سے مستفید ہوئے اور اسلامی عقائد کے پابند ہو گئے اور ان کی دونون بہنین بھی حضور کے دست مبارک پر بعیت سے مشرف ہوئین دوسابھائی ولد مکرجی بھی حضور سے بعیت ہوئے۔ یہ بعض ایسے واقعات لکھے گئے ہین جو حضور انور کے آخر زمانہ مین پیش آئے اور حضور کے خدام حاضر باش کی یادداشت مین تھے آپ کے زمانۂ سیر و سیاحت مین جو واقعات گذرے اُن کا علم ہونا مشکل ہے حضور انور کی ذات بابرکات خاص جامعیت رکھتی تھی اور اسلام کی صداقت و حقانیت کی ایک بیّن دلیل تھی ہزارون منکرون کو آپ کی مقدس تاثیرات روحانیت سے راہ ہدایت نصیب ہوئی۔ آپ کے تمام واقعات و حالات احاطۂ تحریر مین آنا ناممکن ہین کیونکہ ظاہر و باطن طور پر حضور انور کی ذات سے فیوض و برکات جاری تھے۔ حضور کے تصرفات فیض آیات ضرب المثل ہین۔ جناب مولنا مولوی عبدالاحد صاحب قبلہ شمشاد فرنگی محلی ہیڈ مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور جو فی زمانا ایک عالم باعمل اور مشاہیر روزگار سے ہین اپنے سفر کا ایک واقعہ تحریر فرماتے ہین جو نہایت دلچسپ ہے اسلئے بجنسہ درج ذیل کیا جاتا ہے مولنا لکھتے ہین مین جب تیسری مرتبہ حسب طلب نواب حسین میان صاحب مرحوم والے منگرول مُلک کاٹھیاوار گیا تھا تو واپسی کے وقت گجرات سے اجمیر شریف کی طرف آنے مین رات کو ریل پر سو رہا تھا ایک بنچ پر مین تھا اور پائنتی کی بنچ پر ایک امیر ماٹر واڑن تھی اور اُسکی بغل کی بنچ پر اُسکا ایک نوعمر لڑکا تھا میرے اپنی بغل کی بنچ پر سامان وغیرہ رکھد یا تھا کیونکہ وہ خالی تھی جب سوجد اسٹیشن پر پہونچا تو کسی کے آنے کی آہٹ ملی اور میری آنکھ کھل گئی مین نے دیکھا کہ ایک انگریز گاڑی مین آیا اور میری بغل کی بنچ پر بیٹھنا چاہا مین فوراً اُٹھا اور اپنا اسباب ہٹانے لگا۔ اُس انگریز نے نہایت عُمدہ لب ولہجے مین کہا آپ کیون تکلیف کرتے ہین آپ سوئیے مین ایک طرف بیٹھ جاؤنگا مجھے اُسکی فصاحت تعجب ہوا اور مین نے اسباب ہٹا کر وہ بنچ خالی کردی اور پھر سو رہا۔ میرے کان مین آواز آنے لگی کہ اے خدا میرے حال پر رحم کر مجھے سخت تکلیف ہے تو کیون مجھے میری برداشت سے زائد تکلیف دیتا ہے پیر تو بھی میری خبر نہین لیتا۔ اِس آخری لفظ نے مجھے ہوشیار کر دیا اور مین اُٹھ بیٹھا دیکھا تو وہ انگریز سخت تکلیف مین کراہ رہا ہے مین نے پوچھا کہ صاحب آپ کو کیا تکلیف ہے اُس نے کہا کہ مین بہت بیمار ہون اِس وقت بخار کی زیادتی ہے اور طحال مین کیڑے پڑ گئے ہین مین نے نبض دیکھی تو واقعی بخار بہت شدت کا تھا مین نے کہا بیشک آپ کو شدت کا بخار ہے آپ کے طحال مین کب سے کیڑے پڑ گئے ہین اُس نے کہا ایک مہینہ سے زائد ہوا کہ ڈاکٹرون نے تجویز کیا ہے۔ مین نے کہا اُن لوگون کی رائے غلط ہے

اِس مرض کا مریض ایک ہفتہ سے زائد نہین جی سکتا۔ اُس نے پوچھا کہ آپ حکیم ہین مین نے کہا نہین مگر طبیبون کی صحبت مین رہا ہون اور ہر فن کی کتابین دیکھا کرتا ہون مجھے کتب بینی کا مشغلہ بہت پسند ہے اُس نے پوچھا آپ کا مکان کہان ہے مین نے بتایا لکھنؤ مین ہے۔ مین نے کہا کچھ مین بھی آپ سے سوال کر سکتا ہون اُس نے کہا فرمایئے مین نے کہا آپ نے اپنی بے چینی مین خدا سے رحم کی درخواست کی حالت مین یہہ بھی کہا تھا کہ اے پیر تو بھی میری خبر نہین لیتا اِس کے کیا معنی اُس نے کہا مین نے یہ نہ کہا ہوگا۔ مین نے کہا آپ نے ضرور کہا تھا مسکرا کر کہنے لگا کہ بے چینی مین مُنھ سے نکل گیا ہوگا۔ مین نے کہا اس کی کچھ اصلیت ضرور ہوگی ورنہ ایسا کلمہ انگریز کے مُنھ سے نہین نکل سکتا۔ اُس نے بہت کچھ ٹالا مگر مین پیچھے پڑ گیا۔ اور اسرار سے پوچھنے لگا اُسنے چاہا کہ ایک بات ایسی ٹل جائے۔ کہنے لگا سُنیے صاحب آپ لکھنؤ کے رہنے والے ہین وہان کے لوگون کو ضرور جانتے ہون گے مین نے کہا کہ ہان جانتا ہون اُس نے حسین ہمزہ اور چند کیننگ کالج کے طلبا کو پوچھا چونکہ وہ لوگ میرے ساتھ کیننگ کالج مین پڑھتے تھے مین نے اکثر صاحبون کا حال بتایا اُس نے کہا وہان کے عربی مدرس مولنا حافظ محمد فضل اللہ صاحب مغفور کو بھی جانتے ہو مین نے کہا وہ میرے خسر تھے یہہ سُنتے ہی وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا مین آپ سے ملون گا وہ میرے اُستاد تھے اور اُن کی فیاضیون اور بزرگیون کا دیر تک مداح رہا۔ اور کہنے لگا اب تو میری نبض دیکھیے مین نے نبض دیکھی تو ذرا بھی بخار نہ تھا مین نے کہا کہ اسوقت تو آپ کی نبض صاف ہے۔ سُن کے کہنے لگا کہ مجھے آپ سے ملکر ایسی خوشی ہوئی ہے کہ میرا بخار اُتر گیا خدا آپ کو خوش رکھے۔ پھر کہنے لگا آپ ہاول صاحب وکیل کو جانتے ہین مین نے کہا ہان مین نے اُن کی تعریف سُنی ہے اُن سے ملنے کا مجھے اتفاق نہین ہوا اُس نے کہا وہ میرے حقیقی چچا تھے یہ بھی آپ جانتے ہین وہ فرانسیسی تھے اور فرانسیسی فرنگیون کی عورتین پردہ مین رہتی ہین مین نے کہا مجھے اس کا علم نہین ہے کہا اچھا لکھنؤ کے فقیرون کا حال بھی آپ جانتے ہین مین نے کہا مین بہت دنون سے غازی پور مین رہتا ہون لڑکپن مین جیپ شاہ وغیرہ کو دیکھا تھا کہا کہ حاجی صاحب کو جانتے ہین مین نے کہا اُنھین بچپن مین دیکھا تھا میرے ماموں وغیرہ اُن کے مرید تھے اس وجہ سے وہ گھر مین تشریف لاتے تھے چونکہ وہ عورتون سے سر مین تیل وغیرہ ڈلواتے تھے اس وجہ سے مین اُن کو اچھا نہین سمجھتا تھا کہا آپ نے اُن کی کچھ کرامتین بھی سُنی ہین۔ مین نے کہا ہان مین نے سُنا ہے کہ برسات مین بھی وہ ننگے پاؤن رہتے ہین اور بے تکلف فرش پر چلے جاتے ہین فرش پر دھبہ وغیرہ نہین پڑتا کہا کہ اور کچھ مین نے کہا یہہ کیا کم کرامت ہے کہ غیر مذاہب کے لوگ اُن کے مرید ہوتے ہین مثلاً ولی کے پہلے سفر مین جب مین آگرہ پہونچا تو جیل خانہ کے داروغہ کے یہان بغرض سیر آگرہ کئی روز ٹھہرا وہان ڈاکٹر پنڈت رام پرشاد صاحب ڈاکٹر جیل خانہ سے ملاقات ہوئی اُن کی صورت نہایت متبرک تھی لمبی ڈاڑھی رکھے ہوئے تھے اور ماتھے پر بہت چوڑا قشقہ دیے رہتے تھے اور ہر وقت کچھ پڑھا کرتے تھے دریافت سے معلوم ہوا کہ درود شریف پڑھا کرتے ہین اور تلاوت قرآن بھی کرتے ہین

اور پابند نماز ہین جب کئی روز کی صحبت مین بے تکلفی ہوگئی تو ایک روز وہ کہنے لگے کہ مین مسلمان ہون اور حاجی صاحب قبلہ کا مرید ہون اپنے بہت واقعات اُنھون نے بیان کیے کہتے تھے کہ مین نے ایک خواب دیکھا کہ ایک بڑے دربار مین پہونچ گیا ہون وہان حضرت حاجی صاحب قبلہ بھی تشریف رکھتے ہین مین نے آپ سے دریافت کیا کہ یہہ کیسی محفل ہے فرمایا کہ یہہ دربار حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اشارہ سے بتایا کہ یہہ حضرت ابوبکرؓ ہین یہ حضرت عمرؓ ہین یہہ حضرت عثمانؓ ہین یہہ حضرت علیؓ ہین یہہ حضرت فلان یہہ فلان ہین رضوان اللہ علیہم اجمعین مین حضرت ابوبکرؓ کی خدمت مین حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہان تشریف رکھتے ہین تو اُنھون نے فرمایا تو اُنھین نہین دیکھ سکتا مین زیادہ حال دریافت کرسکا اور آنکھ کھل گئی مجھے بہت سخت صدمہ ہوا جب مین تبدیل ہوکر سہارنپور گیا تو مین نے حضرت مولنا محمد قاسم نانوتوی مرحوم مغفور سے اپنا خواب بیان کیا اور وجہ عدم زیارت دریافت کی تو اُنھون نے فرمایا کہ تم حُقّہ تو نہین پیتے مین نے کہا حُقّہ کا کیا ذکر مین تو افیون بھی کھاتا ہون۔ حضرت مولنا نے فرمایا تم کو زیارت نہین ہوسکتی مین نے اُسی وقت حُقّہ اور افیون سے توبہ کی بہت سخت بیمار ہوگیا تمام حکیمون اور ڈاکٹرون نے تجویز کی کہ بغیر استعمال افیون کے تم اچھے نہین ہوسکتے مین نے کہا مجھے مرجانا منظور ہے مگر حُقّہ اور افیون کے پاس نہ جاؤن گا چنانچہ مین اچھا ہوگیا اور چار مرتبہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوچکی ہے الحمد للہ علے ذلک۔ صاحب ان واقعات کو سُنکر بہت خوش ہورہے تھے اور غور سے میرے چہرہ کو دیکھے جاتے تھے۔ جب مین اس قصہ کو کہہ چکا تو بولے اور کوئی حاجی صاحب کی کرامت آپ نے سُنی ہے مین نے کہا کہ ہان کہنے لگے وہ کیا مین نے کہا مولوی شرف الدین صاحب ڈمراؤن ہین میرے دوست مولوی عبدالصمد صاحب مرحوم غازی پوری سے بیان کرتے تھے کہ مین ایک گھنٹہ شراب کے بغیر نہین رہ سکتا تھا ایک مرتبہ مین دیوہ شریف کے قصد سے روانہ ہوا جب دانا پور پہونچا کہ ہوٹل سے چند بوتلین لے لون ایک بوتل بھی نہ ملی فیض آباد بارہ بنکی وغیرہ کے ہوٹلون مین بھی یہی نوبت آئی مین دیوہ شریف پہونچا اور کئی روز رہا مگر شراب کی ذرا خواہش نہ ہوئی میرے ذہن مین یہ بات بیٹھ گئی کہ حضرت حاجی صاحب کو منظور ہے کہ مین شراب چھوڑ دون چنانچہ مین نے چھوڑ دی اور اب تائب ہوگیا ہون اور کچھ تکلیف نہین ہوتی صاحب نے کہا اور کچھ مین نے کہا کہ میرے بڑے ماموں کی ایک کھلائی تھی نرہن نام اُس کی بہن حج کرنے گئی وہان سے واپس آکر بیان کیا کہ مین مکہ شریف مین حضرت حاجی صاحب کی مرید ہوگئی لوگ اُسے دیوانہ بتانے لگے کہ بقرعید کے روز تو حضرت حاجی صاحب گدیہ مین تھے وہ کعبہ شریف مین نکجے کہان سے ملے کہ تو مرید ہوگئی وہ بہتون کو مجنون سمجھتی تھی اور اصرار سے کہتی تھی کہ مین تو ضرور مرید ہوئی ہون اس قصہ کو بیان کرکے مین نے بھی اپنا تعجب ظاہر کیا اس پر اُس انگریز نے کہا آپ کو واقعی تعجب ہے مین نے کہا بیشک مجھے تعجب ہے اُس نے کہا مجھے آپ کے تعجب پر تعجب ہے نرہن کی بہن سچ کہتی تھی وہ کعبہ شریف مین مرید ہوئی اور نرہن بھی سچی تھی اُس نے حضرت حاجی صاحب کو گدیہ مین دیکھا تھا خدا کی قسم حضرت حاجی صاحب ایک آن مین مختلف مقامات پر بہت سے آدمیون کو مرید کرلیتے تھے جب اُس نے یہہ کہا تو مین نے کہا شاید آپ نے بے چینی کی حالت مین اُنھین کو یاد کیا تھا کہنے لگا کہ ہان

وہی میرے مرشد ہیں۔اب آپ میرے مرید ہونے کا حال سُنیئے اگرچہ آپ کو تعجب ہوگا مگر مین بخدا سچ کہون گا مین بہت
کم سن تھا جب میرے والد ماجد نے انتقال کیا میری مان جوان تھی اور پردہ مین رہتی تھی مین آپ سے بیان
کرچکا ہون کہ فرانسیسی میمین ہندوستان ہین پردہ کرتی ہین پردہ کے باوجود مین اپنی والدہ کی بہت نگرانی
اور حفاظت کرتا تھا ایک روز میرے بیرے نے بیان کیا کہ میری مان کے پاس ایک فقیر آتے ہین اور دیر
تک اندر رہتے ہین مجھے اس بات کے سُننے سے آگ لگ گئی اور جی مین آیا کہ ابھی گولی ماردون جب میرا
غصہ فرو ہوا تو مین نے اُس سے پوچھا وہ کب آتے ہین اُس نے کہا کبھی مہینون کے بعد اور کبھی جلد جلد
آتے ہین مین نے اُس سے کہا اب جب آئین تو مجھے فوراً اطلاع دینا جب وہ چلا گیا تو مین نے ایک
دونالا تپنچہ بھرا اور کوٹ کی جیب مین رکھ لیا اور یہ مصمم ارادہ کرلیا کہ اس مرتبہ جب آئین گے تو ایک گولی
سے شاہ صاحب کو اور ایک سے اپنی مان کو ہلاک کردون گا دن رات اسی فکر مین تھا کہ کسی طرح
یہ کام بہت جلد انجام ہوجائے اتفاق سے ہفتہ کے اندر ہی میرے بیرے نے اطلاع کی کہ اس وقت
شاہ صاحب آئے ہین اور مکان کے اندر ہین یہ سُنتے ہی فوراً اُٹھا اور جلدی سے دروازہ ہی سے
جیب مین ہاتھ ڈال کر تپنچہ کو نکالنے لگا مگر تپنچہ میرے ہاتھ مین نہین آتا تھا بلکہ چھوٹ چھوٹ جاتا تھا یہان
تک کہ صحن مکان مین پہونچ گیا اور میری نظر شاہ صاحب پر پڑی وہ سرہانے بیٹھے تھے اور پائین پر
میری مان ہاتھ جوڑے ہوے بیٹھی تھی اور کچھ کہہ رہی تھی مین بے ساختہ آگے بڑھا چلا جاتا تھا اور ہاتھ
سے تپنچہ نکالنے کی کوشش مین مصروف تھا اور تپنچہ ہاتھ مین نہین آتا تھا یہان تک کہ شاہ صاحب کے
قریب پہونچ گیا اور اُنھون نے میری طرف دیکھکر فرمایا کہ "آؤ آؤ بیٹا آؤ" اور میری مان ایسی خوف زدہ
ہوگئی کہ گویا اُس مین کچھ جان ہی نہین تھی۔ شاہ صاحب نے میرا ہاتھ پکڑکر مجھے بٹھالیا اور کہنے لگے کہ تو
میرا بیٹا ہے اور یہ میری بیٹی ہے مین نے کہا آپ کہتے ہین کہ مین مسلمان ہوجاؤن فرمایا کہ تو تو مسلمان
ہی ہے اور تیری مان بھی مسلمان ہے مین نے کہا مین کیا کرون فرمایا کہ ناپاک چیزین نہ کھایا کرو اور
جس طرح جی چاہے اُس طرح رہو مین ایک آدمی دون گا اُس سے کھانا پکوایا کرو وزیر خان اُس کا نام ہے
مین نے کہا بہت بہتر کئی روز کے بعد ایک شخص آیا اور کہا وزیر خان میرا نام ہے اور جناب شاہ صاحب نے بھیجا ہے مین نے کھانا
پکانے پر اُسکو نوکر رکھ لیا سولہ سترہ برس وہ میرے پاس نوکر رہا جب کبھی مین بیمار ہوتا تھا تو وہ کھانے سے برابر میرا علاج کرلیتا تھا
کبھی مجھے دوا استعمال کرنے کی ضرورت نہین ہوتی تھی دو برس ہوئے وہ مرگیا اُسوقت سے مین برابر بیمار رہتا ہون کئی برس سے
مین سوجت اسٹیشن ماسٹر ہون اس وقت بیمار ہوکر اجمیر شریف کے شفاخانہ مین جارہا ہون یہ باتین ختم
نہین ہوئی تھین کہ اجمیر شریف کا اسٹیشن آگیا اور صاحب نے مجھے اصرار کیا کہ آپ بھی دو چار روز
اجمیر شریف مین ٹھہرین مین نے عذر کیا کہ میری رخصت ختم ہو رہی ہے اور مین جاتے وقت اجمیر شریف
کی دو مرتبہ زیارت کرچکا ہون آپ کو مین نصیحت کرتا ہون کہ فی الحال مین کیڑون کا خیال دل سے دور کیجئے
امتحان کا طریقہ مین بتائے دیتا ہون کہ مٹی کے آبخورے مین کڑوا تیل بھیجئے اگر بو اور مزا تیل کا معلوم ہو
تو سمجھیے کہ ڈاکٹرون کی رائے غلط ہے اگر نہ معلوم ہو تو آٹھ روز برابر کھانے کے بعد پئے جائیے انشاء اللہ تعالیٰ
صحت ہوجائے گی آٹھ روز کے بعد آپ کو تیل کی بو اور مزا معلوم ہونے لگے گا یہی صحت کی علامت ہے

والسلام مولنا عبدالاحد شاہ صاحب فرنگی محلی لکھنوی نے جو اپنے سفر کا واقعہ تحریر فرمایا ہے اس سے ظاہر ہے دیگر اقوام کے قلوب مین حضور انور کی شان و عظمت کا کس قدر گہرا اثر تھا اکثر انگریز حضور انور کے شرف بیعت سے مستفید ہوے اور صرف مسیحیون پر موقوف نہین ہے بلکہ ہر مذہب و ملت مین آپ کے اثرات اظہر من الشمس ہین پھر جو کچھ بھی واقعات ہین وہ ایسے ہین جو اتفاق سے مل گئے ورنہ سیکڑون اور ہزارون واقعات ہون گے جن سے ہمارے کان خبردار نہین ہین۔

دیگر مذاہب کی رجوعات حضور انور کے حلقہ بگوشون کے نزدیک ایک نہایت معمولی بات تھی جس پر انھون نے کبھی خیال بھی نہین کیا اور یہی سبب ہے کہ اس قسم کے واقعات دیگر سلاسل کے محترم بزرگون سے زیادہ زیادہ دستیاب ہوے۔ حضور انور کے فیوض و برکات تمام دنیا مین جاری ہین اور غالباً کوئی خطہ ایسا نہ ہوگا جہان حضور کے حلقہ بگوش نہون۔

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی اخبار وکیل مطبوعہ ۲۴- مارچ ۱۹۰۹ء مین رقم طراز ہین کہ دو حاجی صاحب کو نہ صرف ہندوستان کے ہندو مسلمان بزرگ سمجھتے تھے اور عقیدت رکھتے تھے بلکہ یورپ کے باشندون مین بھی اُن کی بزرگی کا چرچا تھا۔ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر کے ایک صاحب مسٹر جیب احمد نامی آجکل انگلستان مین ہین اُنھون نے حاجی صاحب سے فیض حاصل کیا تھا یہ صاحب انگریزی تعلیم یافتہ ہین اور عموماً انگریزی طرز معاشرت برتتے ہین جب دہلی مین روزانہ اخبار جاری تھا تو یہ مسٹر حبیب احمد شاید اُس کے چیف ایڈیٹر تھے کچھ عرصہ بعد اخبار چھوڑ کر مصر اور وہان سے ولایت چلے گئے۔ دوران قیام انگلستان مین اُن کے غیبی بیانات کا شہرہ ہوگیا کشف تصوف کے طالب علم کو ابتدائی حالت مین ہونے لگتا ہے مسٹر جیب احمد اپنی کشفی طاقت سے انگریزون کے سامنے بعض ایسی باتین کہدیتے تھے جن سے اُن کو بیحد تعجب ہوتا تھا کیونکہ انگریزون کے واسطے یہہ بالکل نئی بات تھی کہ گذشتہ یا آیندہ حالت کو ایک اجنبی اس طرح بیان کردے گویا اس واقعہ کا پورا علم اُس کو حاصل ہے۔ رفتہ رفتہ مسٹر حبیب احمد کا زیادہ چرچا ہوگیا اور ہندوستانی طلبا بھی اُن کے کمالات کے معتقد ہونے لگے۔ ہمارے دوست شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر ایٹ لا دہلی کو بھی زمانہ قیام انگلستان مین وقتاً فوقتاً اُن سے ملاقات کرنے کا موقع ملا تھا اور اُنھون نے مسٹر حبیب احمد کے عجیب و غریب بیانات کو بطور خود آزمایا تھا وہ کہتے ہین کہ مسٹر جیب احمد واقعی باطنی احساس مین غیر معمولی قابلیت کے آدمی ہین آنے والے واقعات کی نسبت وہ جو کچھ حکم لگا دیتے تھے عموماً ویسا ہی ہوتا تھا چنانچہ ہم نے شیخ عبدالقادر صاحب کے پاس ایک کتاب مین مسٹر جیب احمد کے قلم سے یہ لکھا ہوا دیکھا کہ سید کرامت حسین صاحب جج ہو جائین گے حالانکہ یہ تحریر دو برس پہلے لکھی گئی تھی جب کسی قسم کا وہم و گمان بھی نہ ہوسکتا تھا کہ مولوی سید کرامت حسین صاحب ہائیکورٹ کے جج بن سکتے ہین۔ اس قسم کے صدہا واقعات مین ہین جن مین مسٹر جیب احمد کا قول پورا اُترا اگرچہ ہم جانتے ہین کہ غیبی باتون کا بتا دینا اہل تصوف کے سامنے کوئی کمال نہین ہے اور وہ اس کو ہیچ اور ادنیٰ فعل خیال کرتے ہین مگر آج کل کے زمانہ مین مشائخ کی

پستی اس حد تک پہونچ گئی ہے کہ اُن مین کشفی حالت کے آدمی بھی ناپید ہین زیادہ کمالات تو شے دیگر ہین اس اعتبار سے مسٹر حبیب احمد کی قابلیت کی داد دینی پڑتی ہے کہ وہ ایسے مُلک مین صوفیون کے کمالات کا ایک جزو دنیا کو دکھا سکتے ہین اور یہہ سب نعمت اُن کو حاجی صاحب سے حاصل ہوئی ہے .... اسپین کے ایک امیرزادہ نے جو لندن مین آیا تھا اور مسلمانون کے کمالات کا متلاشی تھا مسٹر حبیب احمد کے کمالات کی تعریف سُنی اور وہ اِن سے ملنے آیا جب اُس نے دیکھا کہ واقعی یہہ آدمی ویسا ہی ہے جیسا سُنا تھا تو وہ مسٹر حبیب احمدؒ کی خدمت مین رہنے لگا اور نہایت عقیدت مندانہ طریقہ پر اُن کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی اُس نے اپنا نام بھی بدل دیا اور طریق مذہب بھی پہلا سا نہ رکھا یہان تک کہ وہ مریدون کی مثل بن گیا۔ اور اِس اثنا مین اُس نے ہزارہا روپیہ مسٹر حبیب احمد کو دیے اور اُنھون نے وہ روپیے نہایت بے پروائی و بے توجہی سے خرچ کر ڈالے لوگون نے اسپینی امیر کو بہکایا کہ یہہ شخص تمھارا روپیہ کس بیدردی سے اُڑاتا ہے تمھین سوچنا چاہیے مگر وہ اپنے عقیدہ پر قائم رہا یہان تک کہ جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ میرا پیر ایک ہندوستانی پیر کا مرید ہے اور وہ بزرگ ہنوز زندہ ہین تو وہ بھی ہندوستان مین آیا اور خاص دیوہ مین حاضر ہو کر حاجی صاحب کی زیارت کی جب واپس گیا تو اُس نے اپنے دوستون سے کہا کہ مین نے وہان ایک آنکھ دیکھی جس مین تمام عالم موجود تھا۔ مین کیونکر کہون کہ اُس آنکھ مین کیسی کیفیت تھی جس نے مجھکو جنبش ڈال دیا حالانکہ وہ آنکھ خود مین حاجی صاحب کی نہ تھی بلکہ اُن کے ایک ادنی مرید کی تھی جو اُن کے پاس حاضر تھا۔ حاجی صاحب کی تعریف مین اُس نے اتنا کہا کہ تم اندازہ کر سکتے ہو کہ جس کے غلام ایسے ہین تو وہ خود کیسا ہوگا۔ یہہ رائے ایک ایسے ملک کے باشندے کی ہے جو درویشی پر مضحکہ اُڑاتے ہین اور جن کی دیکھا دیکھی ہمارے مُلک کے لوگ بھی فقیرون سے بدعقیدہ ہوتے جاتے ہین ''

خواجہ صاحب نے جس اسپینی امیر کا ذکر فرمایا ہے اُس کا نام کونٹ گلازرا ہے حاجی اوگسٹ شاہ صاحب وارثی اُن کی حاضری کا واقعہ تحریر فرماتے ہین کہ جب ان کو بارگاہِ عالی مین پیش کیا گیا تو حضورِ انور کھڑے ہوگئے اِن کے ہمراہ ایک مترجم صاحب بھی تھے ٹھاکر پنجم سنگھ صاحب رئیس ملاوُلی کے مکان مین اِن کو ٹھہرایا گیا مسٹر کاوُنٹ گلازرا نے ایک ملیدہ کا تہبند خریدا اور اپنے سر پر رکھکر حضور کی خدمت عالی مین حاضر ہوئے آپ نے اُس کو زیب جسم فرما کر بیٹھنے کا حکم دیا وہ بیٹھ گئے حضورِ انور نے فرمایا کیسے آئے ہو کیا کام ہے اُنھون نے مترجم صاحب کے ذریعہ سے عرض کیا کہ ہم کو کوئی چیز ملنی چاہیے سواے اِس کے کہ ہم اپنی زندگی مین اپنی انھین آنکھون سے خدا کو دیکھین۔ بعد کیا حضور پر نور نے متبسم ہو کر فرمایا کہ دو عاشق کو معشوق ہی کی ضرورت ہوا کرتی ہے '' من تو شدم تو من شدی فرما کر ارشاد فرمایا کہ دو ہم تم وہان ایک جگہ ہون کے خدا اور نہین ہے جاوٗ تم کو تصدیق نہین ہوئی ہو جائے گی '' مسٹر کونٹ گلازرا نے اُسی وقت غلامی قبول کی اور رخصت ہو کر اپنی قیام گاہ پر آئے حضور پُر نور کو احرام بدلوانے کے بعد جو اُترا ہوا احرام اُن کو ملا تھا نہایت محبت و عقیدت سے اُسے دن بھر اُڑھے رہے رات کو قوالی سُنی صبح کو حضور نے رخصت فرمایا حاجی اوگسٹ شاہ صاحب سے اِن کو خاص محبت پیدا ہو گئی تھی جو بدستور قائم ہے اور سلسلۂ خط و کتابت

جاری ہے۔مسٹر کونٹ گلازرا کے متعلق شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹرایٹ لا دسابق ایڈیٹر آب زر ورلاہور)۔
راقم الحروف کو اپنے والانامہ مین تحریر فرماتے ہین جو حسب ذیل ہے۔
دو مسٹر حبیب احمد سابق مہتمم روزانہ اخبار دہلی جو ایک عرصہ سے انگلستان مین مقیم ہین اور وہان متوکلانہ زیست بسر کر رہے ہین۔ اُنھون نے انگریزی مین ایک کتاب لکھی تھی جسکا نام مسٹریز آف۔ساونڈ اینڈ نمبر ہے۔ یعنی "صوت وعدد کے اسرار" اس کتاب کے لندن مین شائع ہونے پر اِس کا بعض متجسس حلقون مین بہت چرچا ہوا اور وہان کے بہت سے علم دوست یا مشرقی مذاق والے اصحاب مصنف کتاب سے ملاقات کے خواہان ہوے اُن مین ایک صاحب ملک اسپین کے ایک متمول رئیس کاونٹ گلازرا نامی جو انگریزی زبان بھی جانتے تھے منشی حبیب احمد صاحب سے آکر ملے مین کاونٹ صاحب موصوف سے ملاقی نہین ہوا کیونکہ میرے زمانۂ قیام انگلستان مین وہ کبھی انگلستان نہین آئے لیکن مین منشی حبیب احمد صاحب کے پاس کاونٹ صاحب کے خطوط اکثر دیکھا کرتا تھا اُن خطوط سے معلوم ہوا کہ اُنھین منشی حبیب احمد صاحب سے ایسی ارادت پیدا ہوگئی جیسی مشرقی ممالک مین ایک مرید کو اپنے پیر سے ہوتی ہے اور اِنھین مشرقی علوم اور السنہ کے مطالعہ کا شوق ہوا چنانچہ اُنھون نے تحصیل عربی کے لیے ہندوستان سے ایک انگریزی دان اُستاد بلوانا چاہا اور جناب شمس العلما مولوی سید علی بلگرامی مرحوم کی معرفت مولوی سید محمد عسکری صاحب کو جو پہلے علی گڈھ کالج مین دینیات امامیہ کے معلم تھے اور پھر بغداد کے سفارت خانہ انگریزی مین ترجمان مقرر ہوکر چلے گئے اپنے پاس معقول تنخواہ پر بلایا مولوی صاحب دو سال تک کاونٹ صاحب کے ہمراہ رہے اِس اثنا مین کاونٹ صاحب کو شوق پیدا ہوا کہ وہ جناب حاجی صاحب علیہ الرحمۃ کی زیارت سے مشرف ہون کیونکہ اُنھین منشی حبیب احمد صاحب سے یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ جناب حاجی صاحب کے مریدون مین سے ہین بس اُن کو اشتیاق ہوا کہ سرچشمۂ فیض پر خود پہونچین چنانچہ وہ ہندوستان اس غرض کے لیے آئے اور حاجی صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ واپسی پر منشی حبیب احمد صاحب کو اُنھون نے ایک خط لکھا تھا جو مین نے خود پڑھا ہے اُس مین لکھا تھا کہ مین حضرت حاجی صاحب کی زیارت سے اِس درجہ مستفید اور مسرور ہوا ہون کہ ساری محنت سفر وصول ہوگئی اور خود حضرت حاجی صاحب کی تو کیا تعریف ہو اُن کے حلقۂ درویشان مین مجھے ایک ایسا شخص نظر آیا جس کی آنکھ مین وہ آب اور کشش تھی کہ میرا جی چاہتا تھا برابر اسی پانی مین نہاتا رہون ؎
سید غفور شاہ صاحب حسامی الوارثی حضور انور کی سوانح انگریزی مین کاونٹ صاحب کا ایک خط نقل کرتے ہین جو مولوی احتشام علی خان صاحب وارثی بیرسٹرایٹ لا (منصف سہسرام) کے نام ہے اور جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔
مائی ڈیر مسٹر احتشام۔ اپنے پیارے زندہ کعبہ شاہ وارث علی سے ملنے کے بعد میرا حج ختم ہوگیا اس وجہ سے مین مصر واپس جاتا ہون۔

آپ کا مخلص
کونٹ گلازرا آف سینٹنگرطانہ

مسٹر کاونٹ گلزرا مین آن کی آن مین جو قابلیت پیدا ہوگئی وہ خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی اور شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹرایٹ لا کے نام جو خط آیا اُس سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ کاونٹ صاحب مین اللہ والون کی شناخت کا مادہ بھی پیدا ہوگیا اور جس طرح ذوق و شوق مین اُنھون نے اس قدر دور دراز مُلک کی صعوبت سفر گوارا کی تھی اُسی طرح وہ کامیابی کے ساتھ واپس گئے ان واقعات سے ظاہر ہے کہ اس پرآشوب زمانہ مین جبکہ مغربی روشنی کا آفتاب نصف النہار پر ہے اور علوم جدیدہ نے ایک نیا دور شروع کر دیا ہے کہ جن باتون کے ادراک سے اُن کی محدود عقلین قاصر ہین اُن سے بے تامل انکار کر دیتے ہین اُنھین فلسفی منطقی افراد کے روبرو خدا کا مجسم نور ظاہر ہوا جس سے مغلوب ہوکر اُنھون نے اسلام کی حقانیت کو قبول کیا مسٹر کاونٹ گلزرا حضور کی ایک نگاہ مین خود آفتاب بن گئے اُن کے دلی جذبات کا انکشاف اُن خطوط سے ہوتا ہے جو اُنھون نے شرفِ بیعت کے بعد حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی کو لکھے ہین جن مین سے بعض خطوط کا ترجمہ ذیل مین نقل کیا جاتا ہے ۔

(۱) دوست شریک فی الفنا ۔ السلام علیک اُس کلام سے جس کو ہمارے ولی قدس سرہٗ نے بظاہر فرمایا تھا مین نے بتوسط ایک عالمِ خاص کے چند کلمات کا جو اُن کے باطن مبارک اور باطن الٰہی مین تھے زبانِ عربی مین استنباط کیا ہے جنکا لفظی ترجمہ آپ کے پاس بغرض حصول قربت کے روانہ کرتا ہون لاریب کہ آپ کی طہارتِ قلب اِس طریقِ مستعمل کے صدق کا یقین کرے گی مکرر کہتا ہون کہ کس درجہ آپ کی اور آپ کے اور ہمارے ولی کی محبت مجھے مسرور کرتی ہے اور کس درجہ آپ اور ہمارے ولی میرے ساتھ ابتدا اور انتہائے ذکر الٰہی مین مرافق ہین ۔

مترجم صاحب آپ کی خدمت مین سلام عرض کرتے ہین اور مولوی نصیرالدین صاحب کی خدمت مین میرا اسلام عرض ہے ۔

کلمات ذیل ترجمہ از زبانِ عربی ۔

یاھُو

(۱) اوگھٹ مین نے تم کو اپنا امین قرار دیا ہے ۔

(۲) اوگھٹ مثل تیری صورت کے ہے جس پر بھروسہ ہو سکتا ہے ۔

(۳) اوگھٹ سے تیری راہ اور تیرا ایمان ظاہر ہوتا ہے ۔

(۴) تم آئے ہو میرے مکان پر دھیان سے میری طرف خطاب ہے ۔

(۵) تمھاری خواہش میری توجہ ہے ۔

(۶) تم آئے ہو اور تم مجھ سے متحد ہوگئے ۔

(۷) تمھارا آنا مبارک ہو ۔

(۸) ہم تم وہان ایک جگہ ہون گے (یہ ظاہری کلام ہے ولی قدس سرہ کا)

(۹) تم اپنی خواہش کا بھید چھپائے ہوئے ہو ۔

(۱۰) خدا تمام بھیدون کا جاننے والا ہے ۔

(۱۱) میری روح تمھاری حفاظت کرے۔
(۱۲) میری موت کا وقت پہونچا ہے۔
(۱۳) ایک صورت تمھارے ساتھ ہوگی جو تمھاری ہدایت کرے گی۔
(۱۴) ایک مست حبیب تم کو نجات دے گی۔
(۱۵) اور نجات اتحاد میں ہے۔
(۱۶) اوگھٹ کی تم عزت کروگے اور اُس کو اپنا معتمد دوست قرار دوگے۔
(۱۷) اُس کا طریق تمھارے طریق سے متحد ہے۔

فرانسس لی کنیٹ اہل لیبی دی ٹائمس
ہوسٹل ڈیلیسنجر۔

(۲) جناب حاجی اوگھٹ شاہ صاحب۔ السّلام علیکم۔
مین آپ کو یہ عریضہ بسبب فرطِ محبت کے لکھتا ہون کیونکہ آپ ہمیشہ میرے ساتھ ہین اُس باریک پردہ مین جو درمیان ہماری ہوئیت ذاتیہ کے حاصل ہے جس مقام پر آپ ہون اپنے پتہ سے مجھے اطلاع دیجئے کہ مین آپ کے جسمانی نشان سے بے خبر نہ رہون۔ اس لیے کہ اس ظہور مین صرف آپ ایک شخص ہین جس کو مین بہت قریب پاتا ہون مین آپ سے معانقہ کرتا ہون اپنے دل کی حضور مین مین نے اُن کو دیکھا ہے کہ گویا وہ وفات کر رہے ہین اور وقت وصال کے اُنھون نے اپنے وعدہ اور میری خواہش کو پورا کیا اور اپنے قلب سے توام کیا۔

کاونٹ گلزرا۔ سینٹا کلیرا کنٹن ہوٹل۔ پیرس مکٹ فرانس۔

(۳) میرے دوست اوگھٹ شاہ۔ میرا مترجم گیا ہے اس وجہ سے مین تم کو عربی مین خط لکھتا ہون کہ اپنا سلام پہونچا دون صحت عزیز اور تمھارا حال دریافت کرتا ہون علمی اشغال سے فارغ ہوگیا ہون اور توحید کے دریا مین غوطہ زن ہون مین نے دیکھ لیا ہے کہ وہ لوگ یعنے اللہ کی جانب التفات کرنے والے بغیر خودی کے بلاد غرب مین مفقود ہین پس عالم ظہور مین تو ہی ہمارا غمگسار ہے اور تم سے بھائی جان خواستگار ہون کہ میرا ساتھ دو دعا مین جسکو تم جانتے ہو سلام محبت قبول ہو۔

کاؤنٹ گلزرا فرانس

مندرجۂ بالا خطوط سے ظاہر ہے کہ مسٹر کاونٹ گلزر مین کس قدر روحانیت پیدا ہوگئی کہ اُن کو خود باطنی احساس مین کمال ہوگیا اور تصدیق و یقین کی دولت سے وہ مشرف ہوئے۔
اُن کی آرزو اور تمنا بھی اسی زندگی مین پوری ہوئی کہ وقت وصال حضور انور نے اُن کی تسکین فرمائی حق یہ ہے کہ بارگاہ وارثی سے کوئی نامراد نہین آیا۔ مسٹر کاونٹ کی باطنی قابلیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ جو وقت اور تاریخ حضور انور کے وصال کی تھی اُسی تاریخ اور وقت مین کاونٹ صاحب نے فرانس مین اس حادثۂ عظیم کا اُسی حالت سے مشاہدہ کیا جیسا کہ اُن کے خط سے ظاہر ہے سیطرح اور انگریزون کے بھی واقعات ہین مگر چونکہ آپ کے خدام ذوی الاحترام نے کبھی واقعات کی اہمیت

نہین کی کیونکہ جو حضور کے حاضر باش حلقہ بگوش ہین وہ ایک خاص انداز عشق رکھتے ہین ؎

بجز مستی و بدہوشی دگر کارے نمی دانم

اِس وجہ سے شاہ محمود نے اِس قسم کے واقعات کو جمع کیا نہ اِن پر توجہ کی حالانکہ حضور انور کی ذات مستجمع الصفات سے ہر دم و ہر لحظہ نہایت اہم ترین واقعات کا ظہور ہوتا تھا مگر حضور کے دیکھنے والون کی نگاہون مین وہ جمال عدیم المثال تھا جس کے نظارہ کا یہ ایک ادنیٰ کرشمہ تھا کہ ہوش و خرد رخصت ہوجاتے تھے اور عالم استغراق و محویت کسی طرف متوجہ نہین ہونے دیتا تھا خود حضور انور کی عادت نہ تھی کہ بھولے سے بھی کوئی ایسی بات زبان پر آجائے جس سے خرقِ عادت یا کشف و کرامت یا کسی اعلیٰ صفت کا اظہار ہو البتہ بعض اوقات غلامانِ خاص سے اگر کوئی واقعہ بیان بھی فرماتے تو اُس سے تعلیم و ہدایت کی غرض مقصود ہوتی تھی۔ جیسا کہ تحفۃ الاصفیا نے لکھا ہے کہ جب حضور نے مُلک روس کی سیاحت فرمائی تو مولوی عارف علی صاحب جونپوری بھی حضور کے ساتھ تھے روس کے ایک شاہی خاندان کی لڑکی حضور انور پر فریفتہ ہوگئی اور حضور انور کے دستِ حق پرست پر مسلمان ہوکر درویشانہ زندگی بسر کرنے لگی۔ مسلمانون کے ایک قریہ مین اُس نے اپنی سکونت اختیار کر لی تھی یہ حضور پُرنور کی ابتدائی سیاحت کا واقعہ ہے اور بعض بزرگون نے حضور انور کی زبان مبارک سے بھی اس واقعہ کو سُنا ہے چنانچہ شیخ حسین علی صاحب وارثی متخلص بہ نواب زمیندار سادہ مئو ضلع بارہ بنکی ناقل ہین کہ حضور انور نے اُس کے فریفتہ ہونے کا واقعہ خود مجھ سے بیان فرمایا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور پُرنور ایک باغ کی سیر کرنے تشریف لیگئے تھے جہان اکثر حسین موجود تھین مولوی عارف علی صاحب جونپوری ایک عورت پر عاشق ہوگئے اور ایسے حواس باختہ ہوے کہ اُسی کے ہوگئے۔ حضور کا ساتھ اُس باغ سے ہی چھوڑ دیا حضور انور پر خود ایک لڑکی عاشق ہوگئی مگر جب اُس نے حضور انور کو اپنی جانب مخاطب نہین دیکھا تو دریافت کیا کہ آپ کسی کے عاشق ہین حضور خود ارشاد فرماتے تھے کہ ہم نے کہا ہان اُس نے کہا وہ بڑا خوبصورت ہوگا ہم سے بھی زیادہ حسین ہوگا ہم نے جواب دیا کہ تمام عالم سے زیادہ خوبصورت ہے اُس کا مثل دُنیا مین نہین ہے۔ شہزادی نے کہا ہم بھی اُس پر عاشق ہون گے بتائیے وہ کون ہے ہم نے کہا وہ ہر جگھ ہے ہر شے مین ہے اُس کے بہت نام ہین ایک نام اللہ جل جلالہ ہے اور اُس کی عاشقی کا طریقہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ہے۔ اُس نے صدق دل سے کہا اور قسم کھائی کہ مجھے اب اسی سے کام ہے اور کسی سے واسطہ نہین رہا۔ شاہی خزانہ سے اُسکو معقول وظیفہ ملتا تھا جس کی نسبت اُس نے حضور سے عرض کیا مین اس کا کیا کرون تو حضور نے ارشاد فرمایا تم جس پر عاشق ہوئی ہو اُس کی راہ مین محتاجون اور یتیمون اور بیواؤن کو دینا غریبون کے لڑکے لڑکی کی شادی مین دینا اِس سے وہ بہت خوش ہوگا۔ حضور فرماتے تھے کہ اُس نے ہم سے کہا جب آپ چلے جائینگے تو ہم کیا کرین گے ہم نے کہا اُسی کو یاد کرنا۔ اُس نے کہا اِس مقام سے قریب ایک قریہ ہے اُس مین ہم رہین گے اب یہان نہ رہین گے آپ چل کر ہمکو وہان بٹھا دیجیے چنانچہ ہم نے اُس کو وہان بٹھا دیا ایک شب بمشکل تمام ہم اُس قریہ مین رہے اس کے بعد رخصت ہوے اُس کا نام زہرہ فاطمہ تھا چھ سال وہ زندہ رہی سکے بعد

انتقال ہوگیا۔ پہاڑ پر اُس کی قبر ہے اور اُس کا قول ہوتا ہے تین خط اُس کے آئے تھے شیخ حسین علی صاحب نے دریافت کیا کہ مولوی عارف علی صاحب کے عشق کا کیا نتیجہ ہوا فرمایا کہ وہ دو ہی دن ہمارے پاس آئے تھے ڈاڑھی منڈی ہوئی تھی ہم نے کہا یہ کیا کیا کہنے لگے اب تو جو ہوا سو ہوا۔

حضور انور کے واقعاتِ سفر فی الواقع نہایت مہتم بالشان ہوں گے مگر افسوس ہے کہ اُن حالات سے ہم کو شرف آگاہی نصیب نہیں ہے۔

جو واقعات حضور پرنور کے زمانہ آخر میں ہندوستان میں پیش آئے وہ بھی ہماری محدود معلومات سے باہر ہیں۔ شاذ و نادر واقعات حاصل ہوئے ہیں۔

حالانکہ حضور پُرنور کی محفل میں روزانہ اہم ترین واقعات پیش آتے تھے اور تمامی مذاہب کے افراد آپکے نقش قدم پہ جان دیتے تھے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات صداقت اسلام کی ایک بیّن دلیل تھی جس سے ہر شخص متاثر ہوتا تھا اور ہر مذہب و ملت والے حضور کے اسم گرامی پر قربان ہو جانا عین ایمان سمجھتے تھے اور آپ کی ذات بابرکات میں خدا کی قدرتوں کا مشاہدہ کرتے تھے حضور پُرنور کا چہرہ انور دیکھکر اسلام کی حقانیت اظہر من الشمس ہو جاتی تھی اور آپ کی محبت صراطِ مستقیم کے لیے سراج منیر کا کام دیتی تھی جس پر خدا کی مخلوق پروانہ وار جان نثاری کرتی تھی ؎

جو تاریکی میں نور اُس کا نظر آیا تو دن نکلا	تجلی سے بنا چشم و چراغ دشت ہر پتا	
ہوا جلوہ نما جسدم وہ سورج ہو گیا روشن	ہوا شرمندگی سے ماند بالکل چاند کا ٹکڑا	

گری مخلوق سجدہ میں اٹھایا جب نقاب اُس نے
ہے در پردہ وہ چہرہ قدرتِ اللہ کا جلوہ

مریدین میں ازدیاد محبت

حضور انور کی ذات محمود الصفات پر جو عام گرویدگی اور رجوع خلائق تھی وہ ظاہر ہے مگر مریدین میں جو جوش محبت اور حُسن عقیدت ہے وہ بھی حضور پرنور کی ذات بابرکات کی طرح عدیم المثال ہے۔ اگرچہ حضور کے بیشمار مریدین مگر سب میں خاص جذبات محبت ہیں اور اکثر مریدوں کی ایسی حالت ہے جو عام طبائع میں حدود اعتدال سے کہیں متجاوز ہے ایک دیوانگی و از خود رفتگی کا عالم ہے کہ وہ اپنی دین و دنیا کی بہتری کو حضور انور ہی سے وابستہ کرتے ہیں اور حضرت مولانا روم قدس سرہ العزیز کے اس شعر کے مصداق ہیں ؎

چون تو ذات پیر را کردی قبول	ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسولؐ

حضور انور کے مریدین باتمکین میں جو جذبات محبت ہیں اور اُن کے خاص عقائد ہیں اُن کا بیان تو احاطۂ تحریر سے باہر ہے مگر بظاہر جو اُن کی جان نثاری و جوش محبت ہے وہ بھی بے انتہا ہے پروانہ وار حضور پر نثار رہتے تھے آپ کی چوکھٹ چھوڑنا گوارا نہیں تھا اکثر مریدین وفور محبت سے حضور کا طواف کرتے اور عیدین کے مواقع پر تو اور بھی زائرین کا ہجوم ہوتا اور گرد پھر پھر کے حضور پر قربان ہوتے تھے

سلہ ترجمہ اشعار عربیہ موسومہ ہدیۂ عادیہ از رشحات قلم فیض رقم مولانا مولوی سید عبدالغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری مدظلہ العالی۔

حضور کے متمول مرید ہزاروں روپیہ حضور انور کی خوشنودی مزاج حاصل کرنے کے لیے صرف کرتے اور غربا کو تقسیم کرتے تھے۔علاوہ رؤسا دیوہ شریف کے جنکو بارگاہِ وارثی میں شرف قدامت حاصل ہے یعنی شاہ فضل حسین صاحب وارثی سجادہ نشین شاہ ولایت و سید معروف شاہ صاحب وارثی و گھسیٹے میاں صاحب جو اپنا جان و مال حضور پر نثار کرتے تھے دیگر معززین بھی بیرونجات سے آتے اور صرف کثیر کرتے تھے۔چنانچہ راجہ دوست محمد خان صاحب تعلقہ دار مہونا ضلع سلطان پور عید الفطر کے موقع پر دیوہ شریف آتے اور شیر و خرما سنویاں اور تہ بند فقراے وارثی میں تقسیم کرتے اور محتاجوں کو حضور انور کے صدقہ کا صدہا روپیہ دیتے تھے۔علاوہ ازیں شیخ عنایت اللہ صاحب تعلقہ دار سیدن پور عید اضحیٰ کے موقع پر حضور پُر نور کو معہ خدام و دیگر مریدین حاضر باش ۸۔ذی الحجہ سے سیدن پور میں لیجاتے اور حضور انور وہیں نماز عید اضحیٰ اور ادا فرماتے تھے شیخ عنایت اللہ صاحب نہایت میر چشمی و فیاضی سے اس تقریب سعید میں خرچ کرتے تھے۔محتاجوں اور غریبوں کو کھانا تقسیم کرتے خوب روشنی ہوتی اور محفل میلاد خیر العباد منعقد کی جاتی تھی خدام و فقرا کو تہ بند بدلواتے تھے۔

نواب محمد عبد الشکور خان صاحب رئیس اعظم دھرم پور جب دیوہ شریف میں آئے حضور انور کی دعوتوں کا اہتمام نہایت اعلےٰ پیمانہ پر کرتے تھے اور بڑے ذوق و شوق سے زیادہ دنوں تک دیوہ شریف میں قیام رکھتے تھے اور اپنے زمانہ قیام میں روزانہ دونوں وقت حضور انور کی خدمت عالی میں پُر تکلف کھانے پیش کرتے تھے عشرہ محرم میں دس روز متواتر آستانہ عالی پر پلاؤ وغیرہ کی دیگیں تیار کراتے اور عشرہ کے دن سبیل بھی رکھتے اور جناب سید الشہدا علیہ السلام کی نذر کرتے تھے اور غربا کو تقسیم فرماتے تھے حضور انور کے وصال کے بعد بھی اپنی قدیم وضع پر قائم رہے اور ہمیشہ آستانہ وارثی پر حاضر ہوتے اور تمام مراسم اُسی طرح ادب و تعظیم سے بجا لاتے تھے۔

دیگر امرا و رؤسا بھی حضور پُر نور کے نام نامی پر کثیر صرف کرتے تھے۔اسی طرح ٹھاکر نجم سنگھ صاحب رئیس ملاؤلی ضلع مین پوری اور ٹھاکر بھگوان سنگھ صاحب رئیس ملاؤلی ہولی کے زمانہ میں دیوہ شریف حاضر ہوتے جسقدر حضور کے خدام و فقرا دیوہ شریف میں موجود ہوتے اُن کو تہ بند بدلواتے تھے اور حضور انور کے خاندان عالی شان کے ہر ایک ختنی یعنی دھوبی بھشتی حجام خاکروب وغیرہ کو انعامات دیتے تھے حضور انور کی جانب سے اکثر امرا و رؤسا نے مہمانوں اور فقرا کے لیے لنگر جاری کر رکھے تھے چنانچہ دوہ و معینہ کی باری سے راجہ اودت نرائن صاحب تعلقہ دار رام نگر راجہ دوست محمد خان صاحب تعلقہ دار وارث نگر مہونا۔حاجی عباس حسین خان صاحب تعلقہ دار بابو پور چودھری لطافت حسین صاحب رئیس رامدانہ۔راجہ شیر محمد خان صاحب تعلقہ دار رائے پور ضلع سیتا پور بادشاہ حسین خان صاحب تعلقہ دار کہرا لنگر جاری رکھتے تھے۔دیگر امرا و رؤسا ہر چند کوشش کرتے تھے کہ ہم بھی اس نعمت عظمیٰ میں حصہ لیں مگر موقع ہی نہیں ملتا تھا۔اپنی باری کا ایک دن کسی کو دینا شاق تھا لنگر میں معمولی کھانا نہیں ہوتا تھا بلکہ پُر تکلف کھانے تیار کرائے جاتے تھے۔اور زر و مال حضور پر بیدریغ قربان کیا جاتا تھا جس طرح امرا حضور پُر نور کی خدمت عالی میں حاضر ہوکر اپنے زر و مال کو نثار کرکے اپنے حوصلے پورے کرتے تھے اسی طرح غربا بھی جو کچھ انھیں میسر ہوتا حضور انور پر قربان کرتے تھے اور حضور انور کی نگاہ حقیقت آگاہ میں سب یکساں تھے

چنانچہ حضور انور کی یہ بات تو عادات وصفات ہی مین داخل تھی کہ جس مکان مین پہلے قیام فرماتے جب اُس شہر مین پہونچتے اُسی کے یہان ٹھہرتے اور اس شرف سعادت مین غربا کی ہی زیادہ تعداد ہے حضور انور جس خوش نصیب کے گھر تشریف لیجاتے اور قیام فرماتے تھے دن عید اور رات شب برات کا سمان رہتا تھا جن کو خوش نصیبی سے حضور کی میزبانی کا شرف حاصل ہوتا وہ اپنے تمام مال واسباب کو حضور کا ہی سمجھتے تھے اور بیدریغ صدقات وخیرات کرتے تھے عجیب جوش وخروش کی کیفیت ہوتی تھی اور عجیب ولولے پڑتے تھے۔ حضور کی تشریف آوری کی مسرت مین بعض لوگ تو تمام مال واسباب لٹا دیتے تھے۔ مولوی حافظ حسن صاحب امین دیوانی علی گڈھ کے یہان جب حضور پُر نور کا قیام ہوتا تو وہ تمام اثاث البیت لٹا دیتے تھے حتے کہ حضور انور کے تشریف لیجاتے کے بعد برتن اور جنس وغیرہ کا انتظام اُن کے یہان قرض سے ہوتا تھا۔ زیور اور کپڑا اور برتن اور نقد غرضکہ جو کچھ گھر مین ہوتا خیرات کر دیتے صرف بدن کے کپڑے رہ جاتے تھے۔

اگر کسی وجہ سے حضور انور کسی کے یہان تشریف لیجانے مین متامل ہوتے تو اُس کو اپنی زندگی دوبھر ہوجاتی تھی اور وہ اپنی جان تک ہلاک کرنے کو مستعد ہوجاتا تھا بالآخر حضور پُر نور اُن کی حالت سے متاثر ہوتے اور اُن کے یہان تشریف لیجاتے تھے۔ حق یہ ہے کہ حضور انور کے مریدین عقیدت گزین مین جو جوش محبت وعقیدت ہے وہ فی زماننا قابل حیرت ہے حضور انور کے نام نامی پر مٹے ہوئے ہین اپنی چیزون کو حضور کے اسم مبارک سے منسوب کیا ہے۔ راجہ دوست محمد خان صاحب تعلقدار موناجس موضع مین قیام رکھتے ہین اُس کا نام "وارث نگر" رکھا ہے۔

سید معروف شاہ صاحب وارثی اور ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب وارثی نے حضور انور کے نام نامی سے باغ لگائے اور اُن کا نام وارث باغ رکھا۔ سید معروف شاہ صاحب قبلہ کے وارث باغ مین جو سب سے اچھے آم کے درخت ہین اُن کا نام وارث پسند رکھا اور اُن درختون کی قسمین جن جن باغون مین لگائی گئی ہین اسی نام سے مشہور ہین چنانچہ منشی وحدت اللہ خان صاحب وارثی خلف منشی عبیدت اللہ خان صاحب وارثی رئیس شاہجہانپور نے بھی خاص طور پر اپنے باغ مین وارث پسند آم کے درخت لگائے یہ عجیب درختون مین ممتاز اور تحفہ کے قابل ہین۔ جہان جہان ان درختون کی قلمین گئی ہین وہ اسی نام سے مشہور رہین۔

اکثر امرائے حضور انور کے نام نامی سے اپنے مکانات کو منسوب کیا ہے چنانچہ مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی وکیل سرکار رئیس گیا کے عالی شان مکان پر بخط جلی ہوالوارث کندہ ہے اسی طرح بعض صاحبون نے اپنے مکانات کا نام "وارث منزل" رکھا۔ ڈاکٹر سید ریاض حیدر صاحب وارثی خلف الرشید مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی نے اپنے شفاخانہ کا نام شفاخانہ وارثی رکھا ہے۔

جناب حاجیہ عائشہ بی بی صاحبہ وارثیہ رئیسہ گیا بسط اللہ حیاتہا واکرام اللہ صفاتہا جود بجود فیاض و عالی ہمت۔ پاک طینت۔ راسخ العقیدت۔ سرشار محبت۔ نیک دل نیک نیت خاتون ہین اور حج کے

ذکر سے زمانہ سلف کی اُن مقدس خواتین اسلام کی یاد تازہ ہوتی ہے جو اپنے زہد و عبادت فیاضی و بیدار مغزی میں ضرب المثل گذر گئیں - اِس زمانہ میں جناب موصوفہ کی فیاضیاں اِس قدر مہتم بالشان ہیں کہ تمام غلامان وارثی کے قلوب پر خاص اثر ہے - آستانۂ وارثی کے اکثر شاندار حصے اُن کے ذوق و شوق کا نتیجہ ہیں - اور سنگ مرمر کی مسہری اُنھیں کی بلند حوصلگی کا مشاہدہ ہے اُن کو اپنے اعلیٰ ترین خیالات کی بنا پر آستانۂ عالی کو اعلیٰ سے اعلیٰ زیب و زینت اور رونق پر دیکھنے کا ایسا انہماک ہے کہ اکثر حصص کی تعمیر میں اُنھوں نے زر کثیر صرف کیا ہے - علاوہ ازیں اُنھوں نے آستانۂ عالی کے صدر دروازہ کے قریب ایک مدرسہ پختہ و منزلہ عالی شان تعمیر کرایا ہے جو مدرسۂ وارثیہ کے نام سے موسوم ہے اور اُس کے قیام و استحکام کے لیے ایک معقول رقم وقف فرمایا ہے مبارک ہے ایسی دولت و ثروت جو دین و دنیا میں فیاضی و دریادلی کی بہترین مثال قائم کرنے والی ہو -

اسی طرح تبرکات لوگوں کے پاس محفوظ ہیں حضور انور کے ملبوس مبارک موے شریف کان کا میل وہ کپڑا جس سے بعد وصال جسم مبارک پونچھا گیا وہ کپڑا جس سے حضور انور مزار مبارک میں اُتارے گئے خاک مزار پاک دندان مبارک وضو اور کلیوں کا پانی وقت وصال جو غسل ہوا تھا اُس کا پانی غرضکہ سب ہی چیزیں لوگوں کے پاس محفوظ ہیں - اِس موقع پر ایک مقدس خاتون کا تذکرہ جن کو لشانۂ محبت کہنا چاہیے سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے - مولوی سید غنی حیدر صاحب تبلہ وارثی وکیل ویسر گنج کی اہلیہ محترمہ کے قلب منور انور کی ذات محمود الصفات سے جو تعلق ہے اُس کا ذکر الفاظ میں ادا ہونا ناممکن ہے اُنھوں نے حضرت کے تبرکات کا ایک بیش بہا ذخیرہ جمع کیا ہے اور ایک کمرہ میں سجا رکھا ہے اور خود اُس کی مجاوری کی خدمات بجا لاتی ہیں حضور انور نے اُن کو اپنا اگالدان مرحمت فرمایا تھا جس میں اُگال بھی تھا اُنھوں نے اُس اُگال کو قائم رکھنے کی کوشش کی اور وہ اگالدان مع اُگال کے اُن کے پاس محفوظ ہے -

اکثر لوگوں نے اپنی اولاد کے تام حضور انور کے نام نامی پر رکھے - جیسے غلام وارث - نیاز وارث - عبدالوارث وغیرہ یا وارث فاطمہ - وارث بانو - کنیز وارث - وارثیہ خاتون وغیرہ -

غرضکہ اپنے اپنے خیال کے مطابق ہر شخص حضور انور کی اسم گرامی سے استفادۂ روحانی حاصل کرتا ہے اور اپنی کسی نہ کسی شے کو حضور پُرنور کے اسم گرامی سے منسوب کرنا باعث خیر و برکت سمجھتا ہے حضور انور کے نام نامی پر اِس قدر گرویدگی ہے کہ اپنے نام کے ساتھ لفظ وارثی نہایت فخر و مباہات سے لکھکر حضور انور سے نسبت حاصل کی جاتی ہے -

حضور انور کے مریدین بالتکمین میں جو جوش محبت اور حضور کی شان و عظمت کا اثر ہے وہ اِس سے ظاہر ہے کہ جس زمین پر حضور پُرنور کے قدم پڑتے تھے لوگ متبرک سمجھکر اُس خاک پاک کو اُٹھا لیا کرتے تھے ۔

بزمینیکہ نشان کف پاے تو بود		سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

حضور انور جب پالکی میں تشریف لے جاتے بڑے بڑے امرا و رؤسا کہاروں کو ہٹا کے خود اُس

پالکی کو اٹھاتے تھے۔

چنانچہ آنریبل جسٹس مولوی سید شرف الدین صاحب وارثی بالقابہ نے بانکی پور میں خود حضور کی پالکی اُٹھائی اور پالکی کو اُٹھا کر کوسون تک دوڑے ہین۔ جتے کہ پاؤن مین چھالے پڑگئے ایک عجیب از خود رفتگی کا عالم ہوتا تھا۔ حضور پرنور کی پالکی کا چھو لینا بہت بڑی بات سمجھا جاتا تھا۔ حضور پرنور جس سلفچی مین وضو فرماتے اُس پانی کو لوگ تبرک سمجھکر لے لیا کرتے تھے کوئی پی لیتا تھا کوئی آنکھون سے اور سینے سے لگاتا تھا بعض لوگون کے پاس وہ پانی اسوقت تک محفوظ ہے۔

قاضی منیر عالم صاحب وکیل ورئیس دربھنگہ کے مکان پر جب حضور پرنور تشریف لے گئے ہین تو وہ اپنی ڈاڑھی سے راستہ صاف کرتے ہوئے حضور کو لیگئے تھے۔ اُن کے مکان کی کرسی بہت اونچی ہے زینہ کو اُنھون نے توڑوادیا اور خود زینہ کی جگہ جھک کر کھڑے ہو گئے جس پر سے حضور انور اور ہمراہی گذرے غرضکہ جو ادب و احترام حضور انور کا مخلوق کی نگاہ مین تھا اور جو عقیدت و محبت مریدین کے قلوب مین حضور کی تھی اُس سے فاعبد ربک حتے یاتیک الیقین کے معنے سمجھ مین آتے تھے کہ حضور کے حلقہ بگوشون کو اس قدر غلبۂ محبت ہے کہ حضور کی ذات مستجمع الصفات سے پوری تصدیق ویقین کی نسبت پیدا ہو گئی۔

مولوی علی احمد خان صاحب وارثی وکیل آگرہ اپنے برادرزادہ میان مہدی علی خان وارثی کا حال لکھتے ہین جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب مین نے اکتوبر سنہ ۶ مین دیوہ شریف کی حاضری کا قصد کیا تو میان مہدی علی خان نے اپنے اعزا سے مخاطب ہو کر کہا میرا ارادہ حضور انور سے احرام حاصل کرنیکا ہے آپ لوگون سے رخصت ہوتا ہون اور تمام جائداد سپرد خدا ہے۔ اِس ارادہ سے میان مہدی کے اعزا کو تاسف وملال ہوا یہان میان مہدی کا اشتیاق قدمبوسی اور شوقِ احرام پوشی مین یہ حال تھا کہ جس وقت سے سفر اختیار کیا بجز پان کھانے کے مطلق غذا استعمال نہین کی۔ بارہ بنکی اسٹیشن وریل سے اُتر کر دیوہ شریف تک پیادہ پا سفر کیا کسی سواری مین سوار نہین ہوئے سواری اس وجہ سے ترک کردی کہ جہان حضور انور تشریف فرما ہون وہان سواری مین جانا بے ادبی ہے۔ غذا اِس لیے چھوڑدی کہ ایسے مقدس مقام پر جہان حضور انور تشریف رکھتے ہین بول وبراز سوء ادب ہے۔

حضور انور کی خدمت عالی مین اکثر ہندو بیکرما وغیرہ کرتے ہوئے اور مسلمان دیگر ریاضتون سے مسافت طے کرتے ہوئے حاضر ہوتے تھے۔ اور اُن کا جوش وخروش اور اُن کے جذباتِ محبت قابل دید ہوتے تھے جس سے یہ مشاہدہ ہوتا تھا کہ حضور کی ذاتِ مقدس سے کس قدر حصول و تصدیق ہوتی تھی۔ حضور پرنور کے بیشمار مریدین کے جذبات محبت کا ذکر احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ اس زمانہ کے اکثر مشاہیر اور علم دوست اصحاب نے حضور انور کے مریدین ومعتقدین کے جذبات محبت کو غور وتعمق کی نگاہون سے دیکھا ہے۔

چنانچہ خان بہادر مولوی محمد بشیر الدین صاحب قبلہ مدیر البشیر نے جو حضور انور کے وصال پر اظہار رنج و

طلال کیا ہے اُس نوٹ مین آپ کے مریدین کی کثرت تعداد کا ذکر کرتے ہوے مریدین کے جذبات محبت کے متعلق حسب ذیل خیالات کا اظہار فرمایا ہے ۔

"نہ صرف معمولی مرید بلکہ جس قدر حُسن عقیدت جوش محبت اور عظمت حاجی صاحب کے مریدون کے دلون مین حاجی صاحب کی تھی بہت کم مریدون کے دلون مین یہ حالت اپنے پیر کی اس زمانہ مین ہوگی شاید یہ کہنا مبالغہ آمیز نہو کہ عظمت و محبت کا درجہ اعتدال سے بڑھا ہوا تھا "

مندرجہ بالا تحریر سے ظاہر ہے کہ دیگر بزرگون کے دلون مین بھی حضور انور کے مریدین عقیدت گزین کے جذبات محبت کا احساس ہے اور اِس مین شک نہین کہ آپ کے دیکھنے والون کی نگاہ مین حضور انور کی بے مثالی چھائی ہوئی ہے ؎

	اب کون رہا ہے جس کو دیکھون	اک تم تھے سو آگئے نظر مین	

اب بھی جبکہ حضور انور نے ہماری ظاہری آنکھون سے پردہ فرما لیا ہے وہی جوش محبت اور حسن عقیدت موجود ہے ۔ اور بعض بزرگون کی حالت تو ایسی ہے جسکو عام عقول و طبائع جو ذائقہ محبت سے ناآشنا ہین دیوانہ پن کی حرکات سمجھین گے ۔

چنانچہ سید معروف شاہ صاحب جان نثار و خادم قدیم بارگاہ وارثی کی یہ حالت ہے کہ وہ جس ادب و احترام سے حضور انور کی حیات مین مراسم تسلیم و آداب اور خدمات بجالاتے تھے اُسی انداز سے اور اُسی حالت سے اب بھی بجالاتے ہین ۔ اُن کے اس طریق ادب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کو اس قدر تصدیق و یقین حاصل ہے کہ وہ عملاً حضور انور کو حاضر و ناظر سمجھتے ہین اور یہ مرید کی ایک خاص شان ہے جیسا کہ حضرت شاہ تراب علی صاحب قلندر یہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

	حاضر و ناظر مرید اس طرح جانے پیر کو	جس طرح احوال بندہ سے خدا آگاہ ہو	

اُن کو اپنے عشق و محبت مین اِس قدر انہماک ہے کہ نہ کسی کی انگشت نمائی کی پروا ہے نہ خندہ زنی کا خیال وہ فطرتی طور پر اپنے خیال و عقیدہ مین ایسے مستغرق ہین کہ جس کا حاضرین پر بھی خاص اثر پڑتا ہے اور اُن کی نگاہون مین عجیب پیارا سمان آجاتا ہے جب وہ اپنے قلبی سوز و گداز سے عرض کرتے ہین کہ اے میرے مالک شہنشاہ میرے آقا یہ حضور کے لیے فلان شخص کی جانب سے فلان چیز پیش ہوجاتی ہے ۔ اسی طرح اپنے اپنے خیال کے موافق حضور کے ہر ایک دست گرفتہ کی کیفیت ہے سب کسی نہ کسی خیال مین منہمک ہین اور اپنی دین و دنیا کی بہبودی حضور انور ہی کی ذات سے وابستہ کرتے ہین یہ حالت حضور انور کی محبت مین صرف اُنھین اصحاب کی نہ تھی جن کو مشرقی مذاق کے لحاظ سے پیر پرست کہا جاتا ہے بلکہ جو تعلیم یافتہ حضرات مغربی تمدن مین ممتاز ہین اُن پر بھی حضور انور کی محبت کا ایسا ہی گہرا رنگ چڑھا ہوا ہے ۔

مثال کے لیے دائرہ سیل جسٹس) مولوی شرف الدین صاحب بالقابہ کا اسم گرامی پیش کیا جا سکتا ہے جنکے جذبات محبت حیرت انگیز ہین اور صرف حیرت انگیز ہی نہین بلکہ سبق آموز محبت مین بارگاہ خداوندی سے اُن کو حضور انور کی محبت کا خاص حصہ عطا ہوا ہے حتیٰ کہ خود حضور انور نے اُن سے

ارشاد فرمایا کہ "دو لحمک لحمی ودمک دمی"، اُن کی محبت کے واقعات طویل ہین اس لیے ہم اُن واقعات کو نظر انداز کرتے ہوئے جن سے جناب ممدوح الشان کا حضور انور سے شرف اختصاص و محبت ظاہر ہوتا ہے شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹریٹ لا مقیم انگلستان اپنا عقیدہ حضرت وارث پاک کی نسبت تحریر فرماتے ہین جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

"دو لڑکپن ہی کے زمانہ سے خاص ذوق وشوق سے مین مرید ہوا گو میرے دونون بھائی صاحبان حضرت مولنا شاہ فضل رحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے تھے مگر مین نے حضرت حاجی صاحب مین کچھ ایسی کشش پائی کہ دل گرویدہ ہوگیا۔ لڑکپن کا زمانہ عقیدت کیشی کا تھا اب مین نے مادی یورپ کی بہت خاک چھانی ہے قریب قریب مشہور شہر اور دار السلطنت علاوہ روس کے دیکھ ڈالے ہین موجودہ اختراعات مادیؔ کو دیکھا ہے موجودہ ترقی پر غور کیا ہے سائنس کی کتابون کے مطالعہ کا مجھے خبط ہے اور موجودہ زمانہ کے اعلے ترین مادہ پرست ہیکل کا سکّہ میرے قلب پر بیٹھا ہوا ہے اُن کی شاندار کتاب کو مین نے پڑھا ہے الغرض اِس قدر تجربہ اور علم کے باوجود جو اب مجھکو حاصل ہوا ہے اور گو اب حضرت حاجی صاحب قبلہ کا وصال ہوگیا ہے مگر میری روح کو اُس ذات اقدس سے وہی تعلق ہے جو لڑکپن مین شروع ہوا تھا۔ ....

مین اس حیرت مین ہون کہ ندا یا وہ کون سی بات اُس ذات والا صفات مین تھی جو کافر اور مومن زاہد اور رند عالم اور جاہل ایشیائی اور یورپی نئی روشنی والے اور پرانی روشنی والے سب کو کھینچ لیتی تھی گنڈہ تعویذ وہ نہین لکھتے تھے وضع قطع اُن کی عالمانہ نہ تھی کسی کے لیے دعا یا وظیفہ نہ کرتے فلسفہ اور منطق سائنس اور جھو منتر کسی سے اُن کو ربط نہ تھا۔ دیر تک اپنے پاس کسی کو بیٹھنے بھی نہ دیتے تھے یہ سب کچھ تھا مگر پھر بھی لاکھون شخص ہر رتبہ اور درجہ کے زن و مرد جان نثارانہ عقیدت رکھتے تھے اور ونکو مین نہین جانتا مین نے کوئی خرق عادت یا کرامت حضرت سے نہین دیکھی پھر بھی مجھے اسوقت اِس کا پورا یقین ہے کہ اگر وہ چاہتے تو انتظام عالم کو ایک اشارہ سے بدل سکتے تھے۔"

حضور انور کی ذات معدن الصفات سے جو تصدیق کامل حاصل ہوتی تھی اُس کا نمونہ غلامان وارثی کے ازدیاد عشق و محبت اور اُن کے بے مثل عقائد وجذبات سے صاف ظاہر ہے۔

حضور پُر نور کی صحبت مین ہر خیال اور ہر مذاق کے افراد کو ایک خاص انہماک ہے جس سے اِس مسئلہ پر کافی روشنی پڑتی ہے کہ خدا کی مقدس روشنی اور تاثیرات کاملہ کے روبرو تمامی علوم وفنون اور فلسفہ وسائنس کی قوتین باطل ہین۔

حضور انور کی ذات ایک عجیب کرشمۂ قدرت تھی کہ جس سے ہر شخص متاثر ہے اور وابستگان دامن دولت کی تمام اُمیدین حضور انور ہی کی ذات سے وابستہ ہین۔ اور وہ اپنی دین و دُنیا کی بہتری حضور انور کی ایک غلط انداز نظر پر قربان کرنے کو جان نثارانہ تیار رہتے ہین جس سے ظاہر ہے کہ محبت وخلوص کے ساتھ تصدیق ویقین کی دولت بھی حضور کی سرکار سے کامل طور پر عطا ہوتی تھی جناب سعید امیان وارثی ناقل ہین کہ حکیم یعقوب بیگ صاحب وارثی خیر آبادی کا واقعہ ہے کہ بہار کے سفر مین حضور

شیخ پورہ جاتے تھے حکیم یعقوب بیگ صاحب وارثی خیرآبادی بھی ہمراہ تھے کہ ناگاہ اُن کا دہ سالہ لڑکا پہاڑ پر سے گر پڑا لیکن حکیم صاحب کو جو حضور کی محبت ازل سے ساتھ لائے ہیں کچھ پرواہ بھی نہ ہوئی اور نہ وہ گھبرائے نہایت استقلال کے ساتھ رہے تھوڑی دیر میں لوگ اُس لڑکے کو اُٹھا لائے تو یہ دیکھکر نہایت حیرت ہوئی کہ اُس کے کہیں چھوٹ نہیں آئی تھی حضور انور نے مسکرا کر فرمایا کہ "دو یعقوب اگر تم گھبرا جاتے تو لڑکا زندہ نہ بچتا جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے خدا اُس کی ضرور مدد کرتا ہے" الحق یہ ہے کہ حضور پُر نور کے روبرو کسی بات کا خیال رہنا محال تھا یہی وجہ ہے کہ وابستگانِ دامنِ وارثی کے جذبات محبت تعجب و حیرت سے دیکھے جاتے ہیں۔

آنریبل جسٹس مولوی شرف الدین صاحب وارثی بالقابہ کی جان نثاری کا ایک واقعہ مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی (رئیس گیا) بیان فرماتے ہیں کہ حضور انور دربھنگہ میں رونق افروز تھے اور آنریبل مولوی سید شرف الدین صاحب وارثی بالقابہ حضور انور کے ہمراہ تھے حضور پُر نور جس کمرہ میں قیام پذیر تھے اُس میں جو پنکھا لگا ہوا تھا اُس کی رسّی کمزور تھی اتفاق سے ٹوٹ گئی اور قریب تھا کہ پنکھا نیچے گر پڑے کہ معًا مولوی سید شرف الدین صاحب نے گرتے ہوئے پنکھے کے سامنے اپنا سر خم کر دیا اور اپنی گردن پر لے لیا۔ چوٹ کا آنا لازمی تھا مگر جان نثاری و سر فروشی کی اُمنگ کام کر گئی کہ خود حضور انور نے اپنے متبسم ہونٹوں سے مولوی صاحب کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ "دو بالسٹر چوٹ تو نہیں آئی" اُنھوں نے دست بستہ عرض کیا کہ ہاں حاضر ہے اُس وقت دریائے شفقت و رحمت موجزن تھا حضور پُر نور نے فرمایا "دو لا تقربوا الصلوۃ و انتم سکاریٰ کے معنے تو بتاؤ" اُنھوں نے عرض کیا کہ لا تقربوا امر نہی کا صیغہ ہے جس سے مراد ہے کہ نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔ حضور انور نے فرمایا "دو ہاں ہاں نشہ کی چیز نشہ کسی چیز کا عشق کا کہ شراب کا"۔ اِس کے بعد بائیں ہاتھ کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ "دو بالسٹر اِسکو سجدہ کرو تو شرک ہے" اِس ارشاد پر ایک عالم سکوت طاری تھا کہ معًا حضور نے ایک ادائے خاص سے اُن کی جانب نظر فرمائی اور کچھ تیور بدل کر ارشاد فرمایا کہ "دو اِسکو سجدہ کرو تو عین اسلام ہے" مولوی صاحب موصوف کا بیان ہے کہ اِس ارشاد پر میری نگاہوں کے سامنے ایک بجلی کوند گئی اور اُس تجلی سے مجبور ہو کر میں سربسجود ہو گیا جو کچھ دیکھا وہ گفت و شنید کے دائرہ حدود سے باہر ہے۔

حضور پُر نور کے مریدین عقیدت گزین کے واقعات و حالات بھی عجیب و غریب ہیں کہ دین و دُنیا میں جو چیز اُن کی نگاہ میں وجاہت رکھتی ہے وہ آپ ہی کی دلفریب صورت ہے اِس کے سوا سب ہیچ تھا۔ ہزاروں اُس محبوب اور عدیم المثال حُسن دلفریب پر دیوانے تھے۔

اور شانِ تبسم و اندازِ تکلم پر دل و جان سے قربان ہوتے تھے۔ دورِ وارثی یادگارِ زمانہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حُسن و عشق کا ایک دور تھا جو خداوندِ عالم نے آپ کی ذاتِ بابرکات میں ظاہر فرمایا۔ غرض یہ ہے کہ حضور انور کی ذات بابرکات سے جو دلی تعلق اور محبت عام طور پر مریدین کے قلوب میں تھی وہ بے مثل تھی اور وہی حالت اب بھی موجود ہے کہ حضور انور کے مزارِ پُر انوار پر ہر روز مشتاقوں کا جمگھٹ

رہتا ہے اور عالم ذوق وشوق مین الصلوٰۃ والسلام علیک یا ابن رسول اللہ کے نعرے لگائے جاتے ہین اور ہر شخص کی حالت زبان حال سے اِس شعر کا مطلب عرض کرتی ہے ؎

اُمید خلعت شاہی نہ داریم	بسر دارم ہمین داغ غلامی

اوقاف محبت حضور انور کی حیات ظاہری کا دور جیسا متہم بالشان تھا اُس کے اظہار مین زبان قلم عاجز ہے۔آپ کی ایک غلط انداز نظر پر عالم قربان تھا۔قلوب مین جذبات مین جان نثاری کی اُمنگین ایسی نظر آتی تھین جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ حضور کے دیکھنے والون کو دولت تصدیق ویقین کامل طور پر حاصل ہے۔حضور پرنور کا کرشمۂ حُسن تھا یا اعجاز کہ جو تھا وہ اُس رُخ انور کا دیوانہ تھا لوگون کے دلون پر آپ کی حکومت تھی آپ کی باطنی تاثیرات سے ہر شخص متاثر تھا جو جذبات محبت حضور انور کے دیکھنے والون سے ظاہر ہوے وہ عارضی اور وقتی نہ تھے کہ اُن کا اثر جلد زائل ہوجائے بلکہ نہایت مستحکم اور پائدار۔جنکے آثار دنیا کے حوادث سے مٹ نہ سکین جنکو مخالف ہوائین برباد نہ کرسکین۔اکثر واقعات ایسے ہین کہ صغیر السن بچے حضور انور سے بیعت ہوے اور جوان ہوکر وہ خود بخود حضور پُرنور کی محبت کا دم بھرنے لگے جیساکہ سید محی الدین صاحب وارثی (ریپرسٹرپٹ لا و اسسٹنٹ ڈائرکٹر معلم حیدرآباد دکن) کا واقعہ واقعات بیعت کے ضمن مین درج کیا گیا ہے اور بھی ایسے واقعات ہین جن سے لوگ متحیر ہین۔چنانچہ راقم الحروف سے ڈاکٹر سید ریاض حیدر صاحب وارثی (خلف الرشید مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی وکیل رئیس گیا) نے نہایت تعجب وحیرت کے ساتھ دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے کہ حضور انور چھ چھ مہینے کے بچون کو مرید فرماتے اور وہ سن تمیز کو پہونچکر حضور ہی کی محبت کا دم بھرتے۔حضور ہی کی محبت مین سرشار نظر آتے ہین۔اِس کا جواب اُس وقت مین نے جو کچھ بھی دیا ہو مگر اِس کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ حضور پُرنور کا کمال روحانیت تھا اور یہ بات یقینی ہے کہ آپ کی ذات مستجمع الصفات سرچشمۂ عشق ومحبت تھی جس سے عشق ومحبت کا حصہ ہر شخص کو ملتا تھا اور طفل وجوان وپیر جو حضور مین حاضر ہوتے وہ خالی واپس نہ جاتے تھے ؎

عشق در اول و آخر ہمہ ذوق است وسماع	این شرابیست کہ ہم پختہ وہم خام خوش است

ظاہر ہے کہ محبت کی خامی وپختگی دونون بامزہ ہین بس جسکو خالصتاً للہ محبت کا حصہ مل جائے وہ کیونکر مٹ سکتا ہے حضور انور کے جذبات محبت صرف دیکھنے والون ہی تک محدود نہ رہے بلکہ اُن کی اولاد تک مین حضور پُرنور کی محبت کی روشنی نظر آتی ہے۔چنانچہ نواب عبدالشکور خان صاحب وارثی رئیس دھرم پور ضلع بلند شہر جو حضور انور کی محبت مین ایک قابل امتیاز درجہ رکھتے تھے اُن کے بڑے صاحبزادے نواب عبدالجلیل خان صاحب وارثی کو راقم الحروف نے خود دیکھا ہے جنکا ابھی لڑکپن ہے اور عنفوان شباب ہے وہ معہ اپنے چھوٹے بھائی کے نہایت عقیدت ومحبت سے آستانۂ عالی پر حاضر ہوتے اور تمام وہ مراسم جو اُن کے والد بزرگوار بجالاتے تھے ادا کرتے ہین۔

مین نے اکثر بزرگون سے سُنا ہے کہ وہ بالکل اپنے مقدس اور بزرگ باپ کے قدم بقدم ہین اور عشرۂ محرم وغیرہ مین دیوہ شریف مین حاضر ہوکر نہایت ادب وتعظیم سے خیرات وغیرہ کی رسمین اسیطرح

ادا کرتے ہین جس طرح اُن کے والد ماجد ادا کیا کرتے تھے۔

یہی وہ آثار محبت ہین جو حضور انور کے دربار سے عطا ہوتے تھے اور جو مٹنے والے نہین ہین آخر وہ کونسی قوت ہے جو باوجود عیش وتنعم ریاست وامارت تمامی سازوسامان کے ہونے کے اُن کو دیوہ کی گلیون مین پھراتی ہے اور مسہری کی جگہ فرش زمین پر لٹاتی ہے اور وہ سامان امارت کو چھوڑ کر اس تکلیف کو گوارا کرتے ہین اُن کی عمر کے لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ شاید اُن کو حضور انور کو دیکھنے کا ہوش بھی نہو مگر وہ دولتِ محبت جو اِس دربار سے ہر کہ ومہ کو عطا ہوتی تھی یہ اُسی کا اثر ہے جو اُن سے ظاہر ہوتا ہے۔

حضور انور کے دیکھنے والون کے قلوب مین محبت مین انہماک - انہماک مین استقلال و استحکام ایسی چیزین ہین جو خاص طور پر قابل ذکر ہین اور اُن کا اظہار جس طرح حضور پُر نور کی حیات ظاہری مین ہوتا تھا ویسا ہی اب ہوتا ہے - حضور انور کے مبارک تذکرے مین یہ بات تو درج ہو چکی ہے کہ غربا کی امداد سے چیزون کی تقسیم سے آپ بہت خوش ہوتے تھے چنانچہ بعض بزرگون نے اِن مقاصد کے لیے جائدادین وقف کی ہین چنانچہ ٹھاکر پنجم سنگھ صاحب وارثی رئیس ملاؤلی ضلع مین پوری نے دو ہزار روپیہ سالانہ کی آمدنی کی ایک جائداد آستانۂ اقدس کے لیے وقف کی ہے - مگر اُس کے متعلق یہ بات راقم الحروف کے علم مین نہین آئی کہ اُس کے مصارف کی کیا تفصیل ہے۔

اسی طرح مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی (سابق وکیل سرکار رئیس گیا) اور اُن کی اہلیہ محترمہ سیدہ بی بی محمود النسا صاحبہ وارثیہ (بنت مولوی سید مظہر امام صاحب مرحوم مغفور) کیجانب سے پانچ سو بیگھہ اراضی واقع نرائن پور گنجوی ضلع گیا مین وقف ہوئی ہے جس کی سالانہ آمدنی بعد ادائے مالگذاری مالللعہ ہے۔

اِس وقف مین دو باتین خاص طور پر قابل لحاظ ہین ایک تو یہ کہ حضور انور کے وصال کے بعد سے آستانۂ عالی پر مولوی صاحب موصوف سالہ عہ سالانہ صرف کیا کرتے تھے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

قل ماہانہ بر آستانۂ اقدس حضور وارث پاک - غلاف شریف مزار اقدس ماہ صفر و کاتک معہ لوازمات خوشبو و شیرینی وغیرہ -

بحساب عہ ماہواری	
عہ سالانہ	معہ
نذر بغرض شرکت دعوت مہمانان بارگاہِ وارثی -	برائے خدمت گزاران خاندان حضور وارث پاک -
معرفت حافظ پیارے صاحب	یعنے خوشبو ساز - حجام - مالی - دھوبی - مہتر وغیرہ
مار	عہ

میزانِ کل مالللعہ

اِن دو سو چون روپیہ کے علاوہ ستاون روپیہ سید محمد ابراہیم شاہ صاحب سابق مہتمم آستانۂ وارثی کے متعلق صرف کرتے تھے اِس طرح سالہ عہ خرچ کرتے تھے - مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ نے اپنی حیات مین اپنے صاحبزادون کے حقوق شرعی ادا فرما دیے ہین اور مکان وغیرہ سب

تقسیم کردیے وکالت بھی ترک کردی اور اب وہ دنیاوی امور سے قطع تعلق کر چکے ہین۔ مگر موضع نرائن پور گنجوی کسی کو نہین دیا اور وہ اُنھین کے پاس رہا۔ اُس کی سالانہ آمدنی بعد ادا ے مالگذاری مالعہ ہوا اور مالعہ وہ ہر وقت کرتے تھے۔ سید ابراہیم شاہ صاحب کے انتقال کے بعد جو ستادن روپیہ اُن کی ذات کے لیے صرف فرماتے تھے وہ بند ہو گئے۔ اور ہوا سئے سال ۔ ۔ کے مالعہ خاص نذر حضور وارث پاک مین جو صرف ہوتے تھے وہی جاری رہے۔ اب جو دیکھا گیا تو موضع نرائن پور گنجوی کی خالص آمدنی بھی مالعہ رہے مالعہ نذر اور مالعہ حق متولی قرار دیا گیا یہ بالکل قدرتی اتفاق ہوا کہ مستقل مصارف کے مطابق ہی موضع کی آمدنی نکلی۔ اس وقف کے متولی ناظر سید ریاض حیدر صاحب وارثی ہین دوسری بات یہ ہے کہ وقف نامہ لکھنے کے ایک سال بعد اسی زمین کے بارہ مین مولوی غنی حیدر صاحب سے اور مہاراجہ دیو دیو ضلع گیا کے مشہور رئیس ہین) کچھ تنازعہ ہو گیا اُس وقت کاغذات بندوبست وغیرہ دیکھنے کی ضرورت ہوئی۔ تو نقشہ وخسرہ تھاک بندوبستی سرکار مین موضع مذکور کا اصلی نام دودیوہ بیگھہ نکلا اور عرف نرائن پور گنجوی۔ اس وقف کا واقعہ اس لیے اور بھی قابل ذکر ہے کہ یہ دونون باتین محض لاعلمی مین ظہور پذیر ہوئین جنکو حضور پرنور کے تصرفات باطنی کا ایک شمہ کہا جا سکتا ہے۔

حضور انور کے مریدین عقیدت گزین کے جذبات محبت مین یہ بات قابل غور ہے کہ اُن کے خیالات مین کس قدر استقلال و استحکام ہے کہ وہ حضور انور کی خوشنودی پر جان و مال سے نثار ہین حضور پرنور اپنے خاندان کے متوسلین جیسے نائی دھوبی بھشتی مالی وغیرہ ان کی امداد سے اور غربا کی اعانت سے بہت شاد ہوتے تھے۔ چنانچہ بعد وصال بھی اُس خوشنودی کے حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ وقف وغیرہ کے ذریعہ سے اِن اخراجات کے لیے استحکام کی صورت پیدا کی جاتی ہے کہ حضور انور کے خاندانِ عالی شان کے متوسلین کو نسلاً بعد نسلاً اسی طرح ملتا رہے۔ حقیقةً اُن لوگون کو جو اپنے مال کو نیک کامون مین صرف کرتے ہین اسلام مین بڑی بڑی بشارتین ہین۔

کیونکہ دولتِ دنیا ایسی چیز ہے جس کی ہوس نہین جاتی مگر خداوند قدیر جنکو توفیق عطا فرماوے اُن کے نزدیک یہ محض لاشے ہے۔ چنانچہ اسی ضمن مین سیدہ بی بی عائشہ صاحبہ وارثیہ رئیسہ گیا کا وقف خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ اُنھون نے مصارف ذیل کے لیے معالعہ سالانہ کی آمدنی کا وقف فرمایا۔

(۱) روشنی اندرون قبۂ مطہرہ و روضۂ مقدسہ وارثیہ۔	معہ سالانہ
(۲) مشاہرہ مدرس (عالم سند یافتہ جو مدرسۂ وارثیہ واقعہ آستانہ وارثی بناکردہ بی بی عائشہ صاحبہ وارثیہ کی تنخواہ ہے)	مالہ سالانہ
(۳) مشاہرۂ حافظ قرآن مجید مدرسہ مذکور۔	ماعہ سالانہ

(۴) نذر حافظ مقررہ بموقع ختم تراویح رمضان شریف — ماعہ سالانہ
(۵) وظیفہ چہار طلباے علوم دینیہ بحساب فی کس سے ر ماہانہ — ماللعہ ؍؍
(۶) اخراجات روشنی مسجد متعلق آستانۂ وارثی — عہ ؍؍
(۷) اخراجات متفرق مسجد مذکور — ے ؍؍
(۸) اخراجات بہم رسانندہ آب در مسجد — عہ ؍؍
(۹) تنخواہ خاکروب متعلق مسجد و مدرسہ — ے ؍؍
(۱۰) اخراجات متفرق مراسلات وغیرہ متعلق وقف ہذا — ؍؍
(۱۱) حق المحنت متولی وقف۔ — صہ ؍؍

میزان کل معمالہ عہ

اس وقف کے علاوہ سیدہ بی بی عائشہ صاحبہ وارثیہ نے ماصہ سالانہ خالص آمدنی کا ایک اور وقف فرمایا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) روشنی مدرسہ وارثیہ فی ماہ سے ر — سہ سالانہ
(۲) اخراجات متفرق روشنی مدرسہ۔ — للعہ ؍؍
(۳) تنخواہ ملازم محافظ وصفائی کنندہ مدرسہ صہ ر ماہوار۔ — سہ ؍؍
(۴) اضافہ روشنی روزانہ اندرون مقبرہ شریف — للعہ ؍؍
(۵) مرمت عمارت مدرسہ ومقبرہ شریف — عہ ؍؍
(۶) تقسیم سرما سے غرباؤ مساکین کو برآستانۂ پاک حضرت پیرودستگیر — عہ ؍؍
(۷) اخراجات روشنی وسبیل عشرۂ بنام پاک حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام برآستانہ وارثی — عہ ؍؍
(۸) حق المحنت متولی۔ — للعہ ؍؍

مارصہ ؍؍

ان دواوصاف کے علاوہ ایک عمارت پختہ رفیع الشان بصرف کثیر دراقدس پر سیدہ مدوحہ کی جانب سے تعمیر ہو کر بصرف درس گاہ وقف ہے اور تعلیم گاہ مذکور بہ نصب مدرسہ وارثیہ مشہور ومعروف ہے وقطعۂ تاریخ تعمیر بہ نتیجہ فکر قاضی بخشش علی صاحب وارثی حسب ذیل ہے۔ قطعہ

ساخت بی بی عائشہ این مدرسہ	ہر دید سلطان این عالم پناہ
بہر تاریخش چو بخشش فکر کرد	گفت ہاتف منبع تعلیم گاہ

جن مصارف کے لیے یہ اوقاف ہوئے ہین اُن کے مدات قابل غور ہین۔ مقدس مقامات کے لیے اوقاف کا ہونا کوئی تعجب خیز بات نہین ہے۔ وابستگانِ دامانِ دولت ایسا کرکے سعادتِ دارین حاصل کرتے ہین مگر ان اوقاف مین راقم الحروف کو جس بات نے مجبور کیا کہ ان کا کسی قدر تفصیلی و تذکرہ اس کتاب مین کیا جائے وہ غربا کی امداد ہے۔

آستانۂ عالی پر مدرسہ کا اجرا اور اُس کے لیے وقف تیز سربائی وغیرہ کی تقسیم اسی طرح حضور انور کے خاندان کے متوسلین نائی بھنگی دھوبی وغیرہ کی نسلاً بعد نسلاً پرورش یہ سب باتین ایسی ہین جنکو خیر جاری کہا جاے۔

حضور انور کا خود بھی رجحانِ طبیعت یہی تھا کہ غربا کی پرورش فرماتے اُس کی امداد سے خوش ہوتے اور ایسے لوگون کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے چنانچہ مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی (سابق وکیل سرکار رئیس گیا) ناقل ہین کہ حضور انور نے مجھے ایک مرتبہ آنریبل مولوی سید شرف الدین صاحب وارثی بالقابہ کی نسبت ارشاد فرمایا کہ "دو سُنا سُنا شرف الدین بہت اچھے آدمی ہین لوگون کے وقت پر کام آتے ہین،، اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ حضور پُرنور کی نگاہ حقیقت آگاہ مین وقت پر کام آنے والون کی حاجت مندون کی حاجت پوری کرنے والون کی بڑی قدر تھی اور اکثر و بیشتر واقعات سے ظاہر ہے کہ حضور پرنور تمامی امور پر اسی کو ترجیح دیتے تھے کہ مصیبت زدون اور حاجتمندون کی آڑے وقت مین مدد کی جاے۔

یہ حضور پُرنور کے ہواخواہون کا ذوق وشوق ہے کہ اُنھون نے آپ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے دائمی اوقاف کیے۔ اور یہ اُسی تعلق ومحبت کا اثر ہے جو اُن کو حضور انور کی ذات فیض آیات سے حاصل ہے کہ وہ حاضر وغائب حضور پُرنور پر مٹے ہوئے ہین۔ اُن کا رشتۂ اُلفت اس قدر مضبوط ہے کہ کبھی ٹوٹ نہین سکتا۔ اُن کے جذبات محبت ہر زمانہ مین اپنی یاد تازہ کرائین گے اور یہ اوقاف جن کو اوقاف محبت کہنا چاہیئے صفحۂ ہستی سے کبھی ان کے نام نہ مٹنے دین گے۔

مبارک ہین وہ مقدس نفوس جو خدا کی راہ مین صرف کرنے سے دریغ نہین کرتے اور متاع دنیا کو عزیز نہین رکھتے اور جس طرح حضور انور کے عشق مین اُن کا مال ودولت وقف ہے اُسی طرح اُن کے قلوب بھی وقف محبت ہین ؎

غلام ہمت دُردے کشان یک رنگم	نہ آن گروہ کہ ازرق لباس ودل سیہ اند

تعلیم وارشاد

حضور انور کی ذات بابرکات مین ازسرتا پا حُسن وعشق کے کرشمے نظر آتے تھے جس کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے اُس کا قلب فوراً دردِ عشق سے خبردار ہو جاتا تھا۔ نہ طالب کو تعلیم کی جستجو ہوتی تھی نہ حضور کے دربار کی خصوصیات مین تعلیم اذکار و اشغال کوئی ممتاز درجہ رکھتی تھی۔ حضور پرنور کا ہاتھ پکڑ لینا ہی سب کچھ تھا اور اسی کو دین ودنیا کے خزانون کا دستِ غیب سمجھا جاتا تھا حسرت موہانی ؎

دِلوں کو فکر دو عالم سے کر دیا آزاد — ترے جنون کا خدا سلسلہ دراز کرے

مریدین کا جوش محبت اور حُسن عقیدت اُن کو ہر شے سے بے پروا رکھتا تھا اور سچ تو یہ ہے۔

لاکھ دینے کا اک یہ دینا ہے — دلِ بے مدعا دیا تو نے

اُن کی زبان پر صرف حضور انور کا اسم مبارک رہتا تھا اور اسی کے مشق کرتے تھے جیسا کہ جناب شیدا میان وارثی فرماتے ہیں ؎

ہمچو مجنون عاشق شوریدہ ام — مشق نام وارثِ خود میکنم
کیست وارث آنکہ ہمنامِ خدا — مظہرِ حق وارثِ مشکلکشا
مرد میدان ولا فردِ فرید — شمع بزم عین وحدت محو دید
معنئے آیات رب العالمین — دستگیرِ خلق و خیرالوارثین۔
قیس را وحشت دہد صحرائے من — من دگر ہستم دگر لیلائے من
بہرِ تسکین مشق کردا و نام یار — خاطرِ بیتاب تا گیرد قرار
مشق من حاشا۔ پئے تسکین نیست — این علاج خاطرِ غمگین نیست
درد افزون خواستم۔ از نام دوست — شعلۂ سوز درون تا بر فروخت
جامۂ ہستی شود تا چاک چاک — باز گویم جان من روحی فداک
زین تمنا خامہ را برداشتم — اللہ اللہ مشق نامش میکنم

حضور کے دیکھنے والے جذبات عشق سے خاص طور پر ممتاز ہین اور یا وارث ہی اُن کا وظیفہ ہے اکثر و بیشتر مریدین کا طریق عمل یہی ہے کہ وہ حضور پُرنور کا نام نامی رٹتے ہین اور اسی سے فیض و برکت حاصل کرتے ہین۔ مقرب بارگاہ وارثی مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شید الکھنوی تحریر فرماتے ہین دمین نے بچشم خود دیکھا ہے کہ بعض غلامان وارثی نے خود یا حضور انور کے ایمار مبارک سے اسم یاوارث کا ذکر کیا تو بہت جلد اُن کی طبیعت گداز ہو گئی اور طلب مین پختگی آگئی اور تھوڑے ہی دنون مین اُن کو دُنیا سے نفرت ہو گئی عشق و محبت مین ترقی ہو گئی حتیٰ کہ اِسی ذکر نے اُن کی خواہش کو پُورا کر دیا۔ مولنا عبدالکریم صاحب وارثی متوطن شیخ پورہ ضلع مونگیر جن کا تبحر و تقدس مشہور آفاق ہے بخیال ریاضت اسم وارث کی بہ قاعدہ مخفی مزاولت کرتے تھے اور شغل بھی اُن کا یہی تھا کہ اسم وارث کے مظہر اتم یعنے حضور پُرنور کی برزخ کا تصور کرتے تھے نہایت قلیل مدت مین مولنا موصوف کی حالت بدل گئی ایک خاص محویت و استغراق کی حالت طاری رہتی تھی تمام تعلقات دنیوی منقطع ہو گئے اور عین حالت گوشہ نشینی مین نماز پڑھتے ہوے وصال فرمایا۔

حضور انور کی ذات محمود الصفات سے محبت اور آپ کے نام نامی کا وردہی تمام مشکلات کو حل کر دیتا ہے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مولوی سید علی رشید صاحب وارثی رئیس بانکی پور نے یہ مشق پیدا کی تھی کہ انگوٹھے کے ناخن سے کاغذ کو دبا کر جلی حروف مین نہایت خوشخط عبارت لکھدیتے تھے جو دوسری جانب خوشنمائی کے ساتھ اُبھرے ہوے حروف نمایان ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ مولوی صاحب موصوف نے بہ این صفت یہ مصرع لکھکر حضور انور کی خدمت عالی مین پیش کیا ؎

حبیب خدا کا ہے وارث علے

اور اتفاق سے اُسی وقت راجہ دوست محمد خان صاحب تعلقہ دار مہونا ضلع سلطان پور کا ایک
عریضہ حضور مین پیش ہوا جس مین یہ استدعا تھی کہ وظیفہ کے واسطے مجھکو کچھ تعلیم فرمایا جائے۔
حضور انور نے یہی کاغذ خادم کو دے کر ارشاد فرمایا کہ لفافہ مین بند کرکے بھیجدو اور لکھدو کہ
اسی کو پڑھا کرین چنانچہ وہ مصرع راجہ صاحب کے ورد مین ہے، اور اس کے ورد سے
اُن کو جو فیوض و برکات حاصل ہون گے اُن کا تو علم نہین مگر راجہ صاحب کے جوش
مین استقلال محبت مین پختگی اور جمعیت خاطر اطمینان قلب جو تصدیق کی خاص دلیل ہے
وہ اُن مین بیّن طور پر نمایان ہے۔ مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی ناقل ہین کہ
مین نے اجمیر شریف مین ایک نوجوان ہیمن کو دیکھا کہ درد گردہ مین مبتلا ہے اور بیمارون کے
لہجہ مین تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد یا وارث کہتا ہے دوسرے روز جب اُس کو
افاقہ ہوا تو مین نے دریافت کیا کہ تم بار بار کس بزرگ کا نام لیتے تھے اُس نے کہا
کہ صاحب نام کا نشان تو معلوم نہین مگر عرصہ ہوا کہ مجھ سے خواب مین ایک درویش نے
کہا تھا کہ جب کوئی تکلیف ہو تو یا وارث کہا کرو مین ایسا ہی کرتا ہون اور ہمیشہ اسی نام
سے میری تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ کل بھی اُس درد سے جو مہلک متصور ہوتا
تھا اُسی نام کی برکت سے مجھکو شفا ہوئی اور اب بالکل اچھا ہون حضور کے در دولت
کا یہ واقعہ ہے کہ ایک ضعیفہ عورت تھی روزانہ قصبہ کُرسی سے یعنی چار کوس کی مسافت
طے کرکے دیوانہ وار شرف قدمبوسی کے لیے خدمت عالی مین حاضر ہوتی تھی اور چاہتی تھی
کہ کچھ دیر تک شرف حضوری حاصل ہو مگر خادم جب اُس کو نکال دیتے تھے تو مجبوراً چلی
جاتی تھی۔ ایک روز صبح کو وہ حاضر ہوئی اور خادم نے حسب عادت جب اُس کو نکالا تو آستانہ
عالی کے قریب مشرقی جانب جو کنوان ہے اُس مین وہ یا وارث کہکر گر پڑی خیال ہوا کہ
پختہ کنوان ہے اور قطر بھی چھوٹا ہے اور عمیق بھی زیادہ ہے شاید اب جانبر نہ ہوگی
مرزا محمد ابراہیم صاحب شیدا وارثی اور ٹھاکر پنجم سنگھ صاحب رئیس ملاؤلی اور مولوی سید
غنی حیدر صاحب وارثی رئیس گیا وہین موجود تھے۔ جناب شیدا میان صاحب تحریر فرماتے
ہین کہ مین نے اور ٹھاکر پنجم سنگھ صاحب نے قریب جاکر دیکھا تو پانی بالکل ختم ہوگیا تھا اور
وہ خداشناس عورت کھڑی تھی یا وارث کی ضرب لگا رہی تھی فوراً آستانہ اقدس کے قدیم
بہشتی امیر بخش نے اُس کو نکالا یہ دیکھکر اور بھی حیرت ہوئی کہ معمولی اور خفیف چوٹ بھی
اُس کے کوئی نہین آئی تھی اور اُسی وقت وہ حسب دستور اپنے مکان کو چلی گئی۔
یہ عورت دیوہ شریف مین اب موجود ہے اور مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی نے
خود اُس کی زبان سے یہ قصہ راقم الحروف کو سُنوایا ہے۔ اس عورت کا نام بھولی ہے
حافظ پیارے صاحب کے یہان رہتی ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ مین سر کے بل گری تھی لیکن گرتے ہی

ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے بجھا دیا۔

غرضکہ حضور کی محبت اور آپ کے نام نامی کا ورد یہی شغل ہے اور یہی ذکر۔ حضور انور کے مریدین کو تعلیم اذکار و اشغال وغیرہ کا جو یا اور تجسس نہیں دیکھا گیا نہ کوئی با قاعدہ تعلیم کا انتظام تھا حضور انور کی محبت اُن کی دین و دُنیا کا مقصد ہوتی تھی۔ اور اِس دولت کے تقسیم کرنے مین حضور انور کے دستِ مبارک رُکتے نہیں تھے۔ جو سامنے آیا وہ آپ کی محبت کا گہرا اثر لیکر گیا۔ محبت حضور انور کا دستِ مبارک پکڑتے ہی مثل کسی چیز کے مل جاتی تھی یہ عجب تاثیر تھی کہ حضور کا دیکھنے والا آپ ہی کا دم بھرتا تھا اور آپ کے سوا تمام باتون کو ہیچ سمجھتا تھا ؎

خدا سے ترا چاہنا چاہتا ہون مری آرزو دیکھہ کیا چاہتا ہون ؎

سید محمد ابراہیم شاہ صاحب سابق مہتمم آستانہ وارثی حضور انور کے آخر زمانہ مین دیوہ شریف حاضر ہوئے تھے اور اس حاضری سے پیشتر ریاست رام پور مین عہدہ دار ریاست تھے راقم الحروف سے خود بیان فرماتے تھے "میرا قصد تھا کہ مین حضور انور کو رام پور لے جاؤن مگر حضور پُر نور کے دربار کا ظاہری طریقہ دیکھکر کہ نہ مریدین کو ذکر و شغل کی تعلیم ہوتی ہے نہ کوئی خاص قاعدہ اور انتظام ہے مجھے یہ خیال پیدا ہو گیا کہ آپ کو تعلیم نہیں آتی اور نہ آپ کے یہان نقوش وغیرہ کی تعلیم ہے۔ چنانچہ جب مین خدمت عالی مین حاضر ہوا تو رام پور چلنے کے لیے مین نے عرض کیا حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ "ہم کو تو کچھ آتا جاتا نہیں ہم کیا چلین" اِس ارشاد پر مجھے گونہ ندامت ہوئی مگر پھر خیال آیا کہ اشراف بر خواطر پیران طریقت کو ہوا کرتا ہے ہوا ہوگا اس سے تعلیم کا آنا متحقق نہیں ہے بلکہ اگر تعلیم تو خاندان نقشبندیہ مین بہت اچھی ہے مین نے عرض کیا حضور وہان تشریف توے چلین اچھا مقام ہے وہان حضور کا جی لگے گا فرمایا اگر جی نہ لگا مین نے عرض کیا اگر جی نہ لگے تو میرے لیے سزائے موت تجویز فرمائی جائے اُس پر آپ متبسم ہوے اور ارشاد فرمایا کہ "وہان بڑے بڑے قابل ہین اور بہت طریقون کے لوگ ہین نقشبندیہ قادریہ چشتیہ اور طریقے تو یون بہت ہین شطاریہ اویسیہ شاذلیہ ملامتیہ وغیرہ اور ہر جگہہ کی تعلیم بھی جدا گانہ ہے۔ نقشبندیہ والے کہتے ہین کہ مقاماتِ عشرہ مین پانچ عالم امر اور پانچ عالم خلق ہین چنانچہ عالم امر مین قلب روح سر خفی اخفی ہین اور نفس وسلطان الاذکار اور خلق مین دائرہ ظلال اور دائرہ اولی ہے (اس مقام پر جلال مین آکر ارشاد فرمایا کہ) یہان پر آکر فقیہ بگڑ جاتا ہے بہت احتیاط کی ضرورت ہے پیر و مرید دونون کو خبردار رہنا چاہیے مجدد صاحب نے ڈھائی دائرہ اور بڑھا دیے ہین ثانیہ۔ ثالثہ۔ قوس یہ ارشاد فرماکر حضور انور نے بستر پر انگشت مبارک رکھکر فرمایا یہ کیا ہے مین نے عرض کیا بستر ہے۔ فرمایا یہ نشان کیا ہے مین نے عرض کیا نقطہ ہے وہ نشان یہ تھا (٠) اس کے بعد ایک نشان ایسا ہی اور دیا (٠) اور فرمایا کہ دو نقطہ ہو گئے اب اِس کے درمیان جو حد فاصل ہے وہ کیا ہے مین نے عرض کیا حضور ہی ارشاد

فرمادین ۔ نقطہ کی تعریف مجھ سے پوچھی مین نے عرض کیا الف خالی ب کے پیٹ مین ایک نقطہ فرمایا کہ یہ تعریف نہین ہے بلکہ النقطۃ مالا جزو لہ ہے اور خط کی تعریف کر کے بستر پر نشان فرمایا جو ایسا تھا ۔

اور فرمایا کہ ایک دائرہ یہ ہے اور ایک یہ ہے پہلی شکل ہوگئی اور جب ایک شکل قائم ہوگئی تو سب شکلین قائم ہوجائین گی

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ دو ولایاتِ علیا اور کمالات نبوت و رسالت حقیقت کعبہ حقیقت قرآن حقیقت صلوٰۃ و معبودیت صرفہ اور بھی چند مقامات کے نام لینے کے بعد ارشاد فرمایا کہ آخر مین حُب صرفہ ہے اسی طریق سے سلوک ہے اور جملہ لطائف و دوائر اور مقامات کی تعریف فرمائی مثلاً قلب کی نسبت فرمایا کہ ایک یہ لطیفہ ہے جو زیر قدم حضرت آدم علیہ السلام کے ہے اُس کا رنگ اور تعلقات عناصر بہت تفصیل سے ارشاد فرمائے اسی طرح جملہ لطائف اور مقامات کے رنگ وسحت وغیرہ بیان فرمائے جو آج تک مین نے نہ کسی کتاب مین دیکھے نہ سُنے تمامی مقامات کی تفصیل بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ دو نقش وغیرہ بھی نسب ڈھکوسلے ہین سید صاحب کا بیان ہے کہ مین نے عرض کیا حضور بست در بست کا نقش بہت مشہور ہے فرمایا کہ دو نقوش بہت ہین نقش کی تعریف یہ ہے کہ نقش بھر مین مکرر ہندسہ نہ آسکے اور اسی طرح نقوش وغیرہ کا ذکر فرمانے کے بعد حضور نے علوم رمل و نجوم و جفر وغیرہ کے ایسے مسائل بتائے جو مین نے نہ کسی کتاب مین دیکھا نہ کسی عامل سے سُنے ان تمامی تمام باتون کے بعد ارشاد فرمایا کہ دو یہ سب واہیات خرافات ہے میرے یہان تو محبت ہی محبت ہے اور محبت کی تعریف یہ ہے کہ حب الشیٔ یعمی ویُصِمُّ جب انسان خدا کا ہوجاتا ہے تو خدا اُس کا ہوجاتا ہے اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ حضور انور نے جو کچھ بھی ارشاد فرمایا وہ سید محمد ابراہیم شاہ صاحب کے خطرہ کا جواب تھا ورنہ حضور کی تعلیم سمجھی جائے یا تاثیر جو کچھ بھی محبت تھی جو ہاتھ پکڑتے ہی حضور انور عطا فرما دیتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ حضور انور کے حلقہ بگوشون مین ابتدا سے محبت کے جذبات پیدا ہوجاتے تھے جیسا کہ حضور پُر نور نے خود ارشاد فرمایا کہ دو میرے یہان تو محبت ہی محبت ہے ،، اور یہ بھی بارگاہِ وارثی کی خصوصیت ہے یہی ابتدا ہے اور یہی انتہا ہے حضور پُر نور کی دستگیری سے ہر شخص اس نعمت سے مستفید ہے کوئی خالی نہین ہے ۔

جن لوگون نے بحالتِ ذوق و شوق حضور پُر نور سے تعلیم کی خواہش کی اُن کو آپ نے تعلیم بھی فرمائی مگر آپ کی ذات معدن الصفات کی طرح آپ کی تعلیم بھی نہایت متم بالشان ہے جس کا عشر عشیر بھی بیان کرنا دشوار ہے کیونکہ حضور انور کا عہد ہمایون کسی ایک جگہ پر نہین گذرا بلکہ علاوہ ہندوستان کے دیگر ممالک کی سیاحت فرماتے رہے ۔ اور ہر مُلک مین بکثرت مخلوق حضور انور کے حلقۂ اطاعت مین داخل ہوئی جن کا شمار کرنا بھی نہایت اہم اور دشوار

کام ہے حقیقۃً اُن کے مذاق واستعداد کے موافق جو اُن کی تعلیم ہوئی ہے اُس کا حصر واحاطہ کسی طرح ممکن نہین ہے۔

زمانۂ آخر مین جو کچھ حضور انور کے حاضر باش خدام سے تحقیق ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ حضور نے طالبانِ حق کو اُن کے ظرف واستعداد اور مذاق کے لحاظ سے تعلیم فرمائی ہے اِس وجہ سے مریدین کی تعلیمات جُداگانہ ہوئی ہین اور وہ بھی انھین کے مذاقِ طبیعت کے لحاظ سے ایک بات یہ بھی ہے کہ حضور کی تعلیمات کسی خاص مذاق پر محدود نہین ہین بلکہ ہر قسم کی ہین مثلاً علما اور ارباب شریعت کو جو تعلیمین فرمائی ہین وہ اُسی مناسبت سے ہین کہ بعض کو فرائض کے ساتھ سُنن ونوافل کی بھی تاکید ہے۔ کسی کو اوراد و وظائف کی ہدایت ہے جس کی مثال کے لیے مولنا عبدالحی صاحب مسند آرائے جگور۔ مولنا عبدالکریم صاحب متوطن شیخ پورہ مولنا مفتی ابوذرا صاحب رئیس سنبھل۔ مولنا نجم الدین صاحب رئیس باگی پور۔ حافظ عبدالقیوم صاحب کرنالی مولنا حاجی غلام محمد صاحب گجراتی۔ مولنا ہدایت اللہ صاحب محدث سورتی۔ مولوی عبدالسلام صاحب عظیم آبادی مولوی عبدالعزیز صاحب بہاری۔ حاجی رکن عالم صاحب رئیس نواب گنج۔ خواجہ ذوالفقار علی صاحب الہ آبادی کا زہد وعبادت اظہر من الشمس ہے اور اپنی اتقا وپرہیزگاری مین ضرب المثل ہین۔

شیخ منظر علی صاحب قدوائی کو حکم ہے کہ دو ایک پارہ روزانہ قرآن شریف کا پڑھ لیا کرو، علےٰ ہذا بعض کے واسطے اسی زہد وعبادت کی تعلیم دشوار طریقہ سے فرمائی جس مین مجاہدہ کی شان پیدا ہوگی مثلاً حافظ خدا بخش صاحب کو جو آخر مین احمد شاہ کے خطاب سے ممتاز ہوے نمازِ معکوس تعلیم فرمائی بابو کنہیا لال صاحب (غلام وارث) وکیل علی گڈھ حضور کے حُکم سے صائم الدہر ہین۔ میاں عبدالصمد مولوی کو صلوٰۃ العشق پڑھنے کی ہدایت ہوئی۔ شاہ ابوالحسن صاحب متوطن اٹاوہ نے بارہ سال اس طرح روزے رکھے کہ پہلے تیسرے دن اور آخر مین سات روز کے بعد افطار کرتے تھے حاجی عباس علی شاہ صاحب کو پیادہ پاحج بیت اللہ کا حکم ہُوا۔

جنکو ذکر وشغل کی تعلیم فرمائی وہ بھی مختلف الحال ہے کسی کے واسطے وقت کی پابندی نہے کسی کے لیے یہ حکم ہے کہ ایک سانس بھی خالی نہ جائے۔ اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک اسم جناب باری جل جلالہ کا ذکر اگر چار شخص کو تعلیم فرمایا ہے تو چار طریقہ سے مثلاً ولی شاہ صاحب اِسم حق کے ذکر مین ایسی قوی ضرب لگاتے تھے جیسے کسی شئے پر ہتوڑا پڑتا ہے اور معصوم شاہ صاحب اِسی اسم حق کا ذکر یون کرتے تھے جس کی ضرب باہر کی سانس کے ساتھ سمت اعلےٰ جاتی تھی حق اللہ شاہ صاحب کی ضرب متواتر اور بغیر بساطت ہوتی تھی یتیم شاہ صاحب اسم حق کا ذکر دائمی بطور پاس انفاس کرتے تھے۔

نعم علی شاہ صاحب ذکر اسدّی کے خاص عامل تھے نعمت اللہ شاہ صاحب ذاکر اثبات ہین۔ رحیم شاہ صاحب کو پاسِ انفاس مین ہر دو ضرب کی ہدایت تھی۔

ایک مرتبہ حضور نے جناب احمد شاہ صاحب وارثی مقیم دربھنگہ سے فرمایا کہ جس قاعدہ سے مشائخین ذکر سہ ضربی تعلیم کرتے ہین اُس کا فائدہ عارضی ہے ہان اگر اِس قاعدہ سے کیا جائے تو تصفیۂ قلب کے واسطے بہت مفید ہے یہ فرما کر تین مرتبہ خود حضور انور نے ذکر فرمایا کہ اور شاہ صاحب کو سمجھایا جناب مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی لکھتے ہین کہ مین نے خود دیکھا جس وقت حضور ذکر فرماتے تھے تو قلب کے نیچے کی تین پسلیون مین ہر ضرب کی ساتھ ایک پسلی اوپر آتی تھی۔

شاہ شاکر صاحب وارثی ناقل ہین کہ حافظ احمد شاہ صاحب وارثی اکبرآبادی ایک مرتبہ بوقت شب خدمت عالی مین حاضر تھے حضور پُرنور استنجا کے لیے اُٹھے اور فارغ ہوکر بستر پر تشریف فرما ہوے اور ذکر کی نشست سے بیٹھ کر تین مرتبہ ذکر جلی فرمایا پہلی مرتبہ کے ذکر مین تمام کمرہ کے اندر روشنی پیدا ہوگئی جو عجیب سہانی روشنی تھی جس کی مثال نہین دی جا سکتی دوسری مرتبہ کے ذکر مین دیکھا کہ تمام کمرے مین آپ ہی آپ ہین۔ اور تیسری مرتبہ بھی یہی کیفیت رہی اِس کے بعد آپ نے استراحت فرمائی وہ کچھ ایسا سمان تھا جس کے انوار و برکات کا لفظون مین ادا کرنا مشکل ہے۔

مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی ناقل ہین کہ ایک مرتبہ حضور کی طبیعت ناساز ہوگئی اور اُس تیمارداری مین چار غلامون نے مستعدی کے ساتھ اپنا فرض منصبی ادا کیا گو وہ خدمت کچھ غیر معمولی نہ تھی مگر ہمارے غیور پیشوا نے بعد صحت اُن غلامون سے فرمایا کہ وہ شغل جو ہر مشرب اور ہر طبقہ کے فقیر کے واسطے لازمی ہے اور جو انسان کو رازِ مخفی سے خبردار کرتا ہے اور جو بندہ کو خدا سے ملاتا ہے وہ شغل سلطان الاذکار ہے اِس کے شاغل کو بہت دقتین پیش آتی ہین اور عرصہ تک جب ریاضت کرتا ہے تو ہزار مین ایک شاغل ابتدائی حالت سے خبردار ہوتا ہے لیکن ہم تم کو آسان طریقہ بتا دین جس مین کوئی دشواری تم کو پیش نہ آئے۔ یہ فرما کر اُن غلامون کو شغل سلطان الاذکار تعلیم فرمایا اور یہ خاص حضور پُرنور کی قوت کاملہ اور توجہ باطنی کا اثر تھا کہ وہ لوگ جلد کامیاب ہوگئے اور دو ہی تین روز مین اِس شغل کی ابتدائی حالت منکشف ہونے لگی۔

شیدا میان صاحب وارثی فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ مجھ سے ایک ممتاز تہ بند پوش بزرگ نے ازرہ عنایت فرمایا کہ آؤ ہم تم کو ذکر اسدی بتا دین مین نے ازرہِ دفع الوقتی عرض کیا کہ دو ہفتہ کے بعد بتا دیجئے گا اور اُسی دن سے مین نے ذکر اسدی کے فوائد دریافت کرنا شروع کر دیے آخر مجھکو یہ تحقیق ہوئی کہ حضرت شاہ شمس الدین صاحب قلندریہ پانی پتی کے ذکر اسدی مین جیسا فوری اثر تھا دوسرے ذاکرین مین نہین پایا جاتا اِس کا تذکرہ مین نے حضور پُرنور کی خدمتِ عالی مین کیا تو حضور نے فرمایا کہ ذکر اسدی مفید ضرور ہے مگر جس کا نام اسدی ہے وہ دشوار بھی ہے اِس لیے کہ ذاکر کو لازم ہے کہ جب ذکر

اسدی کرے تو جناب شیرِ خدا کی برزخ کا تصور کرے ۔ اور تکمیل اس کی یہ ہے کہ ذاکر ذکر اسد اللہ الغالب مین ایسا فنا ہو کر ذکر کے وقت ذاکر کے ہر عضو بدن سے شیرِ الٰہی کی شان نمودار ہو ۔

سیّد معروف شاہ صاحب وارثی فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے شب کے ۹ بجے ہون گے مین خدمتِ عالی مین حاضر تھا حضورِ انور نے ارشاد فرمایا کہ ”معروف شاہ دروازہ بند کر دو“ مین نے تعمیل ارشاد کی تو فرمایا ذکرِ اسدی دیکھو گے مین نے عرض کیا کہ ضرور دیکھون گا پھر فرمایا کہ ڈرو گے تو نہین مین نے عرض کیا کہ حضور مالک ہین حکم دیا کہ ایک گوشہ مین بیٹھ جاؤ مین بیٹھ گیا اور حضورِ انور کی جانب بغور دیکھنے لگا آپ دوزانو بیٹھ گئے اور آپ کا چہرۂ انور سرخ ہونے لگا تھوڑی دیر مین مین نے دیکھا کہ دفعتًا آپ کا تمام جسم شیر کے جسم سے مبدل ہو گیا آنکھین سرخ نہین اور دم سر پر رکھی ہوئی تھی اُس وقت جو مجھکو خوف تھا اور جیسی دہشت طاری تھی وہ بیان سے باہر ہے ۔ مین اس طرح کانپ رہا تھا جیسے کوئی لرزہ سے کانپتا ہے ۔ تھوڑے وقفہ کے بعد آپ سمٹنے لگے اور رفتہ رفتہ اپنی شکل مین آ گئے اُس وقت وہ خوف کم ہوا اور میری جان مین جان آئی مین حضور کے قدمون پر گر پڑا آپ نے فرمایا ”معروف شاہ ذکرِ اسدی اس کا نام ہے“

ایک مرتبہ حضرت پیرانِ پیر صاحب رضؓ ذکرِ اسدی فرما رہے تھے کہ اسی حالت مین آپ کے صاحبزادے آ گئے آپ نے اُن کے ایک طمانچہ مارا اس ذکر مین ذاکر کی حالت بالکل بدل جاتی ہے اس وجہ سے ہم نے تم کو الگ بٹھا دیا تھا ۔

حضورِ انور کی نگاہ حقیقت آگاہ ہر ایک بات کے کمال پر تھی اسی وجہ سے آپ کی تعلیمات بھی نہایت اہم ہین یہ خاص جامعیت کی شان حضورِ انور کی تعلیم مین ہے کہ زبان مبارک سے جو ارشاد ہو گیا وہی ابتدا سے لے کر انتہائی مقامات اور مدارج کے لیے بس ہے ۔ اور اسی ارشاد فیض بنیاد پر حضور کے دست گرفتون کو اس قدر وثوق اور یقین کامل ہوتا تھا کہ وہی فرمان وارثی معرفت وحقیقت کے خزانون کی کنجی سمجھا جاتا تھا ۔ اور استقلال و محبت مین طالب کی جانب سے ایسا پختہ اظہار ہوتا تھا جو بے مثل کہا جاتا تھا کیا مجال ہے کہ خیالات مین انتشار اور دورنگی پیدا ہو جائے ۔

آپ کسی خاص قاعدے اور انتظام کے پابند نہ تھے اور خدا کی نعمتون کی طرح حضورِ انور کی تعلیمات بھی مختلف اقسام کی تھین ۔ حقیقۃً جو کچھ تھا آپ کا ارشاد تھا بگر بظاہر تعلیمات کی اہمیت ہی کہی جاتی ہے ۔ حضورِ انور کے روبرو سب کے حالات آئینہ تھے ہر شخص کی طبیعت اور استعداد وقابلیت کے لحاظ سے تعلیم فرماتے تھے ۔

مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ کاتک کے میلہ مین منشی امیر جان صاحب وارثی منصف ورئیس سہسرام نے مجھ سے فرمایا کہ میری تمنا ہے حضورِ پُرنور

مجھکو کوئی وظیفہ تعلیم فرمائیں مین نے اُن کو بارگاہ عالی مین پیش کیا اور نہایت ادب سے اُن کی تمنا کا اظہار کیا حضور انور نے متبسم ہو کر ایک اسم باری اُن کو تعلیم فرمایا۔ منصف صاحب کے ہمراہ اُن کے بھائی اور دو بھتیجے اور دو صاجزادے بھی تھے۔ اُنھون نے بھی یکے بادیگرے یہی درخواست کی مین نے دیکھا کہ حضور نے ہر مرتبہ تھوڑا تھوڑا سکوت فرما کر کسی کو یا عزیز کسی کو یا رحمٰن کسی کو یا مجیب اور کسی کو یا غفور پڑھنے کی اجازت دی۔ اور ہر مرتبہ حضور نے غور فرمایا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ جس طرح طبیب نبض دیکھتا ہے اور بیمار کے مرض کی تشخیص کرتا ہے اُسی طرح حضور انور ہر ایک کے درد دل کو دریافت فرماتے ہین اور ایسا ہی ہوا جس کا جیسا درد تھا ویسا ہی نسخہ تجویز فرمایا پانچون کو علٰحدہ علٰحدہ پانچ اسم جناب احدیت کے تعلیم فرمائے۔

علی ہذا شاہ شاکر صاحب وارثی نے ایک مرتبہ تعلیم کی درخواست کی تو حضور پر نور نے ذکر اسم ذات جلالی قاعدہ سے تعلیم فرمایا اور اُسی وقت احمد علی شاہ صاحب وارثی متوطن شیخ پورہ نے استدعا کی تو اُن کو بھی اسم ذات کی تعلیم فرمائی مگر وہ دوسری ترکیب سے تھی اس سے ظاہر ہو گیا کہ جس کی جیسی حالت دیکھی اُسی لحاظ سے اُس کی تعلیم و ہدایت فرمائی۔

آپ کی زبان مبارک کی روزمرہ کی جو معمولی باتین ہوتی تھین وہ بھی اعلےٰ درجہ کی تعلیمات پر مبنی تھین آپ کا ارشاد ہی تعلیم تھا۔

شیخ حسین علی صاحب وارثی زمیندار سادہ مئو رقمطراز ہین کہ حافظ اصغر علی صاحب زمیندار مسولی حضور سے عرض کیا کرتے تھے کہ مجھکو کچھ تعلیم فرما دیجئے حضور انور فرماتے تھے کہ مشکل ہے ایک دن حافظ صاحب نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ اچھا قرآن شریف علے الصباح پڑھا کرو مگر نماز قضا نہ ہونے پائے چند روز کے بعد نماز قضا ہوگئی۔ حافظ اصغر علی صاحب مولوی کا بیان ہے کہ مین کیا کہون جب حضور انور کے ارشاد کے بموجب قرآن شریف کی تلاوت شروع کی تھی تو دوچار دن کے بعد عجیب لطف حاصل ہونے لگا تھا پھر جب عرض کیا تو ارشاد فرمایا کہ سخت مشکل ہے اگر انسان ارادہ مین مضبوط ہو تو کیونکر نماز قضا ہو سکتی ہے۔

شیخ حسین علی صاحب لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ میان عبد الصمد مولوی نے حضور سے درخواست کی کہ کوئی شغل مجھکو تعلیم فرمایا جاوے آپ نے فرمایا پڑھ کے کیا کروگے اُنھون نے پھر اصرار کیا تو حضور نے شیخ مظہر علی صاحب قدوائی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ کہتے ہین ہمکو کچھ پڑھنے کے لیے بتا دیجئے اگر ہم بتا دین تو یہ پڑھین گے اس کے بعد میان عبد الصمد سے فرمایا کہ دو اچھا ایک مرتبہ کلمہ اس طرح پڑھ لیا کرو .... ،، شیخ مظہر علی صاحب قدوائی نے عرض کیا حضور اس کے متحمل نہین ہو سکتے فرمایا کہ اچھا ۵ مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ قدوائی صاحب نے اور کمی کی درخواست کی تو آپ نے ۱۱ مرتبہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی اور اس کے بعد ۲ مرتبہ پڑھنے کا حکم دیا میان عبد الصمد نے تعمیل ارشاد کی اور چوتھے دن حاضر ہوے اور عرض کیا کہ دو دن سے مُنھ سے خون زیادہ نکلنے لگا ہے آپ نے فرمایا تم اس کے متحمل نہین ہو سکتے کیا کروگے۔

راستی موجب رضائے خداست

جوکام کرو اُس مین سچے رہو تو سب اچھا ہو سکتا ہے - مولوی شیخ نادر حسین صاحب وارثی نگرامی تحریر فرماتے ہین کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ حضور انور اکڑون بیٹھے ہوے ارشاد فرماتے ہین کہ دو نادر حسین لا الہ الا اللہ کا ورد رکھو - اِس ارشاد سے یہ حالت ہو گئی کہ جب مین اکڑون بیٹھ گیا تو خود ہی لا الہ الا اللہ کا خیال پیدا ہو گیا - اسکے بعد جب مین حضور پر نور کی خدمت مین حاضر ہوا تو بعد حصول قدمبوسی وقتِ رخصت مین نے عرض کیا کہ حضور نے جو لا الہ الا اللہ پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا ہے تو کیا ہر وقت پڑھا کرون فرمایا کہ دو تم وکالت کرتے ہو جب فرصت ہو تب ذکر کیا کرو" حضور انور اس طریقہ سے بھی تعلیم فرماتے تھے -

اِن واقعات سے ظاہر ہے کہ معمولی اذکار و اشغال بھی اگر حضور تعلیم فرماتے تھے تو اُن کے خاص اثرات مترتب ہوتے تھے ہر ایک چیز کی اصلی اور حقیقی تاثیر پر حضور انور قابض و متصرف تھے - اور یہ بات جس قوت روحانیت سے متعلق ہے اُس کے بیان سے زبان قلم عاجز ہے کیونکہ حضور کی جامعیت اور مقدس روحانیت کا سمجھنا نہایت اہم ہے - اکابرین وقت آپ کی تعلیمات سے متاثر ہین -

سند المحدثین زبدۃ العارفین حضرت مولنٰا مولوی محمد قیام الدین عبد الباری صاحب مسند آرائے فرنگی محل لکھنؤ تحریر فرماتے ہین کہ مین نے حضرت مولنٰا مولوی عبد الباقی صاحب نزیل مدینہ طیبہ سے یہ واقعہ سُنا ہے وہ فرماتے تھے کہ مجھ سے ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ ایک وقت میرا اور حاجی صاحب کا ریل مین ساتھ ہو گیا آپ نے مجھکو ایک ذکر تعلیم فرمایا مین اُس کو کرنے لگا تو اسقدر لطف آیا کہ دنیا کی کسی چیز سے تعلق نہ رہا - یہان تک کہ نماز کے وقت کا تو احساس ہوتا تھا مگر اُس ذکر کے چھوڑنے کو دل نہین چاہتا تھا دو تین وقتون کی نماز ترک بھی ہو گئی کہ اُنھون نے اپنے پیر ارادت حضرت شاہ مسعود احمد صاحب ردولوی اور اپنے شیخ ارشاد حضرت جدی مولنٰا شاہ عبد الرزاق صاحب قدس سرہ کو دیکھا کہ دونون فرماتے ہین کہ تم اِس ذکر کو چھوڑ دو تمھارے لیے مناسب نہین ہے اِن ہر دو بزرگون کے کمال اصرار سے چھوڑ دیا یہ ذکر و شغل کی تعلیمات اگرچہ نہایت سریع التاثیر اور اپنی نوعیت مین عدیم المثال تھین جن سے آناً فاناً خاص اثرات نمایان ہوتے تھے مگر یہ باتین نہ آپ کی خصوصیات مین شمار کی جاتی ہین نہ اِن کا حاصل کرنا مریدین کے لیے لازمی تھا آپ کی بارگاہِ عالی کی جو خصوصیت تھی وہ یہ تھی کہ بے طلب اور بے محنت ایک نگاہ مین مرحمت ہو جاتا تھا اور ہاتھ پکڑتے ہی حضور انور کچھ نہ کچھ ضرور مرحمت فرما دیتے تھے اور حضور کے فیوض و برکات صرف مریدین ہی کے لیے مخصوص نہ تھے بلکہ جو آپ کی محفل مین حاضر ہوتا وہ کچھ نہ کچھ لیکر آتا تھا اپنے بیگانے کی تفریق نہ تھی عملاً حضور انور کی نگاہ مین سب ایک تھے - اور سب سے یکجہتی برتتے تھے - مولنٰا مولوی محمد ناظم علی صاحب جو حضرت مولنٰا شاہ فضل رحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ

سے شرف بیعت رکھتے ہین تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ دموضع کھیولی جو متصل دیوہ ہے ہین
بدنام شاہ صاحب کے مکان پر آپ تشریف فرما تھے مین عصر کے بعد حاضر ہوا چبوترے کے نیچے
سر مبارک کے قریب تھوڑی سی جگہ تھی مجھ سے وہان بیٹھنے کو اصرار فرمایا مین ادب سے نہ بیٹھ سکا
آپ اُٹھ بیٹھے مین سامنے مودب بیٹھ گیا خادم سے لب لباب اُردو مثنوی مولنا روم رحمہ اللہ تعالی
یعنے شجرۂ معرفت منگوا کر دیباچہ دفتر اوّل کے دو شعر پڑھ کر ایسی نظری توجہ فرمائی کہ مین نہایت
مغلوب ہوگیا بعدہ مجھے سامنے سے رخصت فرمادیا اُس وقت عجب حالت تھی جو ناگفتنی ہے
مکان پر واپس آکر بہت جلد مثنوی شریف منگوائی مگر اُس کے مطالعہ سے کچھ سمجھ مین نہ آیا۔
حضرت مولنا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہو کر مثنوی شریف کی
اجازت لی پھر تو چند سطر کا مطالعہ بھی دشوار ہوگیا وہ عجب توجہ تھی یہ عجب اجازت تھی ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

مولانا تحیّر رحمۃ اللہ علیہ عین الیقین مین لکھتے ہین کہ ایک طالب حق نے حضرت بوعلی شاہ
قلندر پانی پتی رضی اللہ عنہ کے مزار پر چلہ کشی کی اُس کی یہ غرض تھی کہ برزخ مرشد اب
کیون نہین ہوتا۔ قلندر صاحب کے دربار سے اُس کو بارگاہِ وارثی مین حاضر ہونے کی
بشارت ہوئی چنانچہ وہ شخص حضور کی خدمت عالی مین حاضر ہوا آپ نے اُس کی طرف دیکھتے
ہی فرمایا کہ افیون نہ کھایا کرو۔ اُس نے عرض کیا حضور اب تو جان پر آبنی ہے آپ نے فرمایا
یہی وجہ ہے جو اپنے مطلب کو نہین پہونچتے یہ سنکر وہ طالب زار زار رونے لگا آپ نے اُس کا
ہاتھ پکڑ کے فرمایا کہ یہ کس کا ہاتھ ہے اُس نے دیکھا تو اُسی کے مرشد کا ہاتھ تھا بیچین
ہوکر دست بوسی کرنے لگا اور بار بار آنکھون سے لگانے لگا پھر آپ نے فرمایا آنکھین بند کرو
اُس نے آنکھون کو بند کیا اور فوراً اپنے مطلب مین کامیاب ہوکر ہنسی خوشی رخصت ہوگیا۔
حضور انور کے جمال عدیم المثال کو دیکھ لینا ہی بڑی سے بڑی تعلیم کا آخری نتیجہ دکھا دیتا تھا
آپ کے فیوض باران رحمت کی طرح جاری تھے جن سے ہر شخص مستفید ہوتا تھا۔
مولنا مولوی سید عبدالغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہین کہ مولوی محمد
اسمٰعیل صاحب (جو میرے لڑکے سید محی الدین سلمہ کی تعلیم پر مامور تھے) شاہ اُمید علی صاحب
جونپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اُنھون نے ایک مرتبہ میرے مکان پر جبکہ احباب کی
نشست تھی بیان کیا کہ مین جو ذکر کرتا ہون تو جنون کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے میرے
پیرو مرشد بھی زندہ نہین ہین اس کا علاج کس سے پوچھون اس پر مولوی سید رحیم الدین صاحب
جو ایک ذاکر و شاغل بزرگ تھے اُنھون نے فرمایا کہ ذکر کے اول و آخر درود شریف پڑھ
لیا کرو چنانچہ اُنھون نے اس پر کئی دن عمل کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا جب حضور انور بلچھی تشریف
لائے تھے تو ہم لوگ وہین تھے شام کے وقت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھی فرودگاہ پر
حاضر ہوے اور بعد مغرب جب احرام تبدیل فرمانے کے لیے حضور باہر تشریف لائے

تو مولوی صاحب موصوف حضور سے قدمبوس ہوئے اور علی الصباح واپس چلے گئے ان کے آنے جانے کا اُس وقت ہم لوگون کو علم نہین ہوا جب یہ دوسرے دن اپنی بیوی کو مرید کرانے کے لیئے ہمراہ لائے تو ان سے دریافت کیا گیا کہ تم حضرت سے ابھی ملے نہین انھون نے کہا کہ جب کل شام کو حضور شامیانے کے نیچے تہ بند بدلنے کے لیئے تشریف لائے تھے اُس وقت مین حاضر تھا۔ مین نے اپنے پیر کا برزخ خیال کیا تو مجھے بجنسہ وہی شکل نظر آئی جو میرے پیر کی تھی۔ اور میرے مرشد نے بتایا تھا کہ یہ علامت بڑے کامل بزرگ کی ہے۔
اُس کے علاوہ جب مین رات کو سویا تو ایسا معلوم ہوا کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ تشریف لائے اور مجھے تعلیم فرمائی کہ اس طرح ذکر کیا کرو۔
چنانچہ اُس وقت مین نے حضور کے ارشاد کے موافق ذکر کیا تو وہ جنونی کیفیت پیدا نہین ہوئی مین نے سوچا کہ ایسے بزرگ نصیبون سے ملتے ہین ان سے اپنے اہل خانہ کو مرید کرا دون چنانچہ مین اسی ارادہ سے اُن کو ساتھ لایا ہون۔
دیگر سلاسل کے افراد بھی کامل طور پر حضور انور کے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے تھے یہ یکرنگی اور شان وحدت تھی کہ کسی کو غیر نہین سمجھتے تھے۔
مولوی وارث علی صاحب متوطن اُترولی ضلع علی گڈھ جو ایک ذاکر و شاغل عابد و زاہد بزرگ ہین اور حضرت حاجی میان محمد سید شاہ صاحب (پہلی بیعت) رحمتہ اللہ علیہ سے شرف بیعت رکھتے ہین اپنا واقعہ خود بیان فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ حضور انور مولوی تجمل حسین صاحب تحصیلدار بیلائی ضلع باندہ کے یہان تقیم تھے مین بھی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ذکر و شغل کی حالت مین مجھکو خیالات فاسدہ بہت آتے ہین آپ نے متبسم ہو کر مجھکو ایک ترکیب بتائی جس پر مین بہت آسانی سے کاربند ہو گیا۔ تو واقعی اُس روز سے کوئی فاسد خیال نہین آیا جب مین اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہ حاجی میان محمد سید شاہ صاحب رح کی خدمت عالی مین حاضر ہوا اور اس واقعہ کا ذکر کیا تو حضرت نے فرمایا کہ تم ضرور اس ارشاد کی تعمیل کرو اور نماز مین بھی ایسا ہی کیا کرو اور امامت سے بچا کرو۔
مولوی وارث علی صاحب کا بیان ہے کہ جو ترکیب حضور نے بتائی اُس سے جو مجھکو فیوض و برکات حاصل ہوئے وہ تو بیان سے باہر ہین مگر یہ عجیب کیفیت ہے کہ جب کبھی میرے قلب سے حضور کا ارشاد محو ہو جاتا ہے تو مین آپ کو اپنے سامنے دیکھتا ہون کہ یاد دلا رہے ہین فوراً خیال آجاتا ہے۔ یہ حضور انور کا فیض اور کمال تصرف ہے باوجود اسکے کہ مین آپ کے سلسلہ مین نہین ہون مگر جو نوازش ہے وہ حیرت انگیز ہے مین آپ کی اِس شفقت و عنایت کو اپنے پیر و مرشد ہی کی خوشنودی پر محمول سمجھتا ہون۔
قاضی عبدالرزاق صاحب مارہروی جو حضرت مولنا شاہ صوفی محمد حسین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمتہ کے مریدین خاص مین ہین بیان فرماتے ہین کہ مجھکو دو تین مرتبہ حضور پُرنور کی خدمت

عالی مین حاضری کا اتفاق ہوا ہے جس کے باعث آپ کی وہ نظرعنایت ہے کہ بعد وصال بھی مجھکو کئی مرتبہ خواب مین شرف زیارت حاصل ہو چکا ہے۔

ایک مرتبہ مجھکو کچھ پریشانی تھی تو آپ نے مجھکو خواب مین ایک درود شریف تعلیم فرمایا جو نہایت موثر ثابت ہوا اور اب تک میرے وردمین ہے مولوی نادر حسین صاحب وارثی نگرامی (وکیل بارہ بنکی) تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ حضور پُر نور قصبۂ نگرام مین میرے مکان پر رونق افروز تھے میرے والد بزرگوار مولوی شیخ قادر بخش صاحب نوراللہ مرقدہٗ (جو بڑے ذاکرو شاغل بزرگ تھے اور حضرت مولنا شاہ فضل رحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ سے شرف بیعت رکھتے تھے) حضور انور کی خدمت عالی مین حاضر تھے کہ حضور انور نے اُن سے ارشاد فرمایا۔

دو بڑے میان جو سانس نکلے وہ اسم اللہ کے ساتھ نکلے جو سانس بغیر اسم اللہ نکلتی ہے

وہ مُردہ ہے اور بڑے میان ایک ذکر ایسا ہے جس کو نہ سانس سے تعلق ہے نہ زبان سے "والد ماجد نے عرض کیا یہ حضور کا ذکر ہے فرمایا کہ دو بڑے میان ہو جاتا ہے" مکرر سہ کرر یہی ارشاد فرمایا کہ دو سُنا سُنا بڑے میان ہو جاتا ہے"

تیسرے دن جبکہ حضور انور رخصت ہونے والے تھے تو والد صاحب قبلہ حضور انور کو رخصت کرنے کے لیئے اپنے مکان سے باہر آئے اور خدمت عالی مین حاضر ہوئے آپ نے اُن کو دیکھکر فرمایا کہ دو آؤ بڑے میان مِل لین دنیا کا کیا اعتبار ہے۔

یہ ارشاد فرماکر حضور نے اُن سے معانقہ فرمایا اس کے بعد پالکی مین سوار ہوئے مین ہمراہ تھا بعض لوگون کی تمنا تھی کہ راستہ مین حضور انور اُن کے مکان پر ہوتے ہوئے تشریف لے جائین اس لیئے آپ اُن کی خواہشات کے موافق اُنکے مکانون پر ہوتے ہوئے گدھیا بہلول کو روانہ ہوئے مجھے حضور نے سرحد نگرام سے رخصت فرمادیا جب مین مکان پر واپس آیا تو والد صاحب قبلہ نے فرمایا کہ حضرت کو پہونچا آئے کہان تک گئے تھے مین نے عرض کیا کہ سرحد نگرام تک فرمایا اور آگے کیون نہ گئے مین نے عرض کیا کہ حضور نے وہین سے رخصت کر دیا پھر فرمایا کہ آگے کیون نہ گئے مین خاموش ہو رہا اس کے بعد والد ماجد صاحب نے فرمایا کہ آج حضرت صاحب قبلہ کی ہم پر بڑی عنایت ہوئی۔

ہمارے خاندان نقشبندیہ مین سات لطائف قلبی ہین تین لطیفے ہمارے ہر وقت جاری رہتے ہین جب بہت محنت کرتے ہین تو چوتھا لطیفہ جاری ہوتا ہے مگر آج حضور پر نور نے جیسے ہی مجھے اپنے سینۂ مبارک سے لگایا اُسی وقت سے ساتون لطیفے جاری ہو گئے اس واقعہ سے دو تین مہینہ کے بعد والد صاحب کی یہ حالت ہوئی کہ سیٹی کی طرح کی آواز دماغ مین محسوس ہونے لگی اور چار پانچ ماہ کے بعد ایک دن یہ کیفیت دیکھنے مین آئی کہ کھانا کھاتے کھاتے یکایک اُن کے ہاتھ پاؤن قابو سے باہر ہو گئے اور کھانا سامنے سے اٹھا لیا گیا یہ حالت دورہ کے طرح پر ہونے لگی لکھنؤ سے ایک حکیم صاحب بُلائے گئے

جو سات آٹھ روز تک نبض و قارورہ دیکھتے رہے مگر کوئی عارضۂ حکیم صاحب کی تشخیص مین نہ آیا۔ حکیم صاحب کے زمانۂ قیام مین والد ماجد رح کی یہ حالت تھی کہ اگر کسی نے خدا اور رسولؐ کا یا اولیاء اللہ کا ذکر کیا تو مخاطب ہوئے اور سُننے لگے ورنہ خاموش بیٹھے رہے حکیم صاحب نے کچھ مفرحات استعمال کرائے اور رخصت ہوے اب وہ سیٹی کی آواز بڑھنا شروع ہوئی اسی زمانہ مین جناب احمد میان صاحب فرزند رشید مولنا شاہ فضل رحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ قصبہ امیٹھی مین آئے ہوئے تھے نگرام مین حسب طلب والد ماجد صاحب قبلہ تشریف لائے تو جناب موصوف نے والد صاحب کا حال دریافت فرمایا اور سیٹی کی سی آواز کی کیفیت اور دوروں کی حالت سُنکر فرمایا کہ مبارک ہو یہ تو آپ کا سلطان الذکر کھلا ہے۔ مین بابا صاحب (یعنے مولنا صاحبؓ) سے عرض کرون گا اس کے بعد جناب والد صاحب ایسے خاموش ہوے کہ پھر اس کا کچھ ذکر نہین فرمایا عرصہ کے بعد مین نے دریافت کیا کہ اب اُس سیٹی کی سی آواز اور گرمی کی کیا کیفیت ہے تو فرمایا کہ حالت کیا ہوتی مین نے کہا کہ آواز بڑھ گئی اور تمام بدن مین وہ آواز پیدا ہو گئی فرمایا کہ اُسی قدر ہے فرمایا کہ تمام بدن مین ہو گئی۔ مین نے عرض کیا کہ کچھ آواز مین معلوم ہوتا ہے فرمایا کہ معلوم کیا ہوتا مین نے کہا اللہ اللہ معلوم ہوتا ہے یا محض آواز ہے تو فرمایا جب ہم خیال کرتے ہین تو اللہ اللہ معلوم ہوتا ہے اس کے بعد جب مین بارگاہِ وارثی مین حاضر ہوا تو مین نے بعد حصول قدمبوسی عرض کیا کہ رقابت باپ بیٹون مین بھی ہو جاتی ہے والد ماجد کو تو سب دولت عنایت ہوئی یہ غلام بھی اُمیدوار ہے سچ ہے کہ جس کو پیا چاہے وہی سُہاگن حضور انور میری معروضات پر خاموش رہے کچھ ارشاد نہین فرمایا۔

مولوی شیخ قادر بخش صاحب فضلی نگرامی پر جو واقعہ گذرا ایسے ہی واقعات حضور انور سے زیادہ تر ظہور پذیر ہوتے تھے اور بھی بات حضور کی خصوصیات مین ہے کہ بے طلب اور بے محنت کے بخشدیتے تھے اور اور اس مین بھی مرید سبے مرید کی تفریق نہین تھی کسی کو وہ لطف فیض اترنا کام نہین رکھتی تھی خواہ کوئی ہو آپ نعمت بخشدیتے تھے اور بامراد واپس کرتے تھے۔

مولنا مولوی حاجی قاری شاہ احمد مختار صاحب صدیقی میرٹھی جو حضرت عارف باللہ مولنا مولوی حاجی محمد عبد الحکیم صاحب[۱] چشتی قادری (خلیفہ خاص حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ) کے خلف الرشید و خلیفہ ہین اور اس وقت ایک نامور عالم و مشہور واعظ ہین۔ ۱۳۱۳ھ مین اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ مین عربی و فارسی کے مدرس تھے اسی زمانہ مین حضور پُرنور اٹاوہ تشریف لائے مولنا چونکہ ایک باکمال اور اہل علم درویش کی فرزندی کا شرف رکھتے ہین اور اس لحاظ سے علاوہ ذاتی اقتدار و علم کے بزرگانہ نسبت سے بھی ممتاز ہین اسلیے نہایت عقیدت و محبت کے ساتھ حضور پُرنور کی

---

[۱] مولنا حاجی محمد عبد الحکیم صاحب رح اس زمانہ کے مشاہیر بزرگون مین گذرے ہین آپ بیشتر حضرت مولنا شاہ ضامن علی صاحب جلال آبادی سے شرف بیعت رکھتے تھے اور اُن کے حسب ایماء حضرت مولنا غوث علی قلندر پانی پتی رح سے تکمیل سلوک فرمائی۔ اور ۱۲۹۴ھ مین حضرت مولنا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے سند خلافت سے ممتاز فرمایا۔

خدمت بابرکت مین حاضر ہوے - اول روز حضور انور نے مولنا موصوف کو نصف گھنٹہ کے قریب
شرف مکالمہ سے سرفراز فرمایا اور اپنا خاندانی شجرہ جو عربی زبان مین قصیدہ غوثیہ کے طرز پر ہے
خود پڑھ کر سُنایا پھر رخصت فرما دیا اور حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ "یہ مولوی صاحب تو ابھی بچہ ہین
ان کے والد بزرگ آدمی ہین" دوسرے روز جب مولنا حاضر خدمت ہوے تو حضور انور نے کھڑے
ہوکر سینہ سے لگا لیا مولنا فرماتے ہین کہ اُس وقت جو عالم بیخودی مجھ پر طاری تھا وہ علم وبیان سے باہر ہے
حاضرین مین سے کسی کی آواز کان مین نہین آتی تھی حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ نے اُس وقت
جو کلمات طیبات ارشاد فرماے تھے آج تک مثل نقش کالحجر محفوظ ہین ایک خادم کی درخواست
پر حضور نے اُس وقت احرام شریف بدلا اور جو اُتارا وہ ایک درباری کو دیا اور
ارشاد فرمایا کہ تہ کرکے مجھکو دے دین اور دوبارہ سینہ سے لگا لیا جس سے اُس کیفیت
مین اور ترقی ہوگئی اب تو یہ عالم تھا کہ درباری بزرگ کھڑے ہوے احرام عطا فرمانے کے
لیے آوازین دے رہے ہین مگر کان کلام اغیار کی جانب التفات ہی نہین کرتے تھے کہ حضور انور
نے ارشاد فرمایا کہ "لا فران کو تو ہم ہی دین گے" اور وہ احرام لیکر میرے سر پر رکھا اور فرمایا کہ "
آؤ پھر ایک بار مل لین" اس کے بعد تیسری مرتبہ سینہ سے لگا لیا اور راہین کفین دست راست
سے تھپک کر فرمایا "اللہ معکم" اور رخصت فرما دیا مین نے یہ تمام کیفیت حضرت
والد ماجد صاحب قبلہ رح کی خدمت اقدس مین تحریر کرکے بھیجی تو اُنھون نے اس واقعہ پر جواب
مین مبارکباد دیتے ہوے "اللہ معکم" کے ارشاد سے متعلق تحریر فرمایا کہ یہ اشارہ ہے اس
امر کی طرف کہ ہر وقت اللہ معی کا تصور پیش نظر رہے اس فقرہ کے پڑھتے ہی سینہ مین ایک
چمک سی پیدا ہوئی اور نظر اور خیال مین اس تصور نے اپنی جگہ کر لی اس واقعہ سے دو سال قبل مین نے
حضرت مرشدی ومولائی والد صاحب قبلہ سے درخواست بیعت کی تھی جس پر اُنھون نے
استخارہ غوثیہ تعلیم فرمایا اس استخارہ کے بعد ایک شب یہ معاملہ دیکھا کہ ایک بزرگ نے جن کا چہرہ
ایسا نورانی تھا کہ اُس پر نظر نہین جمتی تھی میرا بایان بازو پکڑ کر حضرت والد صاحب قبلہ کی خدمت مین
پہونچا دیا جو ایک شاندار مکان مین نہایت پُر تکلف فرش پر تشریف فرما تھے والد صاحب کی توجہ سے
جو کچھ پیش آیا وہ گفتنی وشنیدنی کی قید سے الگ ہے جس روز حضرت اقدس حاجی صاحب قبلہ کی
خدمت مین شرف ملازمت حاصل ہوا قوت حافظہ نے نہایت استحکام کے ساتھ دعوی کیا
کہ یہ وہی مبارک شکل ہے جس نے عالم رویا مین رہنمائی فرمائی تھی اور والد صاحب قبلہ کی
خدمت مین پہونچایا تھا چنانچہ دل نے اس کی تصدیق کی اور واقعات نے سچ کر دکھایا -
یہ تحیرانہ کیفیت اس درجہ طاری رہی کہ ترقی پذیر ہونے لگی تھی کہ طلبا کو پڑھانا لوگون کو جواب
دینا وعظ ونصیحت کرنا دشوار ہو گیا اُس وقت ترک ملازمت کرکے حضرت والد صاحب قبلہ کی
خدمت مین حاضر ہوا انھون نے فرمایا کہ "آج کل حضرت حاجی صاحب قبلہ مقام حیرت کی سیر
مین مصروف ہین یہی وجہ ہے کہ طالبین کے قلوب پر بھی وہی اثر منعکس ہوتا ہو تحیر ہی باعث ہے

کہ وہ ہمیشہ نماز پڑھتے ہوئے نظر نہیں آتے"

اس کے بعد والد صاحب قبلہ نے ان اثرات کو گم کرنا شروع فرمایا حتے کہ تین ماہ کے بعد میری حالت پھر اپنے قدیم مقام پر آ گئی اس وقت حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ میاں حاجی صاحب قبلہ نے تم کو جو چیز عطا فرمائی تھی وہ بالفعل ہم نے تم سے لے لی ہے اخیر وقت میں تم کو ملے گی کیونکہ ابھی تم سے دنیا میں بہت کام لینا ہے۔

(مولانا حاجی قاری احمد مختار صاحب صدیقی اس وقت شریعت و طریقت دونوں کے اعتبار سے ایک وسیع درجہ رکھتے ہیں نہایت متشرع اور صاحب زہد و اتقا بزرگ ہیں آپ کے وعظ نہایت موثر ہوتے ہیں۔ مولانا کو متعدد سلاسل میں اسناد و خلافت حاصل ہیں چنانچہ علاوہ اپنے والد ماجد صاحب سے سند خلافت حاصل کرنے کے اُن کی اجازت سے سنہ ۱۳۲۰ھ میں مکہ معظمہ میں حاضر ہو کر حضرت مولانا محمد اسمٰعیل نواب رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ احمدیہ شاذلیہ میں اس طریقہ کے مطابق چلے وغیرہ وہیں انجام دے کر سند و اجازت حاصل کی سنہ ۱۳۲۱ھ میں مکرر حرمین محترمین میں حاضر ہوئے اور حضرت مولانا مولوی محمد عبدالحق صاحب الہ آبادی مہاجر مکی کی خدمت میں حاضر رہ کر طریق نقشبندیہ کی تعلیم حاصل کی اور ایک سال کے بعد سند و شجرۂ طیبہ حاصل کیا سنہ ۱۳۲۲ھ میں نو ماہ کامل دربار رسالت مآب صلعم میں حاضر رہے اور وہاں حضرت مولانا سید محمد سعید قادری مدنی حضرت مولانا سید محمد امین رضوان شیخ الدلائل سے طریق قادریہ کی سند و خلافت حاصل کی۔)

مولانا احمد مختار صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا حاجی صاحب قبلہ کی زیارت کا اشتیاق میرے دل میں برادر عم زاد محمد حامد مرحوم کی کیفیت دیکھ کر اور خود اُن کی زبانی سُنکر پیدا ہوا تھا برادر مرحوم نے اپنے انتقال سے پانچ چھ روز قبل اپنی پوری کیفیت سنائی تھی جس کا ضروری حصہ حسب ذیل ہے محمد حامد مرحوم اہل اللہ اور مرد کامل کی تلاش میں کچھ عرصہ تک نواح اودھ میں خانہ بدوش پھرتے رہے آخر حضور انور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دربان نے روکا مگر حضرت قبلہ نے اندر سے خود آواز دی کہ ان کو آنے دو یہ شرف قدمبوسی سے مستفید ہوئے تو کچھ باتیں کرنے کے بعد اُن کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ بزرگ جن کے سر مبارک کے ایک ایک بال اور جسم کے ایک ایک روئیں سے نور کی شعاعیں نکلتی ہوئی نظر آتی ہیں خدا تو نہیں مگر مظہر خدا ضرور ہیں۔ لہٰذا ان سے بیعت ہونا چاہیے ہنوز اس خیال نے دل پر پورا عبور نہ کیا تھا کہ حضور انور نے اِن سے ہاتھ بڑھانے کو فرمایا اور حامد مرحوم کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ درمیان اس طرح بیعت ہو جایا کرتے ہیں"" اُس وقت سے باطن کی جو کیفیت بھی ہوئی ہو وہ تو سالک یا رہبر کو معلوم ہو گی بظاہر اتنا ضرور دیکھا گیا کہ دو برس تک اُس مرحوم نے بستر بیماری پر پڑ کر گذارا اور اُن کے والد نے سب مرض کی کوشش میں ہزاروں روپے صرف کیے لیکن آتش سینہ جو ایک زبردست پیر طریقت کی لگائی ہوئی تھی آخر وقت تک نہ بجھ سکی

حتیٰ کہ جان بحق تسلیم ہوے۔

متذکرۂ بالا واقعات سے جن میں بعض واقعات دیگر سلاسل کے محترم بزرگون پر بھی پیش آئے ہین حضور پرنور کی تعلیم کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے آپ کی ہر ایک بات اپنی نوعیت مین فرد تھی اور حضور کی خصوصیات مین جو بات تھی وہ یہی تھی کہ ایک نظر مین عطا فرما دیتے تھے۔ ارشاد بھی فرماتے تھے مگر اُس ارشاد کی اہمیت بھی بے مثل ہوتی تھی جس سے مخاطب کی فوراً تسکین ہو جاتی تھی اور دیگر حاضرین کی سمجھ مین کچھ نہین آتا تھا۔

حضرت سید معروف شاہ صاحب قبلہ کا بیان ہے کہ ایک افغانی حضور انور کی خدمت عالی مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھکو احرام مرحمت ہوا ور تعلیم فرمائی جائے حضور انور نے اُن کے سمجھانے کے لیے مجھ سے ارشاد فرمایا مین اُن کو اپنے مکان پر لایا اور تعلیم کی اہمیت کو سمجھایا مگر وہ کچھ نہ سمجھے بالآخر مین نے اُن سے دریافت کیا کہ تم اپنے گھر والون سے بھی اجازت لائے ہو کہ نہین افغان صاحب نے کہا مین اجازت تو کسی سے نہین لایا خود میرا خیال ہے اس کے بعد وہ بے تابانہ جانے کے لیے کھڑے ہو گئے اور ایسی عجلت کی کہ بارگاہ وارثی مین حاضر بھی نہین ہوئے اور چلتے وقت یہ کہہ گئے کہ حضرت سے ہمارا سلام کہدینا ایک سال کے بعد وہ اجازت لیکر حاضر خدمت عالی ہوئے آپ نے اُن کو دیکھتے ہی تہ بند کا حکم دیا جب وہ خرقہ پہنکر سامنے آئے تو حضور انور نے اُن سے مخاطب ہو کر اپنے چہرہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ "دو یہی صورت ہے اس کو پیش نظر رکھنا" وہ اتنا سُنتے ہی نہایت شاد و مسرور ہوئے اور فرط انبساط سے حضور کی قدمبوسی کی اور فوراً رخصت ہو گئے۔

سید معروف شاہ صاحب فرماتے ہین کہ مجھکو بجد تعجب ہوا کہ ان افغان صاحب کو مین طرح طرح سے سمجھاتا تھا مگر ان کی سمجھ مین کوئی بات نہین آتی تھی یا آج حضور کے دو لفظون مین اُن کو کامل تسکین ہو گئی۔ حق یہ ہے کہ حضور کے دربار مین جود و عطا کے سوا اور کچھ نہ تھا جو جو کچھ بظاہر تعلیم تھی وہ برائے نام تھی۔

حضور انور کے فیوض و برکات ضرب المثل ہین اور اُن کا تمام و کمال بیان کرنا انسانی طاقت سے بالاتر ہے نہ من کل الوجوہ تمامی واقعات کا پتہ چل سکتا ہے۔ خود حضور انور کا ارشاد ہے "کہ جو اگر محبت ہے تو ہزار کوس پر بھی ہم تمھارے پاس ہین"

جناب مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ مین حاضر خدمت تھا حضور انور نے بعد نماز مغرب ارشاد فرمایا کہ "دو یا باسط پڑھا کرو" بظاہر اس وقت حضور کے سامنے کوئی نہ تھا اتفاق سے بہت عرصہ کے بعد ایک حلقہ بگوش وارثی نے اثنائے گفتگو مین بیان کیا کہ پہلے مین بہت نادار اور قرضدار تھا ایک روز بعد نماز مغرب تصور کیا تو حضور کی برزخ قائم ہو گئی اور اُسی حالت مین آپ نے فرمایا کہ "دو یا باسط پڑھا کرو" مین نے تعمیل ارشاد کی تو آناً فاناً میری

پریشانی فراغت اور خوشحالی سے مبدل ہوگئی شیدا میان وارثی فرماتے ہین کہ اُس وقت مجھکو خیال آیا کہ اُس روز بعد نماز مغرب جو حضور انور نے ارشاد فرمایا تھا وہ اِسی خوش نصیب سے فرمایا تھا۔
حضور انور کے تعلیم و ارشاد کے نہایت حیرت انگیز واقعات ہین حاضر و غائب حضور پُر نور کے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے تھے اور حضور کا یہ ارشاد کہ "جو جس کا حصہ ہے وہ اُسکو ضرور دیا جاتا ہے خواہ زندگی مین خواہ مرتے وقت اور نہین تو اُس کی قبر مین ٹھونس دیا جاتا ہے" یہ ارشاد فیض بنیاد حقیقتہً اِس بارگاہ کا دستور العمل ہے۔
تصور کی نسبت بھی حضور نے اپنے غلامون کو عام طریقہ سے کامل تاکید فرمائی ہے اور بعض کو خاص طور پر بھی حکم دیا ہے۔ اور اکثر اشارات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ طالب خدا کے واسطے صرف تصور ہی کافی ہے۔ داور ہر قسم کی ترقی صرف تصور مین ہوجاتی ہے چنانچہ حضور پُر نور نے فرمایا ہے کہ "عاشق کو لازم ہے ایک صورت پکڑے وہی صورت یہان وہی قبر مین وہی حشر مین ساتھ ہوگی"
مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی لکھتے ہین کہ شیخ عنایت اللہ صاحب تعلقہ دار سیدن پور نے جو حضور کے بہت قدیم حلقہ بگوش ہین ایک روز عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی وظیفہ تعلیم ہو حضور پُر نور نے مسکرا کر فرمایا کہ "شیخ جی جب کوئی مصیبت ہو تو ہماری برزخ کا تصور کیا کرو"
حضور انور نے تصور کا قاعدہ بھی متعدد طریقون سے تعلیم فرمایا ہے مگر اکثر زیادہ مفید اور بہت آسان طریقہ یہی ارشاد ہوا ہے کہ "پہلے تصور کرے جب صورت قائم ہوجائے تو معہ اُس صورت کے دل صنوبری کی جانب متوجہ ہو اور دل کی آنکھ سے دیکھے" حضور انور بعض تعلیمات علانیہ ارشاد فرمادیتے تھے اور اکثر خلوت مین ارشاد فرماتے تھے جو تعلیمات خلوت مین فرماتے تھے اُن کا علم اُنھین کو ہے جو اُن مقدس ارشادات سے مستفید ہوئے ہین۔ جو حالات معرض تحریر مین آئے وہ ظاہری واقعات پر مبنی ہین حضور انور کی مقدس روحانیت اور فیوض و برکات کا احاطہ نہین ہوسکتا۔
حضرت مولنا حکیم شاہ مبارک حسین صاحب (متوطن حسین پور ڈاکخانہ بہوا ضلع شاہ آباد) جو ایک مشہور و معروف بزرگ ہین یہ واقعہ اپنا چشم دید عنایت فرماتے ہین کہ دیوہ شریف مین آستانۂ عالی کے باہر چند لوگون مین "تصور" کے متعلق کچھ گفتگو ہورہی تھی بعض کا مقولہ تھا کہ ہم اکثر حضرت حاجی صاحب قبلہ کی شکل مبارک پیش نظر رکھتے ہین مگر پوری طرح صورت نہین جمتی اور بعض کہتے تھے کہ ہم اکثر خواب مین آپ کی شکل دیکھتے ہین اور وہی دو تین روز تک برابر ہمارے سامنے رہتی ہے۔
مولنا شاہ حکیم مبارک حسین صاحب مدظلہ العالی کا بیان ہے کہ مین ان لوگون کو بالکل نہین جانتا تھا صرف قرینہ سے سمجھا کہ حاجی صاحب کے مرید ہین مگر تعلیم یافتہ لوگون مین نہین ہین

مین اُن کی طرف مخاطب ہوا اور افسوس کے ساتھ یہ کہا کہ شیخ کے دروازہ پر حاضری اور یہ باہمی گفتگو بالکل بے لطف ہے یہان تو آنکھون ہی سے دجو ظاہر مین ہین) دیکھتے رہو یہی صورت دل مین آجائے گی وہ لوگ حیرت سے میری بات سُنکر خاموش ہو گئے اِس کے بعد مین حضرت حاجی صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنے قاعدۂ قدیم کے بموجب بیٹھ گیا۔ حضرت حاجی صاحب میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ دو اچھا اُن لوگون کو بُلواؤ" مین متحیر ہوا کہ یہ جملہ کسی اور شخص کے سوال کا ہوگا۔ کوئی شخص حضرت کو استغراق کی حالت مین دیکھکر واپس چلا گیا ہے اور مجھکو شاید حاجی صاحب نے خیال فرمایا ہے کہ یہ وہی شخص ہے جیسے ہی یہ خدشہ پیدا ہوا حضرت نے فرمایا کہ دو نہین نہین جب آپ نے اُن لوگون سے کہا تو وہ لوگ سخت نادم ہو گئے"

اب مین سمجھا اور اِس اخلاق کی دل ہی دل مین داد دینے لگا کہ خُلقِ عظیم اِس کو کہتے ہین کہ اپنے سلسلہ کے اُن لوگون کی گفتگو کو جو کلام کرنے سے بھی عاجز ہون اور اِتنے فاصلہ پر ہون کہ اُن کے قریب والے بھی اُن کی گفتگو اور میرے کلام کو بخوبی نہ سُن سکے اُس کو آپ نے سُن لیا اور واقف ہو گئے اور اُن کے محجوب ہونے پر بھی اطلاع ہے اور اُن کی دلداری بھی مدنظر ہے یہی باعث ہے کہ لوگ جان نثاری کو موجود رہتے ہین مجھ سے غلطی ہوئی کہ مین نے چھیڑا اور حضرت حاجی صاحب قبلہ جو میرے دادا صاحب کے ملنے والے ہین اُن کے قلب انور پر بار ہوا مین خود اِس گفتگو سے منفعل ہو گیا حضرت حاجی صاحب نے فرمایا دو کیا خوب تم نے ہمارے مطلب کو اچھا سمجھا مگر یہ محل نہین ہے تم اُن لوگون کو بُلا لو کہ تمھارے قول کی تصدیق کرا دون مین فوراً باہر جاکر اُن لوگون کو جو موجود تھے بُلا لایا اُس وقت حضرت حاجی صاحب حسب عادت عالمِ استغراق مین تھے ہم لوگ وہین ایک طرف بیٹھ گئے تھوڑی دیر مین آپ نے رُخ سے پیچھے رُخ گھوم کر فرمایا کہ دیکھو ہم لوگون نے اِس آواز کو سُنکر چاہا کہ اُٹھ کر سامنے جائین لیکن ایک دیوار کی طرف جو نظر پڑی تو عجیب مشاہدہ پیش نظر تھا کہ ایک بہت بڑا سورج کی طرح چکنا گھوم رہا ہے۔

اور بے انتہا روشنی پھیلی ہوئی ہے تین منٹ کے اندر اُس جگہ کو جو اُس جگہ مین تھا سکون ہوا اُس کے بعد بیچون بیچ سے شق ہوگیا اور اُس مین بجنسہٖ حضرت حاجی صاحب کی تصویر نمایان ہوگئی جیسے کوئی شخص آئینہ کو دیکھتا ہو اور اُس کے پیچھے والے اُس آئینہ کو دیکھتے ہون یہی منظر تھا جس کو ہم سب لوگ دیکھ رہے تھے۔ حاجی صاحب نے اُن لوگون کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ دو یہی تعلیم ہمارے خاندان کی ہے مگر عقیدہ اور ایسا ہی حجاب اور ندامت کے بعد یہ پردہ نگاہ سے اُٹھتا ہے" (میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ) دو ان کے ہاتھ چومو" یہ فرما کر پھر تحیر و استغراق کی حالت طاری ہو گئی۔ مین نے اُن

لوگون سے کہاکہ حضرت کے قدمون کو چوم چوم کر باہر چلے آؤ اور یہ کہتا ہوا مین خود باہر چلا آیا اور
اُسی وقت اسٹیشن ریل پر پہونچا تو مین نے دیکھا کہ وہ لوگ بھی چلے آتے ہین وہ لوگ میرے پاس
آئے اور کہنے لگے کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ نے قدمبوسی کے وقت ہم سے فرمایا کہ "جا کر ہدایت
کرنے والے کے ہاتھ چومنا تم سے اسٹیشن پر ملاقات ہوگی نورمیان سے پوچھ لینا"۔
مین نے اُن کو نہایت بیقرار اور شیخ کے اثر سے پُر پایا۔ مین نے کہا کہ جاؤ تم نے تو
اپنے شیخ کی اِس کرامت کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا مین نے بھی ایسا احساس بہت کم دیکھا
کیا معنی دیکھا ہی نہین -
حضور انور کی تعلیمات حاضر وغائب ظاہر وباطن یکسان ہوتی تھین اور یہ بیمثل اخلاق تھا
کہ اودھر اگر وابستگانِ دامان دولت کی ندامت وشرمندگی پر اُن کی دلداری فرمائی تو ادھر
حضرت مولنا شاہ حکیم مبارک حسین صاحب کی شرم وندامت کو بھی محو فرمادیا۔ اور اُن کی
قدرافزائی فرمائی اپنے غلامون کو حکم دیا کہ مولنا کی دست بوسی کرین اور نہایت موقر
الفاظ سے اُن کو یاد فرمایا اور اپنی تعلیمات فیض آیات کا عینی مشاہدہ کرادیا جس سے وہ
متاثر ہوکر رخصت ہوے جن بزرگانِ عصر کو حضور انور کا شرفِ صحبت نصیب ہوا ہے
وہ آگاہ ہین کہ فیضانِ وارثی سے آئے دن کیا کیا واقعات پیش آتے تھے -
حضرت شاہ مقصود علی صاحب خلیفۂ حضرت شاہ ناصر الدین صاحب صابری رحمۃ اللہ علیہ نے
یہ واقعہ اپنا چشمدید چودھری خدابخش صاحب سے بیان کیا کہ مین ایک مرتبہ بارگاہِ وارثی
مین حاضر ہوا اُس وقت مجھے یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص مرید ہو رہا ہے مین باہر بیٹھ گیا تھوڑی
دیر مین مین نے دیکھا کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ باہر تشریف لئے جاتے ہین مین تعظیماً کھڑا
ہوگیا مگر وہ بہت جلد چلے گئے خادم نے مجھسے کہا کہ اندر چلئے سرکار طلب فرماتے ہین مجھے
حیرت تھی کہ مین نے تو ابھی باہر جاتے دیکھا ہے اِسی حیرت واستعجاب کی حالت مین خدمت عالی
مین حاضر ہوا تو آپ نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ ابھی ایک شخص مرید ہوکر باہر گیا ہے ہم سے جو
شخص بیعت ہوتا ہے ہم اُسے اپنا سا بنا لیتے ہین پھر اُس کا فعل ہے اور اُسکی قسمت ہے جو
صورت چاہے اختیار کرلے - ایسا ہی واقعہ حضرت محبت شاہ صاحب خلیفۂ حضرت شاہ
ناصر الدین صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بارگاہِ وارثی مین دیکھا ہے اور شیخ
رشید الدین صاحب فضلی متوطن سکندرہ راؤ ضلع علیگڈھ سے بیان کیا ہے -
حق یہ ہے کہ مبصرین نے عجیب عجیب مشاہدات کئے ہین اور ظاہر ہے کہ اِن مقدس تاثیرات
اور فیوض وبرکات کے سامنے تعلیم کیا چیز ہے - حضور انور کی صفتِ افاضہ نہایت ممتاز درجہ
رکھتی ہے اور اہل اللہ کے نزدیک یہ صفت تمام صفات سے برتر ہے -
مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی بیتے پوری ناقل ہین کہ ایک مرتبہ حضور انور کے
ایک مرید کے روبرو کچھ ناواقف لوگون نے تذکرہ کہ کیا آپ کے یہان ذکر وشغل کی تعلیم

نہین ہوتی یہ خطرہ اُس مرید کے دل مین پیدا ہوگیا جب وہ بارگاہِ عالی مین حاضر ہوا تو حضور انور
نے اثنائے گفتگو مین ارشاد فرمایا کہ "ایکمرتبہ ہم سے اور ایک بہت بڑے صاحب ریاض سے
گفتگو نہ ہوگئی وہ کہتے تھے کہ ذاکر کا بہت بڑا مرتبہ ہے ہم نے کہا اگر مذکور ہو جائے اُنھون نے
کہا بندہ خدا نہین ہوسکتا ہم نے جواب دیا یہان بندہ اور خدا کا تو ذکر نہین ہے
یہان ذاکر و مذکور کا تذکرہ ہے کیا فاذکرونی اذکرکم کو تم بھول گئے خالی ذکر سے
کیا فائدہ ہے جب تک مذکور بھی ذاکر کا ذکر نہ کرے۔ اور ہمارے یہان ذکر فکر
کچھ نہین ہے اور پھر سب کچھ ہے"
حضور انور کی مقدس تعلیمات حیات و ممات مین یکسان ہین اور اسکی دلیل روشن پیش کرتی
ہین کہ اولیاء اللہ کو موت نہین ہے جسکا تجربہ دیگر سلاسل کے واجب الاحترام بزرگون کو بھی
ہی چنانچہ مولنا محمد ناظم علی صاحب نائب مہتمم مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ (جو حضرت مولنا شاہ فضل رحمن
رضی اللہ عنہ سے بیعت ہین) تحریر فرماتے ہین کہ مجھسے حکیم عبدالحی مہونوی نے بیان کیا کہ حضرت
حاجی صاحب قبلہ نے مجھسے ایکمرتبہ فرمایا تھا کہ "مجھکو آئنہ دکھانا آتا ہے"، چنانچہ بعد وصال مین مزار مبارک
پر جاکر بیٹھا تو بموجب اپنے فرمانے کے آپ نے مجھکو آئینہ دکھا دیا ؎

تیرا حیرت زدہ خود اپنا تماشائی ہے	کھل گئی آنکھ وہ آئنہ دکھایا تو نے

حقیقت یہ ہے کہ حضور انور کی ذات مستجمع الصفات ایک عجیب ذات تھی آپ کی تعلیمات اور تاثیرات
سب حیرت انگیز تھین جنکا اسوقت تک ظہور ہے اور ہمیشہ رہیگا حضور انور کے مریدین کا تو کیا
ذکر ہے جو شخص ایکمرتبہ بھی خلوص و عقیدت سے حاضر ہوا ہے وہ خالی نہین گیا یہ فیوض و برکات
آفتاب کی طرح روشن ہین جنکو حضور کے دیکھنے والے بخوبی جانتے ہین کہ ایک نظر مین صدہا سال
کی ریاضت و محنت سے زیادہ ثمرہ مرحمت ہوجاتا تھا اور انھین خصوصیات مین حضور انور کا
دور مابہ الامتیاز ہے ؎

نظر جو آتے تھے پہلے ذرّے انھین کو پھر آفتاب دیکھا	نگاہِ وارث نے سیکڑون کو بنایا قطرہ سے پل مین دریا

بعض خصوصیات تعلیم

حضور انور کے دست گرفتون کی یہ خاص علامت ہے کہ اُن مین
سوز و گداز بزرگان دین کا ادب و احترام خوش عقیدگی وغیرہ
ایسے اوصاف پیدا ہو جاتے ہین۔
چنانچہ بارگاہِ وارثی مین یہ بات عام طور پر پائی جاتی ہے چشم پُرنم بھی بارگاہِ وارثی
کی یادگار ہے حضور انور کا نام لینے والون مین یہ علامتِ عشق و محبت خاص طور پر موجود
ہی۔ یہ حضور انور کی معمولی تاثیرات تھین تعلیم و تلقین کے یہ نتائج نہ تھے۔
حضور انور کے یہان حلقہ نہین ہوتا تھا نہ مریدین و خدام کو توجہ دی جاتی تھی غرضکہ کوئی قاعدہ
اور ضابطہ ایسا نہ تھا جسکو زمانہ حال کے موافق تعلیم پر مبنی سمجھا جائے۔
آنکھین بند کرکے جو تصور وغیرہ کیا جاتا ہے یا شغل ہوتا ہے اسکی بھی حضور انور تعلیم نہین دیتے تھے

بلکہ کھلی ہوئی آنکھین مین تصور و شغل وغیرہ کا ارشاد تھا جیسا کہ حضور انور کے زمانۂ طفولیت کے حالات مین لکھا گیا ہے کہ حضرت شاہ عبد المنعم صاحب رضی اللہ عنہ کی خانقاہ مین ایک درویش کو آنکھین بند کرکے بیٹھنے پر حضور انور نے فرمایا مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی زمانۂ طفولیت سے آخر وقت تک حضور کی یہی تعلیم رہی چنانچہ عالیجناب (انریبل جسٹس) مولوی سید شرف الدین صاحب وارثی بالقابہ تحریر فرماتے ہین کہ حضور انور نے مجھسے اکثر ارشاد فرمایا ہے کہ آنکھ بند کر لینے سے کیا ہوتا ہے مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی مظہر الٰہی ہر جگہ موجود ہے تماشا دیکھو،،

ایکمرتبہ مین ریل مین حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر تھا حضور انور کو بچ پر لیٹے ہوے تھے اور مین نیچے بیٹھا ہوا تھا میری آنکھین اُسوقت بند تھین اور مین دل ہی دل مین غور کر رہا تھا کہ ریل چل رہی ہے اُسمین آگ اور پانی ہے حضرت بھی موجود ہین اور مین بھی ہون دونون جانب وسیع جنگل ہین اور اُن مین ہزارون جانور ہین اور یہ سب کچھ وہی ہے اتنے مین حضرت نے میرے شانے پر ایک گھونسا مارا اور فرمایا کہ ,, دوسرا ابھی ہے ،، مین نے عرض کیا کہ آنکھ ہو تو دیکھون حضور انور مسکرا کر لیٹ رہے ،،

مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی پٹیہ پوری ناقل ہین کہ نقشبندیہ خاندان کے ایک درویش جنکو مراقبہ مین کمال تھا حضور پُر نور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوئے اُسوقت حضور انور استراحت فرما رہے تھے اور کچھ لوگ حاضر خدمت تھے اُن سے مخاطب تھے اِن نقشبندی بزرگ کو موقع مِلگیا اور ایک گوشہ مین بیٹھ کر اُنھون نے مراقبہ شروع کر دیا جسمین وہ حضور انور کا کمال دیکھنا چاہتے تھے - تھوڑی دیر مین حضور انور اُٹھے تو اُن کو مراقب دیکھا حضور انور اِمتحان کو پسند نہین فرماتے تھے اسلئے اُسوقت جلال سے چہرۂ مبارک سُرخ ہوگیا اور اُن نقشبندی صاحب سے ارشاد فرمایا کہ آنکھین بند کرکے کیا دیکھتے ہو آنکھ بند کرکے دیکھا تو کیا دیکھا آنکھ کھول کر دیکھو آنکھون کے ہوتے ہوئے نابینا ہو جانا خدا کی ناشکری ہے اُنھون نے آنکھ کھول دی اور جیسے ہی حضور پر نظر پڑی بیتاب ہوکر قدمون پر گر پڑے خدا جانے اُنھون نے کیا دیکھا زبان سے صِرف اتنا کہا کہ میری ساری عُمر مراقبہ مین اور ریاض مین گذر گئی مگر اِس وقت جو حضور کے جلال مین شانِ رحمت دیکھی وہ کسی مین نہین پائی بلکہ آج میری محنت کا ثمر مِلا ہے نہایت خوشامد سے اُنھون نے درخواست کی کہ حضور انور اُن کو اپنی بیعت سے بھی سرفراز فرمائین لیکن حضور نے منظور نہین فرمایا اور یہی جواب دیا کہ ہم کسی کے مرید کو چھین لینا پسند نہین کرتے - اور اُن کے پیر و مرشد کی نسبت یگانگت سے فرمایا کہ جب اُن کے مرید ہو تو ہمارے مرید ہو فقیری مین سب سلسلے ایک ہین دوئی نہین ہے ،،

اِن واقعات سے ظاہر ہے کہ حضور انور بند آنکھ پر کھلی ہوئی آنکھ کو ترجیح دیتے تھے - اور شغل وغیرہ مین یہ نیا طریقہ حضور انور کی تعلیم مین تھا حضور پُر نور ہر ایک بات کی ماہیت و حقیقت پر نظر رکھتے تھے اور یہی فیوض تھے جو آپ کی ذات بابرکات سے جاری تھے - چنانچہ مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی تحریر فرماتے تھے کہ جوار لکھنؤ مین ایک معمر اور نہایت بزرگ درویش تھے

جنکو شغل آئنہ مین ایسی مہارت تھی کہ اُن کی توجہ کا ہر شخص پر پورا اثر ہوتا تھا- اور مجھے اُن کی خدمت مین بہت نیاز حاصل تھا مگر اتفاق سے ایک محفل سماع مین انھین بزرگ سے اِس فیض سے مجھے روگردانی کرنا پڑی اور میری یہ سوادبی اُن کو ناگوار خاطر بھی ہوئی چند روز کے بعد جب وہی بزرگ دیوہ شریف مین تشریف لائے مجھے اُن کو دیکھکر خوف ہوا کہ حضور انور سے یہ میری اُس روگردانی کی شکایت کرین گے تو ضرور مین معتوب ہوجاؤنگا اِس لئے مناسب یہ ہے کہ پہلے ہی اِس واقعہ کو عرض کردیا جائے چنانچہ مین اُسی وقت حضور کی خدمت مین حاضر ہوا اور مین نے وہ واقعہ پورا عرض کردیا- ہنوز مین خدمت عالی مین حاضر تھا کہ وہ بزرگ بھی آئے حضور انور نے اُن سے معانقہ کیا اور مسکراکر فرمایا کہ تمھاری توجہ کی بہت شہرت ہے ہم پر بھی ڈالو وہ بزرگ قدمبوس ہوئے اور عرض کیا کہ میری کیا مجال جو آپ پر توجہ ڈالون حضور نے خادم سے حسب دستور مٹھائی وغیرہ دینے کے لئے ارشاد فرمایا جب وہ بزرگ رخصت ہوگئے تو مین نے عرض کیا کہ اگر وہ حضور سے کہتے کہ آپ مجھ پر توجہ ڈالین ارشاد فرمایا کہ ہم توجہ ڈالتے مین نے عرض کیا کہ اگر حضور توجہ ڈالتے ہین توکبھی ہم لوگون پر بھی توجہ ڈالا کیجئے- آپ نے قریب بلوایا جب مین بالکل قریب حاضر ہوا تو فرمایا کہ یہ توجہ ڈالنا تو ایک قسم کا تماشہ ہے اصل توجہ وہ ہے کہ اگر موتی پر توجہ ڈال دے تو وہ پانی ہوجائے اتفاق سے حضور کے اِس ارشاد کا مطلب میری سمجھ مین نہ آیا مین نے عرض کیا اگر پتھر پر توجہ ڈالی جائے تو کیا ہو فرمایا کہ مدد وہ پتھر خاک ہوجائے ،،

اب اس ارشاد کا مطلب میری سمجھ مین آیا کہ توجہ اُسکو کہتے ہین جو حجاب تعین کو اُٹھادے اور اصل سے ملادے جیسے موتی کہ اصل اُسکی پانی ہے یا پتھر کہ اصل اُسکی خاک ہے مگر ایک حجاب ایسا حائل ہوگیا کہ اپنی اصل سے الگ ہوگئے کامل توجہ کا یہ اثر ہے کہ وہ حجاب تعین اُٹھادے اور موتی کو پانی پتھر کو خاک کردے یعنی اصل سے ملادے یہی توجہ اگر انسان کے قلب پر ڈالی جائے تو وہ اپنی اصل سے مل جائے اور عین ذات سے سروکار رہ جائے اور فی انفسکم افلا تبصرون کی حقیقت کھل جائے-

حضور پُرنور کے ارشادات سے کامل طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک بات کی حقیقت و ماہیت پر نظر تھی- یہ بات بھی حضور انور کی خصوصیات مین تھی کہ محافل سماع وغیرہ مین بھی حسب قاعدہ مروجہ نشست فرماکر توجہ نہین دیتے تھے مگر یہ عجیب بات ہے کہ حضور انور کے سلسلۂ عالیہ مین اِس قسم کے بھی اکثر طریقے دیکھنے مین آتے ہین جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگون کو تعلیم ضرور ہوئی ہے مگر حضور انور کا کوئی طریقہ ایسا دیکھنے مین نہین آتا نہ مستند حضرات سے سنا گیا- شاید اِس کا یہ سبب ہو کہ حضور پُرنور کو اخفا بہت مدنظر تھا اور ایسے افعال سے جن سے کسی قسم کا اظہار ہو سخت تنفر تھا- اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور انور نے علانیہ کبھی اِس انداز سے توجہ نہین ڈالی جسپر توجہ کا اطلاق ہوسکے- بلکہ جن لوگون نے ایسا کیا وہ مورد عتاب ہوئے اور حضور پُرنور نے اُن کے اِس فعل کی گرفت فرمائی چنانچہ سید علی حامد شاہ صاحب چشتی قادری سجادہ نشین سانڈی ضلع ہردوئی تحریر فرماتے ہین کہ ۱۳۰۵ھ مین حضور انور سانڈی مین

تشریف لائے اور قلعہ کی مسجد مین قیام فرمایا اس مسجد کے قریب ایک اور بھی مسجد ہے جو خطیبون والی مسجد کے نام سے مشہور ہے اُس مسجد مین ایک وارثی درویش جو خرقہ پوش تھے نماز پڑھنے کے لئے آئے اور اُن کے ساتھ ہی اُن کے ایک پیر بھائی منشی رحم رحمان صاحب وارثی بھی آئے جب یہ دونون نماز پڑھ چکے تو خدا جانے کیا بات ہوئی کہ ایک دوسرے پر توجہ ڈالنے لگے مغرب کی نماز کے بعد سے عشا کے وقت تک یہی حالت رہی کہ دونون صاحبون کا مقابلہ رہا۔ بالآخر منشی رحم رحمان صاحب بیہوش ہو گئے اور گر پڑے ادہر تو یہ واقعہ پیش آیا اور اُسطرف حضرت حاجی صاحب قبلہ خود بخود اُٹھ بیٹھے اور ایک خادم سے ارشاد فرمایا کہ رحم رحمان بیہوش ہین اُنکو خطیبون والی مسجد سے اُٹھا لاؤ خرقہ پوش صاحب کی نسبت فرمایا کہ اُس سے کہنا تو بالکل کم ظرف ہے ضبط نہین کر سکتا اور دوسرون پر اثر ڈالکر اپنے کمال کو نمایان کرنا چاہتا ہے اپنا نقصان اپنے ہاتھون سے کرتا ہے مین تجھکو چھپاتا ہون تو ظاہر ہوتا ہے بہت کچھ ارشاد فرمایا جب یہ دونون بارگاہِ عالی مین حاضر کئے گئے تو منشی رحم رحمان صاحب پر پانی وغیرہ چھڑکا گیا وہ اپنے ہوش مین آگئے اور خرقہ پوش صاحب پر آپ نے اظہار ناراضی فرمایا اُسوقت تمام حاضرین دہشت زدہ تھے اُنھون نے قدمون پر گر کر منت وزاری سے معافی کی درخواست کی چنانچہ فوراً ہی قصور بھی معاف ہو گیا خلاصہ یہ ہے کہ حضور انور کوئی فعل ایسا پسند نہین فرماتے تھے جس سے کوئی ایسی بات پیدا ہو جو کمال کو ظاہر کرنیوالی ہو۔ یا جس سے صاحب تاثیر ہونے کا پتہ چلے آپ اپنے فقرا کی نسبت اکثر ارشاد فرماتے تھے کہ ہم فقیر بنانا چاہتے ہین اور یہ مشائخ بنے جاتے ہین ۔حضور پُر نور کا مسلک محویت وازخود رفتگی پر مبنی تھا اور یہی حقیقی تعلیم تھی حضور انور کے مریدین مین سوز و گداز اور جوش رقّت لازمی ہے مگر اکثر بزرگ صاحب کیف وحال بھی ہین اور یہ عجیب بات ہے کہ حضور پُر نور کے سلسلۂ عالیہ مین ایسے افراد کی بھی کمی نہین ہے جو غلبۂ شریعت کے باعث قطعی طور پر محافل سماع سے دلچسپی نہین رکھتے اور اُن کے مشاغل بھی اسی مذاق کے لحاظ سے ہین مگر جذبات محبت مین وہ بھی اُن ارباب ذوق وشوق سے پیچھے نہین ہین جو ایسی محفلون کے دلدادے ہین حضور انور طبیعتون کے رجحان اور مذاق کے موافق فیوض وبرکات سے مستفید فرماتے تھے ۔ البتہ بعض افراد جو معترض بنکر حضور کی خدمت مین آتے تھے اور اُن کا یہ دعوٰی ہوتا تھا کہ کیف وحال کوئی چیز نہین ہے اُنکو آپ جواب میں ضرور صاحب حال بنا دیتے تھے کیونکہ یہ بات حضور انور کی خصوصیات مین تھی کہ جواب نہین دیتے تھے مشاہدہ کرا دیتے تھے ۔

مولوی محمد اسحٰق صاحب وارثی اٹاوی مرحوم مغفور روایت کرتے تھے اور منشی ذاکر علی صاحب متوطن اٹاوہ بھی اس واقعہ کو اپنا چشمدید بیان کرتے ہین کہ ایکمرتبہ حضور انور کے والد ماجد حضرت سید قربان علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کا عُرس تھا ایک واعظ کھڑے ہوئے وعظ کہہ رہے تھے جسمین ارباب حال پر طعنہ زنی تھی سامعین مین سے کسی نے کہا کہ ہم سے کیا کہتے ہو اُن سے کیون نہین کہتے جو اِن اسباب کا سبب ہین ۔ اسپر جناب واعظ کو طیش آگیا اور وہ غصہ مین بھرے ہوئے

سیدھے بارگاہِ وارثی مین چلے گئے وہان کس کی ہمت تھی جو بغیر مرضیٔ مبارک لب ہلا سکے واعظ صاحب جاتے جاتے حیرت زدہ ہوکر عالم سکوت مین کھڑے ہوگئے اور ایک لفظ اُن کی زبان سے نہین نکلا اور لوگون نے عرض کیا کہ مولوی صاحب کو اربابِ کیف وحال پر اعتراض ہے اور سب کو دوزخی اور مردود وغیرہ کے خطاب سے مخاطب فرمارہے ہین حضور انور نے اُنکی طرف دیکھکر صرف اتنا ارشاد فرمایا کہ "مولوی صاحب تو بڑے صاحبِ حال ہین مولوی صاحب تو بڑے صاحب حال ہین" حضور انور کا یہ فرمانا تھا کہ مولوی صاحب کی حالت مین ایک غیر معمولی تغیر پیدا ہوا اور وہ نہایت ادب سے قدمبوس ہوکر مستانہ وارجھومتے ہوئے قوالی مین پہونچے اور اِس زور شور سے حال آیا کہ مولوی صاحب کے مقابلہ مین دیرینہ اربابِ ذوق وشوق کی کیفیین بھی ماند پڑگئین - وعظ وپند سب بھول گئے ماہیٔ بے آب کی طرح مثل پر تڑپتے پھرتے تھے -

منشی عبدالغنی خان صاحب قبلہ وارثی رئیس پوروہ غنی خان ضلع رائے بریلی لکھتے ہین کہ ایکمرتبہ حضور انور رائے بریلی مین رونق افروز تھے احرام شریف کا جلوس نکل رہا تھا تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے قوالی ہوتی جاتی تھی انبوہ خلائق بیشمار تھا لوگون پر مدہوشی چھائی ہوئی تھی وجد وحال کی محفل گرم تھی دو شخص اربابِ ذوق وشوق کا مذاق اوڑا رہے تھے ایک تو افغان تھے اور دوسرے رجب خان ساکن سدھیانوان ضلع سلطان پور اِن دونون کی مخالفانہ باتین لوگون کو ناگوار ہورہی تھین اِسی حالت مین احرام شریف کا جلوس حضور کے جاے قیام تک پہونچا وہان محفل آراستہ تھی قوالی ہونے لگی حضور انور محفل مین رونق افروز نہین تھے اندر مکان مین تشریف رکھتے تھے - مگر آپ کے سامنے حاضر وغائب یکسان تھے اُسی مجمع کثیر مین تین شخصون کو نہایت زور شور سے حال آیا ایک تو وہی افغان صاحب تھے اور دوسرے رجب خان اور تیسرے ایک صاحب عبدالرحیم ساکن رائے بریلی تھے - اِن کی نسبت بعد مین علم ہوا کہ یہ بھی طعنہ زنی مین شریک تھے چنانچہ اِن لوگون کے حال کی یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک کو دس دس آدمی پکڑتے تھے مگر وہ کسی سے تھمتے نہین تھے سر ٹپکتے تھے اور کبھی گریۂ وزاری کرتے تھے - کبھی رقص کرتے تھے مختلف حالتین تھین تمام کپڑے اُن کے پھٹ گئے اور سر سے پاؤن تک مجروح ہوگئے قوالی کے بعد بھی اُن کی یہی حالت رہی دو دن حضور نے قیام فرمایا اور اُن کو بھی دو دن تک بالکل ہوش نہین آیا - تیسرے دن جب حضور رخصت ہونے لگے تو ممن خان نے (جنکے مکان پر حضور قیام پذیر تھے) عرض کیا کہ حضور تو تشریف لئے جاتے ہین وہ تینون شخص معلوم ہوتا ہے کہ اسی حال مین مرجائین گے - حضور نے ارشاد فرمایا کہ اُن کا ہاتھ مُنھ دھولادو اور ذرا سا پانی پلادو - چنانچہ حضور کے حکم سے جیسے ہی اُن کا ہاتھ مُنھ دُھلایا گیا اُن کو فوراً افاقہ ہوگیا اور وہ اپنے حواس مین آگئے یہ تینون شخص مدت العمر صاحبِ کیف وحال رہے - منشی عبدالغنی خان صاحب وارثی تحریر فرماتے کہ ایک مرتبہ رجب خان سے مجھے ملنے کا اتفاق ہوا مین نے اُن کا حال دریافت کیا تو حضور انور کا

نام نامی زبان پر آتے ہی رونے لگے حضور کی شان پر قربان ہوتے تھے اور بار بار کہتے تھے کہ مین اپنے قصور پر نادم ہون مگر۔ واہ کیا سرکار ہے کہ سرزنش کرنے کا تو کیا ذکر ہمین وہ نعمت عطا فرمائی جس سے دین و دنیا کی سرخروئی نصیب ہوگئی بارگاہِ وارثی مین جو شخص حاضر ہوتا تھا اُسکے شکوک و توہمات فوراً اٹھا دئے جاتے تھے۔ ہر ایک معترض کو ایسا ہی جواب ملتا تھا کہ وہ خود اپنے سوال کا جواب بن جاتا تھا۔ علاوہ ازین اکثر افراد نے صاحبِ وجد و حال بننے کی خودخواہش کی تو اُن کو حضور نے کوئی شغل وغیرہ اِسکے متعلق تعلیم نہین فرمایا نہ بظاہر توجہ ڈالی بلکہ زبان مبارک سے اشارہ فرما دیا اور وہ کامیاب ہوگئے۔ محمد یعقوب خان صاحب وارثی ناقل ہین کہ میرے بھائی منشی محمد ناصر خان صاحب متوطن قصبہ رنجیت پورہ ضلع اوناؤ کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ۱۸۸۷ء مین صفی پور کے عُرس مین شریک ہوئے تو اِنھون نے دیکھا کہ لوگون کو خوب وجد و حال کی کیفیتین ہو رہی ہین اِن کو بھی خیال ہوا کہ کاش ہم بھی صاحب کیف و حال ہو جائین۔ چنانچہ وہ دیوہ شریف مین حاضر ہوئے اور حضور انور کی خدمتِ بابرکت مین عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ ”تمکو بھی شوق پیدا ہوا“ اور اسکے بعد رخصت فرما دیا ایک مرتبہ قصبہ رنجیت پورہ مین حضرت نعمت شاہ صاحب والی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر قوّالی ہو رہی تھی۔ منشی محمد ناصر خان صاحب اسمین شریک ہوئے اور اُن کو حال آگیا اور ایسا حال آیا کہ تین شبانہ روز تک بالکل بیہوش رہے۔ پھر حضور کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ ایسے حال سے تو بڑا حرج ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ ”اچھا جوتے پہنے رہا کرو جب تک جوتے نہ اُتارو گے حال نہ آئے گا“

اب منشی محمد ناصر خان صاحب کی یہ کیفیت ہے کہ جوتا پہنے ہوئے کھڑے رہین یا فرش کے کنارے بیٹھے رہین تو حال نہین آتا مگر جیسے ہی جوتا اُتار کر محفل مین بیٹھے اور حال آگیا۔ جو کچھ تھا وہ حضور کے ارشاد و فیض بنیاد مین تھا بالکل یہی معاملہ تھا جیسا کہ حضور پُرنور کا ارشاد ہے کہ ”یہان کچھ نہین ہے اور پھر سب کچھ ہے“

حقیقت یہ ہے کہ آپ کی محبت کا شغل اور آپ کے اوصاف کا ذکر ہی غلامانِ وارثی کے لئے سب کچھ ہے اور اسکے سامنے کسی چیز کی ہستی نہین سب ہیچ ہین ؎

ریاضت نام ہے تیری گلی مین آنے جانے کا	تصور مین ترے رہنا عبادت اِسکو کہتے ہین

بعض مجاہداتِ تعلیم

حضور انور کے دربار مین اگرچہ عطا و بخشش کا لنگر جاری تھا مگر جیسا کہ مذکور ہوا ہے آپ نے تعلیمات سے بھی مستفید فرمایا۔ اور آپ کی مقدس روحانیت نے تعلیمات مین بھی وہ شانِ خصوصیت دکھائی جو اپنی آپ ہی نظیر ہے کہ امور دشوار کو سہل کر دیا اور حاضر و غائب کوئی کام نہین چھوڑا طالبانِ صادق نے جو خواہش کی اُسمین کامیاب ہوے اور حضور انور نے خدا کی

تمام نعمتوں سے مستفید فرمایا۔ جس طرح حضور پُر نور کی ذات با برکات نہایت مہتم بالشان اور ارفع و اعلیٰ تھی اُسی طرح وابستگانِ دامنِ دولت نے بھی ایسی ثابت قدمی اور سرگرمی کھائی جو استقلال و مردانگی کی دلیل روشن ثابت ہو کر رہی۔

اگر کسی حلقہ بگوش کے واسطے حضور نے کوئی مجاہدہ تعلیم فرمایا تو وہ بھی ایسا دیکھا گیا ہے جو نہایت دشوار اور بظاہر فطرت انسانی کے خلاف ہے مگر طالبین کے جذباتِ عشق و محبت اور حضور انور کے حُسنِ خداداد اور روحانی تصرفات نے وہ کرشمہ دکھایا جو حیرت کی نگاہوں سے دیکھا گیا اور جسکی پابندی بغیر کمالِ عشق قطعی ناممکن ہے۔ حضور انور کی محبت میں جو مصائب غلامانِ وارثی نے برداشت کئے اُن کا خیال آنے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ یوں تو عارضی اور وقتی مجاہدہ قریب قریب ہر مرید کو پیش آیا ہوگا مگر تمثیلاً ایسے مجاہدات کا ذکر کیا جاتا ہے جو عدیم المثال ہیں اور جنکو نہایت تعجب و حیرت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔

مستقیم شاہ صاحب مقیم اجمیر شریف کو حُکم ہوا کہ "اب آنکھ نہ کھولنا اور دنیا کی کسی چیز کو نہ دیکھنا"، چنانچہ ستر برس سے زائد زمانہ ہوگیا کہ اُس مطیعِ حکم وارث نے آنکھ نہیں کھولی اور دنیا کی کسی چیز کو نہیں دیکھا۔

حافظ گلاب شاہ صاحب وارثی اکبرآبادی کو یہ فرمان ہوا کہ "آنکھ نہ بند کرو بیدار رہو"، چنانچہ وہ اِس حُکم کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے اور نہ کبھی آنکھ بند کی نہ سوئے ایک پتّھر سے سہارا لگائے ہوئے بیٹھے رہتے تھے۔

عبدالرزاق شاہ صاحب وارثی کو حکم ہوا کہ بات نہ کرو جناب شید امیاں صاحب اِس حُکم کا تفصیلی واقعہ ارقام فرماتے ہیں جو یہ ہے کہ شاہ صاحب موصوف ضلع بارہ بنکی کے باشندے تھے مگر باڑہ ضلع پٹنہ میں زیادہ قیام رہتا تھا ایک مرتبہ حضور انور بانکی پور میں خان بہادر مولوی فضل امام صاحب کے مکان پر قیام پذیر تھے بہادر علی خان صاحب رئیس باڑہ کے ہمراہ عبدالرزاق شاہ صاحب بھی حضور کی قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے اور شاید بے محل اِن کی زبان سے کوئی بات نکل گئی کہ حضور انور نے فرمایا "چپ رہو" اُسی وقت سے شاہ صاحب موصوف خاموش ہوگئے اور حضور کی مراجعت کے بعد بھی اپنی ضروریات کی باتوں کو اشاروں سے بتاتے تھے۔ دو سال کے بعد جب حضور پھر بانکی پور تشریف لیگئے تو چند مقتدر حضرت عبدالرزاق شاہ صاحب کو اپنے ہمراہ حضور کی خدمتِ عالی میں لائے اور سب نے یکزبان ہو کر عرض کیا کہ اِنکو بہت تکلیف ہوتی ہے لہذا بات کرنے کی اجازت ہو جائے آپ نے شاہ صاحب کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ بات کرنا چاہتے ہو شاہ صاحب خاموش رہے۔ حضور نے تھوڑے سکوت کے بعد مسکرا کر فرمایا کہ "وضعداری کے خلاف ہے اب کیا بولوگے تھوڑی عمر جو باقی ہے اسکو یوں ہی کاٹ دو"، چُنانچہ

شاہ صاحب کے آنسو بہنے لگے پھر حضور نے متبسم لبون سے فرمایا "عبدالرزاق شاہ دنیا مین تو کیا بولوگے قبر مین بھی نکرین کو جواب دینا"، اِسکے بعد مُنھ پر ہاتھ رکھکر حضور انور نے تبسم فرمایا اور عجیب جوش کے لہجہ مین ارشاد فرمایا کہ "عبدالرزاق شاہ قیامت کے دن اگر خدا بھی سوال کرے تو جواب نہ دینا"، یہ حکم سنکر شاہ صاحب تو نہایت محظوظ و مسرور ہوکر قدمبوس ہوئے اور تمام حاضرین دیر تک مکیف رہے اور ایک ہی سال کے اندر شاہ عبدالرزاق صاحب نے اِس قفس عنصری سے رہائی پائی قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خدابخش شاہ صاحب کو غلہ کے ساتھ حیوانات بلکہ جمیع نباتات کی بھی ممانعت تھی چند روز تک تو پانی مین رکھ گھول کر وہ پیتے رہے آخر یہ حکم ہوا کہ اس محدود مقام پر جو چیز خود پیدا ہوجائے اُسکو بغیر نمک مرچ کے کھالیا کرو۔ چنانچہ چھتیس سال تک اُس صابر و قانع مرد خدا نے وہان کی گھانس کو ابال کر کھایا حضور انور کی محبت کا کرشمہ تھا کہ ایسے سخت اور دشوار حکم کی پابندی مین شاہ خدابخش صاحب سے آخر وقت تک ایسی ثابت قدمی اور استقلال کا اظہار ہوا جو عدیم المثال ہے۔

جنگلی شاہ صاحب حضور کے ایک فقیر تھے جو ریاست محمودآباد کے راستہ مین ایک جنگل مین رہتے تھے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضور اُس راستہ سے گذر رہے تھے مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی حضور انور کے ہمراہ تھے۔ مرزا صاحب کا بیان ہے کہ آپ نے تھوڑی دیر راہ مین قیام فرمایا ایک درویش نے اسم حق کی ضرب لگائی اور جنگل سے نکلکر قدمبوس ہوئے چند منٹ کے بعد آپ نے فرمایا جنگلی شاہ جاؤ یہ حکم سنکر وہ چلے گئے اُن کی وحشت آگین صورت دیکھکر مجھے حیرت ہوئی مین نے عرض کیا کہ حضور یہ کون تھا فرمایا کہ "پہلے بہت خوشحال اور قابل شخص تھا مگر جب سے فقیر ہوا ہے ہم نے کہدیا ہے کہ جانورون کے ساتھ رہا کرو"۔

مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی ناقل ہین کہ مرات شاہ صاحب بھاگلپوری جو پہلے ہندو تھے اور حضور کی محبت مین ترکِ دنیا پر مائل ہوئے انھون نے ایک مرتبہ مجھسے فرمایا کہ حضور انور سے التماس کردو کہ مجھکو کوئی جوگ تعلیم فرمائین شاہ صاحب کی یہ خواہش جب مین نے عرض کی تو فرمایا کہ "سمجھادو بھوگ مین جوگ کرین"، مین نے دست بستہ التماس کیا کہ مین خود نہین جانتا اُن کو بھوگ مین جوگ کیونکر سمجھاؤن آپ نے فرمایا کہ "پہلے وہ چیز کھاکر پیٹ بھرین جو اپنی جنس کا تخم ہو مثل آلو اروی شکرقند وغیرہ کے کیونکہ یہ خود تخم ہین اگر ان کو کھایا جائے گا تو کوئی بالیدن کا تخم قطع ہوا ہان آم خربزہ کدو وغیرہ کا مغز کھائین اور تخم کی حفاظت کرین جب اسکی عادت ہوجائے تو مغز کا کھانا بھی ترک کردین اور دفع اشتہا کے لئے پھلون کو سونگھ لیا کرین جب اس پر قدرت ہوجائے تو سونگھنا بھی ترک کردین اور تسکین نفس کے لئے صرف دیکھ لیا کرین اور جب اس پر قوت ہوجائے تو دیکھنا اصل بھوگ مین جوگ ہے" اسی ہدایت کے مطابق شاہ صاحب نے عمل کیا تھا مگر افسوس ہے کہ بہت جلد اُن کا انتقال ہوگیا معلوم نہین اُنکو کس حد تک اسمین حصول ہوا تھا۔

عادات جوگ سے مشابہ ہین جناب شیدا وارثی تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ حضور پُر نور نے اُن سے ارشاد فرمایا کہ دو احد شاہ جوگ نفس کُشی کو کہتے ہین اور نفس کُشی لازمی ہے چنانچہ قرآن مین اسکی تعلیم ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یعنی جس سے زیادہ محبت کرتے ہو اُس کو ترک کردو تو بِنا و محبوب ترک یا شے ہے۔ فقرا کا مسلک یہ ہے کہ انسان کو زیادہ تر محبوب اپنی عافیت ہے پس فقیر کو چاہیے کہ سامانِ عافیت کو ترک کرے اور خیالِ عافیت کو قلب سے نکالے اور خدا کی محبت مین خوشی سے تکلیف اُٹھاے ،،

ایک عالم متبحر باشندۂ بغداد شریف حضور کے حلقہ بگوش ہوئے اور طلب الٰہی مین تارک الدنیا ہو کر تہہ بند پوش ہو گئے حضور پُر نور نے اُن کا نام بغدادی شاہ رکھا پہلے حکم دیا کہ مصر کی سیر کر آؤ کچھ عرصہ کے بعد وہ مصر سے واپس آئے اور لکھنؤ مین حضور کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے اُسی وقت ارشاد ہوا کہ چین اور نیپال کی سیر کر آؤ وہ راہ خدا کے مجاہد اُسی وقت روانہ ہو گئے اور عرصہ دراز کے بعد جب آئے تو حضور انور نے اُن کو ہدایت فرمائی کہ پورا ناجوتا سی کر چار پیسہ روزی مزدوری کیا کرو اور شام کو دو پیسہ سے افطار کرو اور دو پیسہ خدا کی راہ مین محتاجون کو تقسیم کر دیا کرو اُس جوان مرد نے عرصہ تک اسی طرح بسر کی اور راہیٔ مُلکِ بقا ہوا۔

بی بی حجن تہہ بند پوش کو حکم تھا کہ کھڑی نہ ہو چنانچہ اُس مطیع حکم وارثی نے اسطرح تعمیل کی کہ دونون پانؤن بیکار ہو گئے اور تمام عمر یونہین گذر گئی آخر علی گڈھ مین انتقال ہوا۔

رومی شاہ مغربی حضور کے تہہ بند پوش فقیر تھے اونکو مجرب نسخے بھی یاد تھے اور مغربی قاعدہ سے کیمیا بھی بناتے تھے اُن کو یہ حکم تھا کہ بغیر طلب و اشارت کے جو کھانا لاے اُس مین سے بھی نصف استعمال مین لاؤ اور نصف محتاجون کو دیا کرو۔ عرصہ تک عظیم آباد مین رہے اور آخر مونگیر مین انتقال کیا۔

جناب شیدا میان وارثی ناقل ہین کہ حضور نے میرے والد ماجد کو حکم دیا کہ جو کچھ پڑھا ہے بھول جاؤ۔ اُنھون نے اِس ارشاد کی تعمیل مین یہان تک پابندی کی کہ مین نے دیکھا ہے آخر زمانہ مین وہ اپنے دستخط نہین کر سکتے تھے ایک مرتبہ میری بہن بغدادی قاعدہ پڑھتی تھی اتفاق سے بھول گئی اُن سے دریافت کیا تو وہ نہ بتا سکے۔

غلامانِ وارثی کی پابندیان بھی ضرب المثل ہین۔ جناب شیدا میان وارثی لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ قصبہ ملانوان ضلع اناؤ مین حضور انور رونق افروز تھے شب کو خاصہ تناول فرمانے کے بعد مجھے ارشاد فرمایا کہ جہان اور مہمان بیٹھے ہین وہان جا کر کہو کہ شملہ کے لوگ علیحدہ ہو جائین اور جو لوگ شملہ کے ہون اُن کو تم علیحدہ کھانا کھلاؤ مین نے جا کر دریافت کیا تو پانچ شخص معمر اور ایک لڑکا شملہ کے باشندہ وہان ملے۔ اُن کو علیحدہ کھلانے کا انتظام کیا مگر اُن مین سے ایک شخص نے کھانا نہین کھایا جب اُس سے سبب دریافت کیا گیا تو وہ زار زار رونے لگا۔ اُسی حالت مین اُس نے کہا کہ آج ہم سے کیا قصور ہوا جو کھانا کھلایا جاتا ہے اُن کی یہ حالت دیکھکر [illegible]

اور فوراً یہ حال حضور مین عرض کیا ارشاد ہوا کہ اُن کو یہان بُلالاؤ مین اُن کو جب خدمت عالی مین لے گیا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ "جمیل شاہ تم سے قصور نہین ہوا بلکہ ہم خود بھول گئے"،
اور اُسی وقت اُن کو کھانا بھی کھلایا گیا اور ارشاد فرمایا کہ "اب تم روز کھایا کرو" اور رتھ بند و شیرنی وغیرہ دیکر اُن کو رخصت فرمادیا۔ رات کو تخلیہ مین مین نے حضور پُر نور سے پوچھا کہ یہ جمیل شاہ کون تھے۔
ارشاد ہوا کہ یہ ہمارے مرید ہین اور چالیس برس سے شملہ کے دَرّہ مین رہتے ہین۔ اور یہ غلہ نہین کھاتے بلکہ ایک ریشہ دار درخت ہوتا ہے اُس کا عرق پی لیتے ہین مگر آج ہم اپنا حکم خود بھول گئے اور کھانا کھلوادیا یہ واقعہ قاضی رحمت علی صاحب وارثی اکبر آبادی نے بھی راقم الحروف کو تحریر فرمایا ہے وہ بھی اُسوقت ملانوان مین موجود تھے۔
مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی لکھتے ہین کہ جب مین کربلائے مُعلّٰی گیا تو سیّد جواد صاحب اُس زمانہ مین کلید بردار تھے اُن کی والدہ ماجدہ نے خود مجھے تلاش فرماکر حضور انور کے حالات بیان کئے اور اُس دورِ وارثی کا تذکرہ کیا جب عراقِ عرب مین آپ رونق افروز ہوئے تھے۔ اور حضور کے وہ تصرفات بیان کئے جنکی ہم کو خبر بھی نہین ہے۔
مین نے دیکھا کہ حضور کے فیوض و برکات کی ایک بیّن دلیل خود وہ ضعیفہ تھی جس کا نام بھی اتفاق سے رابعہ تھا پہلے رابعہ کے حالات تو سنے تھے مگر اس رابعہ وارثیہ کو اپنی آنکھون سے دیکھا کہ باوجود تمامی اسباب امارت کے وہ صائم الدہر اور بوریہ نشین تھی۔
حضور انور کے فیوض و برکات سے کوئی جگہ خالی نہین ہے اور حضور پُر نور کے صفات بدرجۂ اتم جلوہ گر آپ کے غلامون کے مجاہدات بھی خاص شان رکھتے ہین۔ جن سے علاوہ دیگر امور کے اس مسئلہ پر کافی روشنی پڑتی ہے کہ حضور انور کے دیکھنے والون مین عاشقانہ جذبات کس حد تک تھے کہ اپنے عیش و نشاط کی بربادی کے علاوہ اُنھون نے اپنی زندگی کو موت سے بدل دیا بلکہ موت بھی ایسے مصائب کے سامنے ہیچ ہے۔ اور یہ مجاہدات اُنھین مقدس نفوس کا حصہ ہین جو ازل سے عاشقانِ الٰہی کی فہرست مین نامزد ہین۔ حق یہ ہے کہ حضور انور کے شیفتگان جمالِ عدیم المثال آپ کی ہر ایک ادا پر مفتون تھے اور زندگی راحت مین گذرے یا مصیبت مین وہ آپ کے خیال پر جان دیتے تھے اُن کے یہ اہم مجاہدات اُن کے کمالِ عشق کی بیّن دلیل ہین سہ

کس کا منھ ہے جو کرے عشق ترے ابرو کا	منھ نہ تلوار سے موڑے یہ جگر کس کا ہے

مسئلۂ خلافت و جانشینی

سلسلۂ عالیہ وارثیہ مین یہ ایک نہایت معرکۃ الآرا مسئلہ ہے جسکے باعث طرح طرح کے خیالات پھیل گئے ہین۔ اگرچہ راقم الحروف بھی اس مسئلہ مین عرصہ دراز تک مغالطہ مین رہا۔ اور مختلف بیانات کے باعث اِس سلسلۂ عالیہ وارثیہ مین خلافت و سجادگی کو تسلیم کرتا رہا۔ مگر تحقیق و تدقیق سے جو ثابت ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے خود نہ کسی کو خلیفہ بنایا نہ سجادہ نشین نامزد کیا نہ حضور انور کسی قاعدہ اور ضابطہ کے پابند تھے نہ مشائخانہ انداز تھا نہ تعلیم کا وہ طریقہ تھا نہ بیعت کا وہ طرز تھا حضور انور کے طریق مین جو بات تھی

وہ خاص تھی اور اسکی مثال صرف آپ ہی کی ذات سے ملتی ہے دیگر سلاسل اور خاندانون مین نہین ملتی چنانچہ اِس بارہ مین جو آپ کے ارشادات ہین وہ حسب ذیل ہین۔

وسیلۂ بخشش مین ہے کہ حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ "منزلِ عشق برتر ہے ذکر و اشغال سے جو کسب ہے اور مین مذہب عشق رکھتا ہون اس مِلّت مین سجادہ نشینی وغیرہ نہین ہے جو شخص بادۂ عشق مین سرشار اور دامِ محبت مین گرفتار ہو گو نا کردہ ہو یا چار ہو وہ مجھ سے ہے"۔

جناب مولوی شیخ مشیر حسین صاحب قدوای (بیرسٹر ایٹ لا مقیم انگلستان) تحریر فرماتے ہین کہ آپ کی زبانی بارہا مین نے سنا ہے کہ "ہمارا مشرب عشق کا ہے عشق مین کسب نہین خدا کی دین ہوتی ہے ہمارا کوئی خلیفہ نہین عشق مین خلافت کسی سے ساتھ مخصوص نہین جسکے دِل مین عشق ہو"۔

مولوی نادر حسین صاحب وارثی نگرامی (سابق وکیل بارہ بنکی) جو بارگاہِ وارثی مین خاص شرف قدامت رکھتے ہین تحریر فرماتے ہین کہ حضور انور نے بمقام نواب گنج ضلع بارہ بنکی مجھسے ارشاد فرمایا کہ "ہمارا کوئی جانشین نہین ہے ہماری منزل عشق کی ہے جو کوئی دعوی کرے وہ باطل ہے نادر حسین تم سے اگر کوئی انگریز پوچھے تو یہی کہدینا"، مین نے عرض کیا کہ اگر لفٹنٹ گورنر جنرل پوچھینگے تو یہی کہون گا جو ارشاد ہوا ہے قاضی بخشش علی صاحب سے ارشاد فرمایا کہ وہ تحریر لاؤ اور منشی جی کو دیدو قاضی صاحب نے عرض کیا کہ ایک ہی تحریر ہے جو رکھی گئی ہے فرمایا وہی لاؤ قاضی صاحب تحریر لائے حضور نے ملاحظہ فرماکر مجھے مرحمت فرمائی کہ اپنے پاس رکھو چنانچہ وہ میرے پاس موجود ہے یہ تحریر مولنا سید عبد الآحد شاہ صاحب نے عین الیقین مین بھی نقل کی ہے جسمین خلافت وسجادگی کا انقطاع ہے۔حقیقتِ حال یہی ہے کہ حضور پُرنور نے کسی کو خلیفہ یا جانشین نامزد نہین فرمایا اب سوال یہ ہے کہ ایسی حالت مین جبکہ نہ آپ نے کسی کو سجادہ نشین بنایا نہ خلافت سے سرفراز فرمایا مگر حضور کے اکثر فقرا لوگون سے بیعت لیتے ہین۔اُن کا یہ فعل کہان تک جائز ہے اِس کا جواب حضور انور کے حالات و واقعات پر غور کرنیسے جو متحقق ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حضور پُرنور کا طریق فقر بالکل جداگانہ تھا جو مجاہدات و ریاضات آپ نے تعلیم فرمائے ہین وہ اعلی ترین تعلیمات پر مبنی ہین مگر حضور انور کے دربار مین کوئی خاص معیار تعلیم نہ تھا۔آپ ہمہ تن پابندِ تسلیم و رضا تھے۔اور یہی آپ کا مسلکِ حقیقی تھا۔کبھی کوئی ظاہری انتظام بھی آپ نے نہین فرمایا سب کام خدا کے حوالے تھے آپ عادتاً اُن افعال کو پسند نہین فرماتے تھے جو کسی غرض پر محمول ہون نہ کسی امید سے زہد و ریاضت کو پسند کرتے تھے۔جو بات بے لوث ہو وہی مرغوبِ خاطرِ اقدس تھی اور حضور انور کے محبانِ خاص کا بھی یہی شعار رہا اسی پردہ مین کاربند رہے۔آپ کے جو فیوض و برکات تھے اُن کا مختصر تذکرہ گذشتہ ابواب مین ہوچکا ہے جن کے مطالعہ سے یہ بات کامل طور پر متحقق ہوتی ہے کہ اگرچہ آپ نے اسنادِ خلافت سے لوگون کو سرفراز نہین فرمایا مگر فیوضِ خلافت سے ضرور ممتاز فرمایا ہے۔

علاوہ ازین جنلوگون کو آپ نے خرقہ مرحمت فرمایا اُن کی بھی مختلف قسمین ہین بعض کو صرف تہبند

مرحمت فرمایا بعض کو تہ بند کے ساتھ لنگوٹ کا بھی حکم دیا بعض کو ان دونون چیزون کے ساتھ یہ اعزاز بھی مرحمت فرمایا کہ اُن کا نام بدل دیا۔

بعض کو بظاہر تعلیمات سے مستفید فرمایا بعض کی باطنی طریقہ سے تعلیم فرمائی حضور انور کی مصلحتون کا ادراک بہت مشکل ہے اسلئے اسپر کوئی صحیح رائے قائم نہین کی جاسکتی کہ آپ کے اِن واقعات مین کیا اسرار تھے۔

حضور انور کا خرقہ مرحمت فرمانا اپنی ہستی کو مٹا دینے کا سبق دینا تھا کیونکہ اکثر خرقہ مرحمت فرماتے وقت حضور انور نے ارشاد فرمایا ہے کہ "لو یہی لباس زندگی ہے اور یہی کفن ہے،، آپ کی تعلیم ریاضات و مجاہدات جسقدر ہم تھی اُس کا خیال کرنے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین اور ایسے جہاد اکبر کے عاملون کو بھی آپ نے خلافت نہین دی۔ اِس سے ظاہر ہے کہ آپ کی تعلیم یہی تھی کہ فنا ہوجاؤ اور اپنی ہستی کو مٹا دو جب یہ درجہ حاصل ہوجائے گا پھر جو فعل بھی صادر ہوگا وہ اختیاری نہین ہوگا بلکہ وہی قوت کام کریگی جسمین اپنی ہستی گُم ہوگئی ہے۔

بقول حضرت مولنا شاہ تراب علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ ؎

جب تک خودی ہے جب ہی تلک ہے خدا جُدا	غیبت گر آپ سے ہو تو حق کا ظہور ہے

جب اپنے وجود مین واجب الوجود کی جلوہ گری ظاہر ہوگئی اور اپنی خواہشات کا کوئی اثر باقی نہ رہا تو گویا طالب و مطلوب مین عینیت ہوگئی یہی منتہائے حقیقت ہے اور یہی حقیقی سند خلافت ہے جو حیات و ممات مین ضائع نہین ہوسکتی۔

خلافت وسجادگی کے انقطاع سے پیری و مریدی کی نفی نہین ہوتی کیونکہ آپ نے اپنے حلقہ بگوشون کو بیعت لینے سے منع نہین فرمایا۔ جنلوگون کا ایسا خیال ہے وہ حضور انور کی مقدس روحانیت اور باطنی تاثیرات سے لاعلم ہین۔

چنانچہ اِسکے ثبوت مین ایسے واقعات موجود ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور پُر نور کے عہد مین بھی آپ کے فقرائے عالی اقتدار نے بیعت لی ہے حاجی محمد شاہ صاحب وارثی (جو ایک خوش بیان واعظ ہین) ناقل ہین کہ مولنا مولوی ہدایت اللہ صاحب وارثی الانصاری محدث سورتی کا واقعہ ہے جو اُنھون نے خود مجھ سے بیان فرمایا تھا کہ شاہ جہان پور مین ایک خرقہ پوش وارثی درویش سے ملے جو بڑے ذاکر و شاغل اور اہلِ دل تھے مین نے اُن سے ایک مرتبہ کہا کہ اگر تمھارے پیر مل جائین تو مین ضرور مرید ہو جاؤن اُنھون نے اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ وہی ہاتھ ہے۔

اِسکے بعد میرے دل مین خود بخود حضور کی بیعت کا خیال پیدا ہوگیا جب مین دیوہ شریف مین حاضر ہوا تو آپ نے خود بخود ارشاد فرمایا کہ "یہ ہاتھ اور وہ ہاتھ دو نہین،،

اِسکے بعد مین حضور انور کے دست مبارک پر بیعت ہوا۔

مسکین شاہ صاحب وارثی یتیم شاہ صاحب وارثی۔ معصوم شاہ صاحب وارثی دہلوی۔

قادر شاہ صاحب وارثی بھپرابولی اور ان حضرات کے علاوہ دیگر فقرا وارثی حضور کے زمانہ مین لوگون سے بیعت لیتے تھے جب متذکرہ بالا بزرگون کے مرید حضور کی خدمت مین حاضر ہوتے اور بطور شکایت حضور سے کوئی عرض کرتا کہ یہ حضور کے فلان فقیر کے مرید ہین حضور کی موجودگی مین اُنکو بیعت لینے کا کیا حق ہے حضور انور ان سے بیعت لے لین تو آپ اُن مریدین سے فرماتے کہ

"دوستو تم ہمارے مرید ہو یہ ہاتھ اور وہ ہاتھ ایک ہی ہے اُن سے اور ہم سے محبت رکھو"

آپ اُسی بیعت کو قایم رکھتے اور دوبارہ بیعت نہین لیتے تھے اور اُس بیعت کو جائز رکھتے تھے اِس قسم کے واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ جسطرح آپ دیگر امور مین ایک خاص شان رکھتے تھے اُسی طرح اِس مسئلہ مین آپ کا بالکل جداگانہ طریق عمل تھا چونکہ ہر بات کے کمال پر آپ کی نظر تھی اِسلئے خرقہ کا عطا فرمانا گویا روحانیت حاصل کرنیکی ترغیب تھی اور اپنی ہستی کو مٹا دینے کی تعلیم وہدایت تھی۔ اور اگر طالب صادق ہے تو حضور انور کی مقدس روحانیت چشم زدن مین نمایان تغیر پیدا کر دیتی تھی۔

حضور انور بظاہر محبت کی تعلیم دیتے تھے اور حقیقتہ اگر غور سے دیکھا جائے تو محبت عطا فرما دیتے تھے اب اُس مین ترقی حاصل کرنا طالب کے ذوق وشوق پر منحصر ہے کمال محبت یہ ہے کہ محب خود محبوب بن جائے اپنی ذات کو فنا کر دے جب یہ عینیت ہوگئی تو اُس کے کل حرکات محبوب کے افعال بن گئے یہی حضور پرُنور کی مخصوص تعلیم تھی چنانچہ آپ کے اکثر فقرا جو ان درجات پر فائز المرام تھے حضور کے زمانہ مین بیعت لیتے تھے اور آپ اُنکو منع نہین فرماتے تھے۔ بلکہ اُن کے مریدین سے مثل اپنے مریدین کے نہایت شفقت ومہربانی سے پیش آتے تھے۔

حالانکہ نہ آپ نے بظاہر اُن کو خلافت دی نہ اجازت دی اور آپ ہی کے عہد کی ایسی نظیرین بھی موجود ہین کہ بعض فقرا معتقدین کو خدمت عالی مین حاضر کرتے اور خود حضور سے بیعت کراتے تھے۔

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اِن مین وہ قابلیت پیدا نہین ہوئی تھی اور وہ اُس درجہ پر پہونچ گئے تھے۔ اِسوجہ سے متضاد صورتین پیش آئی ہین حضور انور کے خرقہ پوشون اور دیگر حلقہ بگوشون مین ایسے مقدس نفوس کی اب بھی کمی نہین ہے جن پر خدا کی کثیر التعداد مخلوق اپنا اعتقاد رکھتی ہے اور اُن کے فیوض وبرکات سے استقامتِ ظاہری وباطنی حاصل کرتی ہے۔

سلسلۂ عالیہ وارثیہ کے بزرگون کی نسبت میرا یہ ذاتی خیال ہی نہین ہے بلکہ اِس زمانہ کے دیگر مستند اور مرجع خلائق وواجب الاحترام اہل اللہ کو بھی اعتراف ہے چنانچہ مسند آرائے رشد وہدایت حضرت مولٰنا مولوی خواجہ شاہ عبدالصمد صاحب دہلوی سجادہ نشین حضرت محب النبی مولٰنا محمد فخرالدین چشتی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہین۔

"حضرت حاجی شاہ وارث علی قدس اللہ سرہ العزیز مشائخین متاخرین ہندوستان مین ایسے مشہور ومعروف ہین جنکے کامل ہونے مین طریقت کے چلنے والون مین سے کسی کو بھی شبہ نہین کئی اصحاب اُن کے نام لیوا

اور اُن کی خدمت فیض موہبت سے فیض یافتہ ایسے دیکھنے میں آئے جن مین نسبت عالیہ چشتیہ وقادریہ موجود و مشہود پائی ہرچند فقیر کو حضرت ممدوح کی خدمت مین نیاز حاصل کرنیکا موقع نہ ملا مگر آپ کے خلفا اور خادمانِ خاص کو خاص حالت مین دیکھا بلکہ اُن مین سے بعض کو تفرید و تجرید کا عامل پایا یہ فقیر دعا کرتا ہے کہ خداوندکریم حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس سلسلہ کو قایم رکھے اور یہ سب اپنے پیرانِ عظام کے اتباع ظاہری شریعت اور اور اتباع باطنی طریقت مین عمر بسر کرین والسلام

فقیر محمد عبد الصمد عفی عنہ از دہلی شریف

حضرت مولنا شاہ سید ابو احمد علی حسن صاحب اشرفی الجیلانی مسند آرائے کچھوچھہ شریف تحریر فرماتے ہین ”بلاتوجہ اور تربیتِ ظاہری جسپر حضرت حاجی صاحب قبلہ نے توجہ قلبی ڈالدی وہ کامل ترین مردمان سے ہوگیا۔ ایسے بعض اصحاب مجھ سے ملے ہین“۔ اسی طرح حضور کے وہ ریئس باتمکین جنکو خرقہ مرحمت نہین ہوا اور اپنے اسی لباس مین رہے مگر روحانیت کے لحاظ سے وہ نہایت ممتاز نگاہون سے دیکھے گئے۔

سرچشمۂ فیوض شریعت و طریقت بلبل بوستانِ رسالت حضرت مولنا شاہ محمد سلیمان صاحب قبلہ مدظلہ العالی (متوطن پھلواری ضلع پٹنہ) تحریر فرماتے ہین ”حضرت قبلہ حاجی وارث علے شاہ صاحب قدس سرہ کو مین عارفِ باللہ اور مست و مدہوش بادۂ وحدت سمجھتا ہون دو چار بار نہین بلکہ بیسیون بار خدمتِ اقدس مین حاضر ہوا ہون اور اُن کی مقدس روحانیت سے فائدہ اُٹھایا ہے .... اُنکے صحبت یافتہ اور دست گرفتہ لوگون مین جناب مولوی عبدالحی صاحب جگوری کو بہت اچھا سالک پایا۔ اور مولوی ہدایت اللہ صاحب پارسلی ن کو بھی محقق پاکباز پایا۔

متذکرۂ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ دیگر سلاسل کے محترم بزرگون نے بھی حضور انور کے خدام وفقرا اور دیگر مریدین کی حالتین نظر غائر سے دیکھی ہین اور یہ اُن کی عینی شہادت ہے کہ حضور انور کے دست گرفتون مین فقرا بھی اور علما بھی جو روحانیت کی طرف مائل ہوئے وہ مراتبِ عُلیا سے فائض المرام ہوئے ہین۔

باوجود اسکے کہ حضور انور نے خلافت عطا نہین فرمائی مگر اُنھون نے وہ اعلیٰ مدارج اور مقدس اثرات حضور کے حلقہ بگوشون مین مشاہدہ کئے جو خلافت سے بدرجہا فائق ہین۔

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ جسطرح حضور انور کے تمامی رموز و نکات کا سمجھنا نہایت اہم تھا اسی طرح یہ بات بھی نہایت مہتم بالشان ہے کہ آپ نے بظاہر کسی کو خلافت سے ممتاز نہین فرمایا حضور انور رسمی باتون کو پسند نہین کرتے تھے اور نہ ایسی باتین مرغوب طبع لطیف تھین جو کسی نظم و نسق پر مبنی ہون۔ ہر ایک بات کی حقیقت اور تہ پر نظر تھی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ اپکا نصب العین تھا

چنانچہ خود ارشاد فرمایا ہے کہ ”معرفت ایسی چیز نہین ہے وہی ہے جسکو خداوندکریم اپنی معرفت بخشے کسی کا اجارہ نہین“۔

آپ کے تمامی کام دستِ قدرت مین تھے حضور انور کی ایک نظر کامل و مکمل بنا دیتی تھی اور بظاہر خرقہ و تبرکات
اسنادِ خلافت سے مستفید نہ فرمانا خلافت کی نفی مین ضرور پیش کیا جاسکتا ہے مگر اِس سے بیعت لینے کا
نتیجہ نہین نکلتا اگر ایسا ہوتا تو جن لوگون نے حضور کی حیات مین بیعت لی ہے اُن کو ضرور تنبیہ کی جاتی مگر آپ
نے اُن کی بیعت کو جائز رکھا اور اُن کے مریدین سے بھی مکرر بیعت نہین لی نہ منع فرمایا۔
جس سے یہ مسئلہ بالکل صاف ہوگیا کہ حضور کی مقدس تاثیرات باطنی سے جو لوگ اِس قابل ہوجاتے ہین
اور جنکو حضور کی ذاتِ بابرکات مین فنائے کامل حاصل ہوجاے وہ اِسکے اہل ہین مگر نسبت حاصل ہوجانیکے
جب حالت بدل جائیگی تو خود بخود واقعات وحالات تبدیل ہوجائینگے اور ایسی صورت مین جو
فعل بھی سرزد ہوگا وہ اپنا نہ ہوگا اور ایسے ہی بانسبت افراد کی بیعت سے متعلق حضور پُر نور نے ارشاد
فرمایا ہے کہ "یہ ہاتھ اور وہ ہاتھ دو نہین ہین" اپنے دست گرفتون کو اپنی ہستی کے مٹا دینے کی تعلیم دیتے
تھے جو کمالِ روحانیت پر مبنی ہے اور جسکا خاص روحانی فیوض سے تعلق ہے اور یہی حضور پُر نور کی حقیقی
تعلیم ہے جو ظاہری عیش و تنعم اور خودی کے خیالات کی قطع کرنیوالی ہے۔ بس حضور کے خاص محبون
کی یہی شناخت ہے کہ وہ نمائشی باتون سے بے تعلق اور جامِ محبت سے سرشار رہتے
ہین اور مال و دولت عزت و ثروت کے توقعات اُن سے دور رہتے ہین آپ فقرا کی تعلیم
دیتے تھے اور اِسی تعلیم سے انسان افضلترین انسان بن جاتا ہے اور یہی وہ تعلیم ہے جو
جناب رسالت مآب صلعم کی تعلیمات کا ماخذ ہے اور بفحواے الفقر فخری حضور سید عالم نے
اِسپر فخر کیا ہے۔ مبارک ہے وہ گروہ جس نے حضور کے روحانی تصرفات و تعلیمات سے فیض
و برکت حاصل کی اور اپنی نفسانی خواہشات کو مٹا کر روحانی زندگی کی راہ مین قدم رکھا۔

فیضانِ ولایت اگرچہ حضور انور کے ابتدائی حالات بابرکات سے فیضانِ ولایت
کامل و مکمل طور پر ظاہر و ہویدا ہین اور تمامی واقعات فیوض و برکات
کا سرچشمہ ہین مگر مسئلۂ خلافت کے ضمن مین بعض اُن واقعات کا ذکر نامناسب نہ ہوگا جن سے
یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور انور کے فیوض و برکات کا احصاء نہایت مشکل بلکہ ناممکن ہے کیونکہ
آپ نے نہایت دور دراز ممالک کا سفر فرمایا ہے اور اثنائے سفر مین بہت سے لوگون کو مختلف طور
سے روحانی فائدہ پہونچایا اور اپنے فیوض سے مستفید فرمایا آپ کے فیضان کے لاتعد و لاتحصی ہونے
کا دیگر سلاسل کے محترم بزرگون کو بھی احساس ہے جیسا کہ اکثر بزرگون کے اقوال وغیرہ سے
اپنے اپنے مواقع پر ظاہر ہوا اور آئندہ ابواب مین ظاہر ہوگا۔ راقم الحروف کو مولوی محمد ناظم علی
صاحب فضلی نائب مہتمم مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ نے حالت علالت مین حضور انور کے حالاتِ
معلومہ لکھکر مرحمت فرمائے مگر مین نے پھر لکھا کہ جناب کو اُس ذات محمود الصفات سے اکثر شرفِ صحبت
حاصل رہا ہے اور مجھے جناب سے زیادہ واقعات وحالات ملنے کی امید تھی مگر کم ملے حضور پُر نور
کے اخلاق وغیرہ کے متعلق کچھ روایات تحریر فرمائین تو جناب موصوف نے میرے عریضہ کا
جو جواب دیا وہ حسب ذیل ہے۔

دولفافہ آپ کا وصول ہوا واقعی حالات بہت کم لکھے گئے آٹھوین چوتھے روز تھوڑا تھوڑا جب فرصت ہوئی لکھا گیا جب مرض کا غلبہ ہوگیا ہفتہ دو ہفتہ اد ھر رُخ بھی نہین ہوا مجبوری کی معذوری ہی لیکن حضرت حاجی صاحب کے بعض ارمغاوننا عالیہ کے دریافت کرنے پر مجھے تعجب ہوا شاید آپ نے حکایت افاضۂ ظاہری و باطنی پر غور نہین فرمایا اس خاکسار کے نزدیک صفت افاضہ اہل اللہ کے حصول و وصول کمال و تکمیل کے بعد مکمل ہوتی ہے

ہر گدائے مرد میدان کے شود
پشۂ آخر سلیمان کے شود

پس کون سی صفت اس سے اعلیٰ ہو سکتی ہے ...."

حضور انور کے فیوض و برکات کی آفتاب کی طرح روشنی پھیلی ہوئی ہے اور ہر کہ و مہ اُس سے مستفید ہے جسطرح آپ کے تمامی اوصاف مین خاص وسعت ہے اُسی طرح فیوض بھی نہایت مہتم بالشان ہین اور آپ کے وابستگانِ دامانِ دولت مین نہایت ممتاز افراد گذرے ہین۔ جن مین سے بعض بزرگون کا تذکرہ اس کتاب مین مختصر طور پر ہو چکا ہے حضور انور کے تمام ایسے فقرا اور مریدین کا ذکر جو آپ کے کمالاتِ صوری و معنوی سے کما حقہ مستفید ہوئے ہین ہمارے علم سے باہر ہے اور بعض بزرگون کے نام نامی ہمارے ذہن مین بھی ہین تو اُن کو ہم خصوصیت کے ساتھ پیش نہین کر سکتے۔ یہ مانا کہ اُن پر ایک عالم کا اعتقاد ہے اور اُن سے معرفت و حقیقت کے فیوض جاری ہین اور وہ ہر طرح کامل و مکمل ہین جیسا کہ حضرت مولنا شاہ علی حسن صاحب قبلہ اشرف الجیلانی مسند آرائے کچھوچھہ شریف یا حضرت مخدوم زادۂ والا تبار حضرت مولنا شاہ عبد الصمد صاحب قبلہ سجادہ نشین حضرت محب النبی مولنا فخر صاحب قبلہ رضی اللہ عنہ کے ارشادات سے ظاہر ہے جو مسئلہ خلافت کے تحت مین درج ہوئے۔ مگر یہ اِن مستند و مرجع خلائق بزرگون کا مشاہدہ ہے جسکو اُنھون نے ظاہر فرمایا اور حقیقۃً ایسے ہی بصرین کی رائے جو خود بھی سرچشمۂ فیض ہون حقیقت آگاہ لوگون مین وقیع نظرون سے دیکھی جائیگی مگر میرے نزدیک اُن کے اسمائے گرامی ظاہر کرنے کی ضرورت نہین ہے چند نام اگر ہم اپنے خیال اور عقیدہ کے بموجب پیش کرین تو اُن سے حضور پُر نور کے وسیع اور نہایت وسیع و مہتم بالشان فیوض و برکات پر حجت نہین ہو سکتی کیونکہ ہر ملک اور ہر طبقہ مین آپ کی مقدس نشانیان موجود ہین اور ایک ہی لباس یا ایک ہی شکل مین اُن کا ظہور نہین ہے بلکہ مختلف صورتون اور مختلف لباسون مین آپ کے فیوض و برکات کی جلوہ نمائیان ہین بس ممکن ہے کہ جو اسمائے گرامی ہمارے ذہن مین ہین اُن سے کہین زیادہ بزرگ و برتر اس کتاب کے ناظرین کی نگاہون سے گذر چکے ہون۔

حقیقۃً اس شان و عظمت کو دیکھتے ہوئے مخصوص طریقہ پر کسی کا نام لینا جسارت ہی جسارت ہے۔

کس طرح بتایا جا سکتا ہے کہ کس ملک مین کون حضور کا حلقہ بگوش ہے اور کس کے ذریعہ سے فیوض و برکات جاری ہین کیونکہ کوئی تحقیق اس کے متعلق اب تک نہین ہوئی اور نہ خود حضور پُر نور نے کبھی کچھ ارشاد فرمایا۔

نہ کوئی باضابطہ اور باقاعدہ انتظام تھا نہ کوئی فہرست یا دیگر سلسلۂ تحفظ بلکہ جو کچھ تھا فیض و برکت کا سلسلہ تھا جس سے قسمت اور نصیب کے موافق علیٰ قدر مراتب ہر شخص مستفید ہوتا تھا اور حضور انور سے حقیقی نسبت رکھنے والون سے اب بھی فیوض و برکات جاری ہین۔ اور اہلِ عالم مین وہ خاص مقبولیت و محبوبیت کی شان رکھتے ہین اس موقع پر چند ایسے تذکرے کئے جاتے ہین جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور انور کے

فیوض و برکات تمام عالم مین جاری ہین۔ اکثر سیّاحون نے جو دیگر ممالک کی سیاحت کی ہی تو یہ دیکھکر اُن کی آنکھین کھُل گئی ہین کہ ہر ملک مین کسقدر فیوض وارثی کا گہرا اثر ہے اور وہ بھی کسی خاص طبقہ یا قوم مین مخصوص نہین ہے بلکہ جس نے پیا ہا وہ اُس چشمۂ ولایت سے سیراب ہوا۔

چنانچہ مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا لکھنوی ناقل ہین کہ مین نے حضور انور کے ایمائے مبارک سے جب عرب کا دوسرا سفر کیا ہے تو حضور انور نے اکثر ہدایتین فرمائی تھین منجملہ اُنکے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ

تم رات کو محمودیہ پہونچوگے وہان دہی نہ کھانا۔ نہ بیمار ہو جاؤگے اگر کوئی ضعیفہ اصرار کرے تو اُسکو اٹھنّی دیدینا وہی ہوا کہ مین رات کو محمودیہ پہونچا اگرچہ مین نے ایک اٹھنّی حضور کا ارشاد سُنکر علیحدہ کاغذ مین باندھ لی تھی اور اُسپر بطور یادداشت لکھ بھی لیا تھا مگر اُسوقت بالکل بھول گیا۔

علاوہ اور دہی بیچنے والون کے ایک ضعیفہ عورت بھی آئی اِس عورت نے مکرر کہا تو مین نے یہ سمجھکر اُس سے دہی لے لیا کہ اِس کی قیمت دیدونگا۔ اور قیمت ادا کرنے سے پہلے اُسمین سے تھوڑا دہی میرے ملازم بدو نے کھا بھی لیا۔ عمومًا اس ہانڈی کی ربع قران یعنی ڈیڑھ آنہ کے قریب ہوتی تھی وہ مین نے اُس کو دینا چاہا مگر اُس نے نہ لیا تب مین نے کچھ اور اضافہ کیا اُسنے پھر تکرار کی۔

غرض مین ہر مرتبہ قیمت مین اضافہ کرتا تھا اور وہ بدستور تکرار کرتی تھی جب مین زیادہ پریشان ہوا تو اُس ضعیفہ نے ہنسکر کہا "برادر اٹھنّی بدہ" وہ عورت عربی النسل تھی مگر چونکہ عراق عرب کی مادری زبان فارسی ہے شاید اس وجہ سے اُسنے فارسی مین کہا یا میری آسانی کی وجہ سے عربی مین نہین کہا۔ مجھے خیال آگیا اور فورًا مین نے وہ اٹھنّی دیدی اِس کے بعد وہ ضعیفہ بیقرار ہوکر رونے لگی اور عاشقانہ لہجے مین شکایت شروع کی اور صدمات فراق کا اظہار کیا جو حالت مین نے اُس پروانۂ جمال کی دیکھی اور اشتیاق دیدار مین جسقدر اُسکو بیقرار پایا اُسکے بیان سے زبانِ قلم عاجز ہے۔

جناب شیدا وارثی تحریر فرماتے ہین کہ اِس سفر مین مجکو حضور انور نے یہ ہدایت بھی تحریر فرمائی تھی کہ

بغداد مین جب تم حضرت قنبر کے مزار پر جاؤگے تو پیاس معلوم ہوگی اور وہان یہودی رہتے ہین اسوجہ سے تم کو پانی نہین ملیگا مگر کوئی عورت پلا بھی دیگی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بظاہر مسافت راہ کے تکان کے باعث تشنگی غالب ہوئی لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد ایک عربی النسل معمر عورت مجکو بکمال شفقت اپنے مکان پر لیگئی اور نہایت ہمدردی سے پہلے خرمے کھلائے اُسکے بعد آب سرد پلایا اور نہایت محبت سے میرا حال دریافت کرنے لگی اور پھر وہ خدا پرست نیک دل خاتون اپنی سرگذشت سُنانے لگی پہلے تو اُسنے اشارۃً بیان کیا پھر صاف صاف حضور انور کے تذکرے بیان کرتی رہی اور مضطرب ہوکر کہا پچیس سال تک صدمات مہجوری برداشت کئے اب تاب تحمّل نہین ہے اِس برگزیدۂ خدا کو مین نے غور سے دیکھا تو نہایت صحت کے ساتھ پاس انفاس جاری تھا اور برقع کے اندر زرد رنگ کا کپڑا بطور کفن کے پہنے ہوئے تھی۔

اُس دلدادۂ جمال وارثی کی کامل نسبت اور سچی بیقراری ایسی تھی کہ اگر اُسکو زلیخائے ثانی کہا جائے تو بجا ہوگا علیٰ ہذا اِسی سفر مین مین شکر کا نصف تہبند بھی اِس فرمان کے ساتھ مجکو حضور نے عطا فرمایا تھا کہ

"در نجف اشرف مین جو مانگے اُسکو دیدینا" چنانچہ نجف اشرف مین ایک ایسے اہلِ نسبت اور صاحب تصرفات بزرگ سے ملاقات ہوئی جنکو عائدینِ نجف کامل اور خدارسیدہ جانتے تھے۔ اُنھون نے مجھسے اپنی امانت طلب کی اور ظاہر کیا کہ غاشیہ بردارِ اطاعت وارثی ہون۔

مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ وارثی (آنریبل ایگزیکیٹو کونسل بہار) تحریر فرماتے ہین کہ میرے برادر عم زاد خان بہادر مولوی فضل امام صاحب خیر البلاد بغداد اور کربلائے معلی کے عازم ہوئے تو حضرت نے اُن سے دو ہدایتین فرمائی تھین ایک تو یہ تھی کہ جب تم بغداد پہونچوگے تو فلان گلی مین جانا وہان تم سے ایک بوڑھی بیوہ عورت سے ملاقات ہوگی اُس سے تم پانی مانگنا وہ تمھین اپنے گھر لیجائیگی اُسکا شوہر نابینا اور ضعیف ہے اُس سے میرا سلام کہدینا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

دوسری بات یہ تھی کہ ایک ٹکڑا چادر کا حضور پُرنور نے مرحمت فرمایا کہ کربلائے معلی مین جو شخص اس ٹکڑے کو مانگے دیدینا اور میرا سلام کہدینا۔ چنانچہ یہہ بھی ایسا ہی ہوا۔

حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی کہتے ہین کہ حضرت سیدنا شاہ فضل صاحب وارثی سجادہ نشین کنز المعرفت رح جب فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے مکۂ معظمہ گئے تو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رح کے مہمان ہوئے۔ حضرت شاہ فضل حسین صاحب وارثی خود فرماتے تھے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز مجھسے فرمایا کہ تم اپنے پیر بھائی سے بھی ملے چلو ہم بتادین وہ میرے ہمراہ تشریف لائے تو مین نے دیکھا کہ مکۂ معظمہ حنفی مصلے پر ایک صاحب کھڑے ہوئے ہین اُن کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ تمھارے پیر بھائی ہین اور یہان کے قطب ہین۔ یہ کسی سے بات نہین کرتے اور ہر وقت ذکر مین مصروف رہتے ہین۔ اور اپنے ہی نام کی ضرب لگاتے ہین اِن کا نام عبدالحی ہے۔

شاہ فضل حسین صاحب وارثی فرماتے تھے کہ یہ بزرگ ہر وقت حنفی مصلے پر رہتے تھے جب امام نماز پڑھانے کے لئے آتے تھے اُس وقت علیحدہ ہو جاتے تھے۔ یہ بزرگ صاحبِ ہوش لوگون مین نہ تھے بلکہ از خود رفتگی کا عالم تھا۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رح نے ایک اور بزرگ پیر بھائی کو بتایا جو باہوش تھے اور خانۂ کعبہ کے کلید بردار تھے۔

حاجی حافظ اصغر علی صاحب (زمیندار رسولی ضلع بارہ بنکی) لکھتے ہین کہ مین نے حج کے لئے مکۂ معظمہ جانے کا قصد کیا تو دل مین خیال آیا کہ کسی ترکیب سے حضور پُرنور یہ ارشاد فرمادین کہ مدینۂ منورہ اور مکۂ معظمہ سے بخیریت واپسی ہوگی۔ چنانچہ حضور انور نواب گنج مین رونق افروز تھے مین قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ سرفراز علی صاحب کلید بردار مدینۂ طیبہ سے ملنا اگر زندہ ہون گے ملاقات ہو جائیگی جب واپس آنا تب حال معلوم ہوگا۔ اِس ارشاد سے مین مطمئن ہوگیا اور عزم سفر کیا حج کے بعد مین بہت بیمار ہوگیا جب قافلہ مدینۂ منورہ کے لئے تیار ہوا تو مین صحیح وتندرست ہوگیا اور مدینۂ شریف مین حاضر ہوا وہان پہونچ کر معلوم ہوا کہ خواجہ سرفراز علی صاحب کا انتقال ہوگیا اور وہ حضور انور کے مرید تھے

اسی طرح پر بعض لوگون کو اتفاقیہ طور پر سیاحت وغیرہ مین پتہ لگا ہے کہ کون کون بزرگ کس کس مرتبہ کے حضور انور کے حلقہ بگوشون مین ہین۔

حضور انور نے کبھی کوئی صراحت نہین فرمائی بعض لوگون سے اپنی سیاحت وغیرہ کا تذکرہ کیا تو اُسمین بھی ایسے ہی واقعات بیان فرمائے جن سے پند ونصائح نکلتے تھے یا عجیب وغریب چیزون کا انکشاف ہوتا تھا۔

حکیم محمود علی صاحب نجیبوری ناقل ہین کہ مجھسے ایک معمر بزرگ حافظ عبدالقادر صاحب روایت کرتے تھے کہ مین نے ایک مرتبہ حضور پُرنور سے روم وشام کے حالات پوچھے تو حضور انور نے بہت سے واقعات عجیب وغریب ارشاد فرمائے اور لوگون کے مرید ہونے کا تذکرہ کیا۔

حقیقتِ حال یہ ہے کہ اس کا پتہ لگنا ناممکن ہے کہ حضورِ انور کے فیوض وبرکات سے کس حد تک اور کس درجہ تک لوگون نے فائدہ حاصل کیا جیسا کہ رجوع خلائق کے باب مین جناب شاہزادہ غلام محمد صاحب کا ایک قول نقل کیا گیا ہے کہ "درگروہِ وارثی ایک ایسا نیستانِ غیر متناہی ہے جسکا پتہ لگنا بہت دشوار ہے اس جنگل مین لاکھون کرورون اقسام کے ذخیرے ہین جن کو کوئی سمجھ نہین سکتا"

بعض مواقع پر حسنِ اتفاق سے ایسے افراد نظر آتے ہین جو بالکل غیر معروف ہین مگر ان کو حضورِ انور سے خاص نسبت ومحبت حاصل ہے۔

چنانچہ مولٰنا مولوی عبدالغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری مدظلہ العالی (مترجم طبقات الکبریٰ والکلم الروحانیہ وغیرہ) تحریر فرماتے ہین کہ حضور انور لکھنؤ مین رونق افروز تھے ایک تہ بند پوش عورت بنگلہ سے آئی اور حضور انور سے قدمبوس ہوئی اور رو رو کے التجا کرنے لگی کہ مجکو کہین بٹھا دیا جائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ "ابھی نہین ابھی نہین" اور اُسکو حکم دیا کہ "زنانہ مین جاکر ٹھیرو" زنانہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ عورت ایک چھوٹا سا کپڑا بچھا کر بیٹھ گئی جو عورت اُس کے پاس آتی تھی اُسکو منع نہین کرتی تھی مگر ایام مین جو ہوتی تھی اُسکو اپنے پاس نہین بیٹھنے دیتی تھی اور کہتی تھی تو ناپاک ہے اور واقعی ایسا ہوتا تھا۔

اُس مین ایک نقص[1] بھی تھا کہ جو عورتین اُسکو روپیہ دوانی چوانی اٹھنی دیتی تھین وہ لے لیتی تھی جب حضور پُرنور لکھنؤ سے تشریف لیجانے لگے۔ تو مردانہ مکان کے سامنے بہت آدمی جمع تھے اور حضور انور ایک کنارے پر الگ کھڑے ہوے تھے لیکن سارے مجمع مین آپ ہی سب سے اونچے معلوم ہوتے تھے اور چہرۂ مبارک ماہتاب کی طرح چمکتا تھا جب پینس پر سوار ہونے لگے تو سارے مجمع پر ایسی رقّت طاری ہوئی کہ پھر کسی کو گھنٹون تک ہوش نہین رہا۔ اُسوقت یہ بنگالہ والی عورت اِس قدر پھوٹ پھوٹ کر روئی کہ دوسرون پر بھی اُسکی گریہ وزاری کا پورا اثر تھا"

اِس قسم کے اکثر افراد آخر زمانہ مین جب حضور پُرنور نے پیرانہ سالی کی وجہ سے دیوہ شریف مین مستقل اقامت فرمائی تھی نظر آجاتے تھے جنکو دیکھکر تعجب ہوتا تھا کہ یہ کب اور کس وقت مین حضور انور سے مستفید بیعت ہوے اور معلوم نہین ان کو کس قسم کی کیا تعلیم ہوئی ہے۔

سید معروف شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مین خدمتِ عالی مین حاضر تھا مین نے دیکھا کہ ایک درویش خدمتِ اقدس مین حاضر ہوے حضور پُرنور نے ایک بہت دور درانہ مقام کا نام لیکر فرمایا

---

[1] حضرت مولٰنا نے ایک ایسے فعل کو جائز کیا ہے اور جس سے سوال کا الزام بنگالہ کی اُس خاتون پر عائد نہین ہوتا لفظ نقص سے تعبیر فرمایا ہے اِس سے اِس بات پر روشنی پڑتی ہے کہ آپ کے مریدین خاص مین توکل واستغنا کا کسقدر گہرا اثر ہے۔

(مقام کا نام مجھے یاد نہین رہا) کہ تم وہان سے کب چلے اُنھون نے عرض کیا کہ دو گھنٹے ہوے اِسکے بعد حضورِ انور نے اُن سے کچھ ارشاد فرمایا اور رخصت کردیا۔ مین اِسقدر دور دراز کی مسافت اتنی جلدی طے کرنے پر متحیر تھا اِسلیئے حضورِ انور کے آستانۂ عالی کے قریب ایک گلی مین آکر کھڑا ہوگیا جب وہ جانے لگے تو مین نے پوچھا کہ تم نے اِسقدر جلدی یہ منزل کیونکر طے کی تو وہ مسکرائے اور مجھے چلکر دکھایا تو واقعی وہ جس طرح تیز ہوا مین پتہ اُڑتا ہے اس طرح جاتے تھے اُن کے قدم زمین سے اوپر ہوا مین معلق نظر آتے تھے مین نے اُن سے کہا کہ تمھارے جسم مین یہ لطافت و نفاست کس طرح پیدا ہوئی تو اُنھون نے جواب دیا کہ مجاہدۂ نفس سے کم کھانے سے۔ کیونکہ شکم سیر ہوکر کھانا روح کے لئے باعثِ اذیت ہے اور جب روح کو اذیت ہے تو روحانی طاقت کیا پیدا ہوسکتی ہے۔

سیّد معروف شاہ صاحب وارثی ناقل ہین کہ ایک مرتبہ مین اپنے گانون کو گیا تھا جس کا نام نہرول ہے تو وہان اُن دِنون ایک مالنگ شاہ نامی درویش رہتے تھے وہ میرے پاس آئے اور بہت محبّت سے ملے اور مختلف باتین کرتے رہے اور نہایت عاشقانہ لب و لہجہ مین طرح طرح کی فرمائشین کین کہ میری طرف سے حضورِ انور کی خدمت مین یہ عرض کرنا اور وہ عرض کرنا اِسی اثنا مین کہنے لگے کہ دیوے کی گلیون مین کنکر پتّھر بہت ہین اور زمین بھی اونچی نیچی ہے جب وہ چلتے ہین تو اُن کے نازک تلوون کو تکلیف ہوتی ہے میرے دل پر بڑا صدمہ گذرتا ہے حکم ہوجاوے تو دیوہ کے سب مکانون کو گراکر زمین کو ہموار کردون۔ نئے سرے سے مکانات بن جائین اور گلیان ایک سی ہوجائین اِسکے بعد نہایت ذوق و شوق کے عالم مین اُنھون نے کہا کہ میری طرف سے اُن کو پیار بھی کرلینا مجکو ادب کے خلاف یہ جُملہ ناگوار گذرا اور مین نے اُن سے کہا کہ آپ کو ایسی باتین نہین کرنی چاہئین ادب و تہذیب کے خلاف ہے عِشق و محبّت مین پاسِ ادب بھی ضروری ہے وہ چلے گئے اور دوسرے روز مین بھی دیوہ شریف مین آگیا۔ چوتھے روز ملنگ شاہ خود حضورِ پُر نور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوئے۔ اور نہایت ادب سے اپنی عرض معروض کرنے لگے جب سب کچھ کہ چکے اور تسلّی بخش جواب پاچکے تو کہنے لگے کہ حضور دیوہ کی گلیون مین کنکر پتّھر بہت ہین جو تکلیف دِہ ہین حکم ہو تو سب مکانون کو گراکر زمین کو ہموار کردون تاکہ نہایت سُتھرائی سے یہ قصبہ از سرِ نو آباد ہو آپ اُنکی اِس گفتگو پر ناراض ہوے اور جانے کا حکم دیا۔

آخر زمانہ کے مکتوب نویس بارگاہِ وارثی حاجی اوگھٹ شاہ صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہین کہ ایک روز کا واقعہ ہے گرمیون کا موسم تھا دِن کے چار بجے ہون گے آستانۂ شریف کے باہر کچھ لوگ ٹاٹ پر بیٹھے ہوے باتین کررہے تھے کہ ایک درویش آئے جنکی وضع قطع ہندؤن کی سی تھی کاندھے پر کھاروے کی خورجی تھی بالون کی چوٹی بہت اونچی گندھی ہوئی تھی ڈاڑھی اور مونچھون کے بال بہت بڑھے ہوئے تھے تونبی اور چمٹا ہاتھ مین تھا لباس مین نیم آستین اور دُھوتی تھی اُنھون نے آتے ہی کہنا شروع کیا کہ مجھے حضورِ انور کی خدمتِ عالی مین پہونچا دیجیئے مین نے کہا ایسی کیا عجلت ہے ٹھہرو پہونچا دیئے جاؤگے اور لوگون نے بھی ایسا ہی کہا مگر اُنھون نے کسی کی نہ سُنی اور بہت اضطراب کی حالت مین کہنے لگے کہ مجھے لیچلو آج حضور کے دربار سے حصّے تقسیم ہورہے ہین مجھسے جنگلی شاہ نے کہا ہے کہ جلد پہونچو ورنہ تقسیم ہوجائین گے مین بندیل کھنڈ سے چلا آرہا ہون مجھے اِسی وقت پہونچا دو خورجی سے لوٹا نکال کر وہ کنوئین پر گئے اور مُنھ ہاتھ دھوئے اِسکے بعد حضورِ انور کی خدمتِ عالی مین پیش کئے گئے

وہان اِن سے حضورِ انور نے کچھ فرمایا جسکو وہی سمجھ سکے مگر اتنا دیکھنے مین آیا کہ وہ حضورِ انور کا ارشاد سُنتے ہی نہایت شاد و مسرور ہو کر باہر آئے اپنی اپنی توپی اور چیمٹا سنبھال کر شاہ فضل حسین صاحب وارثی سجادہ نشین حضرت کنز المعرفت کی مسجد مین گئے اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔ اِس سے معلوم ہوا کہ اِن کی ظاہری وضع ہندؤن کی سی تھی مگر یہ دراصل مسلمان تھے۔ (یہ تو ایسا واقعہ ہے کہ طالب حضورِ پُر نور کی خدمت مین پہونچا اور پہونچ کر اُس نے اپنا حصہ مانگا۔ بعض واقعات ایسے بھی پیش آئے کہ سمجھ مین نہ آسکا کہ طالب کیون آیا اور کیا لے گیا)۔

ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب وارثی رئیس ملاولی (جو ایک ذاکر و شاغل بزرگ ہین) ناقل ہین کہ مجھسے حضرت شاہ فضل حسین صاحب وارثی سجادہ نشین حضرت کنز المعرفت بیان فرماتے تھے کہ ایک عرب میرے پاس تشریف لائے جو خستہ حال معلوم ہوتے تھے مجھسے حضورِ انور کے آستانۂ عالی کا پتہ پوچھنے لگے اور کہنے لگے کہ مجھے حضرت سے ملنے کی سخت ضرورت ہے مین نے کہا آپ قیام کیجئے مین خود آپ کو پہونچا دونگا مگر وہ ایسی عجلت مین تھے کہ نہین ٹھہرے اور رستہ پوچھکر چلدئے مین بھی اُن کے پیچھے پیچھے ہو گیا۔ جب وہ آستانۂ عالی پر پہونچے تو دروازہ بند تھا ابھی وہ کچھ کہنے بھی نہ پائے تھے کہ دفعتہً بند دروازہ سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جسکو اُنھون نے نہایت ادب سے بوسہ دیا اور رخصت ہو گئے مین نے ہرچند اُن کو روکا اور ٹھہرانا چاہا مگر وہ نہین ٹھہرے اور چلے گئے کچھ سمجھ مین نہین آیا کہ کیا معاملہ تھا۔ اِس قسم کے واقعات اکثر پیش آئے اور آنیوالون کے کچھ تفصیلی حالات معلوم نہین ہو سکتے تھے۔

حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی تحریر فرماتے ہین کہ ایک روز آستانۂ عالی کے باہر چبوترے پر ہم لوگ بیٹھے ہوے تھے کہ ایک صاحب فقیرانہ لباس مین آئے اور بیٹھ گئے اُن سے دریافت کیا گیا کہ شاہ صاحب کہان سے آئے تو کہنے لگے جہان سے سب آئے پھر کہا گیا کہ کہان جاؤ گے وہ بولے کہ جہان سب جائین گے پھر پوچھا کہ آپ کا مکان کہان ہے تو کہا اس کی خبر نہین۔ اِسکے بعد اُنھون نے حضورِ انور کی خدمتِ عالی مین پہونچنے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ بعد نماز مغرب حضور کی خدمتِ عالی مین اُن کو پیش کیا گیا۔ حضورِ انور نے ٹھہرنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ ان کو چھ خوراکین دیجائین وہ پلٹ آئے مجھسے کہنے لگے کہ مین ایک رات کو بھرایون مین ٹھہرا تھا اور سہراب شاہ کی مسجد مین قیام کیا تھا وہان سب اچھی طرح ہین مین نے اُن سے نام دریافت کیا تو جنگلی شاہ نام بتایا اور جائے قیام بتانے سے انکار کیا اسکے بعد رخصت ہو کر چلے گئے اور شام کو آکر چھ خوراکین طلب کین جو مین نے دیدین۔ مین نے کہا آپ تو تنہا ہین یہ چھ حصے کیسے لے چلے تو ہنسکر کہا میرے ساتھ پانچ شخص اور ہین جنکو بستی کے اندر آنے کا حکم نہین ہے۔ پھر صبح کو یہ نہین آئے۔ خدا جانے وہ کن مجاہدات مین منہمک تھے کہ بستی سے الگ جنگلون مین قیام رکھتے تھے۔

ایسے واقعات بھی بعض لوگون نے دیکھے جن سے یہ پایا جاتا ہے کہ اِس زمانہ کے مجاذیب وغیرہ حضورِ انور کے تابع فرمان ہین۔ چنانچہ مولوی احمد حسین صاحب متوطن رہرانون ضلع بارہ بنکی ناقل ہین کہ ایک مرتبہ حضورِ انور لکھنؤ کی سرائے امین آباد مین قیام پذیر تھے آپ نے خود بخود ارشاد فرمایا کہ محمد علی شاہ سے ملین گے محمد علی شاہ ایک مشہور مجذوب درویش تھے جو امین آباد مین رہا کرتے تھے جیسے ہی آپ نے دروازہ پر قدم مبارک نکالا دور سے دیکھنے مین آیا کہ ایک شخص آرہا ہے حضور نے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے مگر وہ

بہت دور تھا جب قریب آیا تو اُس کی رفتار کبھی آہستہ ہو جاتی تھی اور کبھی مستون کی طرح جھومتا ہوا چلتا تھا جب بالکل قریب آگیا تو سُنا گیا تو اُس کی زبان پر یہ صدا ہے کہ "پل پل تک پل تک"، آپ نے اُس کی صدا کو سُنکر ارشاد فرمایا کہ "پیپل تک پیپل تک"، مگر اُس نے پل تک ہی کہا آپ نے پھر مکرر فرمایا کہ "پیپل تک پیپل تک"، اسپر بھی اُسکی وہی صدا رہی تو آپ نے تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا "محمد علی شاہ پیپل تک پیپل تک"، محمد علی شاہ مجذوب کی آنکھیں بند تھین اُنھوں نے یہ ارشاد سُنتے ہی آنکھیں کھول دین اور بموجب ارشاد عالی پیپل تک پیپل تک صدا لگائے شمال کی جانب چلے گئے کچھ سمجھ مین نہین آیا کہ کیا راز تھا اسکے بعد آپ اندر تشریف لے آئے۔

مولوی نادر حسین صاحب وارثی نگرامی (وکیل بارہ بنکی) تحریر فرماتے ہین کہ منشی محمد حسین صاحب وارثی مرحوم کا واقعہ ہے جو اُنھون نے خود مجھسے بیان کیا تھا کہ مین ضلع بستی مین محکمہ بندوبست مین ملازم تھا وہان ایک مجذوبہ آتی تھین اور سب کو فحش گالیان دیکر پیسے وصول کرتی تھین مجکو بھی گالیان دیکر پیسہ مانگا تو مین نے اُن سے زیادہ گالیان دین اور غصہ مین جوتے مارنے کی دھمکی دی اور اسی حالت مین مین نے اُن سے کہا کہ مین تمھارا معتقد نہین ہون جانتی ہو کس کا مرید ہون وہ خاموش ہوگئین مگر اُسی ہفتہ عشرہ مین میری شکایت مین بکثرت عرضیان گذرگئین آخرکار رخصت لیکر مین نہایت سراسیمگی و پریشانی کی حالت مین دیوہ شریف حاضر ہوا اور عرضیان گذرنے کا حال عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ "تم کبھی کو گالیان نہ دیا کرو نہ جوتے مارنے کو کہا کرو"، اُسوقت مجکو خیال آیا کہ یہ اُس مجذوبہ کا معاملہ ہے اِسکے بعد مین اپنی ملازمت پر واپس آیا تو کُل عرضیان داخل دفتر ہو چکی تھین وہین مجذوبہ پھر آئین اور کہنے لگین کہ اب تو جوتے مارو مین نے کہا اب تو گالی دو وہ مُسکرا کر خاموش ہوگئین۔

ایسے اکثر واقعات پیش آئین ہین جن سے یہ معلوم ہوا کہ حضور انور کے اثرات ولایت سب پر محیط تھے اور مجاذیب بھی جو ہر وقت مدہوشی کی حالت مین رہتے ہین آپ کے سامنے باہوش ہوکر اور باادب حاضر ہوتے تھے چنانچہ منشی عبدالغنی خان صاحب قبلہ وارثی رئیس پوروہ غنی خان ضلع رائے بریلی لکھتے ہین کہ جب حضور پُرنور دربھنگہ تشریف لے گئے ہین تو اُس زمانہ مین وہان بستی کے باہر کربلا مین (جہان تعزیے دفن ہوتے ہین) ایک جھاڑو شاہ نامی مجذوب رہا کرتے تھے اور درختون کے سایہ مین اُن کا قیام رہتا تھا حضور انور کے دربھنگہ پہونچنے کے تین روز قبل وہ شہر مین آئے اور جابجا اونچے ٹیلون پر کھڑے ہوکر کہنے لگے یہان تاشہ بجیگا یہان ارگن بجیگا یہان روشن چوکی بجیگی اور اسی طرح کہتے ہوئے نواب صادق علی خان صاحب و نواب انور علی خان صاحب کی کوٹھی تک پہونچے اور کھڑے ہوکر پھاٹک کی طرف دیکھکر کہنے لگے یہ پھاٹک آدمی ڈھکیل دینگے پھر اپنی پوربی زبان مین عجیب انداز سے صدا لگانے لگے "کلورو آوت ہے جو اب شراب نہ پیے دو کبھی شریے اوہ کا کبھون نہ ملے"، تمام شہر مین ہر گلی کوچہ مین یہی صدا لگاتے پھرتے تھے۔ حالانکہ اُسوقت تک باشندگان شہر کو حضور کی آمد کا علم بھی نہ تھا اور نہ یہ معلوم تھا کہ باجون وغیرہ کا کچھ انتظام ہے۔

(انہ بل) مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ وارثی اور دیگر معززین و عمائدین نے اعلیٰ پیمانہ پر حضور انور کی آمد مین انتظامات کئے تھے اور جن باجون کے نام جھاڑو شاہ مجذوب نے لئے تھے وہ سب تھے تمام شہر مین

بجلی کی روشنی کرائی گئی تھی اور بھی ہر قسم کے سازو سامان تھے جب حضور پُرنور شہر میں داخل ہوئے تو لاکھوں آدمی حضور انور کے ہمراہ تھے اور پالکی کی خاک کو آنکھوں سے لگاتے تھے حضور انور نواب صادق علی خانصاحب کے مہمان ہوئے۔ وہ جھاڑو شاہ مجذوب جنکی بزرگی سے تمام اہلِ شہر واقف تھے جو کبھی کربلا سے ہٹتے ہی نہ تھے اُس روز نواب صادق علی خان صاحب کی کوٹھی کے دروازہ پر زینہ کے قریب (حضور بالاخانہ پر مقیم تھے) بیٹھے ہوئے تھے اور جو کوئی اندر جانے کا قصد کرتا تھا وہ نہایت جلال میں اور درشت لہجہ سے یہ فقرہ کہتے تھے "وہ تو کہتا ہے حاجی صاحب آئے ہیں" اُن کی ہیبت سے چند لوگ یہ کہتے ہوئے واپس چلے گئے ہم نہیں کہتے اسی اثنا میں مرزا منعم بیگ صاحب وارثی (جو مقربین خاص میں سے ہیں) کسی ضرورت سے نیچے آئے اور جب پھر بالاخانہ پر جانے لگے تو اُسی طرح وہ غضبناک ہوکر ان پر بھی دوڑے اور کہنے لگے "وہ تو کہتا ہے حاجی صاحب آئے"، مرزا منعم بیگ صاحب نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ حاجی صاحب آئے ہیں اور تو اندھا ہے تو نہیں دیکھتا کیوں لوگوں کو پریشان کر رکھا ہے مرزا منعم بیگ صاحب سے یہ سُنکر جھاڑو شاہ کہنے لگے تم شہنشاہ کے ہمراہی ہو تم سے میں کیا کہہ سکتا ہوں اِسقدر میری التجا ہے کہ حضرت کی قدمبوسی کرا دو مرزا منعم بیگ صاحب اُن کی اطلاع کرنے کے لئے جانے لگے اور دو تین زینوں تک پہونچے ہوں گے کہ گھبرا کر جھاڑو شاہ صاحب نے آواز دی اور کہا کہ کیا کہو گے مرزا صاحب نے کہا یہ کہونگا کہ ایک فقیر صاحب حضور کی ملاقات کے لئے آئے ہیں وہ بولے خوب ہوا میں نے آپ کو واپس بُلا لیا آپ صرف اتنا کہدیجئے "در چیلا داتا کریم شاہ کا غلام آپ کا قدم چومنے کے لئے حاضر ہے" اِس کے سوا ایک لفظ عرض نہ کرنا اُنھوں نے جاکر یہی عرض کردیا آپ نے حاضر ہونے کی اجازت عطا فرمائی سُنتے ہی مجذوب صاحب اُٹھے دروازہ پر ایک سپاہی وردی پہنے ہوئے اور عمامہ باندھے کھڑا تھا مجذوب صاحب نے جلدی سے اُسکے سر پر سے عمامہ اُتار کر اپنے جسم کو چھپا لیا اور نہایت ادب سے حاضر ہوکر آستانہ بوس ہوئے حضور انور نے یہ ارشاد فرماکر "وہ ملاقات ہوگئی" رخصت فرما دیا۔

اِن واقعات سے ظاہر ہے کہ مجاذیب وغیرہ حضور انور کے تابعِ فرمان تھے۔

اِسی طرح سلب کیفیت کے واقعات ہیں کہ ایسے لوگوں کو جو سلوک میں رہنے کے قابل ہیں اور بارِ علائق رکھتے ہیں اگر جذب کی کیفیت پیدا ہوگئی تو آپ نے آناً فاناً اُس کیفیت کو بدل دیا۔

چنانچہ مولوی روشن علی صاحب وارثی الرزاقی اپنے والد ماجد شاہ مقصود علی صاحب بیٹھے پوری کا واقعہ لکھتے ہیں کہ اِن کو حضرت حاجی شاہ منصب علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگوں کی خدمت میں رہنے کا بہت اتفاق ہوا تھا جب حاجی شاہ منصب علی صاحب کا وصال ہوگیا تو شاہ مقصود علی صاحب کی "وہ مغلوب الحال" اور مجذوبانہ کیفیت ہوگئی دو سال تک اسی حالت میں پھرتے رہے حسنِ اتفاق سے ایک دن حضور انور کا سامنا ہوگیا آپ نے ایک نگاہ اُن کی طرف ڈالی معاً اُن کا جذب مبدل بہ سلوک ہوگیا اور وہ اپنے ہوش میں آگئے اُسی روز حضور انور کی بیعت سے مشرف ہوئے اور حضور انور کے خاص محبانِ صادق میں اُن کا شمار ہوا۔ قاضی رحمت علی صاحب اکبرآبادی لکھتے ہیں کہ محلہ غالب پورہ آگرہ کے رہنے والے ایک صاحب کریم بخش نامی چلہ کشی کے بڑے عادی تھے یہاں تک کہ اسی حالت میں اُن کی حالت دیوانگی کی ہوگئی ہر وقت اُن کے منھ سے کف جاری رہتا تھا اور لوگوں کو اُن سے بہت کراہیت آتی تھی اتفاق سے

حضورِ انور میرے مکان پر رونق افروز ہوئے لوگوں نے اُن کو میرے مکان کے صدر دروازہ پر لاکر کھڑا کردیا جب حضورِ انور باہر تشریف لائے تو لوگوں نے جلدی سے اُن کو آپ کے قدموں پر ڈالدیا۔

حضورِ انور نے اُن کی پشت پر دستِ مبارک رکھا اور تین مرتبہ فرمایا "ہوشیار ہوشیار ہوشیار" یہ فرماتے ہوئے رخصت ہو گئے کریم بخش صاحب کو اُسی وقت ہوش آگیا وہ اب تک زندہ ہیں اور اُنکی حالت بہت اچھی ہے۔

یہ حضورِ انور کے فیوضِ ولایت تھے کہ ایک نظر میں کسی کو بیہوش اور کسی کو باہوش بنا دیتے تھے اور آپ کی ذات سے ہر قسم کے فوائد نمایاں ہوتے تھے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ تمام و کمال صفات برتر کا ظاہر کرنا محالات میں سے ہے اور حضورِ انور کے ہر قسم کے فیوض و برکات اور واقعات و حالات کا سُراغ ملنا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ کیونکہ لاکھوں کروروں بندگانِ الٰہی مختلف ممالک و بلاد و امصار میں اُس ذاتِ فیض آیات سے مستفیض ہوئے ہیں۔

برکاتِ بیعت

جس طرح حضورِ انور کے فیضانِ ولایت نامحدود ہیں اور اُن کے تمام و کمال اِقسام نہ ہمارے علم میں ہیں نہ احاطۂ تحریر میں آسکتے ہیں اُسی طرح برکاتِ بیعت کے متعلق تمام و کمال پتہ لگنا دشوار ہے کہ آپ کی بیعت و ارادت سے کس کس قسم کے کیا کیا فوائد لوگوں کو پہونچے اتنا ضرور دیکھا جاتا ہے کہ عام مریدین کے قلوب دردِ محبت سے آشنا ہیں اور علیٰ قدر مراتب ہر ایک کو حضور کی بارگاہِ عالی سے کچھ نہ کچھ حصّہ ضرور ملا ہے۔ اور جو لوگ آپ سے نسبت رکھتے ہیں وہ نہایت کامیاب نظر آتے ہیں۔ آپ جنسِ اُلفت کے خریدار تھے اور یہی اِس سلسلۂ عالیہ کی سند ہے اور یہی تعلیم تھی کہ "جو محبّت ہے تو ہزار کوس پر بھی ہم پاس ہیں" پس جس کو جسقدر آپ سے محبّت ہے جتنا یقین و اعتقاد زیادہ ہے اُسی قدر فلاح و بہبود کی صورت ہے یا دجود اِسکے کہ پیر کا یہ کام ہے کہ وہ منزلِ طریقت کی راہ بتائے آپ اپنے مریدین کے دین و دنیا میں کفیل ہو جاتے تھے چنانچہ چودھری خدا بخش صاحب وارثی (جو ایک معمر اور واجب الاحترام بزرگ ہیں) بیان کرتے ہیں کہ حضورِ انور کی زبانِ مبارک سے یہ ارشاد میں نے اکثر سُنا ہے کہ "یہاں دین بھی ہے اور دنیا بھی ہے جسکا جو جی چاہے لے لے اور اگر دونوں کی ضرورت ہو تو دونوں ہیں"

چنانچہ بکثرت لوگوں کے ایسے واقعات سُننے میں آتے ہیں کہ وہ جس غرض اور نیّت سے مُرید ہوئے اُسمیں کامیاب ہوئے اور اگر کوئی غرض نہ ہوئی اور بعض حضورِ انور کی شان و عظمت کو دیکھکر شرفِ بیعت سے مستفید ہوئے یا خدمتِ عالی میں خلوص سے حاضر ہوئے تو خود حضورِ پُر نور نے اُن کی ہر طرح مدد فرمائی اور آپ کی تاثیراتِ بیعت نے اُن کو من مانی مراد سے بہرہ ور کیا۔ حاجی محمد شاکر خان صاحب وارثی (خلف الرشید مولوی محمد ناصر خان صاحب پنشنر کورٹ انسپکٹر و رئیس رائے بریلی) ناقل ہیں کہ ایک شخص خدا بخش خانساماں حضورِ انور کی بیعت سے مستفید ہوا اُسکی بیوی کو خدا جانے کیا مرض تھا کہ ہمیشہ بعد نماز مغرب بیہوش ہو جاتی تھی اور رات بھر بیہوش رہتی تھی مرید ہونے کے بعد خدا بخش کے مکان سے خط آیا کہ اب خود بخود وہ حالت رفع ہو گئی اور فلاں تاریخ سے بالکل وہ حالت نہیں ہوئی جو تاریخ اُس مرض کے جانے کی خط میں لکھی ہوئی تھی اُسی دن اور تاریخ کو یہ خوش نصیب خدا بخش حضورِ انور کے سلسلۂ غلامی میں داخل ہوا تھا۔ یہ تاثیر بیعت تھی جسکا فوراً ظہور ہوا۔

شیخ محبوب علی صاحب رحمانی جو کلکتہ کے ایک مشہور و نامور فیاض رئیس ہین اُن کے بھائی شیخ محمود علی صاحب مرحوم کا واقعہ ہے کہ اُن کے گھر مین اسقاط حمل ہو جایا کرتا تھا جس کی وجہ سے وہ سخت پریشان تھے کوئی تدبیر کارگر نہوتی تھی بالآخر وہ دیوہ شریف مین حاضر ہو کر حضور انور کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور بیعت ہونے کے بعد اپنے مکان کو واپس چلے گئے۔ اُن کے برادر مکرم شیخ محبوب علی رحمانی خود تحریر فرماتے ہین کہ شیخ محمود علی صاحب کے گھر مین بیعت کے بعد یہ بات جاتی رہی اسقاط حمل نہین ہوا اور لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نیاز وارث رکھا گیا جو بفضلہ موجود ہے (خدا اُسکی عمر دراز کرے آمین) یہ فیوض و برکات بھی صرف بیعت ہونے پر منحصر نہ تھے بلکہ جو خواہشمند ہوتا اور حضور سے امید رکھتا تھا وہ کامیاب ہوتا تھا چنانچہ حکیم مرزا فتح علی بیگ صاحب نقشبندی مجددی متوطن سعد آباد ضلع متھرا لکھتے ہین کہ میرے برادر طریق محمد خان صاحب متوطن آگرہ جو ایک نہایت ذاکر و شاغل بزرگ تھے یہ واقعہ اپنا چشمدید بیان فرماتے تھے کہ آگرہ مین ایک صاحب نہایت خوشحال تھے مگر غم فرزند نے اُن کو پریشان کر رکھا تھا وہ شب و روز اسی جستجو مین رہتے تھے کہ کسی طرح مین صاحب اولاد ہو جاؤن حسن اتفاق سے حضور انور آگرہ مین تشریف لائے تو آپ کو دیکھکر اُنھون نے خیال کیا کہ اِن بزرگ کو اپنے مکان پر لانا چاہیئے کیا عجب ہو کہ اِن کے مبارک قدمون کی برکت سے میرا نخل مراد بار آور ہو۔ چنانچہ اُنھون نے حضور انور کی خدمت عالی مین دعوت کے لیئے استدعا کی جو آپ نے قبول فرمائی وہ عقیدتمند نہایت مسرت سے اپنے مکان کی صفائی اور آرائش مین مصروف ہوئے راستہ سے دروازہ تک خوب چھڑکاؤ ہوا اور حضور کی آمد مین سب گھر والے نہایت شاد و مسرور تھے مگر ضرورت دیوانی ہوتی ہی۔ صاحب خانہ کو اُن کی خواہش نے دیوانہ بنا رکھا تھا اُنھون نے کسی عامل کے کہنے سُننے سے صدر دروازہ پر کوئی ٹوٹکا یا نقش اولاد پیدا ہونے کے لیے زمین مین دفن کر رکھا تھا۔ جسوقت حضور پُر نور تشریف لائے تو خاص اُسی مقام پر قدم مبارک رکھکر رُک گئے اور ارشاد فرمایا "یہ کیا شیطانی حرکت ہے اسکو ابھی نکال کر پھینک دو" چنانچہ صاحب خانہ نے اُسی وقت تعمیل ارشاد کی اور نہایت گرمجوشی سے حضور کو اپنے مکان مین لے گئے ہین نے اور بیشتر حاضرین نے دیکھا کہ اُس چھڑکاؤ کی ہوئی زمین سے گذر کر آپ نے سفید چاندنی پر بے تکلف پائے مبارک رکھے اور نشست فرمائی کوئی نشان چاندنی پر نہین آیا نہ دھبہ لگا یہ کرامت سُنا کرتے تھے اُسوقت آنکھون سے دیکھی حضور انور کی برکت سے صاحب خانہ کی امید کے موافق اُن کی مصیبت دور ہو گئی اور وہ صاحب اولاد ہو گئے۔

اِس قسم کے واقعات اکثر و بیشتر پیش آتے تھے اور ہزارون نامراد آپ کے فیوض و برکات سے بامراد ہو جاتے تھے حضور انور کا قول ہی کہ "عاشق کا مرید بے ایمان نہین مرتا" چنانچہ اِس ارشاد فیض بنیاد کی تصدیق بھی چند لوگون کی عینی شہادت سے ہوتی ہی کہ جو لوگ بولنے تک سے مجبور تھے وہ بھی نہایت صفائی سے کلمۂ طیبہ پڑھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے۔

مولوی حکیم محمود علی صاحب فتحپوری ناقل ہین کہ مجھسے شیخ حامد علی صاحب جگوری روایت کرتے تھے کہ اُن کے مکان مین ایک خادمہ تھی فطرتاً اُسکی خلقت ایسی واقع ہوئی تھی کہ صاف بات اُسکے مُنھ سے نہین نکلتی تھی ہمارے سب گھر نے کوشش کی کہ اُسکو کلمۂ طیبہ سکھا دین مگر کسی طرح اُسکی زبان سے ادا نہ ہو سکا حسن اتفاق سے حضور پُر نور تشریف لائے تو اُسکو بیعت کرا دیا گیا اُسکے تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ مرض الموت مین گرفتار ہو گئی نزع

کے وقت اُسکے عجیب وغریب حالات مشاہدہ کیے گئے اُسکی زبان سے کلمۂ طیبہ اسطرح جاری تھا کہ لوگ تماشہ دیکھتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پڑھا لکھا شخص نہایت فصاحت سے کلمۂ طیبہ پڑھ رہا ہے اور برابر کلمۂ طیبہ پڑھتی ہوئی راہیٔ ملکِ بقا ہوئی۔ ایسے لوگوں کو بھی دیکھا گیا جنکی ساری عمر سیاہکاری مین گذری مگر حضور انور کی بیعت کی برکت سے اُن کا خاتمہ بخیر ہوگیا۔ چنانچہ مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ وارثی (آنریبل ممبر ایگزیکٹیو کونسل بہار) ناقل ہین کہ حبیب اللہ خان ساکن پٹنہ بڑے شرابی اور عیاش تھے مگر مرنے کے وقت اُن کی عجیب کیفیت ہوئی انتقال سے تھوڑی دیر قبل اُنھون نے اپنے عزیزون سے کہا کہ مجھے نہلاؤ اور کپڑے بدلواؤ غسل کے بعد انھون نے پلنگ پر بیٹھنے سے انکار کیا اور زمین پر لیٹ رہے اور اپنے قریب ایک دوسرا بستر بچھوایا اور کہا کہ حضور انور تشریف لاتے ہین اسی حالت مین وہ کلمہ پڑھتے پڑھتے دُنیا سے رخصت ہوگئے۔

مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی پیتھے پوری لکھتے ہین کہ میرے ایک عزیز کی ایک خادمہ تھی اور حضور انور سے اُسکو بیعت تھی وہ عورت بہت خائف رہا کرتی تھی اور جب حضور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوتی تو موت کا خوف ضرور ظاہر کرتی اتفاق وقت سے وہ کسی شخص سے ناجائز طور پر ملوث ہوگئی اور حرام کا حمل قرار پاگیا صاحب خانہ نے اُسکو بہ اکراہ اپنے مکان سے نکال دیا اُسکا ایک جھونپڑے مین وضع حمل ہوا اور اس کے بعد وہ بیمار ہوگئی اور سرسام کا زور ہوگیا اُسکی ابتر حالت دیکھکر بعض لوگون کو ترس آگیا اور اُنھون نے یہ سمجھکر مسلمان ہے نجس نہ مرجائے اُسکی طہارت کرادی جب اُسکا نزع کا وقت آیا تو وہ بالکل ہوش مین آگئی اور بتیابانہ پکار اُٹھی " کہ میرے پیر تشریف لاتے ہین قدم پکڑو اور کلمہ پڑھتے پڑھتے اُسکی روح پرواز کرگئی جسوقت اُسکی تجہیز وتکفین کی گئی لوگون نے حیرت سے دیکھا کہ اُسکا چہرہ بہت نورانی تھا۔ یہ برکت بیعت تھی کہ خاتمہ بخیر ہوا ؎

نصیب ماست بہشت ای خداشناس برو	کہ مستحق کرامت گناہگارانند

اسی طرح بعض واقعات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بعد بیعت جن لوگون نے آپ سے قطع تعلق کرلیا اُن کی بھی آپ نے دستگیری فرمائی اور وقت مرگ ہاتھ پکڑنے کی لاج رکھ لی۔

چنانچہ مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ بالقابہ بیان فرماتے ہین کہ خان بہادر مولوی فضل امام صاحب سے مجکو بہت محبت تھی وہ میرے عموزاد بھائی تھے اُن کو حضور کے دستِ مبارک پر مجھسے پہلے شرفِ بیعت نصیب ہوا خان بہادر صاحب موصوف کو حضور انور سے بدرجۂ غایت محبت وعقیدت تھی جب حضور پٹنہ تشریف لاتے تو اُنھین کے مہمان ہوتے تھے ایک مرتبہ مولوی فضل امام صاحب کی خواہش ہوئی کہ کربلائے معلی جائین وہ حصول اجازت کے لیے دیوہ شریف مین حاضر ہوئے اور بعد اجازت کربلائے معلی روانہ ہوگئے اُنکی روانگی کے بعد مین دیوہ شریف مین حاضر ہوا تو حضور انور سے کچھ خان بہادر مولوی فضل امام صاحب کا ذکر بھی آگیا آپ نے فرمایا کہ "فضل امام کربلا تو گئے ہین کہین شیعہ نہ ہوجائین" مین نے عرض کیا حضور نے یہ کیا فرمایا تو ارشاد ہوا کہ "مقدرات کا جواب نہین"۔

چنانچہ یہی ہوا کہ بعد معاودت مولوی فضل امام صاحب نے اپنے تبدیل مذہب کا علانیہ اظہار کردیا۔ باوجود اسکے کہ اُنھون نے اپنا طریق مذہب بدل دیا لیکن اُنکو حضور پُر نور کی ذات بابرکات سے وہی محبت تھی مگر یا تو شرم وحجاب کی وجہ سے یا لوگون کے بہکانے سے وہ شیعہ ہوجانے کے بعد حضور انور کی خدمت عالی مین

حاضر نہین ہوئے جب مولوی فضل امام صاحب مرض الموت مین مبتلا ہوئے تو مین اُن کی عیادت کو روزانہ جاتا تھا انتقال سے دس پندرہ روز پیشتر اُنھون نے مجھسے دریافت کیا کہ اُن کے مرض کی نسبت میرا کیا خیال ہو صحت ہو گی کہ نہو گی اُن کا خیال تھا کہ ڈاکٹر اور طبیب اُن کو صحیح خبر نہین دیتے۔

مین نے کہا کہ بھائی مرنا برحق ہو آپ کو مردانہ طریقہ سے تیار ہو جانا چاہیئے کیونکہ اگر صحت ہو گئی تو ہزار ہزار شکر ہی اور اگر موت ہی ہو تو مردانہ وار ہونا بہتر ہے یہ سُنکر وہ سکوت مین آگئے اور آنکھون مین آنسو بھر کر کہنے لگے کہ بھائی تم نے خوب کہا اور بڑا احسان کیا۔ اب مین مرنے کے لیے بالکل تیار ہون اُن کی موت سے دو تین دن پہلے مین وکالت کے پیشہ کی وجہ سے باہر جانے والا تھا اُن کی عیادت کے لیے گیا تو اُن کی یہ حالت تھی کہ کبھی ہوش آنا تھا کبھی بیہوش ہو جاتے تھے۔ مجھے اُنھون نے پہچانا اور کہا کہ بھائی میرے نزدیک آجاؤ مجھے تسکین ہوتی ہے مین نزدیک گیا تو وہ پھر بیہوش ہو گئے۔ اُسوقت مین نے حضور انور کو یاد کیا اور دل ہی دل مین عرض کیا کہ یہ شیعہ ہون یا سُنّی آپ ہی کے ہین اور اِسوقت کون کام آسکتا ہو یہ خیال کر کے مین اُنکے پاس سے چلا آیا اور جہان جانا تھا چلا گیا اِسکے تیسرے دِن اُنھون نے انتقال کیا وہ مغرب کا وقت تھا مجھے عین اُسی وقت اطلاع ہوئی مین نہین کہہ سکتا کہ کیونکر ہوئی وہ ایک قلبی معاملہ تھا مین نے اپنا دِل تھام لیا اور اُٹھکر کھڑا ہو گیا اور بیساختہ زبان سے نکلا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مولوی غنی حیدر صاحب وارثی وکیل گیا اسوقت موجود تھے اُنھون نے کہا کہ خیریت ہی مین نے کہا کہ مولوی فضل امام صاحب کا ابھی انتقال ہو گیا۔ میرے عزیز سر سید علی امام بھی موجود تھے مگر وہ اُسوقت مکان کے اندر تھے اُنکو خبر ہوئی تو وہ دوڑے ہوئے میرے خیمہ مین آئے اور مجھسے کہا کہ یہ صرف آپ کا تخیل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب مین پٹنہ گیا تو معلوم ہوا کہ وہی وقت اُن کے انتقال کا تھا انتقال کے وقت جو لوگ اُن کے پاس تھے اُنھون نے بیان کیا کہ جسدن مولوی فضل امام صاحب کا انتقال ہوا ہے اُنھون نے کہا کہ اب میرا آخری وقت ہو ایک آدمی میرے کان کے پاس آیۃ الکرسی پڑھے اور دوسرا کلمۂ توحید پڑھے انتقال سے چند گھنٹے قبل یہ واقعہ پیش آیا کہ وہ ہوش مین آگئے اور اپنے مصاحب رجب خان سے کہا کہ اُٹھو کھڑے ہو جاؤ تعظیم بجالاؤ حضرت حاجی صاحب قبلہ تشریف لاتے ہین دوبارہ پھر غصہ سے یہی کہا تو رجب خان کھڑے ہو گئے اِس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہو کہ حضور کو ہاتھ پکڑنے کی کیسی لاج تھی۔ خواہ مرید آپکو بھول جائے مگر آپ کو اُسکی یاد رہتی اور آپ ہر حالت مین اُسکے ممد و معاون رہتے تھے ؎

اُلٹی موجین مارتا ہے اے حسن دریائے عشق		بھولے بیٹھے ہین ہم اُن کو جانتے ہین وہ ہمین

ایسے اکثر واقعات ہین کہ حضور انور کو اپنے مریدین کے پاس وقتِ نزع تشریف لاتے ہوئے لوگون نے بچشم خود دیکھا جن مین بعض واقعات دیگر حالات مین ناظرین کی نگاہون سے گذرین گے اِس موقع پر صرف برکاتِ بیعت کا ذکر ہے کہ آپ سے بیعت ہونے کے بعد کیسے فوائد دینی و دنیوی ظاہر ہوتے تھے اور اُن فوائد کے مختلف اقسام مین سے بعض کا تذکرہ مثالاً کیا گیا ہے ورنہ اِس قسم کے اور واقعات بھی اکثر لوگون کے چشمدید ہین کہ سیاہکاری و گناہگاری کی حالت کو آپ نے چشم زدن مین بدل دیا۔ اور اُن کی تاریک زندگی کا رُخ پلٹ دیا۔

مولٰنا تحیر وارثی عین الیقین مین لکھتے ہین کہ ستر کھ ضلع بارہ بنکی کے زمینداروں مین سے ایک صاحب

حضور انور سے بیعت تھے اور شراب سے بہت شوق رکھتے تھے ایک مرتبہ وہ خواب مین حضور انور کے دربار کا نقشہ دیکھکر حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوئے اور قدم مبارک پکڑکر رونے لگے خدا جانے وہ کس نیت اور خیال سے روئے تھے کہ اُن کی شراب کی عادت اِسطرح ترک ہوئی کہ جب مے نوشی کا ارادہ کیا تو حضور انور کو سامنے دیکھا اور ادب اور خوف کی وجہ سے جام شراب ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ پھر دوسری جگہہ جاکر یہ شغل مے نوشی کرتے تو وہان بھی یہی واقعہ پیش آتا ناچار شراب چھوٹ گئی اور یہ خیال بھی ترک ہوگیا۔

شیخ حسین علی صاحب نواب وارثی زمیندار ساوہ سُونا قل ہین کہ ایک شخص واحد خان نامی ساکن نانپارہ حد درجہ کا شرابی تھا اور اُس نے حضور انور سے بیعت کی حضور سفر مین تھے اور ہم لوگ ہمراہ تھے واحد خان بھی ساتھ ہوگئے۔ بہرائچ مین حضور پُرنور شیخ رحیم الدین صاحب کے مکان پر رونق افروز تھے مین ایک کمرہ مین سورہا تھا واحد خان نے شراب کی بوتل لاکر میرے بستر کے قریب رکھدی۔ مین بیدار ہوا تو بوتل دیکھکر مجکو سخت ناگوار ہوا مین نے دریافت کیا تو نور محمد شاہ صاحب خادم نے مجھسے کہا کہ یہ بوتل واحد خان نے رکھی ہے اِن سے ہرچند کہا جاتا ہے مگر یہ یہان سے نہین اُٹھاتے ہین مین غصّہ کی حالت مین حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ واحد خان نے بستر کے قریب شراب کی بوتل رکھدی ہے اگر گر پڑی تو ہم لوگون کے کپڑے خراب ہو جائین گے حضور نکلوا دین گے کہ اِن کے کپڑون سے شراب کی بو آتی ہے حضور انور نے اِس کے جواب مین ارشاد فرمایا کہ "وہ شراب پیتا ہے" یہ سُنکر مین خاموش ہورہا آپ نے اُسی وقت واحد خان کو بُلایا اور فرمایا کہ "تم شراب پیتے ہو خوب پیو جو کام آدمی کرے حد کو پہونچادے"

دوسرے دِن حضور نے گنڈارہ کا عزم فرمایا تو حضور انور کی پالکی کے سامنے واحد خان شراب کی بوتل ہاتھ مین لیئے ہوئے کھڑے تھے آپ نے فرمایا کہ واحد خان گنڈارہ چلو گنڈارہ چلو گنڈارہ مین حضور نے ایک دن قیام فرمایا وہان بھی واحد خان نشہ مین مخمور رہے اِسکے بعد مقام بڑن پور بہرام گھاٹ مین ایک شخص نے حضور کی دعوت کی وہان بھی واحد خان شراب لائے جب یہان سے رخصت ہوئے تو حضور پُرنور کے روبرو واحد خان نے حاضر ہوکر سلام کیا تو آپ نے فرمایا "واحد خان اب تو خوب پی چکے اب تم کو کیا کرنا چاہیے بس ہوچکا" واحد خان نے عرض کیا حضور ہان فرمایا "واحد خان اب تم اپنے دروازہ پر بیٹھے رہو تم کو کسی سے کیا کام واحد خان نے یہ ارشاد سنتے ہی بوتل اور گلاس اُسی وقت توڑ ڈالا اور سیدھے اپنے مکان پر نانپارہ چلے گئے اور وہان جاکر اپنے دروازہ پر بیٹھ گئے شراب بالکل چھوٹ گئی اور کسی اور ہی نشہ کی ترنگ آنے لگی۔ شیخ حسین علی صاحب لکھتے ہین کہ چھ ماہ کے بعد مین اُن سے مِلنے گیا تو ان کی عجیب پُرکیف حالت تھی ہر وقت محویت و استغراق مین رہتے تھے اُنھون نے مجکو پہچانا بھی نہین بلکہ مجکو کیا وہ کسی کو بھی نہین پہچانتے تھے اکل شرب سے بھی بے پروا تھے کسی نے کھلادیا تو کھالیا ورنہ کچھ پروا نہین۔ اُن کی حالت دیکھکر تعجب ہوتا تھا کہ یہ وہی واحد خان ہین جو ہر وقت نشۂ شراب مین سرشار رہتے تھے یا اب یہ حالت ہے کہ نئے عشق کا کیف ہر وقت آنکھون سے نمایان ہے۔ ایسے واقعات بھی ہین کہ چشم زدن مین لوگون کی حالت بدل گئی۔

مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی (سابق وکیل سرکار ورئیس گیا) ناقل ہین کہ ایک مرتبہ حضور پرنور خان بہادر مولوی سید نصیر الدین صاحب وارثی سی آئی اے کے دولت خانہ پر مقیم تھے اور حسب معمول حضور پرنور کی زیارت

وقدمبوسی کے لئے مجمع کثیر تھا اور دروازہ پر بھیڑ تھی۔ مولوی سبحان علی خان صاحب مرحوم ڈپٹی کلکٹر متوطن آرہ ضلع شاہ آباد بھی حضور کی بیعت سے مستفید ہوئے اور باہر آکر جہان کرسیان بچھی ہوئی تھین بیٹھ گئے۔ حاضرین اور اُنکے دوستون نے مبارکباد دی اُن کے ایک دوست مولوی یار حسین صاحب وکیل گیا بھی پہونچ گئے جو حضور انور کے نہایت سختی کے ساتھ منکر تھے اُنھون نے بجائے مبارکباد کے مولوی سبحان علی خان صاحب سے طعن کے لہجہ مین کہا کہ دولوا ب کیا ہی اب تو چھوٹے کھیلو[1]۔ سامعین جو عقیدت و محبت کے نشے مے رہے تھے اُن پر یہ طنزیہ فقرہ بہت شاق گذرا اور مولوی سبحان علی خان صاحب پر تو خاص اثر ہوا۔ وہ بہت شکستہ خاطر ہوئے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک خادم دوڑتا ہوا آیا اور مولوی سبحان علی خان صاحب کو بُلا کرلے گیا جب وہ حاضر ہوئے تو ارشاد ہوا کہ "بیٹھ جاؤ" جب بیٹھ گئے" تو فرمایا ہاتھ لاؤ" اُنھون نے گھبرا کر عرض کیا حضور مین ابھی مرید ہو چکا ہون حضور پُرنور خاموش رہے اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر کچھ خاص طریقہ سے خود پڑھا اور مولوی سبحان علی خان صاحب سے بھی پڑھوایا اور بعد تجدید بیعت اُن کی پُشت پر ایک گھونسا ما رکر فرمایا کہ دہ جاؤ اب چھوٹے کھیلو" یہ سُنکر مولوی سبحان علی خان صاحب ڈپٹی کلکٹر متحیر رہ گئے اور اس تجدید بیعت کا سبب اُن کی سمجھ مین آیا۔ مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ کا بیان ہی کہ ۱۹۲۰ء یا ۱۹۲۱ء مین یہ واقعہ خود مجھ سے مولوی سبحان علی خان صاحب نے بیان فرمایا تھا جب وہ گیا مین ڈپٹی کلکٹر تھے اُن سے دریافت کیا کہ آپ کے دل پر اُس وقت اِس تجدید بیعت کا کیا اثر ہوا اور امتداد زمانہ سے کیا اثر ہے اُنھون نے کہا مجھے اپنے حال پر تاسف ہوا کہ مین ایسا ہون جو میری تجدید بیعت کی ضرورت ہوئی مجھپر حضور پرنور کے کلمات طیبات کی یہ تاثیر ہوئی کہ بجائے بیخوف ہونے کے خوف و دہ ہوگیا اور اِس خوف کا اثر میرے تمام کاروبار اور معاملاتِ دنیاوی و دینی اور اعمال وغیرہ مین ظاہر ہو رہا ہی حضور انور کی یہ برکت بیعت تھی کہ ایک شخص نے جو حضور انور سے بیعت ہونے پر طعن کیا تو حضور نے اپنے مرید کی زندگی کا رُخ ہی پلٹ دیا۔ اور طعنہ دینے والے خود شرمندہ نادم ہوگئے یہ تجدید بیعت گویا اُن کی تجدید حالت پر مبنی تھی کہ وہ ایسی دولت سے سرفراز ہوئے جو قسمت سے ہاتھ آتی ہی خوف الٰہی کا پیدا ہونا اور عملاً و اصولاً اُسپر کاربند رہنا اختیاری نہین ہی جب تک فضل ایزدی شامل حال نہ ہو۔

اِس طرح آپ بعض کا رُخ مجاز سے حقیقت کی طرف بھی بدل دیتے تھے آپ کی بیعت سے مختلف اقسام کی تاثیرات پیدا ہوتی تھین مگر آخر کار راہِ راست ہی نصیب ہوتی تھی۔ آپ کے برکاتِ بیعت مین یہ بات بھی خاص تھی کہ تاثیراتِ عشق سے ہر شخص کو کچھ نہ کچھ حصہ مل جاتا تھا دستِ مبارک کو تھامتے ہی اور آپ سے ارادت و عقیدت پیدا ہوتے عشق کے وہ جذبات جو قلب مین مخفی رہتے ہین اور جن مین راگ سننے سے یا کسی حسین صورت یا اچھی چیز دیکھنے سے اشتعال ہوتا ہے۔ وہ مادہ نیکی یا بدی کی طرف مائل ہو جاتا ہے حضورِ انور کے دست اطہر کی یہ تاثیر تھی کہ اُسکو تھامتے ہی اُس مادہ مین غیر معمولی حرکت پیدا ہو جاتی تھی اور اُسکا آخری نتیجہ عشقِ حقیقی ہوتا تھا۔ ایسے اکثر واقعات سُننے مین آئے مگر مفصل دریافت نہ ہو سکے۔ حافظ پیاری صاحب کا واقعہ بطور مثال خاص طور پر قابلِ ذکر ہے جسکو چند صاحبون کے اصرار سے اُنھون نے خود لکھوایا ہے اِس سے اِس مسئلہ پر کافی روشنی پڑتی ہے کہ پیر سالک کس طرح

[1] یہ چھوٹے کھیلو کا محاورہ بہار مین ایسا ہی ہے جیسا لکھنؤ وغیرہ مین کھُل کھیلو ۱۲۔

عشقِ مجازی سے نکال کر عشقِ حقیقی کی طرف مرید کو لاتا ہے۔ اسلیے مناسب معلوم ہوتا ہو کہ اُس واقعہ کا کسی قدر تفصیل سے اس موقع پر ذکر کیا جائے کیونکہ حضور انور کی تاثیراتِ بیعت مین عشق اور منزلِ عشق ہی کو درجۂ خصوصیت حاصل ہے۔ اور یہ بجائے خود ایک داستانِ عشق ہو اور حضورِ انور کے مبارک تذکرہ سے اس واقعہ کو اس سبب سے خصوصیت بھی حاصل ہے کہ حضورِ انور کی توجہات باطنی کے ارشادات طیبات بھی اس مین شامل ہین۔

حافظ پیاری کا واقعہ اُنھین کی زبانی۔

حافظ پیاری صاحب کا بیان ہے کہ میری عمر پندرہ سولہ برس کی ہوگی مین لکھنؤ مین پڑھتا تھا۔ حضورِ انور کے والدِ ماجد سیدنا قربان علی شاہ صاحب قبلہ رضی اللہ عنہ کے عُرس شریف کی تقریب مین دیوہ شریف حاضر ہوا اور مین اپنے ایک رشتہ کے چچا کے مکان پر مقیم ہوا۔

حضورِ انور سے مین پہلے بیعت ہو چکا تھا اسلیے قدمبوسی کی غرض سے حاضر ہوا میرے وطن موضع بڑا گاؤن کے کچھ لوگ حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوئے اور میرے حقیقی عم مکرم مولوی نور کریم شاہ صاحب قدوائی کی بنسبت عرض کیا کہ حضور کے تہ بند پوش فقیر مولوی نور کریم شاہ کا انتقال ہو گیا اب ہمارا گاؤن حضور کے فقیر سے خالی ہو گیا۔ آپ نے یہ سُنکر ارشاد فرمایا کہ "فقیر کی جگہ خالی نہین ہوتی جو مستحق ہوتا ہے وہ پاتا ہے"

اُسوقت حضورِ پُر نور نے ایک کتاب مجکو مرحمت فرمائی جسمین یہ مضمون تھا کہ "کوئی امیر کسی رئیس کی لڑکی پر عاشق ہوگیا اور اسکے عشق مین بہت مصائب و تکالیف کا سامنا ہوا اور رات دن اُسکے مکان کا چکّر لگانے لگا۔ برسون تک اُسکی یہ حالت رہی بعد ازان ایک درویش سے اُسکی ملاقات ہوئی اور وہ سکون کی حالت مین ایک جگہ بیٹھ رہا۔ فقیرانہ زندگی اختیار کر لی اُس لڑکی کو جس کا وہ عاشق تھا خیال پیدا ہوا کہ کیون اُس نے ایک دم سے مجکو فراموش کر دیا۔ اِس خیال مین وہ بھی اپنے مکان سے نکل کھڑی ہوئی اور اپنے عاشق کے پاس پہونچکر سبب کشیدگی دریافت کیا تو اُس نے خدا جانے کیا کہا کہ وہ بھی پاؤن توڑکر ایک جگہ بیٹھ گئی"

یہ اُس کتاب کے مضمون کا مختصر خلاصہ ہے آپ نے اس کتاب کو مرحمت فرماتے وقت یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "اسکو دو مرتبہ روز پڑھ لیا کرو" اور کچھ شیرینی بھی مرحمت فرمائی۔ مین بہت خوش خوش اپنے چچا صاحب کے مکان پر پہونچا اور اپنی چچی صاحبہ سے تذکرہ کیا کہ آج حضور نے مجکو شیرینی عطا فرمائی اور یہ کتاب مرحمت کی اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ "اسکو روز ایک دو مرتبہ پڑھ لیا کرو" چنانچہ گھر کی سب مستورات کو اُس کتاب کے سننے کا اشتیاق پیدا ہوا اور مین سُنانے لگا پھر تو یہ ہوا کہ روزانہ اُس کتاب کو پڑھنا اور سب کو سُنانا پڑتا تھا۔ میری چچی صاحبہ کی لڑکیان قرآن شریف پڑھتی تھین ایک روز چچی صاحبہ نے کہا کہ میری لڑکیان بڑی ہوگئی ہین اب باہر کے آدمی سے پڑھوانا مناسب نہین معلوم ہوتا تم گھر کے لڑکے ہو قرآن شریف پڑھا دیا کرو۔ مین پڑھانے لگا اُن کی ایک لڑکی جس کو سب "پیاری" کہتے تھے تیسرا پارہ پڑھتی تھی وہ میرا بے شعوری کا زمانہ تھا مگر مجھے اُسکو کلام مجید پڑھانے مین خاص لطف آتا اور یہی دل چاہتا تھا کہ

یہ قرآن شریف پڑھے جائے اور مین سُنے جاؤن۔ اور یہ چاہتی تھی کہ یہ دن بھر اُس کتاب کو (جو حضرت اقدس سے عطا ہوئی تھی) پڑھے اور مین سُنون۔ عُرس شریف کے ختم ہونے پر کچھ دنون مین نے یہان قیام کیا بعدازان اپنے موضع بڑاگانؤن کو چلاگیا۔ وہان پہونچکر دو ایک روز کے معلوم ہوا کہ میری حقیقی ہمشیر کی شادی عنقریب ہونے والی ہے اور اُسمین تمام اعزّہ جمع ہون گے۔ چنانچہ اُس تقریب مین میرے چچا صاحب آئے چچی صاحبہ آئین اور اُن کی سب لڑکیان بھی آئین۔ بعد ختم تقریب سب نے قصدِ روانگی کیا تو چچی صاحبہ کو اور اُن کی لڑکیون کو میرے والدین نے روکا۔ چچی صاحبہ نے کہا مین تو نہین رہ سکتی مگر لڑکیون کو اس شرط سے چھوڑ سکتی ہون کہ حافظ عبدالکریم قرآن شریف پڑھا دیا کرین (حافظ پیاری صاحب کا نام عبدالکریم ہے) میری والدہ نے کہا کہ وہ تمھارا ہی لڑکا ہے بسروچشم کلام مجید پڑھائیگا۔ چنانچہ اُن کی والدہ لڑکیونکو چھوڑکر چلی گئین اور مین نے نہایت جانفشانی سے کلام مجید پڑھایا اور بہت جلد ختم کرادیا۔ مگر روزانہ آتشِ محبت سینہ مین مشتعل ہوتی گئی۔ اور یہی دل چاہتا تھا کہ وہ پیاری کی دلفریب صورت نگاہون کے سامنے رہے اور مین قرآن شریف پڑھاتا رہون۔

میری سرگرمی کی وجہ سے اِس خواندگی کی شہرت بھی بہت ہوگئی لیکن کسی نے لحاظ کی وجہ سے یہان کچھ نہ کہا مخفی طریقہ سے اُس لڑکی کے والدین کو اِس حالت کی خبر دی۔ چنانچہ ایک روز یکایک کہار سواری لیکر آپہونچے۔ آہ وہ وقت بھی عجیب مصیبت کا وقت تھا جو قلوب دردِ محبت سے آشنا ہین وہ اندازہ کرسکتے ہین کہ معشوق کو رخصت کرنے کا وقت کسقدر سوہان روح اور مصیبت کا ہوتا ہے میری جو حالت تھی خدا ہی خوب جانتا ہے مگر اُس لڑکی کی حالت بھی نہایت خراب ہونے لگی تمام مستورات ہم دونون کی حالت دیکھکر متوحش ہوگئین چلتے وقت اُس لڑکی نے مجھسے کہا کہ بھائی آپ دیوہ شریف کب آئینگے مین نے نہایت بیقراری کے عالم مین جواب دیا کہ تمھارے جانے کے بعد مین بھی آتا ہون۔ چنانچہ سادہ مئو مین قیام کرکے دوسرے دن زنانہ سواریان دیوہ شریف مین پہونچ گئین اور مین بھی اُسی روز شام کے وقت اُن کے مکان پر پہونچا میری اور اُس لڑکی کی یہ بات طے ہوچکی تھی کہ قرآن شریف ختم ہونے کا تذکرہ اپنی والدہ سے نہ کرنا بلکہ یہ کہدینا کہ ابھی کچھ باقی ہے اُس لڑکی نے اپنی والدہ سے یہی کہا اُس کی والدہ نے کہا کہ اب بقیہ کلام مجید کیسے ختم ہو۔ مین نے کہا مین روز بڑاگانؤن سے آکر پڑھا جایا کرونگا۔ چچی صاحبہ نے کہا اتنی مسافت روزانہ طے کرنے پر لوگ کیا کہین گے۔ مین نے کہا لوگون سے کیا مطلب دلون اور نیتون کا دیکھنے والا خداوند عالم ہے۔ اُنھون نے جواب دیا مین کیا کہون صرف لوگون کا خیال ہے۔

مین روزانہ بعد نماز مغرب بڑے گانؤن سے چلتا تھا اور آٹھ نو بجے شب تک دیوہ شریف مین آجاتا تھا اور یہان قرآن شریف پڑھاتا تھا اور کچھ رات رہے یہان سے چل دیتا تھا۔ صبح کی نماز بڑاگانؤن مین جاکر ادا کرتا تھا دو ڈھائی سال تک یہی انداز رہا اب دیوہ شریف کے باشندون مین بھی چہ میگوئیان ہونے لگین اور لوگون نے اُس لڑکی کے والدہ سے کہا کہ حافظ عبدالکریم کے روزانہ تمھارے مکان پر آنے کی کیا وجہ ہے۔ ایسی بھی کیا عزیزداری! اُس لڑکی کے والد ریاست جہانگیرآباد مین ملازم تھے وہانؔ سے آئے اور آکر اُنھون نے اپنے مکان مین نہایت تہدید اور فہمائش کی کہ وہ ہمارے مکان پر ہرگز نہ آنے پائے اُس روز مین حسب عادت

شب کے وقت پہونچا تو اُس لڑکی کی والدہ نے مجکو گھر مین آنے سے روکا۔ وہ لڑکی ایک کتاب دینے کے بہانے سے دروازہ پر میرے پاس آئی اور مجھسے کہا کہ سب کا خیال ہو کہ اِس مکان کے بالاخانہ پر جن رہتے ہین اب تم مجکو دیکھنا چاہتے ہو تو شب کو بھیس بدل کر اور جن بنکر آؤ۔ لیکن اگر خبر ہو گئی تو دشمنون کی جان پر آبنے گی مین نے کہا اِس کا کچھ غم نہین مین سب انتظام کرکے دو تین روز مین آتا ہون۔ اتنے مین چچی صاحبہ نے اُس لڑکی پر بھی خفگی کا اظہار کیا اور اُسکو بلا لیا۔ مین نہایت پریشانی و بدحواسی کے عالم مین وہان سے رخصت ہوا آہ ؎ همه شوق آمده بودم همه حرمان رفتم

مین اُس مکان کے بالاخانہ پر جنات کے رہنے کی شہرت پہلے بھی سُن چکا تھا مگر یہ ترکیب اُس کرشمۂ حُسن نے حضرتِ عشق کی مدد سے ایسی بتائی جس دانائی و حکمت اور فہم و فراست پر مین دل ہی دل مین آفرین کہتا تھا اور ہر بنِ مو سے اِسکی داد دیتا تھا۔ مین نے دل مین ٹھان لی کہ مین جن ضرور بنونگا خواہ وہ سچ مچ کے جنّات مجھے مار ہی کیون نہ ڈالین اور گھر والے مجھے کتنا ہی ذلیل کیون نہ کرین آہ وہ وقت بھی عجیب وقت تھا جب دل نے مجبور کیا تھا کہ اُسی فرمان کی تعمیل فرض عین ہے جو بارگاہِ حُسن سے صادر ہو مین پہلے اپنے مکان پر بڑا گانٔون مین گیا اور مکان سے کچھ روپیہ لیکر لکھنٔو پہونچا اور جن بننے کے لیے سامان خریدنے لگا۔ مختلف قسم کے عطر اور اگر وغیرہ کی تبیان۔ شیرینی۔ کوئلے اور دیاسلائیان اور دو دو ہاتھ کی لانبی موٹی سات آٹھ سلاخین لوہے کی بنوائین (یہ اس لیے کہ دیوار مین گاڑ کر آسانی سے اُن کے ذریعہ سے کوٹھے پر چڑھ جاؤن) ایک پورا تھان کپڑے کا خرید کیا جس مین یہ سب چیزین باندھ لین اور دیوہ شریف پہونچا کر مین وہی تھان باندھ لیا اور اُسی مین پیچھے کی طرف سب سامان رکھ لیا کہ اوپر جاکر کھینچ لونگا۔ اور اُن سلاخون کے ذریعہ سے اوپر پہونچ گیا۔ اُسوقت جو قلب کی حالت تھی اور جو سنسنی خیز کیفیت تھی وہ لفظون مین بیان نہین ہو سکتی آہ ؎

طریقِ عشق مین کوئی نہین جو آبرو رکھے		خداوندا اُسی کی پت رہے گی جس کی تو رکھے

مین نے اوپر پہونچکر کسی جگہ اگر کی بتی اور لوبان وغیرہ سُلگا یا کہین چراغ روشن کردیا کہین عطر اور گلاب چھڑک دیا۔ غرضکہ تمام چھت خوشبو سے مہک گئی اُسوقت خود بخود دِل مین آیا کہ اگر زینہ سے اِس مکان مین اُترے تو کوئی جن نہ سمجھے گا۔ چھت پر سے کود پڑنا چاہیے یہ خیال آتے ہی مین کوٹھے پر سے اِلّا اللہ کہکر کود پڑا (وہ لڑکی تو واقف ہی تھی) اور سب گھر کی آنکھین کھل گئین اور جسقدر مستورات تھین سب حواس باختہ ہو گئین اور نہایت بیتابی کے عالم مین اُنھون نے کہنا شروع کیا۔ یا حاجی صاحب۔ یا خواجہ صاحب یا شاہ منعم صاحب۔ یا شاہ عبدالرزاق بانسوی ہماری مدد کرو۔ اُس لڑکی کی والدہ نے خوف و دہشت کی وجہ سے چراغ بھی گل کردیا کہ جن کی بھیانک صورت سے بچے نہ ڈر جائین مین دالان مین پہونچ گیا اور مین نے کہا کہ چراغ جلاؤ اور ہماری صورت دیکھو تم روز کہا کرتی تھین کہ ہم نے جن کی صورت نہین دیکھی اور خوشامد کرنے لگین کہ ہم صورت دیکھنا نہین چاہتے برائے خدا ہم پر رحم کیجیے مین نے کہا تم یہ نہ سمجھنا کہ ہم اس وجہ سے آئے ہین ہمارے آنے کی دراصل یہ وجہ ہے کہ وہ حافظ جو بڑا گانٔون سے آتا تھا اور اُس سے یہ لڑکی قرآن شریف پڑھا کرتی تھی تو ہم بھی سُنا کرتے تھے۔ اب کیا وجہ ہو کہ تین دن سے قرآن خوانی نہین ہوتی اسپر وہ مستورات کہنے لگین کہ

حافظ کو ہم نے اپنے پرائے کی لاج کی وجہ سے روک دیا ہے اگر آپ قرآن سننا چاہتے ہین توجسوقت کے لیے حکم دین یہ لڑکی اُسی وقت تلاوت کیا کرے مین نے کہا کہ مجکو قرآن شریف سننے سے مطلب ہے حافظ سے غرض نہین ہین شب کو روز آؤنگا یہ قرآن سُنائے ہم دو بھائی ہین اور دونون مدت سے یہان رہتے ہین۔
اُنھون نے یہ بات منظور کرلی اور مین روزانہ اِسی طریقہ سے خوشبو کی چیزین چھت پر سُلگا کر اونچے کودپڑتا تھا۔ مگر اوپر زینہ ہی کی طرف سے چڑھتا تھا اِس واقعہ کی تمام بستی مین شہرت ہوگئی اور حضور انور کی خدمت عالی مین بھی عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا "ہان ہان پڑھا جن ہے پڑھا جن ہے" حضور کے ان لفظون کو کوئی نہ سمجھا اور سب کو یہی خیال مستحکم رہا کہ جن ہے تقریبًا اِسی طرح جن بنکر میری آمدورفت رہی اور درمیان مین اکثر پہلے کی طرح یعنی حافظ عبد الکریم کی صورت مین بھی مہمان کے طریقہ پر آیا جب اِس طرح آتا تھا تو پہلے سے گھر والون سے جن بنکر کہدیا کرتا تھا کہ اب فلان فلان مقام پر عرس ہے ہم دہان جائین گے اور کچھ دنون نہ آسکین گے۔

چنانچہ اسی مہمانداری کے زمانہ مین اُس لڑکی کی والدہ نے اِس خیال سے کہ یہ محبّت پاک ہے اور قابل اطمینان ہے کہ نہین یہ قصد کیا کہ حضور پرنور میرے مکان پر تشریف لائین اور اِسکے متعلق کوئی اِشارہ اپنی زبانِ مبارک سے ارشاد فرمائین تو خدشہ رفع ہوجائے۔ اس سبب سے اُسکی والدہ نے مجھسے کہا کہ سرکار مین حاضر ہوکر عرض کرو اگر تشریف لائین تو سب زیارت کرین۔

مین عرصہ سے شرمندۂ محبت تھا خوف کی وجہ سے حاضری کی نوبت نہین آتی تھی راستہ گلی مین جب حضور کو دیکھتا تو نیچی نگاہ کرکے ادب سے سلام کرلیتا اور قدمبوس ہوجایا کرتا تھا۔ اور حضور پرنور میری طرف غلط انداز سے دیکھتے اور تبسم فرماتے ہوئے اِسقدر ارشاد فرماتے تھے کہ "حافظ حافظ تم خطیب کے ہان ٹھہرے ہو ایک خون ایک جگر کا معاملہ ہے"، اُس لڑکی کے دادا کا نام لیکر فرماتے تھے اُس لڑکی کی والدہ کے اصرار سے مین حضور مین حاضر ہوا اور پیام عرض کیا حضور انور نے فرمایا "اچھا اچھا سہپہر کو چلین گے" مین نے آکر اطلاع دیدی سب مستورات نے مل جُل کر مکان کی صفائی وغیرہ شروع کردی اور حضور انور کے لئے نشست کی جگہ کو آراستہ کیا۔ سہپہر کو مین حضور مین حاضر ہوا آپ تشریف لائے اور بستر پر استراحت فرمائی میری چچی صاحبہ اور اُن کی لڑکیان ہاتھ پاؤن دبانے لگین اور پنکھا جھلنے لگین۔ مین اُسوقت تھوڑے سے فاصلہ پر دیوار سے سہارا لگائے دم بخود بیٹھا ہوا تھا میرے قلب کی حالت اُسوقت بہت نازک تھی اور بے اختیار رقت طاری ہورہی تھی اُسوقت حضور انور نے کئی مرتبہ دریافت فرمایا کہ "حافظ کہان گیا حافظ کہان گیا"، اُس لڑکی کی والدہ نے اشارہ سے بتایا کہ وہ بیٹھے ہین۔ اتنے مین اُس لڑکی نے کہا کہ بھائی تم بھی آکر حضور کے پاؤن دباؤ یہ سنکر ڈرتے ڈرتے مین قدمون کے قریب پہونچا مین نہین کہہ سکتا کہ اُسوقت مجھپر کیا عالم بیخودی طاری تھا اور کسقدر رقت کے ساتھ محویت کا غلبہ تھا کہ باوجود اپنے مقدور بھر ضبط کی کوشش کرنے کے ازخود رفتگی مین اُس لڑکی کی اور میری یہ حالت ہوگئی کہ مین اُسکے پاؤن دبارہا تھا اور وہ میرے پاؤن دبارہی تھی اور حضور پرنور زیرلب تبسم فرمارہے تھے۔ اِسی اثنا مین حضور انور نے اُس لڑکی کی والدہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ

دوہم نے بہت سیر کی ہے اور تمام ملکون مین پھرے ہین ایک مقام پر پہونچے تو معلوم ہوا کہ ایک شخص کسی
لڑکی پر عاشق ہے مگر اُسکا عزیز ہے لوگون نے اُسکی حالت دیکھکر بدنامی کا خیال کیا اور اُسکے آنے جانے
کی ممانعت کرنے کے لیے مشورہ کرنے لگے یہ بات طے پائی کہ یہ کسی کے کہنے سننے سے نہین مانے گا
جس کا یہ عاشق ہے اگر وہ لڑکی خود کہدے کہ تم میرے پاس نہ آیا کرو مان جائیگا اُس کے عزیزون نے
اُس لڑکی کو سمجھایا اور مجبور کیا کہ اُس سے خود کہے جیسے ہی وہ آیا اور اُسنے کہا اُس عاشق نے جواب دیا
کہ سچ کہتی ہو مین نہ آؤن تین مرتبہ اُسنے تکرار کی اور اُسنے جواب دیا کہ ہان نہ آؤ۔ جیسے ہی تیسری مرتبہ نہ آنے کو
کہا عاشق کی روح قالب سے پرواز کر گئی اپنے عاشق کی یہ حالت دیکھکر وہ لڑکی بھی جان بحق تسلیم ہوگئی"
یہ فرما کر حضور انور نے فرمایا دوستو سنو پاک عشق مین خدا مدد کرتا ہے اگر ہرزہ ریکجائی ہو تو کچھ نہین ہو سکتا"
یہ فرماتے ہوئے آپ اُٹھ بیٹھے اور اُس لڑکی کی پُشت پر اور میری پُشت پر ایک ایک گھونسا رسید کیا۔
اس واقعہ کے بعد سے میری چچی صاحبہ کی بدگمانی جاتی رہی۔ اور وہ میری خاطر کرنے لگین مگر میری آمدورفت
کی شہرت عام تھی اور جیسا دنیا کا قاعدہ ہے لوگ طرح طرح کے الزامات سے متہم کرتے تھے اور مین حسب دستور
یہان سے بعد جہانی بڑا گانون گیا اور وہان سے جن بنکر پہلے کی طرح روزانہ شب کو آنے جانے لگا
مین نے ایک روز اُسی جناتی شکل مین اُس لڑکی سے کہا کہ مین لکھنؤ جاتا ہون جن بنّے کا سامان لانا ہی
تمھین جو منگانا ہو بتا دو لیتا آؤنگا۔ اُسنے ایک عقیق البحر کی تسبیح کے لیے کہا۔ میرا خیال تھا کہ اسوقت
سب گھر سو رہا ہے مگر حقیقۃً میری چچی صاحبہ بیدار تھین اور وہ چپکے چپکے میری باتین سُن رہی تھین اُنھون نے
میری گفتگو کا یہ مطلب سمجھا جو مجکو بعد کو معلوم ہوا کہ حافظ نے میرے یہان کے جنّات کو عمل وغیرہ پڑھکر اپنے
قبضہ مین کرلیا ہے اور جن بنکر اُن کی مدد سے آتا ہی مگر جنات کا خیال دل سے دور نہوا۔ لیکن اسکا پورا یقین
ہوگیا کہ یہ ضرور حافظ ہے مگر اُنھون نے کبھی مجھسے یہ خیال ظاہر نہین کیا۔ مین بدستور جن بنکر آتا جاتا رہا اور
تین چار ماہ کے بعد جہان بنکر گیا تو چچی صاحبہ نے صرف اُسی لڑکی کو مجھسے پردہ کرلیا اور سب لڑکیان میرے
سامنے آئین اُسوقت مجکو بہت پریشانی ہوئی مجکو بیٹھے ہوئے دس پندرہ منٹ کا عرصہ گذرا ہوگا کہ وہ لڑکی
دفعۃً پردہ سے باہر نکل آئی۔ اور جہان مین بیٹھا تھا وہین آکر کھڑی ہوگئی اُسکی بڑی ہمشیرہ نے کہا کہ
اماجان نے تمکو باہر آنے سے منع کیا تھا پھر کیون باہر آئین اُسنے جواب دیا کہ اماجان کی یہ بات خلاف
عقل ہے حافظ میرے رشتہ مین بھائی ہین اور مجکو قرآن شریف بھی پڑھایا ہے اور تمام بستی جانتی ہے
کہ ان سے پردہ نہین ہے پھر اِس پردہ مین میری بدنامی ہے کہ نہین۔ آخر پردہ کی وجہ کیا ہی یہ سُنکر
سب مستورات دم بخود رہ گئین مگر مین بہت پریشان ہوا اور میری طبیعت اُلجھ گئی۔ مین اُسی وقت
رخصت ہوا اُس لڑکی کی والدہ نے بہت روکا مگر مین نہین ٹھہرا اور اسی واقعہ کے خیال مین چل دیا۔
طرح طرح کے منصوبے دل مین پیدا ہوتے تھے کہ آج جن بنکر خوب ان سب کو درست کرنا چاہیے
بدحواسی کے عالم مین قدم نہین اُٹھتے تھے مین راستہ سے پھر لیٹا اور دیوہ شریف کو واپس آیا۔ اور
اُس مکان پر پہونچا جب اندر گیا تو ایک سنّاٹے کا عالم تھا۔ وہ لڑکی نہایت پریشان بیٹھی ہوئی تھی
مین نے اُس کی بہنون سے سبب دریافت کیا تو اُنھون نے بیان کیا کہ آپ کے جانے بعد اماجان نے

پردہ سے باہر آنے کے جُرم مین اِن کو خوب مارا ہے۔ مگر یہ اب بھی یہی کہتی ہے کہ مین اُن سے پردہ نہین کرون گی۔ اِس واقعہ سے مجکو اور بھی وحشت ہوگئی اور مین چلا آیا۔ جب رات ہوئی تو حسب دستور مین جن بنکر کوٹھے پر گیا اور اُسی طرح کودپڑا اُن کی والدہ کو سخت تعجب ہوا کہ کل تو یہ کہہ گئے تھے کہ ہم اجمیر شریف جاتے ہین۔ آج کیسے آگئے مین نے پہلا سوال یہ کیا کہ تم نے اپنی لڑکی کا حافظ سے پردہ کیون کرایا۔ اور جب وہ چلا گیا تو لڑکی کو کیون مارا ہم کو اسکی خبر ہوگئی اور ہم اِسی وجہ سے واپس آئے ہین۔ ہم بیشک حافظ کے قبضہ مین ہین اب تمھارے ہان حافظ کبھی نہین آئیگا۔ ہمکو تمھاری حرکت سے بہت رنج ہوا حافظ جو خدمت ہم سے لیگا ہم اُسکی بجا آوری کے لیے تیار ہین۔ یہ سُنکر سب متوحش ہوگئین اور خوشامد سے خطا معاف کرانے لگین مگر جن صاحب اپنی ہی بات پر قائم رہے۔ دوسرے روز مین پھر یہان بنکر آیا اور اپنے دوسرے چچا صاحب کے مکان پر مقیم ہوا جو اُس مکان سے متصل تھا۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا میرے آنے کی خبر جب اُس لڑکی کی والدہ کو ہوئی اور یہ معلوم ہوا کہ وہ ہمارے ہان نہین آیا اور دوسری جگہ ٹھہرا ہے تو جنّات کی خفگی کے خیال سے اُنھین اور وحشت ہوئی کہ کہین نئی مصیبت نہ نازل ہو دیکھیے جنات ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہین۔ اُنھون نے اِس خوف کی وجہ سے کئی مرتبہ اپنی ماماؤن کو بھیجا کہ جسطرح ہوسکے مجکو لے آئین مگر مین نہین گیا جب روزہ کھولنے کا وقت ہوا تو افطاری اُس مکان سے بھی آئی جہان مین ٹھہرا تھا اور اُس لڑکی کی والدہ نے بھی بھیجی مین نے اِس خیال سے کہ چچی صاحبہ کے ہان کی افطاری مین وہ ہاتھ لگے ہون گے وہی افطاری کھائی اور اِس افطاری مین سے جو جائے قیام سے آئی تھی اُٹھا کر جتنی کھائی تھی اُس مین شامل کردی تاکہ اُس لڑکی کی والدہ کو بھی علم ہو کہ ہمارے ہان کی افطاری نہین کھائی یہی ہوا کہ جب چچی صاحبہ نے اپنے سب برتنون مین بدستور افطاری دیکھی تو وہ اور متوحش ہوئین کہ میرے یہان کی افطاری بھی واپس کردی بالکل نہین کھائی جب شب کو سب تراویح مین چلے گئے اور مین تنہا رہ گیا تو پھر چچی صاحبہ کے یہان سے کھانے کے لیے ماماٰئین بلانے آئین مگر مین نے انکار کردیا بالآخر خود آکر پکڑلے گئین اور اپنے گھر لیجا کر اُس لڑکی کے قریب بٹھا دیا اور کہا کہ اِن کو کھانا کھلاؤ وہ لڑکی کھانا لائی مین کھانا کھانے لگا دفعتہً اُن کی والدہ کے حواس بگڑنے لگے اور خود بخود انتشار کے باعث یا خدا جانے کیون اُنکی مجنونانہ حالت ہوگئی اور وہ اپنے گھر مین سب کو مارنے لگین مگر مجھسے اور اُس لڑکی سے کچھ نہین کہا۔ اور خود بخود دکنوین مین گرنے کے لیے چلنے لگین سب نے اُن کو پکڑ لیا یہ حالت اُن کی بڑھتی رہی اور ۱۲ بجے شب تک قائم رہی وہ لڑکی بھی اِس حالت کو دیکھکر بہت پریشان ہوئی اور مجھسے کہنے لگی کہ حافظ بھائی تمنے تو کچھ نہین کردیا۔ مین نے کہا تم اطمینان رکھو مین نے کچھ نہین کیا شاید اِن کی حرارتِ قلب سے ایسا ہوا ہے یہ کہکر مین باہر چلا آیا تھوڑی دیر کے بعد میری چچی صاحبہ کی بڑی لڑکی نے مجکو بلا کر کہا کہ ایک خط لکھدو تاکہ ملازم کے ہاتھ بھیجکر جہانگیر آباد سے والد صاحب کو بُلا لیا جائے مین نے کہا اچھا اور یہ کہکر باہر چلا آیا۔ باہر جاکر مین نے خط تو لکھدیا مگر یہ خیال کیا کہ اگر یہ آدمی گیا تو وہ فوراً آجائین گے اور اُن کے آنے پر نہین معلوم کیا واقعہ پیش آئے اسلیے پہلے اِس آدمی سے دریافت کرنا چاہیے کہ اِسکا کیا خیال ہے اُس ملازم کا جو باہر کے کاروبار کے لیے تھا عظمت نام تھا۔ مین نے اُسے علیحدہ لیجا کر اُس سے کہا کہ عظمت تم بھی کچھ جانتے ہو کہ یہ کیا معاملہ ہے

اور کیون ایسا ہوا اُسنے کہا مجکو سب معلوم ہے مین نے کہا کیا معلوم ہے اُسنے جواب دیا کہ آپ کی ناراضی کی وجہ سے یہ سب حالت ہو رہی ہے جب تک وہ لوگ آپکو خوش نہ کرین گے اِسی آفت مین رہین گے کیونکہ آپ کے قبضہ مین جن ہین وہی اِن لوگون کو پریشان کیے ہوئے ہین - مین دل ہی دل مین بہت خوش ہوا کہ خدا کا شکر ہے یہ بھی جنّات کا قائل ہے مین نے اُس سے کہا آج شام سے مین جنّات کو سمجھا رہا ہون مگر وہ میری ایک نہین سُنتے اُسنے کہا خدا خیر کرے اِن لوگون سے سخت غلطی ہوئی ہے - مین نے کہا عظمت مجھے تمھارا بہت خیال ہے اور مجھے خوف ہے کہ مبادا تم خط لیکر جاؤ تو تمپر بھی وہ کوئی وار کرین اُسنے کہا کہ اگر لاکھ روپیہ کا لالچ بھی دین تو مین نہ جاؤنگا مین نے کہا کہ اگر ایسا کروگے تو تمھاری ملازمت جاتی رہیگی - اُسنے کہا اِسکی مجھے کچھ پروا نہین جان ہے تو جہان ہے مین نے کہا مین تمھین ایک بات بتاتا ہون تم اُسپر عمل کرو تو ملازمت بھی نہ جائیگی اور جانے سے بھی بچ جاؤگے - وہ ہاتھ جوڑنے لگا اور کہنے لگا اور کہ جلدی فرمایئے مین نے کہا تم ڈیوڑھی پر جاکر خط مانگ لو اور مکان کے پیچھے اُس خط کو لیکر خود بخود گر پڑو اور لوٹنے چلانے لگو بس سب کو معلوم ہوجائیگا کہ خط لیکر جاتا اسپر جن مسلّط ہوگئے اگر سچ مچ جنّات نے تم کو آدبایا تو بڑی مشکل ہوگی کیونکہ وہ غیظ و غضب کی حالت مین ہین - اِس طرح کرنے سے وہ تمھین خود مجبور سمجھین گے اور الگ رہین گے اُسنے کہا مین ابھی تعمیل حکم کرتا ہون خدا کے لیے مجکو بچایئے وہ فورًا ڈیوڑھی پر گیا اور خط لیکر روانہ ہوگیا تھوڑی دور چلکر اُسنے لکڑی اور لاٹھی سب پھینکدی اور بدحواسی سے زمین پر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا - اُسوقت مین چادر اوڑھے ہوئے لیٹا تھا بارہ بجے شب کا وقت ہوگا - ایک میراثی ہمسایہ مین رہتا تھا وہ اُسکے شور و غل سے چونک پڑا اور اُسنے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ میان عظمت لوٹ رہے ہین - اُسنے عظمت سے پوچھا کیسی طبیعت ہی تو عظمت نے اُٹھکر ایک طمانچہ مارا - وہ میراثی بھی پریشان ہوکر بھاگا اور اُس مکانپر پہونچکر آواز دینے لگا اُس مکان مین ایک عزیز اُسوقت آ گئے تھے جو میری چچی صاحبہ کے دیور ہوتے تھے وہ اُنکی طبیعت سنبھلنے کے لیے تدبیرین کر رہے تھے - وہ باہر نکل آئے اور دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے اُسنے کہا کہ عظمت کو جانے کیا ہوگیا ہے وہ عظمت کے قریب پہونچکر اُسکی حالت دیکھنے لگے اور کہنے لگے اب کیا ہے ایک آدمی تھا اُسکی بھی یہ حالت ہوگئی - اندر مستورات کا الگ خراب حال ہے یہ حافظ جو چاہے کرے اِسی نے سب گھر کو پریشان کر رکھا ہی یہ کہتے ہوئے میرے پلنگ کے قریب آئے اور مجکو اُٹھاکر کہنے لگے بھائی خطا معاف کرو تم کیا کوئی خون کراؤگے کیا مستورات بے پردہ ہوجائینگی جب خوش ہوگے مین نے کہا مین نے کیا کیا اُنھون نے جواب دیا کہ یہ سب آفت تمھارے ہی باعث آرہی ہے میری اُن کی گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اتنے مین عظمت نے ڈیوڑھی پر آکر آواز دی کہ دیکھو تم نے حافظ جی کے خلاف کوئی بات کی تو نتیجہ اچھا نہ ہوگا میری چچی صاحبہ جو مخبوط الحواس ہو رہی تھین کہنے لگین کہ مین ہرگز خلاف نہ کرونگی جو وہ کہین گے وہی کرونگی - اُسوقت وہ کچھ سہولیت مین آگئی تھین صبح کو مین بڑا گاؤن جانے کے لیے آمادہ ہوا اور ایک صاحب جو میرے رشتہ کے چچا تھے اور اُن کے خاص عزیز تھے وہ میرے ساتھ چلے راستہ مین مجھسے اور اُنسے بہت باتین ہوئین اُنھون نے ظاہر کیا کہ جہانگیرآباد جاتا ہون تم بھی میرے ساتھ چلو

یہ واقعہ جورات کو میرے سامنے پیش آیا ہے اِسکا اُن سے ذکر کرونگا اور اِس بات کا اُنپر زور دونگا کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی تمھارے ساتھ کردین - اگر وہ ایسا نہ کرینگے تو رسوائی کے سوا کسی کا خون بھی ہوجائیگا مین اُن کے ساتھ چلا گیا وہان پہونچکر اُنھون نے اُس لڑکی کے والد صاحب سے شب کا تمام واقعہ بیان کیا اور کہا کہ حافظ کے قبضہ مین دو جن ہین غرضکہ اُنھون نے نہایت تفصیل سے سب سرگذشت بیان کی۔ اُس لڑکی کے والد کو طیش آگیا اور اُنھون نے جواب دیا کہ کچھ ہو جائے ہم ہرگز شادی نہ کرین گے - اور نہایت برہمی کی حالت مین میرے قریب آئے اور مجھسے کہنے لگے کہ دو جن تمنے اپنے قبضہ مین کیا کر لیے ہین کہ خدائی پر قبضہ ہوگیا۔ تمام گھر کو رات سے پریشان کر رکھا ہے اب ہم اسی وقت جاتے ہین دیکھین جن ہمارا کیا کرتے ہین۔ مین نے نہایت بے پروائی سے جواب دیا کہ وہان جانے کی کیا ضرورت ہی جن تو ہروقت میرے ساتھ رہتے ہین ابھی تماشہ دیکھ لیجیے یہ بیساختہ جواب سُنکر میان عبدالرؤف صاحب بہت گھبرائے اور کہنے لگے کیا یہان بھی آبرو کے خواہان ہو۔ مین نے کہا آپ خود ہی اُن کے مقابلہ کا ارادہ کرتے ہین وہ اِسوقت میرے ہمراہ ہین اور تیار ہین اُنھون نے جواب دیا کہ خدا کے لیے معاف رکھو اور تیسرے دِن مجھسے مِلنا اُسوقت مین تم سے کچھ باتین کرونگا - اب مین جہانگیر آباد سے بڑا گاؤن گیا اور تیسرے دِن پھر اُن کے پاس جہانگیر آباد آیا۔ یہان بہت لوگ مہمان تھے جو اُن کے رشتہ دار تھے مگر مجھسے کسی نے کوئی بات نہین کی مین کھانا کھا کر یہان سے بڑا گاؤن واپس چلدیا میرے ساتھ اُس لڑکی کے پھوپھا ہو گئے - جہانگیر آباد سے تھوڑی دور چلکر مجھسے کہنے لگے کہ بڑے افسوس کی بات ہے تمھاری وجہ سے ایک خون ہوگا یہ سُنکر مجھے وحشت ہوئی مین نے کہا خون کیسا اُنھون نے جواب دیا کہ اُس لڑکی کے والد اور چچا کو معلوم ہوگیا ہے کہ تم دونون طالب و مطلوب ہو اور شریف آدمیون نے ایسے واقعات سے زیادہ کون سی بات قابلِ شرم ہوگی اِسی وجہ سے اُنھون نے عزیزون کو جمع کیا تھا۔ یہ مشورہ ہوا ہے کہ اُس لڑکی کو مار ڈالنا چاہیئے ابھی وہ دونون بھائی دیوہ شریف گئے ہین اور ایسا کرین گے۔ مین اِس خبر سے بیحد پریشان و بدحواس ہوگیا وہ کہنے لگے اب تم کو بھی اپنی جان دیدینا چاہیے تم ایسی حالت مین زندہ رہکر کیا کروگے یہ سُنکر مین نے کہا اب مین بڑا گاؤن نہ جاؤنگا دیوہ شریف جاتا ہون اور اُن سے راستہ ہی سے رخصت ہوا۔ راہ مین طرح طرح کے خیالات دل مین پیدا ہوتے تھے مگر دل مین یہی خیال جما ہوا تھا کہ اب زندگی بیکار ہے - تمکو بھی جان دینی چاہیئے اور اُنھین کے مکان مین جو کنوان ہے اُسمین گر کر جان دو۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہوگئی مین دیوہ شریف پہونچا اور اُن کے مکان پر گیا تو بالکل سناٹا تھا کسی کی آواز نہین آتی تھی دروازہ بند تھا وہ سہ پہر کا وقت ہوگا اُس سناٹے سے مجکو یقین ہوگیا کہ اِن لوگون نے ضرور اُسکو مار ڈالا کئی چکر مین نے اُس مکان کے لگائے مگر نہ کھڑکی کھلی نہ دروازہ کھلا اُسوقت کے انتشار قلبی کا ذکر لفظون مین ادا نہین ہوسکتا۔ مین اِسی بدحواسی کے عالم مین شاہ فضل حسین صاحب وارثی سجادہ نشین شاہ منعم کے ہان گیا اور مین نے کہا مجھے گرمی بہت معلوم ہوتی ہے اُنھون نے فرمایا کہ غسل کرلو اور اپنے خادم کو حکم دیا کہ مجھے غسل کرائے اِسکے بعد میرے جسم مین عطر لگایا۔ یہان سے اُٹھکر مین سید معروف شاہ صاحب وارثی کے مکان پر گیا اُنسے ملکر مین پھر اُسی مکان کی طرف چلا رمضان شریف کے دن تھے اور مین روزہ سے تھا اور اب مغرب کا وقت بھی بالکل قریب تھا

جس وقت اُس مکان پر پہونچا دروازہ کھل گیا تھا مین اِلّا اللہ کہکر مکان کے اندر چلا گیا اور سر کے بھل کنؤین مین گر پڑا مگر خدا کی قدرت کہ کنؤین کے اندر جب پہونچا ہون تو سیدھا کھڑا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے مجکو سنبھال لیا مگر دونون ہاتھون مین سخت چوٹ آئی ایک ہاتھ کی ہڈی باہر نکل آئی دوسرے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی یہ ہاتھ اب بھی ٹیڑھا ہے اور سیدھا نہین ہوتا اُس لڑکی کی والدہ نے جو مجکو گرتے دیکھا تو فوراً شور و غل مچایا ہمسائے کے لوگ جمع ہو گئے اور سب گھر والون نے اور اعزہ نے اُس لڑکی کو ایک کوٹھری مین بند کرکے قفل لگا دیا اور کنؤین مین اینٹین اور پتھر برسانا شروع کر دئے ایک عام شور و غل ہو گیا اور سید معروف شاہ صاحب وارثی کو بھی اطلاع ہوئی وہ معہ دیگر معززین دیوہ شریف میری اعانت کے لیے آئے اور اُس لڑکی کی والدہ پر اظہار ناراضی کیا بہت کچھ بُرا بھلا کہا اور سید معروف شاہ صاحب قبلہ نے کنؤین کے قریب آکر آواز دی کہ حافظ زندہ ہو تو بولو اور بھی مختلف آوازین میرے کانون مین پہونچین اُس کنؤین مین میرے گھٹنون تک پانی تھا وہ لڑکی نہایت بیتابی سے اندر سے آواز دے رہی تھی کہ آج حافظ بھائی کی تم لوگون نے جان لی خدا کے لیے دروازہ کھول دو میرے کانون مین بھی وہ آواز پہونچی اور اِس آواز سے قلب مین تقویت پیدا ہوئی اُسوقت جان مین جان آئی اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ زندہ ہے مگا مین نے آواز دی کہ مین زندہ ہون مجکو جلدی نکالو۔

چنانچہ رسّی مین کھٹولا باندھ کر کنؤین مین ڈالا گیا اور مین باہر نکلا نکلتے ہی مین نے ایک نعرہ مارا کہ "مزا ہے پیاری کا" اُسوقت سید معروف شاہ صاحب قبلہ مجکو اپنے مکان پر لے آئے دودھ اور پھٹکری پلائی اور مجھسے فرمایا کہ مین کہارون کو بلاتا ہون وہ تمکو پالکی مین بٹھا کر بڑا گاؤن تمھارے مکان پر پہونچا دینگے مین نے کہا مین ہرگز مکان کو نہ جاؤنگا۔ اُنھون نے فرمایا نہین اُس لڑکی کے والد اب جہانگیر آباد سے یہان آجائین گے خدا جانے تمھارے ساتھ کیا معاملہ پیش آئے لڑکی کا معاملہ ہے سب بستی کے لوگ اُنھین کے ساتھ ہون گے مین نے کہا مین نے تو جان دے ہی دی تھی اب وہ بچ گئی تو یہ میرے بس کی بات نہین ہے مین جان سے نہین ڈرتا اُسوقت میرے رشتہ کے چچا میان نوروز علی صاحب وہان موجود تھے وہ مجکون اپنے مکان پر لے آئے اُسی روز شب کے وقت اُس لڑکی کے والد بھی آگئے میری یہ حالت تھی کہ نہ مجکو چوٹ کا احساس تھا نہ کسی تکلیف کا اسی خیال محبوب مین صبح ہو گئی۔ صبح کو معلوم ہوا کہ حضور انور اِسی وقت دیوہ شریف تشریف لا رہے ہین اُسوقت میری یہ کیفیت تھی کہ جو حضور رس لوگ تھے مین اُن کی طرح طرح سے خوشامد کرتا تھا کہ خدا کے لیے اگر میرے خلاف کوئی حکم دین تو کوشش کرنا اور مجھے دیوہ سے نہ نکلنے دینا مگر سب کانون پر ہاتھ دھرتے تھے اور کوئی شریک حال نہ ہوتا تھا۔ مجھے اُس زمانہ مین حضور انور کا صرف اِتنا اعتقاد تھا کہ یہ ایک بزرگ ہین میرے پیر ہین اور رفائف اسوجہ سے تھا کہ اِن کے سب مطیع و فرمانبردار ہین اگر اِنھون نے حکم دیدیا تو مجھے دیوہ مین کوئی پھٹکنے بھی نہ دیگا۔

صبح کے آٹھ بجے ہونگے جب سید معروف شاہ صاحب معہ دیگر معززین دیوہ شریف حضور کے استقبال کے لیئے گئے آپ جب حضرت سیدنا قربان علی شاہ صاحب قبلہ کے مزار مبارک کے قریب آئے تو معروف شاہ صاحب

کہا جو وہ کود پڑا،، (خاص سید معروف شاہ صاحب سے مخاطب ہوکر) ''سنا سنا محبت ایسی تو ہو جیسی حافظ کو ہے،، سید معروف شاہ صاحب نے سب واقعہ عرض کیا اور جانبین کی کیفیت بیان کی ادھر حافظ کی بیتابی کا یہ عالم تھا اُدھر وہ لڑکی قفل میں بند تھی اور بیتاب تھی آپ نے فرمایا ''ہاں ہاں دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی،، اِسکے بعد آپ نے فرمایا کہ ''پاک محبت ہے پاک محبت ہے مگر دُنیا کے لوگ نہیں مانینگے اور اُنکی بدنامی ہوگی حافظ عاشق ہے حافظ عاشق ہے،،

حضور انور کے یہ الفاظ سُنکر لوگوں نے میری طرفداری کی باتیں شروع کردیں جب مجکو حضور انور کی اِن باتوں کا علم ہوا تو میں آستانۂ اقدس پر حاضر ہوا اُسوقت دروازہ بند تھا میں نے دستک دی تو انور محمد شاہ نے عرض کی کہ حافظ ہیں آپ نے فرمایا ''حافظ مستان حافظ مستان،، اُسوقت میں وہی خون آلود کپڑے پہنے ہوئے تھا جو اُس کنوئیں میں گرنے سے اور چوٹ آنے سے ہوگئے تھے آپ نے دروازہ کھلوایا میں حاضر ہوکر قدمبوس ہوا آپ نے فرمایا ''حافظ حافظ ضبط نہیں ہوا کنوئیں میں پھاند پڑے کونسا ہاتھ ٹوٹا کونسا ہاتھ ٹوٹا،، یہ کہتے کہتے میرے ہاتھ کو پکڑ کر ایک جھٹکا جو دیا تو ہڈی بالکل جُڑ گئی۔ اسکے بعد فرمایا کہ ''حافظ حافظ وہ لوگ تمھارے دشمن ہوگئے ہیں اب اُن کے گھر نہ جانا،، میں نے اِس ارشاد کو خاموشی کے ساتھ سُن تو لیا مگر دل کو ارشاد کی بجاآوری کے لیے حاضر نہ پایا۔ میں نے خیال کیا کہ میں ضرور جاؤنگا مگر آپ نے پھر بھی کئی مرتبہ فرمایا کہ ''تم نہ جانا وہ لوگ مار ڈالیں گے،، میں اُسی وقت حضور سے رخصت ہوکر باہر آیا عشق کا جن سر پر سوار تھا کوئی بات ذہن میں نہیں آتی تھی چنانچہ اُسی وقت بیتابانہ اُس مکان میں گھس گیا وہاں میری خوب مرمت ہوئی اور میں اچھی طرح سے پٹ کر باہر نکلا اب وہاں کچھ پاسبان بھی زائد ملازم رکھے گئے اور مکان پر پہرہ چوکی مقرر ہوگیا اُس لڑکی کی حفاظت بھی کچھ مستورات ہر وقت کرتی تھیں میں بیتابی کے عالم میں یہ صدا لگاتا پھرتا تھا کہ ''وارثا تیرے دربار میں آیا مدد کر دیجیو شاہا،، ایک روز میں اُسکے مکان کے گرد یہ صدا لگا رہا تھا اور عاشقانہ اشعار پڑھ رہا تھا کہ وہ لڑکی یکایک کوٹھے پر چڑھ آئی اُسکو بڑی خوشامدوں سے کچھ عورتیں نیچے لے گئیں اور اُسی وقت مکان کے زینہ کو بالکل شکست کرا دیا گیا اب یہ حالت ہوگئی کہ گلی کوچوں میں پٹنے لگا اکثر لوگ آکر کہتے تھے کہ پیاری کا حکم ہی میرے نام سے سو جوتے مار دو۔ میں سر جھکا دیتا تھا وہ لوگ جوتے مارتے تھے اِس واقعہ کی اطلاع جب حضورِ انور کی خدمتِ عالی میں ہوئی تو آپ نے مجھے بلاکر ارشاد فرمایا کہ ''تم کسی کے کہنے سُننے میں نہ آیا کرو نہ کسی کی بات کا اعتبار کرو جب وہ خود آکر کہے تو یقین کرو،،

میں یہ ارشاد سُنکر چلا آیا میں اُس مکان کے چاروں طرف چکر لگا کر صدا لگایا کرتا تھا۔ جس سے اُس مکان کے طواف کی صورت پیدا ہوجایا کرتی تھی۔ میں جب قدمبوس ہوتا تو حضور انور یہ اکثر ارشاد فرماتے تھے کہ ''جاؤ شاہ منعم صاحب کے مزار پر صدا لگاؤ،، میں اکثر شاہ منعم صاحب کے مزار پہ حاضر ہوتا اور صدا لگاتا تھا۔ اور دیوان حافظ کے مختلف اشعار پڑھتا تھا۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ میں اُس مکان کے گرد صدا لگاتا ہوا پھر رہا تھا کہ اُس لڑکی کی والدہ معہ دیگر مستورات کے حضور انور کی خدمتِ عالی میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ حافظ ہم لوگوں کو بدنام کرتا ہے اور لڑکی کا نام علی الاعلان لیتا ہے آپ نے فرمایا

وہ ایسا ہے تو ہم ابھی دیوہ سے نکلوا دین گے۔ نور محمد شاہ کو حکم دیا کہ "ابھی پکڑ لاؤ" نور محمد شاہ نے جب مجھسے آکر سب واقعہ بیان کیا تو مین ایک چاقو لیکر حضورِ انور کے دروازہ پر جاکر بیٹھ گیا اور ارادہ کر لیا کہ اگر آپ نے نکل جانے کا حکم دیا تو آپ ہی کے سامنے اپنی جان کو ہلاک کر دونگا۔ مجکو حضور انور نے اِس حالت مین ملاحظہ فرمایا تو کوئی بات ایسی ارشاد نہین فرمائی جس سے نا امید ہوتا مین اُس زمانہ مین اکثر پتنگ اُڑایا کرتا تھا اور اُس لڑکی کے مکان مین گرا دیا کرتا تھا اور جلدی سے دوڑ کر گھر مین گھس جاتا تھا کہ ہماری پتنگ گری ہے اور دن مین کئی کئی مرتبہ خوب پٹکر اُس مکان سے نکلتا تھا جب حضور کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو بُلا کر مجھسے ارشاد فرمایا کہ "تم ہمارے کوٹھے پر پتنگ اُڑایا کرو۔ انھین پریشانیون ورمصیبتونکو جھیلتے ہوئے تین برس کا عرصہ گذر گیا اور بہت سے واقعات پیش آئے اتنے عرصہ کے بعد ایک روز حضور انور نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ "حافظ حافظ تم ہماری صورت دیکھا کرو" اور یہ بھی فرمایا کہ "نحن اقرب الیہ من حبل الورید" مین نے عرض کیا حضور اُس سے زیادہ دُنیا مین کوئی حسین ہی نہین ہے کس کو دیکھون آپ اُس سے زیادہ خوبصورت ہون تو دیکھون یہ سُنکر آپ متبسم ہوئے اور مجکو گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ "عاشق کے سوا کسی کی یہ جراُت نہین ہوسکتی"

ایک روز کا واقعہ ہے کہ فتح پور مین مستقیم شاہ صاحب کے مکان پر حضور پُر نور رونق افروز تھے مین بھی ہمراہ تھا مولنٰا مولوی شاہ نذیر علی صاحب جو اُس زمانہ مین ایک بڑے پایہ کے بزرگ فتح پور مین رہتے تھے وہ حضور انور سے ملنے کے لیے آئے اُنھون نے بڑی دیر تک میری صورت کو دیکھا انھین کے سامنے حضورِ انور نے مجکو بُلایا اور فرمایا کہ "حافظ حافظ آج دیوہ مین مان بیٹی مین خوب جوتی پیزار ہوئی وہ لڑکی تمام گھر کو پریشان کیے ہوئے ہے"

مین یہ سُنکر باہر چلا آیا اور مولنا بھی رخصت ہو گئے اسکے بعد پردہ ہو گیا آپ نے مستورات سے فرمایا کہ "حافظ کو ایک صدا بتائین اگر وہ اُس صدا کو لگانے لگین تو اچھا ہو۔ اُنھون نے عرض کیا کہ حضور اُن سے محبت کرتے ہین تو بُلوا کر بتا دیجیے آپ نے فرمایا "نہین نہین ہم نہ کہین گے اُن عورتون نے کہا کیا صدا ہے ہمین کو معلوم ہو جائے تو تعمیل حُکم کرین آپ نے فرمایا تم بتا دو وہ صدا یہ ہے ع

یہ مقررہ حدیث مین آیا — یعنی حضرت نے ہے یہ فرمایا — بے مشقت بہشت کو پایا
صدق دل سے زبان پہ جو لایا — کلمۂ لا الٰہ الا اللہ — ہے محمد مرا رسول اللہ

ایک بی بی نے دروازہ پر مجھے بُلوایا اور یہ صدا بتا دی مین اُسی روز دروازہ پر کھڑا ہو کر یہ صدا لگانے لگا حضور اِس صدا کو سُنکر خوش ہوئے اور مُجکو اندر بُلا لیا اور فرمایا "حافظ حافظ سیکھ لی اچھا صدا لگاؤ" مین برابر وہی صدا لگاتا رہا دوسرے روز بھی صدا لگاتا ہوا بھینس کے ساتھ دیوہ شریف تک آیا یہان آکر معلوم ہوا کہ اُس لڑکی کے علاوہ تمام گھر کو خون کے دست آرہے ہین۔ اُن لوگون کو بھی اِسکا علم ہوا اور وہ سب لوگ حضورِ انور کی خدمت عالی مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بہت بُری حالت ہے آپ نے مجکو بُلا کر ارشاد فرمایا کہ "جب مزارون پر جایا کرو تب یہ صدا لگایا کرو دیوہ مین نہ لگایا کرو اِن لوگون کو تکلیف ہوتی ہے" مین ارشاد سُنکر چلا آیا اور تعمیل کی اِسی حالت مین

ایک عرصہ گذر گیا۔ ایک روز آپ نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ "حافظ حافظ خدا و رسولؐ تم کو ملین وہ لڑکی ملے یا نہ ملے" مین نے گھبرا کر عرض کیا نہین حضور مجھے کچھ نہ ملے وہ لڑکی مل جائے اگر خدا و رسولؐ کو بھی اُسی صورت مین دیکھون گا تو مانون گا ورنہ مین سب سے باز آیا یہ سُنکر حضور نے فرمایا کہ "عاشق کے سوا کوئی ایسا نہین کہہ سکتا"، اُس زمانہ مین مین یہ صدا زیادہ لگاتا تھا "دو مزے ہین پیاری کا" اور دیوان حافظ کے اشعار پڑھا کرتا تھا۔ اکثر لوگون سے مین نے یہ بھی کہہ رکھا تھا کہ اگر وہ لڑکی کسی وقت حضور کی قدمبوسی کے لیے جائے تو مجھے اطلاع کرنا۔ ایک روز بعد نماز فجر مجھے خبر ہوئی کہ وہ لڑکی اور اُس کی والدہ حضور کی قدمبوسی کو گئی ہین مین زنانہ حصہ مکان کے قریب پہونچکر صدا لگانے لگا حضور انور نے اُسی وقت اُن دونون کو رخصت کر دیا۔ مگر جب مجکو دروازہ پر ٹہلتے دیکھا تو وہ ٹھٹک کر کھڑی ہو گئین اور مرزا منعم بیگ صاحب وارثی کو بُلا کر اُنھون نے کہا کہ حافظ کو دروازہ سے ٹال دو۔ مرزا صاحب میرے پاس آئے اور مجھسے کہنے لگے کہ یہ زنانہ دروازہ ہے یہان کیون کھڑے ہو جاؤ مردانہ کی طرف صدا لگاؤ۔ ادھر مستورات قدمبوسی کے لیے آتی ہین۔ مین نے کہا مین زنانہ مردانہ نہین جانتا جہان جی چاہتا ہے صدا لگاتا ہون آپ کون ہین اُنھون نے مجکو بہت بُرا بھلا کہا اور یہ بھی کہا کہ مین ابھی حضور پر نور کو اطلاع کر کے تمھین نکلواتا ہون مین نے کہا تم خدا سے کہدو مین نہین جاتا وہ کبھی اندر جاتے کبھی باہر آتے تھے یکبارگی وہ لڑکی خود مکان سے باہر نکل آئی اور کہنے لگی۔ حافظ بھائی کسی سے کچھ کہتے تھوڑا ہی ہین۔ یہ وقت بھی عجیب وقت تھا ؎ کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را اُس لڑکی کے نکلتے ہی اُس کی والدہ بھی باہر آگئین اور دونون اپنے گھر چلی گئین مرزا منعم بیگ صاحب کو اپنی حکم عدولی کا سخت رنج ہوا اور وہ اُسی وقت رحیم شاہ صاحب کے پاس گئے چنانچہ رحیم شاہ صاحب اور مرزا منعم بیگ صاحب حضور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوئے اور میری شکایت کرنے لگے یہ خبر سُنکر مین بھی وہان پہونچ گیا تو حضور انور میری جانب نظر کر کے مسکرائے اور فرمایا "نور محمد شاہ نور محمد شاہ! عبدالرؤف کے گھر مین کہدو کہ اپنی لڑکی کو لیکر ہمارے ہان نہ آیا کرین حافظ عاشق ہین کسی روز پکڑ لیا تو قیامت تک چھوٹنا مشکل ہے"، اِس شدومد کی شکایت کا بھی چند لفظون مین فیصلہ ہو گیا اور مین بدستور اُسی عشق و محبت کے افسون کا دیوانہ رہا۔

مین کیا بیان کرون کہ عشق مین انسان کی کیا حالت ہوتی ہے جب اُس وقت کا خیال آتا ہے تو میرے ہوش و حواس غائب ہو جاتے ہین اُس لڑکی کے ناخن لیکر نائن میرے پاس آتی تھی کنگھی چوٹی مین جو بال خارج ہوتے ہین وہ لیکر آتی تھی اور مین بیدریغ روپیہ دیتا تھا دھوبن اُسکے کپڑے لاتی اُس کی بُو سونگھتا اور مست و مدہوش ہو جاتا تھا۔

غرضکہ بہت مال و متاع مین نے اِسی دُھن مین صرف کیا۔ اپنے مکان سے روپیہ لاتا اور یہان اِسطرح خرچ کر ڈالتا تھا۔ مین اکثر حضور پُر نور کی خدمت مین طرح طرح کی مٹھائیان اور تحائف پیش کیا کرتا تھا جسکی یہ غرض ہوتی تھی کہ حضور کے ہاتھون سے چیزین تقسیم ہو جاتی ہین کیا عجب ہے اُسکے حصہ مین بھی کوئی چیز آجائے۔ مین جسوقت جو چیز پیش کرتا تھا آپ اُسے قبول فرما کر بجنسہ اُسی لڑکی کے

مکان پر بھیجنے کا حکم دیتے تھے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ مجھسے ایک صاحب نے فرمایا کہ "حافظ اگر پانسو روپیہ تم ہم کو دو تو ہم تمھین اُس سے ملادین،" میرے پاس اُسوقت کچھ نہ تھا اِسلیے مین خاموش رہ گیا اُنھون نے کہا کہ اِن دنون مولوی عبدالحمید صاحب رئیس تیورہ (جو انریبل جسٹس مولوی سید شرف الدین صاحب والا رتبہ بالقابہٗ کے بھائی تھے) آئے ہوئے ہین اُن کی جیب مین ایک سونے کی نہایت بیش قیمت گھڑی ہے وہ تم کسی تدبیر سے لادو تو ہم ملاقات کرادین اُسوقت دِن ڈھل گیا" دو بجے ہونگے وہ کوٹھے پر ٹھہرے تھے مین وہان پہونچا اور نہ مین نے کسی سے کچھ بات کی نہ کچھ کہا اُن کی جیب سے نہایت عُجلت کے ساتھ گھڑی نکال کر کوٹھے سے کود پڑا وہ چلّانے لگے کہ حافظ گھڑی کہان لیے جاتے ہو مگر کون سُنتا تھا یہ سُنکر نور محمد شاہ وغیرہ خادمانِ بارگاہ نے مجکو پکڑ لیا اور گھڑی کے ساتھ مجکو حضورِ انور کے روبرو پیش کرکے واقعہ بیان کیا اُسوقت حضورِ پُرنور نے ارشاد فرمایا کہ "حافظ کو نکال دو یہان نہ آنے پائین اور نوروز علی سے بھی کہدو کہ اپنے مکان پر نہ رہنے دین ہم کو بدنام کرتے ہین لوگ کہین گے کہ یہی چوری کراتے ہین انکی بھی شرکت ہوگی،" چنانچہ مین اُسی وقت نکال دیا گیا۔ نوروز علی صاحب جنکے مکان پر رہتا تھا اُنھون نے بھی رخصت کردیا۔ رات بھر اِدھر اُدھر بسر کی صبح کو معلوم ہوا کہ حضورِ انور قصبۂ سُہالی تشریف لے گئے ہین مین بھی وہان پہونچا اور دروازہ پر جاکر صدا لگائی تو لوگون نے مجکو خدمتِ عالی مین پیش کردیا آپ نے فرمایا کہ "سُنو سُنو حافظ اب تم دیوہ مین نہین جاسکتے ہماری بدنامی ہوتی ہے،"

مین نے دِل مین کہا کہ کچھ ہوجائے مین ضرور جاؤن گا۔ چنانچہ مین دیوہ شریف مین آگیا دِن بھر ادھر اُدھر پھرتا تھا اور شب کو اُس لڑکی کے مکان پر پچھواڑے دیوار سے سر لگائے ہوئے پڑا رہتا تھا۔ جب لوگون نے اِس حالت مین بھی تنگ کیا تو ایک روز مین خودبخود الہ آباد کو چل دیا وہان پہونچکر کمپنی باغ کی طرف جانکلا اور وہان کے پھولون کی سیر دیکھنے لگا مگر ؎

گل بے رُخِ یار خوش نباشد　　بے یار بہار خوش نباشد

پژمردہ دلی کی حالت مین اُس بہار سے کیا شگفتگی ہوسکتی تھی مین سرد آہین بھرتا ہوا اِدھر سے اُدھر پھر رہا تھا کہ حُسنِ اتفاق سے مسٹر کالون صاحب بیرسٹر آگئے وہ خود بخود مجھسے باتین کرنے لگے مین نے اُن سے اپنا سب حال بیان کردیا اور اپنی بپتی سب کہ سُنائی۔ اُن کو خدا جانے کیون میرے حال پر رحم آگیا کہ وہ اپنی ٹم ٹم مین سوار کراکے مجھے اپنی کوٹھی پر لے گئے اور نہایت غور سے میری داستان سُنتے رہے۔ مین دو تین دِن اُنکا مہمان رہا اُنھون نے یہ میری خاص تواضع کی کہ ایک حلوائی کی دوکان کی سب مٹھائی پیاری کے نام سے لُٹوادی اور مجکو پانسو روپیہ دیکر یہ مشورہ دیا کہ تم برات لیکر اُسکے مکان پر پہونچ جاؤ خواہ دو ایک ہی آدمی برات مین کیون نہون اور اُس لڑکی کے مکان پر باجہ بجوادو بس اتنا کام کردو اور ہم کو اطلاع دو مقدمہ جیت کر لڑکی کو تمھارے حوالہ کردینا ہمارا کام ہے وہ میرے ساتھ اِس ہمدردی و محبت سے پیش آئے کہ مین بیان نہین کرسکتا۔ مجکو اُن سے خاص اُنس ہوگیا تھا اکثر بعد مین بھی اُنسے ملنے کے لیے جایا کرتا تھا مین پانسو روپیہ لیکر دیوہ شریف آیا۔

یہاں معلوم ہوا کہ حضور انور رودولی شریف میں قاضی مظہر الحق صاحب کے مکان پر تشریف رکھتے ہیں اور عبدالروف صاحب کے گھر میں یہ منّت مانی تھی کہ حافظ نکال دیا جائے تو حضور کو تہ بند بدلوائیں اور دعوت کریں چنانچہ اب حضور کی تشریف آوری پر دعوت و احرام کی تیاری ہوگی یہ خبر سنتے ہی میرے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے اور دل میں خیال آیا کہ باجے بجوانے سے پہلے چلکر قدمبوس ہو جاؤں۔ دیکھوں قسمت یاوری کرتی ہے کہ نہیں کسی صورت سے خاص دیوہ میں دعوت قبول ہو جائے تو اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے۔

میں وہاں پہونچا اور میں نے حاضر ہو کر صدا لگائی کہ "مزا ہے پیاری کا" اور خدام سے مِلا اُن کو کچھ تحائف وغیرہ بھی دئے اور دعوت کا پیام دیا۔ اُنھوں نے میری اطلاع کی اور عرض کیا کہ حافظ دیوہ شریف میں حضور کی دعوت کا انتظام کرنے والے ہیں آپ نے فرمایا کہ "دیوہ میں کیا دعوت کرینگے وہ چوری سے بدنام ہوگئے اور ہمکو بھی بدنام کرتے ہیں" اُسوقت تو وہ لوگ چلے آئے مگر شب کو پھر کوشش کرنیکا وعدہ کیا رات کو ان لوگوں نے موقع پاکر سب واقعہ بیان کیا حضور انور نے فرمایا "اچھا بلاؤ" میں بلایا گیا تو آپ نے سب حال پوچھا اور اُسکے بعد فرمایا کہ "اگر تم سے کوئی یہ کہتا کہ ان کی داہنی جانب اشارہ فرماکر گردن مار دو تو ہم اُس لڑکی سے ملا دیں گے" یہ سنکر میری زبان سے نہایت بیباکی کے ساتھ بیساختہ نکلا کہ حضور میرا بس ہوتا تو ضرور ایسا ہی کرتا آپ میری اس جسارت پر زیر لب تبسم فرماتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور مجھکو گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ جاؤ دیوہ میں ہم تمھاری دعوت کھائیں گے۔ میں چلا آیا اور حضور انور قمری مہینہ کی ۲۲۔ تاریخ کو دیوہ شریف تشریف لائے اُس لڑکی کے اعزہ کی طرف سے دعوت کا اہتمام شروع ہوگیا اور تہ بند کا جلوس اُٹھا میں بھی اُسوقت آستانۂ عالی پر پہونچ گیا اور اپنی صدا لگائی کہ "مزا ہے پیاری کا" جسوقت وہ تہ بند اور شیرینی بارگاہِ عالی میں پیش ہوئی میں خیال کر رہا تھا کہ اس شیرینی میں ضرور اُسکے ہاتھ لگے ہونگے خدا کرے مجھے بھی ملے۔ مگر عجیب بات ہوئی کہ رحیم شاہ صاحب جو تقسیم کر رہے تھے اُنھوں نے سب کو تقسیم کی مگر مجھی کو کچھ نہ دیا یکبارگی حضور انور میری جانب مخاطب ہوئے اور فرمایا "حافظ تم کو حصّہ نہیں مِلا" اور اپنے دستِ مبارک سے تین لپ بھر کر مجھکو مٹھائی عطا فرمائی۔ تھوڑی دیر میں وہیں سے کھانا آیا تو کھانے میں سے بھی مجھکو عطا فرمایا فیرینی کی رکابیاں جو مٹّی کی تھیں وہ بھی مجھکو عطا ہوئیں تو میں توڑ توڑ کر اُن رکابیوں کو بھی کھا گیا۔ اِسکے بعد میں نے دعوت کا اہتمام کیا اور اُس کے مکان کے چاروں طرف پھر کر تہ بند لایا حضور انور نے اُسکو زیبِ جسم فرمایا اور جو کھانا میں نے پیش کیا اُسمیں سے کچھ کھانا اُس لڑکی کے مکان پر بھی بھیجدیا۔ اسی زمانہ میں پھر لوگوں کی زبانی میری شکایتیں سنکر آپ نے مجھکو دیوہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔ اور سوا مہینہ تک میں دیوہ کے باہر پریشان پھرتا رہا ایک روز حلوا لیکر حضور کی خدمت عالی میں حاضر ہوا خدام سے اطلاع کرنے کے لیے کہا تو اُنھوں نے انکار کر دیا۔ ایک پنجابی جو نووارد تھے اُنھوں نے جاکر اطلاع کی کہ ایک عاشق آیا ہے حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ "عاشق کو کون روک سکتا ہے آنے دو" میں حاضر ہوا تو حضور نے زیر لب تبسم فرمایا میں نے حلوا پیش کیا تو اُسکو اُس لڑکی کے مکان پر بھیجنے کا حکم دیا اُس لڑکی کے چچا مکان پر آئے ہوئے تھے۔ اُنھوں نے مجھکو بلوایا میں نہایت خوشی سے وہاں گیا دوپہر کا وقت تھا چولھے کے اندر دست پناہ گرم ہو رہا تھا اُنھوں نے مجھکو پہلے تو سمجھایا کہ تم اُس لڑکی کا نام لینا چھوڑ دو اور دیوہ کا قیام ترک کر دو جب میں نے

نہ مانا تو مجکو دست پناہ سے داغنا شروع کیا ایک شخص نے مجکو اندر جاتے ہوئے دیکھا تھا وہ خائف ہوگیا کہ کہین ان کو یہ لوگ مار نہ ڈالین چنانچہ اُسنے مستقیم شاہ صاحب کے مکان پر جاکر ماما کو بلایا اور اپنا خیال ظاہر کیا وہ ماما گھبرائی ہوئی حضور انور کی خدمت عالی مین پہونچی اور عرض کیا کہ لیجیے فیصلہ ہوگیا۔ آج حافظ اُن کے گھر مین بند ہے مار ڈالا ہوگا آپ نے فرمایا کہ ”وہ عاشق کا مار ڈالنا دل لگی نہین ہے“ یہ فرماتے ہوئے دروازہ پر تشریف لائے اُسوقت خدام بہت گھبرائے اور کہنے لگے عاشق ہین گھر مین گھس گئے ہونگے۔ آپ واپس چلے گئے اور خدام اُس مکان پر پہونچکر مجکو لے آئے اُسوقت مین اُس لڑکی کے ہاتھ کا سلا ہوا کرتا پہنے ہوئے تھا اُسکے پھٹ جانے سے سخت بدحواس تھا۔ داغنے اور مار پیٹ کا کچھ ہوش نہ تھا حضور انور نے مجکو دیکھکر فرمایا کہ ”ان کو مارنے سے کیا فائدہ ظلم کا نتیجہ اچھا نہین ہوتا“ یہ واقعہ بھی ہوچکا اور بات آئی گئی ہوئی مین یہی اُسی حالت مین نعرے لگاتا ہوا زندگی بسر کرنے لگا ایک مرتبہ بارش کے زمانہ مین خوب پانی برس رہا تھا حضور انور فتحپور ربسوہ مین رونق افروز تھے مجھے بُلاکر ارشاد فرمایا کہ تم بہرائچ جاؤ اور کل آکر ہم سے پیچھے پورہ مین ملو اُسی وقت پیادہ پا بہرائچ پہونچا اور حضرت سید سالار کے مزار پُرانوار پر حاضر ہوا۔ وہان بیٹھ گیا تو کچھ غفلت سی طاری ہونے لگی اُسی حالت مین کیا دیکھتا ہون کہ بڑا گاؤن ہے مین اپنے مکان پر بیٹھا ہون حضور انور تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ ”حافظ تم ہماری دعوت کرو تو پیاری ملے ۱۱۔ تاریخ اور دوشنبہ کا دن ہونا چاہیے اب ہم دیوہ جاتے ہین تم ہمارے ساتھ چلو“ مین اسی خیال مین دیوہ شریف پہونچا اور وہان حضرت شاہ منعم صاحب کی درگاہ مین حاضر ہوا تو دیکھا کہ تعویذ مزار نہین ہے شاہ منعم صاحب بیٹھے ہوے قرآن شریف پڑھ رہے ہین مین نے اُنکا دست مبارک پکڑ لیا اور عرض کیا یہ تو فرمائیے پیاری کب ملیگی اُنھون نے فرمایا کہ چادر چڑھاؤ گے تو ملیگی اسکے بعد مجھے رخصت کردیا آنکھ جو کھلی تو وہی حضرت سید سالار مسعود غازیؒ کا مزار مبارک تھا۔ وہان سے اُٹھکر باہر آیا تو ایک اجنبی شخص نے مجکو تین تنّو روپیہ دئے مین وہان سے چلدیا اور دوسرے روز پیچھے پور مین پہونچا اُس دن چاندرات تھی حساب جو لگایا تو پیر کے دن گیارھوین تاریخ ہوتی تھی اب مین حضور انور کی خدمت عالی مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مین ۱۱۔ تاریخ کو پیر کے دن حضور کی دعوت کرونگا فرمایا کہ ”جمعہ کو کردینا“ مین نے عرض کیا حضور ہی نے پیر کا دن پہلے مقرر فرمایا تھا مُسکراکر فرمایا ”اچھا یہی سہی“ مین دیوہ شریف مین حاضر ہوا اور حضرت شاہ فضل حسین صاحب وارثی سجّادہ نشین شاہ منعم صاحبؒ کی خدمت مین گیا اور سب واقعہ بیان کیا تو مین نے جو شبیہ مبارک حضرت شاہ منعم صاحب کی بتائی اُسکی اُنھون نے پوری تصدیق کی۔

مین نے ۱۱۔ تاریخ کو ۸ بجے صبح کے حضور پُرنور کو تہ بند بدلوایا اور دس بجے کھانا حاضر کیا حضور انور نے چادر چڑھانے کی نسبت دریافت فرمایا مین نے عرض کیا اب چڑھاؤن گا اِسکے بعد مین باہر آیا اور حضرت شاہ منعم صاحب رضہ کے مزار پر حاضر ہوکر چادر چڑھائی مزار مبارک کے باہر آکر خیال ہوا کہ آج گھر مین گھس کر پکڑ لاؤ جو ہو سو ہو اسی حالت مین دیوان حافظ کی ایک غزل پڑھتا ہوا چلا جسکا پہلا شعر یہ ہے ؎

اے لبت آب حیات و روے قدت سرو چمن | اے رُخت خورشید خاور روے خطت مشک ختن

راستہ مین حضور انور کا آستانۂ عالی تھا وہان پہونچکر رُک گیا اور خیال کیا کہ پہلے قدمبوسی کرلون دیکھا تو دروازہ کھلا ہوا ہے مین اندر چلا گیا وہان حضور تو نظر نہ آئے مگر کیا کہون کہ کیا نظر آیا۔ مین نے

تعجب انگیز نگاہون سے کبھی کو دیکھا اور مثل آئینہ حیرت زدہ ہوگیا اسی عالم تحیر مین اُس بادشاہ حسن کا میری طرف سر اُٹھا کر دیکھنا تھا کہ بس ؎ نگاہین بول اُٹھین وہ لے لیا دل

مین نہین کہہ سکتا وہ اعجاز حسن تھا یا کرشمہ عشق کہ جسنے مجھے محو تحیر کر دیا اور میری آنکھین کھلی کی کھلی رہ گئین مین نے دیکھا کہ وہی نقشہ ہے وہی رنگ ہے وہی پیاری ہے جو کانون مین بجلیان اور گلے مین چندن ہار پہنے ہوئے گلابی دوپٹہ اوڑھے بیٹھی ہے یہ منظر دیکھکر عجیب عالم ہوا اور مین سربسجود ہوگیا۔ سر جو اُٹھاتا ہون تو نہ وہ پیاری تھی نہ وہ صورت تھی حضور انور ہی بیٹھے ہوئے تھے پیاری کا پتہ بھی نہ تھا۔ مین نے کہا یہ کیا تو فرمایا یہی صورت ہے اسی کے ساتھ تمھارا حشر ہے اور جہان کہین دیکھو گے اسی صورت کو دیکھو گے مین کیا کہون کہ اُسوقت کیا حالت تھی۔ میرے تمام خیالات ایسے پلٹ گئے جیسے کچھ تھا ہی نہین۔ اور یہ بات پتھر کی لکیر ہو گئی کہ جو کچھ ہین یہی ہین یہی صورت ہے اِسکے سوا کچھ نہین۔ اپنی حالت مین بھی ایک نمایان تغیر پیدا ہوگیا۔ مین نے اپنی دلی مراد پائی اور حضور انور کی شکل مین وہی صورت دیکھی جس کا دیوانہ تھا۔ ہر ایک خیال دل سے مٹ گیا اور وہی حُسن عالم افروز پیش نظر ہوگیا ؎

اب کون رہا ہے جسکو دیکھون	اِک تم تھے سو آ گئے نظر مین

حافظ پیاری صاحب نے اِس آخری منظر کو دیکھنے کے بعد پھر پیاری کے گھر کا رُخ نہین کیا۔ اور اِس وقت تک نہ کبھی اُس کا ذکر ہے نہ فکر ہے ہان زبان پر یہ صدا ضرور رہتی ہے کہ "مزا ہی پیاری کا اور سب بھول ہے"

حافظ پیاری صاحب سال مین دو مرتبہ نہایت اہتمام سے پنکھا اور غلاف اور چادر حضور انور کے مزار مبارک پر چڑھاتے ہین اُسوقت حافظ صاحب کی حالت عجیب عبرتناک منظر پیش کرتی ہے۔ سر پر انکے سینی رکھی ہوئی۔ قوالی ہوتی جاتی ہے حافظ صاحب کی آنکھون سے آنسو منھ سے کف جاری۔ دونون آنکھین حیرت زدہ کھلی ہوئی۔ تمام جسم غیر متحرک دو آدمی اُنکو سنبھالے ہوئے۔ بالکل سناٹے کا عالم۔ اِس حالت سے وہ حضور انور کے دربار مین پہونچتے ہین۔ اور لوگ چادر وغیرہ چڑھا کر اُن کو اسی حالت مین واپس لاتے ہین مُردہ کی سی حالت ہو جاتی ہے گھنٹون ہوا دیجاتی ہے اور گلاب وغیرہ سونگھایا جاتا ہے جب ہوش آتا ہے اُسوقت مبارک سلامت کی آوازین سننے مین آتی ہین۔ مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی وکیل و رئیس گیا بیان فرماتے ہین کہ حضرت مخدوم الملک بہاریؒ کے عرس شریف کے موقع پر ایک چادر کے ساتھ (جو چاند شاہ صاحب کی طرف سے جارہی تھی) جب یہ اِسی حالت سے حاضر ہوئے تو اِن کے مُنھ سے خون جاری تھا۔ اور تمام رات جاری رہا۔ سیرون خون نکل گیا غرضکہ حضور انور کی ادنی توجہ عالی سے حافظ صاحب کی زندگی کا رُخ پلٹ گیا۔ اب محبوب کی صورت مین اُن کو وہ حسن وجمال نظر آیا جو عارضی نہین ہے اور غیر فانی ہے جسکے مقابل وہ رنگ روپ بے ثبات اور نقش بر آب ہے یہ وہ حسن خداداد ہے جسنے حافظ پیاری صاحب سے زیادہ سیکڑون ہزارون کو دیوانہ بنا دیا اور جسکا منظر ہر وقت آستانۂ عالی پر لوگون کو حیرت مین ڈال دیتا تھا ؎

شہید خنجر عشق تو گلعذارانند	فتادہ در سر کوئے تو شہسوارانند
اسیر حلقۂ زلف تو رستگارانند	غلام نرگس مست تو تاجدارانند

خراب بادۂ لعل تو ہوشیارانند

اِس جمالِ عدیم المثال کو ماہتاب سے کوئی نسبت نہین کیونکہ اُسکی چار ون کی چاندنی ہوتی ہے - اِس حُسن کی بہار کو اُس پھول سے تشبیہ نہین دی جاسکتی جو باد تند کے ایک ہلکے سے جھونکے سے مُرجھا جاتا ہے یہ وہ پائدار حُسن ہے جسکے دائمی نقوش ہر زمانہ مین یادگار رہین گے -

یہ وہ پیاری صورت ہے جسپر خود حُسن و جمال کو ناز ہے ؎

مزے کہ لین کلیم اب بن پڑی ہے	بڑی اونچی جگہ قسمت لڑی ہے

اِس واقعہ سے اِس مسئلہ کی تحقیق کے علاوہ کہ پیر کامل کسطرح عشق مجازی سے حقیقت کی طرف مرید کو لاتا ہے اور کن کن دشواریون کے بعد کامیابی کی مبارک صورت دیکھنی نصیب ہوتی ہے یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ حضور انور نے باوجود قوت واقتدار دونون طرف سے کسی کو مجبور نہین کیا کہ شادی کرلین اور چونکہ دونون مُرید تھے اِسلئے دونون ہی کا ساتھ بھی دیا یہ بات مشہور ہے کہ ؎ کہتے ہین جسے عشق وہ از قسم جنون ہے عشق و محبت مین انسان کا دماغ بالکل بیکار ہوجاتا ہے اور محبت کی خاصیت ہی ہے کہ وہ اندھا کردیتی ہے مگر فریقین سے کسقدر ثابت قدمی کا اظہار ہوا اور پاک جذبات عشق و محبت قایم رہے - انسانی جذبات سے الگ آخر کون سی قوت ایسی ہے جس نے آخر وقت تک دونون کو پاک دامن رکھا حقیقۃً یہی برکات بیعت ہین جو مختلف اشکال مین ظاہر ہوئے اور حضور انور کے تمامی مریدین کو برکاتِ بیعت کا احساس ہے اور وہ اپنے اپنے ظرف کے مواقق حضور انور کی برکتون سے فائدہ اُٹھانے کا ذکر کرتے ہین - چنانچہ راقم الحروف کو صدہا لوگون سے قسم قسم کے واقعاتِ برکاتِ بیعت سننے کا اتفاق ہوا ہے یہ تذکرہ ایسا نہین کہ چند اوراق مین ختم ہوسکے - جسکو خوش نصیبی سے حضور انور کا دستِ مبارک نصیب ہوا سے کچھ وہی جانتا ہے اور صرف وہی نہین بلکہ جنلوگون کو شرف حضوری نصیب ہوا ہے خواہ وہ مرید ہوے یا غیر مرید آپ اُن کے ممد و معاون ہوگئے -

تبدیلِ شکل حافظ پیاری صاحب کا واقعہ حُسن و عشق کی ایک داستان ہونے کے علاوہ اپنے آخری حصہ سے جس سے کہ اُن کی زندگی کا رُخ پلٹ گیا حضور انور کی ایک خرقِ عادت اور کرامت پر بھی مبنی ہے کہ آپ نے اُن کی خواہش کے موافق اُنھین کے خیال اور اُنھین کے مذاقِ عشق کے بموجب اُن کے محبوب مرغوب کی صورت اپنی شکل مین دکھا کر اپنی طرف مائل کیا - اور ہمیشہ اُسی صورت مین اُن کے سامنے رہے -

ایسے واقعات بھی اکثر پیش آئے ہین کہ حضور انور نے دوسری شکلون مین لوگون کی رہنمائی فرمائی ہے چنانچہ مولانا بخیر وارثی کتاب عین الیقین مین لکھتے ہین کہ ایک طالبِ زیارت اپنے ذوق و شوق مین حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوا - راستہ مین دریا حائل تھا - ساحل پر کوئی کشتی بھی نہ ملی وہ سخت متوحش تھا کہ ایک شخص کے پکارنے کی آواز آئی وہ اُس کی طرف چلا تو دیکھا کہ ایک لڑکا ہے اُسنے اُن کو اپنے ساتھ لیا اور کہا کہ ایک راستہ ایسا ہے جو کسی کو معلوم نہین آؤ مین تم کو اُس راہ سے پار اُتار دون وہ مسافر اُس لڑکے کے ساتھ ہوگیا وہ لڑکا پار اُتار کر نگاہون سے غائب ہوگیا جب یہ زائر محبت حضور انور کی خدمت عالی مین حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا "وہ لڑکا کتنا چالاک تھا" اُس شخص نے بیساختہ عرض کیا کہ حضور ہی تھے آپ تبسم ہوکر خاموش ہوگئے -

قاضی رحمت علی صاحب اکبرآبادی لکھتے ہین کہ حضور پرنور قصبہ ملاؤلی ضلع مین پوری مین رونق افروز تھے جب مین شرف قدمبوسی سے مستفید ہوکر آگرہ آیا تو یہان سے آٹھ آدمی بوقت شب حضور کی قدمبوسی کے لئے چل دئے۔ رات کا سفر تھا راہ سے بھٹک گئے اور تمام شب جنگل مین حیران و پریشان پھرتے رہے۔ آخر ایک دہقانی کو دیکھا کہ کاندھے پر ایک موٹا لٹھ لئے ہوئے سامنے سے نمودار ہوا اور خود بخود پوچھنے لگا تم کیا حاجی صاحب سے ملنے جاتے ہو انھون نے جواب دیا کہ ہان۔ اُس نے کہا ہمارے ساتھ چلو چنانچہ سب اُس کے ساتھ ہوگئے۔ دو ایک کھیت کی مسافت طے کی ہوگی کہ وہ اشارہ سے بتانے لگا دیکھو وہ سامنے کوٹھی ہے اُسی مین حاجی صاحب ٹھہرے ہین وہان چلے جاؤ ہم سب لوگ وہان پہونچ گئے جب صبح کو خدمت عالی مین حاضر ہوکر قدمبوس ہوئے تو آپ نے مسکراکر فرمایا کہ "تم لوگ راستہ بھول گئے تھے"، یہ سب ایک دوسرے کا منھ دیکھنے لگے معلوم ہوا کہ رہبر آپ ہی تھے ایسے اکثر واقعات ہین اور حضور انور کے مختلف اقسام کے فیوض و برکات مین ایک قسم یہ بھی شامل ہے مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی (آنریبل جسٹس پٹنہ ہائی کورٹ) جنکو حضور انور کی ذات محمود الصفات سے ایک خاص عشق و محبت کا درجہ حاصل ہے اپنے عینی مشاہدہ سے مطلع فرماتے ہین کہ میرا مسلک حُسن پرستی ہے مجھے حضور انور کے حُسن و جمال کو دیکھکر جسکو عالم پیری مین دیکھا ہے ہمیشہ ایک خیال گذرتا تھا کہ مین نے حضور پرنور کو کمسنی مین نہین دیکھا۔ پھر اثنا مین مین حضور انور کے ہمراہ تھا ایک مرتبہ مین خدمت عالی مین حاضر تھا اور حضور انور اُسوقت نہایت شاد و مسرور تھے کبھی مثنوی مولنا روم اور کبھی پدماوت سناتے تھے اُسوقت بھی مین اسی خیال مین بیٹھا تھا کہ اِس ضعیفی مین تو یہ قیامت کا حُسن ہے کمسنی مین کیا ہوگا حضور انور اُسوقت بیٹھے ہوے تھے احرام شریف کا دامن اُٹھاکر منھ پر ڈال لیا اور پھر ہٹایا تو مین نے حضور انور کو بلا ڈاڑھی اور بلا مونچھ کے چودہ پندرہ برس کے سن مین دیکھا اُسی وقت مین سجدۂ شکر بجا لایا اور وہ صورت زیبا دیکھی ہے کہ نہ بھولا ہون نہ بھولون گا حضور انور نے تبسم فرماکر مجھکو رخصت کردیا۔ اچھی صورت کے ساتھ یہ اعجاز بھی تھا مبارک ہین وہ آنکھین جن مین اُس حُسنِ دلفریب کی مختلف نیرنگیان سمائی ہوئی ہین ؎

دیکھنا یہ ہے کہ ہے دیکھنے والا کیسا	تیرے جلوہ کی تو کیا بات ہے سبحان اللہ

اسی طرح ایسے واقعات بھی ہین کہ حضور انور نے ایسے اہم مواقع پر اپنے مریدین مین بھی اپنی ہی شان کا ظہور دکھادیا چنانچہ مکتوب نویس بارگاہ وارثی حاجی اوگھٹ شاہ صاحب قبلہ کہتے ہین کہ جس سال حضرت شاہ فضل حسین صاحب وارثی سجادہ نشین شاہ منعم فریضۂ حج ادا کرنیکے لئے بیت اللہ شریف گئے تھے اُسی مرتبہ مولنا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ بھی گئے تھے اور اوسی سال مولنا رشید احمد صاحب گنگوہی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قبلہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے مستفید بیعت ہوئے تھے۔ شاہ فضل حسین صاحب وارثی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رح کے مکان ہی پر قیام پذیر ہوئے۔ حضرت شاہ فضل حسین صاحب خود اِس واقعہ کو بیان فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مجھے اور مولنا رشید احمد صاحب سے اِس مسئلہ پر گفتگو ہوگئی کہ شیخ کامل صورت و سیرت بدل سکتا ہے مگر مولنا رشید احمد صاحب میرے اِس بیان کی تردید فرماتے تھے۔ مولنا حاجی امداد اللہ صاحب قبلہ نے اس کے متعلق اپنی زبان سے کچھ ارشاد نہین فرمایا خاموش سنتے رہے جب نماز ظہر کا وقت آیا اور سب حرم شریف مین گئے تو عجیب نظارہ پیش نظر ہوا کہ لوگ مجھ پر گرنے اور میری دست بوسی کرنے لگے عام شہرت ہوگئی کہ حضور انور اِس سال تشریف لائے ہین آپ کے مریدین و معتقدین نے مجھکو گھیر لیا اور ایک ایک دریافت کرتا تھا کہ حضور کب آئے مین اسی حالت حیرت

واستنجا ب مین بعد نماز ظہر مکان پر واپس آیا تو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے فرمایا کہ لیجئے آج حاجی صاحب نے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا شیخ کا اپنی صورت کا بدلنا تو ایک طرف رہا مرید کی بھی صورت بدل سکتا ہے ۔

حضور پرنور کے ایسے واقعات بہت ہین اور جو حیرت انگیز باتین کتابون مین نظر آتی ہین اُن کا آپ کی ذات بابرکات مین عینی مشاہدہ ہوتا تھا اور یہ بات حضور انور کی خصوصیات مین تھی کہ جیسا سوال ہوتا ویسا ہی جواب دیتے تھے اور جو باتین احاطۂ تحریر و تقریر سے باہر ہین اور استدلال وغیرہ سے اُن کا یقین نہین ہوسکتا اُنکا مشاہدہ کرادیتے تھے ۔

کیفیتِ باطنیہ

حضور انور کے صفات کمالیہ مین کیفیتِ باطنیہ ایک قابلِ امتیاز درجہ رکھتی ہے اور اِس سے اِس بات کی پوری تصدیق ہوتی ہے کہ آپ کی حق بین نگاہون سے کوئی بات پوشیدہ نہین تھی اور حاضر وغائب کے حالات سے آپ باخبر رہتے تھے ۔ جیسا کہ اکثر واقعات وحالات سے ظاہر ہے۔ یہ ظرفِ عالی کی خوبی تھی کہ کبھی کسی کا نقص یا عیب ظاہر نہ فرماتے نہ کوئی ایسی بات ارشاد فرماتے تھے جس سے کوئی کچھ خیال کر سکے ۔ حالانکہ ہر ایک بات کا علم رکھتے تھے اور کوئی بات آپ سے مخفی نہ تھی حتیٰ کہ اشارۃً بھی کوئی بات زبان مبارک سے ایسی ارشاد نہین ہوتی تھی جس سے معلوم ہو کہ کسی راز سربستہ سے آپ واقف ہین ۔ ہمیشہ لوگون کے کہنے سننے پر ہر ایک بات کا اعتبار کر لیتے شاید اِسکی یہ وجہ ہو کہ شریعت ظاہر پر حکم دیتی ہے ۔

کسی شخص کی کیفیت بتا دینا یا کسی مخفی حال کو بیان کر دینا اہلِ تصوف کے نزدیک کشف کے نام سے موسوم ہے جو ابتدا ہی سے پیدا ہوجاتا ہے اور وہ اِس کو کوئی اہمیت نہین دیتے مگر اُس کشف مین یہ خاص بات ہے کہ جو سامنے آیا اُس کا حال بتا دیا یا کسی واقعہ کی پیشین گوئی کر دی ۔ مگر روحانی مدارج طے کرنے کے بعد جو بصیرت پیدا ہوتی ہے یا قدرتاً جن مقدس نفوس کو وہ چشم بینا عطا ہوتی ہے جو ظاہر و باطن حاضر و غائب کو یکسان دیکھے اُس کشف مین اور اِس کشف مین آفتاب و ذرہ کا فرق ہے اِس وقت علوم مغربی کے نئے دور نے تحقیق و تدقیق مین کوئی بات اُٹھا نہین رکھی اور ایکس ریز کے ذریعہ سے مخفی چیزون کے دیکھنے پر بھی اُن کو کامیابی حاصل ہوئی قدرت نے دنیا مین ایسے لوگون کو بھی ظاہر کیا جنکی آنکھون مین یہ قوت دیکھی گئی ۔ چنانچہ جزیرۂ روڈ مین مین ایک لڑکی ہے جسکے متعلق اکثر جرائد مین یہ خبر دیکھنے مین آئی کہ وہ لوگون کے اندرونی خیالات معلوم کرنے اور کثیف وغیر شفاف چیزون کے آرپار دیکھنے مین عجیب طاقت رکھتی ہے اکاڈمی آف مڈیسن اور اکاڈمی آف سائنس کے مشہور ڈاکٹر جان کومکن پوس نے اُس کا بڑے غور و تعمق سے معائنہ کیا اور دو گھنٹے متواتر معائنہ کرنے کے بعد بیان کیا کہ لڑکی مین یہ حیرت انگیز طاقتین موجود ہین جنکو عام طور پر ایکس ریز کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ۔

مگر ایکس ریز کی طاقت بھی حاضر شخص کی حالت دیکھنے کے لئے مخصوص ہے اور خدا کی اُس طاقت کے سامنے کوئی ہستی نہین رکھتی جو وہ اپنے مقبول و برگزیدہ بندون مین ظاہر کرتا ہے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین

آئینہ دل چون شود صافی و پاک	نقشہا بینی برون از آب و خاک

حضور انور کی ذات مستجمع الصفات مین دیگر خوبیون کے علاوہ کیفیتِ باطن بھی ۔ اسقدر وسیع تھی جو حیرت انگیز ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کی بات بات مین کیفیاتِ باطنی کا ظہور ہوتا تھا ۔ چنانچہ مختلف کیفیاتِ باطنیہ کا بتدریج ذکر کیا جاتا ہے جنکو نہ کشف کی طاقت سے مثال دی جاسکتی ہے نہ ایکس ریز کی قوت سے ۔ جسطرح آپ کی نگاہ حاضر وغائب کو یکسان دیکھتی تھی اُسی طرح آپ کا قلب اِسقدر مجلّٰی اور مصفّا تھا کہ اُس پر دوسرون کے خیالات کا فوراً عکس پڑتا تھا

نہ غور و تامل کی ضرورت تھی نہ قوتِ ارادی صرف کرنیکی حاجت ہوتی تھی۔

مولوی نادرحسین صاحب وارثی نگرامی (وکیل بارہ بنکی) اپنا واقعہ لکھتے ہین کہ مین لکھنؤ مین عربی پڑھتا تھا اِسی زمانہ مین مجھکو ملازمت کا شوق پیدا ہوا مگر کہین کچھ سلسلہ پیدا نہ ہوا تو مین نے قانون یاد کرنا شروع کیا اُنھین دِنون مین حضور پُرنور لکھنؤ تشریف لائے اور سراے امین آباد مین شیخ تفضل حسین کی فرودگاہ پر قیام فرمایا مین خدمتِ عالی مین حاضر ہوا تو ایک سفید پوش حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر تھے حضور انور نے مجھکو دیکھکر خودبخود ارشاد فرمایا کہ "ایک شخص آگرہ مین متلاشی روزگار تھا وہ پہلے پانچ روپیہ کا نوکر ہوا پھر تو سیکڑون ہزارون کی آمدنی ہوئی" مین سمجھا کسی شخص کا تذکرہ فرما رہے ہین مگر وہ سفید پوش جو حضور کی خدمتِ عالی مین حاضر تھے اُنھون نے مجھسے کہا کہ تمھارے لئے ارشاد ہے سلام کرو مین نے اُسوقت سلام کیا یا قدمبوس ہوا۔ اُسی ہفتہ عشرہ مین پانچ روپیہ کی ملازمت مل گئی اور اِس شرط سے ملی کہ دو تین مہینہ مین کاغذات مرتب کرو اور حساب کتاب درست کرو تو مختار عام کر دِئے جاؤگے۔ اور تنخواہ بڑھا دی جائیگی مین اُس زمانہ مین اپنا کام بھی کرتا اور قانون بھی یاد کرتا تھا ارادہ تھا کہ وکالت کا امتحان دون جب مین دوبارہ حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوا تو خودبخود فرمایا کہ کہان وکالت کروگے لکھنؤ مین یا بارہ بنکی نواب گنج مین مین نے عرض کیا ابھی تو قانون یاد کرتا ہون چنانچہ اُسی سال تین مہینے کے بعد امتحان ریونیو ایجنٹی مین پاس ہوا۔ پہلے لکھنؤ مین رہا پھر مین نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ بارہ بنکی جانے کا ارادہ ہے حضور پُرنور نے فرمایا "بہتر ہے وہان جلدی جلدی ملاقات ہوا کریگی" چنانچہ مین بارہ بنکی مین اپنا کام کرنے لگا اور حضور انور کا جو ارشاد تھا وہ پورا ہوا۔ وہی صاحب لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ حضور انور قصبہ نگرام مین میرے مکان پر رونق افروز تھے مجھسے ارشاد فرمایا کہ "نادرحسین اگر تم نہو تو نورالحسن[1] سب انتظام کر لے" یہ سنکر مجھے خیال ہوا کہ اب میری موت آگئی اس خیال کا آنا تھا کہ حضور پُرنور نے بیتابانہ ارشاد فرمایا "نادرحسین جیسے تم نواب گنج مین ہو اور تم کو مقدمات کے سبب سے نگرام آنے کی فرصت نہ ملے اور ہم نگرام آئین تو نورالحسن سب انتظام کر لے"

مین نے عرض کیا کہ جی ہان۔ فی الحقیقت حضور انور کے اِس ارشاد کا یہ مفہوم تھا کہ جسطرح مولوی نادرحسین صاحب حضور انور کے فیوض وبرکات سے اِس قابل ہون گے۔ اِس ارشاد کا نتیجہ ہوا کہ شیخ نورالحسن صاحب انٹرنیس پاس کرکے حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوے تو آپ نے خودبخود ارشاد فرمایا کہ "پھاٹک تک پہونچ گئے" اُنھون نے عرض کیا کہ جی ہان مولوی نادرحسین صاحب کا بیان ہے کہ میری سمجھ مین اِس ارشاد کا مطلب نہین آیا۔ مین نے باہر آکر نورالحسن سے دریافت کیا کہ پھاٹک تک پہونچنے کا کیا مطلب ہے تو اُنھون نے کہا کہ انٹرنیس کے معنی پھاٹک کے ہین۔ شاید اسی کی طرف اشارہ ہے چنانچہ پھر اُن کی تعلیم ایف اے وغیرہ کی نہین ہوئی اگریکلچر پاس کرکے ملازمت شروع کر دی اب نائب تحصیلدار ہین اور تحصیلداری مین انتخاب ہو گیا ہے یہ حضور انور کی دنیوی برکتین ہین اور ایسے صدہا واقعات سننے مین آتے ہین حضور انور سب کی خواہشات سے خود باخبر رہتے تھے اور امداد فرماتے تھے۔

مولوی شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی (بیرسٹرایٹ لا مقیم انگلستان) رئیس گدیہ ضلع بارہ بنکی تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے جب کہ رمضان شریف کا مہینہ تھا حضور انور گدیہ مین رونق افروز تھے مین شب کے وقت خدمت عالی مین حاضر ہونے کے لئے چلا میرے مکان کے قریب ایک مسجد ہے اُسمین تراویح ہو رہی تھی اُسوقت قرآن پاک کے الفاظ نے

[1] مولوی نادرحسین صاحب کے صاحبزادہ کا نام ہے۔

مجھے محو کر لیا کچھ دیر مسجد کے باہر کھڑا ہوا سنتا رہا پھر خیال آیا کہ حضور انور کی خدمت مین جاتا ہے کہین دیر نہ ہوجائے مگر دل قرآن شریف کی طرف متوجہ تھا مین حاضر ہوا تو آپ استراحت فرما رہے تھے مجھے دیکھکر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ "آؤ مشیر تمکو قرآن سنا دین" مین حیرت مین رہ گیا کہ آج یہ نئی بات کیسی اورکبھی تو ایسا ہوا نہین الغرض حضور پُر نور نے مجھکو مختلف قرأتون سے قرآن شریف سنایا - یہ واقعہ بھی شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ مین آگرہ وغیرہ کی طرف سیر وسیاحت کو گیا تو آگرہ سے سنگ تراشی کی چیزین لیتا آیا ایک چھوٹا سا صندوقچہ بھی تھا حضرت اُس زمانہ مین گدیہ مین رونق افروز تھے - دِل مین آیا کہ اُس صندوقچہ کو حضور کی خدمت مین پیش کردون - مگر پھر یہ خیال آیا کہ آپ کیا کرین گے کسی کو دیدین گے اِسلئے اسکو مکان ہی مین رکھون لیکن پھر دل نے یہی طے کیا کہ حضور انور کی خدمت مین نذر کردون چنانچہ اُسکو لیکر حاضر ہوا تو آپ نے اُٹھا کر دیکھا بہت پسندیدگی کا اظہار فرمایا خوشی ظاہر فرمائی اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ "مشیر اِسے تم رکھو تمھاری خوشی ہوگئی ہم نے لے لیا" یہ بھی بالکل نئی بات تھی مگر ظاہر ہے کہ کیون حضور انور کی یہ باطنی کیفیت تھی کہ قلبی حالت پر آپ کو فوراً اطلاع ہوجاتی اور اوسی کے موافق ارشاد فرماتے تھے -

مولٰنا مولوی سید عبدالغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری مظلہ العالی تحریر فرماتے ہین کہ مولوی سید رحیم الدین صاحب اڈیٹر انیچ باکی پور کا واقعہ ہے کہ جب حضور انور بہار تشریف لائے تو مولوی رحیم الدین صاحب کے ذوق وشوق کا یہ عالم تھا کہ حضور انور کی پالکی کے ساتھ ۱۹ میل تک دوڑتے ہوے پھچی تک آئے کسی نے مولوی رحیم الدین صاحب کے خاندان والون سے یہ کہدیا کہ مولوی صاحب فقیر ہونے کو گئے ہین اس خبر سے اُن کے گھر مین کہرام مچگیا اور اُن کے بڑے بھائی نے مولوی صاحب کے دوستون کو خطوط لکھے اور مجھے بھی ایک شخص کی زبانی کہلا بھیجا کہ رحیم الدین کو مرید ہونے سے منع کردو حاجی صاحب کا طریقہ خلاف شرع ہے اور اِس قسم کی باتین تھین اِس سفر مین حضور انور کا یہ معمول دیکھا گیا کہ روزانہ صبح کو مثنوی معنوی پڑھتے تھے اور اُسوقت سید عبداللہ شاہ صاحب اور فضیحت شاہ صاحب وغیرہ کو طلب فرماتے چنانچہ جس دِن پھچی مین شام کو میرے پاس مولوی رحیم الدین صاحب کے بھائی کا پیام پہونچا ہے اُسکی صبح کو حضور پُر نور نے مولوی رحیم الدین صاحب کو بھی طلب فرمایا اور مین بھی اُس جلسہ مین حاضر ہوا تو حضور انور جو شعر جس کے حسب حال ہوتا اُسکی طرف مخاطب ہوکر اُس کا مطلب بیان فرماتے تھے چنانچہ ایک شعر کا یہ مضمون تھا "کوا کائین کائین کرتا ہے" آپ نے مولوی رحیم الدین صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا "سنا رحیم الدین کوے کی عادت ہی کائین کائین کرنیکی ہے - اُسکی طرف خیال نکرنا چاہئے" جب حضور پُر نور پھچی سے رخصت ہوکر بہار تشریف لیگئے تو مولوی رحیم الدین صاحب کے ایک دوست جو میرے بھی دوست ہین حضور پُر نور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوے آپ نے اِن کو کبھی نہین دیکھا تھا اور نہ ان سے کسی نے تعارف کرایا تھا لیکن اُن کے بیٹھتے ہی حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ مولٰنا رومؒ فرماتے ہین ؎

چون قلم در دست غدارے بود	لاجرم منصور بردارے بود

اور ایک شخص نے اس کا ترجمہ اِسطرح کیا ہے ؎

جب قلم ہو ہاتھ مین غدار کے	کیون نہو منصور اوپر دار کے

مولٰنا سید عبدالغنی صاحب قبلہ فرماتے ہین کہ میرے اِن دوست کا بیان ہے کہ اِس ارشاد سے مجھے اِس بات کا یقین ہوگیا کہ یہ ارشاد مولوی رحیم الدین صاحب کے بھائی کے خط کی طرف ہے اسکے بعد مولوی رحیم الدین صاحب نے

بہت کوشش کی اور خود لکھکر کئی درخواستین پیش کین ہمراہیون سے سفارشین کرائین مگر آپ نے اُن کی بیعت نہین لی۔

حاجی محمد شاکر خان صاحب وارثی (خلف الرشید مولوی محمد ناصر خان صاحب پنشنر کورٹ انسپکٹر رئیس رائے بریلی) لکھتے ہین کہ میرے والد ماجد کے خالہ زاد بھائی حضور پُرنور سے بیعت کرنیکی غرض سے خدمتِ عالی مین حاضر ہوئے تو ہم لوگ بھی ہمراہ تھے۔ راستہ مین اُن کے دل مین یہ خطرہ گذرا کہ حضور بیعت لیتے وقت یہ کیون کھلواتے ہین کہ "ہاتھ پکڑتا ہون پنجتنِ پاک کا" جسوقت وہ حاضر ہوکر مرید ہونے لگے تو حضور انور نے حسب معمول مرید فرمایا مگر یہ جملہ نہین کھلوایا جس کا اُنکو بعد مین بہت خیال رہا اور اس بات کا افسوس رہا۔

حضور انور کی یہ کیفیت باطنی تھی کہ عرضِ حاجت کی ضرورت ہی نہ تھی سب کا حال آئنہ تھا منشی عبدالغنی خان صاحب قبلہ وارثی رئیس پورہ غنی خان ضلع رائے بریلی تحریر فرماتے ہین کہ مین ایک مرتبہ حضور انور کی خدمتِ عالی مین اس غرض سے حاضر ہوا کہ حضور انور کو اپنے مکان پر لاؤن۔ گھر سے چلتے وقت حسب دستور مستورات نے طرح طرح کی فرمائشین کردین کہ لکھنؤ سے ہمارے واسطے فلان فلان چیزین لیتے آنا۔

مین جب دیوہ شریف حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ حضور پُرنور موضع چوراسی ضلع لکھنؤ مین رونق افروز ہین مین وہین حاضر ہوا اور خدمتِ عالی مین عرض کیا تو آپ نے بہت قریب کی تاریخ ارشاد فرمائی کُل پانچ دن درمیان مین تھے اسوجہ سے مجھکو خیال ہوا کہ اب لکھنؤ وغیرہ ہوتے ہوئے جانا مناسب نہین ہے۔ براہ راست مکان کو چلنا چاہیئے کیونکہ انتظام کرنا ہے اور حضور انور کی تشریف آوری کا وقت قریب ہے۔ یہ خیال کرکے مین نے حضور انور سے رخصت کی اجازت مانگی۔ تو آپ نے نور محمد شاہ صاحب خادم سے فرمایا کہ "وہ کنگھی اور رام پور کا سروتہ غنی خان کو دیدو" اور جن مستورات کی فرمائشین تھین اُنھین کی نسبت ارشاد فرمایا کہ "اُن کو دیدینا" مین رخصت ہوکر چند قدم چلا تھا کہ پھر حضور نے طلب فرمایا اور ایک نہایت نفیس خاصدان عطا کیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ فُلان "بی بی کو دیدینا" مجھے خاصدان کی بالکل یاد نہین تھی غرضکہ جو جو چیزین جس جس کی فرمائش تھی وہ سب نام بنام حضور انور نے اپنی طرف سے مرحمت فرمائین اور مین بہ اطمینان مکان کو واپس گیا۔ حضور انور کے روبرو حاضر و غائب کے حالات آئینہ تھے۔ یہ کیفیت باطنیہ خاص ہے اسکو اُس کیفیت سے کوئی مناسبت نہین ہے جسکو کشف کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ اُس کشف مین صحت و غلطی کا احتمال ہے چنانچہ حضور انور ہی کے ایک واقعہ سے اسکا فرق معلوم ہوتا ہے۔

مولوی حکیم محمود علی صاحب فتحپوری ناقل ہین کہ میرے ماموں صاحب قبلہ میر رحمت علی مرحوم مغفور جو نہایت ثقہ بزرگ تھے مجھسے میری والدہ صاحبہ قبلہ کا واقعہ بیان فرماتے تھے جو یہ ہے کہ وہ تپ کہنہ مین مبتلا ہوئین ہر چند علاج و معالجہ ہوا مگر کوئی تدبیر کارگر نہوئی اور روز بروز حالت خراب ہوتی گئی جب بالکل مایوسی ہوئی تو ایک مجذوب درویش جنکا نام جھاڑو شاہ تھا اور فتح پور کے لوگ اُنکو بہت مانتے تھے وہ اُن کی خدمت مین گئے تو اُنھون نے صورت دیکھتے ہی فرمایا کہ "سید بابا جس مائی کی دعا کے واسطے آیا ہے وہ ابھی بہت زندہ رہیگی اور اُسکی اسقدر اولادین ہونگی کیون پریشان ہے جا مائی اچھی ہوجائیگی" میرے ماموں صاحب قبلہ یہ سنکر خوش خوش مکان پر آئے اتفاق سے اُسی روز حضور بھی فتح پور مین تشریف لائے۔

ماموں صاحب قبلہ حضور انور کی خدمتِ عالی میں حاضر ہوے مگر اُن کے دل میں اُسوقت خیال یہی تھا کہ کاش حضور انور میری ہمشیرہ کی نسبت کچھ ارشاد فرمائیں تاکہ دل مطمئن ہوجائے۔ حضور پُرنور اُن کی جانب مخاطب ہوے اور ارشاد فرمایا کہ "رحمت علی رحمت علی اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ سُنا ولی نبی سب مجبور ہیں وہ بے نیاز ہے۔ ماموں صاحب کہتے تھے کہ یہ سنتے ہی میری جان نکل گئی اور سمجھ گیا کہ اب ہمشیرہ کا بچنا محال ہے چنانچہ دوسرے ہی روز اُن کا انتقال ہوگیا۔

حضور انور کے سامنے تمام حالات کا انکشافِ حقیقی تھا زبانِ مبارک سے جو الفاظ نکلتے تھے وہ لسان الغیب کی طرح ہوتے تھے اور وہی ہوتا تھا جو آپ فرماتے تھے۔

مولنا محمد ناظم علی صاحب فضلی (نائب مہتمم مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ) تحریر فرماتے ہین کہ مولنا حافظ سراج الیقین صاحب نبیرۂ وصاحبِ سجادہ حضرت شاہ نجات اللہ صاحب صادق قدس سرہ نے اپنے صاحبزادہ کی تقریبِ سجادہ نشینی اپنی حیات مین فرمائی۔ اُس زمانہ مین حضرت شاہ نجات اللہ کا عُرس بھی تھا اِسوجہ سے حضرت حاجی صاحب اور حضرت مولنا محمد نعیم صاحب فرنگی محلی قدس سرہا بھی شریک جلسہ تھے۔ حضرت حاجی صاحب نے حافظ سراج الیقین صاحب سے مِلتے ہی صاحبزادہ کی سجادہ نشینی کی بابت مسکرا کر مکرر ارشاد فرمایا کہ "بھرُوَیہ کیا پیال کے پاؤن کھڑے کرت ہو" چنانچہ اُس سجّادگی کا کسی اعتبار سے کچھ نتیجہ نہوا اور وہ صاحبزادے حافظ سراج الیقین صاحب کے سامنے ہی قضا کرگئے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور انور کے سامنے کوئی بات مخفی نہ تھی ظاہر و باطن کی من وعن خبر تھی۔

مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ جب کاتک کا میلہ تھا زائرین کا مجمع کم ہوا تو ایک خادم نے اِس خیال سے آستانۂ عالی کا دروازہ بند کردیا کہ تھوڑی دیر حضور پُرنور آرام فرمالین مگر اُسوقت آپ نے نہایت جلال مین آکر ارشاد فرمایا "دروازہ کھول دو ہم احسان فراموش نہین ہین" خادم نے دروازہ کھول دیا پھر مجمع ہوگیا مگر چہرۂ اقدس پر آثارِ جلال نمایان تھے اور آپ باربار دروازہ کی طرف دیکھتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار ہے اِسی عرصہ مین دیکھا گیا کہ ایک عرب آیا جس کی تیس پینتیس برس کی عمر ہوگی میلے اور بوسیدہ لباس مین تھا حضور انور اُسکو دیکھکر کھڑے ہوگئے اور معانقہ کیا اور بکمالِ شفقت دریافت فرمایا کہ "ابوسعید تمھارے کون تھے" اُس نے عرض کیا میرے دادا تھے اُن کا اور میری دادی کا عرصہ ہوا کہ انتقال ہوگیا ارشاد فرمایا کہ "حسن تمھارے باپ زندہ ہین" اُس نے عرض کیا کہ اُنکا بھی انتقال ہوگیا۔ اور آخر وقت مین مجھکو یہ وصیّت کی تھی کہ حضور انور کے حلقۂ غلامی مین داخل ہوجانا اِسی واسطے مین عرب سے آیا ہون حضور انور نے اُسکو مرید فرمایا تہبند اور شیرینی وغیرہ مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ جب ہم مدینہ شریف گئے تھے تو اِن کے دادا نے ہماری بہت خاطر کی تھی۔

مولوی نادر حسین صاحب وارثی نگرامی (وکیل بارہ بنکی) تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ حضور پُرنور موسم گرما مین میرے مکان واقع نگرام مین تشریف لائے بستی کے اکثر و بیشتر باشندے حضور انور کو لینے کے لئے دو میل تک گئے مین کہارون کے ساتھ پالکی اُٹھائے ہوے آرہا تھا جمعہ کا دن تھا حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے مکان کے قریب مسجد ہے میرے چچا صاحب نے عرض کیا کہ نادر حسین کے مکان کے پاس مسجد ہے پھر ارشاد

فرمایا کہ "سایہ ہے"، عرض کیا گیا کہ سایہ ہے دوبارہ پھر حضور پُرنور نے فرمایا کہ "سایہ ہے" تیسری مرتبہ پھر یہی
دریافت فرمایا تو مین پالکی کا کندھا بدلوا کر سامنے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مسجد اچھی اور سایہ دار ہے۔ حضور انور یہ
سنکر خاموش ہو رہے میرے دل مین وسوسہ پیدا ہوا کہ کیا حضرت کو معلوم نہین ہے کہ مسجدین سایہ دار ہوتی ہین
یہ کیا معلوم تھا کہ کیون بار بار دریافت فرماتے ہین۔ جب حضور انور مکان پر تشریف لائے تو قاضی سید احمد حسن صاحب جو مسجد
کے پیش امام تھے حاضر خدمت ہوئے آپ نے اُن کی نسبت ارشاد فرمایا کہ "قاضی تو جلے بھنے ہین" پھر اُن سے فرمایا کہ مختصر
خطبہ اور چھوٹی سورتین پڑھنا۔ قاضی صاحب رخصت ہو کر مسجد کو چلے گئے جب حضور انور مسجد کو تشریف لیگئے تو مین نے
دیکھا کہ صدہا مستورات حضور کی زیارت کے لئے اپنے شیرخوار بچون کو گود مین لئے ہوئے مسجد کے باہر درختون کے سایہ مین
کھڑی ہین بہت سخت دھوپ کی تپش تھی اُسوقت خیال آیا کہ حضور انور کا بار بار دریافت فرمانا کہ مسجد سایہ دار ہے اِن کی تکلیف
کے خیال سے تھا۔ جب حضور پُرنور فنیس سے اُتر کر مسجد مین تشریف لیگئے تو اندر باہر جسقدر نمازی تھے سب قدمبوس
ہونے لگے ناچار مین نے اور چند شخصون نے حلقہ بنالیا کہ حضور کو بآسانی منبر کے قریب پہونچا دین ہم لوگ حلقہ بنا رہے تھے
نگاہ جو کرتے ہین تو آپ منبر کے پاس پہلی صف مین بیٹھے ہوئے ہین ہم سب حلقہ بنائے ساکت و دم بخود کھڑے رہ گئے پہلی
صف مین جہان حضور پُرنور تشریف رکھتے تھے مین نہ پہونچ سکا جب خطبہ ختم ہو چکا تو میرے دل مین خیال پیدا ہوا کہ کاش
اِس وقت نماز مین حضور کی قربت نصیب ہوتی تو اِس نماز کی عظمت مکہ معظمہ مین نماز پڑھنے کی برابر ہوتی۔ اِس خیال کا آنا تھا
کہ حضور انور نے میری جانب نگاہ فرمائی اور پھر اپنے برابر دیکھا فوراً حضور انور کے برابر ایک شخص کی جگہ خالی ہوگئی۔ اور مین نے
خاص حضوری مین نماز جمعہ ادا کی الحمد للہ علی ذالك۔

مولانا مولوی مفتی ابوذر صاحب وارثی سنبھلی تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ بعض علما کا خط آیا کہ عید اضحی ۲۹ تاریخ کے چاند سے
ہوتی چاہیے مگر حضور انور یہی فرماتے رہے کہ "نہین نہین ہم تو تیس ہی کے حساب سے پڑھین گے" مین نے عزیزی المکرم حکیم
افاقت اللہ صاحب وارثی مرحوم سے کہا کہ حضرت فتوے کے مقابلہ مین کیون ہٹ کرتے ہین۔ عزیز مرحوم نے جواب دیا کہ مین
نہین جانتا جو کچھ اُن کی مرضی ہے وہی درست ہے مین تو اُن کے ہر امر کو تسلیم کر چکا اور قدرے کبیدہ خاطر ہو کر کہا کہ اگر ۲۷
ذی الحجہ کو نماز عید پڑھین گے تو مین بھی جب ہی پڑھونگا ابھی وقت نہین آنے پایا تھا کہ انھین علما کا خط آیا کہ وہ خبر
غلط تھی اُنتیس کا چاند نہین ہوا کسی نے بھوپال سے ویسے ہی لکھدیا تھا اُس وقت خواجہ حافظ شیراز
رحمہ اللہ علیہ کا یہ شعر یاد آیا ؎

بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید | کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

مجھے اپنے خیال پر ندامت ہوئی اور مین تائب ہوا۔

جناب مولوی حکیم محمد وصی علی صاحب علوی قادری قلندری کاکوری بیان فرماتے ہین کہ مین حضرت حاجی
صاحب قبلہ کی خدمت مین حاضر ہوا تو آپ نے خود بخود فرمایا کہ "شاہ تراب علی صاحب قلندر قدس سرہ العزیز
کے خاندان مین ہوا اچھا اچھا برادری کا واسطہ ہے" یہ فرما کر نہایت شفقت سے پیش آئے اور ایک رومال بھی
تبرکاً عنایت فرمایا۔ مولوی صاحب موصوف فرماتے ہین کہ جب میرے والد بزرگوار مولانا مولوی محمد حبیب علی
صاحب علوی نور اللہ مرقدہ آپ سے ملے تو آپ نے معانقہ فرمایا اور ایک تہبند عنایت کیا اور فرمایا کہ "شاہ کاظم
صاحب قلندر رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہوا ایک ہی معاملہ ہے" اِس واقعہ مین ایک خاص بات قابل لحاظ ہے

حضرت شاہ کاظم صاحب قلندر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت شاہ تراب علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تھے
پس حضور انور نے بھی مولانا مولوی محمد حبیب علی صاحب قبلہ کو اور اُن کے فرزند رشید مولوی محمد وصی علی
صاحب کو اسی ترتیب سے مخاطب فرمایا - یہ حضور انور کا مذاق طبیعت تھا اور یہ بات آپکے انداز تکلم مین بھی داخل تھی
مولوی محمد ناظم علی صاحب فضلی نائب مہتمم مدرسہ عالیہ فرقانیہ تحریر فرماتے ہین کہ میرے والدین اولاد کی جانب سے
مایوس ہو چکے تھے حتیٰ کہ مین پیدا ہوا چونکہ اکثر حضرت حاجی صاحب قبلہ کرسی مین تشریف لاتے تھے میری رشتہ کی
پھوپھی صاحبہ نے ایام شیر خوارگی مین مجھکو حاجی صاحب کی خدمت مین پیش کیا - آپ نے برجستہ ارشاد فرمایا کہ بڈھا ہوگا
بوڑھا ہوگا،، چنانچہ اس وقت میری عمر قریب پچاس سال کے ہے کئی بار ایسی سخت علالتین اُٹھائی ہین کہ دو ایک
مرتبہ موت کی بھی خبر مشہور ہو گئی لیکن ابھی وقت نہین آیا ہے آثار پیری نمودار ہین -
حضور انور کی خدمت عالی مین جو شخص جس غرض سے آتا آپ اُسکی ضرور کفالت فرماتے ما و شما کا کوئی فرق نہ تھا
اور روزانہ سیکڑون آدمی حضور انور کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے تھے اور آپ بغیر کچھ سُنے خود بخود
امید افزا الفاظ مین اُن کی تشفی فرما دیتے تھے حضور انور کی روحانیت اور کیفیت باطن کے یہ تجربات صرف
مسلمانون ہی کو نہین ہین بلکہ ہنود بھی اِسکے قائل ہین -
چنانچہ چوبے بنائک راؤ صاحب رئیس سمتھر (جو ضلع اٹاوہ کے معزز و مقتدر اور قدیم رؤسا مین ہین) نے نہایت
عقیدت اور محبت بھرے انداز سے اپنا واقعہ راقم الحروف کو لکھایا جو حسب ذیل ہے چوبے صاحب موصوف کا زمانہ
شباب نہایت عیاشی و بادہ نوشی مین گذرا جسکو اب وہ خود نہایت بد وضعی و آوارگی کا زمانہ بتاتے ہین -
چوبے بنائک راؤ صاحب کا بیان ہے کہ مین حضور انور کے اکثر محامد و محاسن سنا کرتا تھا سمتھر کے لال محمد صاحب
حضور انور سے بیعت تھے وہ حضرت کی نہایت ثنا و صفت کیا کرتے تھے مگر چونکہ مجھکو مذہب و تصوف سے کوئی
سروکار نہ تھا اس لئے کبھی حاضری کا خیال بھی نہین ہوا اسی اثنا مین اعزہ و اقارب کی علالتون کا سلسلہ نہایت
طول پکڑتا چلا گیا سخت پریشانیون کا سامنا ہوا ایک ایک سال مین چھبیس۲۶ چھبیس۲۶ ہزار روپیہ کا کھانا طبیبون
اور ڈاکٹرون کے خرچ کا پڑا - ریاست پر قرض کا بھی بہت بار ہو گیا اور مصائب کے ختم ہونے کی کوئی صورت
نظر نہین آتی تھی ہر طرح کی کوششین کی گئین کوئی تدبیر سود مند نہ ہوئی اُس پریشانی کی حالت مین مجھکو
لال محمد صاحب وارثی کی باتون کا خیال آیا اور حضور پُر نور کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا - ایک روز مین
نے سنا کہ آپ اٹاوہ مین تشریف لاتے ہین چنانچہ مین ریلوے اسٹیشن پر گیا اُسوقت اسٹیشن پر بہت ازدحام تھا
شام کو مین آپ کی فرودگاہ پر حاضر ہوا اُسوقت کچھ لوگ آپ کے پائے مبارک دبا رہے تھے میرے دل مین یہ خیال
راستہ سے پیدا ہو گیا تھا کہ آپ مسلمان ہین مین ہندو ہون اگر میری کوئی خاص وقعت نہ ہوئی تو میرے لئے
شرم کی بات ہوگی چنانچہ جیسے ہی مین حاضر ہو کر آداب بجا لایا کسی شخص نے عرض کیا کہ حضور یہ پنڈت جی ہین
آپ فوراً اُٹھ بیٹھے اُس زمانہ مین مجھکو رامائین دیکھنے کا بہت شوق تھا آپ نے مجھکو مخاطب فرما کر پدماوت
کے کچھ اشعار سنائے جنمین توحید کا کچھ بیان تھا اُسوقت کی کیفیت گفت و شنید سے الگ ہے عجیب روحانی
مسرت تھی مین جس غرض سے حاضر ہوا تھا وہ یہ تھی کہ مین جس کا مرید ہون بس اُسی کا ہو جاؤں اُس کے سوا کچھ
نظر نہ آئے - دوسری بات یہ تھی کہ مین جو زیر بار اور پریشان ہون - یہ پریشانی کب تک جائیگی تیسرے

یہ کہ میرے خاندان کی علالتون کا سلسلہ کب تک رفع ہوگا - مگر مین نے خدمتِ عالی مین کچھ عرض نہین کیا
حضور انور نے اشعار وغیرہ سنانے کے بعد مسکرا کر فرمایا کہ "پنڈت جی ہمارے یہان بھی آنا" مین نے عرض کیا
کہ کب حاضر ہون ارشاد فرمایا کہ "ایک مہینہ کے بعد" مین اُس روز سے دِن گننے لگا اور ٹھیک ایک مہینا
گذرنے پر دیوہ شریف کی حاضری کا قصد کیا - جب بارہ بنکی کے اسٹیشن پر پہونچا تو اتفاق سے اِکّے اور
گاڑیان سب رُک گئین - چارون طرف نظر کرکے دیکھا کوئی خالی سواری نظر نہ آئی اور تلاش سے بھی نہ ملی
اُسوقت مین دل مین خیال کرتا تھا کہ مین تو بلایا ہوا آیا ہون کیا پیادہ ہی دیوہ شریف تک بلانا منظور ہے
اِسی خیال مین تھا کہ ایک شخص آیا اور اُس نے مجھسے دریافت کیا کہ آپ کہان جائین گے - مین نے کہا دیوہ شریف
جاؤنگا - اُس نے کہا آپ چپ چاپ میرے ساتھ چلے آئیے مین اُسکے ساتھ ہو گیا درختون کی آڑ مین اُس کا اِکّا
کھڑا تھا اُس نے مجھے لیجا کر بہ آرام تمام سوار کرا دیا اور بہ آسائش دیوہ شریف تک پہونچا دیا - وہان پہونچکر
معلوم ہوا کہ جو لوگ حضور انور کی خدمت مین آتے ہین اُنکو لنگر سے کھانا ملتا ہے - مین نے خیال کیا کہ یہ انتظام
غربا کے لئے ہوگا مجھے خود انتظام کرنا چاہئے - چنانچہ مین نے بازار سے کھانا منگا کر کھا لیا جب مین خدمتِ عالی مین
حاضر ہوا تو اُس وقت آپ زنانہ مکان مین تھے جہان مستورات آپ کی زیارت سے مستفید ہو رہی تھین
جب آپ باہر تشریف لائے تو جیسے ہی مجھکو دیکھا نہایت شفقت سے گلے لگا لیا اور ارشاد فرمایا کہ ہم تم سے
بہت خوش ہوئے اِس مکان کے بالاخانہ پر قیام کرو - چنانچہ مین حسب الارشاد عالی ٹھہر گیا حضور انور
کے لنگر کی جنس اپنے اُسی خیال سے مین نے استعمال نہین کی شب کو مجھے سوہضمی کی شکایت ہو گئی اور
دست آنے لگے بڑی پریشانی ہوئی اُسی حالت مین خیال پیدا ہوا کہ کہین یہ اِسکی سزا تو نہین ہے کہ
مین نے آپ کے لنگر کی جنس سے گریز کیا - چنانچہ مین نے سید معروف شاہ صاحب قبلہ سے اِس کا
تذکرہ کیا تو انھون نے مسکرا کر فرمایا کہ آپ کا خیال صحیح ہے - اِسی وجہ سے یہ بات ہوئی ہے اچھا اب
تجربہ کیجئے اور لنگر کی جنس منگا کر استعمال کیجئے - چنانچہ مین نے ایسا ہی کیا آپ کے لنگر سے خشک جنس آئی
اور آدمی نے کھانا پکا کر مجھکو اُسی حالت مین کھلایا - مین نہین کہہ سکتا کہ وہ کھانا تھا یا داروے شفا تھی
کہ معاً آرام ہو گیا اور خود بخود سب شکایتین رفع ہو گئین دو روز مین دونون وقت حاضر خدمت ہوا مگر
جو میری غرض تھی اُسکے متعلق آپ نے کچھ ارشاد نہین فرمایا اور ہجوم خلائق کے باعث مجھکو بھی زبانی عرض
کرنے کا موقع نہین ملا تیسرے روز جب مین رخصت ہونے کے لئے خدمت اقدس مین حاضر ہوا تو آپ نے
تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ "پنڈت جی جانا چاہتے ہو" مین نے عرض کیا جب حکم ہو آپ نے فرمایا کہ "ڈھونگ
مین کچھ نہین رکھا ہے - اچھے نصیب ہوتے ہین تو آپ سے آپ ہو جاتا ہے اور پنڈت جی برس دو برس
کی تو کوئی بات نہین ہے" یہ فرما کر آپ نے نور محمد شاہ صاحب خادم کو حکم دیا کہ پنڈت جی کو پھل بھی دو
اور میوہ بھی دو چنانچہ مجھکو دو قسم کے میوے عطا ہوئے - مین حضور کے خاص دستِ مبارک سے تبرک لیکر
قدمبوس ہوا اور چلا آیا - آپ کے ارشاد سے اُسوقت قلب بالکل مطمئن تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرا سب کام
ہو گیا اور اب برس دو برس سے زیادہ کی یہ پریشانی نہین ہے - چنانچہ حضور کے ارشاد کے بموجب دو ہی
برس مین سب مصائب دور ہو گئے اور مجھے ایک گرو مہاراج کے درشن ہوئے جن سے مین بیعت ہوا اور

میری جو خواہشات نہین وہ سب پوری ہوگئین۔ حضور انور کا مرقع جو مجھکو دستیاب ہوا تھا میرے مندر مین موجود ہے۔ ایسے واقعات روزمرہ مین داخل تھے اور بارگاہِ عالی سے کوئی خالی ہاتھ نہین آنے پاتا تھا حضور انور کی کیفیاتِ باطنی کا جنلوگون کو احساس ہے وہ واقف ہین کہ آپ کے سامنے حاضر و غائب کے حالات آئینہ تھے اور نگاہون سے کوئی مخفی نہ تھا۔

حاجی فیضو شاہ صاحب خادم بارگاہِ وارثی ناقل ہین سنگترے لینے کے لئے نیپال گیا تو واپسی مین ایک تھارو[1] کی دوکان پر جنس لینے لگا اُس نے مجھے دریافت کیا کہ کہان رہتے ہو مین نے کہا لکھنؤ کے اطراف مین وہ "اطراف" نہین سمجھا اور پوچھنے لگا کہ اطراف کیا مین نے کہا تم کو اس سے کیا غرض تم جنس دیدو اُس نے مجھسے بہت ضد کی اور خدا جانے وہ اطراف کے کیا معنی سمجھا کہ مجھے گالیان دینے لگا۔ مین نے بھی اُسکو ترکی بہ ترکی جواب دیا وہ وہان بڑا جادوگر مشہور تھا لوگون نے مجھکو ڈرایا کہ ہلاک ہو جاؤ گے مگر مین بڑی سرکار کا خادم تھا۔ مین کس کی سنتا تھا اُس نے ایک کہی تو مین نے چار کہین۔ لوگون نے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ جب مین حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ "ہم نے تم کو سیر کرنے کے لئے بھیجا تھا یا لڑنے کو" مین نے عرض کیا اُسنے مجھے گالیان دین مین نے اُسے گالیان دین۔ جادو کی دھمکی مین بھلا مین کیا آسکتا تھا حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ "جنلوگون کو خاندان قادریہ سے نسبت ہے اُن پر جادو ٹونے کا اثر نہین ہوتا" اِس واقعہ سے ظاہر ہے کہ غائب پر بھی پوری نظر تھی۔

حضور انور کی کیفیّتِ باطنی کی طرح آپ کا تاثُر بھی قابلِ حیرت ہے اور متذکرہ بالا واقعہ حضور انور کے تاثُر کی بھی خبر دیتا ہے حضور انور کے بعض ایسے واقعات بھی ہین کہ آپ اپنے نادیدہ مشتاقون کے روبرو بغیر کسی ظاہری اطلاع وغیرہ کے خود پہونچ گئے۔ چنانچہ منشی یعقوب خان صاحب ساکن رنجیت پورہ ناقل ہین کہ حضور انور بنارس تشریف لیگئے تو مین وہین موجود تھا حضور پُر نور سیر کے لئے جا رہے تھے۔ مین بھی تھا دیگر زائیرین بھی ہمراہ تھے اور خُدّام بھی ساتھ تھے۔ آپ خود بخود ایک گلی مین تشریف لیگئے اُس گلی مین ایک عالی شان مکان نظر آیا آپ نے ہم سب ہمرہیون کو باہر ٹھہرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ اور خود اندر زنانہ مکان مین چلے گئے وہ ایک ہندو ڈپٹی کلکٹر کا مکان تھا جو کسی دوسرے شہر مین تھے خدام اور سب ہمراہی نہایت متحیر کھڑے ہوئے تھے اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ وہ ہندو ڈپٹی کلکٹر بھی اتفاقاً بحصول رخصت اُسیوقت بنارس آئے اور اپنے مکان پر لوگون کا مجمع دیکھکر نہایت تعجب سے دریافت کرنے لگے کہ تم کون ہو اور کیون یہان کھڑے ہو ہم نے کہا کہ حضرت قبلہ اندر تشریف لیگئے ہین ہم اُن کے ہمراہ ہین اُنھون نے کہا کون حضرت قبلہ ہم نے حضور پُر نور کا نام نامی بتایا وہ یہ سنتے ہی طیش مین آگئے اور اپنے مکان مین اندر چلے گئے ہم لوگون مین سے بھی بعض خوف زدہ ہوئے اور اندر جانے کا قصد کیا مگر ایک صاحب نے روکا۔ تھوڑی دیر مین وہ ڈپٹی صاحب ہماری خاطر و مدارات کے لئے باہر آئے اور نشست کا انتظام کیا اُسوقت اُنکی آنکھین پُر نم تھین اور عجیب پُر کیف حالت تھی غرضکہ ہمارے سامنے سارے گھر نے اسلامی عقیدہ قبول کیا اور حضور انور کی بیعت مین داخل ہوے۔ بعد مین معلوم ہوا کہ اُن ڈپٹی صاحب کی بیوی (یہ نہین معلوم کہ خواب مین کچھ دیکھکر

---

[1] تھارو۔ نیپال کی طرف ایک قوم ہے۔

یا تعریف سنکر) حضور انور کی زیارت کی بیحد متمنی تھین حضور پُر نور کی یہ کیفیت باطن تھی کہ خود اُن کے مکان پر اُن کے سامنے جا کھڑے ہوئے اکثر خدام حاضر باش نے دیکھا ہے کہ حضور انور کا جب کوئی مرید یا متوسل کسی تکلیف مین مبتلا ہوتا تو آپ کو بھی بےچینی ہو جاتی تھی مگر زبانِ مبارک سے کچھ ارشاد نہین فرماتے تھے۔ بس حضور کی بیتابانہ حالت سے پتہ چلتا تھا کہ کوئی نہ کوئی رنج و مصیبت مین ہے۔

منشی عبد الغنی خان صاحب وارثی رئیس پورہ غنی خان ضلع رائے بریلی لکھتے ہین کہ مجھسے خدام حاضر باش رحیم شاہ صاحب و نور محمد شاہ صاحب نے بیان کیا کہ حضور انور محلہ امین آباد واقع لکھنؤ کی سرا مین قیام پذیر تھے آدھی رات کا وقت تھا حضور پُر نور استراحت فرما رہے تھے کہ یکایک نہایت بیتابی کے عالم مین اُٹھ بیٹھے اور پھر لیٹ رہے صبح تک یہی کیفیت رہی صبح ہوتے ہی ارشاد فرمایا کہ جیل کی سیر دیکھین گے۔ ہم لوگ ساتھ ہوئے آپ کی تشریف آوری کی جب خبر ہوئی تو جیل کا سب عملہ باہر آگیا اور حضور انور کو اندر لیگئے۔ آپ سیدھے وہان پہونچے جہان پھانسی کے دو ملزم بند تھے جن مین ایک ہندو تھا اور دوسرا مسلمان تھا۔

آپ کا رُخ اُس ہندو کی طرف تھا اُس ہندو کا یہ واقعہ سننے مین آیا کہ اُسنے فیض آباد مین حضور انور کی زیارت کی تھی اور عام طور پر لوگون کو حضور کے قدمون پر گرتے ہوے دیکھا تھا اُس کے دل مین بھی آپ کی شان عظمت کا سکہ جم گیا اور عقیدت ہو گئی۔ وہ جیل مین مقید تھا جب اُسکی بریّت کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو وہ اُس رات مین نہایت بیتابی سے آپ کو یاد کرنے لگا۔ اور پورے طور پر رجوع ہو گیا کہ اب آپ ہی میری مدد کو پہونچین۔ ادھر اُسکو حضور کی یاد مین بےچینی ہوئی ادھر آپ بھی بےچین ہو گئے۔ اور صبح کو اُسکے سامنے جا کھڑے ہوئے وہ حضور انور کو دیکھتے ہی اپنے مذہب کے موافق رسمِ تحیّت و تعظیم بجالایا۔ اور ایک پانون سے کھڑا ہو گیا اور آپ کی مدح و صفت کرنے لگا اس واقعہ کی نسبت سید معروف شاہ صاحب قبلہ نے بھی راقم الحروف سے بیان فرمایا ہے کہ اُسوقت مین بھی حضور انور کے ہمراہ تھا آپ نے فرمایا کہ ”معروف شاہ خدا کو اختیار ہے چاہے اِس عالم مین سزا دے چاہے اُس عالم مین اُس کو سب قدرت ہے چاہے تو معاف کر دے“ مین نے عرض کیا کہ حضور بجا ہے یہ فرما کر آپ چلے آئے اُسی دن آخری پیشی تھی مقدمہ پیش ہوتے ہی وہ چھوٹ گیا اور چھوٹتے ہی آپ کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اُسوقت اُس کا عجیب ذوق و شوق کا عالم تھا بار بار قدمون پر گرتا تھا اور کہتا تھا کہ تم پرمیشر روپ ہو۔ جب تک زندہ رہا ہر سال دیوہ شریف مین آتا رہا۔ منشی عبد الغنی خان صاحب قبلہ وارثی نے بھی اُس برہمن کو دیکھا ہے اُن کا بیان ہے کہ حضور انور کی محبت مین اُسکی عجیب باسوز و گداز کیفیت تھی۔

حضور انور کی شفقت و عنایت جو مریدین و متوسلین کے حال پر تھی اُس کا ذکر لفظون مین ادا نہین ہو سکتا۔ مان باپ سے زیادہ حضور انور کے قلبِ پاک مین دردمندی اور بےچینی پیدا ہو جاتی تھی۔ اور کسی تکلیف و مصیبت کو محسوس فرماتے تھے۔ مگر تسلیم و رضا کی پابندی زبان سے اُف نہین کرنے دیتی تھی ہان آپ کا کریمانہ برتاؤ اور دردمندانہ انداز دیکھکر ضرور آپ کی شفقت و محبت کا منظر پیش نظر ہو جاتا تھا۔ آہ وہ قلبِ منور جو دنیا کے تمام بکھیڑون سے آزاد ہو وہ ذاتِ اقدس جس کے ساتھ کسی فکر و پریشانی کا لگاؤ نہ ہو مگر اپنا نام لینے والون کے لئے بےچین رہے۔ اور بےچین ہی نہین شریکِ حال اور صرف شریکِ حال ہی نہین بلکہ اُن کے

مصائب و تکالیف کا بار اپنے سر اقدس پر لینے کے لئے تیار آن کا مددگار و غمخوار وہ نام لین یا نہ لین مگر اُن ذات مبارک کو دستگیری ضروری ہے حضور انور اگرچہ نظر سے صورتا او جھل ہون مگر اپنی شفقت سے معناً سامنے ہین۔ اگر کوئی مرید یا دبھی نکرے تو آپ کا احساس باطنی اُس کی مصیبت مین ہمدردی کرتا تھا آپ اُس کے حال سے ہر وقت خبردار تھے اُسپر ظاہر ہو یا نہ ہو آپ کی معاونت ضرور اُسکے شامل حال تھی چنانچہ مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ وارثی مدظلہ العالی (انریبل ممبر امپیریل کیٹیو کونسل بہار) فرماتے ہین کہ حضور انور بستی تشریف لیگئے تو مین بھی ہمراہ تھا۔ مجھسے ارشاد فرمایا کہ تم واپس جاؤ مین نے عرض کیا کہ ابھی ریل کے آنے مین دو تین گھنٹے کی دیر ہے۔ فرمایا دیکھو ایسا نہ ہو کہ ریل گاڑی چھوٹ جائے مین نے حضور انور کی اس تاکید سے کسی خاص امر کی جانب اشارہ سمجھا اور حضور پرنور سے رخصت ہو کر معہ حکیم یعقوب بیگ صاحب کے اسٹیشن پر آیا ریل گاڑی بہت دیر مین آئی اور حکیم صاحب ایک درجہ مین سوار ہوگئے۔ حکیم صاحب نے مجھسے کہا کہ یہان بڑا ظلم ہوتا ہی مین نے دریافت کیا تو وہ کہنے لگے کہ چند لڑکے امتحان دینے کے لئے گئے تھے اور واپسی کے وقت عجلت مین اعلی درجہ مین سوار ہوگئے وہ بیچارے گرفتار کرلئے گئے۔ یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ مین نے دیکھا کہ ایک صاحب پلیٹ فارم پر برہنہ پا دوڑے چلے جاتے ہین حکیم صاحب نے کہا یہی اُس لڑکے کے ساتھ ہین۔ مین گاڑی سے اُترا اور اُن سے پوچھا کہ آپ اسقدر پریشان کیون ہین اُنھون نے کہا ہم مولوی صفدر حسین صاحب وارثی (سب جج و رئیس گورکھپور) کو کیا منھ دکھائین گے اُن کے لڑکے محمود کو یہان پکڑ لیا ہی یہ سنکر مین اُسطرف گیا اور محمود کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لایا اور گاڑی مین سوار کرکے گورکھپور پہونچا دیا۔ اُسوقت حضور پرنور کے ارشاد فیض بنیاد کا مطلب سمجھ مین آیا کہ اس کام کی وجہ سے تاکید تھی "ذرا اتنا قبل جاؤ کہ گاڑی نہ چھوٹ جائے" یہ حاضر و غائب پر نظر تھی اور یہ حضور انور کی کیفیت باطنی تھی کہ حقیقتہً نگاہون سے کوئی غائب ہی نہ تھا۔

مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی ناقل ہین کہ ایک شخص نے حضور انور کی خدمت عالی مین قریب دو سیر کے مونگ پھلی پیش کی اُس زمانہ مین یہان مونگ پھلی اس کثرت سے نہین ہوتی تھی اُس نے پیش کرتے وقت یہ بھی عرض کیا کہ یہ کلکتہ اور بمبئی مین ملتی ہین حضور انور نے حسب عادت اُن کو تقسیم کردیا اور مجھسے فرمایا کہ تم اسی وقت بمبئی چلے جاؤ اور ایک مَن خرید لاؤ۔

مین فوراً تیار ہوگیا رخصت ہوتے وقت حضور پرنور نے ایک لنگوٹ اور ایک تہہ بند بھی مجھکو دیا اور ارشاد فرمایا کہ "بمبئی مین اسکی ضرورت آئیگی تو دیدینا"، جسوقت مین بمبئی پہونچا تو میرے ایک قدیم دوست مولوی ضیاء الدین صاحب ناریل بازار مین ہین اُن کے مکان پر ٹھہر گیا مولوی صاحب موصوف نے مجھسے بیان کیا کہ آپ کے ایک پیر بھائی درویش یہان ہین وہ بہت بیمار ہین اور قریب مرگ ہین اُنکو دیکھ آئے مین اُسیوقت مولوی صاحب کے ہمراہ گیا تو دیکھا کہ ایک معمر درویش تہہ بند باندھے ہوئے بستر پر بیہوش پڑے ہین۔ اور چند آدمی اُن کی تیمارداری اور خدمت مین مصروف ہین مین نے اُن شاہ صاحب کو قبل اسکے نہین دیکھا تھا۔ مگر اُن کی لباس کی وضع سے سمجھا کہ یہ فقرا وارثیہ مین سے ہین۔ اور قلب مین اُن سے ایک خاص اُنس کا احساس بھی ہوتا تھا تھوڑی دیر مین شاہ صاحب ہوشیار ہوئے اور مجھکو دیکھکر فرمایا کہ بھائی تم آگئے اور اُسی حالت مین معانقہ کیا۔ اور پھر خاموش ہوگئے۔ مین بھی مولوی صاحب کے ہمراہ واپس چلا گیا دو گھنٹے کے بعد اُن کے

خادم نے آکر مجھسے کہا کہ شاہ صاحب کا انتقال ہوگیا۔ اور آپ کی نسبت اُن کی یہ وصیّت ہے کہ انھین کی راے سے تجہیز و تکفین ہو۔ اور کفن بھی وہی دین گےمین وہی لنگوٹ اور تہہ بند جو مجھے حضور نے مرحمت فرمایا تھا لے کر گیا اور وہی کفن اُن کا ہوا اور تجہیز و تکفین کرادی۔ دوسرے روز مبئی سے ایک من مونگ پھلی لیکر دیوہ شریف پہونچا اور حضور سے کل واقعہ عرض کیا آپ نے چند جملے ارشاد فرمائے جسکا مفہوم یہ تھا کہ " دخیر مونگ پھلی کے بہانہ سے شاہ جی کو کفن تو پہونچ گیا"۔ حسرت موہانی ؔ

نہ دیکھے اور دلِ عشاق پر پھر بھی نظر رکھے	قیامت ہے نگاہِ یار کا حُسنِ خبرداری

حضور انور کی یہ کیفیت باطن تھی کہ مرید خواہ کہین ہو اُس کے حالات سے خبر رکھتے تھے اور مدد فرماتے تھے بارگاہ عالی مین ایسے واقعات آئے دِن پیش آتے رہتے تھے۔ اور حضور پُرنور کی اِس روشنضمیری کیفیت باطنی کا تجربہ صرف مریدین عقیدت گزین ہی کو نہین ہی بلکہ دیگر سلاسل کے افراد بھی اسکے شاہد ہین۔

چنانچہ مولوی سید فرزند حسین صاحب وکیل و رئیس خان پور ضلع اٹاوہ (جو ایک معمر اور ثقہ بزرگ ہین اور حضرت مولنا شاہ سرفراز علی صاحب قبلہ مسعودی شکر گنجی سے بیعت ہین) بیان کرتے ہین کہ مین کبھی آپ کی خدمتِ عالی مین حاضر نہین ہوا تھا اور نہ بظاہر آپ مجھسے واقف تھے۔ مگر ۲۵ رذی الحجہ ۱۲۸۰ھ؁ کا واقعہ ہے کہ حضور انور اٹاوہ مین ایک مقام پر کھڑے ہوئے تھے اور مین راستہ سے گذر رہا تھا آپ نے خود بخود مجھکو بلالیا اُس زمانہ مین میرے چچا حاجی سید خادم حسین صاحب اور میرے خالو شیخ خیرالدین صاحب (جو حضور انور سے بیعت تھے) فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے جب مین حاضرِ خدمت ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "تم خیرالدین کے بھانجے ہو اُنکا کل مکۂ معظمہ مین انتقال ہوگیا اور بہت اچھے رہے" یہ فرماکر رخصت کر دیا مین نے اُسی وقت آپ کا یہ ارشاد اور تاریخ وغیرہ نوٹ کرلی۔ جب میرے چچا حاجی خادم حسین صاحب فریضۂ حج ادا کرنے کے بعد مکان پر واپس آئے تو اُنھون نے شیخ خیرالدین صاحب کے انتقال کی وہی تاریخ ۲۴ رذی الحجہ اور مکۂ معظمہ کا مقام بیان کیا جو حضور پُرنور نے ارشاد فرمایا تھا۔ حضور انور کی روشن ضمیری کے یہ واقعات ہین جو کیفیت باطنیہ کے زیرِعنوان درج کئے گئے مگر حقیقۃً اِن کُل واقعات مین سے بعض ایسے ہین جو حضور انور کی باطنی امداد بھی ظاہر کرتے ہین۔ اور جو واقعات معمولاً روزمرّہ پیش آتے ہون اُن کو خصوصیت سے نہین لکھا جاسکتا آپ کی جو بات تھی وہ عاقبتی

غائبانہ تصرفات

جیسا کہ حضور انور کی کیفیت باطنیہ سے ظاہر ہے کہ ظاہر و باطن کے حالات سے آپ بالکل خبردار تھے۔ اور تمامی واقعات و حالات حضور انور کی کیفیت باطن کی خبر دے رہے ہین مگر اس موقع پر بعض ایسے واقعات لکھے جاتے ہین جو بالکل تصرفاتِ غائبانہ یا امداد باطن سے تعلق رکھتے ہین۔ حضور انور اپنے مریدین و متوسلین کی جیسی خبرگیری فرماتے تھے وہ اکثر واقعات سے ظاہر ہوتی ہے مگر "غائبانہ تصرفات" کے تحت مین بعض وہ تصرفات بطور نمونہ لکھے جاتے ہین جو حضور انور کی ذاتِ اقدس سے صرف غائبانہ طور پر ظاہر ہوئے۔

منشی عبدالغنی خان صاحب قبلہ وارثی رئیس پوروہ غنی خان ضلع راے بریلی لکھتے ہین کہ میرے برادر خورد علی محمد خان صاحب وارثی رسالدار میجر کا واقعہ ہے کہ اُن کا رسالہ چھاؤنی میرٹھ سے تبدیل ہوکر جالندھر کو جا رہا تھا

اثنائے راہ مین جب منزل پر ٹھہرنا ہوا تو ایک شخص محفوظ علی خان جو ترپ اوّل کا سوار تھا اُس نے دوسری ترپ کے سوارون کے ہمراہ پانی پلانا شروع کر دیا۔ اُسکو کچھ اور حکم دیا گیا تھا جسکے خلاف وہ کر رہا تھا اسلئے اُسکو روکا گیا اور مگر بسہ کرر روکنے پر وہ بد زبانی کرنے لگا اُسکی گستاخی سے چونکہ دوسرون کے لئے ایک بُری مثال قایم ہوتی تھی اسلئے علی محمد خان صاحب رسالدار نے اُسکو قید کر لینے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ کوتل گارڈ مین قید کر لیا گیا۔ اسی حالت مین اتفاق سے اُسکے ہاتھ ایک بندوق آگئی (اُسوقت علی محمد خان صاحب گھوڑون کے سنٹر مین جہل قدمی کر رہے تھے) ایک شخص نے محفوظ علی کے ہاتھ مین بندوق دیکھکر آواز دی کہ اسکے ہاتھ مین بندوق ہے ہٹ جائے اسپر رسالدار صاحب نے محفوظ علی کو آواز دی کہ وہین ٹھہر جاؤ یہ سنتے ہی اُس نے ایک فیر کر دیا۔ اور رسالدار صاحب کے داہنے بازو مین گولی لگی جس کے سبب سے وہ بہت زخمی ہوئے۔ مگر رسالدار صاحب موصوف کا بیان ہے کہ مجھکو اُسوقت تک بالکل گھبراہٹ پیدا نہ ہوئی بلکہ مین نے ارادہ کیا کہ اسکو جلدی سے جاکر پکڑلون مگر درمیان مین بہت سے گھوڑے بندھے ہوئے تھے جنکی وجہ سے مین جلدی نہ پہونچ سکا میرے دیکھتے دیکھتے اُسنے دوسرے فیر کی تیاری کر دی اُسوقت مجھے حضور انور کی ذات کے سوا اور کوئی سہارا نظر نہ آتا تھا۔ مین حضور انور کی جانب متوجہ ہو گیا میرا متوجہ ہونا کہ محفوظ علی سوار اندھا ہو گیا۔ ادہر اُدہر پھرتا تھا اور اُسکو کچھ نظر نہ آتا تھا۔ فوراً پکڑ لیا گیا بعد مین محفوظ علی نے خود بیان کیا کہ پہلے فیر تک تو مجھکو کچھ دکھائی دیتا تھا مگر دوسرے فیر پر آنکھون کی بصارت بالکل جاتی رہی۔ یہ حضور انور کے غائبانہ تصرفات تھے کہ یاد کرتے ہی امداد پر آمادہ نظر آتے ہین۔

منشی عبد الغنی خان صاحب قبلہ وارثی ناقل ہین کہ مجھسے حضور انور کے خدام حاضر باش رحیم شاہ صاحب و تراب علی شاہ صاحب و نور محمد شاہ صاحب نے یہ واقعہ اپنا چشمدید بیان کیا کہ سفر پنجاب مین ہم لوگ حضور انور کے ساتھ تھے ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضور انور کی خدمت عالی مین ایک مسلمان پنجابی اپنی بیوی کو ساتھ لیکر حاضر ہوا اور نہایت جوشِ عقیدت سے قدمبوس ہوا جب ہم لوگون کے ساتھ اُسکی نشست ہوئی تو اثنائے گفتگو مین اُس نے اپنا واقعہ بیان کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مین حضور انور کی غلامی کا شرف رکھتا ہون۔ اور عرصہ ہوا جب مین مرید ہوا تھا مجھے اپنی بیوی سے بہت محبت ہے۔ عرصہ ہوا جب وہ سخت علیل ہو گئی تھی مرض کو کسی طرح افاقہ نہین ہوتا تھا۔ وزبروز بڑھتا ہی جاتا تھا۔ حتّٰی کہ ایک روز سب کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ وہ مر گئی مجھے اِس واقعہ سے سخت رنج والم ہوا اُسوقت کی پریشانی کا عالم بیان سے باہر ہے اُسی بدحواسی مین مجھکو خیال ہوا کہ مجھسے اسکی تجہیز و تکفین نہ دیکھی جائیگی۔ اب کسی طرف کو چل دینا یا زہر کھا کر مر جانا چاہیے تاکہ اسی کے ساتھ مین بھی دفن ہو جاؤن پھر خیال آیا کہ مجھے مرنے سے پہلے حضور انور کی زیارت سے مشرف ہونا چاہیے۔ چنانچہ دماغ وعقل تو معطل ہو ہی رہے تھے مین نے اپنے گھر مین سب سے تاکید کر دی کہ جب تک مین دیوہ شریف سے واپس نہ آؤن اسکی تجہیز و تکفین نہ کی جائے یہ کہتے ہی چل دیا گھر مین ایک کہرام مچا ہوا تھا میرے مکان سے ریلوے اسٹیشن بہت دور ہے مین شام کو مکان سے روانہ ہوا تھا اندھیری رات تھی کچھ رات گئی ہو گی کہ ایک موضع مین پہونچا اور ایک شخص کے دروازہ پر ٹھہر گیا شب بھر بے آب و دانہ وہان پڑا رہا علی الصباح وہان سے روانہ ہوا دور سے دیکھا کہ کچھ آدمی آرہے ہین قریب پہونچا تو

دیکھاکہ خود حضور انور رہین مین بیتابی سے چلکر حضور پرنور سے قدمبوس ہوا اور بے اختیار رونے لگا۔ اضطرابی
حالت تھی اُسوقت مُنھ سے کچھ بات بھی نہ نکل سکی۔ پس بار بار بیکسی کے عالم مین حضور کے قدمون کو چومتا تھا
اور روتا تھا حضور انور نے خود بخود مجھسے ارشاد فرمایا "تمھاری بیوی کو سکتہ ہوگیا ہے تم واپس جاؤ" مین حضور
کا ارشاد سُنتے ہی مکان پر واپس آیا تو اپنی بیوی کو دیکھکر متحیر رہ گیا وہ نہایت صحیح وتندرست بیٹھی ہوئی تھی مین نے
پوچھا کہ کسوقت اِسکو صحت ہوئی تو ٹھیک وہی وقت بتایا جو میری قدمبوسی اور حضور پُرنور کے ارشاد کا وقت تھا
مین اُسوقت نہایت شاد ومسرور ومطمئن ہوگیا اور مجھے خیال ہوا کہ آج کل حضور انور اسی نواح مین ہین۔ چلکر
قدمبوس ہونا چاہئے مین حضور کی تلاش مین مکان سے نکلا تو معلوم ہوا کہ حضور انور دیوہ شریف مین ہین عرصہ از
سے اسطرف تشریف نہین لائے یہ حضور انور کی غائبانہ امداد تھی کہ جو مرید جہان اور جسوقت یاد کرتا آپ اسکی
مدد کو وہین اور اسیوقت پہونچ جاتے تھے۔

منشی عبدالغنی خان صاحب قبلہ وارثی یہ واقعہ بھی تحریر فرماتے ہین کہ حضور پُرنور ستر کہ ضلع بارہ بنکی مین
چودھری عبداللہ صاحب کے باغ مین رونق افروز تھے مین بھی ہمراہ تھا اور حضور انور کے خرقہ پوش فقیر
کریم شاہ صاحب بھی ساتھ تھے۔ ہم لوگ باہر بیٹھے ہوے باتین کر رہے تھے اور حضور پُرنور اندر کمرہ مین
تشریف رکھتے تھے۔ اندھیری رات تھی آسمان پر ابر محیط تھا بجلی چمک رہی تھی آپ نے کریم شاہ صاحب
کو اندر طلب کیا اور ارشاد فرمایا کہ باغ کی روش پر دیوار کے کنارے چلے جاؤ تم کو ایک ضعیفہ
بیٹھی ہوئی ملیگی اُسکو اپنے ہمراہ لے آؤ۔ کریم شاہ صاحب حضور انور کے ارشاد کے موافق چل دئے تو کچھ
دور پر جاکر دیکھا کہ ایک ضعیفہ بیٹھی ہوئی کہہ رہی ہے کہ میان مجھکو کنوئین سے نکال کر جانے کہان چلے گئے
اب اِس اندھیری رات مین مجھکو راہ نہین ملتی کدھر سے جاؤن کریم شاہ صاحب نے دریافت کیا کہ
کیا معاملہ ہے تو اُس نے کہا کہ مین اندھیری رات مین راستہ بھول کر اِسطرف چلی آئی تھی اور اتفاق سے
اِس کنوئین مین گر پڑی مین ڈوبنے نہین پائی تھی کہ مجھکو میان نے اُوپر ہی سے اُٹھا لیا بجلی کی چمک مین مین نے
خوب پہچان لیا کہ حضور ہی تھے۔ مگر مجھکو جیسے ہی نکالکر اوپر بٹھایا آپ غائب ہوگئے اُن کے سوا ہماری کون
خبر لینے والا ہی یہ کہکر رونے لگی کریم شاہ صاحب نے کہا حضور ہی نے مجھکو تمھین لینے کے لئے بھیجا ہے اب
تم میرے ساتھ چلو وہ اِن کے ساتھ چلی آئی اور جیسے ہی حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوئی حضور انور
کے قدمون پر سر رکھکر زار زار رونے لگی۔ اور اُس حالت مین بار بار کہتی تھی کہ میان اب مجھکو یقین ہوگیا
جسطرح حضور نے میری یہان مدد فرمائی ہے اُسی طرح قبر مین اور حشر مین بھی مدد فرمائینگے جب اُسکی رقت
کم ہوئی تو حضور انور نے اُسکو منع فرمایا کہ زبان سے کچھ نہ کہو جو ہوا وہ ہوا مگر اُسوقت حاضرین کی تعداد پچاس
سے کم نہ ہوگی جنکے سامنے یہ ضعیفہ حاضر ہوئی تھی۔

منشی امانت اللہ خان صاحب وارثی مرزا پوری تحریر فرماتے ہین کہ ٹھاکر پنچم سنگہ صاحب رئیس ملاؤلی ضلع
مین پوری کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ٹھاکر صاحب موصوف کو چکّر آگیا اور قریب تھا کہ منھ کے بل غار
مین گر پڑین۔ ٹھاکر پنچم سنگہ صاحب وارثی خود فرماتے ہین کہ اُسوقت مین نے بچشم خود دیکھا کہ دفعتہً حضور پُرنور
کا دست مبارک نمودار ہوا اور گرتے سے مجھکو پلٹ دیا نہ گرا نہ چوٹ آئی۔

مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ وارثی مدظلہ العالی (انریبل ممبر ایگزیکٹو کونسل) فرماتے ہین کہ ہمارے صوبہ بہار مین ایک قصبہ شیخ پورہ ہے جہان ڈاکٹر اور حکیم بہت ہین - میر ابرار حسین صاحب رئیس شیخ پورہ اور ان کا تمام گھر حضور پرُنور سے شرفِ بیعت رکھتا ہے - ایک مرتبہ میر ابرار حسین صاحب کی کی اہلیہ کو مرض فالج ہوا اطبانے غذا یکدم بند کردی - صرف ماء العسل دیا جاتا تھا مریضہ کی بھوک پیاس سے بُری حالت تھی میر ابرار حسین صاحب کی یہ کیفیت تھی کہ ایک قدم مکان کے اندر تو ایک باہر - مریضہ کی حالت سے سخت پریشان تھے ایک مرتبہ جو اُس مکان مین گئے جہان مریضہ تھی تو کیا دیکھتے ہین کہ وہ پلنگ سے اُتر کر نیچے فرش پر بیٹھی ہوئی ہین - اور ہنس رہی ہین اُن کے دونون ہاتھون مین دودھ یا بالائی اور پانی کے کچھ آثار پائے جاتے ہین اُنھون نے میر ابرار حسین صاحب سے کہا کہ تم نہ مجھے پانی دیتے تھے نہ کھانا دیتے تھے حضور انور نے تشریف لاکر مجھے سب کچھ دیا چنانچہ وہ اِسوقت تک صحیح ہین -

حضور انور کے غائبانہ تصرفات کے متعلق مولٰنا سید عبدالآد شاہ صاحب تحیر وارثی کتاب عین الیقین مین تحریر فرماتے ہین کہ باندہ مین دو شخصون کے مابین یہ عہد ہوگیا تھا کہ ہم دونون ایک بزرگ سے بیعت ہون گے اِن دونون مین سے ایک شخص تو باندہ ہی مین تھا اور دوسرا کسی دوسرے شہر مین چلا گیا تھا اسی زمانہ مین حضور انور باندہ مین رونق افروز ہوئے تو وہ شخص حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوا اور جمالِ عدیم المثال کو دیکھتے ہی اُسکو عقیدت پیدا ہوگئی کہ حضور پرُنور سے بیعت ہونا چاہئے مگر جو عہد واثق اپنے دوست سے کرچکا تھا اُس کا خیال کرکے متامل ہوا اور دو متضاد خیال اُس کے قلب مین پیدا ہوگئے یہ بھی سوچتا تھا کہ عہد کو نہین توڑنا چاہئے اور پھر یہ بھی خیال کرتا تھا کہ مبادا یہ وقت پھر نصیب نہو اِنھین خیالات کی اُلجھن مین تھا کہ حضور پرُنور نے حکم دیا کہ "باہر بیٹھو" اور تھوڑی دیر مین اُسکو اندر طلب فرماکر ارشاد فرمایا کہ "تمھارا دوست مرید ہوگیا" یہ سنتے ہی وہ شخص قدمبوس ہوا اور بکمال ذوق وشوق حضور انور کی بیعت سے مشرف ہوا دو تین گھنٹہ کے بعد اُسکو اپنے دوست کا تار ملا جسمین لکھا تھا کہ مین حضور پرُنور کی بیعت سے مشرف ہوگیا غالباً حضور باندہ تشریف لیجائین تم بھی بیعت ہوجاؤ - یہ تار لیکر وہ شخص بادیدۂ پرُنم حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوکر قدمبوس ہوا اور ہمیشہ توجہ عالی مبذول رہنے کے لئے ملتجی ہوا آپ نے فرمایا کہ "محبت ہی تو سب کچھ ہے لاکھ کوس بھی ہو تو نزدیک ہے"

مولٰنا تحیر رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ بھی عین الیقین مین تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ دو عرب حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوئے ایک نے عرض کیا کہ امسال آپ حج کو تشریف لیگئے تھے تو زیارت نصیب ہوئی تھی (دوسرے عرب کی طرف اشارہ کرکے) یہ بھی اسی سال حضور انور سے بیعت ہوا ہے حاضرین نے کہا کہ حضور تو عرصہ دراز سے حج کے لئے تشریف نہین لیگئے - عرب صاحب نے کہا واللہ امسال آپ کو خانۂ کعبہ مین دیکھا ہے حضور پرُنور نے مسکراکر ارشاد فرمایا "کوئی دوسرا ہوگا" ایک وقت مین مختلف مقامات مین حضور انور کا ظہور فرمانا اکثر لوگون نے دیکھا ہے اور دیگر سلاسل کے بزرگون کے مشاہدہ مین بھی ایسے تصرفات غائبانہ حضور انور کے گذرے ہین چنانچہ شیخ نہال الدین صاحب متوطن کرسی ضلع بارہ بنکی کا بیان ہے کہ مولٰنا مولوی حاجی صادق الیقین صاحب کا واقعہ ہے جو ایک عالم تبحر وجوان صالح

بزرگ تھے اور جنکے والد ماجد حضرت مولانا حافظ سراج الیقین صاحب نے اپنی حیات مین اُنکو حضرت مولانا شاہ نجات اللہ صاحب محب صادق قادری کے مقدس سجادہ پر بٹھانے کی رسم ادا فرمائی تھی۔ وہ اپنے غلوئے شریعت کے باعث حضور انور سے خوش اعتقاد نہ تھے اور اکثر لوگون کو حضور انور سے احتراز کرنے کی ترغیب دیتے تھے حُسنِ اتفاق سے مولانا صادق الیقین صاحب نے تحصیل علوم کی غرض سے ہندوستان سے سفر کیا۔ اور عرصہ تک بغداد مین تعلیم پائی اور بعد ازان مکۂ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت سے مستفید ہوئے اور سات برس تک بیت اللہ شریف مین مقیم رہے اسکے بعد ہندوستان کا قصد فرمایا اور اپنے وطن یعنی قصبہ کرسی مین آنے سے قبل نہایت عقیدت و محبت سے مولانا حضور پُر نور کی خدمتِ عالی مین دیوہ شریف مین حاضر ہوے مولانا کی ابتدائی مخالفتون کی وجہ سے لوگون کو بیحد تعجب ہوا کہ کیا معاملہ ہے اور اُنھون نے گرویدگی کا سبب پوچھا تو مولانا صادق الیقین صاحب نے بیان کیا کہ مین حضور پُر نور کے علوئے مرتبت سے واقف نہین تھا مین نے سات برس تک مکۂ معظمہ مین نماز پڑھی اور ہر وقت کی نماز مین برابر اپنے داہنی جانب حضور انور کو دیکھا۔ اس عینی مشاہدہ سے مین اپنے خیالات سے تائب ہوا۔ شیخ نہال الدین صاحب کا بیان ہے کہ اِس واقعہ کو مولانا نے گونڈہ مین بھی بیان فرمایا اور میرے علاوہ اُسوقت شیخ خلیل الدین صاحب و منشی امتیاز علی صاحب و منشی محمد اسمٰعیل صاحب ساکنان قصبہ کرسی ضلع بارہ بنکی بھی موجود تھے۔

حالتِ نزع مین امداد

مختلف مقامات مین بیک وقت حضور انور کا ظہور فرمانا اکثر واقعات سے معلوم ہوتا ہے اور یہ مشاہدات بھی لوگون کی نگاہون سے گذرے ہین اکثر ایسے واقعات راقم الحروف کی معلومات مین بھی ہین جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگون نے حضور انور کو اپنے متوسلین کے پاس وقتِ مرگ دیکھا ہے۔ مگر چونکہ اُن روایتون کی کامل صحت کے متعلق راقم الحروف کو تشفی بخش سند نہین ملی ہے اسلئے مین اُنکو نظر انداز کرتا ہون۔ علاوہ ازین حضور انور کے تمامی تصرفات فیض آیات کے بیان کرنیکا اِدّعا مین نے نہین کیا ہے اور نہ کوئی شخص کر سکتا ہے البتہ جو کچھ مستند روایات سے ثابت ہوا ہے اُسکو حوالۂ قلم کرتا ہون۔ چنانچہ بعض روایات حسب ذیل ہین۔

شیخ محمد شفیع صاحب وارثی مرزاپوری (جنکا نام پیشتر لالہ بدھو لال تھا اور اب وہ ایک نہایت سچے اور پکّے مسلمان ہین اور مسلمانون کے ہر ایک کام مین پیش رہتے ہین اور خدمتِ اسلام مین دل و جان سے سعی کرتے ہین) ناقل ہین کہ ۱۹۰۲ء مین بدر النسا بی بی صاحبہ (جو ناظر عبد الکریم صاحب رئیس مرزاپور کی صاحبزادی تھین) نے بر سبیل تذکرہ اپنے اعزہ سے حضور انور کا ذکر خیر سُنا اور اُن نیک نہاد بی بی نے ایک عریضہ حضور پُر نور کی خدمت عالی مین اشتیاق زیارت اور حاضری کے لئے ارسال کیا حضور انور کی طرف سے اُس درخواست کا یہ جواب آیا کہ حاضری کی تکلیف اُٹھانے کی ضرورت نہین ہے وہ ہماری مرید ہین۔ جواب خط کے بعد وہ آرزومند زیارت عالم رویا مین حضور انور کی زیارت سے مستفید ہوئین۔ اور حضور پُر نور نے اُن کو بیعت سے مستفید فرمایا اِس واقعہ کو ایک سال کا عرصہ گذرا ہو گا کہ اُن بی بی صاحبہ کو دق کا عارضہ شروع ہو گیا۔ عرصہ تک مرزاپور مین علاج ہوتا رہا مگر صحت نہ ہوئی اِس کے بعد علاج کی غرض سے اُن کے اعزہ اُنکو بنارس لیگئے وہان بھی افاقہ کی صورت نظر نہ آئی جس روز اِس عید صیام

خاتون کا انتقال ہوا ہے اُسیدن یہ واقعہ پیش آیا کہ قریب دو بجے شب کے اُن بی بی نے اپنے شوہر محمد حسن صاحب مرحوم مغفور سے کہا اس کمرہ سے جوتے وغیرہ الگ کرادیے جائین - اور سب لوگ باہر چلے جائین حضور پُرنور تشریف لاتے ہین لوگ باہر چلے گئے اور یہ ناچیزین وہان سے ہٹادی گئین اور عرصہ تک اُس مکان مین تنہائی رہی قریبًا صبح کے چار بجے ہون گے کہ وہ حضور انور کا جمال عدیم المثال دیکھتے دیکھتے جان بحق تسلیم ہوگئین ؎

سجدہ ناز رفتہ باشد زجہان نیازمندے	کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشی

مولنا مولوی سید عبد الغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری مدظلہ العالی (مترجم طبقات الکبریٰ والکلام الروحانیہ وغیرہ) تحریر فرماتے ہین کہ مولوی سید رحیم الدین صاحب نقشبندی (ڈپٹی انسپکٹر) مرحوم مغفور جو ایک ذاکر و شاغل شخص تھے یہ واقعہ اپنا چشمدید بیان کرتے تھے کہ مولوی سید شرف الدین صاحب وارثی (ممبر ایگزیکٹو کونسل بہار) کے حقیقی چھوٹے ماموں سید انور حسین صاحب کے زمانہ علالت مین اُنکے پاس مین بھی موجود تھا جس رات کو اُن کا انتقال ہوا ہے مین نے بچشم خود تین مرتبہ دیکھا کہ حضور پُرنور اُنکے سرہانے تشریف لائے -

حقیقت یہ ہے کہ حضور انور کے تصرفات روحانی ضرب المثل ہین اور وہ صرف مریدین عقیدت گزین کی بیان کردہ روایات پر مبنی نہین ہین بلکہ دیگر سلاسل کے محترم بزرگون کے چشمدید مشاہدات سے بھی اُنکی تصدیق ہوتی ہے - چنانچہ زینت آرائے مسند رشد و ہدایت مہر سپہر علوم شریعت و طریقت حضرت مولنا مولوی سید کریم رضا صاحب چشتی نظامی اشرفی درویشی (متوطن بتھو ضلع گیا و مقیم حال دہلی) ایک والا نامہ مین تحریر فرماتے ہین جو حسب ذیل ہے -

"حضرت حاجی صاحب قبلہ کے واقعات و حالات کرامات آیات حضرت کے مریدون اور غیر مریدون سے بہت کچھ سُنے ہین - مگر افسوس ہے کہ اُنمین سے کوئی بھی یاد نہین رہا - ہان ایک واقعہ جو معتبر راوی سے سُنا ہے وہ ہدیۂ خدمت کیا جاتا ہے - میرے ایک دوست حاجی احمد حسن صاحب - (جو حضرت حافظ سید بہادر علی شاہ صاحب جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہین اور وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسوی کے تھے) یہ بیان فرماتے ہین کہ ۱۳۲۲ھ مین حج کو گیا تھا بروز عرفہ عرفات کے میدان مین ناگاہ حضرت حاجی صاحب قبلہ کو برای العین دیکھا اور تھوڑی دیر مین نظرون سے غائب ہوگئے - اُسوقت یہ بات معلوم ہوئی کہ کوئی مرید حضرت کا مرگیا ہے غالبًا ایسے تنگ اور سخت وقت مین اُس مرید کی مدد کے لئے آپ وہان تشریف لائے تھے"

حالات متذکرہ بالا اور دیگر واقعات سے حضور انور کے تصرفات غائبانہ کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس زمانہ مین حضور پُرنور کی مقدس روحانیت سے کسقدر حیرت انگیز فیوض و برکات اہل دنیا کو حاصل ہوئے اور ظاہر و باطن حاضر و غائب سب کی دستگیری فرماتے رہے ؎

رِہا انھین کے سبب سیکڑون اسیر ہوے
نجات ہوگئی جس کے یہ دستگیر ہوے

تصرفاتِ ظاہری

حضورِ انور کے ظاہری تصرفات جو حضورِ انور کا وسیلہ پکڑنے سے متعلق ہین یا ارشادِ عالی سے علاقہ رکھتے ہین وہ بھی بطور مثال ہدیۂ ناظرین کرام کئے جاتے ہین مولوی بشیرالزمان خان صاحب رئیس سندیلہ ضلع ہردوئی تحریر فرماتے ہین کہ ہمارے چھوٹے دادا صاحب قبلہ کے بڑے صاحبزادہ شیخ امتیازالزمان صاحب مرحوم مغفور کو حضورِ پُرنور سے خاص محبت تھی ایک مرتبہ شیخ امتیازالزمان صاحب ایک مہاجن کے قرضہ کی علّت مین دیوانی کی طرف سے جیل مین محبوس ہوگئے داروغہ محبس شیعہ مذہب تھا اور حضورِ انور کی جانب سے خوش اعتقاد نہ تھا وہ شیخ امتیازالزمان صاحب کے خیالات سے واقف تھا اور جانتا تھا کہ یہ حضورِ پُرنور کے عاشقِ صادق ہین اُس نے شیخ امتیازالزمان صاحب سے ناملایم الفاظ مین حضورِ پُرنور کا ذکر چھیڑا اور گفتگو نے یہان تک طول کھینچا کہ داروغہ محبس نے کہا کہ اگر فی الحقیقت تمھارے مرشد ایسے ہی عالی منزلت ہین جیسا کہ تم بیان کرتے ہو تو تم کو اس مصیبت سے نجات کیون نہین دِلاتے ۔ اُنھون نے کہا یہ سزاے اعمال ہے وہ چاہین تو چشمِ زدن مین بیڑا پار ہو جائے داروغہ محبس نے کہا کہ چھ مہینے کی خوراک مہاجن نے جمع کرادی ہے ۔ غیر ممکن ہے کہ چھ ماہ کے اندر تم خلاصی پا جاؤ شیخ امتیازالزمان صاحب کو غصہ آگیا اور اُنھون نے کہا کہ اِس وقت کی بات یاد رکھو مین اُنھین کے سہارے پہ کہتا ہون کہ تین دن سے زیادہ یہان نہ رہون گا اُس نے جواب دیا کہ تمھاری خام خیالی ہے ۔ اگر تین دن مین رہا ہوجاؤ تو مین اپنا مذہب چھوڑ دون اور اُن سے بیعت ہوجاؤن ۔ یہہ گفتگو ختم ہوچکی تو شیخ امتیازالزمان صاحب نے نہایت بیتابی کے ساتھ حضورِ انور سے مدد مانگی دوسرے دِن بوقتِ شب خواب مین دیکھا کہ ایک بہت بڑی بارگاہ ہے جہان نقیب وچوبدار وغیرہ اپنے اپنے قاعدہ سے کھڑے ہوے ہین اور مین دروازہ پر روکا گیا ایک شخص نے مجھسے کہا کہ یہ بارگاہ عالی حضور سرورِ عالم فخرِ بنی آدم رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ۔ بغیر حکم کوئی اندر نہین جاسکتا تھوڑی دیر کے بعد کسی نے میرا نام لیکر آواز دی اور مین اُس بارگاہ عالی مین حاضر ہوا ۔ مین نے وہان جاکر دیکھا تو ہزارون آدمیون کا مجمع تھا اور سب سرنگو خاموش کھڑے ہوے تھے شہ نشین پر کارچوبی پردے پڑے ہوے تھے اور زیرِ شہ نشین متعدد کرسیان بچھی ہوئی تھین ۔ اُن پر چند نقاب پوش بزرگ تشریف فرما تھے ۔ تھوڑی کے بعد حضورِ پُرنور تشریف لائے اور دستِ مبارک کے اشارے سے ٹھہرنے کا حکم دیا مین ساکت کھڑا رہا تھوڑی دیر مین ایک نقاب پوش کرسی سے اُٹھے اور پردہ کے قریب جاکر عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے اندر سے آواز آئی کہ اب صاحبزادہ کی ضد ہے تو اُسکو رہا کردو ۔ یہ سُنکر حضورِ انور میرے پاس تشریف لاے اور فرمایا کہ "مبارک ہو کل رہا ہوجاؤ گے تمکو حضرت مولاے کائنات علیِ مرتضےٰ شیرِخدا نے خلاصی عطا فرمائی اِسکے بعد میری آنکھ کھُل گئی اُسوقت اتنا اطمینانِ قلبی اور فرحت وسرورِ دلی حاصل تھا جس کا بیان احاطۂ تحریر سے باہر ہے جسوقت مین بیدار ہوا ہون صبح صادق کا وقت تھا اُسی وقت مین نے داروغہ محبس کو بلایا اور یہ پورا خواب بیان کرکے اپنی خلاصی کا مژدہ سُنایا مین نے دیکھا کہ اِس خواب کو سُنکر اُسپر ایک خاص اثر مترتب ہوا اور وہ حیرت سے میرا مُنھ دیکھنے لگا اور اِسی حالت مین اُسکی زبان سے نکلا کہ دیکھیے جب حکم رہائی آجائے چنانچہ کچہری کھُلنے پر دس بجے دِن کے بعد رہائی کا حکم آگیا ۔ اور مین بفضلہ تعالیٰ رہا ہوگیا اِس واقعہ سے داروغہ محبس کے دل مین

خوش عقیدگی پیدا ہوئی اور وہ تائب ہوکر حضور انور کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ بظاہر یہ صورت پیش آئی کہ وارنٹ گرفتاری مین کوئی بے ضابطگی ہوگئی جس کا نتیجہ رہائی ہوا۔

حضور پُر نور کا وسیلہ عجیب وسیلہ ہے جو اِس زمانہ مین بے نظیر و بے عدیل ہے اور کسی طرح اپنے متوسل کو ناکام نہین چھوڑتا۔ یہ بات بھی ہے کہ اگر آپ کا نام لینے والا سوائے آپ کے کسی اور ذریعہ کو وسیلہ بنائے تو اُسکی کامیابی مشکل ہوجاتی ہے۔ غیرتِ وارثی کا اقتضا یہ ہے کہ اُن کا دست گرفتہ کسی اور کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے۔

چنانچہ منشی نواب حسین صاحب مارہروی مرحوم مغفور بیان کرتے تھے کہ مین بارہ بنکی مین کوتوال شہر تھا مین نے ریلوے اسٹیشن پر کچھ لوگون کو دیکھا اجنبی وضع قطع اسطرف کے باشندون سے الگ تھی مین نے اُن کے پاس جاکر دریافت کیا تو اُنھون نے بیان کیا کہ ہم لوگ سورت کی طرف کے رہنے والے ہین یہان آنے کا یہ سبب ہے کہ ہم حضور پُرنور سے بیعت رکھتے ہین ہم چند مقدمات مین ماخوذ تھے ہم نے اپنی پریشانی و مصیبت مین اکثر بزرگون سے رجوع کی اور در در مارے پھرے مگر مصائب مین ذرہ برابر کمی نہ ہوئی۔ ایک بزرگ نے ہم سے دریافت فرمایا کہ تم بیعت کہان ہو ہم نے حضور پُرنور کا اسم گرامی بتایا اُن بزرگ نے فرمایا تم اُنھین کی طرف رجوع ہوجاؤ جب ہم حضور انور کی جانب رجوع ہوئے تو غیب سے مدد ہوئی اور وہ مقدمات جن سے کسی طرح چھٹکارے کی امید نہ تھی اُن سب سے بری ہوگئے اُس وقت اِس بات کا احساس ہوا کہ حضور انور کو چھوڑکر جو دوسرون سے خواہانِ امداد تھے اِسکی وجہ سے پریشانی تھی اب ہم لوگ اظہار شکر گذاری و قدمبوسی کے لئے دیوہ شریف جاتے ہین حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنے کسی متوسل اور دست گرفتہ کے حال سے بیخبر نہ تھے اور اس حالت مین وہ اگر آپ کے خیال سے بے خبر ہوجائین تو یہ اُنکا قصور ہے ؎

او تبو مصروف و تو مشغول غیر		کہ سوئے کعبہ روئی کہ سوئے دیر	

حضور انور کے ظاہری تصرفات بھی باطنی تاثیرات سے مملو ہین۔ مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی بھتیجے پوری ناقل ہین کہ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب متوطن آگرہ متعین شفاخانہ فتحپور ضلع بارہ بنکی حضور انور سے شرفِ بیعت رکھتے تھے اور علاج معالجہ کے لئے ریاست بلہرہ بہٹوامئو مین اکثر آتے رہتے تھے وہان کے احباب سے اُنھون نے بیان کیا کہ یہ واقعہ میرا چشم دید ہے کہ ایک مرتبہ حضور انور کی دعوت دار وغہ جیل لکھنئو کے یہان تھی۔ اُسوقت آپ جیل دیکھنے کو بھی چلے گئے ایک کوٹھری کی جانب تشریف لیگئے تو آہنی سیخچون سے ہاتھ بڑھاکر ایک قیدی نے حضور انور کے قدم مبارک پکڑلئے اور رورو کر عرض کرنے لگا کہ اب مین قدم نہ چھوڑونگا مین حضور کا مرید ہون اور بے قصور جرم قتل کا مرتکب بنایا گیا ہون۔ حضور انور نے جیلر صاحب سے فرمایا کہ اِس کا اپیل منجانب سرکار ہوا ہے اُنھون نے کہا نہین۔ چنانچہ قاعدہ کے بموجب اُنھون نے اپیل چاہا بجٹ اور عذر کا پہلو اپیل مین نہ تھا۔ اپیل مین صرف اسقدر لکھا گیا کہ اُس شخص کا اپنے پیر و مرشد سے ملنے کا یہ واقعہ ہے۔ عدالت اپیل نے صرف اسی واقعہ پر اُسکو رہا کر دیا۔

مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی تخیلے پوری لکھتے ہین کہ حافظ محمد شبیر صاحب مہاجر مدینہ منورہ جو مخدوم زادے اور نہایت وجیہ و خوبصورت شخص تھے۔ حضور انور سے بہت محبت رکھتے تھے اتفاق وقت سے ایک مقدمہ قتل مین ماخوذ ہوئے کوئی صورت برّیت کی نظر آئی حضور انور سے اُن کی مصیبت کا تذکرہ کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "وہ مرد سچا ہے چھوٹنے نہین بولا اقبال کیا سانچ کو آنچ کیا ایسا آدمی پکڑا نہین جاتا" چنانچہ مقدمہ کی روئداد ایسی مرتب ہوئی کہ وہ بری ہوگئے اور حضور کی خدمت عالی مین حاضر ہوکر مرید ہوگئے اور پھر حیدرآباد دکن مین جاکر ملازمت کرلی وہان سے وظیفہ یاب ہوکر حج کو چلے گئے۔ اور بعد ادائے فریضۂ حج دیار رسول یعنی مدینۂ طیبہ مین اقامت اختیار کرلی۔ مدینہ منورہ مین ایک کنوان بھی اُنھون نے تیار کرایا حضور انور کے مریدین جو ہندوستان سے زیارت کے لئے جاتے تھے اُن کی بہت خاطر و مدارات کیا کرتے تھے مولانا مفتی ابو ذر صاحب وارثی سنبھلی فرماتے ہین کہ ایک صاحب شیخ نجابت علی نامی سے مجھے ملنے کا اتفاق ہوا تو کچھ حضرت اقدس کا ذکر خیر آیا اُنھون نے بیان کیا کہ میرا بھتیجا جعل کے جرم مین ماخوذ تھا اور اُسکو سات سال کی سزا کا حکم ہوچکا تھا۔ عدالت سے فیصلہ کی نقل حاصل کی گئی کہ اپیل دائر کیا جائے مگر جب وکیل نے فیصلہ دیکھا اُس نے یہی راے دی کہ اپیل بے سود ہے۔ اندیشہ ہے کہ اور سزا بڑھ جائے مایوس ہوکر ہم لوگ دیوہ شریف مین حاضر ہوے اور حضور انور کی خدمت عالی مین عرض حال کیا تو فرمایا کہ جیل خانہ مین اُس لڑکے سے جاکر ملو اور اُس سے پختگی کے ساتھ توبہ کراؤ توبہ سے گناہ معاف ہوجاتا ہے اِس ارشاد فیض بنیاد کی تعمیل کی گئی اور ایک معمولی شخص سے اپیل لکھاکر پیش کیا وہی ہوا کہ لڑکا صاف چھوٹ گیا حضور انور کی بات بات مین عقدہ کشائیان ہوتی اور لب اعجاز نما سے جو الفاظ ادا ہوتے تھے وہ حقیقۃً اپنی حیرت انگیز تاثیرات مین جواب نہین رکھتے تھے اور لطف یہ ہے کہ اشارات و استعارات مین حضور انور باتین کرتے تھے۔

چنانچہ شیخ عظمت اللہ صاحب تعلقہ دار سید پور ضلع بارہ بنکی (جو حضور انور سے شرف بیعت رکھتے تھے) کا واقعہ ہے کہ اُن پر ایک خون کا مقدمہ قایم ہوگیا جس سے اُن کے یہان بڑی پریشانی پھیل گئی۔ شیخ عظمت اللہ صاحب کی اہلیہ صاحبہ حضرت مولانا شاہ سید علی حسن صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی مسند آرائے کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد سے شرف بیعت رکھتی تھین چنانچہ اِس واقعہ کو خود حضرت ابو محمد مولانا شاہ سید علی حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہین کہ جب میری مریدہ (یعنی اہلیہ شیخ عظمت اللہ صاحب وارثی) آپ کی خدمت مین بمقام دیوہ شریف حاضر ہوئین تو آپ نے دیکھا کہ اُن کے ہاتھون مین چوڑیان نہین ہین۔ ارشاد فرمایا کہ "اِن کو چوڑیان پہنادو" یہ فرماکر تبسم ہوے ادھر اِن کو چوڑیان پہننے کا حکم ہوا اور اُدھر اُن کے شوہر کو حاکم عدالت نے مقدمۂ خون سے رہا کردیا۔

مولانا فرماتے ہین کہ یہ واقعہ خود مجھے میری مریدہ (زوجہ شیخ عظمت اللہ صاحب وارثی) نے بیان کیا اِس واقعہ سے سیدنا معروف شاہ صاحب قبلہ وارثی اور مولوی احمد حسن صاحب وارثی نے بھی مطلع فرمایا ہے اور شیخ مظہر علی صاحب قدوائی کا بھی چشمدید ہے۔

حضور انور کے تصرفات فیض آیات بات بات مین ظاہر ہوتے تھے۔ وہان نہ گنڈا تھا نہ تعویذ نہ عمل

نہ دعا نہ دوا بس اشارات تھے اور وہ بھی تشبیہات و استعارات کی طرح ادا ہوتے تھے اور لوگون کی امداد کرنے کے مختلف طریقے تھے۔ جیسا کہ واقعات مذکرہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے۔

ظاہری تصرفات مین بھی حضور پُرنور فیض باطنی سے الامال کردیا کرتے تھے اور جو دنیوی مجبوریان لوگون کو حائل ہوتی تھین اُن کا من کل الوجوہ خیال ملحوظ فرماتے تھے۔

چنانچہ شیخ حسین علی صاحب نواب دار ثی زمیندار سادہ مئو کا واقعہ ہے کہ شوال کے مہینے مین اُن کے ایک لڑکے کا انتقال ہوگیا۔ اُس کے پھول اُٹھانے کے بعد وہ حضور انور کی خدمت عالی مین حاضر ہوئے اور رحیم شاہ صاحب کے ذریعہ سے حج کے لئے جانے کی اجازت طلب کی تو حضور انور نے شیخ حسین علی صاحب سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ "مطلب سے مطلب ہے اگر تم جاؤ گے تو تمھاری بیوی لڑکے کے غم مین روئیگی اور کہین گی کہ میان چلے گئے نہ معلوم کہان ہون تو سنا شادل کو دل سے راہ ہوتی ہے تمھارے دل مین یہ خیال ہوگا کہ لڑکا مرگیا بیوی کو چھوڑ کر آیا ہون روتی ہوتی ہوگی بس سے

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہے

حالت اور ہوگی دل مکان پہ ہوگا حج کیا ہوگا حسین علی موقع نہین ہے خدا الگ ہے" شیخ حسین علی صاحب کا بیان ہے کہ اِس ارشاد کے آٹھوین دن شب جمعہ تھی کہ مین خواب مین مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ مین نے حاضر ہوکر حضور مین عرض کیا تو آپ نے حالت وجد مین ارشاد فرمایا کہ "معشوق کے در پہ تو پہونچ گئے"۔

اِسکے بعد رحیم شاہ صاحب سے فرمایا کہ "مستقیم شاہ کے پاس سے غلاف کعبہ اور قدم رسول لاؤ" جب وہ لائے تو آپ نے مجھسے بوسہ دِلوایا اور پھر فرمایا کہ "مطلب سے مطلب ہے" مین واپس آیا تو شب جمعہ ہی مین حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور اُس روز سے اپنی حالت بدلی ہوئی پائی۔ اِس واقعہ سے ظاہر ہے کہ علاوہ امداد باطنی کے حضور انور دنیاداری کے طریق زندگی کا کسقدر احساس فرماتے تھے۔ حالانکہ آپ فرمانروائے مملکت عشق تھے اور آپ کی ذات مستغنی عن الصفات سبق آموز تفرید و تجرید تھی۔ غلبۂ محویت و استغراق مین سب کچھ فراموش تھا مگر ابوالوقت تھے اور ہر کیفیت و حالت پر کامل طریقہ سے غلبہ رکھتے تھے۔

عام مخلوق الٰہی کی ضروریات کا اِسقدر احساس فرماتے تھے جو حضور انور کی ظاہری حالت کو دیکھتے ہوئے حیرت انگیز معلوم ہوتا تھا۔ حضور انور کے اشارات و ارشادات دنیوی برکتون مین بھی ضرب المثل ہین۔

منشی عبدالغنی خان صاحب قبلہ وارثی رئیس پورہ غنی خان ضلع رائے بریلی لکھتے ہین کہ حضور انور میرے مکان پہ کئی مرتبہ تشریف لاچکے تھے مستورات مین اکثر حضور انور کے تذکرے ہوتے رہتے تھے ایک مرتبہ حضور انور میرے یہان مقیم تھے کچھ عورتین بیٹھی ہوئی باتین کررہی تھین اُن مین سے ایک نے کہا کہ اب تک غنی خان کے کوئی اولاد نہین ہوئی حضور غنی خان کو بہت چاہتے ہین مگر اِسکی کچھ پروا نہین ہے چنانچہ بعض مستورات کا ارادہ ہوا کہ حضور پُرنور سے اِسکے متعلق کچھ عرض کرین۔ مگر مین خوب سمجھتا تھا کہ حضور پُرنور سے کچھ عرض کرنا مناسب نہین ہے۔ وہان تسلیم و رضا کے سوا کیا ہے۔ مگر وہ مستورات

یہی خیال لیکر حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوئین اُن کے حاضر ہوتے ہی حضور پُر نور نے ارشاد فرمایا کہ "کسی کو سوہل گانا آتا ہے" وہ عورتین خاموش رہین ایک میراثن بھی حاضر تھی حضور نے اُسکو طلب فرماکر سوہل کے چند الفاظ خود زبان مبارک سے ارشاد فرمائے اور حکم دیا کہ اسکو سب ملکر گانا اور رخصت کر دیا۔ اُن عورتون نے کچھ عرض کرنے کا موقع بھی نہ پایا اور نہ سمجھ سکین کہ ایسا ارشاد کیون ہوتا ہے۔ اُن عورتون نے حضور پُر نور کے حکم کی تعمیل کی اور حضور انور رخصت ہوئے مین پہونچانے کے لئے گیا اثنائے راہ مین مجھکو محسوس ہوتا تھا کہ میرے جسم کا وزن دونا ہوگیا ہے۔ مین حضور پُر نور کو پہونچا کر واپس آگیا۔ ۹ ماہ کے بعد میرے گھر مین لڑکا پیدا ہوا تمام مستورات مین حضور انور کی اس نئی ترکیب کے تذکرے تھے کہ نہ گنڈا نہ تعویذ نہ دعا نہ دوا۔ کہان سوہل کا گانا اور کہان لڑکے کی ولادت۔

شیخ نہال الدین صاحب متوطن کرسی ضلع بارہ بنکی ناقل ہین کہ ایک مرتبہ حضور پُر نور منکاپور جاتے ہوئے گونڈہ مین قیام پذیر ہوئے۔ اُسوقت مسٹر جانسٹن صاحب بہادر گونڈہ سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے صاحب موصوف کی اولاد ضائع ہو جایا کرتی تھی۔ مولوی تہور علی صاحب تحصیلدار گونڈہ اور مولوی انعام محمد خان صاحب انسپکٹر پولیس گونڈہ (جو اب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہین) نے صاحب سپرنٹنڈنٹ کو یہ مشورہ دیا کہ آپ حضور انور سے ملین اور اس بارہ مین عرض کرین۔ چنانچہ مسٹر جانسٹن صاحب بہادر حضور انور کی خدمتِ عالی مین گئے آپ نے اُن کو ایک رومال عطا کیا اور ارشاد فرمایا کہ "جب بچہ پیدا ہو تو اُسکے گلے مین یہ رومال باندھ دینا" صاحب موصوف اور اُن کی میم صاحبہ نے نہایت ادب و احترام سے اُس رومال کو لیکر بحفاظت رکھ لیا اب خدا کے فضل و کرم سے صاحب موصوف کی اولاد موجود ہے اور مسٹر جانسٹن صاحب بہادر اور اُن کی میم صاحبہ حضور انور سے نہایت خوش اعتقاد ہین۔

حضور انور کے ہر قسم کے تصرفات ایک خاص انداز رکھتے ہین اور وہی استعارات و تشبیہات کا لطف اُنمین پایا جاتا ہے۔ جس طرح عبارت مین مطلب اور الفاظ مین معنی و رموز و نکات ظاہر ہوتے ہین اُسی طرح حضور انور کے اشارات مین اعجاز مسیحی ظاہر ہوتا تھا۔

حضور انور نے کبھی نماز کی امامت نہین فرمائی اکثر دوسرے لوگون کی اقتدا مین نماز پڑھتے تھے چنانچہ شاہ فضل حسین صاحب وارثی سجادہ نشین کنز المعرفت اور حافظ عبدالقیوم صاحب کرنالی اکثر پیش امام ہوتے تھے اور دیگر حضرات نے بھی امامت کی ہے۔ جیسے حسین علی صاحب نواب وارثی حافظ احمد شاہ صاحب وارثی اکبرآبادی وغیرہ۔

آخر زمانہ مین شیخ عنایت اللہ صاحب تعلقہ دار سید نپور عید اضحیٰ کے موقع پر خاص اہتمام کرتے تھے اور حضور انور کو اپنے مکان پر لاتے تھے اور حضور پُر نور کے ایمائے مبارک سے امامت کے لئے حضرت ابو محمد مولانا شاہ سید علی حسن صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی مسند آرائے کچھوچھہ شریف کو بلایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سید محمد ابراہیم شاہ صاحب (نواسہ حضرت قبلہ عالم سید نا حاجی خادم علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ) نے بھی حسنِ اتفاق سے نماز عید اضحیٰ کی امامت کی ہے شیخ حسین علی صاحب نواب وارثی زمیندار ساوہ مئو ناقل ہین کہ اُسوقت اکثر لوگ موجود تھے۔ شیخ عنایت اللہ صاحب

تعلقدار سیدپور جناب بادشاہ حسین خان تعلقہ دار کبراں۔ اور محفوظ اشرف صاحب وغیرہ۔ یہ واقعہ پیش آیا کہ جب سید محمد ابراہیم شاہ صاحب خطبہ پڑھنے کے لئے منبر پر کھڑے ہوئے تو وہ خطبہ نہایت خفی خط مین اور نہایت بوسیدہ پاجامے پھٹا ہوا تھا کہین کہین سیاہی کے دھبّے بھی پڑے تھے جیب مین دیکھا تو عینک بھی ندارد تھی وہ نہایت سراسیمہ و پریشان ہوگئے۔ اِس واقعہ کو راقم الحروف سے خود سید محمد ابراہیم شاہ صاحب بھی بیان فرماتے تھے کہ اُس وقت میری عجیب پریشانی کی حالت تھی مین نے یہ بات دل مین ٹھان لی کہ اگر اس بھری محفل مین رسوائی ہوئی اور یہ خطبہ نہ پڑھا جا سکا تو اس ذلّت کی زندگی سے موت ہزار درجہ بہتر ہے۔ مین نے یہ خیال ہی کیا تھا کہ حضور انور نے میری جانب دیکھکر انگشت مبارک کو اپنے لعاب دہن سے تر فرمایا اور اپنی دونون آنکھون پر پھیر لیا مین نے جو خطبہ کی طرف نگاہ کی تو نہایت روشن اور جلی خط مین خطبہ لکھا ہوا نظر آیا اور مین بے تکلف پڑھتا چلا گیا۔

جب مین نماز و خطبہ سے فارغ ہوگیا تو حضور مین حاضر ہوکر قدمبوس ہوا تو حضور انور نے ارشاد فرمایا "ابراہیم نماز تو پڑھا مگر خطبہ خوب پڑھا" سید صاحب نے عرض کیا کہ حضور ہی کا تصرف تھا اور قدمون پر گر پڑے حضور پُرنور نے دستِ شفقت سے اُٹھایا حضور انور سے ظاہری تصرفات بھی باطنی خوبیون سے آراستہ تھے سید علی حامد شاہ صاحب چشتی قادری سجادہ نشین سانڈی ضلع ہردوئی لکھتے ہین کہ منشی عظمت علی صاحب ساکن ملانوان ضلع اُناؤ جو ایک ثقہ شخص ہین مجھسے بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضور انور قنوج تشریف لے گئے مین بھی ہمراہ تھا وہان سیکڑون شخص حضور پُرنور کے دستِ مبارک پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے وہان سے واپسی مین حضور انور ضلع میورا کے ایک باغ مین ٹھہر گئے مین پانی کے لئے کنوئین پر گیا۔ ہولی کا دن تھا گاؤن کی عورتین رنگ پاشی کر رہی تھین۔ مجھے جو دیکھا تو میری طرف بھی رنگ ڈالنے کے لئے دوڑین مین بہت پریشان ہوگیا اور مین نے حضور انور کی طرف نظر کی تو کیا دیکھتا ہون کہ آپ بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہین اور تبسم فرما رہے ہین جیسے ہی وہ عورتین میرے قریب آئین اور رنگ ڈالنے کا قصد کیا۔ یکدم سے مع رنگ کے وہ سب کی سب مُنھ کے بھل گر پڑین مین اطمینان کے ساتھ پانی لیکر حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوا تو آپ نے تبسم آمیز لہجہ مین ارشاد فرمایا کہ "وہ عورتین کیا گر پڑین" مین نے عرض کیا حضور ہی کا تو تصرف تھا مولوی تفضل حسین صاحب وکیل ضلع اُناؤ کا واقعہ ہے جو خود اُنھون نے ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب رئیس ملاؤنی ضلع مین پوری سے بیان کیا تھا کہ مین نے بڑی محنت سے وکالت کا امتحان دیا تھا اتفاق سے ناکامی ہوئی ایک روز حضور انور کے روبرو خیال آگیا تو آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا ہے تو مولوی تفضل حسین صاحب نے ناکامی امتحان کا حال عرض کیا حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ "کیا بغیر امتحان وکالت نہین ہوسکتی" اُنھون نے عرض کیا کہ حضور نہین حضور پُرنور نے ارشاد فرمایا کہ "تم پاس ہو جاؤ گے" چنانچہ اس ارشاد کا نتیجہ ہوا کہ کچھ عرصہ کے بعد اُن کے پاس وکالت کی سند آگئی۔ سچ ہے ؎ گفتۂ او گفتۂ اللہ بود۔

حضور پُرنور کسی کو رنجیدہ و ملول نہین دیکھ سکتے تھے چنانچہ ناکامی معلوم ہونے سے کئی ماہ بعد اُنکو

کامیابی کی خبر معلوم ہوئی اور سندیلی یہ حضور انور کا ادنیٰ تصرف تھا۔
خانجی محمد ارادت خان صاحب نقشبندی متوطن مرسان ضلع علی گڈھ جو ایک معمر بزرگ ہین تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ حضور پُرنور بمقام کامان ریاست بھرتپور مین میان قمر الدین شاہ صاحب کے یہان مقیم تھے علی الصباح آپ کا ایک مرید نہایت متوحش حاضر ہوا اور اُس نے عرض کیا آج شب میرے مکان مین چوری ہوگئی ہے آپ نے فرمایا کہ "چور تو اکثر گرفتار بھی ہوجاتے ہین" تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ وہ چور نہایت پریشان و بدحواس خود بخود حضور کی خدمت مین حاضر ہوئے اور حضور انور کے قدمون پر گر پڑے اور بہت منت و لجاجت سے اپنا قصور معاف کرایا۔ سب حاضرین متعجب تھے اور چورون نے خود بیان کیا کہ ہم مال لیکر جدھر جاتے تھے خون کا دریا نظر آتا تھا جس سے مفر کی کوئی صورت نظر نہ آئی ناچار سب مال سے دست بردار ہونا پڑا اُسوقت رہائی کی راہ معلوم ہوئی اس واقعہ سے سب کو حیرت تھی۔
سید معروف شاہ صاحب قبلہ وارثی ناقل ہین کہ غدر ۱۸۵۷ء کا واقعہ ہے جب غدر ہو چکا تو دیوہ شریف کے کچھ رؤسا یعنی مولوی رحیم الدین صاحب منصف اور منشی محمد بخش صاحب تحصیلدار رخصت لیکر مکان پر آئے (اور اُن کے ساتھ مفتی عنایت احمد صاحب صدر امین متوطن سہیلی بھی تھے) چونکہ یہ دونون عہدہ دار تھے اور زیادہ تر پردیس مین رہتے تھے اسلئے اُن کے ساتھ اسباب بھی بہت تھا ان کی آمد کی خبر جیسے ہی مشہور ہوئی لٹیرون کے ایک بڑے گروہ نے آکر ان کے مکان کا محاصرہ کرلیا۔ مردون کو تو گرفتار کرلیا اور عورتون اور بچون کو کمرون کے اندر قید کردیا۔ اور مال و اسباب تلاش کرنے لگے اُس زمانہ مین حضور پُرنور دیوہ شریف ہی مین تشریف رکھتے تھے سید معروف شاہ صاحب فرماتے ہین کہ مین نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ محلہ لالہ پور مین حضور کے غلامون کے مکان لُٹ رہے ہین مگر وہان تسلیم و رضا کے سوا کیا تھا جو زبانِ مبارک سے حرف شکایت نکلتا۔ آپ خاموش رہے اور شاہ فضل حسین صاحب وارثی سجادہ نشین منعم شہ کے باغ مین جاکر بیٹھ گئے وہان کچھ باغی آپہونچے اور اُنھون نے دیکھا کہ ایک نہایت حسین و خوبصورت درویش درخت کے سایہ مین بیٹھے ہوئے ہین وہ حضور پُرنور کے قریب پہونچے تو کہنے لگے کہ آپ صورت سے امیر اور رئیس معلوم ہوتے ہین۔ جان بچانے کے لئے لباسِ درویشی پہن لیا ہے چلئے آپ کو ٹھاکر صاحب بلاتے ہین۔ یہ کہتے کہتے وہ لوگ حضور انور کو نہایت اصرار سے اپنے ساتھ لیگئے۔ وہان پہونچکر آپ نے فرمایا کہ "ہم کو جس نے بلایا ہے اُسکو بلاؤ" وہ لوگ اندر گئے تو اُسی وقت اسباب مین ایک نہایت بیش قیمت دوشالہ برآمد ہوا اُس پر کئی شخصون کی نیت ہوئی کہ ہم کو ملنا چاہئے اور اسی گفت و شنید مین بات بڑھ گئی یہان تک کہ سیف زنی کی نوبت آگئی اور آپس مین جنگ ہونے لگی جب قتل و خون کا بازار گرم ہوا تو مال و اسباب سب چھوڑ چھوڑ کر وہ لٹیرے خود بھاگنے لگے اُن لٹیرون کا سردار وہ ٹھاکر جو باہر نکلا تو اُس نے حضور انور کو دیکھا دیکھتے ہی حضور کے قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا جو شخص حضور کو لایا اُس نے بہت برا کیا مین خواستگار معافی ہون آخر کار سب مال و اسباب وہین رہ گیا اور لٹیرے کچھ مارے گئے اور کچھ جان سلامت لیکر بھاگ گئے حضور انور نے واپس آکر سید معروف شاہ صاحب سے فرمایا کہ وہان جاکر کمرون کی کنڈیان کھول دو مستورات اور بچے بند ہین۔ سید معروف شاہ صاحب کا بیان ہے کہ مین جسوقت اُس مکان مین گیا ہون تو لاشون کا فرش بچھا ہوا تھا اور خون ہی خون

نظر آتا تھا یہ حضور انور کا تصرف تھا کہ موذی گروہ اپنے ہاتھون آپ ہلاک ہوا۔
حضور انور کے تصرفات بےحد وبیشما رہین اور ظاہری تصرفات بھی باطنی تاثیرات ظاہر کرتے ہین اسی طرح آپ کے وہ تصرفات فیض آیات ہین جو خشکی وتری مین ظاہر ہوے اور آپ نے اپنے متوسلین کی امداد فرمائی۔

بحری وبرّی تصرفات

منشی عبدالغنی خان صاحب قبلہ رئیس پورہ غنی خان ضلع رائے بریلی تحریر فرماتے ہین کہ وزیر علی چابک سوار نے مجھسے خود اپنا واقعہ بیان کیا کہ مین ٹھاکر کلیان سنگھ صاحب تعلقہ دار جرگانؤن کے یہان ملازم تھا ایک بیش قیمت گھوڑے کو تعلقہ دار صاحب موصوف نے اپنی سواری کے لئے مخصوص کیا تھا۔ مگر وزیر علی کو اُس کے پھیرنے کی اجازت تھی ایک مرتبہ ٹھاکر کلیان سنگھ صاحب کے یہان سے ضلع گونڈہ کو برات گئی راستہ مین دریائے گھاگرا پڑتا تھا واپسی کے وقت وہ گھوڑا کشتی پر سوار نہین ہوا ہرچند کوشش کی گئی مگر کامیابی نہ ہوئی برسات کی وجہ سے دریائے گھاگرا طغیانی پر تھا مجبوراً بڑی کوشش سے اُس گھوڑے کو کشتی مین باندھ کر تیرایا گیا اور وزیر علی اُس کی گردن کے بال پکڑے ہوے کشتی پر بیٹھا رہا۔ نصف دریا تک تو گھوڑا تیرتا رہا اور اپنی طاقت سے سید ہار ہا مگر آگے چلکر اُس نے اپنے ہاتھ پانؤن ڈھیلے ڈال دئے اور اُلٹا ہوگیا وزیر علی بھی اُس کے بال پکڑے پکڑے تھک گیا تھا اور اُنگلیان سُرخ ہوگئی تھین اس لئے اُس کے ہاتھ سے بھی بال چھوٹ گئے وزیر علی نے خود بیان کیا کہ اُسوقت حالتِ اضطراب مین مجھے حضور انور کی یاد آئی۔ اور مین بہت بیتابی کے ساتھ خواہانِ امداد ہوا مگر اُس وقت کی کیفیت کیا بیان کرون مین دریائے حیرت مین غرق ہون کہ مانگتے ہی اُس دریا مین جہان بانس بلّی کچھ نہین لگتی تھی وہان کشتی خودبخود زمین سے لگ گئی اور ٹھہر گئی گھوڑا آپ سے آپ کھڑا ہوگیا اُسوقت گھاگھرا مین کمر تک سے زیادہ پانی نہین معلوم ہوتا تھا تمام لوگ جو ہمراہ تھے حیران وششدر رہتے کہ کیا ماجرا ہے جہان پانی کی تھاہ نہین ملتی وہان یکایک اسقدر کم پانی کسطرح ہوگیا۔ جب گھوڑا اچھی طرح سنبھل گیا اور بہ اطمینان تمام کشتی مین باندھ لیا گیا تو پھر بدستور کشتی چلنے لگی اور پانی کے زورشور کی بھی وہی کیفیت ہوگئی اِس واقعہ سے سب کو حیرت تھی اور ایک دوسرے کا منھ تکتا تھا وزیر علی سے حضور سے امداد مانگنے کا اور فوراً یہ واقعہ پیش آنے کا سبب لوگون کو سبب معلوم ہوا چنانچہ اِس واقعہ کی بناپر اکثر ہندو مسلمان جو اُس موقع پر موجود تھے حضور انور کی زیارت کے لئے حاضر ہوے اور اِس کا ایک عام چرچا ہوگیا جب وزیر علی نے حاضر ہوکر شرف قدمبوسی حاصل کیا تو حضور پُرنور نے وزیر علی کی پُشت پر ایک گھونسا مار کر فرمایا کہ "جاؤ جاؤ خوشی سے رہو"

منشی عبدالغنی خان صاحب وارثی ناقل ہین کہ ایسا ہی ایک اور واقعہ بھی وزیر علی چابک سوار پر گذرا ہے وزیر علی کا بیان ہے کہ ٹھاکر کلیان سنگھ صاحب تعلقہ دار جرگانؤن کے ہمراہ مین میلہ کو جاتا تھا۔ راستہ مین گھوڑے کو پانی پلانے کے لئے مین تالاب پر لے گیا۔ کنارہ پر سے گھوڑا پھسل گیا۔ اور پانی کے اندر گر پڑا اُسکے گرتے ہی مین بیتابی کے ساتھ کود پڑا اُسوقت تالاب مین بار بار گھوڑا ڈوب کر اُچھلتا تھا مین نے دل ہی دل مین حضور کو مخاطب کرکے عرض کیا کہ اب آبرو آپ ہی کے ہاتھ ہے۔ مین اُسوقت کے حیرت انگیز واقعہ کو جب یاد کرتا ہون تو حیران رہ جاتا ہون۔ دفعتہً ایسا معلوم ہوا کہ کسی زبردست طاقت نے

گھوڑے کو اُٹھا کر اوپر پھینک دیا۔ اُسوقت تالاب پر بہت سے لوگ جمع تھے سب متحیر تھے کہ کیا واقعہ ہے ہر شخص مجھسے دریافت کرتا تھا کہ یہ کیا ہوا مین نے جو حقیقت تھی وہ بیان کر دی اس واقعہ سے لوگ بیحد متاثر ہوے اور دیکھنے والون مین سے بیشتر اشخاص حضور پُرنور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوے خود ٹھاکر کلیان سنگہ صاحب تعلقہ دار جرگانون بھی حضور پُرنور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہو کر قدمبوس ہوے اور ہمیشہ آتے رہے۔

حاجی عباس حسین خان صاحب تعلقہ دار بابوپور ضلع سیتاپور جو حضور انور سے شرف ارادت رکھتے ہین بیان فرماتے ہین کہ مین فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے بیت اللہ شریف گیا تو واپسی پر دریاے سقوطرہ مین بہت زور شور کا طوفان آیا۔ تمام جہاز والون مین سراسیگی اور پریشانی پھیل گئی مین اسی پریشانی کی حالت مین ایک بنچ پر لیٹا ہوا تھا اور دل ہی دل مین آپ کو یاد کر رہا تھا۔ دفعتہً مین نے بچشم خود دیکھا کہ حضور پُرنور جہاز کے کنارے کھڑے ہین۔ یہ دیکھتے دیکھتے چشم زدن مین طوفان دور ہو گیا۔ اور جہاز بخیر و خوبی اپنی اصلی رفتار پر آگیا مین واپسی پر حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور جہاز کو خوب طوفان سے پار کرتے ہین۔ آپ یہ سنکر متبسم ہوے اور زبانِ مبارک سے کچھ ارشاد نہین فرمایا

سید معروف شاہ صاحب وارثی ناقل ہین کہ ایک مرتبہ برسات مین حضور پُرنور شیخ صمصام علی صاحب تعلقہ دار گنڈارا کے ہان تشریف لئے جاتے تھے۔ راستہ مین دریاے گھاگرا پڑتا ہے جو برسات کی وجہ سے طغیانی پر تھا جب آپ بہرام گھاٹ پر پہونچے تو ساحل کا داروغہ موجود نہین تھا ملاحون نے کشتی چھوڑنے سے انکار کیا اور کہا کہ تھوڑی دیر حضور آرام فرمائین پھر پار اُتار دئے جائین گے پار اُتارنے کے فقرہ پر حضور نے تبسم کیا اور ہمراہیون سے ارشاد فرمایا کہ تم بسم اللہ کہتے ہوے ہمارے ساتھ چلے آؤ چنانچہ حضور پُرنور معہ خدام و ہمراہیان بخیر و خوبی پار اُتر گئے۔ پانی ٹخنون ٹخنون معلوم ہوتا تھا۔ اِس واقعہ پر ہر شخص متحیر تھا اور اُسوقت سیکڑون شخص موجود تھے۔ مندرجہ بالا واقعہ سے مولوی حکیم سید شاہ علی نقی صاحب نقشبندی مجددی نے بھی راقم الحروف کو مطلع فرمایا ہے۔

دیوہ شریف مین آستانۂ عالی سے متصل شرقی جانب ایک کنوان ہے جو اب پختہ بن گیا ہے۔ یہ واقعہ اکثر لوگون کا چشمدید ہے جن سے راقم الحروف نے سنا ہے اور سید معروف شاہ صاحب وارثی کے بھی سامنے کا ہے کہ پیشتر اس کا پانی بہت کھاری ہوتا تھا ایک مرتبہ حضور پُرنور سے عرض کیا گیا کہ اس کا پانی کھاری ہے تو آپ نے اپنا جھوٹا پانی عنایت فرمایا اُس کو لیجا کر اُس کنوئین مین ڈال دیا گیا اُس روز سے اِس کنوئین کا پانی نہایت شیرین ہو گیا یہ کنوان آستانۂ عالی کے متصل موجود ہے۔

منشی محمد اکبر خان صاحب وارثی متوطن شکوہ آباد ضلع مین پوری کا بیان ہے کہ مین کانپور مین انٹرنس کورٹ آف وارڈ مین تھا۔ شہر مین خبر مشہور ہوئی کہ حضور انور علی گڈہ جارہے ہین چنانچہ کانپور کے بکثرت ہندو مسلمان اسٹیشن پر قدمبوسی کے لئے حاضر ہوے۔ گرمیون کا موسم تھا اس لئے اکثر امراء نے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر اسٹیشن پر زائرین کے لئے برف کا انتظام کیا تھا۔ حضور انور کے لئے بھی خود بخود لوگ چند گلاسون مین پانی لیکر حاضر ہوے حضور انور برف کا پانی کبھی نہین پیتے تھے اِسلئے انکار تو نہین کیا مگر یہ ارشاد

فرمایا کہ "ہماری صراحی مین برف سے زیادہ ٹھنڈا پانی ہے" خادم نے صراحی مین سے پانی پیش کیا تو آپ نے پیا اُسوقت کچھ اور لوگون کی بھی خواہش ہوئی کہ اُس صراحی سے پانی ملے تو پئین چنانچہ خادم نے لوگون کو پانی دیا اور مین نے بھی پانی کو پیا تو واقعی حیرت تھی کہ چند گھونٹ پانی پینا دشوار تھا اُسکی خنکی سے دانت بجتے تھے برف کی اُس کے سامنے کوئی حقیقت نہ تھی اکثر لوگون نے وہ پانی پیا اور برف کے مقابل اُسکی خنکی دیکھکر انگشت بدندان رہ گئے۔

سید علی حامد شاہ صاحب چشتی قادری سجادہ نشین سانڈی ضلع ہردوئی لکھتے ہین کہ منشی عظمت علی صاحب متوطن ملانوان جو ایک راست گو اور دیندار شخص ہین روایت کرتے ہین کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضور انور قصبۂ ملانوان مین قیام پذیر تھے اور اِس سبب سے کہ کئی روز سے آسمان پر ابر وباد گھرا ہوا تھا اور پانی کی ساون بھادون کی طرح جھڑی بندھی ہوئی تھی حضور انور کو کسی نے رخصت نہین ہونے دیا۔ ایک روز آپ نے فرمایا کہ اب ہم جائین گے حاضرین حضور انور کے عزم مصمم سے پریشان ہونے لگے۔ اور عرض کیا کہ ایسی بارش مین دل نہین چاہتا کہ حضور رخصت ہون پانی برس رہا ہے اور ابر خوب گھرا ہوا ہے آپ نے فرمایا "نہین نہین اب تو پانی برس چکا" اور یہ کہتے ہوے باہر تشریف لائے تو نہ آسمان پر ابر تھا نہ بارش ہو رہی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پانی ہی نہین برسا ہر شخص کو اِس واقعہ سے حیرت تھی۔

اِسی طرح حضور انور کے وہ تصرفات ہین جو زمین پر ظاہر ہوئے۔ سید معروف شاہ صاحب قبلہ وارثی ناقل ہین کہ ایک مرتبہ اِن کا مکان گر گیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تک خدا تمکو اپنے خزانہ غیب سے نہ دے مکان نہ بنوانا۔ چنانچہ کچھ دنون کے بعد جو باغیچہ مکان کے احاطہ مین ہے وہ کھودا گیا تو اُسمین ایک برتن نکلا جسمین اشرفیان رکھی ہوئی تھین جو محمد شاہی سکہ کی تھین۔ اُنھون نے بہ اطمینان مکان بنوا لیا اور حضور انور کے ارشاد کے بموجب کچھ قرض وغیرہ نہین لینا پڑا۔

مولنا سید عبد الاحد شاہ تحیر وارثی رحمۃ اللہ علیہ عین الیقین مین لکھتے ہین کہ حضور پُر نور کی خدمتِ عالی مین ایک سائل حاضر ہوا اور اُسنے عرض کیا کہ کسی طرح بیت اللہ شریف پہونچا دیجئے تو حضور پُر نور نے ارشاد فرمایا کہ "تم روزانہ کسی درخت کے نیچے کھود لیا کرو ایک دن کی خوراک کے قابل تمھین مل جایا کرے گا کسی سے سوال نہ کرنا" وہ اِسی طرح پیادہ پا روانہ ہو گیا روزانہ زیر درخت زمین کھودتا تھا اور اپنی خوراک کی قیمت لے لیتا تھا وہ حج بیت اللہ سے مشرف ہو کر اسی طرح درختون کے نیچے کی زمین سے اپنی خوراک کی قیمت وصول کرتا ہوا ہندوستان واپس آیا لوگون نے تعجب سے پوچھا کہ اِس حالتِ غربت مین تم کیونکر گئے تو اُس نے یہ واقعہ بیان کیا۔

سید معروف شاہ صاحب قبلہ وارثی ناقل ہین کہ ایک مرتبہ مولوی محمد احسن صاحب رئیس پٹنہ حضور انور کی خدمت عالی مین حاضر ہوے اور کچھ قلمی آم جو وہ اپنے ہمراہ لائے تھے حضور پُر نور کی خدمتِ عالی مین پیش کئے حضور پُر نور نے اُنمین سے چند آم مجھکو بھی مرحمت فرمائے۔ آم نہایت نفیس تھے دوسرے دن جب مین حضور انور کی قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا تو حضور پُر نور نے دریافت فرمایا کہ "معروف شاہ آم کیسے تھے

مین نے عرض کیا کہ بہت اچھے تھے۔ فیضو شاہ صاحب خادم کے پاس کچھ آم رکھے تھے انھون نے چار پانچ آم خدمتِ عالی مین پیش کئے۔ وہ آم اُسی وقت تراشے گئے آپ نے ایک قاش تناول فرمائی۔ اور سب قاشین اور آم تقسیم کردیئے مجھے بھی دو تین قاشین اور ایک آم اُسوقت اور ملا حضور انور نے آم دیتے وقت ارشاد فرمایا کہ "معروف شاہ آم اچھا ہے تم اپنے باغیچہ مین لگا دو" مین نے عرض کیا کہ حضور اسمین بجلی نہین ہے قلمی آم ہے حضور انور نے فرمایا "تمھارے ہاتھ سے تو درخت لگ جاتا ہے" جب حضور پرنور نے یہ فرمایا تو مین ساکت ہوگیا اور اُس آم کی گٹھلی اپنے ہاتھ سے باغیچہ مین بودی اور روزانہ جاکر دیکھنے لگا دسوین روز درخت نمودار ہوا اور وہ اسقدر جلد بڑھا کہ تیسرے سال اُسمین پانچ آم نظر آئے مین نے بہت احتیاط سے تھیلیان لگوادین جب وہ پک گئے تو مین نے لیجاکر حضور انور کی خدمتِ عالی مین پیش کئے اور عرض کیا کہ یہ اُسی درخت کے آم ہین۔

حضور پرنور نے متبسم ہوکر فرمایا کہ "یہ آم اُن آمون سے بھی اچھے ہین اور نایاب ہین" اسکے بعد فرمایا کہ "معروف شاہ ایسی چیز رہتی نہین ہے" سید معروف شاہ صاحب فرماتے ہین کہ مین اس ارشاد پر کھٹک گیا آخر اُسکی جڑ مین کیڑا لگ گیا اور وہ تھوڑے ہی عرصہ مین سوکھ کر گر پڑا۔

یہ حضور انور کے تصرفات زمین پر تھے کہ ایک قلمی آم کی گٹھلی سے درخت نمودار ہوا اور اُسنے پھل دیا۔

مولنا تجمل وارثی رح عین الیقین مین لکھتے ہین کہ ایک لڑکے کی آنکھین خراب ہوگئی تھین اُس کی مان نے حضور انور کے قدمون مین اُسے ڈال دیا آپ نے فرمایا "یہ تو اچھا ہے اِسے لیجاؤ" چلتے وقت وہ تھوڑی سی خاک اُٹھا لیگئی اور اُسی کو آنکھون مین لگاتی رہی اُس لڑکے کی آنکھین بالکل اچھی ہوگئین ؎

رحمتِ حق بہا نمی جوید رحمتِ حق بہانہ می جوید

مولوی نور حسین صاحب وارثی نگرامی (وکیل بارہ بنکی) ناقل ہین کہ مجھسے محمد حسین صاحب لودھی ساکن و زمیندار دیوہ شریف نے بیان کیا کہ ایک شخص دیوہ شریف مین بہت علیل ہوگیا وہ حضور انور کا سخت مخالف تھا۔ مگر حضور انور تو اخلاق مجسم تھے آپ اپنے خادم رحیم شاہ صاحب کو لیکر اُسکی عیادت کے لئے تشریف لیگئے۔ جب مکان کے اندر گئے تو اُس مریض نے اپنا منھ چھپا لیا آپ نے فرمایا کیسے ہو اُس نے کچھ جواب نہ دیا اور نہ اپنا منھ کھولا اُسکی ہمشیرہ بھی حضور انور سے عداوت رکھتی تھی اُس نے حضور انور سے کہا کہ تخت پر بیٹھ جاؤ کیا یہان کوئی دیکھتا ہے آپ نے فرمایا "ہم نے کسی کے دکھانے کو تخت وغیرہ پر بیٹھنا نہین چھوڑا" یہ کہتے ہوے آپ واپس چلے آئے تھوڑی دیر کے بعد مریض مذکور کا انتقال ہوگیا اور اُسی وقت تمام چہرہ سیاہ ہوگیا۔ یہ حالت جو دیکھی تو لوگون نے واویلا شروع کی اور حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوئے۔ مگر اُس وقت آپ نے دروازہ بند کرادیا تھا جو لوگون کی کوشش سے بھی نہ کھلا۔ سید معروف شاہ صاحب کی والدہ صاحبہ کا حضور بہت لحاظ فرماتے تھے اِسلئے اُن سے کہا گیا اور وہ حاضر خدمت عالی ہوئین تو فوراً دروازہ کھل گیا اُنھون نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ "بعض اوقات مرتے وقت منھ سیاہ ہوجاتا ہے غسل

دیتے وقت سیاہی مٹ جاتی ہے غسل دلاؤ،،

چنانچہ جب غسل دیا گیا تو سیاہی جاتی رہی اس واقعہ کو دیکھکر اُسکی ہمشیرہ اور بھی برافروختہ ہوئی اور حضور انور کی شان مین بدکلامی کرنے لگی جس کا یہ انجام ہوا کہ جب اُس کا انتقال ہوا اور اُسکو قبر مین دفن کرکے تختے لگائے گئے تو مٹی دیتے وقت تختون کے اوپر خودبخود لاش آگئی اُس وقت مٹی دینا بند کر دیا گیا - اور پھر لاش کو قبر مین رکھکر تختے لگائے گئے تو پھر وہی معاملہ پیش آیا کہ لاش اوپر اور تختے نیچے جب سہ بارہ یہی حالت ہوئی تو لوگون نے مجبوراً اُسی طرح تختون کے اوپر مٹی دیدی - کسقدر عبرت کا مقام ہے کہ زمین نے لاش کو قبول نہین کیا - یہ اُسی گستاخی کا نتیجہ ہے کہ تخت پر بیٹھ جاؤ کیا یہان کوئی دیکھتا ہے ؎

اگر خدا خواہد کہ پردہ کس درد	میلش اندر طعنۂ پاکان برد

حضور انور کے تصرفات بحری مین یہ لاکھون کرورون شخصون کا مشاہدہ ہے کہ باوجود بھر منہہ پانی رہنے کے حضور انور کے پائے مبارک آلودہ گِل نہوتے تھے - جسکا ذکر ہو چکا ہے مگر بر سبیل تذکرہ اشارۃً اس موقع پر بھی لکھا گیا -

واقعات جنّات

جسطرح حضور انور کے ظاہری و باطنی تصرفات بحر و بر مین جاری تھے اور عالم اجسام مین اُن کے مشاہدات نظر آتے ہین اُسی طرح عالم برزخ پر بھی حضور انور کے تصرفات ولایت جاری تھے -

راقم الحروف نے اکثر لوگون سے سنا ہے کہ حضور انور کی خدمت عالی مین جنّات بھی حاضر ہوتے تھے بعض واقعات جو معتبر راویون کے بیان کردہ ہین وہ حسب ذیل ہین -

مولوی حکیم محمود علی صاحب فتحپوری لکھتے ہین کہ میرے خالو چودھری محمد عبد اللہ صاحب رئیس ستر کھ جو ایک صاحب زہد و اتقا بزرگ ہین (اور جنکی عُمر اسوقت قریب سو سال کے ہے) بیان فرماتے ہین کہ میرے ابتدائے عُمر مین جب حضور پُر نور کا زمانۂ شباب تھا تو حضور انور ایک مرتبہ حسب دستور قصبہ ستر کھ مین رونق افروز ہوے ایک روز قریب ۴ بجے دن کے حضور پُر نور نے مجھسے فرمایا کہ ،، عبد اللہ چلو تفریح کر آئین ،، چند خدام حضور پُر نور کے ہمراہ تھے اور مین بھی تھا حضور انور باغ کے قریب ایک وسیع میدان مین پہونچے اور وہان کمل بچھانے کا حُکم دیا خدام نے کمل بچھا دیا حضور انور اُسپر رونق افروز ہوے خدام وغیرہ بھی ایک طرف ادب سے بیٹھ گئے - تھوڑی دیر کے بعد ایک سیاہ کُتّا وہان معلوم ہوا اور وہ کچھ دور ہٹ کر سلیقہ سے بیٹھ گیا یہان تک کہ چار کُتّے ایک ہی رنگ اور ایک ہی قد و قامت کے موجود ہو گئے مگر دریافت کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی - اور سب خاموش بیٹھے رہے تھوڑی دیر کے بعد حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ ،، عبد اللہ گھر چلو ،، یہ سنتے ہی وہ کُتّے بھی رخصت ہو گئے اور حضور انور معہ ہمراہیون کے قیام گاہ پر تشریف لائے - سب ہمراہی ایک دوسرے کا مُنہ دیکھتے تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے حضور پُر نور نے خود ہی ہملوگون کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ ،، یہ کُتّے نہین تھے جنّات ہین اور ہمارے مرید ہین ،، چودھری محمد عبد اللہ صاحب رئیس ستر کھ کا بیان ہے کہ اُسی شب کو یہ واقعہ پیش آیا کہ حضور انور نے شام کے قریب ارشاد فرمایا کہ حجرہ خالی کر دیا جائے کوئی شخص حجرہ مین

نہ رہے۔ سب اُٹھ کھڑے ہوئے اِسکے بعد حضور پُر نور نے اپنے دستِ مبارک سے حجرہ کی کُنڈی چڑھا دی
اُس وقت تمام حاضرین کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ حجرہ مین ہزارون آدمی باہر سے آکر داخل ہوتے جاتے ہین
جنکے پانوٗن کی چاپ معلوم ہوتی تھی اور بات کرنے کی آواز مطلقاً نہ آتی تھی تقریباً ایک گھنٹہ تک یہ حالت رہی
اِسکے بعد مکان مین بالکل سکون ہوگیا حضور پُرنور نے حجرہ کی زنجیر کھول دی۔ لوگون کو متحیر دیکھکر حضور پُرنور نے
فرمایا کہ "جنات جو ہمارے مرید ہین وہ آئے تھے"
منشی عبدالغنی خان صاحب وارثی رئیس پوروہ غنی خان ضلع رائے بریلی ناقل ہین کہ حضور انور جب پہلی
مرتبہ بعد حج تشریف لائے ہین تو سید معروف شاہ صاحب وارثی کے مکان کے بالاخانہ پر اقامت پذیر تھے سید
معروف شاہ صاحب کی والدہ صاحبہ حضور انور کو بھائی کہتی تھین۔ اور حضور انور اُنکی بہت توقیر فرماتے تھے
ایک روز اُنھون نے حضور پُرنور سے عرض کیا کہ مین سنتی ہون جنات بھی آپ کے مرید ہین۔ ہمین جن
دکھا دیجئے حضور انور نے فرمایا دس بجے دنکو بالاخانہ پر آنا چنانچہ چار بیبیان دس بجے دِن کو حضور انور
کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوئین ایک تو معروف شاہ صاحب کی والدہ صاحبہ تھین اور دوسری سید معروف
شاہ صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ تھین تیسری معروف شاہ صاحب کی اہلیہ صاحبہ تھین اور ایک اور بی بی تھین
حضور پُرنور نے بغلی کوٹھری مین بیٹھنے کا حکم دیا اور سامنے پردہ کرادیا اور ارشاد فرمایا کہ "خاموش رہنا"
یکبارگی اِن خواتین نے دیکھا کہ زینہ کی طرف سے تین شخص نہایت حسین وخوبصورت نمودار ہوئے۔
وہ نہایت ادب سے حاضر ہوے اور پاے مبارک دبانے لگے اِسکے بعد حضور پُرنور سے رخصت ہوکر
زینہ تک گئے۔ اور زینہ سے غائب ہوگئے اُن مستورات سے ارشاد فرمایا کہ تم نے دیکھا یہ جنات تھے
اُنھون نے عرض کیا یہ تو انسان تھے حضور پُرنور نے ارشاد فرمایا "تمھارے زنانہ مکان مین غیر آدمی
دن کے وقت کسطرح آسکتے ہین اِن کی اصل صورت ہیبت ناک ہے تم دیکھو گی تو ڈر جاؤ گی اسی وجہ سے
آدمی کی صورت مین بلائے گئے جسمین تم کو خوف و دہشت نہ ہو۔
مولٰنا تحیر وارثی عین الیقین مین تحریر فرماتے ہین کہ ایک طبیب کی تجویز سے حضور پرنور شب کو دودھ
اور سہاگہ استعمال فرماتے تھے ایک شب کا واقعہ ہے کہ سید معروف شاہ صاحب حسب معمول دودھ
اور سہاگہ لیکر حاضرِ خدمتِ عالی ہوئے۔ تو صدر دروازہ پر اُنھون نے ایک کُتّے کا پِلّا دیکھا اور
اِن کے دیکھتے دیکھتے وہ بڑا ہوگیا اور دونون اگلے پانوٗن اُس نے اوپر کی چوکھٹ پر رکھدئے اور سیدھا
کھڑا ہوگیا یہ کیفیت دیکھکر سید معروف شاہ صاحب پریشان ہوگئے اندر سے حضور پُرنور نے آواز دی
کہ چلے آؤ ڈرو نہین پھر تو وہ نڈر ہوگئے اور اطمینان سے حضور پرنور کی خدمت عالی مین حاضر ہوے
سید معروف شاہ صاحب فرماتے تھے کہ حضور نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ "یہ یہان کا محافظ ہے۔"
واقعات متذکرہ بالا سے ظاہر ہے کہ جنات بھی جو عالم برزخ کی ایک مخلوق ہے حضور پُرنور کے تصرفات
فیض آیات سے مستفید ہوتے تھے۔ اِسی طرح حضور انور کے قدم مبارک کی برکت سے ردِّ بلا کے واقعات
ظہور مین آتے تھے چنانچہ جناب مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شید الکھنوی تحریر فرماتے ہین کہ شیخپورہ ضلع مونگیر
مین میر ابرار حسین صاحب رئیس نے حضور پُرنور کی دعوت کا اہتمام کیا۔ اور اپنے مکان کے بالاخانہ پر

ایک وسیع کمرہ حضور پُر نور کے قیام کے واسطے آراستہ کیا۔ شب کو مجھے اِس بات کا علم ہوا کہ اِس کمرہ مین کسی خبیث یا جن کا دخل ہے۔ اور جو شخص اِس مین رہتا ہے وہ اسکو تکلیف دیتا ہے اور میر ابرار حسین صاحب نے اِسی وجہ سے یہ کمرہ حضور پُر نور کے لئے مخصوص کیا ہے کہ آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے یہ بلا دفع ہو۔ اور کمرہ صاف ہو جائے مگر اِس خبر سے مجھکو انتشار رہا اور مین نے نہایت عاجزی سے حضور پُر نور کی خدمتِ عالی مین عرض کیا کہ آپ اِس مین قیام نہ فرمائین۔ حضور انور نے مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ "خدا جس کا محافظ ہوتا ہے اُسکو کوئی نقصان نہین پہونچا سکتا"۔

تمام رات ہم لوگ متردد رہے مگر کوئی نئی بات نہین معلوم ہوئی صبح کو جب مین حضور انور کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا تو دیکھا کہ بہت بڑے دو بچھو حضور انور کے بستر کے قریب مرے ہوے پڑے ہین حضور انور نے میر ابرار حسین صاحب کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ "ان کو پھینک دو تمھارا کمرہ صاف ہو گیا"

حضور انور کے قدم مبارک کی برکت سے مردم آزار بلائین بھی دور ہو جایا کرتی تھین چنانچہ منشی عبدالغنی خان صاحب وارثی رئیس پورہ غنی خان ضلع رائے بریلی ناقل ہین کہ مولوی نور کریم صاحب قدوائی جو حضور انور کے خاص فقرا مین سے تھے اُن کا واقعہ ہے کہ وہ خرقہ پوشی کے قبل نواب گنج ضلع بارہ بنکی کے تحصیلدار کے یہان معلم تھے۔ تحصیلدار صاحب کشمیری پنڈت تھے۔ مولوی نور کریم صاحب قدوائی کو چونکہ تحصیلدار صاحب سے خاص ربط تھا اسلئے اُن سے ملنے کے لئے گئے۔ اتفاق سے اُسی روز تحصیلدار صاحب نے ایک نیا مکان کرایہ پر لیا تھا اُس مین وہ تھے اور اُسی کے مردانہ حصہ مین مولوی نور کریم صاحب قدوائی جو حضور انور کے فقیر تھے ٹھہر گئے نصف شب کا واقعہ ہے کہ زنانہ مکان سے متواتر شور و غل کی آوازین بلند ہونے لگین۔ چنانچہ دو تین آدمی اُس مکان کے بالاخانہ پر گئے تو کسی زبردست طاقت نے اُن کو بھی نیچے ڈھکیل دیا۔ اِسوجہ سے اور لوگ بھی ششدر رہ گئے کسی کی ہمت نہین پڑتی تھی کہ زینہ پر قدم رکھے اور بالاخانہ کا یہ واقعہ تھا کہ سب پلنگ اُلٹ گئے تھے۔ اور سب اِسی حالت مین چلّا رہے تھے مولوی نور کریم صاحب قدوائی بھی اُس واقعہ کو سنکر وہان گئے۔ اِن کے جاتے ہی خود بخود پلنگ سیدھے ہو گئے اور تحصیلدار صاحب کی بیوی کی زبان سے یہ بات سننے مین آئی کہ مولوی صاحب اگر آپ حضرت حاجی صاحب کے فقیر نہ ہوتے تو مین آپ کی بھی خبر لیتا مگر کیا کرون آپ ہمارے شہنشاہ کے دیکھنے والے ہین۔ اِسلئے ہم کو ادب کرنا ضرور ہوا مولوی نور کریم صاحب قدوائی نے کہا کہ میری یہ خواہش ہے کہ آپ اِن لوگون کو نہ ستائین۔ اُنھون نے جواب دیا کہ آپ ان لوگون کو سمجھا دیجئے کہ ہم کو بھی تکلیف نہ دین۔ اگر یہ بھی آپ منظور نہ کرین تو ہم خود تکلیف اُٹھائین مولوی صاحب نے فرمایا تحصیلدار صاحب تمھاری جگہ نہ لین گے جہان تک بتاؤ چھوڑ دین اُس نے جواب دیا کہ صرف یہ کمرہ چھوڑ دین اس قسم کی چند باتین کرکے پلٹ آئے اور تحصیلدار صاحب نے وہ مکان چھوڑ دیا۔

منشی عبدالغنی خان صاحب وارثی لکھتے ہین کہ حضور پُر نور استراحت فرما رہے تھے کچھ لوگ بیٹھے ہوے ہاتھ پاؤن دبا رہے تھے مین بھی حاضر خدمتِ عالی تھا اتنے مین ایک شخص آیا جس کی وضع قطع معلمون کی سی تھی اور بغل مین ایک چادر دبی ہوئی تھی وہ نہایت عقیدت کے ساتھ حضور سے قدمبوس ہوا اور ہلوگون کی طرح بیٹھ کر ہاتھ پاؤن

دبانے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد جھومنے لگا اور ناک سے اس زور کے ساتھ سانس لیتا تھا کہ اسکے دم کی ہوا حضور پُرنور تک پہونچنے لگی جب اُسکی حالت زیادہ متغیر ہونے لگی تو حضور انور نے سر مبارک اُٹھایا اور پیار سے ایک گھونسا اُسکی پُشت پر مارا اُس گھونسے کے ساتھ ہی وہ سربسجود ہوگیا اور سانس کی شدت جاتی رہی کچھ عرصہ تک وہ بیہوش پڑا رہا حضور نے بھی فرد اوڑھ لی کچھ دیر میں حضور انور نے پھر سر مبارک اُٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ "اچھا جاؤ پھر ملاقات ہوگی" وہ رخصت ہوگیا ہم لوگ دیکھ رہے تھے کہ دروازہ بند ہے مگر وہ چند قدم چلکر غائب ہوگیا اور دروازہ بدستور بند رہا۔ لوگوں کو سخت حیرت تھی کہ یہ کون شخص ہے اور یہ کیا معاملہ ہے حضور انور نے سب کو متحیر دیکھکر فرمایا کہ "تعجب کیا ہے یہ آدمی نہیں تھا جن تھا"

جنّات کے اکثر واقعات لوگوں کے چشم دید ہیں بعض واقعات قصداً راقم الحروف نے درج کتاب نہیں کئے اس لئے کہ ایک ہی قسم کے واقعات کو کثرت سے نقل کرنا بیفائدہ کتاب کا حجم بڑھانا ہے مگر یہ بات معتبر روایات سے ثابت ہے کہ انسانوں کی طرح جنّات بھی حضور پُرنور سے شرف بیعت رکھتے تھے اور اکثر لوگوں نے بعض جنّات کو خود دیکھا ہے بعض واقعات ایسے ظہور میں آئے کہ قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جن ہوں گے مگر حضور پُرنور نے اپنی زبان مبارک سے اُن کے متعلق کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ چنانچہ مکتوب نویس بارگاہ وارثی حاجی اوگھٹ شاہ صاحب قبلہ ناقل ہیں کہ ایک شب کا واقعہ ہے جبکہ ۱۲ بج چکے تھے اور آستانۂ عالی کا دروازہ بند کردیا گیا تھا میں رحیم شاہ صاحب کے پاس باہر کے حصۂ مکان میں تھا میرا مُنھ پورب کی جانب تھا۔ اندھیری رات تھی مجھکو دور سے دو چاند چمکتے ہوئے نظر آئے۔ جن میں ایک زیادہ روشن تھا یہ دونوں میرے قریب ہوتے جاتے تھے جسوقت وہ دونوں چبوترہ پر چڑھ آئے تو معلوم ہوا کہ آدمی ہیں مگر اُنکے چہرے نہایت روشن اور چمکدار ہیں یہ دونوں سیدھے دروازہ پر چلے آئے میں اُسوقت رحیم شاہ صاحب کے پاس بیٹھا ہوا تھا اندر سے حاجی فیضو شاہ صاحب نے آکر دروازہ کھول دیا۔ اور مجھسے کہا کہ صدر دروازہ کے کواڑ کھول کر اون دونوں کو بلالو میں نے پھاٹک کھولکر اُن دونوں کو بُلالیا مگر وہ دونوں چوکھٹ پر سر رکھے ہوئے تھے۔ اور اُٹھتے ہی نہ تھے۔ فیضو شاہ صاحب نے آکر اُنکے ہاتھ پکڑ لئے اور اندر لے گئے میں نے دیکھا کہ یہ دونوں مُنھ پھیرے ہاتھوں کو جوڑے ہوے حضور انور کی خدمت عالی میں حاضر ہوے تو حضور پُرنور نے اُن سے کچھ ارشاد فرمایا جسکو سنکر وہ اُلٹے پاؤں نہایت ادب سے واپس آئے اور چل دئے یہ عقدہ حل نہ ہوسکا کہ یہ کون تھے کیوں آئے تھے اور کہاں گئے۔ حقیقتہً حضور انور کے واقعات نہایت حیرت انگیز ہیں اور جنھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں وہ خود متحیر ہیں۔

پرند و چرند پر حضور انور کے تصرفات

جسطرح جن و انس حضور انور کی محبت کا دم بھرتے تھے اوسی طرح ہوائی و آبی جانوروں سے بھی حضور انور کی محبت کا اظہار ہوا ہے اور کیوں نہو سہ

چون از وگشتی ہمہ چیز از تو گشت　　چون از وگشتی ہمہ چیز از تو گشت

سید معروف شاہ صاحب وارثی ناقل ہیں کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ درند و پرند حضور انور سے وحشت نہیں کرتے تھے۔ میرا مشاہدہ ہے کہ اکثر جب آپ صحرا کی طرف جاتے تو طیور صحرائی کبوتر فاختہ وغیرہ حضور کے قریب آجاتے اور جسم اطہر سے لپٹ جاتے تھے نہر یا حوض کے کنارے جب آپ کھڑے ہوتے

تو مچھلیان کنارے پر آجاتی تھین۔

پرندجانورون کے اکثر ایسے واقعات دیگر معتبر روایات سے بھی متحقق ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور انور پرانسانون کی طرح طیور وغیرہ بھی فریفتہ تھے

مولنٰنا تحیر وارثی عین الیقین مین لکھتے ہین کہ حضور پرُنور ردولی شریف مین رونق افروز تھے کہ ایک قسم کی چڑیان جسکو شاما کہتے ہین بہت کثیر تعداد مین آنا شروع ہوئین۔ وہ حضور پرُنور کے جسم اطہر پہ بیٹھ گئین اور چہکنے لگین حاضرین محفل نے عرض کیا کہ حضور یہ کیا بات ہے تو آپ نے متبسم ہو کر ٹال دیا وہ سب اوڑ گئین۔

سید معروف شاہ صاحب کا واقعہ ہے کہ ان کو لالون سے بہت شوق تھا ایک بہت بڑے پنجرے مین اُنھون نے کثرت کے ساتھ لال پال رکھے تھے۔ حضور انور اُن کے مکان مین تشریف رکھتے تھے آپ نے پنجرے کی تیلی کھول دی وہ سب لال اُڑ گئے یہ واقعہ دیکھکر سید معروف شاہ صاحب کے ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے اُنھون نے پریشان ہو کر عرض کیا کہ میری سب محنت رائگان گئی مین نے بڑی تلاش و جستجو سے اتنے لال مہیا کئے تھے۔ حضور انور نے فرمایا ابھی تو وہ نہین گئے ہون گے بلالو اُنھون نے عرض کیا وہ پرندجانور ہین کہین کے کہین پہونچے ہونگے آپ نے دفعتہً پلٹ کر فرمایا کہ یہ کیا کہا اسقدر ارشاد فرمانا تھا کہ وہ سب لال حضور انور کے جسم مبارک پر آکر بیٹھ گئے۔ اوسوقت آپ بار بار فرماتے تھے کہ پکڑ لو۔ سید معروف شاہ صاحب قبلہ نے سر تسلیم خم کر کے عرض کیا کہ جب حضور ان کو آزاد کر چکے تو مین قید کرنیوالا کون ہون جانے دیجئے اُس روز سے سید معروف شاہ صاحب قبلہ کا یہ شوق ترک ہو گیا۔

مولنٰنا تحیر وارثی عین الیقین مین لکھتے ہین کہ حضور پرُنور فتح پور مین تھے مین بھی قدمبوسی کی غرض سے حاضر خدمت عالی ہوا اور بھی کچھ لوگ اُسوقت حاضر تھے۔ ایک صاحب نے تذکرہ کہا کہ جنگل کی طرف مین نے ایک جوڑا جنگلی چکور کا دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم مین سے کوئی پائے گا۔ حاضرین مین سے ایک شخص نے خواہش ظاہر کی تو آپ نے فرمایا کہ پکڑ لاؤ جسوقت وہ اُس جوڑے کو پکڑنے گیا تو اُس نے جا کر کسی رکھی ہوئی چیز کی طرح اُٹھا لیا۔ چکورون نے اپنے مقام سے جنبش نہین کی۔ حضور انور کے حکم سے چکورون کے بہ آسانی آجانے پر اُسوقت ہر کہ و مہ کو حیرت تھی۔

عین الیقین مین ہے کہ حضور انور ردولی شریف مین قیام پذیر تھے اور زنانہ مکان مین استراحت فرما رہے تھے کہ یکایک چیونٹیان آنے لگین۔ اور اُن کی اسقدر کثرت ہوئی کہ چھت اور فرش اور مکان کی سب دیوارون مین وہی نظر آتی تھین۔ مستورات گھبرانے لگین اور عرض کرنے لگین کہ چیونٹیون سے پناہ نہین ہے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ "کہان ہین" یہ فرمانا تھا کہ ایک دم سے سب غائب ہو گئین۔

سید معروف شاہ صاحب وارثی ناقل ہین کہ مین نے دیکھا ہے کہ اکثر آپ کے بستر پر چیونٹیان کثیر تعداد مین چڑھ آتی تھین۔ تو آپ فرماتے تھے کہ مکان کے کونون مین شیرمشی ڈال دو چیونٹیان ہوتی ہین۔ چنانچہ تعمیل ارشاد کی جاتی تھی اور اسکے بعد وہ چیونٹیان خودبخود غائب ہو جاتی تھین کہین ایک بھی نظر نہ آتی تھی۔

اِسی طرح دیگر جانوروں کے بھی واقعات ہین جن مین سے بعض کا تذکرہ حسب ذیل ہے شیخ حسین علی صاحب نواب وارثی زمیندار ساده مئوبروایت شیخ رحیم بخش صاحب متوطن گدیہ تحریر فرماتے ہین کہ حضور پُر نور ایک مرتبہ سیر وسیاحت فرماتے ہوئے تشریف لائے تو ایک دن گدیہ مین بھی ہمارے مکان پر قیام پذیر ہوئے حضور انور کے شباب کا زمانہ تھا۔ ہمارے دروازہ کے سامنے نیم کے سایہ مین حضور پُر نور نے استراحت فرمائی۔ شیخ رحیم بخش صاحب کا بیان ہے کہ مین اور میرے بھائی منصب علی اور کچھ اور لوگ بھی وہین حضور کی خدمت مین حاضر رہے اور جب نیند آنے لگی تو کچھ فاصلہ سے ہم لوگ پڑ کر سو رہے۔ نصف شب کے بعد بھائی منصب علی بیدار ہوے تو اُنھون نے دیکھا کہ حضور پُر نور کے بستر پہ چیتا پڑا ہے وہ یہ دیکھکر گھبرانے لگے اور شور وغل مچانے لگے سب جاگ اُٹھے وہ بھاگ گیا۔ بعد مین معلوم ہوا کہ وہ خود حضور انور کی خدمت عالی مین حاضر ہوا تھا۔ مولوی احمد حسین صاحب وارثی متوطن رسہرانوان ضلع بارہ بنکی ناقل ہین کہ ایک سگ مادہ میری پروردہ تھی مجھے اُس سے اُنس تھا جب حضور پُر نور میرے مکان پر تشریف لائے تو حضور انور کے سامنے جسوقت خاصہ پیش ہوا آپ نے اپنے دست مبارک سے دسترخوان سے اُٹھا کر ہر ایک چیز اُسے عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ "یہ کتیا بڈھی ہوگئی ہے اِسکو مونگ کی کھچڑی دینا چاہئے۔ بڈھی دانتون سے نہین چبا سکتی۔ جب رات کو حضور پُر نور کے سامنے کھانا آیا تو وہ موجود نہ تھی۔ اور کھانا بڑہانے وقت تک نہین آئی۔ جب بعد مین آئی تو مین نے اُسکو کھانا دیا۔ مگر اُس نے نہین کھایا۔ مین نے حضور انور سے عرض کیا کہ وہ اسوقت کچھ نہین کھاتی آپ نے فرمایا کہ "بڈھی ہوگئی ہے" دوسرے دن صبح کو حضور پُر نور تشریف لیگئے مین بھی بڑاگانون تک حضور پُر نور کے ہمراہ گیا۔ اور دوسرے روز واپس آیا تو معلوم ہوا کہ میرے پیچھے بھی اُس نے کچھ نہین کھایا مین نے اپنے خواہرزادہ سے یہ کیفیت بیان کی تو اُس نے کہا کہ حضور انور کے ارشاد کے بموجب اِسکو مونگ کی کھچڑی دی جائے چنانچہ کھچڑی پکوا کر دی گئی تو اُس نے تھوڑی سی کھائی اور تھوڑی سی اپنے دونون ہاتھون مین لیکر جہان حضور انور نشست واستراحت فرماتے تھے وہان پہونچی اور پہونچ کر اُسی مقام پر اپنا سر اپنے ہاتھون پر لیکر سرنگون ہوئی اور دم توڑ دیا۔ مین نے اُسکو مرنے کے بعد دفن کیا۔ اللہ اکبر اُس وقت عجیب عالم تھا اُس کے انداز سے ایسی جان نثاری ومحبت مترشح ہوتی تھی کہ مین اب بھی جب خیال کرتا ہون تو حیرت مین رہ جاتا ہون۔

منشی نواب حسین صاحب مارہروی بیان کرتے ہین کہ ایک مرتبہ حضور پُر نور کے والد ماجد سیدنا قربان علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کا عُرس تھا۔ مین بھی دیوہ شریف مین حاضر ہوا حسب معمول بہت بڑا مجمع تھا۔ مین بازار مین موجود تھا کسی شخص نے چالاکی سے ایک دوکان پر سے بید اُٹھا لیا اور چل دیا۔ سرِ راہ ایک سیاہ کتا سر نیچے کئے ہوے پڑا تھا وہ یکبارگی اُٹھ کھڑا ہوا اور اُس شخص کا پانون پکڑ لیا۔ اور چھوڑانے سے بھی نہین چھوڑا تو اُس شخص کو کچھ خیال ہوا اور وہ دل ہی دل مین کچھ سمجھ کر اُس بید کی قیمت ادا کرنے کے لئے دوکان کی طرف چلنے لگا۔ تب اُس کُتے نے اُس کے پانون چھوڑ دیے اور وہان سے چل دیا اُس شخص نے اُس بید کی قیمت ادا کر دی۔ اُسوقت مین بھی اِس واقعہ کو دیکھ رہا تھا کچھ اور لوگ بھی کھڑے دیکھ رہے تھے سب کو سخت تعجب تھا۔

شیخ حسین علی صاحب نواب وارثی زمیندار سادہ مئو ناقل ہین کہ ایک مرتبہ سیدنا قربان علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے عُرس شریف مین ایک چوبے کا گھوڑا چوری چلا گیا۔ لوگون کو بڑی تلاش وجستجو ہوئی سب پریشان و متفکر پھرتے تھے اِسی حالت مین مین بھی اُسطرف جا نکلا تو مین نے کہا کہ حضور انور کی خدمتِ عالی مین جاکر عرض کرو وہ حضور انور کی خدمت مین حاضر ہوا تو آپنے مسکراکر فرمایا کہ "سیر کرکے آجائیگا" تمام لوگ میلہ مین تلاش کرتے کرتے ہارگئے مگر اُسکا پتہ نہ چلنا تھا نہ چلا بالآخر وہ چوبے اور اُس کے سب ہمراہی مایوس ہوکر بیٹھ گئے۔ شام کو دیکھتے کیا ہین کہ خودبخود گھوڑا اپنے تھان پر آموجود ہوا۔

ہر شے مین حضور انور کے تصرفات فیض آیات کا ظہور تھا اور درندو پرند سب پر آپ کی باطنی حکومت کا اثر تھا۔ وہ موذی جانور جو بغیر ایذا پہونچائے باز نہین رہتے اُن کے زہر آلود حملہ سے بھی حضور انور محفوظ رہے۔ اور اُس موذی جانور کو اپنی ایذا رسانی کی قدرت کی طرف سے سزا ملی چنانچہ سید معروف شاہ صاحب وارثی ناقل ہین کہ آستانۂ عالی کے قریب منور علی سپاہی کا گھر تھا اُسکے مکان مین ایک مرتبہ حضور انور استراحت فرمارہے تھے کہ ایک بہت بڑا کالا چھت پر سے حضور انور کے اوپر گر پڑا جسکو دیکھکر سب مستورات متوحش ہوگئین۔ مگر آپ نے اسکو دستِ مبارک سے اُٹھاکر پھینک دیا۔ اُٹھاتے وقت اُسنے حضور انور کے انگوٹھے مین کاٹ کھایا اُسی وقت آپ نے پانی منگایا اور غسل فرمانے لگے اُس سانپ کی یہ کیفیت ہوئی کہ وہ سامنے پڑا ہوا خودبخود سر پٹکتا تھا اور آخر کار سر پٹکتے پٹکتے بغیر کسی کے مارے آپ ہی مرگیا۔ اِس خبر کو سُنکر مین بھی حضور کی خدمت مین حاضر ہوا اور بھی بہت سے لوگ آگئے اور عرض کیا کہ کچھ دوا وغیرہ جلدی ہونی چاہیے۔ آپ نے تبسم سے ارشاد فرمایا کہ "دوبس نہا لینا کافی ہے" اسکے بعد فرمایا کہ "عاشق کا گوشت درندون پر حرام ہے نہ سانپ کا زہر اثر کرسکتا ہے نہ شیر کھا سکتا ہے" حضور انور کے تصرفات فیض آیات کے جو اثرات مترتب ہوتے تھے اُن کا بیان نہایت مشکل ہے۔ آپ کی بات بات مین غیر معمولی خوبیان نمایان ہوتی تھین۔ اور بغیر قصد و بلا اِرادہ آپ کی ذات محمود الصفات سے خوارق عادات کا ظہور ہوتا تھا۔ آپ کی بیشمار کرامتین زبان زد خاص و عام ہین۔

برکاتِ دعوت

یہ تو ظاہر ہے کہ حضور انور از سرتا پا حُسن وعشق کی مجسم تصویر تھے اور ہر کہ ومہ آپ پر نثار رہتا تھا۔ حضور انور کی طرف مخلوق آلہی ٹوٹ ٹوٹ کر گرتی تھی جسطرح شمع کے گرد پروانے قربان ہوتے ہین اُسی طرح اُس لعل شبچراغ ولایت کے گرد انسانون کا ہجوم ہوتا تھا۔ اور جو دیکھتا تھا اُس کے دِل مین یہ حوصلہ اور اومنگ پیدا ہوجاتی تھی کہ مین کس طرح اس محبوب وعدیم المثال صورت پر قربان ہوجاؤن۔ کونسی نایاب چیز اِسوقت دستیاب ہوجائے جو نثار کردون۔ کہان سے دولت ہاتھ آجائے جو ان پر لُٹادون۔ غرضکہ عجیب فریفتگی کا عالم ہوتا تھا اور جان نثاری و فریفتگی مین ایک دوسرے پر سبقت لیجانیکی کوشش کرتا تھا۔

سلسلۂ عالیہ وارثیہ مین بفضلہ تعالی بڑے بڑے ذی مقدرت صاحب دولت وثروت روسا امرا ایسے موجود ہین جن کے نزدیک سیکڑون ہزارون کیا لاکھون روپے صرف کردینا کوئی بڑی بات نہین ہے۔

انھون نے اگر اپنی دولت کا کوئی حصّہ حضور انور کی جان نثاری مین قربان کردیا اور عوام الناس کے نقطہ نگاہ مین بڑا ساز و سامان کیا بڑی حوصلہ مندی کی بہت کچھ خرچ کیا تو گو اُن کی ایسی فیاضی و دریادلی و عالی ہمتی ہر طرح قابل تحسین و آفرین ہے مگر کیا یہ سب اُس غریب کی حوصلہ مندی کا مقابلہ کر سکتی ہے جس نے اپنے اہل و عیال اور تن بدن کو تکلیف پہونچا کر صرف حضور انور کی مہمانداری اور اپنے گھر پر بلانے کی آرزو مین پیسہ پیسہ اور دھیلا دھیلا کر کے جمع کیا اور حضور پُر نور کی مہمانی کا شرف حاصل کیا۔ فی الحقیقت اس شخص کی عالی ہمتی قابل داد اور حوصلہ مندی لائق صاد ہے جو گھر مین نہ کچھ اثاثہ رکھتا ہے اور نہ سامان امارت ہے وہ ہے اور اُسکی بیکسی و غربت ؎

اگر بریان کند بہرام گورے	نہ چون پائے ملخ باشد ز مورے

حضور انور کی باریک بین اور حق شناس نگاہون مین اُن غربا کی بیحد قدر و منزلت تھی اور جس شوق و رغبت سے پیادہ پا اُن غریبون کے مکان پر تشریف لیجاتے اور اُن کی خاطر داری و دلداری کے خیال سے جیسی بے تکلف باتین کرتے وہ ایک درجۂ اختصاص رکھتی ہین۔ حضور انور کی مہمانداری کا شرف زیادہ تر ایسے ہی لوگون کو نصیب ہوا ہی جو نان شبینہ کو محتاج تھے۔ اور جنکے یہان خدا کے نام کے سوا مال و متاع کے قسم سے کوئی چیز نہ تھی حضور پُر نور کی یہ تو عادت ہی تھی کہ جس کسی کے یہان پہلے ٹھہرے پھر آخر وقت تک اُسی کے یہان ٹھہرتے رہے۔ امرا و رؤسا کی خاطر سے کبھی حضور نے جائے قیام کو تبدیل نہین فرمایا۔ اور اس خصوصیت مین زیادہ تعداد غربا کی ہے جو صف اول مین ممتاز طور پر نظر آتے ہین۔ اور اُن کو یہ خصوصیت اور عزت بڑے بڑے امرا و رؤسا کے مقابلہ مین حاصل ہے کہ حضور پُر نور ہمیشہ اُنکی عزت افزائی فرماتے اور اُنکی غربت کو ہمیشہ سامانِ امارت پر ترجیح دیتے رہے۔

غربا مین زیادہ تر شہرت ہے کہ حضور انور ساگ پڑی دال بڑے شوق سے کھاتے ارہر کی دال کی کھچڑی اور پودینہ کی چٹنی بہت پسند فرماتے تھے۔ بتھوے اور خرفہ کے ساگ سے آپ کو بڑی رغبت تھی۔

اور جن اُمرا نے آپ کی دعوتین کین وہ کہتے ہین کہ شیر برنج بہت مرغوب تھا شامی کباب سے خاص رغبت تھی۔ فیرینی بہت مرغوب طبع لطیف تھی۔

اِس سے پتہ چلتا ہے جیسا کہ اکل و شرب کے ذکر مین لکھا گیا کہ آپ کو نہ کسی چیز سے رغبت تھی نہ نفرت تھی آپ کو میزبانون کی صرف دلداری کا خیال تھا اور بس۔

غربا کو حضور کی خدمتِ عالی مین جو خصوصیات حاصل تھین اُنکا مختصر تذکرہ ہو چکا اُن کی جان نثاریان اور غربت اوّلیت آخر وقت تک اُنکو حاصل رہا وہ اُنکے لئے سرمایۂ فخر و ناز ہین۔

فی الواقع اُن غربا کے تذکرے سُنہرے حروف مین لکھے جانے کے قابل ہین جنھون نے جان پر کھیل کر جانداری کی اور کچھ پس و پیش نہ کیا۔

سید علی حامد شاہ صاحب سجادہ نشین سانڈی ضلع ہردوئی بروایت منشی صادق علی صاحب ساکن گوپامئو ضلع ہردوئی تحریر فرماتے ہین کہ حضور انور کے ایک مُرید کو جو نہایت غریب تھا اور جسکے یہان حضور انور ٹھہرا کرتے تھے حضور کی تشریف آوری کی اطلاع ملی وہ اس خبر سے بہت پریشان ہو گیا کیونکہ اس وقت

اُسکے پاس ہمین گز گاڑھے کے سوا اور کچھ نہ تھا اور حضورِ انور کی مہانداری کچھ آسان نہ تھی ایک انبوہ کثیر ساتھ چلتا تھا اور سیکڑون شخص جا بجا سے ہمراہ ہو جاتے تھے۔

وہ اِسی پریشانی مین تھا کہ اُس کے ایک عزیز نے آکر کچھ روپیہ اور زیور دیکر کہا کہ یہ روپیہ اور زیور رکھ لو چند ماہ کے بعد مجھے ضرورت ہوگی جب لے لونگا چونکہ چند ماہ کے لیے اُنھون نے مشروط کر دیا اِسلیے اِس غریب کو خیال پیدا ہوا کہ یہ غیبی امداد ہے کچھ دنون بعد مین فکر و کوشش سے اتنا روپیہ جمع کر لونگا اِس وقت اِس روپیہ سے حضورِ انور کی مہانداری کرنی چاہیے۔ چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا جب حضورِ انور رخصت ہونے لگے تو ارشاد فرمایا کہ "دوسرے کے مال سے مہان نوازی کرتے ہو" اُسنے عرض کیا کہ حضور نے عطا فرمایا ہے مگر مین سب ادا کر دونگا حضور انور نے فرمایا "ہان ہان قرار داد کے بموجب سب دیدینا" چنانچہ حضورِ انور کی ارشاد کی برکت سے بہت جلد اُس غریب کے پاس روپیہ جمع ہو گیا اور اُس نے امانت کو امانت کی صورت مین رکھ لیا۔ اور طلب کرتے ہی دیدیا۔

اِس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ غربا مین کس قدر جذباتِ محبت اور کتنی حوصلہ مندی تھی کہ وہ اپنی بساط سے زیادہ حضور انور پر مال قربان کرنے کا حوصلہ کرتے تھے۔ مال والون کا مال خرچ زیادہ تر قابلِ تعریف نہین ہے کیونکہ وہ بفضلہٖ استطاعت رکھتے ہین اسی لیے اِس قابل ہین اُنپر خدا کی طرف سے بھی حج و زکوٰۃ و قربانی و صدقہ فرض ہے۔ مگر جسکے پاس کچھ نہین ہے اُس کی جان نثاری اور قربانی دیکھنے کے لائق ہے۔ حقیقتہً یہی غلبۂ عشق و محبت ہے ؎

رتبہ شہیدِ عشق کا گر جان جائے
قربان جانے والے کے قربان جائے

غربا کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنے برتن اور سامانِ زندگی کی ضروری چیزون کو بیچڈالتے تھے اور حضورِ پُرنور پر نثار کرتے تھے۔ حالانکہ حضور انور یہ فعل پسند نہین فرماتے تھے کہ کوئی شخص زیربار ہو اور وہ اپنی مقدرت سے زیادہ خرچ اخراجات کرے مگر متوسط الحال لوگ بھی قرض لیتے زیور رہن رکھتے تھے اور آپ پر زر و مال قربان کئے بغیر باز نہین آتے تھے۔

چنانچہ شیخ حسین علی صاحب نواب وارثی متوطن سادہ مئو ناقل ہین کہ حضورِ پُرنور نے مجھسے بارہا اظہار ناراضی فرمایا کہ "تم قرض نہ لیا کرو جو گھر مین موجود ہو وہ مہانون کے سامنے پیش کر دیا کرو" مگر اپنے جوش و خروش مین ہر شخص محو تھا اور یہی خیال کرتا تھا کہ ہم کہان سے خزانے لائین جو حضور انور پر نثار کر دین۔

جو لوگ حضور انور کی دعوتین کرتے وہ خیر و برکت کا بے انتہا ظہور دیکھتے تھے حضورِ انور جہان تشریف لیجاتے راستہ سے اِدھر اُدھر سے زائرین کی بھیڑ لگ جاتی تھی راہ چلنا دشوار ہو جاتا تھا حضورِ پرنور جسکے یہان دعوت تناول فرماتے تھے اُسکے یہان کے کھانے مین بے انتہا برکت ہوتی تھی یہ ایک عام بات تھی اور ہر جگہ ایسا ہوتا تھا کہ جتنے آدمیون کے کھانیکا انتظام ہے اُن سے کہین زیادہ مہمان موجود رہین۔

مولوی علی احمد خانصاحب وکیل آگرہ لکھتے ہین کہ ۱۳-اپریل سنہ ۱۸۹۶ء کو حضور پُرنور ایسے وقت مین آگرہ تشریف لائے کہ آفتاب غروب ہو چکا تھا اور کچھ رات بھی گئی تھی۔ پہلے سے تشریف آوری کی اطلاع بھی نہ تھی حضور کا خاصہ تو بہت آسانی سے تیار ہو گیا مگر زائرین کی کثرت ہو گئی جو کھانے کے

وقت بھی دو ڈھائی سو آدمیون سے کم کا مجمع نہ ہوگا۔

اُس وقت جلدی مین یہ خیال آیا کہ جسقدر کھانا مسلمان باورچیون کی دوکانون پر مل جائے وہ خرید لیا جائے۔ چنانچہ ناوقت ہونے کی وجہ سے کھانا بھی قلیل دستیاب ہوسکا جو کھانا خریدا گیا وہ کسی طرح سب زائرین کے لیے کافی نہ تھا۔ مگر مجبوری سے اُسی کھانے کو کھلانا شروع کیا۔ تو سب کو کافی ہوگیا اس واقعہ پر بہت تعجب تھا مگر اس لحاظ سے کچھ تعجب بھی نہین ہے کہ مجھسے میرے عزیز حکیم امجد علی خان صاحب فیروزآبادی اور اُن کی ہمشیرہ صاحبہ نے بیان کیا کہ جب کبھی حضور پُرنور فیروزآباد تشریف لائے تو کبھی دس سیر اور بیس سیر سے زیادہ جنس کا کھانا تیار نہین ہوا اور حضور انور کے سب ہمراہیون نے شکم سیر ہوکر کھالیا خواہ وہ کسی تعداد مین ہون مگر کھانا کم نہین پڑا حالانکہ حضور انور کے ہمراہ کثیر مجمع ہوتا تھا۔

منشی عبد الغنی خان صاحب وارثی ناقل ہین کہ جب حضور پُرنور میری استدعا سے میرے پورہ وہ مین تشریف لائے۔ تو مین راستہ وغیرہ مین سب مہمانون کے لیے کھانے کا انتظام کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میرے ایک عزیز جو بڑے رئیس اور دولتمند شخص تھے اُنھون نے مجھسے اصرار کیا کہ جب حضور تمھارے یہان تشریف لیجائین تو راہ مین میرا موضع ہے یہان حضور ایک روز قیام فرمائین۔ سب مہمانون کے لیے بہت اچھی طرح کھانے وغیرہ کا انتظام رہیگا۔ اُنھون نے اتنا اصرار کیا کہ مین مجبور ہوگیا۔ اِس لیے جب میرے پورہ مین تشریف لیجانے لگے تو مین نے اُنکو اطلاع دیدی اور بالکل بے فکر ہوگیا۔ مگر احتیاطاً چار سیر آٹا چار سیر چاول اور اسی مناسبت سے دال گھی گوشت وغیرہ اپنے ہمراہ لے لیا۔ جب حضور انور بریلی تشریف لائے تو یہان سے تقریباً تین سو آدمی حضور پُرنور کے ہمراہ ہوگئے۔ جب اُس موضع کے قریب پہونچے تو مولوی ابراہیم حسین صاحب وکیل سے حضور انور نے فرمایا کہ جاکے دیکھو تم لوگون کے ٹھہرنے کا بھی کہین انتظام ہے۔

منشی عبد الغنی خان صاحب قبلہ وارثی کا بیان ہے کہ مجکو تو کامل یقین تھا کہ وہان سب انتظام درست ہوگا مگر بتعمیل ارشاد عالی مین بھی گیا تو عجیب ماجرا دیکھا کہ نہ تعلقہ دار صاحب ہین۔ نہ اُنکا کوئی سپاہی یا چوکیدار ہے۔ نہ خدمتگار ہے کوٹھی مین بھی قفل پڑے ہوئے ہین یہ دیکھکر مجھے جو ندامت و پریشانی تھی وہ حد بیان سے باہر ہے۔ مین دل ہی دل مین کہتا تھا کہ اب اِسقدر جلدی کہان سے ڈیرے خیمے آئین جو ہمراہیون کی آسائش کا انتظام ہو۔ کیونکہ حضور انور کو وابستگانِ دامنِ دولت کا بہت خیال ہے۔ اُسوقت جب کوئی ٹھکانا نظر نہ آیا تو مین کورٹ آف وارڈس کے دفتر مین گیا۔ اور مکان خالی کرایا حضور انور خود بخود وہان تشریف لے آئے اور استراحت فرمانے لگے۔ مین نے وہ جنس جس کا مجموعی وزن دس سیر سے زیادہ نہ تھا اپنے ملازمون کو دی اور تاکید کی کہ جلدی کھانا تیار کرین۔ مجھے عجلت تھی کہ مین کسی طرح حضور پُرنور کے سامنے دسترخوان پیش کردون۔

جیسے ہی کھانا تیار ہوا مین نے حضور پُرنور کے روبرو پیش کیا۔ حضور انور نے حسب معمول اُسی قلیل مقدار مین جو نہ ہونے کے برابر ہوتی تھی تناول فرمایا۔ اِسکے بعد مین نے بیس آدمیون کو بٹھایا تو اُنھون نے بھی کھالیا اور کھانے مین کوئی کمی نہ معلوم ہوئی۔ چنانچہ دو مرتبہ اور بیس بیس آدمیون کو

بٹھایا گیا پھر بھی کھانا کم نہ ہوا۔ جب ساٹھ آدمی کھا چکے تو مین سمجھا کہ اب مہمانون کی میزبانی خود حضور ہی فرما رہے ہین۔ مین نے بیس پیالون مین سالن اور دال نکلوا کر رکھدی۔ اور تقریبًا دو تین سو آدمیون کو ایک دم سے بٹھا دیا۔ اسپر بھی کھانے مین کوئی کمی نہین معلوم ہوئی پھر اسی قدر اور آدمیون نے بھی وہ کھانا کھایا اور بدستور بچ رہا۔ تین سو آدمی سے تو کم حضور انور کے ہمراہ نہ تھے اور سو سوا سو آدمیون کے قریب اُسی موضع سے آگئے تھے۔ کہان وہ ذرا سیر جنس اور کہان چار سو سوا چار سو مہمان۔ اور سب اچھی طرح آسودہ ہو گئے۔ اِن سب کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بھی کھانے کی وہی مقدار تھی جو بچ رہی۔ اور وہ رات کو صرف ہوا۔ یہ واقعہ ایسا حیرت انگیز تھا کہ ہر شخص کی عقل کچھ کام نہین کرتی تھی کہ کیا ماجرا ہے۔

شیخ حسین علی صاحب نواب وارثی زمیندار سادہ مئو لکھتے ہین کہ حضور پُر نور میرے یہان تشریف لائے تو مین نے سو آدمیون کے کھانے کا انتظام کیا تھا مگر آپ کے ہمراہ زائرین کا کثیر مجمع تھا تقریبًا چار سو آدمی ہون گے آپ نے فرمایا کہ "حسین علی مجمع بہت ہے" مین نے عرض کیا کہ حضور کوئی ہرج نہین ہے۔ تھوڑی دیر مین حضور پر نور نے ایک قصہ پیر اور مرید کا بیان فرمایا "مرید بہت پریشان حال تھا اُسکے یہان آدمی زیادہ آگئے مرید نے پیر کے قدمون پر سر رکھدیا کہ آبرو آپ کے ہاتھ ہے پیر نے کہا تم ہماری چادر روٹیون پر ڈالدو اور بسم اللہ کہکر دیتے رہو اسنے یہی کیا اور سب نے کھالیا" مین اس ارشاد عالی کا مطلب سمجھ گیا اور ملبوس مبارک کو کھانے پر ڈالدیا۔ سب نے بفضلہٖ خوب آسودہ ہو کر کھایا۔ مجھے یہ بارہا تجربہ ہوا ہے کہ حضور انور جب مہمان ہوئے تو کھانے مین حیرت انگیز برکت ہوئی۔

چودھری خدا بخش صاحب وارثی متوطن آگرہ مقیم اٹاوہ بیان کرتے ہین کہ میری لڑکی کی شادی تھی۔ جہان سے برات آئی وہ بہت دولتمند گھر تھا۔ مجھے خیال تھا کہ برات مین بہت آدمی آئینگے اور شادی بیاہ کا معاملہ ہے کہین ایسا نہو کہ کوئی بدنامی کا سبب ہو جائے۔ اس لیے مین حضور کی خدمت عالی مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری لڑکی کی شادی ہے اور بڑی جگہ سے برات آئیگی آپ نے فرمایا کوئی بات نہین۔ مین چلا آیا اور اندازہ لگا کر کھانے وغیرہ کا انتظام کیا۔ فیرنی کی تشتری اور دوسرے برتن خاص تعداد مین تھے جب برات آئی تو امید سے کہین زیادہ مجمع تھا۔ مین نے حضور انور کا ملبوس مبارک کھانے پر ڈالدیا اور کھلانا شروع کیا۔ تعجب پر تعجب یہ تھا کہ فیرنی کی تشتریان جو فی کس ایک کے حساب سے تھین۔ اور سب چیزین اس مقدار مین تھین جو بچکر خراب نہون۔ اُن مین اسقدر برکت ہوئی کہ ایک ایک شخص نے چار چار مرتبہ فیرنی کی تشتریان اور اسی طرح دوسری چیزین طلب کین اور سب کو دی گئین مگر وہ بھی کم نہوئین اور سب کھانے تقسیم کئے گئے۔ مجھی کو نہین سب منتظمین اور برات والون کو حیرت تھی حضور انور کے ارشاد عالی کا یہ نتیجہ تھا۔

شفائے امراض

حضور پُر نور کی ذات محمود الصفات سے دینی و دنیوی دونون قسم کی برکات کا ظہور ہوتا تھا جسطرح حضور انور امراض روحانی کے طبیب حاذق تھے اسی طرح امراض جسمانی بھی آپ کے ایک اشارے سے زائل ہوتے تھے۔

یہ عجیب لطف ہے کہ آپ نہ کوئی دوا بتاتے نہ دعا فرماتے نہ سلبِ مرض کا کوئی عمل کرتے کیونکہ عمل تعویذ گنڈہ وغیرہ کی آپ کے سلسلۂ عالیہ مین سخت ممانعت ہے۔ مگر ایک اشارہ مین مریضون کو صحت ہو جاتی تھی۔ حقیقتہً حضور انور کی زبان فیض ترجمان ہی مین تاثیرِ مسیحائی مخفی تھی۔ جو ظاہر و باطن طور پر ظہور رہوتا تھا۔ یہی نہین کہ جو مریض رو برو حاضر ہو اُسی کو شفا حاصل ہو جائے۔ بلکہ حاضر و غائب جنکو حضور سے تعلق ہوتا تھا اُن کی دستگیری فرماتے تھے۔

چنانچہ مولانا تحیر وارثی عین الیقین مین لکھتے ہین کہ مولوی قاسم علی صاحب رئیس فتحپور کو یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ حضور پُر نور نماز نہین پڑھتے۔ ایک مرتبہ بلرام پور مین مولوی صاحب موصوف سخت علیل ہو گئے اُسی زمانۂ علالت مین جبکہ اُن پر غفلت طاری تھی اُنھون نے دیکھا کہ حضور انور سامنے کھڑے ہوئے فرماتے ہین کہ "مولوی مولوی اب کیون سیر و تماشہ نہین کرتے مرض تو کچھ بھی نہین ہے" یہ ارشاد سُنکر مولویصاحب چونک پڑے تو واقعی کچھ مرض نہ تھا۔ وہ نہایت عقیدت و محبت سے حضورِ انور کی خدمتِ بابرکت مین حاضر ہو کر شرفِ بیعت سے شرفیاب ہوئے۔

اِسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ بھی مؤلف عین الیقین نے لکھا ہے کہ ایک شخص راولپنڈی مین سخت علیل تھا اُسکے علاج سے طبیب و ڈاکٹر سب عاجز آگئے۔ وہ ایک شب کو روتے روتے سو گیا خواب مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک احرام پوش بزرگ تشریف لائے اور فرمایا کہ "کیون گھبراتا ہے تو اچھا ہو گیا ہاتھ لا کہ تیری بیعت لی جائے" اِسی درمیان مین اُسکی آنکھ کھل گئی تو اُس نے اپنے آپ کو بالکل صحیح و تندرست پایا۔ صرف ضعف کی شکایت تھی وہ بھی جاتی رہی۔ وہ راولپنڈی سے پتہ لگا کر دیوہ شریف آیا تو جیسے ہی اُس کی نظر حضور پُر نور کے چہرۂ انور پر پڑی حواس باختہ ہو گیا اور عرض کرنے لگا ؎

مُدّتے بود کہ مشتاق لقایت بودم

حضور انور نے فرمایا "ہم تمھارے ساتھ ہین محبت ہے تو کچھ دور نہین جاؤ اور کچھ غم نہ کرو" اِن واقعات سے ظاہر ہے کہ جس طرح حضور پُر نور لوگون سے حالتِ خواب مین بیعت لیتے تھے اور اسکو اُسی بیعت کی طرح جائز رکھتے تھے جو حالتِ بیداری مین ہوئی ہو اُسی طرح لوگونکو دوسرے فوائد بھی عالمِ رویا مین حاصل ہوتے اور بیداری مین اُن کی اصلیت پائی جاتی تھی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضورِ انور ظاہری و باطنی طور پر یکسان فیض رسانی فرماتے تھے ؎

عین غفلت مری بیداری ہے اللہ اللہ

عین الیقین مین ہے کہ چندر گڈھ مین حضورِ انور مقیم تھے ایک خاکروب حاضر ہوا جسکو جذام کا عارضہ تھا۔ وہ غایت ادب کی وجہ سے دور بیٹھا ہوا چلّا چلّا کر روتا تھا اور کہتا تھا کہ میّان اب میرا ہاتھ کون پکڑیگا۔ سب کے مولا تو آپ ٹھہرے دو دن تک وہ اِسی طرح حاضر رہا جب حضورِ انور نے اُسکا اشتیاق بیعت حد سے متجاوز دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ "مین تجکو آنکھون سے مُرید کرتا ہون تجھے اچھی طرح دیکھ لے" اُسکا دیکھنا تھا کہ اُسی وقت اُسکو مرض جذام سے صحت ہو گئی۔ اور عالم ذوق و شوق مین اُسکی کیفیت اُسوقت دید کے قابل تھی۔

چودھری راحت حسین صاحب تعلقہ دار رامدانہ ضلع سیتاپور کا واقعہ ہے کہ وہ ایک مرتبہ کھانسی اور بخار مین مبتلا ہوگئے اِس مرض نے یہان تک ترقی کی کہ کسی نے دِق اور کسی نے سِل تجویز کی۔ کمزوری یہان تک بڑھی کہ چلنا پھرنا دشوار ہوگیا غذا کی خواہش بالکل نہین ہوتی تھی۔ بیچینی سے راتون کی نیند اُڑ گئی تھی۔ اُسی زمانہ مین حضور پُر نور موضع رامدانہ کو تشریف لے گئے اور چودھری صاحب موصوف کی کوٹھی مین قیام فرمایا۔ چودھری راحت حسین صاحب کا بیان ہے کہ شدتِ مرض سے مین حضورِ انور کی خدمتِ عالی مین حاضر نہو سکا۔ جس روز حضورِ پُر نور رخصت ہونے لگے تو مجکو نور محمد شاہ خادم کے ذریعہ سے طلب فرمایا مین بمشکل تمام حاضر ہوا اور دست بوسی و قدمبوسی کے بعد بیٹھ گیا۔ آپ نے مجکو ملاحظہ فرماکر نور محمد شاہ صاحب سے فرمایا کہ "راحت حسین بہت دُبلے ہوگئے ہین،" اُنھون نے عرض کیا حضور یہ بہت عرصہ سے علیل ہین یہ سنکر آپ نے فرمایا "تمکو کیا معلوم یہ تو بہت اچھے ہین صرف دُبلے ضرور ہو گئے،" مکرر سہ کرر یہی فرمایا "یہ تو بہت اچھے ہین لاغری بھی جاتی رہیگی" یہ فرماتے ہی حضور انور اُٹھ کھڑے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "آؤ راحت حسین ہم تم مل تو لین،" چودھری راحت حسین صاحب کا بیان ہے کہ اِس ارشاد سے مین نے سمجھا کہ حضور پُر نور جو کچھ ارشاد فرماتے ہین سب شفقت و عنایت ہے اب میرا وقت قریب ہے اسلیے مین قدمون کی طرف جُھکنے لگا فرمایا "آؤ مل لو،" یہ فرماکر حضورِ انور نے آغوشِ مبارک مین لے لیا۔ اِسکے بعد حضور پر نور نے نشست فرمائی اور پھر نور محمد شاہ سے فرمایا کہ "راحت حسین تو بالکل اچھے ہین اِن کو کوئی مرض نہین ہے" اُنھون نے عرض کیا حضور بجا ہے۔ حضورِ انور نے اِسی طرح تین مرتبہ معانقہ فرمایا اور رخصت کر دیا۔ چودھری راحت حسین صاحب خود تحریر فرماتے ہین کہ مین نے اپنی حالت کی طرف جو خیال کیا تو خدا علیم ہے کہ سوائے لاغری کے کوئی مرض کی شکایت باقی نہ تھی۔ اُسوقت مین نے عرض کیا کہ مین حضور کو پہونچانے کے لیے اسٹیشن تک چلونگا۔ حضور انور نے فرمایا "تم ابھی بہت دُبلے ہو ابھی بیماری سے اچھے ہوئے ہو،" مین نے عرض کیا کہ مین تو اب حضور کے کرم سے بالکل اچھا ہون۔ فرمایا بہتر ہے چنانچہ مین بے تکلف گھوڑے پر سوار ہوا اور حضورِ انور کو پہونچانے کے لئے اسٹیشن تک گیا اُسوقت کی کیا کیفیت بیان کرون۔ طبیعت تھی کہ شگفتہ ہو رہی تھی دل تھا کہ فرطِ انبساط سے باغ باغ ہو رہا تھا۔ آہ حضورِ انور کی شفقتین یاد آتی ہین تو کلیجہ مُنھ کو آتا ہے۔ کیا نوازش و کرم تھا کیا فیض و برکت کی سرکار تھی۔

منشی عبدالغنی خان صاحب وارثی رئیس پورہ غنی خان ضلع رائے بریلی لکھتے ہین کہ مین ہرسال حضور پُر نور کے والد ماجد رضی اللہ عنہ کے عُرس شریف مین حاضر ہوتا تھا۔ ایک سال مین بیمار ہوگیا اور مین نے ایک عریضہ کے ذریعہ سے اپنی مجبوری کا حال لکھکر حضور انور کی خدمتِ عالی مین ارسال کیا تو آپ نے میرے ملازم کو ایک سفید تسبیح جو شیر ماہی کی تھی ایک کٹورے مین رکھکر مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ "اِس تسبیح کو پانی مین ڈال دین اور پانی پی لین،" جیسے ہی مین نے تعمیلِ ارشادِ عالی کی سب شکایتین رفع ہوگئین۔ اور مین اچھا ہوگیا وہ تسبیح کئی سال تک میرے پاس رہی مین جس تپ و لرزہ کے مریض کو اُس تسبیح کا پانی پلاتا تھا اُس کو فوراً صحت ہو جاتی تھی۔

ایک مرتبہ میرے خانۂ قیام لکھنؤ مین وہ تسبیح کسی صاحب کے ہاتھ چڑھ گئی جس کا مجھے بیحد افسوس ہوا۔

ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب رئیس ملاؤلی ضلع مین پوری کا واقعہ ہے کہ اُنکا خون خراب ہوگیا تھا اُنکا قصد تھا کہ موقع پاکر حضورِ انور کی خدمتِ عالی مین عرض کیا جائے۔ ایک مرتبہ حضور کی خدمتِ عالی مین وہ حاضر ہوئے تو حضورِ پُرنور نے حاضرین مین سے ایک شخص کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ "جسکی عمر پچاس سال سے زیادہ ہوجاتی ہے اُسکو یہ عارضہ نہین ہوتا"

ٹھاکر صاحب موصوف خود بیان فرماتے ہین کہ دوسرے ہی روز سے مجھے یہ شکایت محسوس نہین ہوئی اور مین بالکل صحیح و تندرست ہوگیا۔

قاضی رحمت علی صاحب اکبرآبادی لکھتے ہین کہ میرے بھائی محمد بخش نہایت بدمزاج واقع ہوئے تھے اسلیے کسی دشمن نے اُنکو دھوکا دیکر پارہ کھلادیا۔ پارہ نے اُنکے تمام بدن کو چھلنی کردیا۔ اور اُنگلیان وغیرہ بھی گلنی شروع ہوگئین تمام جسم سے بدبو آنے لگی حتّٰی کہ عفونت کے باعث اُن کے پاس کھڑا ہونا دشوار تھا حُسنِ اتفاق سے حضورِ پُرنور تشریف لائے میرے بھائی شرم کی وجہ سے حضورِ انور کی خدمتِ عالی مین حاضر نہ ہوتے تھے بمشکل تمام حضورِ انور کی خدمتِ عالی مین لائے گئے۔ آپ نے اُنکی پُشت پر دستِ مبارک رکھکر صرف اِتنا ارشاد فرمایا کہ "دل مین یقین رکھنا" اور یہ فرماکر رخصت ہوگئے مرض فوراً جاتا رہا اور وہ اپنی اصلی حالت پر آگئے۔ سب کو حیرت تھی کہ دو لفظون سے حضورِ انور نے اُنکا ایسا فوری علاج فرمایا۔

قاضی رحمت علی صاحب اکبرآبادی ناقل ہین کہ آگرہ مین ایک لڑکا شدتِ مرض سے نہایت بیچین اور بدحواس تھا اُسکو حبس بول ہوگیا تھا پتھری پڑگئی تھی اُس لڑکے کو اِس تکلیف سے کسی پہلو قرار نہین ملتا تھا۔

اُسکے اعزہ نے حضورِ انور کی خدمتِ عالی مین اُس لڑکے کو پیش کیا اور عرضِ حال کیا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ "دو کل صبح کو یکایک اِسکی پتھری نکل جائے گی" چنانچہ دوسرے دِن ایسا ہی ہوا۔ جیسا کہ حضورِ انور نے ارشاد فرمایا تھا وہ لڑکا خوشی خوشی دوڑتا ہوا حضورِ پُرنور کی خدمتِ بابرکت مین حاضر ہوکر قدمبوس ہوا لوگون کو دفعتہً اُسکے صحیح ہوجانے پر حیرت تھی۔

مولوی احمد حسین صاحب متوطن بہرہ مئو ضلع بارہ بنکی ناقل ہین کہ مولنا مولوی عبدالحی صاحب وارثی جگوری (جو فی زمانناً نہایت مقدس اور ابرار لوگون مین گذرے ہین۔ اور اعلیٰ درجہ کے سالک تھے) کا واقعہ ہے کہ اُن کے تمام جسم مین مواد پڑگیا تھا ہاتھون اور پشت پر اور منھ پر تمام ورم ہی ورم تھا اِسی حالت مین وہ حضورِ انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوئے تو حضورِ پُرنور نے نور محمد شاہ خادم سے فرمایا کہ اِنکو ناشتہ دیدو چنانچہ نور محمد شاہ نے روغنی روٹیان اور گھئیون کا بھرتہ دیا۔ مولنا نے اپنے مرض کی وجہ سے اِس ناشتے کے کھانے سے عذر کیا۔ توحضورِ انور نے فرمایا کہ "دبیماری وغیرہ تو چلی ہی جاتی ہے کھالو" یہ ارشاد سُنتے ہی مولنا نے خوب شکم سیر ہوکر کھایا یہ کھانا اُنکے حق مین داروے شفا ہوگیا کہ اُس مرض سے کُلی صحت ہوگئی۔

شفاے امراض کے بعض واقعات ایسے بھی معلوم ہوئے کہ مریض حضور کی بارگاہِ عالی کا قصد کرکے گھر سے چلے تو حضورِ انور کی خدمتِ عالی مین پہونچنے سے پہلے راستہ ہی مین اُنکو شفا ہوگئی۔ چنانچہ ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب وارثی رئیس ملاؤلی ضلع مین پوری فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ مین دیوہ شریف جارہا تھا۔ جس درجہ مین تھا اُسی مین نواب سراج حسن خان صاحب نصیرالمہام بھوپال اور منشی بالمکند صاحب ڈپٹی کلکٹر دریکین آگرہ جلالی بھی تھے

اِن کی لڑکی کو آسیب کا خلش تھا جسکی وجہ سے وہ بہت پریشان تھے اُن سے نواب سراج حسن خانصاحب نے میری نسبت کہدیا کہ اِنکے ذریعے سے آپ کا کام ہوسکتا ہے چنانچہ ڈپٹی صاحب نے مجھسے کہا اور صرف کہا ہی نہین بلکہ مجھسے بیحد مصر ہوئے مین نے کہا آپ دیوہ شریف مین حضور پرنور کی خدمت عالی مین اُسکو لائین۔ انشاءاللہ آپ کا کام ہوجائے گا چنانچہ وہ لڑکی معہ اپنے اعزہ کے دیوہ شریف مین حاضر ہوئی جیسے ہی وہ لوگ میرے مکان پر پہونچے فوراً ایک آدمی دوڑا ہوا آیا اور مجھسے کہا کہ جلدی چلو حضور نے یاد فرمایا ہے۔ مین جیسے ہی حاضر ہوا تو ہمراہی اُس لڑکی کو بھی لیکر حضور کی خدمتِ عالی مین پہونچ گئے حضور انور نے اُسکی طرف دیکھا اور پھر میری طرف نظر فرمائی اور تبسم فرمایا اُس لڑکی کے ہمراہیون نے عرض کیا کہ یہ تو اب اچھی ہے اور لکھنؤ سے روانہ ہوتے ہی بالکل صحیح ہوگئی حضور پرنور نے بھی یہی فرمایا کہ دیکھو یہ تو اچھی ہے وہ لوگ شکر گذاری و قدمبوسی کے بعد رخصت ہوگئے۔ یہ غائبانہ تصرف تھا جسپر ہمراہیون کو بھی تعجب تھا۔ حضور انور زبانِ مبارک سے جو الفاظ ارشاد فرماتے وہ حقیقتہً ہر ایک مرض کا حکمی اور فوری علاج ہوتا تھا۔

مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ وارثی مدظلہ العالی (ممبر ایگزیکٹو کونسل بہار) تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ مجکو حضور پرنور کے ہمراہ گورکھپور جانیکا اتفاق ہوا۔ مین پٹنہ سے حضور انور کے ساتھ تھا۔ مین نے حضور پرنور کی خدمتِ عالی مین عرض کیا کہ مقام سیوان تک گورنمنٹ بنگال ہے وہان تک کا مین جوابدہ ہون اسکے بعد گورنمنٹ ممالک متحدہ شروع ہوتی ہے۔ جہان نہ میرے کچھ دوست ہین نہ ملاقاتی۔ اگر حضور انور کو کوئی تکلیف ہو تو مین اُسکا جوابدہ نہین ہون حضور پرنور نے فرمایا "وہان سے تم میرے مہمان ہو" ریل صبح کو گورکھپور پہونچی وہان ایک اژدحام تھا۔ حضور پرنور کے ہمراہیون کے لیے سواریان اور ہاتھی موجود تھے مجھے معلوم ہوچکا تھا کہ مولوی صفدر حسین صاحب وارثی (رئیس و پنشنر سب جج گورکھپور) جو ایک بامذاق جوادار و صاحبِ دل بزرگ ہین اُنھین کے مکان مین حضور پرنور قیام فرمائین گے اُنکے بڑے بھائی صاحب کا نام حاجی حیدر حسین صاحب تھا جو نہایت ہی زاہد خشک تھے

مجھے مولوی صفدر حسین صاحب سے ملاقات کا اشتیاق تھا حضور انور نے مجھے اپنا مہمان فرما چکے تھے اسلیے جو اچھی گاڑی تھی اُسی پر مجھے بیٹھنے کی ہدایت فرمائی اُسمین اور بھی کچھ لوگ تھے مین نے خیال کیا کہ اُنھین مین سے ایک مولوی صفدر حسین صاحب بھی ضرور ہونگے۔ مین نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بہت سخت علیل ہین اور بستر سے اُٹھ نہین سکتے۔ اُن کو نقرس کا مرض ہے یہ سنکر مجھے خیال ہوا کہ اب تو حاجی حیدر حسین صاحب سے سابقہ ہو اور وہ زاہد خشک ہین۔ چونکہ مین جوڑی پر روانہ ہوا تھا اسلیے پہلے پہونچا مولوی صفدر حسین صاحب کا مکان بہت بڑا اور دو منزلہ ہے تھوڑی دیر مین حضور انور کی پالکی آئی حضور پرنور اُترکر کوٹھے پر تشریف لے گئے اور بستر پر استراحت فرمایا کچھ عرصہ کے بعد مولوی صفدر حسین صاحب ایک بارہ دری پر سوار ہوکر آئے۔ لوگون نے ہاتھون ہاتھ اُنھین اوپر پہونچایا جیسا مجھے اُنسے ملنے کا اشتیاق تھا ویسے ہی وہ بھی میرے مشتاق تھے اُسوقت اُنکی یہ حالت تھی کہ پاؤن سوجے ہوئے تھے جنھین وہ جوتے بھی نہین پہن سکتے تھے اور کپڑا لپٹا ہوا تھا۔ وہ میرا ہاتھ تھام کر رونے اور کہنے لگے مجھسے بڑی غلطی ہوئی کہ مین اسٹیشن پر نہ گیا بہتر ازین نیست کہ مین مرجاتا بلا سے میان کے صدقہ ہوجاتا جان بہت نازک مزاج مین دس برس کے بعد آئے ہین ایسا نہ ہو خفا ہوکر اُٹھ کھڑے ہون آخرکار اُنکو اسیطرح

پکڑے ہوئے حضور مین حاضر کیا گیا مین نے عرض کیا کہ حضور یہ بہت علیل ہین۔ اسٹیشن نہ جا سکے ان کی تقصیر معاف فرمائی جائے۔ حضور انور نے مولوی صفدر حسین صاحب کے ٹخنون پر دو تین مرتبہ ہاتھ لگا کر ارشاد فرمایا "صفدر حسین تم اچھے ہو" اِسکے بعد لوگ انکو اٹھا کر واپس لے گئے۔ مین جائے قیام پر چلا آیا اور صبح کی نہاری مین مشغول ہو گیا کہ مولوی صفدر حسین صاحب پائتابہ اور انگریزی جوتے پہنے ہوئے اُچھلتے کودتے آئے اور میرے گلے سے لپٹ گئے پھر کیا پوچھنا تھا تمام شب وہ لطف رہا کہ یادگار زمانہ تھا حضور انور نے مولوی صفدر حسین صاحب سے فرمایا "تم اور شرف الدین بھائی ہو"

سید معروف شاہ صاحب وارثی ناقل ہین کہ میرے خواہرزادہ سید محمد اسمٰعیل کا واقعہ ہے جو بھوپال مین ملازم تھے کہ اِن کی ڈاڑھ مین نہایت شدت کا درد ہوا ڈاکٹرون کی رائے ہوئی کہ اگر ڈاڑھ اُکھاڑ لی جائے تو آرام ہو سکتا ہے ڈاڑھ کے اُکھاڑنے سے تکلیف اور بڑھ گئی۔ اور تمام مُنھ پک گیا گلے مین ناسور پڑ گئے دوا وغیرہ جو پلائی جاتی تھی وہ اُن ناسورون کی راہ سے ٹپکنے لگتی تھی ایک مرتبہ حضور انور اُنکے مکان مین تشریف لے گئے تو مستورات نے گھیر لیا اور اُن کی صحت کے لئے عرض کرنے لگین حضور انور نے متبسم ہو کر فرمایا کہ "اگر بیس من کا پتھر بھی اِنپر دے مارو تو بھی نہین مرینگے"

اِس ارشاد سے سب کو تسکین ہو گئی کہ اِس مرض سے ضرور صحت ہوگی۔ مگر اُنکی حالت خراب ہوتی گئی حتّٰی کہ ایک روز سب کو یقین ہو گیا کہ اب اُن مین بالکل دم نہین رہا۔ اور انتقال ہو گیا سید محمد اسمٰعیل کے والد کو سخت صدمہ ہوا اور وہ اپنے جوشِ اضطراب کو ضبط نہ کر سکے۔ زمین پر لوٹنے لگے مگر عجیب بات تھی کہ سید محمد اسمٰعیل کی والدہ کو کوئی پریشانی نہین تھی۔ اور وہ بار بار یہی کہتی تھین کہ حضور جھوٹ نہین بولتے یہ ہرگز نہین مَرا۔ جب مستورات نے اُنکو یقین دلایا تو وہ ڈولی مین بیٹھ کر حضور پُر نور کی خدمت عالی مین حاضر ہوئین اور عرض کیا کہ اسمٰعیل کا انتقال ہو گیا ہے حضور نے معًا فرمایا کہ "غلط ہے" وہ اسقدر سُنتے ہی اُلٹے پیرون پلٹین تو مکان پر آکر دیکھا کہ مستورات نے ناک مین اور کانون مین روئی بھی لگا دی ہے۔ تھوڑی دیر مین مریض نے خود آہستہ آہستہ ناک اور کان سے روئی نکالی۔ اور اپنی ناتوان آواز سے اپنی والدہ کو بُلایا وہ آئین تو اُن سے پانی مانگا۔ یہ حالت دیکھکر گھر والون کی جان مین جان آئی۔ ہر طرف مسرت و شادمانی چھا گئی سید معروف شاہ صاحب جب حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوئے تو حضور پُر نور نے فرمایا "اسمٰعیل کا حال اچھا ہے" اُنھون نے عرض کیا کہ جی ہان گلے مین جو ناسور ہین اُن کی وجہ سے دوا وغیرہ سب نکل جاتی ہے آپ نے فرمایا کہ "خرگوش کی چربی لگاؤ اچھے ہو جائینگے" چنانچہ تعمیل ارشاد کی گئی تو چند ہی روز مین اُنکو شفائے کامل ہو گئی۔ اور وہ غسلِ صحت کے بعد اپنی ملازمت پر بھوپال چلے گئے۔

حضور انور کے ارشاد فیض بنیاد کی تاثیرات سے جو فوائد مترتب ہوتے تھے اور جن برکات کا ظہور ہوتا تھا اُن سے حیرت ہوتی تھی کہ نہ دعا ہے نہ دوا ہے نہ تعویذ ہے نہ گنڈا ہے نہ سلبِ مرض کا کوئی عمل ہے مگر شفا ہے کہ زبانِ مبارک کے دو لفظون سے حاصل ہو جاتی ہے۔

احیاءِ موتیٰ

حضور انور کی مقدس اور پاک زندگی کو اکثر لوگون نے جناب مسیح علیہ السلام سے نسبت دی ہے کہ خداوندِ عالم نے حضور انور کو بالکل اسی شان و عظمت سے ظاہر فرمایا۔

چنانچہ شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی (بیرسٹرایٹ لا) رئیس گدیہ ضلع بارہ بنکی تحریر فرماتے ہین کہ "مین آپ کی زندگی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم بقدم بالکل پاتا رہا ایک سچا اور خالص مسلم جو حضرت عیسیٰ کے رنگ پر پیدا کیا گیا ہو۔ جو حضرت عیسیٰ کی زندگی کا عملی نقشہ دکھا سکے وہی حلم و انکسار وہی قیود ظاہری کو اسلئے توڑنا کہ لوگ ظاہر پرست نہ بن جائین جسطرح حضرت عیسیٰ کے وقت مین یہودی بن گئے تھے۔ وہی روحانی بلندی وہی ذوقِ بے سروسامانی وہی نیا۔ و بیعت ربط وغیرہ وغیرہ لوگون نے آپ سے بھی ایک مردہ کے زندہ کرنے کا واقعہ میرے ہی وطن کا منسوب کیا ہے۔ مین نے اپنی ایک انگریزی کی تصنیف مریکل آف محمد مین عرصہ ہوا اُس کا اشارہ بھی کیا تھا۔

شاید اسی واقعہ کو جس کا شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی نے تذکرہ کیا ہے مولنا تحیر وارثی نے بھی عین الیقین مین لکھا ہے جو حسب ذیل ہے۔

عین الیقین مین ہے کہ گدیہ ضلع بارہ بنکی مین ایک شخص کا لڑکا مر رہا تھا ناگہان آپ اُس کے مکان کی طرف سے جا رہے تھے اُس نے لڑکے کو حضور انور کے قدمون مین ڈال دیا آپ نے فرمایا یہ "زندہ ہے زندہ ہے" اتنے مین وہ لڑکا رونے لگا اُس کے ماں باپ کو کمال مسرت ہوئی اور وہ حضور انور پر قربان ہونے لگے۔

اِس قسم کے اکثر واقعات سُنے جاتے ہین چنانچہ سید علی حامد شاہ صاحب سجادہ نشین سانڈی ضلع ہردوئی نے راقم الحروف کو تحریر فرمایا کہ مین حضور انور کی سوانح عمری شریف مین درج ہونے کے لئے ایک واقعہ کی تحقیق کر رہا ہون اسطرف حضور انور کی توجہ عالی سے ایک مُردہ زندہ ہو گیا تھا راقم کتاب ہذا نے موصوف کو شکر گذاری کے ساتھ یہ جواب لکھا کہ اِس قسم کے واقعات کی تحقیق کرنے کی تکلیف نہ فرمائے اِسلئے کہ اُس ذاتِ محمود الصفات سے ناممکن کا ممکن کر دکھانا کوئی بعید از قیاس بات نہ تھی۔ کیونکہ حضور انور کے روحانی مدارج اِس قدر ارفع و اعلیٰ ہین کہ فہم و ادراک سے بالاتر ہین آپ کی ذات ستودہ صفات ایک کرشمۂ قدرت تھی اکثر ایسے واقعات حضور انور کے فیوض و برکات سے ظہور مین آئے مگر خود حضور پُر نور نے کسی ایسے واقعہ کو احیاء موتیٰ سے تعبیر نہین فرمایا۔ بلکہ فطرتًا ایسے الفاظ زبانِ مبارک سے ارشاد فرمائے جن سے کسی مرض سے شفا ہونے کی طرف خیال رجوع ہو حضور انور کی ذات مجموعۂ صفات تھی اور اُس مین ایک ہی نسبت اور ایک ہی شان کا ظہور نہ تھا بلکہ اکثر و بیشتر پاک اور مقدس نسبتون کا ظہور ہوتا تھا حضور انور سے کسی خرق عادت یا کرامت کا ظہور کچھ بھی تعجب خیز نہین ہے۔ اِسلئے کہ آپ کی شان و عظمت شکل و صورت خود آئینۂ جمالِ الٰہی پیش کرتی تھی اور ہر شخص آپ کو دیکھکر یقین کرتا تھا کہ یہی وہ منظر قدرت ہے جو منکرین و مخالفین کے لئے قطعی الدلالت حجت ہے۔ یہان پر ہر معترض کو ہر متشکک کو مشاہدات سے جواب ملتا ہے۔ اور خدا کے برگزیدہ اور مقبول بندون کی برگزیدہ صفات کا یقین دلایا جاتا ہے۔ حضور انور کے کمالاتِ صوری و معنوی تو بغیر ارادہ اور بلا قصد ظاہر ہوتے تھے مگر خداوند عالم نے آپ سے سچی اور حقیقی نسبت رکھنے والون کو بھی وہ مدارجِ عالیہ عطا فرمائے جنکی روشنی تمام عالم مین پھیل گئی۔

مولوی حکیم محمود علی خان صاحب فتحپوری جو ایک ثقہ بزرگ ہین حکیم عبدالرحمٰن خان صاحب (خلف الرشید حکیم شیر محمد خان صاحب مرحوم جو اسوقت ریاست ڈونگرپور ملک میواڑ مین خاص طبیب سرکاری ہین اور مستقیم شاہ صاحبہ وارثیہ جو حضور انور کی نہایت مقبول ارادت مند تھین اور حضور انور کی محبت مین بالکل تارک دنیا ہوگئی تھین اُن کے حقیقی بھتیجے جنکی عُمر اِسوقت قریب پچاس سال کے ہی کا ایک واقعہ تحریر فرماتے ہین جو خاص حکیم یعقوب بیگ صاحب قبلہ وارثی نے اپنا چشمدید اُن سے بیان فرمایا یہ دونون صاحبان بفضلہ بقید حیات ہین واقعہ یہ ہے کہ حکیم عبدالرحمٰن صاحب کا سِن پانچ سال کا تھا کہ دفعتہً بیمار ہوگئے اور چیچک نکل آئی اور دوہی چار روز مین حالت بالکل ردی ہوگئی چوتھے روز صبح کو قریب ۸ بجے دِن کے عبدالرحمٰن خان کا انتقال ہوگیا - چونکہ مستقیم شاہ صاحبہ وارثیہ نے اِن کی پرورش کی تھی اِس لئے مستقیم شاہ صاحبہ پر اُن کے انتقال کا بہت گہرا اثر ہوا - تمام محلہ مین خبر ہوگئی کہ عبدالرحمٰن خان کا انتقال ہوگیا - ہمسایہ کے لوگ جمع ہوگئے اندر باہر عجیب پریشانی و بدحواسی کا عالم چھا گیا حکیم یعقوب بیگ صاحب نے جو اُسوقت اتفاق سے فتحپور مین موجود تھے تجہیز و تکفین کا سامان کیا - قبرستان مین قبر تیار ہونے لگی اور میّت کے غسل کا انتظام ہوا حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب کا بیان ہے کہ جسوقت عبدالرحمٰن کو تختہ پر غسل کے واسطے لٹایا اُسوقت مستقیم شاہ صاحبہ بھی وہان تشریف لائین - غسل دیا جارہا تھا کہ مستقیم شاہ صاحبہ نے لاش کی طرف دیکھا اور یہ کلمات تین مرتبہ اپنی زبان پر لائین "تیری امانت تھی تو نے لے لی مگر میرا بھائی پردیس مین ہے" یہ کلمات کہکر مستقیم شاہ صاحبہ کے چہرہ پر ایک غیر معمولی تغیر پیدا ہوگیا - آنکھون مین آنسو بھر آئے اور پھر وہی کلمات فرمائے اور میّت کے دونون شانون کو پکڑ کر دونون ہاتھون سے اُٹھا لیا اور اِسی طرح لٹکائے ہوئے دالان کے اندر پہونچین اور لاش کو پلنگ پر بٹھانا چاہا حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب فرماتے ہین کہ ہم لوگ حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا کررہی ہین لاش بالکل لکڑی ہوگئی تھی اور وہ بار بار فرماتی تھین کہ بیٹھ بیٹھ - لاش بالکل تختہ کی طرح تھی اِسلئے بیٹھنا ناممکن معلوم ہوتا تھا - جب میّت کسی طرح نہ بیٹھی تو آخر نہایت زور سے چلّا کر فرمایا کہ بیٹھ - معاً عبدالرحمٰن نے آنکھین کھول دین اور اچھے خاصے صحیح و تندرست ہوگئے اُسوقت اندر باہر ایک ہنگامہ برپا تھا جو برادری کے لوگ میّت مین شرکت کی غرض سے آئے تھے اور باہر میّت کے منتظر بیٹھے تھے جب دفعتہً اُن کے کانون مین اندر سے یہ آواز پہونچی کہ عبدالرحمٰن زندہ ہوگئے تو ایک حیرت کا عالم ہوگیا - یہ خبر کوئی معمولی خبر نہ تھی چشم زدن مین تمام بستی مین مشہور ہوگئی اور جس شخص نے جہان اِس خبر کو سنا فوراً دوڑا ہوا آیا - اور آکر دیکھا تو واقعی عبدالرحمٰن زندہ ہین اور بیٹھے ہوئے باتین کررہے ہین مستقیم شاہ صاحبہ سے اِس خرق عادت کا جو اضطراری حالت مین ظہور ہوا اُس کے باعث اور بھی اُن کی شان و عظمت کا سکّہ لوگون کے قلوب پر بیٹھ گیا - ہر چند مستقیم شاہ صاحبہ کی نسبت عالیہ اور اُنکی مقدس روحانی زندگی پہلے سے مسلم تھی - مگر دنیا کی آنکھین اُسی وقت کھلتی ہین جب کسی ایسے خرق عادت کا ظہور ہو جو دلائل و براہین کو قطع کرنے والا ہو - اور مخلوق الٰہی کو حیرت مین ڈال دینے والا ہو -

مولوی حکیم محمود علی صاحب فتحپوری تحریر فرماتے ہین کہ یہ واقعہ خاص فتحپور مین گذرا ہے اور یہان سے گو

مشہور ہے اور اِس سے تمام بستی واقف ہے۔ خود حکیم عبدالرحمٰن خان صاحب بھی اِسوقت موجود ہین اور اس واقعہ کو جن بزرگون نے دیکھا ہے وہ بھی اسکے شاہد عادل ہین اور مین نے خود اکثر مستند حضرات سے اِس کی تحقیق کی تو حرف بحرف صحیح پایا۔ اور مُجھسے جن مقدس بزرگون نے یہ واقعہ بیان کیا ہے اُن کی صداقت وثقاہت ایسی ہے کہ اگر مین خود مشاہدہ کرتا تو بھی اِسی قدر یقین ہوتا جتنا اُن کے بیان سے ہوا ہے کیونکہ جو لوگ اِس واقعہ کے راوی ہین وہ بڑے پایہ کے بزرگ ہین اِس سے ظاہر ہے کہ خاصانِ خدا کو درگاہِ صمدیت سے کیا کیا تصرفات اور اختیارات حاصل ہوتے ہین۔ محال کو ممکن کر دکھانا بڑی زبردست قوت کا کام ہے۔ مستقیم شاہ صاحبہؒ نے جو خود کو حضور انور کی ذات مین فنا کر دیا اور اپنی ہستی کو خاک مین ملا دیا۔ آج اُسی کا یہ نتیجہ ہے کہ دنیا سے پردہ کر لینے کے بعد بھی اُن کا نام زندہ ہے اور ادب سے لیا جاتا ہے اُن کے مزار پُرانوار سے فیوض وبرکات ظاہر ہوتے ہین۔ چادرین چڑھتی ہین نذرین گذرتی ہین منتین اور مرادین مانگی جاتی ہین۔ وہ ایسی مقدس اور مبارک خاتون گذرین کہ اُنکا شمار خاصان خدا مین ہوا۔ اِس سے ظاہر ہے کہ حضور انور کے منتسبین سے بھی ایسے واقعات کا ظہور ہوا جنھون نے مخلوق کو ساکت ودم بخود کر دیا۔ جن سے ایک عالم متحیر ہو گیا حقیقت یہ ہے کہ جسکو فنائے کامل حاصل ہو اُس کے لئے محال ممکن ہے۔ اور خدا کے مقبول اور برگزیدہ بندون کے عادات وصفات سے اپنے کردار وافعال کا مقابلہ کرنا ایک لاطائل فعل ہے جیسا کہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

کارِ پاکان را قیاس از خود مگیر آن یکے شیرے کہ آدم می خورد	گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر وان یکے شیرے کہ آدم می خورد

مختلف واقعات وحالات

حضور انور کے تمامی واقعات وحالات جو زمانۂ طفولیت سے شروع ہوئے ہین خوارقِ عادات سے مملو ہین۔ آپ کی بات بات مین خوارقِ عادات کا ظہور ہوتا تھا اور آپ کی ذات مبارک خود ایک دلیلِ روشن تھی جسکو دیکھکر منکرین کو اپنے شکوک وشبہات کا جواب مِل جاتا تھا۔

حضورِ انور کا دور ایک نیا دور تھا جس سے تمام عالم متاثر ہو گیا اور ہر ایک قوم وہر طبقہ مین آپ کی ولایتِ تامّہ کا پرچم لہرانے لگا۔

اولیائے کرام کے وہ خوارقِ عادات جو کتابون مین مرقوم ہین اون کی مشاہدات سے تصدیق ہو گئی۔ اور یہ نہین کہ آپ کے واقعات وحالات مریدین ومعتقدین ہی کی زبان پر ہون بلکہ دیگر سلاسل کے واجب الاحترام اور مقدس بزرگون کے مشاہدات پر بھی مبنی ہین اور تعلیم یافتہ اور فلسفی ومنطقی افراد کی نگاہون سے بھی گذرے ہین۔ اور اُن کو علوم جدیدہ فلسفہ ومنطق کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ دیگر مذاہب والون نے بھی دیکھے ہین اور وہ قائل ہوے ہین۔ غرضکہ ہر کہ ومہ پر روشن وہویدا ہین۔ حضور انور کو پردہ فرمائے ہوئے زیادہ عرصہ نہین گذرا اِسوقت ہزارون لاکھون ہر خیال اور ہر مذاق کے افراد اُس روشن چراغ ولایت کے دیکھنے والے موجود ہین جو حضور انور کے عہدِ کرامات مہد سے متاثر ہین۔ حضور انور کے جن عادات وصفات حالات

وفیوض و برکات کا مختلف عنوانون سے ذکر کیا گیا ہے وہ کرامات کے طریقہ سے نہین لکھے گئے
کیونکہ یہ بات مسلمہ ہے کہ فیوض و برکات حضور انور کی مقدس تاثیرات روحانیت سے علی العموم
ظاہر ہوتے تھے اور آپ کی ذات محمود الصفات خدا کی طرف سے بطور حجت عالم مین ظاہر ہوئی تھی
اور حضرت مولٰنا روم رح کے قول کے بموجب کہ عام آدمیون کی عقل اور روح کے علاوہ انبیاؑ
اولیاؑ مین ایک اور روح ہوتی ہے اور وحی کی روح عقل سے بھی زیادہ مخفی ہوتی ہے ؎

باز غیر از عقل و جانِ آدمی	ہست جانے در نبی و در ولی
روح وحی از عقل پنہان تر بود	زانکہ او غیب ست و او زان سر بود

حضور پُر نور کی روحانی بلندی نے ایک عجیب روح عالم مین پھونک دی اور عجیب عجیب
مشاہدات اہلِ عالم کو نظر آئے کہ وہ حیرت سے دنگ رہ گئے حضور انور کے واقعات وحالات
ایسے مہتم بالشان اور حیرت انگیز ہین کہ جن سے صرف مریدین ہی متاثر نہین ہین بلکہ اِس زمانہ
کے وہ تعلیم یافتہ افراد جو علوم فلسفۂ منطق وغیرہ مین کامل دستگاہ رکھتے ہین حضور پُر نور کی روحانیت
کو مانے ہوے ہین چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب ایم اے (بیرسٹرایٹ لا لاہور) پر حضور انور
کا ایک واقعہ گذرا ہے جسکو اُنھون نے درج کتاب نکرانے کے راقم الحروف کو مختلف وجوہ لکھے
ہین۔ اُنمین ایک وجہ یہ بھی ظاہر فرمائی ہے کہ "وہ واقعہ نہایت حیرت ناک ہے اور دنیا مین
کوئی شخص اُسکو صحیح تسلیم نہ کرے گا" اِس سے ظاہر ہے کہ حضور انور کے کمالاتِ صوری ومعنوی
کا صرف مریدین ہی کو احساس نہین ہے بلکہ دیگر تعلیم یافتہ حضرات بھی متاثر ہین۔
پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب ایم اے ہم لوگون کے لئے قابل رشک ہین کہ اُن پر ایک
خاص روحانی تجلی کا انکشاف ہوا اور وہ واقعہ نہایت حیرت انگیز ہے۔
جیسا کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے اپنا خیال ظاہر فرمایا ایسا ہی بعض دیگر حضرات نے بھی
لکھا ہے اور اکثر صاحبون نے اپنے واقعات وحالات نہین دیئے۔ اِسلئے مجھے مجبوراً اس بات
کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ حضور انور کی روحانی زندگی کے خاص حالات مجھے نہ مِل سکے اور عام
واقعات پر یہ کتاب مرتب کی گئی۔ عام واقعات بھی بہت کم ہین کیونکہ حضور انور کی ارفع و اعلیٰ
ذات بابرکات جو بارگاہِ قدس کی روشنی کی طرح دنیا مین ظاہر ہوئی اور جس نے ظاہر و باطن
طور پر لوگون کو اپنے فیوض و برکات سے مستفید فرمایا اُسکے تمام و کمال حالات کس طرح
مِل سکتے ہین۔ یہ میرا ہی خیال نہین ہے بلکہ دیگر سلاسل کے مقدس بزرگون کی بھی یہی رائے ہے
چنانچہ حضرت ابو محمد مولٰنا شاہ علی حسن صاحب اشرفی الجیلانی مسند آرائے کچھوچھہ شریف حضور انور
کے بعض حالات زیبِ قلم فرما کر آخر مین تحریر فرماتے ہین کہ "یہ ایک شمۂ مضمون حسب درخواست
آپ کے لکھتا ہون حاجی صاحب کے حالات سے دفتر عالم بھرا ہوا ہے"
ایک دوسرے والا نامہ مین تحریر فرماتے ہین کہ "حضرت حاجی صاحب ایک آفتاب روشن
ولایت کے تھے اُن کے محامد نہ تھوڑے ہین نہ محتاج بیان ہین"

جب اِس زمانہ کے مستند اور مقدس مشائخ کرام کی یہ رائے ہے تو راقم الحروف جیسے ذرہ بمقدار کس شمار و قطار مین ہین جو حضور انور کے حالات کما حقہٗ لکھنے کا دعویٰ کر سکین مگر ؎

فکر ہر کس بہ قدرِ ہمت اوست

اِسلئے بعض وہ واقعات جو متفرق طور پر ظاہر ہوے اور مستند حضرات کی روایات کی بنا پر ہین لکھے جاتے ہین۔ تاکہ اہل محبت کو بفحوائے عِنْدَ ذِکْرِ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ تَتَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ برکت حاصل ہو۔ کیونکہ حضور انور کے حالات فیض آیات حُسن و عشق تصدیق و یقین کا ایک مجموعی گلدستہ ہین۔ اور ظاہر و باطن طور پر حضور پُر نور کی ذات محمود الصفات سے خوارقِ عادات وکرامات کا ظہور ہوتا تھا۔

منشی عبدالغنی خان صاحب قبلہ وارثی رئیس پورہ غنی خان ضلع راے بریلی تحریر فرماتے ہین کہ سید الطاف علی صاحب متوطن ستر کھ ضلع بارہ بنکی ایک ثقہ اور بہت کم سخن اور صداقت شعار شخص تھے جب مین ریاست مہونا مین نائب ریاست تھا تو یہ صلحدار تھے۔ ایک مرتبہ اِنھون نے تخلیہ کی صحبت مین جب مین تھا اور راجہ دوست محمد خان صاحب تعلقہ دار مہونا تھے تو بیان کیا کہ حضور انور موضع کھیولی کو پالکی مین تشریف لئے جاتے تھے اور مین پالکی کے پیچھے پیچھے تھا میرے دل مین یہ خطرہ گذرا کہ جناب سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کے جسم مطہر کا سایہ نہ تھا۔ یہ بات سمجھ مین نہین آتی مین اِسی خطرہ مین گرفتار تھا کہ حضور انور کی پالکی کی طرف جو نگاہ کی تو سایہ غائب تھا اُسوقت مجھ پر عجیب عالم حیرت طاری تھا مین باربار آفتاب کی طرف نگاہ کرتا تھا دھوپ کو دیکھتا تھا آسمان پر نظر ڈالتا تھا مگر نہ ابر تھا نہ دھوپ مین کمی تھی اور سایہ ندارد تھا۔

جب متعدد مرتبہ اچھی طرح دیکھا تو مین نے خیال کیا کہ یہ حضور پُر نور کا تصرف باطن ہے بالآخر میری تسکین ہوگئی اور معجزۂ رسالت چشمدید ہوگیا۔

مولٰنا تحیر وارثی عین الیقین مین لکھتے ہین کہ ایک عرب طالب علم حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوا اور یہ سوال کیا کہ مجھکو صراط المستقیم دکھا دیجئے۔ آپ نے متبسم ہوکر ٹال دیا اُنھون نے مکرر عرض کیا آپ نے فرمایا "کل آنا" جب دوسرے دن وہ حاضر ہوا تو آپ نے ایک تہ بند عطا فرمایا اُسوقت جیسے ہی عرب طالب علم کی نگاہ حضور انور پر پڑی بیہوش ہوگیا جب اُسے ہوش آیا تو اپنا لباس اُتار کر اُسنے احرام باندھ لیا۔ اور فقیر ہوگیا اُسکی عُمر نے وفا نہ کی اور کچھ دنون بعد ہی انتقال ہوگیا۔

حضور انور کی ذات محمود الصفات عینی مشاہدات کا آئینہ تھی اور فوراً خدشات و توہمات کا جواب ملتا تھا مزاج عالی مین مذاق بھی تھا اسلئے بعض مریدین کے سوال پر حضور پُر نور کے ایسے خوارق عادات کا ظہور ہوا جن سے وہ متاثر ہوکر خود اپنے سوال پر نادم ہوئے چنانچہ مولٰنا تحیر وارثی عین الیقین مین لکھتے ہین کہ حضور انور کا ایک مرید دور سے شرف قدمبوسی حاصل کرنے کو حاضر ہوا اور وفور محبت سے اُس نے عرض کیا کہ حضور اب مین نہ جاؤنگا البتہ ایک شرط سے جاسکتا ہون کہ ہر وقت

حضور انور میرے ساتھ رہیں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ "اچھا جاؤ" تھوڑی دیر میں وہ پریشان ہوگیا نہ بیٹھ سکتا تھا نہ استراحت کرسکتا تھا نہ خورونوش کرسکتا تھا ہر وقت حضور انور کو سامنے دیکھتا تھا۔ بس اُس کے سب کام بند ہوگئے اور سخت پریشان وبدحواس ہوگیا اُس کی حالت متغیر دیکھکر لوگوں نے حضور سے عرض کیا تو آپ نے متبسم ہوکر فرمایا کہ اسکو یہاں لے آؤ جب وہ حضور انور کے سامنے آیا تو خودبخود وہ بات جاتی رہی۔ اور اپنے ہوش میں آگیا۔

حضور انور کسی کی امید نہیں توڑنے اور سائل کو حسب مراد کامیاب فرماتے تھے۔ مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی بنیتے پوری ناقل ہیں کہ بنیتے پور میں ایک مہتر تھا جو حضور انور سے نہایت عقیدت ومحبت رکھتا تھا مگر اپنے پیشہ کی وجہ سے مجبور رہا کرتا تھا اُسکو حضور سے بیعت ہونے کی آرزو تھی مگر اُسکو کبھی حاضر ہوکر عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ایک مرتبہ جب حضور پُرنور بنیتے پور میں رونق افروز تھے وہ اُسی مکان کا صحن صاف کررہا تھا جس میں حضور انور کا قیام تھا آپ نے اُس کی طرف دیکھا اور حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ "دہلی لکھنؤ وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں خاکروب طاہر ہوکر شریک نماز ہوتے ہیں" یہ ارشاد حضور پُرنور کا سنتے ہی وہ خاکروب ہاتھ جوڑ کر زمین بوس ہوا اور نہا دھوکر حضور انور کی خدمتِ عالی میں حاضر ہوا اور بیعت ہوگیا۔ بیعت ہوتے ہی اُس کی حالت میں عجیب تغیر واقع ہوا کہ نہ وہ اپنے مکان پر گیا نہ دنیا کے کسی کام کی طرف اُس کا رُجحان ہوا وہ بازار کے ناکہ پر جو ایک ٹیلہ ہے وہاں جاکر خلوت گزین ہوگیا اور اُسکی زندگی عجیب زندگی گذری۔

ایس غلام حاجی صاحب وارثی لکھتے ہیں کہ رائے بریلی میں حضور پُرنور میرے مکان پر رونق افروز تھے شب کو آتشبازی وغیرہ کا بھی اہتمام کیا گیا تھا چنانچہ حضور پُرنور شامیانہ میں تشریف لائے اور آتشبازی ملاحظہ فرمانے لگے کہ دفعتہً تین چار بڑے بڑے ٹوکروں میں خودبخود آگ لگ اُٹھی اور وہ آتش بازی اسطرح جلنے لگی جیسے الاؤ میں آگ جلتی ہے باوجود کثیر آتش بازی کے ایک ہاتھ سے زیادہ شعلہ بلند نہیں ہوتا تھا۔ تعجب وحیرت یہ تھی کہ وہ آتش بازی جس کا خاصہ یہ ہے کہ اُسکے شعلے بلند ہوں اور قسم قسم کے منظر پیدا کریں وہ مثل لکڑیوں کے جل رہی تھی۔ حضور انور یہ کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے کہ "ہاں ہاں سردی زیادہ ہے"

سید معروف شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں قبل مغرب حضور انور کی خدمتِ عالی میں چراغ جلانے کے لئے حاضر ہوا کرتا تھا تو حضور انور مجھے بیٹھنے کا حکم فرماتے تھے ایک روز جیسے ہی میں نے چراغ جلایا فوراً حکم ہوا کہ جاؤ یہ بات خلافِ معمول معلوم ہوئی اس لئے میں نے تعمیل حکم تو کی مگر دروازہ پر آکر ایک طرف کونے میں کھڑا ہوگیا کہ تھوڑی دیر میں حسب دستور سابق ذرا بیٹھ کر جاؤں گا۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے چراغ کی لَو تیز کردی اور اپنی انگشتِ شہادت کو تیل میں ڈبو دیا اور چراغ کی لَو سے لگایا وہ انگشتِ مبارک جلنے لگی جب خوب جل چکی تو دوبارہ اُسی اُنگلی کو تیل میں ڈبو کر

حضور انور نے جلایا مین اِس واقعہ کو دیکھکر دِل ہی دل مین نہایت متوحش ہو رہا تھا مگر پاسِ ادب سے کچھ نہین کہہ سکتا تھا جب تیسری مرتبہ مین نے ایسا ہی دیکھا تو جلدی سے دوڑ کر مین نے انگشتِ شہادت کو پکڑ لیا اور عرض کیا کہ حضور یہ کیا کرتے ہین۔ آپ نے متبسم ہو کر میری پُشت پر گھونسا مارا اور فرمایا کہ "تم بڑے چور ہو تم کہان تھے" مین نے عرض کیا کہ آج میرے فوراً چلے جانیکا جدید حکم تھا اسوجہ سے مین کھٹک گیا تھا حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ "عاشق کا بدن بالکل بحیس ہو جاتا ہے اُسپر آگ وغیرہ کا کوئی اثر نہین ہوتا دیکھو انگلی کہین جلی ہے"۔

مین نے دیکھا تو واقعی انگشتِ مبارک پر جلنے کا کوئی نشان بھی نہ تھا۔

اِسی طرح ایسے واقعات ہین کہ حضور انور نے آتش بازی وغیرہ پر اپنا دستِ مبارک لگا دیا تو وہ اپنے فعل سے باز رہی۔ چنانچہ مولوی محمد اسحٰق صاحب قبلہ وارثی مرحوم مغفور روایت کرتے تھے جسکو اُنھون نے اکثر لوگون سے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ مین حضور انور کی خدمتِ عالی مین حاضر ہوا تو شام کا وقت تھا حضور پر نور کے پاس وہ ولایتی تارون کی پھولجڑی رکھی ہوئی تھین جو فرش پر چھوڑی جاتی ہین حضور انور نے مجھے دکھانے کے لئے ایک پھولجڑی اپنے دستِ مبارک سے چھوڑنے کا قصد فرمایا اور ایک پھولجڑی اُٹھا کر اُسمین دیا سلائی لگائی مگر وہ نہ جلی کئی دیا سلائیان صرف ہو گئین مگر اُسپر کوئی اثر نہوا بالآخر حضور انور نے اُس کا تار وغیرہ دندانِ مبارک کی مدد سے سیدھا فرمایا اور پھر جلایا تو وہ نہ جلی حاضرین مین سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضور دستِ مبارک ہی کے اثر سے وہ آتش سے محفوظ ہو گئی تھی اور اب تو لعابِ دہن بھی اُس پھولجڑی کو نصیب ہو گیا۔ حضور انور متبسم ہوے اور اُس پھولجڑی کو رکھدیا۔ خادم نے دوسری پھولجڑی اُٹھا کر جلائی وہ جل اُٹھی اور اُس سے پھول جھڑنے لگے۔

حضور کی عطا و بخشش جود و سخا بھی آپکی کرامتون کی طرح ضرب المثل تھی اگرچہ کچھ پاس نہ رکھتے اور ہمیشہ خالی ہاتھ رہتے تھے مگر لوگون کی حاجت روائی فرمانے مین یدِطولےٰ رکھتے تھے۔

مولٰنا تحیر وارثی عین الیقین مین لکھتے ہین کہ ایک سائل نے حضور انور سے سوال کیا کہ میرے پاس زادِ راہ نہین ہے کسی طرح مکۂ معظمہ پہونچا دیجئے حضور انور نے اُس سے مصافحہ فرما کر رخصت کر دیا تو دستِ مبارک چھوڑتے ہی اُس سائل نے دیکھا کہ اُس کے ہاتھ مین پچاس اشرفیان آگئین۔ وہ جوشِ مسرت سے اِس واقعہ کا ہر ایک شخص سے تذکرہ کرتا تھا جب حضور انور کے روبرو ذکر آیا تو مسکرا کر اور باتین کرنے لگے۔

سید علی حامد شاہ صاحب چشتی قادری سجادہ نشین سانڈی ضلع ہردوئی لکھتے ہین کہ مجھسے منشی عظمت علی صاحب متوطن ملانوان نے بیان کیا کہ اسٹیشن کچھونہ پر مین حضور پُر نور کے ہمراہ تھا بدنام شاہ صاحب خادم نے عرض کیا کہ حضور ٹکٹون کے لئے بکس مین روپیہ نہین ہے آپ نے فرمایا کہ دیکھو ہوگا اُنھون نے بھرے مجمع مین وہ بکس خالی دکھا دیا تو سب نے دیکھا کہ اُسمین کچھ بھی نہ تھا۔ یکبارگی حضور نے اُس بکس کو اپنے دستِ مبارک مین لیکر جھٹک دیا اُسمین سے پندرہ روپیہ سکۂ شاہی کے نکلے ایسا معلوم ہوتا تھا

کہ ابھی ٹکسال سے آئے ہیں۔ حاضرین نے اُسی وقت سکہ رائج الوقت سے اُن کا تبادلہ کر لیا اُسوقت حیرت سے ایک دوسرے کا مُنھ تکتا تھا۔

مولوی محمد یحییٰ صاحب وکیل و رئیس پٹنہ حضور انور پر جان و مال سے نثار تھے اور حضور پُر نور پر بہت کچھ خرچ کیا کرتے تھے۔ مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی ناقل ہیں کہ ایک مرتبہ حضور پُر نور نے اُن سے ازراہِ بندہ پروری فرمایا کہ "مولوی صاحب مرتے دم تک روپیہ تمھارے پاؤں کے تلے رہیگا" اس ارشاد کا عجیب نتیجہ ظہور پذیر ہوا جو خود مجھسے منشی وزارت حسین صاحب محرر مولوی صاحب موصوف اور دیگر حاضر باش ملازمین نے بیان کیا کہ مولوی محمد یحییٰ صاحب بیمار تھے مگر افاقہ ہو رہا تھا ایک روز فرش پر کھانا کھایا اور وہیں بیٹھ گئے۔ اسی وقت ایک رئیس کا مختار کسی عدالت کے کام کے واسطے آیا۔ اور مبلغ سات سو روپیہ کی تھیلی اُس نے مولوی صاحب کے روبرو پیش کی مگر مولوی صاحب نے ہزار روپے محنتانہ کے مانگے۔ مولوی صاحب وہین فرش پر لیٹنے لگے تو اُن کے پاؤن اُس تھیلی پر پہونچ گئے اُسوقت مولوی صاحب نے کہا کہ ہمارے حق مین جو حضور کا ارشاد ہے اور جس کا ہم کو پورا یقین ہے اگر اس وقت ہمارا دم نکل جائے تو اور لوگون کو بھی حضور کے صادق الاقرار ہونے کا یقین ہو جائے۔ پانچ منٹ کے اندر مولوی صاحب کا انتقال ہوگیا۔ اور وہ تھیلی مولوی صاحب کے پاؤن کے نیچے رہی۔

حضور پُر نور کے ارشادِ عالی کا یہ نتیجہ ہوا کہ جو الفاظ زبانِ مبارک سے نکلے تھے اُنکا پورا پورا ظہور ہوا۔ حق یہ ہے کہ مال و متاعِ دُنیا کو آپ نہایت بیقدر سمجھتے تھے اور جیسا کہ حضور انور کے "توکل و استغنا" کے ذکر مین لکھا گیا ہے تمام باتون سے بے فکر تھے۔ اور یہی تعلیم فرماتے تھے۔

جناب مولوی حکیم سید شاہ محمد حمید صاحب فردوسی ابوالعلائی بہاری تحریر فرماتے ہین کہ مجھسے حکیم محمد شفیع صاحب ساکن چندا ضلع دربھنگہ ناقل تھے کہ ایک صاحب شاہ دائم علی نامی جو مظفر پور کی طرف کے رہنے والے تھے اُن کو کیمیا کا از حد شوق تھا شبانہ روز اسی دُھن مین رہتے تھے اور یہی اُن کا ہر وقت کا مشغلہ تھا۔ لیکن اس فن کا آنا جانا تو معلوم ہی نہ ہے اسی خیال مین اُن کی زندگی بیکار بسر ہو رہی تھی۔ ایک مرتبہ حضور انور مظفر پور تشریف لائے تو مین بھی حاضر خدمت ہوا اور شاہ دائم علی صاحب بھی گئے۔ ہم دونون دست بوس ہوکر بیٹھ گئے شاہ دائم علی صاحب کی یہ غرض بھی تھی کہ اگر حضور انور کو کوئی نسخہ کیمیا کا معلوم ہوگا تو تخلیہ مین طلب کرین گے۔ وہان اُس وقت مجمع کثیر تھا حضور انور نے اُسی مجمع مین شاہ دائم علی صاحب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ "دائم تم کو کیمیا کا شوق ہے لاحول ولا قوت ہان مجھے کیمیا معلوم ہے" اور بستر مبارک سے ایک سفوف نکال کر فرمایا کہ "دیکھو تیار بھی ہے لیکن ہم نہ دین گے اور نہ بتائین گے" یہ کہتے ہوئے اُس خاک کو ہوا مین اُڑا دیا اور اُن کو ہدایت فرمائی کہ "ان خیالات سے توبہ کرو اور اس شغل کو ترک کرو"، چنانچہ حضور پُر نور کے ارشاد فیض بنیاد کی تاثیر سے وہ اپنے خیال خام سے باز آئے اور بالکل یہ خیال اُن کے دل سے دور ہوگیا۔ اور خدا نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی حضور انور ہمیشہ دولت دُنیا کے انہماک سے محترز رہنے کی تعلیم فرماتے تھے اور کوئی ایسی بات جس سے دنیاوی ثروت کی

طرف خیال رجوع ہو پسند نہ فرماتے تھے اور زبان فیض ترجمان کی یہ تاثیر خاص تھی کہ لوگون کے قلوب خاطرخواہ متاثر ہوتے اور ارشاد عالی پر بدل وجان کاربند ہوجاتے تھے۔

مولوی بشیر الزمان صاحب قبلہ رئیس سندیلہ ضلع ہردوئی تحریر فرماتے ہین کہ ایک بزرگ نہایت وثوق کے ساتھ بیان فرماتے تھے کہ مین نے خود حضور کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ زمانۂ شباب مین جب آپ نے سیاحت کی ہے تو ایک روز دوپہر کے وقت کوہستان مین گذر ہوا اور ایک چٹان پر نشست فرمائی اور پہاڑی چشمہ سے کچھ آب سرنوش فرمایا دہان اکثر خوشنما سنگریزے پڑے ہوے تھے اُن مین سے ایک آپ نے بھی اُٹھا لیا۔ اور اپنے دست مبارک مین لیکر دیر تک ملاحظہ فرماتے رہے۔

بعدازان اُس سنگریزے کو احرام شریف کے دامن مین باندھ لیا اور وہان سے چلدیے شب کو ایک موضع مین پہونچے اور ایک شخص کے دروازے پر استراحت فرمائی۔ ایک گاڑی کھڑی تھی اُسی گاڑی مین کنارہ پہ وہ سنگریزہ کھول کر رکھدیا۔ صبح کو آپ رخصت ہوے تو اُس سنگریزہ کو اُٹھا لیا۔ جہان وہ سنگریزہ رکھا تھا وہان لوہا جڑا ہوا تھا اُسکو اُٹھاتے وقت حضور نے خیال کیا تو وہ آہن سیہ ناب طلاے خالص ہوگیا۔ اُسی وقت حضور کو خیال آیا کہ لوہے کو سونا کردینا سنگ پارس کی خاصیت ہے۔ ضرور یہ ٹکڑا پارس پتھر کا ہے۔ یہ ماجرا دیکھکر آپ کو یک گونہ مسرت ہوئی اور وہان سے روانہ ہوگئے جب کوہستان کا سلسلہ ختم ہوگیا تو ایک وسیع میدان ملا اُس وقت آپ کو اُس سنگ پارس کی خاص مسرت تھی۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ مین خیال آیا کہ ہم تو خدا کی ذات کے سوا کسی دنیوی تعلق سے سروکار نہین رکھتے پھر اسکو باندھے باندھے پھرنا کہان تک جائز ہے۔ بس اُسکو آپ نے پھینک دیا اور حقیقی مسرت حاصل فرمائی۔

مولوی بشیر الزمان صاحب تحریر فرماتے ہین کہ سنگ پارس جو لوہے کو سونا بنادے یہ ایک کہاوت ہے اور کوئی وجود اسکا نہین ہے۔ مگر حضور انور کے تصرفات و تاثیرات بےمثل کو دیکھتے ہوے یہ ماننا پڑتا ہے کہ حضور پرنور کے دست حق پرست اور نگاہ حقیقت آگاہ کی تاثیر پر تنویر سے اُس سنگریزے مین یہ خاصیت پیدا ہوگئی یا ممکن ہے کہ قدرت کی طرف سے یہ امتحان ہو جیسا کہ اکثر اہل اللہ پر گذرا ہے کہ دیکھین میدان ترک الترک کے شیر مرد ایسے حوادث سے کہان تک محفوظ رہتے ہین۔ مگر حضور پرنور نے تھوڑی سی مسرت کے بعد جو بمقتضائے بشریت ضروری تھی۔ اُسکو پھینک دیا۔ سبحان اللہ کیا عالی ہمتی تھی ؎

این زمین پست وآن چرخ بلند		بر قرار از ہمت پیران ما ؎	

ایک اسی قسم کا واقعہ سنگ پارس کے متعلق اور بھی ہے جس کو حضور انور نے خود بیان فرمایا ہے حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی ناقل ہین کہ ایک مرتبہ حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ ہم ایک پہاڑ پر گئے ایک فقیر وہان رہتے تھے ہم اُن کے مہمان ہوئے روز دو روٹیان ایک شخص لاتا تھا ایک ہم کھاتے تھے اور ایک وہ کھاتے تھے۔ ایک روز وہ فقیر صاحب ٹوکرا لیکر چلے تو ہم بھی چھپ کر اُن کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ شاہ صاحب نے اُس ٹوکرے مین پتھر بھر بھر کے ایک غار مین ڈالنا شروع کیے۔ یہان تک کہ چھوٹی چھوٹی کرچین بھی اور اوپر سے بہت سے پتھر ڈال دیے۔ ہم اُن سے پہلے اپنی جگہ پر آگئے صبح کو ہم نے شاہ صاحب سے کہا کہ اب ہم جاتے ہین یہ تو بتاؤ کہ یہ کیا قصہ ہے شاہ صاحب نے

کہا کہ مین اللہ پاک کی طرف سے مقرر ہون کہ پتھر سے پارس ترشکر جدا ہو تو اُس کو غار مین پوشیدہ کردون تاکہ کسی کے ہاتھ نہ لگے۔ کل یہی کرتا تھا اور اُس مین سے ایک ٹکڑا تمھارے واسطے لیتا آیا ہون ہم نے دریافت کیا کہ اس کا کیا ہوگا فقیر صاحب نے کہا کہ اگر لوہے پر اسکو لگا دوگے تو سونا ہو جائے گا۔ اُسکو فروخت کر کے خرچ کرنا۔ ہم نے کہا اگر یہ کھو جائے تو کیا ہو گا شاہ صاحب بولے کہ پھر اللہ مالک ہے ہم نے کہا کہ پھر اللہ کا بھروسہ پہلے ہی سے کیون چھوڑین۔ یہ واقعہ بھی اُس واقعہ سے ملتا ہوا ہے اور یہ دونون روایتین خود حضور انور کی زبان مبارک سے مسموع ہوئی ہین جو معتبر راویون سے منقول ہین مولوی بشیر الزمان صاحب رئیس سندیلہ نے جو سنگ پارس کے غیر موجود ہونے پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے وہ بالکل صحیح و درست ہے اور جن بزرگون نے حضور انور کو دیکھا ہے وہ جانتے ہین یہی نہین بلکہ جن منکرین و مخالفین نے بھی حضور انور کی زیارت کی ہے وہ مان گئے ہین کہ اس ذات عالی درجات سے جو کرشمہ نہ ظہور مین آجائے وہ کم ہے مگر یہ واقعات ممکن ہین کہ حضور انور کو عالم مثال مین مشاہدہ کرائے گئے ہون جیسے کہ اولیائے کرام کے قدرت کی جانب سے امتحانات ہوتے رہے ہین۔ حضور انور کی تاثیرات اور خرق عادات و کرامات بدیہی تھین اُن کے مقابل ایسا واقعہ ظاہر ہونا کچھ بھی حیرت انگیز نہین ہے ؎

وہ خاک کو دیکھ لین تو اکسیر بنے　　گر سنگ کو ٹھکرائین تو پارس ہو جائے

حضور انور کی کیفیات باطن تو ظاہر ہین کہ حاضر و غائب کی مدد فرماتے۔ تمامی واقعات و حالات آئینہ تھے گویا لوح محفوظ ہر وقت سامنے رہتی تھی۔ اب آخر زمانہ مین حضور انور کی محفل مین ایک عجیب مشغلہ نظر آتا تھا کہ اکثر لوگون کو ایک تھان کپڑے کا دیدیا کرتے تھے دیگر تحائف اور احرام شریف وغیرہ جو عطا فرماتے تھے وہ بطور تبرک تھا ہی مگر یہ کپڑے کا تھان جس کسی کو دیتے تھے وہ گویا پیام موت ہوتا تھا۔ چنانچہ ایسے اکثر واقعات عین الیقین مولٰنا تحیر وارثی نے لکھے ہین کہ آپ نے لوگون کو تھان مرحمت فرمائے تو اُسی ہفتہ مین اُن کے انتقال کی خبر آئی۔ راقم الحروف کو بھی منشی عبد الغنی خان صاحب قبلہ وارثی رئیس پورہ غنی خان ضلع رائے بریلی نے اور دیگر بزرگون نے ایسے واقعات چشم دید لکھے ہین جنکو فرداً فرداً لکھنا بے سود ہے۔ ان واقعات سے ایک یہ بات خیال مین آتی ہے کہ شاید حضور پُرنور کی طرف سے ہدایت ہوتی تھی کہ اب سامان سفر تیار کرو یہ بات بہت مشہور ہو گئی تھی کہ جس کسی کو حضور انور کپڑے کا پورا تھان دین اُسکو سمجھ لینا چاہیے کہ وقت مرگ بالکل قریب ہے۔ اس شہرت سے بعض لوگ تھان کے عطا ہونے پر خائف بھی ہونے لگے۔ چنانچہ حافظ پیارے صاحب ناقل ہین کہ حضور انور کی خدمت عالی مین ایک صاحب رحمان خان نامی حاضر ہوئے تو آپ نے اُن کو تھان دینے کا حکم دیا۔ اُنھون نے عرض کیا کہ حضور مین تھان نہ لون گا تہبند لون گا۔ آپ نے فرمایا ہمیشہ تہ بند لیا اب تھان لیلو۔ اُنھون نے عرض جو کیا کہ ابھی دُنیا سے جی سیر نہین ہوا اس پر حضور نے تبسم فرمایا اور تہ بند دیئے جانے کا حکم دیا۔ پھر اور لوگون کو بھی سبق ہو گیا اور کوئی تہ بند کے سوا نام ہی نہ لیتا تھا۔

سید علی حامد صاحب چشتی قادری سجادہ نشین سانڈی ضلع ہردوئی بروایت مرزا منعم بیگ صاحب وارثی تحریر فرماتے ہین کہ رحمان خان صاحب سے چند بار مرزا منعم بیگ صاحب کو

ملنے کا اتفاق ہوا ہے تو اُنھون نے بیان کیا کہ مین تو مرہی چکا تھا مگر حضور انور نے میری قضائے مبرم کو معلق کر کے ٹال دیا ہ

اولیا را ہست قدرت از آلہ   تیر جستہ باز گرداند ز راہ

حضور انور کے تصرفات فیض آیات کی کوئی انتہا نہین ہے حاضر و غائب تصرفات ظاہر ہوتے تھے۔ ٹھاکر نجم سنگھ صاحب وارثی رئیس ملاؤلی ضلع مین پوری نے اپنے وارث باغ واقع ملاؤلی مین ایک عمارت وارث منزل کے نام سے تعمیر کرائی جب وہ تیار ہو رہی تھی اُس وقت کا واقعہ ہے جو خود ٹھاکر نجم سنگھ صاحب وارثی رئیس ملاؤلی ضلع مین پوری بیان فرماتے ہین کہ مین باہر گیا ہوا تھا جب ملاؤلی مین آیا اور وارث باغ مین اُس عمارت کا کام دیکھنے کے لیے گیا تو میرے ماموں ٹھاکر گلاب سنگھ صاحب نے بیان کیا کہ دو مزدور اوپر کے درجہ سے گر پڑے اور چوٹ بالکل نہین آئی۔ اُس بلندی کو دیکھکر یہ بات قیاس مین نہین آسکتی تھی کہ کوئی شخص اس پر سے گرے اور بچ جائے ٹھاکر صاحب کا بیان ہے کہ مجھکو یقین نہوا حالانکہ جو لوگ گرے تھے وہ بھی موجود تھے اور تصدیق کرتے تھے مگر مین نے کہا یہ گپ ہے اتنی بلندی سے اگر گرتے تو ضرور ہاتھ پاؤن ٹوٹ جاتے۔ اِسی واقعہ پر گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک لڑکا اُسی سے بھی اونچی باڑ سے گر پڑا اور گرتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور بے تکلف بھاگتا ہوا زینہ کے راستہ سے اوپر چڑھ گیا اُس وقت ٹھاکر صاحب موصوف کو اور سب دیکھنے والون کو حیرت سی حیرت تھی۔ یہ غائبانہ تصرف تھا جو اُس عمارت کی تیاری کے وقت ٹھاکر صاحب کے مشاہدہ سے گذرا جسکو حضور انور کے نام نامی سے نسبت تھی۔

حضور انور کی بات بات مین کرامت و خرق عادات کا ظہور ہوتا تھا سید معروف شاہ صاحب وارثی ناقل ہین کہ ایک صاحب میر نجف علی نامی جو حضور انور سے شرف بیعت رکھتے تھے اُنکے پاس دُرِ نجف تھا۔ کسی شخص سے اُنھون نے سُن لیا کہ اصلی دُرِ نجف کی یہ شناخت ہے کہ سید کے ہاتھ مین اگر دیدیا جائے تو زمین ہلنے لگے' دیوارون کو جنبش ہو وغیرہ وغیرہ۔ وہ اس امتحان کے لیے حضور انور کی خدمت مین حاضر ہوے اب یہ تو کہا نہین جا سکتا کہ حقیقتہً اُس کی یہی شناخت ہے۔ مگر اُس وقت جب اُنھون نے پیش کیا تو حضور انور نے حسب دستور اُسکو اظہارِ مسرت فرما کر لے لیا۔ اُس وقت مین بھی حاضر تھا مین نے دیکھا کہ تمام حاضرین کے جسم ہل گئے۔ اور زمین اور دیوارین ہلنے لگین آپ نے جلدی سے اُس نگینہ کو چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اچھا اچھا اِسکو تمھین رکھو ؎

شیخ حسین علی صاحب نواب وارثی زمیندار ساوہ مئو ناقل ہین کہ ایک مرتبہ دیوہ شریف مین کاتک کے میلہ کے موقع پر میرے جوتے چوری چلے گئے مین نے ہندی زبان مین ایک کبت لکھا اور اُس گم شدگی کو نظم کر دیا۔ حضور انور کو وہ کبت سُنایا تو آپ نے متبسم ہو کر فرمایا کہ "دُگی ہوئی ہے وہ گیا نہین" عجیب اتفاق ہوا کہ مین مایوس ہو کر پرانے جوتے پہنے ہوئے نواب گنج کو جا رہا تھا ایک صاحب اجنبی آئے اور کہنے لگے کہ یہ آپ کے جوتے ہین مین نے کہا ہان کہنے لگے مجھے دھوکا ہو گیا

حضور انور کے واقعات کرامات آیات تحفۃ الاصفیا اور عین الیقین وغیرہ مین بہت مرقوم ہین جو کچھ خوارق عادات حضور انور سے ظاہر ہوے وہ فطری طور پر ظاہر ہوے اور بات بات مین ظاہر ہوتے تھے۔ راقم الحروف کو آپ کی مقدس اور مبارک حیات ظاہری کے واقعات وحالات کو بطور نمونہ لکھنا منظور ہے۔ تمام وکمال واقعات کے رقم کرنے کی تو جسارت ہو ہی نہین سکتی اسلیے اکثر روایاتِ خوارق عادات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے

	دامانِ نگہ تنگ گُلِ حُسنِ تو بسیار		گلچین نگاہِ تو زداماں گِلہ دارد	

منکرین ومخالفین کا انجام

جو مقدس نفوس کہ فانی فی اللہ وباقی باللہ ہوتے ہین وہ اسمائے ذاتیہ وصفاتیہ مین سے کسی اسم کی تجلی سے خالی نہین رہتے ہر اسم کی تجلی کسی نہ کسی موقع پر اُن پر وارد ہونی ناگزیر ہے۔ بفحوائے فرمان مقدس سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ اشتال متکاثرہ حضور پر نور کے محاسن اخلاق مین ایسی درج ہو چکی ہین جن سے ظاہر ہے کہ عموماً بلکہ عادتاً حضور پر نور مخالفین کی بداندیشی وبدظنی وبدگوئی کا معاوضہ بفحوائے یَدْرَءُوْنَ السَّیِّئَۃَ بِالْحَسَنَۃِ حُسنِ خلق سے فرماتے تھے اور اپنے لطف وکرم سے بداندیشون کے دلون مین بھی گھر کرتے تھے۔ اور وہ آپ کے منقاد ومطیع بلکہ عاشق زار بن جاتے تھے۔ مگر کچھ واقعات ایسے بھی پیش آئے جن مین تجلیِ واللہ عزیز ذوانتقام نے اپنا اثر دکھایا۔ اور حاسدین ومنکرین کا نوشتہ تقدیر پورا ہونے کے لیے آپ کے ساتھ گستاخی وبے ادبی کا سبب پیدا ہو گیا۔ جیساکہ واقعات ذیل سے ظاہر ہے۔

خان بہادر مولوی محمد باقر خان صاحب وارثی ڈپٹی کلکٹر رئیس رائے بریلی ناقل ہین کہ حضور انور بہرائچ تشریف لیے جاتے تھے پر اگ پور اسٹیشن پر ایک انبوہ خلائق تھا جو قدمبوسی کے لیے ٹوٹا پڑتا تھا یہ مجمع دیکھکر ریل کا گارڈ بہت پریشان ہوا اور زائرین کو بید کے ذریعہ سے ہٹانے لگا اور ایک آدھ بید کسی کے مار بھی دیا اُس وقت حضور انور نے اُس کی طرف دیکھا مگر زبانِ مبارک سے کچھ ارشاد نہین فرمایا جب بہرائچ کے اسٹیشن پر ریل پہونچی تو وہان نہایت اعلیٰ پیمانہ پر جلوس کا انتظام جو لاٹ صاحب کے لیے بھی نہین ہوتا۔ اُس گارڈ کو اس گستاخی کا یہ نتیجہ ملا کہ وہ ایک ماہ کے اندر مقدمۂ فوجداری مین پھنس گیا۔ اور برخاست ہو گیا حضور انور پر طعن کرنے والون کا انجام اچھا نہین ہوا اور یہ اُس بید چلانے کی سزا ملی کہ مقدمۂ فوجداری مین ماخوذ ہونا پڑا۔

مولوی شاہ عبد البصیر صاحب خلیفہ حضرت میان محمد شیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (پیلی بھیت) بروایت چشم دید حضرت نھنے میان صاحب سجادہ نشین حضرت میان محمد میر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ کہ ایک بہت بڑے تاجر کا واقعہ ہے جنکی ایک لاکھ روپیہ کی تجارت تھی اور نہایت ذی وجاہت لوگون مین اُنکا شمار تھا کہ وہ حضرت حاجی صاحب قبلہ سے بیعت ہوے جب بیعت ہو چکے تو لوگون نے اُن کو بہکایا کہ وہ تو بے نمازی ہین تم کیون اُن سے بیعت ہوئے۔ کہنے سننے سے اُنکے عقیدہ مین فرق آگیا آپ کے ایک مرید اُن سے ملنے آئے تو تاجر مذکور نے آپ کی شان مین نہایت ناروا الفاظ استعمال کیے۔ اُن کے پاس آپ کا تہ بند بھی تھا وہ بھی انھون نے غیظ وغضب کی حالت مین اُن مرید صاحب کے اوپر پھینکدیا

تب تو وہ مرید بھی جو ملنے آئے تھے اپنے غصہ کو ضبط نہ کر سکے اور کہنے لگے کہ تم نے حضرت کی شان مین گستاخی کی ہے اِس کا انجام اچھا نہوگا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ اُسی روز سے اُس تاجر پر نکبت و ادبار کی گھٹا چھا گئی وہ تجارت اور اُن کا مال و متاع سب برباد ہوگیا۔ یہان تک کہ اُن کو در بدر بھیک مانگنے کے بعد موت نصیب ہوئی۔ اُن کی حالت واقعی نہایت عبرت ناک تھی خداوند کریم بزرگان دین کی بدگوئی سے ہر شخص کو محفوظ رکھے۔

قاضی رحمت علی صاحب اکبرآبادی لکھتے ہین کہ قصبۂ ملاوَلی ضلع مین پوری مین حضور پر نور رونق افروز تھے ایک ہندو فقیر جو موضع مذکور کے نواح مین رہتا تھا وہ حضور انور کی تشریف آوری کی خبر سُنکر حاضر ہوا اور دروازہ پر کھڑا ہو کر ناروا الفاظ استعمال کرنے لگا اس قسم کے الفاظ بھی کہتا تھا کہ تونے لوگون کے دھرم بگاڑ دیے اور یہ کر دیا وہ کر دیا۔ حضور انور کو اطلاع ہوئی تو آپ نے طلب فرمایا۔ وہان جو سامنے گیا اُسکے لیے عطا و بخشش کے سوا کیا تھا آپ نے اُسکو نصف تہ بند عطا فرمایا۔ مگر وہ بدستور بدکلامی کرتا رہا اور وہ تہ بند بھی نہین لیا۔ حضور انور نے اُسکی حد سے زیادہ بے ادبی و گستاخی دیکھکر ارشاد فرمایا کہ "اِسکو نکال دو" جیسے ہی حکم دیا وہ باہر نکالا گیا تو زار و قطار روتا تھا اور در و دیوار سے سر مارتا تھا اور کہتا تھا کہ مین لُٹ گیا کسی کام کا نہ رہا۔

خواجہ محمد ارادت خان صاحب متوطن مرسان ضلع علی گڈھ (جو خاندان نقشبندیہ مین حضرت شاہ رحمت خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہین) لکھتے ہین کہ یہ واقعہ میرا چشم دید ہے کہ ایک مرتبہ حضور انور قصبۂ چاندپور مین مرزا غوث علی صاحب رئیس چاندپور کے یہان قیام پذیر تھے اکثر لوگ خدمت عالی مین حاضر تھے مین خود بھی اُس فیض و برکت کی محفل مین موجود تھا کہ دو شخص آپ کی خدمت عالی مین حاضر ہوئے۔ یہ دونون آپ اپنے کو بڑا صاحب کمال درویش مشہور کرتے تھے جسوقت یہ دونون حاضر ہوئے تو نہایت جسارت سے یہ گستاخانہ الفاظ زبان پر لائے کہ فقیری تو دور رہے آپ کے دل کی سیاہی بھی ابھی نہین گئی۔

آپ نے یہ سُنکر اُن کی طرف نظر فرمائی اور صرف اِسقدر ارشاد فرمایا کہ "تم خود سیاہ ہو" یہ ارشاد فرمانا تھا کہ ہم لوگون کے دیکھتے دیکھتے اُن کا تمام جسم سیاہ ہوگیا حاضرین محفل پر اُسوقت عجیب عبرت اور حیرت کا عالم طاری تھا۔ وہ دونون سیہ رو اُسی وقت پریشان و بدحواس رخصت ہوے اور اِسی حالت مین تیسرے دن دونون فوت ہوگئے یہ بے ادبی کا فوری نتیجہ ظاہر ہوا اللہ ایسے خیالات سے پناہ مین رکھے"۔

از خدا خواہیم توفیق ادب	بے ادب محروم ماند از لطف رب

ایسے واقعات بھی گذرے ہین کہ اکثر مخالفین اعتراض کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے اور اطلاع ہونے پر اُن کو باریابی کی اجازت ملی تو خوف کی وجہ سے حاضر ہی نہو سکے چنانچہ ایس غلام حاجی صاحب متوطن رائے بریلی لکھتے ہین کہ میرے مکان پر حضور انور قیام پذیر تھے۔ ایک مولوی صاحب تشریف لائے جو کہنے لگے کہ مین یہ دریافت کرون گا کہ آپ نماز کیون نہین پڑھتے۔ چنانچہ اطلاع ہونے پر بُلائے گئے تو دروازہ پر پہونچتے ہی مولوی صاحب کے تمام بدن مین رعشہ آگیا۔ دو قدم اٹھانا دشوار ہوگیا ناچار باہر ہی سے حضور انور کی حقانیت سے مغلوب ہوکر پلٹنے لگے لوگون نے بہت کہا کہ چلیے مگر مولوی صاحب ایسے حواس باختہ ہوے کہ انھون نے ایک نہ سُنی اور واپس چلے گئے حضور انور پر اعتراض کرنے والون کو بھی خدا کی طرف سے مختلف سزائین ملی ہین۔

اعتراضات کی حقیقت

حضور انور کے بعض واقعات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین و منکرین کو آپ کی ذات محمود الصفات پر کچھ اعتراضات بھی تھے اور تاریخ کی ورق گردانی سے یہ بات اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے کہ کسی نبی و ولی کی زندگی مخالفین کے اعتراضات سے پاک نہین گذری۔ یہ بحث نہایت طویل ہے اور اس بحث مین بہت کتابین لکھی گئی ہین حضور انور پر مخالفین کے دو اعتراض نہایت شد و مد کے ساتھ تھے جو حسب ذیل ہین۔

(۱) آپ نماز نہین پڑھتے تھے۔

(۲) آپ طوائفون کو علانیہ مرید کرتے تھے اور انکو اس ناجائز پیشہ کے ترک کرنے کی ہدایت نہین فرماتے تھے۔

یہ دونون اعتراض نہایت مشہور ہین جو مخالفین و منکرین کی زبان سے اکثر سُنے گئے پہلا اعتراض واقعات سے غلط ثابت ہوتا ہے کیونکہ اکثر واقعات مین آپ کے خوارق عادات و کرامات کے ضمن مین نماز کا ذکر آیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ آپ نماز پڑھتے تھے محویت و استغراق کی حالت مین بعض اوقات کی نماز نہین بھی ہوتی تھی اور یہ ایک از خود رفتگی کا عالم ہے جیسا کہ خود حضور انور نے چار عالمون سے اُنکے سوال کے جواب مین ارشاد فرمایا کہ "حج و زکوٰۃ اُس پر کب فرض ہے جو کچھ نہین رکھتا اگر تم شراب مجاز کے سکر کے قائل ہو تو لامحالہ اُس شراب حقیقی کے سکر کا بدرجہ اولی قائل ہونا پڑے گا۔ پھر کب سکر مین نماز و روزہ ہے"

اسی قول کے مطابق ایک بزرگ کا شعر ہے ؎

نسیتُ الیومَ مِنْ عشقی صلاتی فلا ادری عشائی مِن غدائی

اسی مضمون کو مولنا روم رح بھی اس طرح ادا فرماتے ہین ؎

مستئ کاید ز بوئے شاہ فرد		صد خم مے در سر و مغزان نہ کرد	
پس برو تکلیف چون باشد روا		اسپ ساقط گشت و شد بے دست و پا	

مولوی روشن علی صاحب وارثی الرزاقی پیتنے پوری لکھتے ہین کہ حضور انور کی خدمت عالی مین ایک بڑے زاہد خشک عالم حاضر ہوئے جو اپنے زہد و علم پر بہت نازان تھے اُنھون نے دروازہ ہی سے کہنا شروع کیا کہ آج نماز کا جھگڑا ہوگا اور یہ مسئلہ طے ہو کے رہیگا (یہ عالم صاحب شاید سید محمد ابراہیم شاہ صاحب رح کے رشتہ دارون مین تھے) جب خدمت عالی مین پہونچے تو پہلے نماز کے فضائل از روے قرآن پاک اور حدیث شریف بیان کرتے رہے حضور پُر نور بجندہ پیشانی سب کی تصدیق فرماتے رہے پھر ترک صلوٰۃ کے احکام سزا و جزا بیان کرنے لگے حضور انور اُن کی بھی تائید فرماتے رہے اور برضا و رغبت سنتے رہے جب وہ خوب بیان کر چکے تو آپ نے مسکرا کر نہایت شفقت سے ایک گھونسا انکی پشت پر مارا اور فرمایا کہ مولنا یہ سب سچ ہے مگر یہ بتاؤ کہ جب کوئی کسی کے پاس بیٹھا ہو تو وہ اُسکو نام لیکر کس طرح پکارے وہ تو کوئی حرکت ہی نہین کر سکتا اور مولنا ادب کی لذت مین اور عبادت کی لذت مین بڑا فرق ہے،، اُسوقت حضور انور کا لہجہ نہایت انکسار و ادب اور بیچارگی کا تھا۔ جو خداوند تعالی کی شان کے مقابلہ مین حضور فرمارہے تھے اور ارشاد فرماتے وقت چشمان مبارک بھی آبدیدہ معلوم ہوتی تھین خدا جانے ان الفاظ مین کیا تاثیر تھی کہ مولنا کے سب دلائل فراموش ہوگئے اور اُن کو جواب شافی ملگیا کہ باچشم پُرنم و پر کیف وہ حضور کی محفل سے باہر آئے

حضور انور نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ دو علماے ظاہری کا عجیب مذہب ہے کہ جو دیکھکر سجدہ کرے اُس کو تو کافر کہتے ہین اور جو بے دیکھے سجدہ کرے وہ مومن کہلائے اِسی کو اندھا پن کہتے ہین بلکہ حق یہی ہے کہ جو دیکھ کے سجدہ کرے وہی مؤمن ہے"

جیسا کہ حضور پُرنور نے ارشاد فرمایا ویسا ہی مولنا روم رحمۃ اللہ علیہ بھی مثنوی شریف مین فرماتے ہین ؎

ہر کہ محراب نمازش گشت عین
سوئے ایمان رفتنش میدان تو شین
ہست خُسران بہر شاہش اتجار
ہر کہ با سلطان شود او ہمنشین
دست بوسش چون رسید از بادشاہ
گر گزیند بوس پا باشد گناہ
پیش آن خدمت خطا و زلت است
شاہ را غیرت بود بر ہر کہ او
ہر کہ شد ہر شاہ را او جامہ دار
بر درش بودن بود حیف و غبین
گرچہ سر بر پا نہادن خدمت است
بو گزیند بعد از ان کہ دید رو

حضرت مولنا شاہ ہدایت علی صاحب محدث لکھنوی رح ہر کہ محراب نمازش گشت عین الخ کی شرح کشف العلوم مین تحریر فرماتے ہین جو حسب ذیل ہے۔

"جس شخص کی محراب نماز عین اللہ ہو گئی یعنی اُسکو عین مشاہدہ ہو رہا ہے تو اُس کے واسطے ایمان کی طرف جانا ایک قسم کی بُرائی ہے اور عیب ہے کیونکہ جس پر ایمان لایا ہے وہ خود سامنے موجود ہے پھر اُس وقت دوسری طرف متوجہ ہونا عین خطا ہے کیونکہ پھر ایمان لائے تو کس پر لائے جس کی چشم باطن کھُل گئی اور مشاہدہ عین حق کا ہو گیا تو اُسکو نماز ظاہری اور عبادت دوسری قسم کی گو نہ بظاہر فضول سی معلوم ہوتی ہے اور ایمان بالغیب سے اُسکو کب تسلی ہو گی ظاہری قیود واسطے ظاہر بین کے ہین۔ اُن کی تسلی ایسی عبادات سے نہین ہوتی ہے۔ ہان البتہ ایسی حالت مین بظاہر گو نہ بخلاف طریقۂ آنحضرت لازم آوے گی یہ امر آخر ہے لیکن اِسکے بیان مین زبان ساکت ہے اور عاقل کے واسطے یہ مثال کافی ہے۔ مثلاً آفتاب کے غروب کا وقت ہے اور ایک شخص پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہوا آفتاب کو دیکھ کر کہہ رہا ہے کہ وہ غروب ہو گیا ہے۔ اور دوسرا شخص جو کہ پہاڑ کے نیچے گھڑی ہاتھ مین لیے کھڑا ہے وہ کہتا ہے کہ ابھی غروب نہین ہوا ہے۔ اور اُسکے ڈوبنے مین دس منٹ باقی ہین۔ اب اِسوقت ایک چوٹی پر بیٹھا دیکھ رہا ہے اور اپنے معاینہ سے دعوی کرتا ہے اور دوسرا پہاڑ کے نیچے از روے گھڑی دعوی کرتا ہے پس ایسی صورت مین ہر شخص کے نزدیک قول پہاڑ کی چوٹی والے کا معتبر ہو گا۔ اِسی طرح مشاہدہ عین ذات کا بمقابلہ ارباب شریعت کے زیادہ تر قابل قبول و وثوق ہے" (از کشف العلوم مولنا محمد ہدایت علی محدث لکھنوی رح) مولنا روم علیہ الرحمہ نے مثنوی شریف مین متعدد مقامات پر عارفان باللہ کے فلسفۂ عبادت پر روشنی ڈالی ہے کہ احکام شریعت اور نماز و روزہ اسباب ظاہری ہین جب نشۂ شراب محبت مین انسان سرشار ہو جاتا ہے اور اُسکو شاہد حقیقی کے سوا کوئی نظر نہین آتا تو ایسا کفر بھی ایمان سے بڑھکر ہے ایسی خطا بھی ثواب و طاعت سے زیادہ ہے ؎

آتشے از عشق در جان بر فروز
سر بسر فکر و عبادت را بسوز
سوختہ جان و روانان دیگر اند
عاشقان را ہر نفس سوزیدنیست
خون شہیدان را ز آب اولی تر است
این خطا از صد ثواب اولی تر است
بحر را غواص را پا چیلہ نیست
از سر مستان قلاوزی مجو
موسیا آداب دانان دیگر اند
بردہ ویران خراج و عشر نیست
در درون کعبہ رسم قبلہ نیست
جامہ چاکان را چہ فرمائی رفو

ملّتِ عشق از ہمہ دین ہا جدا ست	عاشقان را مذہب و ملت خدا ست	لعل را گر مہر نبود باک نیست
عشق در دریائے غم غمناک نیست		

حضرت مولانا قدس سرہ العزیز ایک دوسرے موقع پر نماز و روزہ کی حقیقت پر بحث کرتے ہین کہ یہ اسباب محبت ہین جسطرح آغاز الفت مین محبوب کو تحائف وغیرہ بھیجے جاتے ہین جنسے مراسم و ارتباط مین پختگی پیدا ہو اسی طرح یہ صوم و صلوٰۃ لوازم محبت ہین مگر جب عشق مین پختگی آجاتی ہے تو معشوق بھی عاشق کی طرح عشق کی مقناطیسی کشش سے کھنچ آتا ہے اور من و تو کی گفتگو نہین رہتی تو ظاہری اسباب پر بھی نظر نہین کی جاتی یہ سب ابتدائی مراحل ہین مولانا فرماتے ہین ؎

ور اثر نبود سبب ہم مظہر ست	ہمچو خویشی کز محبت مخبر ست
نبود آنکہ نور حقش شد امام	مر اثر ہا یا سبب ہا را غلام
چونکہ نور اللہ در آمد در مشام	مر اثر ہا ہیچ کس نبود غلام
تا محبت در درون شعلہ زند	زفت گردد و ز اثر فارغ کند
حاجتش نہ بود پئے اعلام مہر	چون محبت نور خود زد بر سپہر
ہست تفصیلات تا گردد تمام	این سخن لیکن بجو تو والسلام

اِن اشعار کی شرح مولانا بحر العلوم حسب ذیل فرماتے ہین۔

"حاصل آنکہ این افعال بیرونی چون صوم و صلوٰۃ آثارِ محبت ست اگر ملاحظہ کردہ نشود و نہ آنکہ نہ باشد پس مظہر سبب محبت ست مر محبت را و آن علم توحید و قدرتِ کاملہ حق و غرق کردن در نعمتہائے خود این سبب محیط است و مصراع ثانی تنظیر ست یعنی چنانکہ محبت فی مابین را خویشی سبب مظہر ست و بودن خویشی سنانِ محبت مخلوق منافی تنظیر نیست چنانکہ ولی محمد گمان کردہ" (بحر العلوم صفحہ ۲۶۰) ایک اور مقام پر حضرت مولانا روم رح فرماتے ہین کہ احکام شریعت زندون کے لیے ہین۔ مُردون پر اُن کا اجرا نہین ہوسکتا جو خدا کے نیک بندے خدا کی محبت مین فنا کا جام پی چکے ہین اُن کی حالت مُردون سے بدتر ہے ؎

شرع بہر زندگان و اغنیا ست	شرع بر اصحاب گورستان کجا ست
آن گروہے کز فقیری سپے برند	صد جہت زان مردگان فانی ترند
مُردہ از یک روست فانی در گزند	صوفیان از صد جہت فانی شدند

مرگ یک قتل ست و این سی صد ہزار
ہر یکے را خون بہائے بے شمار

ظاہر ہے کہ اہل عشق و محبت کا کوئی کام عشق و محبت کے خلاف نہین ہوتا۔ اور بکمال عشق مین غلبہ محویت و استغراق محبوب حقیقی کے ساتھ لازمی ہے۔ ایسی حالت مین جب ظاہری زندگی کا رُخ پلٹا ہوا ہے۔ تو احکام شریعت کی اگر بجا آوری نہ دیکھی جائے تو محل اعتراض نہین ہے حضور انور کی ذات اقدس پر جو فی زمانا منکرین کو اعتراض ہے یہ اُن کی ناواقفیت پر مبنی ہے ورنہ ارباب شریعت و طریقت نے اکثر زمانہائے سلف مین بھی ایسے مقدس نفوس کو دیکھا ہے اور اُن کی بزرگی و برتری کا اعتراف کیا ہے۔

چنانچہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نفحات الانس مین لکھتے ہین۔

شیخ عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ گفت کہ یکے از اہل علم مرا خبر داد کہ یکے از فقرا را امید دیدم کہ نماز گزارد۔ روزے اقامت میکردند او نشستہ بود فقیہے از سر انکار او را گفت برخیز و نماز بہ جماعت گزار برخاست و با ایشان تکبیرِ نماز گفت رکعتِ اوّل بگذارد و فقیہ منکر در پہلوے او بود چون بہ رکعتِ دوم برخاستند فقیہ نظر بوے کرد کسے دیگر دید غیر آن وکس کہ اوّل نماز می گذارد و در رکعت چہارم دیگرے دید غیر آنہا چون سلام دادند دید کہ ہمان کس اوّل ست برجاے خود نشستہ واز آن کس کہ در حال نماز دیدہ بود اثرے نبود آن فقیہ نظر بوے کرد او بخندید وگفت اے فقیہ کدام یک از ان چہار کس با شما نماز گذارد شیخ عبد اللہ یافعی گوید کہ مثل این قضیہ شنیدم کہ صادر شد از قضیب البان رحمہ اللہ تعالے تا بعضے از فقہا و قاضی موصل را نسبت بوے انکار تمام بود یک روز دید کہ در یکے کوچہاے موصل زمقابل وے قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ می آید خود اندیشید کہ بر او قبضہ و پیش حاکم رسانم تا وے را بہ سیاستے برساند ناگاہ دید کہ بصورتِ پہلوان گردے بر آمد و چون مقدارے دیگر پیش آمد بصورتِ اعرابی بر آمد چون نزدیک تر شد بصورت عالمے بر آمد چون بقاضی رسید گفت اے قاضی کدام قضیب البان را بحاکم میبری و سیاست میکنی قاضی از انکار خود توبہ کرد و مرید شد بہ شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالے عنہ گفتند کہ قضیب البان نماز نمی گذارد۔ گفت ہیچ مگوئید کہ ”سر وے بر خانہ کعبہ در سجود ست“

(نفحات الانس)

شیخ عبد اللہ یافعی فرماتے ہین کہ ایک عالم نے مجھسے بیان کیا کہ ایک فقیر ہے جسکو کبھی نماز پڑھتے ہوے نہین دیکھا گیا ہرچند اُس سے تاکید کی جاتی ہے مگر وہ گریز کرتا ہے ایک روز وہ بیٹھا ہوا تھا کہ نماز کے لئے اُس سے کہا گیا وہ شریک جماعت ہوکر نماز پڑھنے لگا۔

جب دوسری رکعت ہوئی تو دیکھا گیا کہ کوئی اور شخص ہے چوتھی رکعت مین دیکھا کہ اور کوئی ہے جب سلام پھیرنے کے بعد دیکھا تو وہی فقیر اپنی جگہ پہ بیٹھا ہوا تھا۔ اور اُن ہرسہ افراد مین سے جنکو حالتِ نماز مین دیکھا تھا کوئی نہ تھا فقیہ نے اِسکی طرف دیکھا تو اس فقیر نے مسکرا کر کہا ان چارون مین سے کس نے تمھارے ساتھ نماز پڑھی عالم صاحب کا بیان سنکر شیخ عبد اللہ یافعیؒ نے فرمایا کہ ایک ایساہی واقعہ مجھے بھی معلوم ہے کہ موصل کے متشرع اصحاب کو جناب قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ سے انکار تھا ایک روز حسنِ اتفاق سے ایک گلی مین شہر کے قاضی و مفتی صاحبان سے مڈبھیڑ ہوگئی ان دونون صاحبون کے دل مین خیال آیا کہ ان کو پکڑ کے حاکمِ وقت کی خدمت مین لیجانا چاہیئے۔ تاکہ ان کو سزا ملے جب یہ دونون قریب پہونچے تو دیکھا کہ حضرت قضیب البان علیہ الرحمۃ ایک قوی ہیکل پہلوان کی شکل مین ہین جب کسی قدر نزدیک ہوے تو دیکھا کہ ایک اعرابی کی صورت مین ہین۔ جب بالکل قریب ہوا تو وہ ایک متشرع عالم کی شکل مین نظر آئے جب قاضی صاحب سے چار آنکھین ہوئین تو فرمایا کہ کون سے قضیب البان کو پکڑ کے حاکم کے پاس لیجاؤگے۔ اور کیسے سزا دلواؤگے قاضی صاحب نے توبہ کی اور فورًا مرید ہوگئے۔

حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ قضیب البان نماز نہین پڑھتے تو آپ نے فرمایا کہ

”کچھ نہ کہو اُن کا سر خانہ کعبہ مین سجدہ مین ہے“

نفحات الانس کی جو عبارت نقل کی گئی ہے اس سے ظاہر ہے کہ حضرت غوث الاعظم کے زمانہ مین بھی ایک بزرگ گذرے ہین جن پر نماز نہ پڑھنے کا الزام تھا مگر حضرت غوث الثقلینؓ نے اُنکی نسبت فرمایا کہ

"ہیچ مگوئید کہ سرِوے در خانۂ کعبہ در سجود ست"

حقیقتہً وہ تارکِ نماز نہ تھے اور یہ ظاہر بینون کی نگاہ کا قصور تھا کہ اُن کو موردِ الزام بنایا اسی طرح دیگر بزرگان دین نے بھی لکھا ہے چنانچہ مولٰنا شاہ تراب علی صاحب قلندر قدس سرہ العزیز فتح الکنوز مین تحریر فرماتے ہین۔

و بدان اے برادر بعضے بندہ ہاے خدا اند کہ ہر پنج نماز نہ گزارند مگر بمکہ و بعضے در مدینہ و بعضے در بیت القدس و بعضے فوقِ سدا سکندر و بعضے بر جبلِ قاف و بعضے در قبہ و بعضے بر جبل معظم کہ مشرف ست بر بحر سویس پس اکثر این قسم مردان را بینند و گویند تارک الصلواۃ است خطا کردو اہل این مقام مے دانند کہ تارک صلواۃ از چہ باشد از کسل و تہاون یا وجہ دیگر و عبد القادر وشطوطی گفت چند گویند اہل مصر کہ عبد القادر نماز نمی گذارد واللہ ما ہرگز قطع صلواۃ نہ میکنیم ما را اماکن ست آنجا میخوانیم و خبر داد مارا شیخ محمد نیز کہ ابراہیم المبتولی را دیدم کہ ہرگز ظہر در مصر نمی گذارد۔ مردم گفتند مگر ظہر بر ابراہیم فرض نیست او ظہر را در جامع ابیض میخواند و سید علی خواص نیز ظہر در ہمان جامع میخواند و سید علی خواص نیز ظہر در ہمان جامع میخواند و شیخ بدر الدین او را میگفت یا شیخ ظہر بر تو فریضہ است و شیخ ساکت میماند و شیخ یوسف کُردی خبر داد مارا کہ او ظہر را با سید ابراہیم در جامع ابیض بارہا خواند و دیدم کہ امام آن مسجد امرد بود جوان نحیف البدن و زرد رنگ چون زعفران یکبار حاضر شدم نزد عبد القادر وشطوطی وقتیکہ اذان ظہر شنید بخلطید و گفت مارا بپوشانید بغلاف پوشانیدیم دیدم کہ زیر غلاف کسے نہ بود بعد ازان بیامد بعد پانزدہ درجہ و علی خواص

اور جاننا چاہئے کہ بعض خدا کے بندے ہین جو بظاہر پانچ وقت کی نماز ادا نہین کرتے مگر مکہ مین اور بعض مدینہ مین اور بعض بیت القدس مین اور بعض سدِّ سکندری پر اور بعض کوہ قاف پر اور بعض قبہ مین اور بعض جبل معظم پر جو بحر سویس مین ہے پس اکثر لوگ اس قسم کے افراد کو دیکھتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ تارک الصلواۃ ہین۔ ایسے لوگون کو جو تارک صلواۃ کہتے ہین وہ بر سر خطا ہین اور اس مقام پر پہونچنے والے جانتے ہین کہ تارک الصلواۃ کس وجہ سے ہوتا ہے۔

کسل سے یا سستی سے یا دوسری وجہ سے اور عبد القادر وشطوطی نے فرمایا ہے کہ بہت سے اہل شہر کہتے ہین کہ عبد القادر تارک نماز ہے واللہ ہم ہرگز نماز ترک نہین کرتے ہمارے لئے مواضع ہین وہان نماز پڑھتے ہین۔

مجھکو شیخ محمد سے بھی معلوم ہوا کہ ابراہیم مبتولی کو دیکھا گیا کہ ہرگز نماز ظہر مصر مین نہین پڑھتے لوگ کہتے ہین کہ شاید ظہر ابراہیم پر فرض نہین ہے وہ نمازِ ظہر کو جامع ابیض مین ادا کرتے ہین اور شیخ بدر الدین جو سید علی خواص کے مرید تھے وہ اپنے پیر سے کہتے تھے کہ اے شیخ نماز ظہر آپ پر فرض ہے شیخ یہ سنکر خاموش رہتے تھے اور شیخ یوسف کُردی نے ہمکو خبر دی کہ انھون نے ظہر کی نماز سید ابراہیم کے ساتھ جامع ابیض مین بارہا

نیز بعد اذانِ ظہر دروازۂ خود بندمی کردد
بعد ساعتے میکُشادروزے وقت بند کردن دیدند
اورا نیافتند۔ حاصل اینکہ احوال را درکارِ آنہا
تسلیم باید کرد و عارفان راکہ مقتدائے مردم اند
حفظ ظاہر ضرور ست کہ حق سبحانہ تعالیٰ حرام را
برکسے از اولیا مباح نہ کردہ ونہ شرع را منسوخ
ونبیؐ ما آخرِ رسل ست ونیست ناسخ شرع
اوراکسے۔ وشیخ فرمودہ ولی را مبادرت نباید
بر معصیتے کہ مطلع شدہ در تقدیر الٰہی در حق خود
چنانچہ جائز نیست کسے راکہ کشف شدہ بروے
کہ فلان روز رمضان بیمار خواہد شد مبادرت
بر فطر آن روزہ نکند تا وقتیکہ بیمار نشود چراکہ
حق تعالیٰ مشروع نہ کردہ فطر بروے مگر در بیماری
تا انتظار بیماری صبر نماید این ست مذہبِ ما
ومذہبِ محققین والسلام
(وصف ۶۹ فتح الکنوز)

اور مین نے دیکھا کہ امام اُس مسجد کا یعنی جامع ابیض کا
بے ریش جوان زرد رنگ مثل زعفران کے تھا۔
ایک مرتبہ مین شیخ عبد القادر وشطوطی کے یہان
حاضر ہوا اُسوقت نماز ظہر کی اذان سنی گئی بس وہ
زمین پر لوٹنے لگے اور مجھسے کہا کہ مجھکو غلاف سے
چھپاؤ پس مین نے ڈھانک دیا مین نے دیکھا کہ
غلاف کے اندر کوئی نہ تھا پندرہ منٹ کے
بعد وہ آگئے اور علی خواص بھی بعد اذان ظہر اپنا
دروازہ بند کرلیتے تھے اور ایک گھنٹہ کے بعد
کھولتے تھے۔ ایک روز دروازہ بند کرنے کے بعد
اُن کو دیکھا تو وہ موجود نہ تھے۔
حاصل یہ ہے کہ اربابِ حال کو اُن کے کامون پر
چھوڑ دینا چاہئے اولیاء اللہ کو جو مقتدا ہین ظاہر کی
حفاظت ضرور ہے اسلئے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے
حرام کو اولیاء مین سے کسی پر مباح نہین کیا اور
نہ شرع کو منسوخ کیا۔ اور ہمارے نبیؐ
آخر رسل ہین اور آپ کی شریعت کو کوئی نسخ کرنیوالا
نہین ہے شیخ نے فرمایا ہے کہ ولی کو ایسی معصیت
پر جو تقدیر الٰہی مین اُسکے لئے ممکن ہو جلدی نہ کرنا
چاہئے چنانچہ یہ جائز نہین ہے کہ اگر کسی پر یہ بات
ظاہر ہوجاے کہ فلان روز رمضان مین وہ
بیمار ہوگا تو اُس روز افطار مین جلدی نہ کرے
بیمار ہونے تک انتظار کرنا چاہئے یہ ہے ہمارا اور
محققین کا مذہب والسّلام۔

حضرت قطب المشائخ بندگی مولنا شیخ محمد اکرم صابری القدوسی البراسوی رحمۃ اللہ علیہ اقتباس الانوار مین تحریر فرماتے ہین

ہم در لطائف قدوسی از پدر خود قطب العالم شیخ
عبد القدوس گنگوہی الحنفی نقل می کند کہ فرمود حضرت
شیخ الشیوخ رعایت شرع کردہ کہ حفظ فرائض
قلندریہ فرمودہ و ما قلندریہ دیدہ ایم کہ در
ترک فرائض باک نہ داشتند چنانچہ حضرت

لطائف قدوسی مین اپنے والد بزرگوار شیخ عبد القدوس
گنگوہی سے نقل کرتے ہین کہ حضرت شیخ الشیوخ نے
فرائض کی نگہداشت جو قلندریہ مین فرمائی ہے
وہ شرع کی رعایت سے ہے۔ اور ہم نے قلندرون
کو دیکھا ہے کہ فرائض کے ترک کرنے مین کسی قسم کا خوف

حضرت شاہ شرف بوعلی قلندر پانی پتی وخواجہ کرک قلندر
وامثالہا و ما خود دیدہ ایم کہ شیخ حسین سہروردی
ثم جونپوری قلندر مطلقاً ترک فرائض داشت
باوجود آنکہ از علماے فحول بود حضرت قطب العالم
می فرماید کہ شیخ محمد جونپوری را گفتم کہ شیخ حسین
نماز نمی گذارد شیخ محمد فخر الدین فرمود ما نمی گویم کہ
شیخ حسین نماز نمی گذارد شیخ حسین یک ترکستانی
در راہ خدا تعالیٰ است لیکن وے راہ قلندریہ
دارد و ما راہ تصوف وہم شیخ رکن الدین در
لطائف قدوسی مے گوید عزیز من ترک فرائض
از قلندریہ من حیث الظاہر یا از آنست کہ حق تعالیٰ
ایشان را مرتبہ روحی عطا فرمودہ است
وقدرت دادہ است کہ چند ارواح دریک
حال و یک وقت خود را چند جا بنمایند پس اگرچہ
در وقتے و در مقامے ترک فرائض از ایشان
دیدہ می شود تواند بود کہ ہمدرین وقت در مقامے
دیگر فرائض بجا آوردہ ویا از آنست کہ در
عقل شان کہ مناط تکلیف ست خللے پدید
آمدہ است و معتوہ شدہ اند و بر معتوہ تکلیفات
شرعیہ نیست چنانچہ بر مجنون نیست پس
ایشان بہ رخصت شرع غیر مکلف شدہ اند
اگرچہ من حیث الظاہر در بعضے امور ہوشیاری
از ایشان دیدہ می شود چون عقل کہ مناط تکلیف
ندارند غیر مکلف اند۔

نہین رکھتے جیسے کہ حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر
پانی پتی یا خواجہ کرک قلندر اور مثل ان دونون
کے ہم نے خود دیکھا ہے کہ شیخ حسین سہروردی
جون پوری قلندر فرائض بالکل ترک کرتے تھے
باوجودیکہ وہ بڑے پایہ کے علما مین سے تھے
حضرت قطب العالم فرماتے ہین کہ شیخ محمد فخر الدین
جون پوری سے مین نے کہا کہ شیخ حسین نماز نہین
پڑھتے تو شیخ محمد فخر الدین رح نے فرمایا ہم نہین
کہہ سکتے کہ شیخ حسین نماز نہین پڑھتے ۔
شیخ حسین ایک ترکستانی خدا کے راستہ مین ہین
لیکن وہ طریقۂ قلندریہ رکھتے ہین اور ہم تصوف
کے طریقہ مین ہین ۔ اور یہی شیخ رکن الدین لطائف
قدوسی مین لکھتے ہین ۔ غرض ترک فرائض قلندریہ
سے باعتبار ظاہر کے ہے یا اسوجہ سے کہ خداوند تعالیٰ
نے ان کو مدارج روحانی سے سرفراز فرمایا ہے
اور یہ طاقت عطا فرمائی ہے کہ چند ارواح
کے ساتھ ایک حال اور ایک وقت مین اور
ایک مقام مین ترک فرائض ان سے دیکھا
جاتا ہے تو ممکن ہے کہ اُسی وقت کسی
دوسرے مقام مین فرائض ادا
کرتے ہون ۔
یا اسوجہ سے کہ اُن کی عقل مین جو دار و مدار
تکلیف ہے کوئی تبدیلی ظاہر ہوئی ہے
اور معتوہ ہوگئے ہین ۔ اور معتوہ پر تکلیفات
شرعی نہین ہین ۔ جیسے کہ مجنون پر نہین
ہین پس یہ لوگ بموجب شرع غیر مکلف
ہین اگرچہ باعتبار ظاہر بعض امور مین ان
سے ہوشیاری دیکھی جاتی ہے جب عقل
جو دار و مدار تکلیف ہے نہین رکھتے ہین
تو غیر مکلف ہین

مندرجہ بالا اقتباسات جو نہایت مستند علما اور اہل اللہ کی روایات کی بنا پر ہین اون کو محض اسلئے درج کیا گیا ہے کہ مخالفین و منکرین کو معلوم ہو کہ زمانہاے سلف مین بھی اکثر ایسے درویش گذرے ہین - جو بظاہر پابند شریعت نہ تھے اور لوگون کو اُن پر بدگمانی کا موقع ملا مگر وہ نہایت ابرار اور مقدس بزرگون مین تھے اور اُس زمانہ کے متشرع اولیاء اللہ نے اُن کے مراتب کو پہچانا اور کسی قسم کا اُن پر اعتراض نہین کیا -

یہ بھی ظاہر ہے کہ اُن مین وہ کمالاتِ روحانی موجود تھے کہ ایک وقت مین متعدد مقامات پر خود کو دکھا سکین اور اس قسم کے دوسرے خوارقِ عادات بھی اُن سے ظاہر ہوئے جن کی وجہ سے علمائے شریعت کو بھی اُن کا قائل ہونا پڑا -

اِس موقع پر ہم اپنی طرف سے کچھ نہین کہنا چاہتے بلکہ حضور انور کے واقعات و حالات پیش نظر ہین جو آپ کے صوری و معنوی کیفیات کے خود شاہد عادل ہین -

اسی وجہ سے اِس اعتراض کے جواب مین ہم نے اپنی طرف سے کچھ نہین لکھا محض لوگون کو بدگمانی سے بچانے کے لئے اُن کے سامنے دوسرے بزرگون کے تذکرے پیش کر دئے ہین -

اب دوسرا اعتراض جو طوائفون کو مرید کرنیکی بابت ہے اُسکی مختصر طور پر حقیقت بیان کی جاتی ہے حضور انور بیشک طوائفونکو مرید کرتے تھے مگر مرید فرماتے وقت اُن سے توبہ کراتے تھے اور اکثر مرتبہ پیشہ ترک کر دینے اور نکاح کر لینے کی خاص ہدایت فرماتے تھے اِس بارہ مین حضور انور پر کوئی شرعی الزام عائد نہین ہوسکتا - کیونکہ آپ نے تنبیہ و تہدید ضرور فرمائی ہے بلکہ بعض مریدین باتمکین جو متشرع لوگون مین ہین اُن کے علم مین یہ بات ہے کہ جسقدر طوائفین حضور انور کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئی ہین وہ سب اپنے پیشہ سے تائب ہوگئی ہین -

چنانچہ مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی پیتے پوری لکھتے ہین کہ حضور سے اکثر طوائفین بیعت تھین مگر جو طوائف مرید ہوئی وہ رقص و سرود اور اپنے پیشہ سے تائب ہوگئی قصبہ محمود آباد کی ایک مشہور اور نہایت متمول طوائف امامن نامی حضور انور سے بیعت ہوئی اور اپنے پیشہ سے تائب ہو کر حضور کے عشق و محبت مین فقیرانہ زندگی اختیار کرلی مولٰنا تجیر وارثی عین الیقین مین لکھتے ہین کہ موضع منگسی ضلع فیض آباد کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ وہان تشریف لیگئے تو آبادی نامی ایک طوائف نے آکر حضور انور کو گانا سنایا حاضرین پر خوب کیفیت طاری تھی اُس نے بکمال ادب درخواست بیعت کی تو آپ نے فرمایا کہ اِس پیشہ سے تائب ہونے کے بعد مرید ہوسکتی ہو - اُس طوائف نے اُسی وقت توبہ کی اور ایک دیندار مسلمان سے نکاح پڑھوالیا - اور بھی ایسے واقعات ہین اور بعض واقعات حضور انور کے مذہبی خیالات کے ذکر مین اِسی کتاب مین درج ہوچکے ہین -

حضور انور نکاح کی ہدایت ضرور فرماتے تھے اور بعض کو غلبۂ محویت و استغراق کے باعث اُسوقت خاص طور پر ہدایت نہ فرماتے تو دوسرے اُوقات مین متنبہ فرماتے تھے بعض محققین نے نقادانہ حیثیت سے بھی حضور انور کے حالات کی چھان بین کی ہے چنانچہ خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی اخبار وکیل مطبوعہ ۲۷ جنوری ۱۹۱۰ء مین حضور پُر نور کے حالات پر بحث کرتے ہوے لکھتے ہین -

دہ اُن کے سامنے جو آیا اور دستگیری کا طالب ہوا اُنھون نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا باضابطہ تعلیم وتلقین کی پیروانہ تھی البتہ جو تاثیر خدائے تعالیٰ نے اُن کو عطا فرمائی تھی اُس سے کوئی محروم نہ رہتا تھا تقدیر اور نصیب کے موافق کچھ ہر شخص کو مل جاتا تھا بعض طوائفون کی نسبت سنا ہے کہ وہ حاجی صاحب کی مریدی کے بعد پیشہ سے تائب ہوگئین بعض مین ایک قسم کی حیا پیدا ہوگئی اور وہ عامیانہ آوارگی و چلبلے سے کنارہ کش ہوگئین بعض مین دینی حمیت اور بزرگان دین کے احترام کا جذبہ زیادہ بڑھ گیا۔

متذکرہ بالا شہادتون سے ظاہر ہے کہ حضور انور کے فیوض و ہدایات سے اکثر طوائفون کو حقیقی توبہ نصیب ہوئی سندر طوائف سکنہ بدایون شریف جو عرصہ سے لکھنؤ مین بود و باش رکھتی تھی اور نہایت مشہور رقاصہ و مغنیہ تھی نہایت متمول تھی۔ عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتی تھی جسکی نازبرداری کے واقعات اسوقت تک خاص طور پر لوگون مین مشہور ہین۔ اور جو دیوہ شریف مین بتقریب عرس پاک حضرت سیدنا قربان علی شاہ صاحب قبلہ رضی اللہ عنہ آتی تھی تو اُس کے نہایت امیرانہ ٹھاٹ ہوتے تھے ڈیرے خیمے اُسکی جانب سے نصب ہوتے تھے غرضکہ دنیاوی اعتبار سے بہت شاندار زندگی کا لطف اُسکو حاصل تھا وہ حضور انور کے عشق و محبت مین اسیر ہوگئی اپنے پیشہ سے اُسکو توبہ نصیب ہوئی اور اُس نے وہ عیش و نشاط کی زندگی سب خاک مین ملا دی۔ اب تہبند ہی اُس کا پُر تکلف لباس ہے اور برہنہ پائی اُسکی زیب و زینت کا زیور ہے اُسکی جو حضور انور کی محبت مین حالت ہے وہ قابل رشک ہے لوگ اُسکی گذشتہ حالتون اور اس زندگی کو دیکھکر زمین و آسمان کا فرق محسوس کرتے ہین۔ اور تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی لکھتے ہین کہ مسماۃ رنقا سکنہ کلکتہ یہودن ہے جو توریت خوان بھی ہے اور انگریزی بھی پڑھی ہوئی ہے اُس نے حضور انور کی بیعت کے بعد اسلامی عقیدہ اختیار کیا۔ اور مشہور ہے کہ اپنا ناجائز پیشہ بھی چھوڑ دیا۔ اور دستکاری سے اوقات بسر کرتی ہے۔

اس قسم کے اکثر واقعات ہین اور یہ بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے کہ حضور انور نے توبہ کی ہدایت نہین فرمائی اگر یہ کہا جائے کہ بعض کسبیان بیعت ہوئین اور بیعت ہونے کے بعد بھی وہ اُسی پیشہ مین ملوث رہین تو یہ اُنکا فعل ہے اس سے یہ کیونکر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نے اُسے اپنا پیشہ ترک کرنے کی ہدایت نہین فرمائی تھی البتہ وہ مورد الزام ہین کہ باوجود حضور انور کی ہدایت خاص کے اُنھون نے نافرمانی کی اور اپنے ناجائز پیشہ سے دست بردار نہ ہوئین۔ اس کا مواخذہ و بار اُن کی گردن پر ہے اور اُن کو اُسوقت تک حضور انور کی محبت کا دم بھرنے سے شرمانا چاہئے جب تک وہ ارشاد عالی کی تعمیل پر ثابت قدم نہ ہون۔ کیونکہ جب اُن کے افعال شنیعہ کے باعث حضور انور کی مقدس اور بزرگ ذات پر منکرین و حاسدین کو یہ طعن کرنیکا موقع ملا (اگرچہ وہ طعن اصولاً غلط ہی) تو اُن پر اس طعن کا باعث ہونیکی وجہ سے ایک اور فرد قرارداد جرم لگ گئی کیونکہ وہ حضور انور کے سامنے بھی محجوب ہین۔ حضور انور کی ذات اقدس پر اُن کی نافرمانی سے کوئی الزام عائد نہین ہوسکتا وہ خود قصوروار ہین اور یہ اُنکا نوشتۂ تقدیر ہے۔ بزرگان دین کا کام ہدایت کرنا ہے اس مسئلہ کو حضرت مجا قلندرؓ لاہوری نے بالکل صاف کردیا ہے جو حسب ذیل ہے۔

مکتوب چہارم حضرت مجا قلندر لاہر پوری رض بنام شیخ عبدالرسول کھندوی کہ از خلفائے ارشد بود

جامع المعقول والمنقول عرفان پناہ حقائق ومعارف آگاہ شیخ عبدالرسول ساکن کھند متع اللہ المسلمین بطول بقاءہ از درویش مجتبے معروف بہ مجا لاہر پور دعائے تحیت موصول باد اے برادر ہر طالب کہ پیش تو آید در تربیت او تقصیر مکن باقی سعادت وشقاوت بدست توفیت ابر بید قدرت وعنایت بازبستہ است پیغمبران نتوانستند کہ مردود ازلی را مقبول گردانند پیران کے توانند کہ مہجور ازلی را موصول گردانند ہیچو لیل مصطفے علیہ السلام نتوانست کہ ابی طالب را بہ راہ راست بیارند پس من وتو کے توانیم کہ مہجوران ازل را واصل گردانیم لیکن چون کسے را کہ دولت مقبول در ازرفتہ است بہ صحبت من وتو ظاہر گردد من وتو نیکنام می شویم فلان بہ صحبت فلان واصل گشت وبخدا رسیدہ وخدا را شناخت اے برادر صحبت را اثرہاست کہ در خلوت نیست آنچہ از صحبت اولیا یک ساعت حاصل شود از خدمت ہشتاد سال نتوان کرد من اراد ان یجلس مع اللہ فلیجلس مع اہل التصوف ہر کہ ہمنشینی باخدا خواہد گو کہ بنشیند بہ اہل تصوف رحمت بر جانش باد کہ گفت ؎

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا	گو نشیند اندر حضور اولیا

شیخ عبداللہ انصاری میفرماید کہ خداوندا با دوستان خود چہ فضل کردہ ہر کہ ایشان را شناخت ترا یافت وہر کہ ترا یافت ایشان را شناخت جان من بعضے از جہل گمان برند کہ اولیا گذشتند ہیچ درین زمانہ نماندہ است ؎

گر چہ خورشید بوم بے نور ست	از پئے ضعف خود نہ از پئے اوست

مکتوب مندرجہ بالا سے ناظرین خود نتیجہ اخذ کر سکتے ہین کہ شقاوت وسعادت ازلی ہوتی ہے اور نوشتہ تقدیر ظہور مین آئے بغیر نہین رہتا۔ مگر حضور انور جو عشق ومحبت کی مجسم تصویر تھے اور غلبہ استغراق ومحویت وازخود رفتگی مین ضرب المثل تھے آپ اگر ہدایات نہ فرماتے تو بھی آپ کی ذات محمود الصفات پر کوئی اعتراض نہین ہوسکتا تھا کیونکہ حالت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور آپ کی مقدس روحانی تاثیرات مانی ہوئی ہین۔ اکثر طوائفین حضور انور کے دست مبارک پر حقیقی طور پر تائب ہوئی ہین اور انھون نے اپنے پیشہ کو ترک کر دیا۔ جیسا کہ بعض کا تذکرہ مذکور رہوا ہے اور خود بھی حضور انور نے جس شدومد سے تہدید وتنبیہ فرمائی ہے اور ایسی طوائفون پر جو بعد بیعت تائب نہین ہوئین اسقدر اظہار ناراضی فرمایا ہے جو حد درجہ کے جلال پر مبنی ہے حضور انور کے مذاق عشق کو دیکھتے ہوے جہان محبت کے سوا کسی رنگ کا پتہ نہین چلتا۔ امور شریعت مین اسقدر انہماک اور ایسی قیود ظاہری کی ہدایت حقیقتہً اس بات کی بیّن شہادت ہے کہ آپ کی ذات مجمع البرکات سے ہر قسم کی نسبتون کا اعلیٰ سے اعلیٰ ظہور ہوتا تھا اور کیفیات باطن کی طرح ظاہری قیود مین بھی آپ بدرجہ اتم کمال رکھتے تھے مخالفین کے اعتراضات واقعات سے بالکل علحدہ ہین حقیقتہً کسی بات کے اسباب وعلل دریافت کرنے کے لئے اچھے دل ودماغ کی ضرورت ہے اپنی حالت کے اعتبار سے اہل اللہ پر معترض ہونا ایک فعل لاطائل ہی نہین بلکہ گمراہی ہے۔ جیسا کہ مولنا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد	کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد	ہمسری با انبیا برداشتند	

اولیا را ہمچو خود پنداشتند	گفتہ اینک ما بشر ایشان بشر	ما و ایشان بستۂ خوابیم و خور
این ندانستند ایشان از عمیٰ	ہست فرقے درمیان بے منتہا	ہر دو گون زنبور خوردند از محل
لیک شد زین نیش وزان دیگر عسل	ہر دو گون آہو گیا خوردند و آب	زین یکے سرگین شد وزان مشک ناب
جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد طعوم	شہد را نا خوردہ کے داند زموم	سحر را با معجزہ کردہ قیاس
ہر دو را بر مکر پندارد اساس	ساحران با موسیٰ استیزہ را	برگرفتہ چون عصاے او عصا

این عصا تا آن عصا فرقیست ژرف	زین عمل تا آن عمل راہے شگرف
لعنت اللہ این عمل را در قفا	رحمت اللہ آن عمل را در وفا

باوجود غلبۂ محویت واستغراق اور دیگر کمالاتِ روحانی آپ قیود ظاہری کی بھی سختی سے ہدایت فرماتے حضور انور بظاہر بھی نماز کے پابند تھے اور بعض اوقات کی نماز روزانہ پڑھتے ہوئے لوگون نے بچشم خود دیکھا ہے۔ معترضین کا اعتراض بالکل خلاف واقعہ ہے حالانکہ حضور انور کی حالت دیکھتے بالکل نماز نہ پڑھتے دیکھنا کچھ بھی باعثِ استعجاب نہ تھا۔ البتہ بعض اوقات کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا قابلِ حیرت ہے۔ تاہم حضور انور قیود ظاہری کی بہت زیادہ پابندی فرماتے تھے اور اس زمانہ کے اکثر بزرگون کو حضور انور کے ساتھ شریک جماعت ہونے کا موقع ملا ہے چنانچہ حضرت مولٰنا مولوی حاجی عابد حسین صاحب قبلہ رئیس فتح پور ضلع بارہ بنکی جو اپنے زمانۂ طفولیت سے اکثر حضور انور کی خدمتِ عالی ہین تنہا اور اپنے پیر و مرشد حضرت مولٰنا شاہ نذیر علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بھی آتے رہے اپنی عینی شہادت پر حضور انور کی نماز کے متعلق تحریر فرماتے ہین کہ "میرے نزدیک وہ پابند تھے اگرچہ جماعت کے تارک تھے ترک بھنے انکار نہین اسلئے کہ دوچار مرتبہ مین نے بہ جماعت نماز پڑھتے دیکھا اور سنا ہے"

معترضین کے اعتراضات کی حقیقت بیان کرنے کے بعد جو اُن کی ناواقفیت پر مبنی ہین اب یہ دیکھنا ہے کہ اِس زمانہ کے علماے کرام اور مشایخ عظام آپ کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے آئے۔ آیا وہ بھی حضور انور کو ایک مُسلّمہ بزرگ سمجھتے آئے کہ نہین اُنکو بھی امورِ ظاہری مین حضور انور پر کوئی اعتراض ہوا یا نہین۔

اُنھون نے حضور انور کے مدارج و مراتب اور آپ کی مقدس زندگی کے متعلق جو اپنی رائے قایم کی ہوگی وہ یقیناً غیر جانب داری کا پہلو رکھتی ہوگی۔

اِسلئے اُن کی رائین ایک نئے عنوان سے لکھی جاتی ہین۔

تاکہ معلوم ہوسکے کہ اِس زمانہ کے مشاہیر علماؤ مشایخ کے حضور انور کی نسبت کیا خیالات ہین اور حضور انور کی مقدس روحانیت کو اُنھون نے کس حد تک تسلیم کیا ہے۔

یہ مختلف بیانات نہایت روشن پہلو رکھتے ہین جو اِس زمانہ کے حقائق و معارف آگاہ بزرگون کے بیانات پر مبنی ہین۔

حضرت کی نسبت علمائے معاصرین ومشائخین کی رائین۔

حضور انور کے زمانہ مین جو علمائے کرام اور مشائخین عظام گذرے ہین اُن مین سے اکثر بزرگون سے حضور انور سے ملاقات ہوئی ہے۔ اور بعض بزرگون سے ملاقات نہین ہوئی اسلیے یہ نہین کہا جا سکتا کہ اس باب مین حضور انور کے متعلق تمام بزرگون کی رائین درج ہونگی۔ کیونکہ بعض ایسے بزرگون کے بھی خیالات دریافت نہوسکے جنکو ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔ بعض جلیل القدر بزرگون کی بیان کردہ روایات دوسرے مواقع پر لکھی جا چکی ہین بعض معاصرین سے ملاقات ہی کا اتفاق نہین ہوا بعض سے ملاقات بھی ہوئی تو اُن ملاقاتون کے صحیح حالات نہ مل سکے بعض لوگون نے اپنے پیرومرشد کے کلمات طیبات تو تحریر فرمائے کہ حضور کی نسبت انکا کیا خیال تھا مگر بسلسلۂ روایت اپنا نام ظاہر کرنے کی ممانعت فرادی۔ اسلیے راقم الحروف نے اُن روایات کو بالکل درج کتاب نہین کیا۔ بعض نے ایسے واقعات دینے مین بھی تکلف فرمایا بعض نے کسی وجہ سے مجبوری ظاہر فرمائی جیساکہ سلسلۂ نقشبندیہ کے ایک مستند بزرگ نے اپنے والانامہ مین راقم کتاب ہذا کو تحریر فرمایا ہے جو حسب ذیل ہے۔

"اِس سراپا ناہنجار کو ضرور اُس عالی جاہ سے نسبت روحی ہے اُنھین کے صدقہ مین خداوند کریم مجکو صحیح النسب رکھے۔ بجدائے لایزال چند باتین ایسی ہین کہ جن مین علماے دین و عوام کا تو کیا ذکر بہت سے اہلِ نسبت درویش پرخاش پر آمادہ ہو جائین گے،،

تاہم جو کچھ بھی راقم الحروف کو صحت کے ساتھ حالات دستیاب ہوئے ہین وہ لکھے جاتے ہین اور اُن کے اسمائے گرامی خود اِس بات کی بین شہادت ہین کہ وہ اِس زمانہ مین کس پایہ کے گذرے ہین۔ اور راویون کی ثقاہت بھی مسلمہ ہے اِن واقعات وحالات سے علاوہ اِس بات کے کہ حضور انور کے بارہ مین اس زمانہ کے ارباب شریعت وطریقت کے کیا خیالات تھے حضور انور کے اخلاق وصفات کے تذکرہ سے بھی ناظرین استفادۂ روحانی حاصل کرین گے کہ آپ سے علماے کرام ومشائخ عظام سب ملتے تھے اور جہان آپ تشریف لیجاتے وہان کے بزرگان دین آتے اور ملتے تھے علاوہ ازین اگر کوئی بزرگ معتکف ہوتے تو حضور انور خود اُن سے ملنے جاتے تھے۔ جو آپ سے ملنے کے لئے آتے تھے آپ اُن کی بیحد تعظیم وتکریم فرماتے اپنے بستر مبارک سے اُٹھ کھڑے ہوتے اور چند قدم چلکر اُنسے معانقہ فرماتے تھے اور وہ نہایت شاد ومسرور ہوکر حضور انور کی محفل سے جاتے تھے۔ غرضکہ اپنے معاصرین سے آپ کا خاص ارتباط تھا اِس باب مین اگرچہ مختلف واقعات مین مگر نہایت دلچسپ اور حقانیت وروحانیت کا پہلو رکھتے ہین جو علمائے فرنگی محل لکھنؤ کے خیالات حضور انور کی نسبت تھے وہ خاص سند المحدثین فخر المتکلمین مسند آرائے شریعت وطریقت مولنا مولوی قیام الدین عبدالباری صاحب قبلہ فرنگی محلی لکھنوی نے تحریر فرماکر ارسال فرمائے ہین حضرت مولنا ممدوح الشان کے دو والا نامون کا اقتباس حسب ذیل ہے۔

علمائے کرام فرنگی محل

جناب حاجی سید شاہ وارث علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلسلۂ قادریہ رزاقیہ کثرہم اللہ کے مشاہیر افراد سے تھے جنکے توسل سے بہت

کثیر تعداد لوگون کی مشرف بہ بیعت اِسی سلسلۂ عالیہ سے ہوئی علمائے فرنگی محل دامت فیوضہم کا بھی سلسلہ وہی ہے اِسلیے قریب تر تعلق نسبتی تھا اوائل زمانہ مین جبکہ غدر بھی نہین ہوا تھا حاجی صاحب فرنگی محل مین اکثر آتے تھے۔ اور جناب مولنٰنا مولوی ابوالحسن صاحب حفیدؒ مولنٰنا مولوی بحرالعلوم سے اُنکی بہت دوستی تھی۔ جہان تک مجھے علم ہے علمائے فرنگی محل حضرت حاجی صاحب کو کاملین سے اعتقاد کرتے تھے اور بے قیدئے شریعت سے اُن کا معذور اور دوسرون کا ایسے امور مین جو شریعت کے بظاہر خلاف ہون ان کا اتباع کرنا ناروا سمجھتے تھے۔

میرے دادا صاحب مولنٰنا محمد عبدالرزاق قدس سرہ سے سنہ ۱۳۱۶ھ مین آخر مرتبہ ملاقات کی غرض سے تشریف لائے تھے اُسی سال میرے دادا صاحب کا انتقال ہوا مین اُن کی عیادت کو حاضر ہوا تھا وہ اُنکا آخر وقت تھا مجھے بہت زیادہ صحبت حاصل کرنے کی نوبت نہین آئی۔ مین نے اُنکی تعریف کرتے اپنے والد مولنٰنا عبدالوہاب قدس سرہٗ اور مولنٰنا عبدالغفار صاحب حفید مولنٰنا بحرالعلوم قدس سرہٗ اور حضرت مخدوم زادہٗ والا تبار سجادہ نشین حضرت بانسہ قدس سرہٗ اور دیگر اکابر کو دیکھا ہے۔ (پوتا)

جناب مولوی کرامت اللہ صاحب مغفور حفید مولنٰنا محمد رضا شارح مسلم و از خلفاے حضرت شاہ عبدالرزاق بانسوی قدس سرہ العزیز و مولوی وحیداللہ صاحب (پوتا) فرنگی محلی کو بیعت ارادت حضرت حاجی صاحب سے تھی۔

مولنٰنا عبدالوہاب قدس سرہٗ فرنگی محلی

حضرت والد ماجد مولنٰنا عبدالوہاب قدس سرہٗ نے بارہا میری تفشفِ طالب علمی کے باعث حاجی صاحب کے بارہ مین اُن کی ظاہری بے قیدی کے تاویلات بیان فرمائے دو مرتبہ میرے سامنے ملاقات کی پہلے موضع سہالمئو مین بانسہ شریف کی واپسی کے وقت جبکہ شیخ مبارک علی صاحب کے یہان حاجی صاحب مقیم تھے ملاقات کی اور مجھسے فرمایا کہ مین بہ اطمینان نہ مل سکا اِسوجہ سے کہ غیر محرم عورات کا ہجوم تھا حاجی صاحب چونکہ اپنے مشغلہ مین ہین اُن کو چاہے کچھ ضرر نہ ہو مگر ہم ایسے باہوش لوگون کو ایسے وقت مین اطمینان نہین ملتا ہے دوسری مرتبہ بوقت واپسی ردولی شریف میرے والد ماجد اور حضرت حاجی صاحب ایک درجہ مین تھے باہم ملاقات رہی مین دوسرے درجہ مین تھا سبارہ بنکی کے اسٹیشن پر مجھے والد صاحب نے بلایا اور حاجی صاحب سے کہا کہ یہ میرا چھوٹا لڑکا ہے حاجی صاحب نے بہت جلد جلد کچھ فرمایا اور میری پشت پر دو تین ہاتھ مارے۔ مین اسوقت صغیر السن تھا مجھے اِس فعل سے تعجب ہوا والد صاحب نے کہا کہ حاجی صاحب نے تمکو مٹھائی عطا فرمائی ہے چنانچہ ایک خادم نے چھابہ مٹھائی کا اور اُس مین ایک ہانڈی دہی بروں کی تھی میرے آدمی کو دیدی تھوڑی دیر مین راجہ رام نگر سابق آئے حاجی صاحب نے اُنکو بھی مارا اُسوقت میرا تعجب رفع ہو گیا مین نے والد ماجد صاحب سے عرض کیا کہ یہ کون فقیر ہین جو لوگون کو مارا کرتے ہین اُنھون نے فرمایا کہ حاجی صاحب ہین جس سے خوش ہوتے ہین اُس سے اسطرح پیش آتے ہین والد صاحب نے حاجی صاحب سے میرے لیے دعا کرنے کی خواہش کی۔

مولنٰنا عبدالغفار قدس سرہٗ فرنگی محلی

مولنٰنا مولوی عبدالباری صاحب قبلہ فرنگی محلی تحریر فرماتے ہین کہ مین بعد فراغتِ کتب درسیہ مثنوی

مولٰنا روم قدس سرہٗ حضرت مولٰنا عبد الغفار صاحب سے پڑھتا تھا اور میرے ہمراہ جناب اخی معظم مولٰنا عبد الرؤف صاحب مرحوم واستاذی مکرم مولٰنا عبد الباقی صاحب ساکن مدینۂ طیبہ بھی درس مین شریک تھے اثنائے سبق مین علامتِ اولیائے کرام کے متعلق گفتگو ہوئی۔ مین نے مدار تقویٰ پر شبہ کرتے ہوئے حضرت حاجی صاحب کا ذکر کیا تو میرے والد ماجد صاحب قدس سرہٗ (مولٰنا عبد الوہاب صاحب رحؒ) نے مولٰنا عبد الغفار صاحب سے کہا کہ آپ ان کا شبہ تفصیل سے رفع کر دیجیے اور فرمایا کہ حاجی صاحب سے چند افعال ایسے منسوب ہین جو اُن سے سرزد نہین ہو سکتے۔ جیسے اکابر انبیا مثل حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علیہم السلام سے بے ادبی۔ یہ حاجی صاحب کی شان نہین ہے لوگون نے اُن پر اتہام کیا ہے البتہ بے قیدی فرائض تو وہ اُن کی ادائگی سے قاصر ومعذور ہین۔ اگر کھانے یا دیگر راحتِ جسمانی کی طرف وہ مائل ہوتے اور اسکو باہوش لوگون کی طرح برتتے تو البتہ ترک فرائض کا الزام ان پر عائد ہوتا۔ مگر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے پینے کی اشیاء حسنی وتقبیح مین بھی اُن کو کامل امتیاز بوجہ دوسرے قلبی مشاغل کے باقی نہین ہے پھر جناب مولانا عبد الغفار صاحب نے فرمایا کہ مجھ پر ایک واقعہ گذرا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی صاحب کو کیفیتِ باطنیہ حاصل ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حاجی صاحب لکھنؤ مین آئے ہوئے تھے اُس زمانہ مین مجھے فقیرون سے ملنے کا بہت شوق تھا مین اُنکے پاس حاضر ہوا حاجی صاحب لوگون کی طرف سے کروٹ لیے ہوئے لیٹے تھے مین جاکر بیٹھ گیا اور ایک ذِکر جو مین نے اپنے بھائی مولٰنا ابو الحسن صاحب کو اپنے پیر ومرشد حضرت مولٰنا عبد الولی صاحب قدس سرہٗ کے روبرو کرتے دیکھا تھا حاجی صاحب کی مجلس مین چپکے چپکے کرنا شروع کیا اِس خیال سے کہ ایک بزرگ کی موجودگی مین دنیاوی خیالات نہ آنے پائین تھوڑی دیر مین حاجی صاحب نے فرمایا کہ "یہ کون آیا ہے اسکو نکالو" مین نے اِس طرح کے کلام کو کسی سے سنا تھا سخت ناگوار ہوا یہ کہتا ہوا چلا آیا کہ ہم جاتے ہین ہم تو بزرگ سمجھکر آئے تھے اخلاق محمدی اگر نہین ہے تو ہمکو اعتقاد بھی نہین ہے۔ حاجی صاحب مسکراتے رہے اور کچھ نہین فرمایا مین چلا آیا اتفاق سے دوسرے تیسرے دِن حاجی صاحب میرے مکان پر آئے اور مجھسے مولانا ابو الحسن (میرے بڑے بھائی صاحب) کو دریافت کیا۔ مین اُن کے اخلاق کا شاکی تو تھا ہی اُن سے نہایت درشت لہجہ مین کہا کہ جائیے جائیے وہ مکان پر نہین ہین حاجی صاحب واپس جارہے تھے کہ مولٰنا ابو الحسن صاحب آگئے اور دیر تک باتین کرتے رہے جب حاجی صاحب رخصت ہوئے تو مین نے مولٰنا ابو الحسن صاحب سے کہا کہ یہ شاہ صاحب تو بہت بداخلاق ہین مین اِن سے ملنے گیا تھا تو مجھے انھون نے نِکلوا دیا بھائی صاحب نے فرمایا ایسا تو نہین ہے یہ تو بہت خوش خُلق ہین تم نے دیکھا کس طرح ملے۔ شاید تم نے کوئی فعل ایسا کیا ہوگا جو ناگواری کا سبب ہوا اسپر مین نے کہا کہ مین تو بہ ادب ذکر وشغل مین مصروف تھا انھون نے فرمایا کونسا ذکر تھا مین نے ذکر بتایا تو بھائی صاحب بہت ہنسے اور فرمایا کہ اُن کو تم غصہ دلاؤ اور کہو کہ وہ بداخلاق ہین یہ تو تمھاری غلطی ہے۔ وہ ذکر سلب کیفیت کا حضرت پیر ومرشد مجھے تعلیم کر رہے تھے تم کو بغیر دریافت ذکر نہ کرنا چاہیے اِس واقعہ کو مفصل فرمایا اور کہا کہ تم اِس سے سمجھ سکتے ہو کہ حاجی صاحب کو اُسوقت اِس قدر کیفیت تھی کہ سلبِ کیفیت کے ذکر سے ناگواری ظاہر فرمائی۔

مولانا عبدالرؤف صاحب فرنگی محلی

مولانا عبدالباری صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اخی مکرم مولانا عبدالرؤف صاحب نے مجھسے فرمایا کہ مین حاجی صاحب کے بارہ مین بہت متامل تھا ایک معتبر بزرگ جنھون نے اپنے نام کے ظاہر کرنیکی ممانعت کردی ہے ایک شخص کا اُسی کی زبانی قصہ بیان کیا جس سے میرا تامل جاتا رہا وہ واقعہ یہ ہے کہ وہ شخص مدینۂ طیبہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ پیر کامل کی ہدایت ہو خواب مین ارشاد ہوا کہ لکھنؤ فرنگی محل مین (مولانا شاہ عبدالرزاق (قدس سرہ) سے بیعت کرلو یہ شخص چلا گیا مگر جدہ سے کچھ ایسی تعویق ہوئی کہ لکھنؤ جب پہونچا تو معلوم ہوا کہ حضرت نے وفات فرمائی۔ وہ پھر مدینۂ طیبہ حاضر ہوا اور عرض حال کیا خواب مین پھر ارشاد ہوا کہ (مولانا) فضل رحمن یا حاجی وارث علی کے مرید ہو جاؤ۔ وہ شخص واپس آیا بوجہ اتباع ظاہر شریعت مولانا فضل الرحمن صاحب کا مرید ہو گیا۔ مگر یہ خیال اُسکو رہا کہ حاجی صاحب بھی اُن اکابر سے ہین جنکی طرف اشارۂ روحانیت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تھا اسوجہ سے اُن کی خدمت مین حاضر ہونا چاہیے چنانچہ وہ با اجازت اپنے پیرومرشد کے حاضر ہوا حاجی صاحب نے دیکھتے ہی فرمایا کہ وہ ہم تو یا مین تھے ہم تو یا مین تھے،، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی صاحب کو قوتِ کشفی بھی کامل حاصل تھی۔

میرے بھائی مولانا عبدالرؤف صاحب نے فرمایا کہ مجھے تامل اسوجہ سے تھا کہ اپنے دادا صاحب قدس سرہ (مولانا شاہ عبدالرزاق) کو حاجی صاحب کے ذکر پر ایسے کلمات کہتے سنتا تھا کہ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اہلِ علم کی صحبت کو پسند نہین فرماتے۔

جب مولانا عبدالغفار صاحب اور مرید حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کا واقعہ مجھے معلوم ہوا تو میرا تامل رفع ہو گیا حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ کے قصہ کو سنکر کہ مشہور ہے زمانۂ حیات شیخ اکبر قدس سرہ مین شیخ کی صحبت سے لوگون کو منع فرماتے تھے۔ جب وفات ہوئی تو لوگون سے فرمایا کہ چلو قطب وقت نے انتقال فرمایا ہے سعادتِ شرکتِ جنازہ حاصل کرو۔ بعض لوگون نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے حیات مین تو اُن کی ایسا فرمایا اُن کی صحبت کے فیض سے محروم رکھا اب بعد وفات ایسا ارشاد ہوتا ہے فرمایا وہ تو ایسے ہی تھے جو مین اب کہتا ہون مگر تمھارے عقول اُن کے اقوال کے مطالب سمجھنے سے قاصر تھے تم گمراہ ہو جاتے اِس وجہ سے مین نے منع کیا۔ اِسکے بعد میرے بھائی صاحب نے فرمایا کہ کیا عجب ہے اگر دادا صاحب کا انتقال بعد حاجی صاحب کے ہوتا تو وہ بھی ایسا ہی ارشاد فرماتے۔

شاہ احمد حسین صاحب بانسوی

حضرت میان احمد حسین صاحب بانسوی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ مین حاجی صاحب کو اپنے لڑکپن سے جانتا ہون ابتدائے عمر مین بڑے نمازی اور پابند شریعت تھے جماعت کسی وقت کی ترک نہین ہوتی تھی۔ مدتون سفر و سیاحت مین بسر کی ہے آخر مین بوجہ مشغولی بعض اذکار کے ایسی حالت ہو گئی ہے جو تم لوگ دیکھتے ہو۔

مولانا عبدالباری صاحب تحریر فرماتے ہین کہ مین حضرت حاجی صاحب کو ایک معمولی فقیر سمجھتا تھا مگر

اِن واقعات کے باعث و نیز انتقال کے زمانہ مین ایک امر پیش آنے سے (یہ واقعہ در حُسنِ اخلاق کے تذکرہ مین درج کیا گیا ہے) مجھے اُن سے حُسن عقیدت ہو گیا مخالفتِ شریعت کو تو اچھا نہین سمجھتا ہون مگر اُن کو معذور اور اکابرِ وقت سے اعتقاد کرتا ہون۔

مولانا محمد نعیم صاحب فرنگی محلی رح

مولوی محمد ناظم علی صاحب فضلی نائب مہتمم مدرسۂ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ تحریر فرماتے ہین کہ جب حافظ سراج الیقین صاحب نبیرۂ و صاحب سجادہ حضرت شاہ نجات اللہ صاحب صادق محب قادری قدس سرہ نے اپنے فرزند کی تقریب سجادہ نشینی کی تو اتفاقاً بوجہ عرس کے حضرت حاجی صاحب و نیز حضرت مولانا محمد نعیم صاحب فرنگی محلی قدس سرہما بھی شریک جلسہ تھے۔ مولانا محمد نعیم صاحب شریعت و طریقت کے اعتبار سے نہایت بلند پایہ رکھتے تھے اور اکابرِ وقت مین گذرے ہین۔ حاجی صاحب نہایت مذاق آمیز جملہ کو زبانِ مبارک سے ادا فرماتے ہوئے اُٹھکر مولانا کی طرف معانقہ کے لیے چلے مولانا محمد نعیم صاحب بھی ویسے ہی مذاق آمیز لفظون کے ساتھ حاجی صاحب کی طرف بڑھے اور باہم دونون بزرگو نہین معانقہ ہوا اُس وقت حاضرین جلسہ پر عجیب اثر تھا۔

حضرت مولانا شاہ فضل رحمن صاحب قبلہ نقشبندی رض۔

واقعاتِ مذکورۂ بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضورِ انور کو اپنے معاصرین سے خاص ارتباط تھا۔ حضرت مولانا شاہ فضل رحمن صاحب قبلہ (گنج مراد آباد) رضی اللہ عنہ سے آپ کی ملاقات کے بعض واقعات مشہور ہین۔ اور بعض ایسی روایتین درج کرتا ہون جن سے حضورِ انور کے اور حضرت مولانا صاحب قبلہ رض کے مراسم و اتحاد کا پتہ چلتا ہے۔ اور ظاہر ہوتا ہے کہ باہم خاص ارتباط تھا۔

مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی پیتھے پوری لکھتے ہین کہ مجھسے منشی عبدالرحیم صاحب پنشنر قانونگو فتح پور ضلع بارہ بنکی نے بیان کیا جو حضرت مولانا صاحب قبلہ کے مرید راسخ ہین کہ مین اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا صاحب قبلہ کی خدمت مین حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا کہ تمھارے جوار مین دیوہ شریف ہے تم جناب حاجی صاحب سے ملتے ہو۔ اور اپنا اصول رکھو چنانچہ وہ اسکے مزاول ہو گئے یہ واقعہ بھی منشی عبدالرحیم صاحب فضلی کا بیان کردہ ہے کہ شیخ ہادی حسن صاحب پیرزادہ بندگی نگر حضرت مولانا صاحب قبلہ کی خدمت مین بیعت کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت مولانا صاحب نے فرمایا کہ تم کو حاجی صاحب سے خلوص و ارادت نہین ہے تمھاری بیعت نہ لونگا۔

مولوی محمد ناظم علی صاحب فضلی نائب مہتمم مدرسۂ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ تحریر فرماتے ہین کہ ہمارے مدرسہ مین مولوی عابد حسین صاحب سہسوانی موجود ہین جو نثر مین مرزا غالب دہلوی کے اور نظم مین ایک اہل زبان کے شاگرد ہین ایک چشتیہ سلسلہ کے بزرگ سے شرف بیعت رکھتے ہین اور ایک شیخ عالی جاہ نقشبندی سے مستفید ہین۔ انھون نے ہمارے مولانا گنج مراد آبادی رض کی زبانِ مبارک سے (ایک مرتبہ سُنا کہ حاجی صاحب مقام حیرت مین ہین حضرت مولانا احمد میان صاحب قبلہ سجادہ نشین فرزند حضرت مولانا شاہ فضل رحمن صاحب قبلہ

ایک والانامہ مین جوجناب مولوی حسام الدین احمد صاحب قبلہ فضلی مؤلف انوار العیون ولباس المحبوب وغیرہ (پنشنر وڈپٹی کلکٹر رئیس سراوہ ضلع میرٹھ) کولکھا ہے اُسمین دوسری ملاقات کا واقعہ حسب ذیل تحریر فرمایا ہے۔
"دوسری مرتبہ جب تشریف لائے توپونے بارہ بجے دن کے ہون گے (مولٰنا صاحب سے جو مقبرہ کی کولیا یعنی گلی آمدورفت کی ہے وہین بغلگیر ہوئے) اور یہ فرمایا کہ اپنے چھوٹے لڑکے کو بُلوائیے (یعنی میرانام لیا) چنانچہ مجکو حضرت نے بُلوایا مجھسے بھی حاجی صاحب بغلگیر ہوئے براہ اشفاق بہت سی باتین میرے حق مین فرمائین۔ مین نے اور مولٰنا صاحب نے مسجد کے باہر دروازہ تک پہونچایا۔ وہان سے پھر بانگرمئو گئے تیسری مرتبہ جو تشریف لائے توایک صاحب کے یہان شب کو دعوت تھی۔ جب کھانا حاجی صاحب کے سامنے آیا تو یہہ فرمایا کہ پیشتر کھانا مولٰنا صاحب کو پہونچاؤ چنانچہ کھانا آیا اور حاجی صاحب ۴ بجے شب کے بانگرمئو تشریف لے گئے ...."

حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

جناب سید غفور شاہ صاحب حسامی الوارثی نے ایک کتاب انگریزی زبان مین حضور انور کے حالات مین تالیف فرمائی ہے اُسمین لکھا ہے کہ مولوی احمد حسین صاحب متوطن رہراوان ضلع بارہ بنکی کے بھائی کا واقعہ ہے کہ جب وہ حج کو جانے لگے توحضور انور کی خدمت عالی مین اجازت کے لئے حاضر ہوئے حضور انور نے اُن سے ارشاد فرمایا کہ "میرا سلام حاجی امداداللہ صاحب سے کہنا وہ ایک وقت میرے ساتھ تھے۔ اوراب مکہ شریف مین رہتے ہین" اُنکا بیان ہے کہ جب مین نے آپ کا سلام پہونچایا توحضرت حاجی امداداللہ صاحب پرایک خاص اثر ہوا اور اُن کے آنسو نکل آئے جواب مین فرمایا کہ میری جانب سے ہندوستان کے آفتاب سے درخواست کرنا کہ بہبودی کی دعا کرین کیونکہ میرا وقت آگیا ہے۔ جب مین نے آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر یہ پیام پہونچایا توحضور انور نے فرمایا "حاجی امداداللہ صاحب خود ولی کامل ہین اُن کو دعا کی کیا حاجت ہے"

حضرت مولٰنا شاہ سلیمان صاحب قادری چشتی پھلواروی راقم الحروف کوتحریر فرماتے ہین کہ مجھسے حضرت قبلہ حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ "حاجی وارث علی شاہ سا موحد پھر دیکھنے مین نہین آیا"

حضرت میان محمد شیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ (پیلی بھیت)

مولوی وارث علی صاحب متوطن قصبہ اترولی ضلع علی گڈھ جو حضرت میان محمد شیر شاہ صاحب قبلہ رح کے مریدین خاص مین ہین بیان فرماتے ہین کہ حضرت میان محمد شیر شاہ صاحب قبلہ کے روبرو حضرت حاجی صاحب قبلہ کا تذکرہ آیا تو فرمایا کہ "وہ بہت بڑے آدمی ہین جوشخص اُن سے خلاف ہوتا ہے اُسکی صورت دیکھنے کو میرا جی نہین چاہتا"

مولٰنا مفتی ابوذر صاحب وارثی سنبھلی فرماتے ہین کہ مین حضرت میان محمد شیر شاہ صاحب رح سے بدعقیدہ تھا۔ جب حضور وارث پاک کی خدمت عالی مین حاضر ہوکر شرف بیعت سے مستفید ہوا تو بعد بیعت خود بخود مجکو حضرت میان محمد شیر شاہ صاحب سے عقیدت ہوئی اور مین دیوہ شریف سے پیلی بھیت گیا اور حضرت میان صاحب قبلہ کی خدمت مین حاضر ہوا مجھے دیکھکر فرمایا کہ تو خود نہین

آیا ہے کسی کا بھیجا ہوا آیا ہے - پھر فرمایا کہ "بعض کو باپ دادا کی دولت ہاتھ آجاتی ہے تو وہ اُسکے لُٹانے میں دریغ نہیں کرتے میری تو اپنی کمائی ہے"

مجھے اپنے کانوں سے یہ ارشاد سنکر حضرت میاں صاحب قبلہ کے اُس مقولہ کی تصدیق ہوگئی جو میں نے بعض اکابر سلسلہ سے سُنا تھا کہ حضرت حاجی میاں محمد شیر شاہ صاحب قبلہ نے حضرت وارث پاک کا تذکرہ پھر فرمایا کہ "حاجی صاحب کو باپ دادا کی دولت ملی ہے وہ جس فیاضی سے چاہیں لٹائیں میری تو کمائی ہے مجھے درد ہے"

حافظ شاہ محمد یحییٰ صاحب قبلہ میرٹھی جو حضرت قبلہ میاں محمد شیر شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے خلفائے کبار میں ہیں - فرماتے ہیں کہ ہمارے حضرت میاں محمد شیر شاہ صاحب قبلہ سے میرے روبرو حضرت حاجی صاحب قبلہ کا ذکر آیا تو فرمایا کہ "حاجی صاحب بہت بزرگ اور نہایت مقدس ہیں ایک مرتبہ پیلی بھیت تشریف لائے تھے تو ملاقات ہوئی تھی"

مولانا حکیم مشتاق علی صاحب قلندر قدس سرہٗ

مولانا حکیم مشتاق علی صاحب[1] قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو خیال تھا کہ عوام میں جو مشہور ہے کہ حضرت حاجی صاحب نماز نہیں پڑھتے کسی موقع پر ملنا ہو تو دریافت کرنا چاہیے۔

حکیم صاحب کا معمول تھا کہ بعد نماز جمعہ حضرت حافظ شاہ محمد عارف صاحب ابو العلائی (جو مین پوری میں ایک بڑے بزرگ گذرے ہیں) سے ملنے جایا کرتے تھے - ایک مرتبہ بعد نماز جمعہ حافظ ممدوح سے ملنے گئے تو دیکھا کہ حاجی صاحب قبلہ بھی وہاں رونق افروز ہیں - معًا دل میں خیال آیا کہ یہ موقع اچھا ہے آج دریافت کرنا چاہیے مگر عجیب اتفاق ہوا کہ جیسے ہی مولانا حکیم مشتاق علی صاحب پہونچے تو آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُسی وقت وہاں سے تشریف لے گئے - اِسکے بعد مولانا حکیم مشتاق علی صاحب نے فرمایا کہ آج میں نے

[1] مولانا حکیم مشتاق علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مین پوری میں طبابت کرتے تھے اور حضرت مولانا شاہ تراب علی صاحب قلندر کاکوروی رحہ کے خلفائے کبار سے تھے - حتّٰی کہ ایک مرتبہ اُنھوں نے اپنے پیرو مرشدؒ کو لکھا کہ جسقدر ذکر و اشغال تعلیم ہوئے تھے وہ میرے ورد میں ہیں اب کچھ اور مرحمت فرمائیے تو جواب آیا کہ آپ جو کچھ کرتے ہیں وہ بہت کافی و وافی ہے فقیر سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا - حضرت مولانا حکیم مشتاق علی صاحب نے اِس مقدس والا نامہ کو اپنے شجرہ کے ساتھ قبر میں رکھنے کی وصیت فرمائی تھی - ایک مرتبہ مین پوری میں شیخ اکرام حسین صاحب مختار کے یہاں حضرت مولانا عبد اللہ شاہ صاحب کمل پوش کی دعوت تھی اور اُنکے ساتھ حافظ شاہ محمد عارف صاحبؒ اور حکیم مشتاق علی صاحب اور مولوی حسین بخش صاحب خلیفۂ شاہ میر محمد قلندر برادر خورد شاہ محمد کاظم قلندر اور دیگر بزرگوں کی بھی دعوت تھی حضرت مولانا عبد اللہ شاہ صاحب کمل پوش نے مولانا حکیم مشتاق علی صاحب کی طرف سر سے پیر تک بغور دیکھا اور فرمایا کہ "بابا حکیم خوش رہو" دعوت کے بعد لوگوں نے حضرت مولانا عبد اللہ شاہ صاحب کمل پوش سے استفسار کیا کہ آپ نے مخصوص طریقہ سے ان کی طرف دیکھکر ایسا کیوں فرمایا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ "میں نے دیکھا کہ اُنکے لطائف ستہ ہر دم ذاکر و شاغل ہیں" اِسی طرح کے اور واقعات بھی مولانا حکیم مشتاق علی صاحب کے مشہور ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑے پایہ کے بزرگ گذرے ہیں -

حاجی صاحب کے اُٹھنے پر جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کا ہر رونگٹا ذاکر و شاغل ہے ایسی حالت مین نماز کے بارہ مین اُن پر کیا اعتراض کیا جا سکتا تھا۔

مولٰنا حکیم مشتاق علی صاحب مولٰنا محمد حبیب علی صاحب رح کے والد ماجد تھے اور یہ واقعہ خود مولٰنا محمد حبیب علی صاحب رح نے راقم الحروف سے بیان فرمایا تھا۔ مولٰنا حبیب علی صاحب قبلہ اپنے تقدس ذاتی اور عالم باعمل ہونے کے باعث مسلمانان اٹاوہ مین نہایت وقیع نظرون سے دیکھے جاتے تھے اور حضرت مولٰنا شاہ علی حیدر قلندر خلف و خلیفۂ اکبر مولٰنا شاہ تراب علی قدس سرہما کے مریدین خاص مین تھے۔

راقم الحروف نے اِس واقعہ کی تازہ تصدیق جناب مولوی حکیم محمد وصی علی صاحب کاکوروی سے بھی کی ہے۔ جو جناب مولٰنا مولوی محمد حبیب علی صاحب قبلہ رح کے پوتے ہین اور اپنی ذاتی خوبیون کے علاوہ مذہبی و روحانی اوصاف مین اپنے اسلاف کے قدم بقدم ہین۔

مولٰنا حاجی زید اللہ صاحب پشاوری

حاجی نصیر الدین صاحب (مرید حضرت مولٰنا شاہ عبد الصمد صاحب سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ)

ناقل ہین کہ مجھجو رمین ایک سیاح درویش مولٰنا حاجی زید اللہ صاحب پشاوری تشریف لائے جو سلسلۂ نقشبندیہ کے شیخ تھے داروغہ حسین علی صاحب کی مسجد مین قیام فرمایا۔ بڑے متشرع بزرگ تھے اُن کی صحبت مین اکثر لوگ بیٹھے ہوئے تھے حضرت حاجی صاحب قبلہ کا بھی تذکرہ آگیا لوگ آپ کے محامد محاسن بیان کرنے لگے مگر دوران گفتگو مین کسی مخالف نے یہ اعتراض بھی کیا کہ آپ نماز نہین پڑھتے تھے یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ اتنے مین دیکھا تو اُس مجمع مین خود حضرت حاجی صاحب قبلہ بھی تشریف لے آئے اور حسب دستور سلام مین سبقت فرمائی مولٰنا زید اللہ صاحب نے جواب سلام کے بعد آغاز کلام اِن لفظون سے شروع کیا کہ "سُنا ہے آپ تارک الصلوٰۃ ہین مین جوابِ سلام نہ دیتا" آپ نے اتنا سنتے ہی فرمایا کہ "مدا ایسا تو نہین ہے" آپ کے اِن الفاظ مین خدا جانے کیا تاثیر تھی کہ مولٰنا ساکت دم بخود رہ گئے۔ عصر کا وقت تھا مسجد مین نماز کی تیاری تھی آپ بھی شریک ہوئے اور مغرب تک اُسی مسجد مین نشست فرمائی بہت تھوڑی نشست آپ نے مولٰنا کے روبرو فرمائی تھی کہ مولٰنا نے کہا "دبس" اُٹھکر چلے گئے ہم لوگ وہین موجود تھے آپ کے جانے کے بعد مولٰنا نے ایک آہ سرد بھر کر فرمایا کہ "بیان لوگون کا غلط نکلا" حاضرین نے چاہا کہ اِس بات کی حقیقت دریافت کرین مگر مولٰنا نے فرمایا کہ مین اِس باب مین گفتگو کرنا نہین چاہتا۔

مولٰنا شاہ عبد القادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

حافظ سراج الدین محمد ذاکر صاحب متوطن بدایون شریف (خلیفۂ حضرت شاہ ابو الحسن صاحب مارہروی نوری میان قدس سرہ)

تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے عالم یکتا فاضل بے ہمتا جناب مولٰنا و مقتدانا شاہ عبد القادر صاحب بدایونی قادری یعنی و مجیدی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حضرت حاجی صاحب نماز نہین پڑھتے آپ کو کچھ علم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھکو حاضری کا اتفاق دو مرتبہ ہوا لیکن وہ وقت نماز کے نہ تھے مگر سامانِ نماز سب مُہیّا پایا یقین ہے کہ نماز ضرور پڑھتے ہین۔ کیونکہ بغیر اتباع سنّت نبوی درویشی محال ہے۔

مولٰنا شاہ عبدالصمد صاحب سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ-

مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی پلیچھےپوری لکھتے ہین کہ حضرت مولٰنا شاہ عبدالصمد صاحب سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ جو عرصہ سے قصبہ پھپوند ضلع اٹاوہ مین تشریف رکھتے تھے اور جنکے فیوض وبرکات مشہور خلق ہین اُن کی ملاقات کا واقعہ مجکو خود مولوی حاجی نصیرالدین صاحب فتحپوری ضلع بارہ بنکی نے اپناچشمدید لکھایا ہے جو حضرت مولٰنا کے مرید خاص ہین- اور معمر و ثقہ بزرگ ہین واقعہ جو اُن کا بیان کردہ ہے حسب ذیل ہے-

ہمارے مولٰنا صاحب قبلہ کا قیام پھپوند مین تھا زبانی پیام وسلام حضرت حاجی صاحب قبلہ کی خدمت مین اکثر پہونچتے رہتے- مگر ملاقات کا اتفاق نہین ہوا حالانکہ ضلع اٹاوہ مین مولٰنا صاحب کا قیام تھا اور خاص اٹاوہ مین اکثر حاجی صاحب تشریف لیجاتے تھے- مولٰنا صاحب کی خواہش پر حاجی صاحب نے پھپوند بھی تشریف لیجانے کا قصد فرمایا اور جب اُس طرف کا سفر فرماتے تو مولٰنا صاحب کو تار یا خط کے ذریعہ سے اطلاع دی جاتی تھی- مگر عجیب اتفاق ہے کہ جو زمانہ آپ کے سفر کا ہوتا وہ حضرت مولٰنا کے قیام پھپوند کا نہ ہوتا تھا- حتّیٰ کہ حضرت حاجی صاحب نے ترک سفر فرما دیا اور آپ کا دیوہ شریف مین مستقل قیام ہوگا-

ہمارے حضرت مولٰنا صاحب قبلہ کا اشتیاق روبہ ترقی تھا مولٰنا صاحب خود پھپوند سے دیوہ شریف تشریف لائے مین بھی ہمراہ تھا جیسے ہی مولٰنا صاحب پہونچے آپ نے کھڑے ہوکر معانقہ اور اپنے اشتیاقِ ملاقات کا بھی مختصر تذکرہ فرمایا- حضرت مولٰنا صاحب قبلہ کو علم مناظرہ سے خاص دلچسپی تھی جناب حاجی صاحب نے حاضرین سے مولٰنا صاحب کی ایسے الفاظ مین تعریف فرمائی جن سے مناظرہ سے سکوت کی ہدایت مترشح ہوتی تھی اِسکے بعد سکوت کا عالم اُس محفل مین طاری ہوگیا دو ایک باتین اشارون مین ہوئین جنکو حاضرین نہ سمجھ سکے- اُسوقت تاثیرِ استغراق تمام حاضرین پر طاری تھی اسکے بعد خلوت ہوگئی اور ہم لوگ باہر چلے آئے حضرت مرشدنا و مولٰنا صاحب قبلہ کچھ عرصہ کے بعد باہر تشریف لائے تو وجد کی حالت تھی- حضرت حاجی صاحب قبلہ نے بطور مدارات قیام کے لیے فرمایا تو حضرت مولٰنا صاحب نے فرمایا کہ جو غرض ملاقات سے تھی وہ بحمداللہ حاصل ہوگئی-

مولٰنا شاہ نذیر علی صاحب فتح پوری رحمۃ اللہ علیہ

مولٰنا حاجی عابد حسین صاحب مدظلہ العالی رئیس فتح پور ضلع بارہ بنکی جو فی زماننا نہایت ابرار مین سے ہین- اپنے پیر و مرشد حضرت مولٰنا شاہ نذیر علی صاحب قبلہ رح کا اور حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ کا باہمی ارتباط تحریر فرماتے ہین- چنانچہ مولٰنا ممدوح کے ذو والانامون کا اقتباس حسب ذیل ہے مد حضرت مولٰنا و مرشدنا قبلہ و کعبہ (شاہ محمد نذیر علی صاحب رح) کی ہمراہی مین جب جانے کا اتفاق ہوا تو مین نے دیکھا کہ حضرت حاجی صاحب بہت تپاک سے سروقد کھڑے ہوکر بچھونے کے کنارہ تک آکر ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر بٹھا لیتے تھے اور مین بھی بعد مصافحہ کنارہ بچھونے کے بیٹھ جاتا تھا پانچ سات منٹ بیٹھ کر اُٹھ آتے تھے دو چار مرتبہ شاید جلسۂ طویل کی نوبت آئی

وہ بھی بوجہ مذاکرہ کسی مسئلۂ خاص کے۔ جناب حاجی صاحب کو مولٰنا سے اور مولٰنا کو جناب حاجی صاحب قبلہ سے بہت لُطف تھا اور جناب حاجی صاحب کو حضرت مولٰنا بہت اچھا جانتے تھے۔ بعد رحلت حضرت مولانا ومرشدنا کے بھی مین کبھی کبھی بدستور سابق حاضر ہوتا رہا اور بعد سلام علیک و مصافحہ و مزاج پرسی دوچار منٹ حاضری دیکر اُٹھ آیا کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

حضرت حاجی منصب علی شاہ چشتی سلونی و حضرت میان سید علی شاہ رح

مولوی رونق علی صاحب وارثی الرزاقی بیتھیے پوری لکھتے ہین کہ اِس جوار مین فقرائے متاخرین مین دو بزرگ بہت بڑے پایہ کے گذرے ہین ایک تو حضرت حاجی منصب علی شاہ چشتی سلونی بیتھیے پوری خلیفۂ خاص حضرت شاہ نعمت اللہ و حضرت شاہ ابو الحسن صاحبان پھلواروی قدس سرہما اور دوسرے حضرت میان سید مقصود علی شاہ صاحب چشتی مانا پوری خلیفہ مجا شاہ قلندری لاہرپوری اِن دونون حضرات سے بکثرت مخلوق الٰہی فیضیاب ہوتے تھے اور یہ دونون بزرگ اپنے اپنے مقام پر مرجع انام تھے۔ جب سے حضرت اقدس حاجی صاحب قبلہ نے بیعت لینی شروع فرمائی اِن دونون بزرگون نے طالبانِ ہدایت کو حضور انور کے حلقۂ غلامی مین داخل ہونے کے لئے ارشاد فرمایا۔

حضور انور جب پہلے پہل بیتھیے پور مین تشریف لائے اور حضرت حاجی منصب علی شاہ صاحب کا تذکرہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ ہمارے بھائی ہین اور ہمسفر حج ہین۔ ہم کو اُن سے ملنا چاہیے اور یہ فرماتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے بیتھیے پور کے اکثر عمائدین حضور انور کے ساتھ تھے۔ مین نہین کہہ سکتا کہ حاجی منصب علی شاہ صاحب کو کیونکر علم ہوگیا کہ وہ مسجد سے چند قدم باہر نکلکر آئے اور حضور پر نور سے مصافحہ کیا۔ جیسے ہی نظر اُٹھاکر آپ کی طرف دیکھا حاجی منصب علی شاہ صاحب قبلہ نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہوگئے۔ حضرت زیرلب تبسم فرماتے ہوئے وہان سے چلدیے اور حاجی منصب علی شاہ صاحب کے خدام و معتقدین اُنکو اُٹھاکر حجرہ مین لے گئے۔ اُسوقت اُن کے منھ سے کف جاری تھا اور اُنپر بیخودی کا عالم طاری تھا۔ یہ کیفیت اُن کی کئی دن تک رہی۔

حضرت میان سید مقصود علی شاہ صاحب مجا شاہ قلندری جو مانا پور مین رہتے تھے (مانا پور بیتھیے پور سے ایک کوس جانب شمال واقع ہے) وہ اپنے محل مین اکثر آپ کے مداح و ثنا خوان رہا کرتے تھے اور اکثر آپ سے ملنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ بعد وصال حضرت سید مقصود علی شاہ صاحب کہا گیا ہے کہ جب حضور انور کا گذر اُن کے مزار پرانوار کی طرف سے ہوتا تھا تو آپ وہان ٹھہر جاتے تھے اور اُن کے طریق فقر کی تعریف فرماتے تھے۔

سائین توکل شاہ صاحب نقشبندی مجددی انبالوی رح

انبالہ مین سائین توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ خاندانِ نقشبندیہ مجددیہ کے ایک نامور شیخ گذرے ہین۔ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی حضور انور کے حکم سے اُن کی خدمت مین گئے تو دیکھا کہ زمین پر بستر بچھا ہوا ہے

اور شاہ صاحب آنکھیں بند کئے ہوئے استراحت میں ہیں۔
حاجی اوگھٹ شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں تھوڑی دیر تک کھڑا رہا جب شاہ صاحب نے آنکھیں کھولیں تو مجھے سر سے پاؤں تک بغور دیکھا اور ایک آہ سرد بھر کر اپنی پنجابی زبان میں فرمایا "رسول کریم دا اور حاجی صاحب دا ساڈے نال فیض آؤندا ہے"
مجکو اپنے یہاں کے لنگر میں کھانے کا حکم دیا اور اگلے روز سرہند شریف کو رخصت کیا۔

حضرت شاہ ابوالحسن صاحب قبلہ نوری میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ

حافظ سراج الدین صاحب بدایونی (پیش امام لوہا منڈی آگرہ) جو حضرت نوری میاں رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ ہر چند مجکو صرف ایک بار زیارت نصیب ہوئی سبحان اللہ سبحان اللہ کیا کہنا ہے۔ میں ہرگز ہرگز اُن کے اوصاف میں قلم نہیں اُٹھا سکتا اور نہ زبان کو جنبش دے سکتا ہوں چھوٹا منھ بڑی بات ہے۔
میں نے اپنے شیخ علیہ الرحمۃ سے جو اپنے وقت کے کامل گذرے اور آپ ہی اپنا جواب تھے بر سبیل تذکرہ سنا ہے ارشاد فرماتے تھے کہ "حاجی وارث علی اپنے وقت کے یکتا ہیں اور بزرگ ہیں سلسلۂ رزاقیہ میں آفتاب ہیں۔ جو اُنکو بُرا کہے خود بُرا ہے۔ فقیر ہیں کسر نفسی اُنھیں کا حصہ ہے اور بہت اچھے ہیں کلام پاک کے حافظ بھی ہیں کئی حج پاپیادہ کئے ہیں" جب کبھی تذکرہ درویشوں کا ہوتا تو یہی فرماتے کہ حاجی صاحب نے بڑے بڑے مجاہدے کئے ہیں فقیری کر رہے ہیں۔ اُن کی جانب سے بدظن نہونا چاہیے" عرض کیا گیا کہ یا حضرت ایسا سُنا گیا ہے کہ حاجی صاحب نماز نہیں پڑھتے فرمایا کہ وہاں نہیں پڑھتے اول تو یہ کہ اِن لوگونکی نماز دکھانے کے لیے نہیں ہوتی۔ اور سوا اِسکے جو درویش کہ حد سلوک سے باہر آکر قدم زن ہوتا ہے اُسکو جذب ہو جاتا ہے اُسپر حد شرع شریف نہیں مگر میں نے سُنا ہے کہ وہ نماز گذار ہیں متبع شریعت غرا ہیں بغیر اتباع شرع شریف فقیر نہیں ہوتا کیونکہ اتباع شریعت میں اتباع رسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام ہے ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

ایک مرتبہ میں مارہرہ شریف میں حاضر تھا اتفاق سے ایک مجلس میں شریک ہوا جہاں اکثر بزرگ رونق افروز تھے منجلہ اُن کے ظہوری میاں صاحب قبلہ بھی تشریف فرما تھے کچھ خاصانِ خدا کا تذکرہ ہو رہا تھا اُسی مجلس میں ایک غیر نے دریافت کیا کہ حاجی وارث علی شاہ صاحب کی نسبت آپ صاحبوں کے کیا خیالات ہیں۔ ایک صاحب نے جواب دیا کہ میاں یہ کیا سوال ہے ؎

خاصانِ خدا خدا نباشند — لیکن ز خدا جُدا نہ باشند

ہم سے اِس باب میں دریافت نہ کرو اسلیے کہ ہم سلاسل میں واسطہ رکھتے ہیں۔ ہمارا اور حاجی صاحب کا سلسلہ ایک ہے یہ سوال کسی غیر واسطہ والے سے کرنا چاہیے یہی گفتگو تھی کہ حضرت ظہوری میاں صاحب برادر حضرت اقدس نوری میاں صاحب قبلہ نے فرمایا کہ میاں اس فقیر کی طرف متوجہ ہوجیے۔ اور جو دریافت کرنا ہو فقیر سے فرمایئے "حاجی صاحب قبلہ شیخ وقت اور بڑے شیخ کامل زبردست ہیں۔ اُن کی نسبت

کیا کسی کا خیال ہو سکتا ہے ایسے لوگ قیامت تک پیدا ہونے والے نہین۔ اُن کے اوصاف کما حقہ مین نے اکثر میان بھائی صاحب سے سنے ہین فرماتے تھے کہ بہت بڑے فقیر ہین یہ تو بسا اوقات میان بھائی صاحب قبلہ سے سُنا کہ میرے خیال مین ایسا شیخ ہونا مشکل ہے۔ تم کبھی اپنا خیال بدکر کے اپنے کو گندۂ نارنہ بنانا خدا ایسے لغو خیال سے پناہ دے جن لوگون کے خیال اُن کی جانب سے اچھے نہین ہین اُن پر یہ شعر شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا صادق آتا ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

حضرت مولنا شاہ سید ابو محمد علی حسن صاحب اشرفی الجیلانی

حضرت مولنا شاہ سید ابو محمد علی حسن صاحب اشرفی الجیلانی تحریر فرماتے کہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ ایک بڑے پایہ کے ولی کامل تھے۔ اسقدر محویت کا غلبہ تھا کہ ایک دن آپ نے بمقام سید پور ارشاد فرمایا کہ "دا ابھی ہمکو وضو کرنے کی ترکیب یاد ہے" اللہ رے محویت گو بظاہر بات چیت کرتے تھے مگر ایک لمحہ کے لئے محویت ذات وحدہٗ لاشریک سے غافل نہ تھے۔ مین اُن کو عارف باللہ صاحب مقامات عالیہ جانتا ہون گو لوگ اُن کو ہر وقت کی نماز پڑھتے ہوئے نہین دیکھتے تھے مگر کوئی نماز اُن کی کبھی قضا نہین ہوئی۔ . . . . . نادانون کی عقل مین یہ راز نہین سما سکتا بقول حضرت احمد جام زندہ پیر ؎

عقل کے داند کہ این رمز از کجاست — این حکایت را بیانے دیگر ست

حضرت حاج الحرمین مولنا سید ابو محمد اشرف حسین صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی

حضرت مولنا سید ابو محمد علی صاحب اشرفی الجیلانی مسند آرائے کچھوچھہ شریف اپنے پیر و مرشد حضرت حاج الحرمین شریفین مولنا سید ابو محمد اشرف حسین صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی کے ہمراہ بھی حضرت سے ردولی شریف مین ملے۔ چنانچہ مولنا شاہ سید علی حسن صاحب تحریر فرماتے ہین کہ ایک رئیس کے مکان پر جہان حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ ٹھہرے تھے وہین ہم جاکر ملے تو بعد تعظیم ملاقات حضرت حاجی صاحب نے معانقہ اور مصافحہ کیا اور فرمایا کہ تم حضرت پیران پیر دستگیر کے فرزند ہو اور ہمارے مرشد زادے ہو اسکے بعد چند اشعار عاشقانہ جو توحید کے اُردو زبان مین تھے پڑھکر سُنائے اور فرمایا کہ صاحبزادے اولیاء اللہ کو موت نہین ہمیشہ زندہ رہتے ہین۔ قرآن شریف مین كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ آیا ہے كُلُّ رُوحٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ نہین آیا۔ پس نفوس کو موت ہے روح تو موت سے آزاد ہے۔ بعد ملاقات حضرت حاجی صاحب مجھسے حضرت پیر و مرشد نے فرمایا "جناب حاجی صاحب اعلیٰ درجہ کے درویش مقام محویت مین ہین جنکو ماسوی اللہ سے قطعی خبر نہین زمانہ مین اس پایہ کا درویش ہزارون مین ایک ہوتا ہے۔

حضرت بہادر شاہ صاحب نقشبندی

مولوی محمد ناظم علی صاحب فضلی مہتمم مدرسۂ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ تحریر فرماتے ہین کہ ایک مسن بزرگ

بہادر شاہ صاحب نقشبندی چشمِ ظاہر سے نابینا اترولہ ضلع گونڈہ میں ایک شخص کے زنانہ مکان میں مہمان تھے اتفاق سے مجکو پتہ چل گیا۔ تو اُن کی خدمت میں حاضر ہوا اثنائے تقریر میں حضرت حاجی صاحب کا ذکر آیا تو نہایت جوش میں آکر فرمایا کہ "وہ شمشیر برہنہ ہیں"

حاجی سید علی عابد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سید علی حامد شاہ صاحب چشتی قادری سجادہ نشین سانڈی ضلع ہردوئی لکھتے ہیں کہ میں باعتبار ظاہر حضرت حاجی صاحب قبلہ سے خوش اعتقاد نہ تھا ایک مرتبہ جناب قبلہ و کعبہ مولٰنا و مرشدنا حاجی سید علی عابد شاہ صاحبؒ نے میرے مشکوک خیالات کی بنا پر ارشاد فرمایا کہ "اے عزیز حضرت حاجی صاحب قبلہ کے متعلق ظن نیک رکھنا چاہیے جس مقام پر وہ فائز ہیں اہلِ سلوک کے نزدیک وہ معراج روحانی کا آخری زینہ ہے اُن کے اعلیٰ مدارج سے روگردانی کرنا ایسا ہی ہے جیسے روزِ روشن سے انکار کرنا۔

اُن کی نماز کہاں اور کیسی ہوتی ہے اِس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ اُن کے کمالِ استغراق کو دیکھتے ہوئے یہ اعتراض صحیح نہیں ہے اِس پُرآشوب زمانہ میں اُن کو جنید ثانی کہنا چاہیئے۔

البتہ بعض مریدین نے حضرت ممدوح الشان کے ظاہری حال سے سبق لیا اچھا ہوتا اگر وہ اوامر و نواہی کے سختی سے پابند رہتے اور ظاہر بینوں کو حضرت حاجی صاحب کی نسبت اعتراض کا موقع نہ دیتے۔

حاضرین میں سے ایک صاحب نے سوال کیا کہ طوایفوں کو بہ کثرت بغیر ہدایت مرید کرتے ہیں تو حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ ایسے مقام پر ہیں جہاں خیر و شر کی تمیز نہیں رہتی اور یہ شعر مثنوی شریف کا پڑھا ؎

ہرچہ گیرد علتی علت شود　　کفر گیرد کاملے ملت شود

مولٰنا سیّد محمد کریم رضا صاحب بہاری مدظلہ العالی

مسند آرائے رشد و ہدایت حضرت مولٰنا سید محمد کریم رضا صاحب چشتی نظامی اشرفی درویشی جو فی زمانا مشاہیر علمائے کرام میں سے اور باعتبار طریقت بھی نہایت ممتاز مشائخین میں ہیں۔

تحریر فرماتے ہیں کہ "اگرچہ میں حضرت حاجی صاحب قدس کا نہ مرید ہوں نہ فقیر مگر اظہار حق ضروری کہ وہ ذاتِ بابرکات کامل اولیائے زمان صاحبِ خوارقِ عادات فراوان عاشق خدا تارک دنیا اور جو اوصاف اولیاء ہیں ان کے ساتھ متصف تھی۔ مولوی غنی حیدر صاحب (وکیل گیا) نے مجکو حضرت حاجی صاحب کی خدمت بابرکت میں لیجا کر قدمبوسی کرائی۔

مولٰنا شاہ محمد سلیمان صاحب قادری چشتی پھلواروی بہاری

حضرت مولٰنا شاہ محمد سلیمان صاحب قادری چشتی پھلواروی نے حاجی سید غفور شاہ صاحب منعمی الوارثی کو اُن کی معصوم دختر کے انتقال پر تعزیت نامہ تحریر فرمایا ہے جس کا اقتباس حسب ذیل ہے۔

"آپ کی دختر کے انتقال سے آپ کی تردد خاطر کا تعلق ہوا مگر پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ آپ درویش ہین اور درویش کی آنکھون کے سامنے حیات وموت کوئی تعجب خیز واقعہ نہین اور بالخصوص آپ حضرت قبلہ حاجی وارث علی شاہ صاحب قدس اللہ نفسہٗ کے فقیر ہین جنکے یہان جینے اور مرنے کی خوشی اور غم کا سبق پڑھایا ہی نہین جاتا وہان غنا اور فقر اور عزت اور بیوقعتی سب کا خالق ایک ہی مانا گیا تھا۔ اور خالق بھی محبوب بس محبوب کی ہر ادا محبوب ہی پس حضرت موصوف کا مسلک رضا بقضا تھا۔ اور یہ بھی عرض کئے دیتا ہون کہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ العزیز کا اصلی رنگ یہ تھا کہ دریائے وحدت مین ڈوبے ہوئے تھے۔ فرد غیریت اُن کے سامنے بالکل محو تھی۔ مین نے مکّہ معظمہ مین حضرت شیخ العالم حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کی زبانِ مبارک سے سُنا ہے کہ حاجی وارث علی شاہ سا موحد دیکھنے مین نہین آیا"، سبحان اللہ ایک شیخ الشیوخ جس شخص کو بے مثل سمجھے اور دریائے توحید کا شناور جانے وہ کس پایہ اور رتبہ کا شخص ہے .... والسلام

حضرت مولٰنا شاہ محمد سلیمان صاحب قبلہ قادری چشتی پھلواروی نے راقم الحروف کو جو والانامہ لکھا ہے اُس مین بعض فقرائے خرقہ پوش کے متعلق (اُن کی ظاہری حالت کے اعتبار سے) افسوس کیا ہے اور آخر مین تحریر فرمایا ہے کہ "آپ کے اصرار سے مجبوراً مین نے اسقدر اظہار کیا ہے ورنہ کم فہمون کے ڈر سے اتنا بھی مین بولنا نہین چاہتا اور معاف کیجیے گا پھر مین اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہون کہ جب تک دریائے تفرید وتجرید کا شناور نہو حضرت قبلہ حاجی وارث علی شاہ صاحب کا نہ فقیر ہوسکتا ہی نہ خلیفہ ہوسکتا ہے دنیاداری وخودداری کے ساتھ وارثی فقر ہرگز جمع نہین ہوسکتا۔ حضرت قبلہ حاجی صاحب وہ مقام رفیع رکھتے تھے کہ ؎

ما مقیمانِ کوے دلداریم	رُخ بہ دنیا و دین نمے آریم

حضرت مولٰنا شاہ محمد سلیمان صاحب قبلہ نے جو خیال ظاہر فرمایا ہے وہ بالکل حق بجانب ہی حقیقتہً جب تک حضور انور سے حقیقی نسبت نہ پیدا ہو کیونکر اُس مقدس ذات سے منسوب ہوسکتے ہین ؎

خلعت گر اُس کا اپنے بدن مین نہ ٹھیک آئے	ہے جسم کی خطا یہ قصورِ قبا نہین

اور اسی مفہوم مین ایک بزرگ عالی نسبت کیا خوب فرماتے ہین ؎

انچہ برما ہست از ناسازیِ اندام ماست	ورنہ تشریفِ تو بر بالاے کس کوتاہ نیست

مبارک ہین وہ لوگ جو اُس ذاتِ محمود الصفات سے حقیقی نسبت ومحبت رکھتے ہین۔

مولوی سید محمد رضا صاحب سندیلوی رح

حافظ سراج الدین صاحب بدایونی (خلیفہ حضرت نوری میان صاحب قبلہ مارہروی رح)

تحریر فرماتے ہین کہ سنہ ۱۳۰۳ھ مین مجکو حضرت اُستادی ذاکر ومداح حبیب خدا مولٰنا سید محمد رضا صاحب قبلہ سندیلوی کی خدمتِ عالی مین حاضر ہونے کا اتفاق ہوا آپ کی صحبت مین صبح وشام خاصانِ خدا کا تذکرہ رہتا تھا۔ ایک مرتبہ عصر کے وقت منشی محمد بشیر الزمان صاحب جو ایک معزز

رئیس ہین اور عمائدین سندیلہ ہین نہایت مشہور و معروف ہین۔ تشریف لائے اور بندگانِ خدا کا کچھ ذکر فرمانے لگے اُس جلسہ ہین ایک لکھنؤ کا قوال بھی حاضر تھا اُسکو بزرگان دین کا تذکرہ سُنتے سُنتے کچھ ایسا جوش پیدا ہوا کہ بیساختہ اُس کی زبان سے نکلا ہمارے حاجی صاحب کا بھی دم غنیمت تھا منشی بشیر الزمان صاحب نے فرمایا بیشک یہ سچ ہے اسمین سر مو فرق نہین۔

جناب مولنا صاحب قبلہ ممدوح الصدر مدظلہٗ خاص طور پر متوجہ تھے۔ یکبارگی "میری" طرف نظر کر کے فرمایا کہ کچھ سُنا کس کا ذکر ہے۔ یہ شیخ وقت تھے بلکہ شیخ زمان ان کی نسبت جو کچھ کہا جائے سو بجا ہے پھر جناب منشی صاحب کی طرف مخاطب ہو کر حق و باطل کا فرق بتایا۔ اور فرمایا کہ یہ بہتر سے بہتر ہین ان کا نام ادب سے لینا چاہیے پھر یکبارگی مستانہ وار جھوم کر یہ شعر زبانِ فیض ترجمان سے ادا فرمایا اور آنکھون مین آنسو بھر لائے ؎

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی ست

پھر سکوت فرمایا اور ایک آہ سرد بھر کر فرمایا کہ ان لوگون کا ذکر اور ہماری فکر یہ لوگ ذکر و فکر سے مبرا و مستثنٰی ہین یہ خاص خاصۂ بارگاہِ کبریا ہین۔

از حضرت حاجی مولنا شاہ شاہزادہ سید محبوب عالم صاحب قبلہ قادری حسنی الحسینی نبیرۂ حضرت مولنا شاہ محمد اکمل آفندی متوطن بغداد شریف

جنکا قیام زیادہ تر آستانۂ حضرت خواجہ غریب نواز پر رہتا ہے فرماتے ہین۔ مین نے بغداد مین اپنے دادا صاحب قبلہ حضرت پیر و مرشد مولنا شاہ محمد اکمل صاحب رضہ سے دریافت کیا کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ کی نسبت آپکا کیا خیال ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اس زمانہ مین کوئی اُنکا ثانی نہین ہے اُنکا عرفان اسقدر زیادہ ہے کہ جسکی انتہا نہین ہے۔ مین نے بہت سے فقرا و مشائخ کو دیکھا ہے اور جہان تک غور و فکر کیا ہے اُنکے مدارج کی انتہا نہین ملی۔ اُن کی اعلیٰ درجہ کی تکمیل ہوئی ہے۔ مین نے بہت سیاحی کی ہے مگر ایسا خاص و مکمل بزرگ دیکھنے مین نہین آیا۔

(حضرت اقدس و پیر و مرشد) دادا صاحب قبلہ کی زبانِ فیض ترجمان سے یہ تعریف سنکر مجھے بھی کمال اشتیاق پیدا ہوا کہ اُن کی زیارت سے بہرہ مند ہون چنانچہ مین دیوہ شریف خدمت عالی مین حاضر ہوا اور یہ خیال کر کے گیا کہ مجھے بھی دیکھنا چاہیئے کہ حضرت کیسے ہین تو مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ وہ سُنا سُنا ہم تمھین خوب جانتے ہین جس گھر کے تم ہو وہین کے ہم ہین تم شاہ محمد اکمل کے پوتے ہو بغداد کے رہنے والے ہو اجمیر شریف مین رہتے ہو پیرانِ کلیر ہوتے ہوئے آتے ہو سنبھل کر بیٹھ جاؤ فقیر کا امتحان لینے کی کوئی ضرورت نہین ہے اسکے بعد میری پشت پر دست مبارک مارا تو اُسوقت جو میری قلبی کیفیت ہوگئی وہ لفظون مین ادا کرنے کے قابل نہین۔

حضرت موصوف فرماتے ہین کہ جسدن ہین حاضر ہوا اُسی دن شام کو مجھے خیال ہوا کہ کہین مجھے حضور یہین نہ رکھ لین کسی طرح اجازت لینا چاہیے تو ہین انگورون مین نمک ملاکر حاضر ہوا اور پیش کیا تو فرمایا کہ "دو سُنا سُنا تم چلے جاؤ ہم تمھین نہین روکتے،،

جب حضرت حاجی صاحب قبلہ مدینۂ منورہ سے ملک شام ہوتے ہوئے بغداد شریف پہونچے ہین تو آپکے پہونچنے کے قبل حضرت شاہ محمد اکمل صاحب اور حضرت سید محمد مصطفےٰ صاحب سجادہ نشین بغداد شریف جو سید ابراہیم سیف الدین صاحب قادری البغدادی موجودہ سجادہ نشین بغداد شریف کے والد تھے اِن دونون بزرگون کو آپ کے پہونچنے سے ایک ماہ قبل سرکار حضرت محبوب سبحانی غوث پاکؓ کی زبانِ مبارک سے خواب مین ارشاد ہوا کہ ہمارے ایک فرزند ہندوستان کے رہنے والے عرب سے آتے ہین اُنھون نے تمام عُمر کوئی کپڑا نہین پہنا احرام باندھتے ہین اُنکے لیے دو تین احرام تیار رکھو،، جس وقت آپ پہونچے تو صاحب سجادہ نے اور حضرت شاہ محمد اکمل صاحب نے اور دیگر بزرگون نے چلتے وقت حضرت غوث پاک کی جانب سے یہ تحفہ دیا۔ کچھ لوگون نے اعتراض کیا کہ سب کو عمامہ یا خرقہ ملتا ہے یہ نئی بات کیسی کہ اِن کو احرام دیا گیا تو اِن دونون بزرگون نے جواب دیا کہ اور لوگون کو ہم اپنی طرف سے خرقہ دیتے ہین مگر اِن کے لیے فرمان غوثیت یہی ہے جس کی تعمیل کی گئی ہے،،

میرے دادا صاحب قبلہ نے حضرت سے کہا کہ آپ کے یہان آپ کا جانشین کون ہوگا تو آپ نے فرمایا کہ "دسُنا سُنا وارث کا کوئی وارث نہین ہوتا،،

نوٹ۔ بغداد شریف مین ہمارے خاندان مین ہر قسم کی زبان سمجھی جاتی ہے اور پڑھی جاتی ہی اِسو جہ سے اُنھون نے سمجھ لیا۔

بقلم خود شاہ محبوب عالم عفی عنہ

۲۰۔ ستمبر ۱۹۱۸ء مطابق ۱۳۔ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ
بمقام آگرہ محلہ کٹرہ نیل منڈی
مکان امیر الدین شاہ

حضور انور کے متعلق جو اس زمانہ کے علمائے کرام و مشائخ عظام کے واقعات ملاقات و خیالات مستند ذرایع سے دریافت ہوسکے وہ درج کردیے گئے اِن واقعات سے ہر شخص نتیجہ نکال سکتاہی کہ جس ذات محمود الصفات کی نسبت دیگر سلاسل کے واجب التعظیم علما و مشایخ کے یہ خیالات ہون وہ حقیقتہً کن کن خوبیون سے آراستہ ہوگی۔

اِس زمانہ کے بعض ممتاز اور مقدس بزرگون نے اپنی اولاد کو حضور انور کے سلسلۂ عالیہ مین داخل ہونے کی ہدایت فرمائی جیسا کہ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب کا واقعہ ہی اور بھی بعض واقعات ایسے ہین چنانچہ حاجی سید غفور شاہ صاحب حسامی الوارثی عین عنفوانِ شباب مین حضرت مخدوم حسام الدین مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ کے اشارۂ روحانیت سے حضور انور کی خدمت عالی مین

حاضر ہوئے اور خلعتِ فقر حاصل کیا۔

حضور انور کے محامد و محاسن فضائل و حالات کرامات آیات کا کماحقہٗ پتہ لگانا نہایت دشوار و اہم ہے میں کیا اور میری محدود معلومات کیا۔ مین نے جو کچھ حالات جمع کئے ہین وہ ہدیۂ ناظرین ہین حضورِ انور کے واقعات عالم مین مثل آفتاب تابان و درخشان ہین اور بقول خواجہ حافظ شیراز ؎

نہ من بر آن گُلِ عارض غزل سرایم و بس که عندلیبِ تو از ہر طرف ہزار انند

حالاتِ وصال

اب وہ سانحۂ قیامت خیز لکھا جاتا ہے جو ہوش ربا ہے یعنی حضور انور کا ہماری ظاہری آنکھون سے حجاب فرمانا ؎

دیدار مے نمائی و پرہیز می کنی بازارِ خویش و آتشِ ما تیز می کنی

حضور انور کو ۱۴۔ یا ۱۵۔ محرم ۱۳۲۳ھ سے معمولی طور پر زکام کی شکایت پیدا ہوگئی تھی۔ ۲۰ محرم ۱۳۲۳ھ روز دوشنبہ سے مزاج مبارک زیادہ ناساز ہوگیا۔ اور بخار کی بھی زیادتی ہوگئی۔ جس سے عام طور پر انتشار پیدا ہوگیا۔ اور حکما و اطبا وغیرہ کو بلایا جانے لگا۔ مگر حضورِ انور کی زبانِ مبارک سے کوئی شکایت نہیں سُنی گئی نہ روئے مبارک پر انتشار کے آثار دیکھے گئے۔ بلکہ اُس زمانہ مین بھی وہی فیوضِ ظاہری و باطنی وہی تعلیمات فیض آیات اُسی انداز سے جاری تھین مولوی حکیم سید شاہ محمد حمید صاحب فردوسی ابوالعلائی بہاری تحریر فرماتے ہین کہ ۲۱۔ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ کو دن کے ۸ بجے ہون گے کہ ایک شاہ صاحب دیوہ شریف سے حضرت اُستادی مولنا مولوی حکیم محمد عبدالحفیظ صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی خدمتِ مبارک مین تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ مجھے نواب عبدالشکور خان صاحب نے بدین غرض بھیجا ہے کہ ایک ہفتہ سے حضرت اقدس حاجی صاحب قبلہ کا مزاجِ عالی ناساز ہے آپ تشریف لیچلین تو بہت اچھا ہو۔ ۱۲ بجے دن کی گاڑی سے آج ہی تشریف لے چلئے اور حضرت قبلہ و کعبہ کو دیکھ لیجیے۔ حکیم صاحب قبلہ مدظلہ نے علالت کی کیفیت دریافت فرمائی تو انھون نے بخار کھانسی ضعف و نقاہت کی شکایتین ظاہر کین۔ مین اسوقت حکیم صاحب کے سامنے حاضر تھا مین نے پوچھا کہ حضور کہان تشریف لیجائین گے حکیم صاحب قبلہ نے فرمایا کہ یہان کے قطب الاقطاب پیر و مرشد عالم جناب عالمتاب حاجی سید شاہ وارث علی صاحب قبلہ و کعبہ کا مزاج مبارک ایک ہفتہ سے ناساز ہے جو حکیم صاحب قبلہ کو لینے آئے تھے اُنکے نسبت فرمایا کہ آپ اسوقت تشریف لائے ہین آج ۱۲۔ بجے دن کو ہمارا قصد دیوہ شریف جانے کا ہے مین نے جناب حکیم صاحب قبلہ سے عرض کیا کہ مجھے بھی اگر آپ اپنے ہمراہ لے چلین تو مین بھی ایسے بزرگ باخدا کی زیارت سے شرف حاصل کرون حکیم صاحب قبلہ نے میری درخواست منظور فرمائی اور جو صاحب آئے تھے اُن سے فرمایا کہ دیوہ شریف مین دوائین اچھی نہین ملین گی اِس لیے آپ کو ایک فہرست دواؤنکی دیجاتی ہے آپ کسی عطار کے یہان سے وہ دوائین لیکر آئیے تو ۱۲۔ بجے کی گاڑی سے ہم چلین۔ مگر دواؤن وغیرہ کی فراہمی مین کچھ ایسی تعویق ہوئی کہ دن کے چار بج گئے شب کی گاڑی سے حکیم صاحب کا جانا مناسب نہ معلوم ہوا اور یہ طے پایا کہ حکیم صاحب کل تشریف لے چلین۔

چنانچہ حکیم صاحب نے مجکو شاہ صاحب کے ہمراہ کردیا اور فرمایا کہ یہ ہمارے خاص شاگرد ہین
اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم حضرت حاجی صاحب قبلہ کی حضور مین میری طرف سے سلام نیاز عرض کرنا
اور میری طرف سے عیادت کرلینا اور بارہ بنکی مین سواری کا انتظام درست رکھنا اور بذریعہ
تار کے مجھے اطلاع دینا یا خود لکھنؤ آکر مجھے مطلع کرنا۔ چنانچہ مین شاہ صاحب کے ہمراہ ۹۔ بجے
شب کی گاڑی سے بارہ بنکی روانہ ہوا۔ وہان سواری کے لئے ٹم ٹم موجود تھی ۱۲۔ بجے شب کے
ہم لوگ دیوہ شریف پہونچ گئے اور مین نواب عبد الشکور خان صاحب کے مکان پر فرود ہوا کھانا
آیا کچھ کھاکر مین سو رہا عجیب وغریب خواب دیکھا کہ ایک مجمع کثیر ہے لاکھون آدمی ہین جنکی حد و پایان
نہین ہے تمام خلقت اُمڈی پڑتی ہے اور وہ سب حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کے آستانۂ عالی
مین جارہے تھے۔ اُس مجمع مین مین بھی ہون اور میرے ساتھ بہار کے چالیس طلبا بھی ہین چونکہ
اِس سے پیشتر مجھے کبھی حضرت حاجی صاحب قبلہ کی زیارت کا اتفاق نہین ہوا تھا اور دل کو عرصہ سے
اشتیاق دیدار تھا۔ اِس لیے قلب بیچین تھا مین نے دیکھا کہ آستانۂ عالی کا دروازہ چھوٹا ہے اور آدمی
جوق جوق اُسی دروازہ مین جھک جھک کر جارہے ہین۔ مین بھی جھک کر اُس دروازہ کے اندر
چلا گیا دروازہ سے گذر کر مین اندر گیا وہان میدانِ حشر کا نمونہ نظر آتا تھا۔ آدمیون کی ایسی کثرت
دیکھی کہ بیان سے باہر ہے لیکن سارا مجمع عالم تحیر مین محو تھا اور حضرت حاجی صاحب قبلہ کا ایسا رعب
سب پر طاری تھا کہ کسی کو مجال دم زدن نہ تھی ساری خلقت لرزان وترسان ہورہی تھی اور سب کی
نگاہین اپنے اپنے قدمون پر تھین۔ حضرت حاجی صاحب قبلہ اُسوقت سخت جلال مین تھے اور آپ کے
دونون ہاتھون مین بانس کی قمچیان تھین اور باہم دونون قمچیون کو ضرب دے رہے تھے۔
اور بڑی سرعت کے ساتھ سعی فرما رہے تھے اُسوقت آپ کو ٹھے پر تھے اور ساری مخلوق نیچے صحن مین تھی
آپ کی اِس کیفیت سے تمام لوگ مرعوب ہورہے تھے۔ یکایک حضرت حاجی صاحب قبلہ کی نظر فیض اثر
مجھپر پڑی اور مجکو نہایت شفقت سے دیکھا میرے قریب ایک عورت بہت دیر سے کھڑی تھی وہ
بھی سخت مرعوب تھی اور کانپ رہی تھی جب حضور مجھے دیکھ رہے تھے تو مجھپر بھی بڑی وحشت
طاری تھی اور مین خیال کرتا تھا کہ میری طرف متوجہ ہونے کا کیا سبب ہے مجھے تو بیعت ہوچکی ہے
اور تعلیم و تعلّم رشد وارشاد اپنے والد ماجد صاحب قدس سرہ العزیز سے حاصل ہے۔ مین اِسی فکر مین تھا
کہ ایک عورت نہایت حسین وخوبصورت آئی اور میرے قریب جو ایک عورت بہت دیر سے
کھڑی تھی اُس کے پاس کھڑی ہوگئی اُس عورت کے کھڑے ہوتے ہی حضور کوٹھے سے یکبارگی
کود پڑے اور اُس کے نزدیک تشریف لائے وہ نیچی نظر کئے ہوئے خاموش ومتحیرانہ طور پر استادہ تھی
آپ نے ان قمچیون کو اُسکے منھ پر پھیر دیا وہ قمچیان پھیرتے ہی اُس عورت کی شکل خنزیر کی ہوگئی۔
اور وہی حرکات اُس سے ظاہر ہونے لگے۔ پھر دوبارہ آپ نے اُسکے منھ پر قمچیون کو پھیرا تو وہ
اصلی حالت پر آگئی بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اُس کی شکل حسین ہوگئی۔ قبل والی عورت اُس سے
ملنے لگی اور دیر تک وہ دونون ملتی رہین۔ اب حضور میری جانب مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ

"تم اِس عورت کو پہچانتے ہو" مین نے عرض کیا کہ نہین مجھے مطلقاً واقفیت نہین ہے یہ کون عورت ہے آپ نے فرمایا کہ "یہ سائلہ تھی اور جو شخص سوال کرتا ہے اُسکی شکل خنزیر کی سی ہو جاتی ہے" پھر آپ میرے نزدیک تشریف لائے اور متبسم ہو کر میری جانب نظر فرمائی اور چشم زدن مین کوٹھے پر تشریف فرما ہو گئے۔ مین پہلے سے خوف زدہ تھا مگر اِس واقعہ کے بعد جو قلب کی حالت تھی وہ حدّ بیان سے باہر ہے۔ آپ بالائے بام آہستہ آہستہ چہل قدمی فرما رہے تھے اور نظر میری جانب تھی کہ اتنے مین چند اصحاب تشریف لائے اور مجھسے کہنے لگے کہ حضرت حاجی صاحب نے آپ کی دعوت فرمائی ہو کھانا تیار ہی دستر خوان بچھا ہوا ہے تشریف لے چلیے اور طعام تناول فرمایئے مجھے بھوک نہین تھی اِسلیے مین نے عذر کیا لیکن اُنھون نے نہ مانا اور کہنے لگے کچھ تو کھا لیجیے میرے ساتھ جو بہار کے طلبا تھے مین نے کہا پہلے آپ اِن لوگون کو کھلوا دیجیے چنانچہ وہ میرے ہمراہیون کو لے گئے اور دستر خوان پر بٹھا دیا پھر مجھسے وہ لوگ کھانے کے لیے اصرار کرنے لگے بالآخر جہان سب کھانا کھا رہے تھے مین بھی گیا اور کھڑے کھڑے بطور تبرک کوئی چیز اُٹھا کر مین نے کھا لی اور باہر کی طرف ٹہلنے لگا۔ چند قدم چلا تھا کہ دفعتًہ خانۂ کعبہ زادا اللہ شرفًا وتعظیمًا کے اندر داخل ہو گیا۔ اور اپنے پیر و مرشد حضرت والد ماجد سید شاہ امین الدین احمد فردوسی قدس سرہ العزیز پر یکایک نظر پڑی کہ عصر کا وظیفہ پڑھ رہے ہین۔ اور روے انور جانب جنوب ہے۔ مین سلام و نیاز مودبانہ بجا لایا آپ نے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا اور وظیفہ سے فارغ ہو کر مجھے گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ ڈرنے کی کون سی بات ہے اور دیر تک کچھ ارشاد فرماتے رہے۔ اتنے مین صبح کی اذان ہوئی اور میری آنکھ کھل گئی اُسوقت میرا دل گنجینۂ اسرار ہو رہا تھا مین صبح کی نماز پڑھ کر اور کچھ پڑھنے لگا اب آفتاب بھی قریب طلوع تھا کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ نے مجھے بُلوا بھیجا فورًا مین حاضر خدمت عالی ہوا تو تعجب سے دیکھا کہ دروازہ بھی وہی ہے جو خواب مین دیکھا تھا اور مکان بھی وہی تھا۔ اُس وقت حضرت حاجی صاحب قبلہ ایک گدّے پر بیٹھے ہوئے تھے مین سلام مودبانہ بجا لایا اور دست مبارک کو بوسہ دیکر حسب اجازت آپ کے قریب بیٹھ گیا۔ اور حکیم صاحب قبلہ کی طرف سے تسلیم عرض کی اور مزاج پُرسی کی۔ اُسوقت آپ نے مجکو نظر عنایت و شفقت سے دیکھا اور دیر تک دیکھتے رہے۔ شب کا خواب میری نظرون کے سامنے تھا۔ لیکن خوف بالکل نہ تھا بلکہ دلی مسرّت اور قلبی بہجت کے آثار نمایان تھے۔ آپ نے اپنا داہنا دست مبارک میری جانب نبض دیکھنے کے لیے بڑھا دیا مین نے نبض دیکھی پھر دست مبارک عطا فرمایا اُس دست اطہر کی بھی نبض دیکھی اُسوقت سید محمد ابراہیم شاہ صاحب بھی تھے۔ اُنھون نے حالت دریافت کی تو جو میری سمجھ مین آیا تھا مین نے بیان کیا پھر خود حضور نے استفسار فرمایا مین نے ادب سے عرض کیا آپ سُنکر بہت خوش ہوئے اور لبہاے مبارک سے آثار تبسم نمودار ہوئے۔ مجھسے فرمایا کہ "تم نسخہ لکھدو" اُسیوقت ایک صاحب قلم دوات کاغذ لیکر آئے۔ مین نے عرض کیا کہ حضور کی تعمیل حکم مین میری عین سرفرازی ہے لیکن حضرت اقدس کے لیے نسخہ لکھنا مجھے زیبا نہین ہے اِس خدمت کے لیے عالی جناب حضرت اُستاذ المعظم مدظلہ العالی زیادہ مناسب ہین ۔ اور انشاءاللہ

وہ آج کسی وقت تشریف لاتے ہین وہ خود آکر نسخہ تحریر فرمائین گے لوگون نے اصرار کیا مین نے پھر حضورِ اقدس کی خدمتِ عالی مین یہی عرض کیا۔ تو حضرت نے میری استدعا کو منظور فرمایا تیسرے دن حضرت استاذی حکیم محمد عبدالعزیز صاحب رح بھی دیوہ شریف تشریف لے گئے تھے اور پھر اُنھین کا معالجہ ہوتا رہا مین نے اس کبر سنی مین ایسی قوی نبض کسی کی نہین دیکھی البتہ پیر و مرشد قدس سرہ العزیز کی نبض وقت وصال تک قوی تھی۔ اِن بزرگون مین قوتِ قلبی ایسی ہوتی ہے کہ عام اطبّا اُسکی تشخیص نہین کر سکتے۔ حضرت حاجی صاحب قبلہ مین انقطاع عن الدنیا مین نے کامل طریقہ سے دیکھا قلب ماہیت کی بڑی زبردست قوت آپ مین تھی۔ جسکا مشاہدہ میرے سامنے ہوا ہے اللہ پاک ایسے بزرگانِ دین کے طفیل سے سب مسلمانون کو اعلیٰ مدارج عطا فرمائے اور اپنی محبت کا ذائقہ چکھائے آمین اللہم آمین۔"

یہ رویائے صادقہ جو مولوی شاہ محمد حمید صاحب ابوالعلائی کو نظر آیا۔ اِس سے علاوہ دیگر امور کے حضورِ انور کی یہ تعلیم بھی ظاہر ہوتی ہے کہ وقتِ وصال تک حضور پُر نور نے ظاہری و باطنی طور پر سوال سے منع فرمایا۔ اور یہی اِس بارگاہِ عالی کی خاص ہدایت ہے جو عام متوسلین کو فرمائی گئی اور اِسکی نہایت شدومد سے ہدایت کی گئی ہے زمانۂ وصال مین بھی حضورِ انور کے فیوض ظاہری و باطنی کے مشاہدات لوگون کو ہوتے تھے اور بدستور وہی نسبتین جاری تھین۔

قوی نبض کے متعلق جیساکہ مولوی حکیم شاہ محمد حمید صاحب ابوالعلائی کا بیان ہے دیگر حکما کو بھی حیرت ہوئی ہے۔ چنانچہ حکیم محمد احمد صاحب متوطن کرسی ضلع بارہ بنکی بیان کرتے ہین کہ مجھسے خود جناب حکیم عبدالعزیز صاحب لکھنوی مرحوم مغفور نے بیان فرمایا کہ اسقدر حضورِ انور کی نبض زمانۂ وصال مین قوی تھی کہ حیرت ہوتی تھی اور مین نے مدت العمر ایسی قوی نبض نہین دیکھی۔

حضورِ انور کے زمانۂ وصال کے واقعات بھی عجیب وغریب ہین اور قسم قسم کی باتین لوگون نے دیکھی ہین جناب حاجی اوگھٹ شاہ صاحب مکتوب نویس بارگاہ وارثی تحریر فرماتے ہین کہ زمانۂ وصال مین اکثر دیکھا گیا ہے کہ آپ بسترِ مبارک پر انگشتِ شہادت سے ایک مربع شکل بناتے اور اُسپر انگشت مبارک رکھکر فرماتے تھے کہ "یہی کعبہ ہے" پھر اُسکے چارون طرف مصلے بناکر فرمایا کہ "دیہ چارون مُصلے ہین ادھر بھی نماز ہوتی ہے اُدھر بھی نماز ہوتی ہے" پھر فرمایا چاہے کسی طرف آدمی ہو مگر نماز کعبہ کی طرف ہوگی پھر پورا ہاتھ مار کر فرماتے "دبس یہی کعبہ ہے"

حضورِ انور کا زمانۂ وصال بھی فیوض ظاہری و باطنی کے اعتبار سے مابہ الامتیاز ہے زمانۂ وصال مین ہزارون آدمی شرف بیعت حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔ اور مجمع کثیر کی ملبوس مبارک کے ذریعہ سے بیعت لی جاتی تھی ایک نانک شاہی ہندو اور دوسرے ایک سوات بنیرہ کے مولوی صاحب بھی اِس غرض سے حاضر ہوئے اور دونون کو خود حضورِ انور نے اپنے دستِ مبارک پر بیعت لی اور فقیر بنایا تہبند عطا فرمایا۔ مولوی صاحب کو فقیر شاہ کا لقب عطا ہوا اور نانک شاہی ہندو کو رسول شاہ کا خطاب مرحمت فرمایا۔ حضرت فصیحت شاہ صاحب رح تحریر فرماتے ہین کہ مین ۲۶ محرم کو

۲- بجے دن کے دیوہ شریف حاضر ہوکر حضورِ انور سے قدمبوس ہوا بخار ننانوے درجہ تک ترقی کرجاتا تھا ضعف بھی تھا مگر باایں ہمہ حرفِ شکایت یا کسی قسم کا اثر مرض کا حضورِ انور زبانِ مبارک سے ظاہر نہیں فرماتے تھے۔ بڑے بڑے اطبا معالج تھے۔

حکیم عبدالعزیز صاحب لکھنوی۔ حکیم عبدالرشید صاحب۔ حکیم عبدالحی صاحب مولوی حکیم عبدالباقی صاحب فتحپوری حکیم محمد یعقوب بیگ صاحب خیرآبادی حکیم سلطان محمود صاحب اٹاوی وغیرہ۔

امرا و غربا اور ہر طبقہ کے افراد حضورِ انور کی عیادت کے لئے موجود تھے امرا نے جی کھول کر زر کثیر صرف کیا اور خیرات وغیرہ مین کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ حضور انور کا مرض روبہ ترقی تھا بلغم خشک ہوگیا تھا اسکے نکلنے مین سخت تکلیف ہوتی تھی۔ بخار بہ شدت تھا اور حبس بول کا حرج بھی واقع ہوگیا تھا۔ مگر باایں ہمہ نہ زبان مبارک سے کراہنے کی آواز نکلتی تھی نہ نشست و استراحت مین کوئی فرق تھا۔ وہی سیدھی کروٹ وہی اندازِ نشست تھا۔ حرکات و سکنات مین شمہ برابر فرق نہ تھا۔ مولوی نادر حسین صاحب وارثی نگرامی (وکیل بارہ بنکی) تحریر فرماتے ہین کہ حکیم عبدالعزیز صاحب لکھنوی نے حضور پرنور کی نبض دیکھکر کہا کہ "حضور کے سینہ مین ورد ہے" اِسکے جواب مین ارشاد فرمایا کہ "تم تو بڑے حکیم ہو تم تو بڑے حکیم ہو" جب دوا تیار ہوکر حضورِ انور کے روبرو آئی تو تھوڑی خود پی لی باقی ایک ضعیف شخص کو مرحمت فرمادی جو قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ اور فرمایا کہ تم پی لو حاجی فیضو شاہ صاحب خادم نے عرض کیا کہ حضور یہ دوا ان کے واسطے نہیں ہے فرمایا اِن کو بھی تو بخار رہے وہ اُسی وقت سب دوا پی گئے حالتِ مرض مین بھی حضور انور کو دوسرون کے مرض کا زیادہ احساس تھا۔

مولوی نادر حسین صاحب وارثی نگرامی لکھتے ہین کہ اِسی زمانۂ علالت مین ایک روز حضور پُرنور کا مزاج مبارک بہت ناساز تھا حضورِ انور آرام فرمارہے تھے مین حاضر ہوا تو حکیم عبدالباقی خان صاحب نے مجکو روکا اور کہنے لگے کہ حضرت قبلہ کی اِسوقت طبیعت بہت ناساز ہے قریب نہ جاؤ مین نے کہا اچھا سامنے جاکر قدمبوسی کرلون۔ مین دالان کے اندر گیا اور تھوڑے فاصلے سے زمین ہی پر قدمبوس ہوا حضورِ انور اُسوقت فرد اوڑھے ہوئے لیٹے تھے۔ سرِ مبارک سے فرد کو ہٹا کر خود ہی فرمایا کہ "کون" میان ظہور اشرف صاحب نے عرض کیا کہ منشی نادر حسین ہین فرمایا کہ "آؤ" اور دستِ مبارک بڑھایا اُسوقت جو حاضرین حضور کے قریب بیٹھے تھے مجھسے کہنے لگے کہ جلدی آؤ جلدی آؤ حضور بلاتے ہین مجکو قریب پہونچنے مین چار قدم چلنا دشوار ہوگیا۔ مین نے قریب پہونچکر دستِ مبارک کو بوسہ دیا اِسکے بعد مجھسے چاے پینے کے لیے ارشاد فرمایا۔ سب کو تعجب تھا کہ یہ کیا ارشاد ہے تھوڑی دیر کے بعد جب باہر آیا تو تکی شاہ صاحب وارثی نے کہا کہ منشی چاے تیار ہے پی لیجیے مین نے کہا کیسی چاے ہے تو تکی شاہ صاحب نے کہا کہ وہی چاے ہے جو حضرت نے فرمائی ہے دواساز دوا بنانے کا ڈبہ لایا تھا وہ ڈبہ چاے کا تھا اسلیے چاے تیار ہوگئی ہے پی لیجیے مین نے پی لی۔

حالتِ علالت مین بھی حضور پُرنور کو لوگون کا اِسقدر خیال تھا کہ حیرت ہوتی ہے اللہ اکبر کیا شفقت ہے

مولوی سید غنی حیدر صاحب قبلہ وارثی (سابق وکیل سرکار ورئیس گیا) فرماتے ہین کہ حضور پُر نور کے زمانۂ علالت مین کئی تین دِن حاضر رہا۔ مین نے دیکھا کہ اِس شدّت مرض کی حالت مین ایک ضعیفہ حاضر ہوئی۔ اور حضورِ انور کی اُس حالتِ مرض کو دیکھکر نہایت بیقراری سے عرض کرنے لگی کہ "میان اچھے ہوجاؤ"، حضور انور اُس ضعیفہ کی بیقراری کے الفاظ سُنکر اُس سے دمِنْ حقّہ زیادہ بیقرار ہوگئے اور اُس سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ "ہم تو بالکل اچھے ہین ہم تو بالکل اچھے ہین یہ لوگ کہتے ہین کہ بیمار ہین" مولوی صاحب قبلہ کا بیان ہے کہ حضورِ انور اُس ضعیفہ کی بیقراری سے جسقدر اُسکو تسکین دینے کے لیے بیقرار ہوگئے اُس شدت مرض مین یہ حالت ایک عجیب حالت تھی جو اُسوقت نگاہون کے سامنے پیش آئی مین اُس بیقراری کی حالت کا نقشہ الفاظ مین بیان نہین کرسکتا۔

مولوی محمد ناظم علی صاحب فضلی نائب مہتمم مدرسۂ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ تحریر فرماتے ہین کہ قریب وصال مین عیادت کے لئے گیا تو آپ حسب دستور داہنی کروٹ سے لیٹے تھے اُسوقت سخت تنفس ہورہا تھا کسی شخص نے مزاجِ مبارک کی حالت دریافت کی تو فرمایا کہ "الحمد للہ مین اچھا ہون (لوگون کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ) یہ لوگ بیمار کہتے ہین"

حضور انور کی زبانِ مبارک سے وقتِ وصال تک کوئی لفظ تسلیم ورضا کے خلاف نہین نکلا شدت مرض مین بھی مرض کا نام تک نہین لیا حتّٰی کہ کبھی طبیب کی تشخیص پر معمولی طور پر کوئی شکایت بھی نہین فرمائی کہ ہان فُلان تکلیف زیادہ ہے۔ حالانکہ مرض رُو بہ ترقی رہا۔ اور ضعف بہت بڑھتا گیا بعض اطبّا کی راے سے حضور پُر نور کو جواہر مُہرہ کا بھی استعمال کرایا گیا مگر اُس سے بلغم اور خشک ہوگیا ہونٹون کی خشکی سے معلوم ہوا کہ تشنگی بھی بڑھ گئی۔ کیونکہ جب پانی پیش کیا جاتا تھا تو حضور انور دوایک گھونٹ تو نوش فرما لیتے تھے۔

سید معروف شاہ صاحب قبلہ وارثی فرماتے ہین کہ اِسی زمانۂ علالت مین حضور پُر نور نے ایک مرتبہ غلامانِ بارگاہ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ "یہ دنیا خوابگاہ ہے ایک نہ ایک دن ضرور سب کی نگاہون سے غائب ہونا پڑتا ہے۔ جس جگہ اور جس مقام پر ہم سو جائین وہین ہم کو زمین مین اُتار دینا چاہیے کہ عاشق جس لباس مین ہو اُسی مین دفن کردینا لازم ہے۔ سید معروف شاہ صاحب فرماتے ہین کہ قبل علالت بھی حضور نے اکثر مرتبہ ایسا ہی فرمایا تھا۔ یہ حضور انور کے وہ آخری کلمات مفارقت تھے جن سے اہلِ محبت کے ہواس جاتے رہے اور حسرت سے بادیدۂ پُر نم ایک دوسرے کا مُنھ دیکھنے لگا حضور پُر نور کے الفاظ کا اہلِ دل پر جو اثر ہوا وہ حقیقتہً قیامت کا اثر تھا جو بیان سے باہر ہے ؎

(از حضرت یاس ٹونکی)

قیامت تھا یہ کہکر اُنکا پہلو سے نکل جانا ۔۔۔ خدا حافظ ہے اب میرے تصور سے بہل جانا

حضرت فضیلت شاہ صاحب رح ناقل ہین کہ ۳۰۔ محرم ۱۳۲۳ھ کو پنجشنبہ کے دِن حضور انور نے شام سے انگشت شہادت اُٹھائی اور فرمایا کہ "خدا ایک ہے"، پھر کچھ رات گئی تھی کہ حکیم محمد یعقوب صاحب خیرآبادی سے پوچھا کہ کیا وقت ہے؟ اُنھون نے عرض کیا کہ دس بجے ہین

پھر دریافت فرمایا کہ کیا وقت ہے ؟ حکیم صاحب نے کہا کہ دس بجے ہین ارشاد فرمایا کہ ہم چار بجے کے بعد اپنے رفیقِ اعلیٰ کے پاس جائینگے ،،

حاجی فیض شاہ صاحب خادم ٹھنڈے پانی مین شہد ملا کر بار بار دیتے تھے فضیحت شاہ صاحب اور حافظ عبدالقیوم صاحب کرمانی کلمہ کی انگلی سے حضور کو چٹاتے تھے اُسوقت ذکر الٰہی کی ضرب مین جو بلغم کی خشکی کی وجہ سے بے آواز نکل رہی تھین کچھ آہستہ آہستہ ہو گئین - اسی حالت مین چار بجکر ۱۲ منٹ پر قریب صبح صادق جو وقت کہ اُس محبوب حقیقی سے قربتِ خاص کا ہے حضورِ انور نے شربت وصال نوش فرمایا۔ یکم صفر المظفر ۱۳۲۳ھ کو جمعہ کا دن تھا حضورِ انور نے ہماری ظاہری آنکھوں سے پردہ فرمایا۔ حجاب عظمت مین مستور ہو گئے اور اس دائرۂ قیود عالم کو چھوڑ کو اُس نقطۂ سرمدی سے مل گئے جو مقصودِ حقیقی ہے۔ چنانچہ آپ کے وصال کی یہ الہامی تاریخ ہوئی ہے (از فرید الدین یکتا)

عاشق صادق ملا معشوق سے
۱۳۲۳

حضورِ انور کے وصال کے زمانہ مین لوگون نے عجیب عجیب تصرفات مشاہدہ کیے شیخ محمد شفیع صاحب وارثی مرزاپوری (جنکا نام پیشتر لالہ بدھو لال تھا) ناقل ہین کہ مین قریب زمانۂ وصال حضورِ انور کی خدمتِ عالی مین حاضر تھا مین نے حضورِ انور کے کرم سے ایک عجیب بات مشاہدہ کی جسکا نقشہ اب تک میری نگاہون کے سامنے ہے کہ حضورِ انور بالکل طفل نوزائیدہ معلوم ہوتے تھے - اور مین اس واقعہ کو حیرت سے مشاہدہ کر رہا تھا مجکو خیال پیدا ہوا کہ یہ کرشمہ دکھانیکا شاید یہ سبب ہے کہ ہم جس شانِ معصومیت سے دُنیا مین آئے اور دنیا مین رہے دیکھ لو اُسی طرح بے لوث معصومیت کی حالت مین دنیا سے جاتے ہین - اور حضرت فضیحت شاہ قدس سرہٗ نے مولانا سید عبدالغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری اور دیگر بزرگون سے ذکر فرمایا کہ حضورِ انور نے اسی سال کے ماہ ذیحجہ مین مجھے رخصت کرتے وقت اپنی صورت بے ریش و بروت امرد کی دکھائی اور فرمایا تھا کہ اب تم مجھے اسی صورت مین دیکھو گے -

شیخ وزیر علی صاحب قدوائی متوطن مسولی ضلع بارہ بنکی لکھتے ہین کہ حضورِ انور کی تجہیز و تکفین کے وقت جو لوگ موجود تھے اُن سے پوچھا جاے کہ تمھارے دلون مین آثارِ مسرت تھے یا رنج و غم کی حالت تھی اُسوقت ایک عام مسرت ظاہر ہو رہی تھی ہر شخص کے چہرہ سے دلی انبساط کا پتہ چلتا تھا مین نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے یہ تو رنج و غم کا وقت ہے اُنھون نے فرمایا کہ یہ وقت عاشق و معشوق کے وصال کا ہے اسلیے عام مسرت ہے۔

بعد وصال یہ بحث بھی چھڑ گئی کہ حضورِ انور کا مزارِ مبارک کہان ہونا چاہیے بعض کی رائے تھی کہ اپنے والد ماجد سید نا قربان علی شاہ صاحب کے قریب دفن ہون اور فتحپور ضلع بارہ بنکی کے اصحاب کی خواہش تھی کہ فتحپور مین لے چلنا چاہیے۔

حضرت فضیحت شاہ صاحب قبلہ لکھتے ہین کہ اُسوقت حضورِ انور کی وصیت کے موافق مین اور سید

سلہ مطابق ۷۔ اپریل ۱۹۰۵ء ۱۳۱۲ف مطابق ماہ چیت ۱۳۱۲ف موافق ماہ چیت سوامی سمت ۱۹۶۱ بکرمی۔

معروف شاہ صاحب قبلہ اور حاجی فیضو شاہ صاحب اور دیگر فقرائے وارثی آمادہ ہوگئے کہ جس مقام پر وصال ہوا ہے وہین تجہیز وتدفین ہوگی اور سامانِ غسل کی فراہمی بھی شروع کردی گئی اور زمین بھی کھودی جانے لگی اُسوقت کچھ لوگ مانع ہوئے کہ مزار بستی سے باہر بننا چاہیے سید معروف شاہ صاحب نے اور مین نے ایک زبان ہو کر کہا کہ اوّل اِس کھُدی ہوئی زمین مین ہم دفن ہوجائین گے اُسوقت دوسری قبر تیار ہوگی۔ اسپر وہ لوگ دوسری فکرین کرنے لگے اور ہم لوگ تجہیز وتکفین مین مصروف ہوئے نماز کی متعدد جماعتین ہوئین سات مرتبہ مکان کے اندر اور چار مرتبہ مکان کے باہر اس طرح گیارہ مرتبہ نماز ادا کی گئی۔ لوگون کا ہجوم اِسقدر کثرت سے تھا اور ایسی محویت وبیخودی کا عالم عام طور پر طاری تھا کہ سمتِ کعبہ کی تمیز نہ ہوسکی۔ اور چارون طرف نماز ادا کی گئی حضورِ انور کا وہ ارشاد پورا ہوا کہ چاہے کسی طرف آدمی ہو مگر نماز کعبہ کی طرف ہوگی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ اسی آیۂ پاک سے روضۂ مبارک کی تاریخ نکلتی ہے جو عبد العلی صاحب وارثی خدانما کی خداداد جودتِ طبع کا نتیجہ ہے۔

قبل تدفین قبر اطہر مین عطر گلاب اور سہاگ اور موتیا چھڑکا گیا۔

سید معروف شاہ صاحب اور رحیم شاہ صاحب اور حاجی فیضو شاہ صاحب اور نور محمد شاہ صاحب اور نواب عبد الشکور خان صاحب رئیس دھرم پور اور ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب رئیس ملاؤلی نے غسل دیا۔ سیدم شاہ صاحب اور حافظ احمد شاہ صاحب شیخ مظہر علی صاحب قدوائی اور میان عبد الصمد سولوی نے قبر شریف مین اُتارا اور اوپر سے حاجی فیضو شاہ صاحب ودیگر مریدین نے ہاتھون ہاتھ اندر تک پہونچایا۔

سولوی عبد العلی صاحب خدانما نے اُسی شب مین یہ خواب دیکھا تھا کہ موضع قبر کی خاک پاک جسکے پاس ہوگی اُسکی نجات ہوجائیگی۔ چنانچہ اُن کا بیان ہے کہ مین نے اس خواب کی تعبیر بچشم خود یہ مشاہدہ کی کہ لوگ خود بخود اُس خاک پاک کو دامن مین بھر بھر کے لیے جاتے تھے بمشکل تمام مجکو تھوڑی سی خاک دستیاب ہوئی۔

غرضکہ حضور انور کو اُسی احرام کی چادر مین جو حیات ظاہری مین آپ کا ملبوس تھا قبر شریف مین رکھا گیا اور تدفین عمل مین آئی جب حضور کی تجہیز وتکفین کے بعد لوگ رخصت ہوئے تو اسقدر گریہ وزاری اور کُہرام تھا کہ حد بیان سے باہر ہے آہ سہ

	سالارِ قافلہ سفر کر گیا		قافلہ کو زیر وزبر کر گیا	

۷۔ محرم ۱۳۲۳ھ کو ہندوستان مین ایک سخت زلزلہ آیا تھا جس نے عام پریشانی پیدا کردی تھی۔ اور بعض مقامات پر تین چار روز تک خفیف زلزلے محسوس ہوتے رہے۔ مولوی محمد سرفراز خان صاحب محقق وارثی سابق منیجر درگاہ اجمیر شریف تحریر فرماتے ہین کہ مین مراداباد محلہ نئی بستی مین تھا اور منشی یعقوب علی صاحب کے مکان مین رہتا تھا ایک روز صبح کو بہت زور کا زلزلہ محسوس ہوا اُسوقت مجھے ایک بات یاد آگئی جو مجھ سے ایک مدراسی درویش مدار شاہ صاحب نے ۱۹۰۵ء مین بمقام شہر ماٹڈلہ بطور پیشین گوئی فرمائی تھی کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ کا اولیاء اللہ مین بہت بڑا مرتبہ ہے اُن کا جس روز وصال ہوگا ایسا زلزلہ زمین مین آئیگا جو کبھی ہندوستان مین

نہ آیا ہوگا اور یہ شعر ہندی کا پڑھا ؎

جو یہ سُدھ جگت نہ دیئے	پر کبھی ڈو لے اور جگ نہ بہیئے	

الغرض وہ حضور انور کی حیات ظاہری کا دور جو ہمہ وجوہ ایک حقیقت و معرفت کا دور تھا اور جس نے عالم روحانیت و حقانیت کا پرچم بلند کر دیا اور اپنی گلی میں شاہراہ طریقت کا مشاہدہ کرا دیا آخر ہماری نگاہوں سے نہاں ہوگیا۔ خدائے واحد کی ایک تجلی تھی جو شکل انسان میں ظاہر ہوئی اور عالم کو مثل آئینہ حیرت زدہ و ششدر بنا کر ذات و صفات کے کرشمے دکھا کر اُسی پردۂ ذات میں پنہاں ہوگئی جو روحانی سربلندیوں کا منبع و مرکز ہے۔ اس تجلی ذات آلہی نے جو روشنی دنیا میں دکھائی اور جو روح عالم میں پھونک دی وہ اظہر من الشمس ہے۔

آہ وہ مقدس ذات جو محویت و استغراق توحید میں یکتا تھی جو از خود رفتگی کے عالم میں ما سوی اللہ کو فراموش کر چکی تھی جسکو خود اپنی خبر نہ تھی ؎

معشوق ہون یا عاشقِ معشوق نما ہون	معلوم نہیں مجھکو کہ مین کون ہون کیا ہون
ہون شاہدِ تنزیہ کے رخسار کا پردہ	یا خود ہی مین شاہد ہون کہ پردہ مین چھپا ہون
انداز ہین سب عاشق و معشوق کے مجھ مین	سوزِ جگر و دل ہون کبھی ناز و ادا ہون
اے مصحفی شاہین مری جلوہ گری مین	ہر رنگ مین مین مظہرِ انوارِ خدا ہون

وہی ذاتِ محمود الصفات اپنے بیشمار صفات برتر سے ہم کو حیرت مین ڈالکر اُس ذات سے مل گئی جسکی تجلی تھی۔ اگرچہ اب بھی اُسکے فیوض و برکات مین کمی نہیں اور بفحوائے اِنَّ اولیاء اللہ لا یموتون وہ ذات بابرکات ہمارے حالات سے باخبر اور مثل حیاتِ ظاہری ہماری دستگیر ہے ؎

لیکن این دیدۂ دیدار طلب را چہ علاج

آب وہ مقدس اور بزرگ صورت ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن ؎

اب اُسے کہان پاؤن ڈھونڈھنے کہان جاؤن ۔ مُنھ چھپا لیا اُسنے صورت آشنا ہوکر

آہ اب وہ پیارا سمان ہماری آنکھون سے نہان ہے جو بزمِ وارث مین وحدت و کثرت کے مشاہدے نظر آتے تھے۔ آہ وہ حضورِ انور کا وقار شاہانہ وہ رعب حُسن و جمال وہ نیچی نگاہین وہ زیرِ لب تبسم وہ طرز نشست وہ بوئے خُلق محمدیؐ وہ خوے مرتضوی وہ فیض و عطا وہ عقدہ کشائی وہ شفقت و مرحمت وہ دستگیری و شان یداللّہی وہ بات بات مین رموز و نکات وہ اشارات و مشاہدات وہ مشاہدۂ راز و نیاز وہ کریمانہ انداز اب عالمِ خیال مین بھی نہیں۔

وہ حضورِ انور کا نیچی نگاہین کیے ہوئے بیٹھنا وہ دہانِ مبارک پر دستِ اطہر رکھکر زیرِ لب تبسم فرمانا وہ گلفشانیان وہ مہربانیان وہ شانِ کرم وہ فیضِ اتم وہ حاجتمندون کا مجمع وہ مقربین بارگاہ کی چہل پہل جو اُس بارگاہِ عالی مین ہر وقت نظر آتی تھی اُس کا اب شائبہ بھی نظر نہیں آتا وہ شعرا کی قصیدہ خوانی وہ حضورِ انور کی معجز بیانی وہ ارباب ذوق و شوق کا جمگھٹ وہ دل گرفتہ عشاق کا جھرمٹ وہ پروانون کی طرح اُس شمع ولایت پر جان نثاری وہ اُمنگ وہ جوش

وہ دلولے وہ کیفیاتِ قلبی وہ سوز و گداز اب کبھی پچھلی رات کے خواب کی طرح خیال مین ہین جنکا کچھ حصہ یاد ہے اور کچھ بھولا ہوا ہے - اب وہ شمع محفلِ قدس مین روشن ہے اب وہ پھول گلشنِ فردوس کی زینت ہے وہ حسنِ عالم افروز اب حجابِ عظمت مین مستور ہے اور ہماری نگاہون سے دور ہے۔
ایک دن تھا کہ وہ نور کی صورت ہماری نگاہون کے سامنے تھی - وہ پیارا سمان ہمارے پیشِ نظر تھا اب وہی محفل ہے مگر وہ رونقِ محفل نہین ہے وہی بستی ہے مگر وہ چراغ ہستی نہین ہے وہی آفتاب و ماہتاب ہین مگر وہ روز و شب نہین ہین - وہی ذکر و فکر ہے مگر وہ جوش مسرت نہین وہی خیال و انہماک ہے مگر وہ دار وے دلِ غمناک نہین ہے - آہ وہی زمین کا بستر ہے وہی خاکِ پاک ہے وہی مسند فقر ہے جو زبانِ حال سے کہہ رہی ہے ؎

مسندت من بودم از من تاختے		بر سرِ منبر تو مسند ساختے	

اب چراغ لیکر بھی ڈھونڈین تو اُس حسنِ دلفریب کی جھلک نظر نہین آسکتی - اب وہ ذات عالمِ اجسام ہین اپنے مشاہدات کی نیرنگیان دکھاکر اس پردۂ نور مین جلوہ گر ہوگئی جہان سے انوار و برکات کے چشمے جاری ہوتے ہین - اب وہ ذات مرکزِ نور ہے اب وہ عالمِ عناصر ہین نہین مل سکتی - اب بھی وہ ذات محمود الصفات ہماری کفیل و مددگار ہے مگر وہ پہلی سی بات نظر نہین آسکتی - اب ہم ہین اور ہماری بیکسی و تنہائی - بیکسی و تنہائی ہے اور بے سر و سامانی ہے بے سر و سامانی ہے اور تمنائے دیدار خواب ہی بن وہ جمالِ پُر انوار نظر آجائے تو عین بیدار بختی ہی ؎ حسرت موہانی -

بن گئی محفل کی محفل اک طلسمِ بیخودی		چلگیا آخر فسونِ نرگسِ جادوئے دوست
رہ گئی ناکام و حیران میری چشمِ اشتیاق		کامیابِ نور تھا کیسد زجہ حسنِ روئے دوست
ہو چکے اب ہم گرفتارانِ فرقت کو نصیب		آہ وہ خوشبو کہ تھی پروردۂ گیسوئے دوست

کیا نورانی منظر تھا کیا مبارک اور نکھری ہوئی محفل تھی - جو آنا فانا عالمِ بیمثال کی طرح ہمکو عجائباتِ قدرت کا مشاہدہ کراگئی اور وہ ذات اس عین ذات سے مل گئی جو مرکزِ جمیع صفات ہے ؎

بیعت در چشمِ زدن صحبتِ یار آخر شد — روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

تیسرے دن حضور پُر نور کا قُل ہوا اور پھول اُٹھانے کی رسم ادا کی گئی - درود خوانی و قرآن خوانی ہوئی ؎

از حق بود صلوٰۃ زامت بود سلام		برحضرتِ محمدؐ و بر آل او مدام	

سید معروف شاہ صاحب قبلہ وارثی نے سلام عرض کیا جو حسبِ ذیل ہی ؎

السّلام اے مونس و غمخوارِ ما		السّلام اے دلبر و دلدارِ ما
السّلام اے مردمِ چشمانِ من		خون شدہ اے دیدۂ گریانِ من
السّلام اے یوسفِ کنعانِ من		السّلام اے دلبر و جانانِ من
السّلام اے جانِ ما جانانِ ما		السّلام اے دینِ ما ایمانِ ما
السّلام اے مظہرِ انوارِ حق		السّلام اے مصدرِ اسرارِ حق
السّلام اے وجہِ تسکین بوے تو		السّلام اے روح جانم بوے تو

السلام اے معدنِ صدق وصفا — السلام اے مخزنِ حلم وحیا
السلام اے جانِ من قربانِ تو — ہر دو عالم تابعِ فرمانِ تو
السلام اے چشمِ پُر شرم وحیا — سوے زندان مے برد زلفِ دوتا
السلام اے منزلِ ما کوئے تو — میکشد آن خنجرِ ابروے تو
السلام اے ابرِ رحمت السلام — السلام اے بحرِ شفقت السلام
السلام اے قوتِ ادراکِ ما — السلام اے مرہم وتریاکِ ما
السلام اے دردِ تو ما را دوا — خاکِ پایت بہرِ ما خاکِ شفا
السلام اے قوتِ بازوے ما — دل شده از دست واز قابوے ما
السلام اے ماه تابان السلام — السلام اے شاهِ خوبان السلام
السلام اے وارثِ عالم پناه — السلام اے بیکسان را تکیه گاه
السلام اے چارهٔ بیچارگان — السلام اے مرہمِ دل خستگان
السلام اے نورِ چشمِ آرزو — خاک در ہجرت فشاندم کو بکو
فرقتِ تو کرد عالم را تباه — شُد نصیبِ خادمان روزِ سیاه
گشت ویران خانهٔ آبادِ ما — رحم کن بر ناله وفریادِ ما
یاد باد آن حالتِ دیوانگان — یاد باد آن خدمتِ دلدادگان
یاد باد آن محفلِ شعر وسخن — یاد باد آن مجلسِ اربابِ فن
یاد باد آن دعوتِ شیرانهٔ ما — یاد باد آن غیظِ تو آن نازِ ما
یاد باد آن خندهٔ وآن طنطنه — یاد باد آن نغمهٔ وآن زمزمه
یاد باد آن شیوهٔ جانانِ تو — یاد باد آن طرز ورنگ وگفتگو
ما کجا و تو کجا ذکرت کجا — الله الله نسبتِ شاه وگدا
بادشاہا آبروئے ما توئی — جانِ ما ہم گفتگوئے ما توئی
در فگن آتش به ملکِ جانِ ما — زود کن از قیدِ غم ما را رہا
وا رسا بنما جمالِ خویشتن — رحم کن بر ما بحقِ پنجتن
قصهٔ معروفِ غمگین اے صبا — وا رسان در حضرتِ سلطانِ ما
کن ثنا در ذاتِ خود ما را تمام — ختم شد این قصه اکنون والسلام

تمت بالخیر

تتمہ[لہ] عنوان "واقعات بیعت"

اکرام حسین کے بیعت کا واقعہ

حضور انور کی روحانیت اور قوتِ باطنی کے واقعات اِسقدر حیرت انگیز ہین کہ فہم و ادراک مین نہین آتے۔ حضور پُر نور کی حیاتِ ظاہری مین جسطرح ایسے واقعات نظر آتے رہتے تھے ویسے ہی اب بھی مشاہدہ ہوتے ہین۔

قاضی محمد لیاقت حسین صاحب وارثی رودلوی قمطراز ہین کہ ۲۸ محرم ۱۳۴۱ ہجری کے شب مین بحالت خواب مولوی عبد العلی صاحب وارثی خدا نما نے دیکھا کہ وہ حضور پُر نور کی خدمت قدس مین حاضر ہوئے ایک نوجوان آدمی کو اُنھون نے حضور انور سے بیعت کرایا ہے۔ بعد بیعت حضور والا سے ارشاد ہوا کہ اِنکو دو رکعت نماز بھی پڑھوا دو اور نیّت نماز کی اسطرح ارشاد فرمائی کہ "نیت کرتا ہون مین دو رکعت نماز واصل الی اللہ کی۔ اللہ اکبر" ہر رکعت مین ایک ایک بار سورہٴ فاتحہ اور گیارہ گیارہ بار سورہٴ اخلاص پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ بہ تعمیل ارشاد نماز پڑھوا دی گئی۔ جب بیدار ہوے تو خدا نما صاحب کو ظنِ غالب پیدا ہوا کہ خواب کا واقعہ خارج مین وقوع پذیر ہونے والا ہے۔ ۲۹۔ محرم کو خدا نما صاحب بوقت شام نواب گنج بارہ بنکی سے بعزم دیوہ شریف روانہ ہوئے۔

راہ مین صفر کا چاند دیکھا۔ صبح کو عُرس خاص سرکار عالم پناہ کا تھا۔ دیوہ شریف پہونچکر خواب کا واقعہ بعض خاص احباب سے بیان کیا۔ یکم صفر دو بجے دن کے حسب معمول مزار پُر انوار کو غسل دیا گیا بعدہٗ قبّہ شریف سے بار صحنچیون مین اور چبوترے پر قوالیان ہونے لگین۔ خان بہادر مولوی محمد باقر پنشنر ڈپٹی کلکٹر رئیس رائے بریلی اور اُنکے برادر عزیز مولوی محمد ناصر خان صاحب پنشنر کورٹ انسپکٹر اور اُنکے بھانجے اِکرام حسین اور عبد الحمید خان صاحب ایک طرف کھڑے قوالی سن رہے تھے۔ ان صاحبون مین صرف عبد الحمید خان صاحب

لہ۔ نوٹ۔ از جانب مطبع۔ واضح ناظرین ہو کہ ایک ورق نوشتہ دستِ خاص مؤلف مرحوم مسودہ مجلدہ سے متفرق رہنے کے سبب سے اپنے موقع سے منتشر ہو کر کتاب سے متروک ہو گیا تھا مگر بارے بفضلہ تعالیٰ قریب انجام طباعت کے از خود نکل آیا اسلئے اس جگہ پر بطور تتمہ عنوان واقعات بیعت الحاق کر دیا گیا۔

خُدَا نُمَا صاحب کو جانتے تھے۔ یہ وہان پر ٹہل رہے تھے۔ عبدالحمید خان صاحب اور اکرام حسین ان کی طرف دیکھ دیکھ کر آپس مین کچھ باتین کر رہے تھے۔ خدا نما صاحب نے اِسکو محسوس کر کے عبدالحمید خان صاحب سے کہا کہ شاید کچھ ذکر میرا ہو رہا ہے۔ عبدالحمید خانصاحب نے خندہ رُو ہو کر کہا کہ اکرام حسین کہتے ہین کہ یہ خُدَا نُمَا کیونکر ہین اور کسطرح سے ہین۔ یہ سُنکر خُدَا نُمَا صاحب نے فی الفور برجستہ کہا "کیا دیکھوگے"؟ اکرام حسین نے کہا "ضرور" بس معًا خُدَا نُمَا صاحب اکرام حسین کو اپنے ساتھ شہ نشین مین لے گئے اور اکرام حسین سے کہا کہ دروازہ پر جو کتبہ تاریخی "فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" کندہ ہے دیکھو! اکرام حسین دیکھنے لگے۔ خدا جانے اُنھون نے کیا دیکھا کہ دیکھتے دیکھتے مِثلِ نقش بر دیوار ساکت اور مُتحیّر ہو گئے اور آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے۔ خُدَا نُمَا صاحب اُنکو اُسی حال مین چھوڑ کر باہر چلے آئے۔ دیر کے بعد اکرام حسین بھی باہر آئے تو خُدَا نُمَا صاحب نے اُنکو مخاطب کر کے کہا "دیکھا"؟ اُنھون نے "ایک آہ سرد بھر کر کہا "ہاں دیکھا"۔ اُسوقت سے اکرام حسین خُدَا نُمَا صاحب کے گرفتار ہو گئے۔ شب کو عبدالحمید خان صاحب روتے ہوئے مولوی محمد باقر صاحب کے پاس آکر کہنے لگے کہ اکرام حسین فقیر ہو جانے پر کمر بستہ ہے۔ سب لوگ محو حیرت ہو گئے اور ماموں صاحبان کو اُن کے تردد پیدا ہو گیا۔ اکرام حسین نے بیعت کی درخواست کی۔ قُل شریف کے بعد وہ مرید کرا دئے گئے اور خُدَا نُمَا صاحب نے اُن کو وہ نماز بھی پڑھوا دی۔ اکرام حسین کی محویت اور حضور پرنور کی محبّت مین اُن کی بیخودی قابل دید تھی۔ سرکار والا تبار کے فیوض و برکات الآن کَمَا کَانَ جاری ہین اور رہین گے ؎

چلتا ہے روز دَور مئے ارغوان ہنوز	
جاری ہے فیض محفلِ پیرِ مغان ہنوز	

نوٹ مطبع

زیرِ عنوانِ "حُسنِ اَخلاق" (مُثبتہ صفحات ۹۶ تا ۱۰۳) حضرت حاجی صاحب قبلہ کی آخری علالت مین جناب مولنا مولوی قیام الدین محمد عبد الباری صاحب مدظلہٗ کی ملاقاتِ عیادت کا واقعہ جو بصفحۂ ۱۰۳ مندرج ہے اس بنا پر تحقیق طلب تھا کہ بحالت بقاے حیاتِ ظاہری کیونکر مولنا نے شیخ الطاف الرحمن صاحب کو فاتحہ دلانے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ بر طبقِ استفسار جو کچھ مولنا نے جواباً تحریر فرمایا ہے اطلاعاً ہدیۂ ناظرین ہے۔

وھوھذا

مین نے مولوی الطاف الرحمن صاحب کو جناب حاجی صاحب کے فاتحہ کا مشورہ اسوجہ سے دیا کہ اُنکو پھر خدمت مین حاضر ہونا دشوار تھا اور مجھے یقین تھا کہ حاجی صاحب کی وفات کا زمانہ آگیا ہے۔ چنانچہ اُنھون نے اُسی وقت پانچ روپے نکالکر دئے اور مین نے پھر اُن کے پاس رکھوا دئے اور بعد واپسی حضرتنا بالنسبہ حاجی صاحب کی وفات کی خبر معلوم ہوئی فاتحہ دلوا دیا۔ درحقیقت فاتحہ یعنی ایصال ثواب مُردہ ہی کے لیے مخصوص نہین ہی اگرچہ عرفاً ایسا ہی ہی۔

فقیر محمد عبد الباری

قطعۂ تاریخ کتاب

حمد بیحد مر خدا ے پاک رب العالمین
مالکِ روزِ جزا رزاق و خلاق معین

بر صنائع اوست شاہد انا زینا السماء
بر کمالِ قدرتش پیداست اطباقِ زمین

واحد و بیمثل اسمِ ذات اللہ الصمد
غافر الذنب و کریم الوصف خیر الرازقین

انت ربی انت حسبی انت لی نعم النصیر
یا عبادی ذو الجلالی یا معین و نستعین

شکر احسانات و انعامات بی پایان تو
کے شود یا رب ادا از بندہ خوار و مہین

منتخب بہرِ ہدایت کرد ذاتِ انبیا
تا جدا گردد ز ایشان رازہاے کفر و دین

بالخصوص آن سرورِ عالم محمد مصطفےٰ
خاتمِ پیغمبران و وارثِ خلدِ برین

بلبلِ شاخ نبوت قمری سروِ شرف
شاہبازِ اوج دین شاہینِ معراجِ یقین

مصحفِ روے مجیدش مظہرِ ذاتِ صمد
ساقیِ تسنیم و کوثر حامیِ دینِ متین

سورۂ والشمس تفسیرِ بیاضِ صبحِ رو
آیتِ واللیل تفسیرست زلف عنبرین

باعث ایجاد عالم مظہرِ نورِ خدا
آیتِ انا فتحنا رایتِ فتحا مبین

در ازل حکمِ قضا بر تارکِ اقدس نہاد
تاجِ ارسلنٰک الا رحمۃً للعالمین

صاحبِ یٰسین و مصداقِ علیٰ خلقٍ عظیم
باعثِ ایجادِ نورِ اولین و آخرین

مقصد الاقصا رحمت غایۃ القصوی خود
واقفِ رازِ حقیقت کاشفِ اسرارِ دین

در اطاع اللہ مشروط است من یطع الرسول
شد عیان از آیتش توقیعِ ختم المرسلین

میرسد از غیب بہر عاشقانِ مصطفےٰ
مژدۂ جانبخش طبتم فادخلوہا خالدین

برروانِ مصطفےٰ و آل و اصحاب رسول
صد سلام و رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

بعد حمد و نعت والاےِ حبیب کبریا
میکنم اوصاف خاصانِ اِلہ العالمین

آن رئیس الاتقیا عالی نسب والا حسب
حاجی وارث علی محبوب خیر الوارثین

نقش بندِ کاف و نون از خامۂ قدرت کشید
صورتِ زیبا و شکل غیرتِ ماہِ مبین

قطب دین و غوثِ دوران و سراج اولیا
مقتداے اہلِ عرفان پیشواے کاملین

رتبۂ الفقر فخری یافت در حبِّ نبی
شد فنا فی اللہ از عشقِ امام المرسلین

بقعہ پُرنور دیدہ ہست چون باغ ارم
از مزارِ پاک سالار و امیر العارفین

خوش رقم فرمود با تحقیق احوال شریف
کس ندیدہ واقعات از چشمِ باطن اینچنین

ہست از تالیف کلکِ مولوی فضل حسین
حیف شد زین دارِ فانی داخلِ خلدِ برین

گفت ذاکر سالِ تاریخ کتاب مستطاب
منبعِ اسرار سالارِ گروہِ صالحین

ناچیز
سید ذاکر حسین [illegible] محافظ [illegible] میونسپل بورڈ اٹاوہ

تصحیح اغلاط مقدمہ کتاب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۲۴	ہوجاؤگا	ہوجاؤنگا
۸	۴	منظور اور فرمایا	منظور کیا اور فرمایا
″	۱۵	محمد معاون	ممد ومعاون
″	۲۵	آتی اونکی	آگئی تراونکی
۱۷	۱	جب	سب
″	۷	نھین	نہین
″	۱۸	سبے پایہ	بے مایہ
″	۲۰	کہ	کیونکہ
۱۸	۲۹	جو اس	حواس
۱۹	۸	بہی	یہی
″	۱۰	سمجھنا	سمجھا

تصحیح اغلاط مجموعہ تالیف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۰	ہوئے اسی	ہوئے اور اسی
۲	۱۴	نام	تام
″	۲۶	اعزار	اعزاز
۳	۲۹	کثیر المعرفت	کنز المعرفت
۴	۳	ولاوت	ولایت
۸	۱	پیتھے پور	پیلتے پور
″	۴	تعلیم	تعظیم
″	۱۳	حضر	حضرت
″	۲۷	لفظہ	لفظ
۹	۱۳	طال	مال
″	۲۶	پرور	پرور
۱۱	۱۳	عمر	ہمسر
″	۱۴	ہم سنی	ہمسنی
″	۱۸	ایک ایک	ایک اشرفی کا ایک بتاسہ
۱۲	۱۸	پیوستہ	پیوستہ
″	۱۹	نیک	تنگ
″	۲۶	درمنش مش	درمنش معنی [illegible]
۱۳	[illegible]	شکرآباد	شکوہ گنج

تصحیح اغلاط مجموعہ تالیف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴	۲۱	یشاءُ ذوالفضل	یشاءُ وَاللّٰہُ ذوالفضل
″	۲۲	سجادہ نشینی	دستاربندی
۱۵	۱	"والدہ"	والد
۱۶	۲	اس واقعہ سے کہ پہلا خواب	قبل اس واقعہ سے کہ جب پہلا خواب
″	۶	ہوتی	ہوئی
″	۷	جسقدر	جس
″	″	مین خواب مین	مین نے خواب مین
″	″	کرتا تھا	کی تھی
″	۱۰	کا	کے
۱۷	۹	گوئے	کوئے
″	۲۰	بنین	رہینین
۱۸	۱	رہے	تھے
۱۹	۲۵	پیتھے پوری	پیلتے پوری
۲۰	۴ و ۵	ایضاً	ایضاً
۲۲	۲۶	مہروفا	مہر و وفا
۲۴	۸	اَرعزہ	اَرعزا
۳۱	۱۶ و ۱۷	مین ایک عادت بھی مین پاتا تھا مگر حسب عادت	مین بھی حسب عادت
″	۲۴	حضو	حضور
۳۲	۲۳	تہی	تھین
۳۳		مقدس مین	مقدس لباس مین
۳۷	۱۲	اونچا اور نیچا	اونچا
۴۰	۲۹	کیا ہے کہ	کیا کہ
۴۶	۱۰	مولو	مولوی
۴۷	۶	کہنہ حقیقت	کنہہ حقیقت
″	۱۰	اشعری	اشرفی
″	۱۹	بہی	ابھی
″	۲۲	بجھم	بجھم
″	″	یورپ	یورپ
۴۸	۲۲	مجھے	[illegible]
۴۹	۱۹	صوبہ بہار	صوبہ بہار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۳	۲۸	عام	عالم
۵۴	۵	ناظر و خوانی	ناظرہ خوانی
〃	۱۴	فرتے	فرماتے
۵۶	۱۴	سنہ ۱۳۲۰ھ	سنہ ۱۳۱۲ھ
۵۸	۱۹	اِن دونو	اِن دونون
۵۹	۲۴	فرماتے ہین ایک —	فرماتے ہین کہ ایک
۶۰	۲۴	صاجو	صاحبون
〃	۲۸	تعلقدار شریف	تعلقدار دیوہ شریف
〃	〃	گون	لوگون
۶۱	۹	آیۂ	اِنَّ
〃	۱۵	متھرا	علیگڈھ
۶۲	۱۶	جس چیز	جس چیز کو
۶۵	۲۷	ان ہین	اِن ہین
۷۰	۳۰	وہی	وَہِی
۷۶	۳۰	دل صفحۂ	در صحف
۷۷	۲۹	شوہر اور	شوہر پر
۸۰	۲۶	ہم خدا آمد و ہم ذات رسول	ہم خدا در قرآن آمد ہم رسول
۸۴	۴	نبی کریم	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
〃	۱۹	ہیلی بھیت کو ہمراہ	ہیلی بھیت ہمراہ
〃	۲۸	عالی لائے	عالی ہین لائے
۸۵	۲	نبی کریم	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
〃	۵	قصبۂ اناام	قصبۂ اناؤ
۸۶	۲۶	مسلمۂ	مُسلَمہ
۸۸	۲۳	مجھے	میرے
۸۹	۲۶	(۱)	(۲)
۹۳	۲۷	عالت	حالت
۹۴	۱	تو	کہ
〃	۲۵	کہانتک	کہان
۹۵	۶	کراتی	کرتی
۱۰۰	۱۸	وہ وہ	وہ یہ
۱۰۱	۱۲	رزیلہ	رذیلہ
۱۰۲	۱۲	اخلاق گرویدہ	اخلاق سے گرویدہ
〃	۱۸	لااُبالی	لااُبالی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۵	۳۰	تذکرہ حضور نے اس	تذکرہ کا اس
۱۰۶	۵	گھدیا	کہدیا
۱۱۰	۱۷	سنہ ۱۸۶۸ء	سنہ ۱۸۵۸ء
〃	۲۶	دریافت کہ	دریافت کیا کہ
۱۱۱	۱۶	وجود	موجود
۱۱۲	۱۹	گھین	کہین
۱۲۱	۲۷	یاد	بادہ
۱۲۲	۹	بُردماتم	بُرد و ماتم
〃	۱۳	رلّت صلوٰتم	رلّت و صلوٰتم
۱۲۴	۲۴	دز	وز
۱۲۵	۱	نرم	بزم
〃	۳۰	فقیہہ	فقیر
۱۲۶	۸	راستہ تک	راستہ سے
۱۲۸	۱۶	کے	کو
۱۳۷	۱۵	واقعی	واقعہ
۱۳۷	۲۷	ہیں	ہین
۱۳۸	۳	اندیشہ	ز اندیشہ
۱۳۹	۱۲	اشاد	ارشاد
۱۴۱	۳۰	ہوچلے	ہوچکے
۱۴۲	۲۵	مین	ہین
۱۴۳	۱	بہرمٹ	جھرمٹ
۱۴۶	۲۲	کی اسوقت	کی عمر اسوقت
۱۴۸	۲۴	آپنے	اپنے
۱۵۰	۲۴	ہین انھون	ہین ہین انھون
۱۵۱	۶	مرصوف	موصوف
۱۵۲	۱۲	متھرا	علیگڈھ
〃	۱۸ و ۲۳	گنیش پرشاد	کاشی پرشاد
〃	۲۴	مگراوس	مگر
۱۵۳	۵	برتتا	برتتا
〃	۲۳	ہر صورت جن کی تھی جیسی	ہر صورت دیکھی تن تیتی
۱۵۴	۵	پھلی	پہیلی
۱۵۵	۵	ورد	ورد
۱۵۶	۱۵	حضور	حضور پر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۶	۳۰	پالکی	پالکی کے	۱۸۰	۲	[illegible]	[illegible]
۱۵۷	۱۳	پیٹنے	پیٹے	〃	۱۱	"دوماہوہ بیگیہ"	"دو دیوہ بیگیہ"
۱۵۹	۲۹	برابر	برادر	۱۸۱	۲۵	اوصاف	اوقاف
۱۶۱	۸	اسرار	اصرار	〃	〃	مدوجہ	[illegible]
〃	〃	ایک بات ایسی	بات	〃	۲۶	نصب	لقب
۱۶۲	۸	کرسکا	نکرسکا	〃	۲۹	این	دین
۱۶۳	۲۴	سوجد	سوجدپر	۱۸۲	۳	تفصیلی وتذکرہ	تفصیلی تذکرہ
〃	۲۵	مجھے	مجھسے	〃	۵	تیز	نیز
۱۶۴	۲۸	واقعات میں ہیں	واقعات ہیں	〃	۱۳	کی حاجت	کی اور حاجت
۱۶۵	۱۴	جنبش ڈالدیا	جنبش میں ڈالدیا	〃	۱۹	یاو	یاد
〃	〃	خودمیں	خود	۱۸۳	۱۹	گذار	گداز
〃	۲۵	ملنی چاہیئے	نہ ملنی چاہیئے	〃	۲۲	ریافت	ریاضت
۱۶۵	۲۹	اوڑے	اوڑھے	۱۸۵	۱۶	اِشراف	اِشراق
۱۶۸	۱	کرے	کریگی	〃	〃	طریقت کوہوا	طریقت ہوا
〃	۲۴	کونٹ گلزرامینا	کونٹ گلزرامین	〃	۱۷	بلکہ اگر تعلیم	بلکہ تعلیم
۱۶۹	۱۰	جونپورای	جونپوری	〃	۲۲	ملاتیہ	ملاشیہ
۱۷۰	۹	مداقت	صداقت	〃	۲۵	[illegible]	فقیر
۱۷	۹	عیداضحے اورادا	عیداضحے ادا	۱۸۶	۱	پیٹ میں	پیٹھ پر
〃	۲۴	وارث نگر تعلقدار	وارث گنج رئیس	۱۸۷	۱۰	ابوذرا	ابوذر
۱۷۲	۷	کے یہان	والد کے یہان	〃	۱۸	مین	ہوئے
〃	۱۶	وارث نگر	وارث گنج	〃	۲۹	نعم علی	نعمت علی
〃	۱۹	قسمین	قلمین	۱۹۰	۱۲	مولوی	موسولوی
〃	۲۹	اکرام	اکرم	〃	۲۵	ایک مرتبہ	ایکسو مرتبہ
۱۷۳	۸	قف	وقف	۱۹۱	۲۸	آتاتھا	جاتاتھا
〃	۱۵	قلب منور انور	قلب منور کو حضور انور	۱۹۲	۱	مین	زیارت سے مشرف کیجیے
〃	۲۰	تمام	نام	۱۹۵	۱۹	بھی	یہی
〃	۳۰	اٹھا	[illegible]	۱۹۶	۱۲	دو	تو
۱۷۶	۱۶	دوازدہ	دوادہ	〃	۱۳	کفین	تکفین
۱۷۷	۱۸	کیسی	کیس	۱۹۷	۲۹	سب	سلب
۱۷۹	۱۹	[illegible]	اور	۱۹۸	۱۹	رکھتا	رکھا
〃	۲۳	محمودوا	محمود	〃	۲۱	جو	زیارت سے مشرف کیجیے
۱۷۹	۲	[illegible]	دربار	۲۰۱	۳۰	تذکرہ کرگیا	تذکرہ کیا
〃	۹	[illegible]	[illegible]	۲۰۳	۵	[illegible]	خالی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
〃	۲۱	زرّیے	ذرّیے
۲۰۴	۲	سے	کے
〃	۱۲	بلوایا	بُلایا
〃	۱۴	فرمایاکہ وہ تمہیں خاک کر جائے	فرمایاکہ مدد وہ تمہیں خاک کر جاتا
〃	۲۲	بہی	بھی
〃	۲۴	دیکھتے	دیکھنے
۲۰۷	۱۳	نعمت شاہ	نعمت اللہ شاہ
〃	۱۶	ہرج	حرج
۲۰۸	۲۶	حضرت	حضرات
۲۰۹	۱	لبوں سے لبوں سے	لبوں سے
〃	۲	نکرین	نکیرین
〃	۸	رکھ	راکھ
۲۱۲	۸	کسی سے	کسی کے
۲۱۵	۲۳	فائض المرام	فائز المرام
۲۱۶	۸	بیعت سے	بیعت کے
〃	۱۳	فقرا	فقر
۲۱۷	۸	تہمم	مہتمم
۲۱۸	۱۱	کا ترجمہ قرآن	کی قیمت ترجمہ قرآن
۲۱۹	۱۱	شاہ فضل صاحب	شاہ فضل حسین صاحب
〃	۱۵	نکتہ مستظمہ حنفی	نکتہ منتظمہ میں حنفی
۲۲۰	۱۳	بنگلہ	بنگالہ
۲۲۱	۲	حضور ور	حضور انور
〃	۵	پہونچنا	پہونچا
〃	۲۷	رہبر انوان	رہبر انو
۲۲۳	۱۸	آئیت	آیت سے
۲۲۴	۷	بھیجے	بیٹھے
۲۳۰	۱	در واز	دروازہ
۲۳۳	۳	دوایک دنے کے معلوم	دو ایک دن کے بعد معلوم
۲۳۵	۴	جاکر وہاں جائیگا	جاکر وہاں جائیگا
۲۳۶	۱۰	کھڑے لگا اور کر	کھڑے لگا کر
〃	۱۱	خط لیکر جاتا	خط لیکر کہو کر جاتا
۲۳۸	۷	ادھیوں سے ا سیے	ادھیوں میں ا سیے
۲۴۰	۳	طرف سے	طرف سے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۵	۸	ان کو مارتے	ان کو مارنے
۲۴۷	۵	کہ لین	کر لین
۲۴۸	۱۴	قیاحت	قیامت
〃	۲۵	امدا اللہ	امداد اللہ
۲۴۹	۷	حق مین	حق بین
〃	۹	فسرماتے	فرماتے
۲۵۰	۲۰	اس قابل ہوں گے	اس قابل ہوئے اور اسیطرح نور الحسن بھی ہوں گے
۲۵۱	۱	جاتا	جانا
〃	۹	کیون	زائد ہے قلمزد کیجیے
〃	۱۲	اپچ	الپچ
〃	۱۶	اس	اسی
۲۵۲	۲۵	سمجے	سمجھیے
۲۵۴	۱۸	حضرت فتوے	حضرت کے فتوے
۲۵۸	۲۶	اور کسی	جب کسی کی
۲۶۷	۱۹	روتی	روی
۲۶۹	۱۰	ہوتی	دہوتی
۲۷۱	۱۲	لے	کے
〃	۱۶	نور	انور
〃	〃	وضع	موضع
۲۷۴	۳	نیشتر	بیشتر
۲۸۲	۶	پیڑہ	بیڑہ
۲۸۳	۱۸	تصرقات	تصرفات
۲۸۶	۱۸	آئین لے	آئین کے
۳۰۲	۲۷	جو	زائد ہے قلمزد ہونا چاہیے
۳۰۴	۲۰	استظام جو	انتظام تھا جو
۳۰۷	۱۵	ظاہر ہین	ظاہر بین
〃	۳۰	قلاورزی	قلاورزی
۳۰۸	۱۰	ور	ورنہ
۳۲۰	۹	چلا گیا کر	چلا کر
۳۲۹	۲۲	جاشاہ	خلیفہ جا شاہ
〃	۲۳	[illegible]	[illegible]
۳۳۸	۱۶	ابو محمد علی صاحب	ابو محمد علی حسن صاحب
۳۳۵	۱۴	میر دست مبارک	میر دوست مبارک

اعلان

ہر خاص و عام
خصوصًا تاجران کتب و صاحبان
مطابع کی خدمت مین گذارش ہے
کہ کتاب فیض انتساب یعنی **مشکوۃ حقانیت**
المعروف بہ **معارف وارثیہ** کے جملہ حقوق بحق زوجۂ
مؤلف مرحوم یعنی مسماۃ بی بی **احمدی بیگم** صاحبہ محفوظ ہین۔
لہذا کوئی صاحب بدون اجازت مسماۃ موصوف قصد چھاپنے
یا چھپوانیکا نہ فرمائین۔ اگر اس اعلان کے خلاف کوئی صاحب کچھ کارروائی فرمائینگے
تو یقینی بعوض نفع کے نقصان اٹھائینگے۔ جن حضرات کو اس کتاب
کی خریداری منظور ہو مبلغ للعہ علاوہ خرچ ڈاک بھیجکر یا بذریعہ
وی پی مجھ مشتہر سے طلب فرمائین۔
وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

المشتہر
محمد مراد علیخان قادری مالک مطبع
اخلاقی محلہ ڈھنڈ اگھانہ مراد پور
پٹنہ جنکشن